

تاریخ خلدون

جلد ششم

حصہ یازدہم و دوازدہم

شمال افریقہ کے مسلم ممالک میں
مختلف قبائل اور خاندانوں کے حکمران
دنیا کے عرب کے مسلم ممالک میں مختلف قبائل
اور خاندانوں کے حکمرانوں کے حالات

علامہ عبدالرحمن ابن خلدون



کتاب العبر و دیوان المبتدأ والخبر فی ایام العرب
و العجم و البربر و من عاصرهم من ذوی السطان الاکبر

المعروف به

تاریخ ابن خلدون

جلد ششم

حصہ یازدہم، دوازدهم

علامہ ابن خلدون نے اپنی زندگی کے آخری ایام مصر اور شمالی افریقہ کے دوسرے علاقوں میں بسر کئے تھے۔ اس جلد میں مصر اور شمالی افریقہ کے حکمران خانوں، قوموں اور قبیلوں کے مفصل حالات و واقعات ہیں۔ اگرچہ ان حکمرانوں اور قبائل نے دوسرے مسلم حکمرانوں کی طرح جاہ و جلال سے حکومت نہیں کی تھی، لیکن ان کے ہاتھوں بعض ایسے کارنامے انجام پائے جو اسلام کے قرن اول اور عہد زرین کی عظمت کی یاد دلاتے ہیں۔ شمالی افریقہ کے بربر علاقوں کے علاوہ دنیائے عرب کے دوسرے ملکوں میں بھی اسلام کی اشاعت و حکومت کے حالات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

تصنیف

علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترتیب و تبویب

منیر احمد نعیم ایم۔ اے

ناشران و تاجران کتب
الفیصل
غزنی شریٹ آڈو بازار لاہور

AI-FAISAL NASHRAN

Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore, Pakistan

Phone : 7230777 Fax : 09242-7231387

<http://www.alfaisalpublishers.com>

[e.mail:alfaisal_pk@hotmail.com](mailto:alfaisal_pk@hotmail.com)

۲۹۷۶۹

۷۱۲۵۱

۷۰۰۷۸

۶۸۸

جولائی 2004ء

محمد فیصل نے

ندیم پونس پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

فہرست

۶۵	ریاحی کا حال	۲۲	حصہ یازدہم
۶۷	ریاح کے عالم کی زندگی کے حالات	۲۶	باب ۱ مستعجبہ عربوں کے حالات جو اسلامی سلطنت کے عربوں سے تعلق رکھتے تھے
۶۹	باب ۵ زغبہ اور اس کے بطون ریح کے بھائیوں کا بیان	۳۲	بنو مھضاء اور خاندان فضل کی روداد اور عراق اور شام میں ان کی حکومتوں کا بیان
۶۹	جو ہلال بن عامر کے ہیں	۳۶	باب ۲ بنی عامر بن صعصعہ کے حالات کا بیان
۶۹	مغرب اوسط میں زانات	۳۷	بنی ہلال اور سلیم یعنی عربوں کے چوتھے طبقے کا بیان اور ان کے حالات کی روداد
۷۲	باب ۶ حصین بن زغبہ کے حالات کی روداد	۵۲	ہلال بن عامر سے تعلق رکھنے والے اشع اور ان کے بطون کی روداد جن کا تعلق چوتھے طبقے سے ہے
۷۳	بنی مالک بن زغبہ کا بیان	۵۸	باب ۳ بنو ششم کے حالات اور ان کے واقعات کی روداد
۷۵	ابوتاشیفین کا حال	۵۹	اخلاصہ کا تعلق ششم سے
۷۵	ابوعنان کا احوال	۶۱	بنو جاہر کے حالات عام اور مقدم کا حال
۷۶	حرث بن مالک	۶۲	باب ۴ ہلال بن عامر کے حالات جو بنی ریح سے تعلق رکھتے تھے
۷۸	باب ۷ بنو عامر بن زغبہ کے حالات	۶۳	یعنی بن عبد الواحد کا مر جانا
۸۳	باب ۸ عروہ بن زغبہ کے حالات اور واقعات کی روداد	۶۳	ابن عتوا کا حال
۸۳	باب ۹ ذوی حسان، ذوی عبید اللہ اور ذوی منصور کے تین قبائل کا احوال	۶۳	سرداری کے لیے جھڑا
۸۵	ذوی عبید اللہ کا حال	۶۳	سابع کا حال
۸۷	تغلبہ کا احوال	۶۵	بعد کے حالات
۸۹	ذوی منصور یہ کا بیان		
۸۹	دور عدی روداد		
۹۰	اطلاف کا بیان		

۱۲۸	باب ۱۶ نفرزادہ کے قبائل اور ان کے بطون کے حالات	۹۱	بنی مختار کا بیان باب ۱۰
۱۲۹	نفرزادہ کے بطون		بنو منصور اور بنو سلیم کے حالات اور ان کی
	باب ۱۷	۹۳	حکومتوں کا بیان
۱۳۰	تبری بربریوں میں سے لواتہ قوم کے حالات کا بیان	۹۶	ہراج کا بیان
۱۳۱	بنی فاتن کے حالات کی روداد		باب ۱۱
۱۳۱	مصغرہ کا بیان		کعب کے قاسم بن مر ابن احمد کا بیان اور اس کے
۱۳۳	لمایہ کا بیان	۱۰۱	واقعات کی روداد
۱۳۴	قبائل لمایہ کے حالات	۱۰۲	بنی حصن کا بیان
۱۳۵	مطماطہ کا بیان	۱۰۴	ذباب بن سلیم کے حالات
۱۳۵	منداس کے وطن		باب ۱۲
۱۳۶	مغیلہ کی روداد		بربری قوم اور مغرب کی دیگر اقوام کا بیان اور شروع
۱۳۶	مدیونہ کے حالات		سے لے کر اب تک ان کی مفصل روداد
۱۳۷	کومیہ کی روداد	۱۰۷	برنس کے قبیلوں کا بیان
	باب ۱۸	۱۰۷	المتمر کے قبیلوں کے حالات
۱۳۹	زوادہ اور زوانہ اقوام کے حالات کا بیان	۱۰۸	باب ۱۳
۱۳۹	بنی یراین کا بیان		مغرب اور افریقہ میں رہائش پذیر بربریوں کے
۱۴۰	زوانہ کی روداد		حالات و واقعات
	بنی ورسطف اور مکناسہ کے دوسرے بطون کا بیان اور ان	۱۱۴	باب ۱۴
۱۴۰	کی حکومتوں کی روداد		بربروں کی انسانی خصوصیات اور شریفانہ خصائل کا ذکر جس
	بنی واسول کا بیان اور سحلماسہ اور نواحی علاقوں کے مکناسی	۱۱۸	کے ذریعے انہوں نے ملک حاصل کیے اور حکومتیں بنائیں
۱۴۰	شاہوں کی روداد	۱۱۸	بربروں کے انسانی فضائل
	تسول کے بنو ابو العافیہ قبیلوں کا بیان جن کا تعلق مکناسہ	۱۲۰	زمانہ قبل اسلام میں بربروں کی حالت اور پھر بنو اغلب کا بیان
۱۴۲	سے تھا	۱۲۵	کتابتہ کا بیان
	باب ۱۹		باب ۱۵
	ہوارہ اور البرانس کے حالات کا بیان جو بربری		تبری بربریوں اور ان کے قبیلوں کا بیان اور ان
۱۴۶	قبائل سے تعلق رکھتے تھے		کے واقعات کی روداد
۱۴۷	ہوارہ کے حالات	۱۴۷	

۱۷۷	مراہطین کی حکومت کے واقعات اور اس کے انجام کی روداد	۱۳۹	ہوارہ کے مغرب میں قبیلے
	باب ۲۳	۱۳۹	عجیبہ، ازواجہ اور فسطاسہ کا بیان
	مراہطین کے باقی ماندہ لوگوں کے حالات اور	۱۵۰	عجیبہ کے حالات
۱۸۳	بعد ازاں موحدین کے ان پر حملوں کی روداد	۱۵۲	کتابہ کے حالات کی روداد اور ان کی حکومت کا بیان
۱۸۵	ابن غانیہ کا بیان	۱۵۲	کتابہ کے باقی باشندوں کا بیان
۱۸۶	میورقہ کی روداد	۱۵۳	بنو ثابت کے حالات
۱۸۷	محمد بن عبدالکریم کا بیان	۱۵۳	زوادہ کے حالات کا بیان
۱۸۸	ابن نخیل کی کہانی	۱۵۳	منہاجہ کے حالات کی روداد
	باب ۲۴	۱۵۵	انجھہ کا بیان
	سوڈان کے بادشاہوں کے حالات اور ان کی	۱۵۵	منہاجہ کے پہلے طبقے کی حکومت
۱۹۱	حکومتوں کی روداد	۱۵۷	بنو زیری بن مناد کی حکومت کی روداد
۱۹۳	لمطہ، کزولہ اور ہسکورہ کا بیان	۱۵۷	بلکین بن زیری کا حکمران بننا
۱۹۳	کزولہ ہسکورہ	۱۵۸	منصور بن بلکین کا تخت
۱۹۵	انثیف، بنونفال، فطواکہ	۱۵۹	بادیس بن منصور کی تخت نشینی
۱۹۶	منہاجہ کے تیسرے طبقے کا بیان	۱۵۹	المعز بن بادیس کا حکمران بننا
۱۹۷	مصامدہ کے واقعات کا بیان	۱۶۰	تمیم بن المعز کا بیان
۱۹۷	برغواطہ اور ان کی حکومت کی روداد	۱۶۱	یحییٰ بن تمیم کی تخت نشینی
۱۹۹	غمارہ کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد	۱۶۱	حسن بن علی کی حکمرانی
	باب ۲۵		باب ۲۰
۲۰۱	نسبتہ کے حکمرانوں کا بیان اور ان کی حکومتوں کی روداد	۱۶۳	منہاجہ کے واقعات کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد
۲۰۳	حمیم بنی کا بیان	۱۶۴	بنی الرند یعنی قفصہ کے حکمرانوں کے حالات کی روداد
۲۰۴	ادارسہ کی حکومت کی روداد	۱۶۴	ہلالیوں کے بنی جامع کی روداد اور تمیم کی حکومت کا بیان
	باب ۲۶	۱۶۵	رافع بن مکن کا طرابلس پر حملہ اور بنی بادیس کی حکومت کا بیان
۲۰۷	طنجہ اور سبتہ کی حکومتوں کا بیان اور پھر غمازہ کی مختصر روداد	۱۶۶	منہاجہ پر عربوں کا اثر اور موحدین کا بیان
	باب ۲۷	۱۶۸	بنو حماد کا بیان اور ان کی حکومت کے حالات
	مغرب اقصیٰ کے اہل جبال درن کا بیان اور ان		باب ۲۱
۲۰۹	کے واقعات کی روداد	۱۷۳	بنو حیوس کے حالات کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد
			باب ۲۲
		۱۷۶	ہاشمیین کے حالات اور ان کے واقعات کی روداد

۲۳۸	ہسکورہ کا بیان	باب ۲۸	مہدی کے ابتدائی حالات کا بیان اور موحدین کی حکومت کی روداد
۲۳۹	مصادہ کے بقیہ قبیلوں کی روداد	۲۱۰	
	باب ۳۲		باب ۲۹
	مراکش میں جہان درن کی حکومت اور اس کے واقعات کا بیان	۲۱۳	عبدالہمومن کی حکومت کا بیان جو مہدی کا خلیفہ تھا
۲۳۱	ہرغہ کی روداد	۲۱۷	اندلس کی فتح کا بیان
۲۳۱	تیملل کا بیان	۲۱۹	افریقہ فتح ہونے کی روداد
۲۳۱	ہختاہ کی روداد	۲۲۰	اندلس کی فتح کا بیان
۲۳۲	کدمیوہ کا بیان	۲۲۰	افریقہ کے بقایا علاقوں کی فتح
۲۳۲	وریکہ کا بیان	۲۲۱	ابن مردیش باغی کی روداد
	باب ۳۳	۲۲۱	یوسف بن عبدالہمومن کا خلیفہ بننا
	بنی بدرہ کا بیان جو موحدین سے اور امرائے سوس سے ہیں	۲۲۲	غمارہ کی بغاوت
۲۳۵	ملوک افریقہ یعنی بنی حفص کا بیان	۲۲۳	قفوصہ کے خروج کا بیان
۲۳۷	جنگ تاہرت کا بیان	۲۲۳	جہاد کرنے کی روداد
۲۳۹	شیخ ابو محمد کامرنا اور عبدالرحمن بن شیخ ابو محمد کا حکمران بننا	۲۲۴	شان ابن غانیہ کی روداد
۲۵۰	ابو عبداللہ المستنصر کا دور حکومت	۲۲۶	جہاد کے واقعات کا بیان
۲۵۱	سرکاری کاموں کا ذکر	۲۲۷	ابن الفرس کا خروج
۲۵۲	الجوہری کی روداد	۲۲۷	مستنصر بن ناصر کا حکمران بننا
۲۵۳	حفصی دعوت میں اہل اندلس کی شمولیت	۲۲۷	مملوع کا والی بننا
۲۵۶	مسیلہ کی طرف روانگی	۲۲۷	عادل بن منصور کی روداد
۲۵۷	سلطان کی نصرانیوں سے لڑائی	۲۲۸	باب ۳۰
۲۶۱	جزائر والوں کے خروج کا بیان		مامون بن منصور کا حکمران بننا اور یحییٰ بن ناصر کے خروج کا بیان
۲۶۲	واثق یحییٰ کی بیعت کا بیان	۲۳۰	۲۳۰
	باب ۳۴	۲۳۱	۲۳۱
	اندلس میں سلطان ابواسحاق کے داخلے کی روداد	۲۳۳	رشید بن مامون کا حکمران بننا
۲۶۳	اور دیگر واقعات	۲۳۳	سعید بن مامون کا بیان
۲۶۳	سلطان ابواسحاق کا الحضرہ پر قبضہ	۲۳۳	المرتضیٰ کی حکومت کا بیان
			باب ۳۱
			مراکش پر ابی دبوس کا غلبہ، مرتضیٰ کامرنا اور اس کی حکومت کا بیان
		۲۳۷	۲۳۷

۲۸۲	شیخ الدولہ کی روداد	۲۶۴	سلطان ابواسحاق کے بڑے بیٹے کی بجایہ پر حکمرانی
۲۸۳	سلطان ابو عسیدہ کا دنیا چھوڑ دینا	۲۶۶	جہاد کے لیے ابن سلطان کی روانگی
۲۸۳	ابو البقاء کا الحضرة پر قبضہ	۲۶۶	ابو عمارہ دعی کے فتنے کا بیان
۲۸۴	ابن مزنی یحییٰ بن خالد کی روداد	۲۶۷	دعی بن ابو عمارہ کا تونس میں داخلہ
۲۸۴	سلطان ابو بکر کی بیعت کرنا	۲۶۸	دعی کے ساتھ امیر ابو فارس کی جنگ اور بعد کے حالات
۲۸۵	ابن مخلوف کا قتل	۲۶۹	سلطان ابو حفص کا حکمران بننا
۲۸۶	سلطان ابو یحییٰ کا الحضرة پر قبضہ		باب ۳۵
	باب ۳۸		الجزائر قسطنطینہ پر امیر ابو بکر کے قبضے کا بیان اور دیگر
۲۸۸	بجایہ پر ابن عمر کی حکمرانی اور دیگر واقعات کا بیان	۲۷۱	واقعات
۲۸۸	بنی عبدالواد کی فوجوں سے مقابلہ	۲۷۳	بجایہ کے حاجب ابوالحسن بن سید الناس کی وفات
۲۸۹	ابن عمر کا خود مختار ہونا	۲۷۳	الزباب کی بغاوت کا بیان
۲۸۹	قابس کی طرف سلطان ابو یحییٰ کا سفر	۲۷۴	حکومت کے امراء کی روداد
۲۹۱	سلطان ابو بکر کا الحضرة پر حملہ	۲۷۴	سلطان ابو حفص کی موت
۲۹۲	حاجب محمد بن القانون کی روداد	۲۷۵	سلطان ابو عسیدہ کا حکمران بننا
۲۹۳	امیر ابوزکریا کی امارت	۲۷۵	عبدالحق بن سلیمان کی روداد
۲۹۳	ابن سید الناس کا بجایہ آنا	۲۷۶	بجایہ پر حملہ
۲۹۴	ابن ابی عمران کی روداد	۲۷۷	کعب کے فتنے کا بیان
۲۹۴	مولا ہم بن عمر کا قتل	۲۷۷	جزائر والوں کا خروج
۲۹۵	جنگوں کے واقعات کی روداد	۲۷۸	امیر ابو البقاء کی بیعت
۲۹۶	حمزہ کا الحضرة پر قبضہ	۲۷۸	قاضی الغیوینی کا قتل ہونا
۲۹۶	سلطان کی فوجوں کو شکست		باب ۳۶
۲۹۷	حاجب ابن سید الناس کا حاکم بننا		حاجب بن ابی حمی کا سلطان ابو البقاء کے ہاتھوں
۲۹۸	ابو فارس کا قتل	۲۷۹	معزول ہونے کا بیان
۲۹۹	غرب کے حکمران کا خط	۲۷۹	ابو عبدالرحمن بن عمر کی روداد
	باب ۳۹		باب ۳۷
۳۰۱	بنو عبدالواد کی فوج کے فرار ہونے کا بیان		ابن امیر کا خروج اور سلطان ابو عسیدہ کی بیعت کا
۳۰۲	ابن سید الناس کے فتنے کی روداد		بیان
۳۰۳	ابو العباس کا دور حکمرانی	۲۸۱	تونس اور بجایہ کے مابین شرط
۳۰۴	سوسہ پر نئے حکمران آتے ہیں	۲۸۲	

۳۳۱	حمود اور بنی عبدالواد کا حملہ	۳۰۵	قسطنطینہ پر امیر ابی عبداللہ کی حکومت کی روداد
۳۳۲	تونس پر حملہ	۳۰۵	حزہ کی وفات اور دیگر واقعات
۳۳۳	حفصی دعوت کا بیان	۳۰۶	ابو محمد بن تافراکین کی حکمرانی کا دور
۳۳۴	منصور بن حمزہ کا خروج	۳۰۸	جزیرہ جربہ پر احمد بن مکی کی حکمرانی
۳۳۶	جربہ کی طرف سلطان کا جانا	۳۱۰	علی ابوالعباس بن تافراکین کی موت
۳۳۶	امراءِ ابناء کا خروج	۳۱۰	بجایہ والوں کا خروج
۳۳۷	توزرا اور قفصہ پر قبضہ	۳۱۲	امیر ابو حفص کا حکمران بننا
۳۳۹	قفصہ والوں کا خروج	۳۱۲	امیر ابوالعباس کا قتل
۳۳۹	قابس پر قبضہ	۳۱۳	سلیان ابوالحسن کی افریقہ پر حکمرانی
۳۴۱	ابواللیل کا خروج	۳۱۴	امیر ابوالعباس فضل کی بونہ پر حکمرانی
۳۴۲	توزر کے حالات کا بیان	۳۱۵	ابن دبوس کا بیان
۳۴۲	این یملول کا حملہ	۳۱۶	شیخ ابو محمد کی روداد
۳۴۳	امیر عبداللہ کی موت	۳۱۷	امیر فضل کا بجایہ پر قبضہ
۳۴۴	سلطان کا الزاب پر حملہ	۳۱۸	تونس پر فضل کا حملہ
۳۴۴	سلطان کا قابس پر حملہ	۳۱۹	ابو اسحاق کی بیعت
۳۴۴	توزر کے واقعات کی روداد	۳۲۰	ابن مکی کی روداد
۳۴۵	امیر ابراہیم کی زوادہ کے ساتھ لڑائی	۳۲۱	ابو عثمان کی روداد
۳۴۵	نصاریوں سے لڑائی	۳۲۳	طرابلس کی جنگ کا بیان
۳۴۶	قفصہ والوں کا خروج	۳۲۳	سلطان ابوالعباس کی حکمرانی کا دور
۳۴۷	سفاقس پر عمر بن سلطان کی حکومت	۳۲۴	ابو عثمان کا بیان
۳۴۸	ابو فارس عزوز کا دور حکمرانی	۳۲۶	ابو یحییٰ زکریا کا خروج
۳۴۹	بسکرہ کے امراء کا بیان	۳۲۶	سلطان ابو اسحاق کا بجایہ پر حملہ
	باب ۴۱	۳۲۷	الحضرۃ کے حاکم کی روداد
۳۵۵	بنی یملول، بنی خلف اور بنی ابی الہنیج کے حالات کا بیان	۳۲۸	قسطنطینہ پر ابوالعباس کا حملہ
۳۶۰	بنی مکی کی روداد	۳۲۹	بونہ کی فتح کی روداد
		۳۲۹	بجایہ پر امیر عبداللہ کا حملہ
		۳۳۰	ابو محمد بن تافراکین کی روداد
		۳۳۱	سلطان ابوالعباس کا بجایہ پر قبضہ

حصہ دوازم

۳۷۳	فرنگیوں کی یلغار	باب ۱
۳۷۳	جلولا کی فتح	بربری قبیلوں میں سے زنا تہ قوم اور اس کی سرکردہ
	باب ۵	شاخوں کا بیان اور ان کی وقتاً فوقتاً قائم ہونے والی
	اقوام کا ہنہ اور زنا تہ کے قبیلوں میں سے جراوہ قوم کے	قدیم و جدید حکومتوں کے حالات
۳۷۳	حالات اور مسلمانوں سے ان کا طرز عمل	۳۶۷
۳۷۴	حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ کی لڑائی	باب ۲
۳۷۴	حسان بن نعمان بطور فاتح	زنا تہ کی نسبی تحقیق اور ان کے اختلاف، تعداد اور
۳۷۴	جراوہ قوم کا علاقہ	۳۶۷
۳۷۴	کسیلہ کا انجام	۳۶۸
	باب ۶	۳۶۸
	زنا تہ کی اسلامی حکومت کا آغاز نیز بلاد مغرب اور	۳۶۸
۳۷۵	افریقہ میں ان کا اقتدار اعلیٰ	۳۶۹
۳۷۵	حکومت یمن	۳۶۹
۳۷۵	عباسیوں سے آل ابوطالب کی رقابت	۳۶۹
۳۷۶	زنا تہ قوم کی رقابت	۳۷۰
	باب ۷	۳۷۰
	زنا تہ قوم کا طبقہ اولیٰ..... افریقہ اور مغرب میں بنی	۳۷۰
۳۷۶	یفرن اور دیگر قبیلوں کی حکومتوں کا احوال	۳۷۰
۳۷۷	بنو یفرن کی شاخیں	۳۷۰
۳۷۷	خارجیوں کے مذہب کی ترویج	۳۷۱
۳۷۷	ابوقرہ کا بیان	۳۷۱
	باب ۸	۳۷۱
	تلمسان میں ابوقرہ اور اس کے ساتھیوں کو ملنے والی	۳۷۲
۳۷۸	حکومت کے حالات	۳۷۲
۳۷۸	میسرہ کی ہلاکت	باب ۳
۳۷۸	افریقہ میں ابن الاشعث کی آمد	زنا تہ قوم کی وجہ تسمیہ اور اس لفظ کی تحقیق
۳۷۸	بربری قبائل کی بغاوت	۳۷۳
		لفظ زنا تہ کی ماہیت
		باب ۴
		بربری قبائل میں زنا تہ قوم کی اولیت اور اس کے
		طبقات

۳۸۳	باب ۱۰ بنی یفرن کی مغرب اوسط اور مغرب اقصیٰ میں پہلی حکومت	۳۷۸	عمرو بن حفص کا انجام باب ۹ ابو یزید خارجی صاحب الحمار کے حالات اور شیعوں کے ساتھ اس کے تعلقات
۳۸۵	طنبہ کا محاصرہ	۳۷۹	ابن الرقیق کا بیان
۳۸۵	محمد بن صالح کا انجام	۳۷۹	کیداد کے حالات
۳۸۵	الناصر کی دعوت	۳۸۰	ابو یزید کا تعاقب
۳۸۵	خیر بن محمد کی یلغار	۳۸۰	اور اس میں جنگی تیاریاں
۳۸۵	یعلیٰ کی سرگرمیاں	۳۸۰	باغیہ کے حاکم کی خفیہ نگرانی
۳۸۵	امیر زنانہ اور جواہر الصقلیٰ	۳۸۰	ابو یزید کا اربض پر قبضہ
	باب ۱۱	۳۸۰	بشری الصقلیٰ کی سفارت
۳۸۶	بنی یفرن کی مغرب اقصیٰ میں دوسری حکومت	۳۸۱	ابو یزید کی فوج کشی
۳۸۶	المستنصر کی سرگرمیاں	۳۸۱	قیروان کے ایلچی
۳۸۶	امویوں کی دعوت	۳۸۱	میسور سے مقابلہ
۳۸۷	بربری فوج قرطبہ میں	۳۸۲	ابو یزید کو ابوعمار کی ملامت
۳۸۷	امیر جعفر کا حال	۳۸۲	ایوب کا حملہ
۳۸۷	خزرون کا حملہ	۳۸۲	حسن بن علی سے جنگ
۳۸۷	امیر بلکین کا حملہ	۳۸۲	قلعہ سوسہ کا محاصرہ
۳۸۸	محمد بن عبداللہ عسکراجہ	۳۸۲	قیروان پر قبضہ
۳۸۸	حسن بن احمد کی وزارت	۳۸۳	محمد بن خزرج کا اظہار اطاعت
۳۸۸	بدوئی کا مقابلہ	۳۸۳	منصور کی پیش قدمی
۳۸۹	زیری کی بغاوت	۳۸۳	بسکرہ کی طرف کوچ
۳۸۹	بدوئی اور زیری کی جنگ	۳۸۳	منصور کا مسلسل تعاقب
۳۸۹	حمامہ کی امارت	۳۸۳	ابو یزید قلعہ جبل میں
۳۸۹	ابوالکمال کی امارت	۳۸۳	ابوعمار کا قتل
۳۹۰	ولی عہد حماد	۳۸۴	ابو یزید کا انجام
۳۹۰	خلافت کے لیے جنگ	۳۸۴	قبیلہ لواتہ پر یلغار
۳۹۰	قرطبہ پر قبضہ	۳۸۴	ابو یزید کے بیٹوں کا انجام

۳۹۶	الناصر کی وفات		باب ۱۲
۳۹۶	آل خزرج کی دوستی	۳۹۱	اندلس میں ابو نوبور بن ابو قرہ کی حکومت
۳۹۶	الخیر کی حکومت	۳۹۱	ابن عباد
۳۹۷	زناتہ سے جنگ	۳۹۱	ابونصر
	باب ۱۵		باب ۱۳
۳۹۸	مفراوہ میں آل زیری بن علیہ کے حالات	۳۹۲	بنی یفرن کے ذیلی قبیلے مرجیصہ کے حالات
۳۹۸	آل خزرج کا فرار	۳۹۲	زواددہ کا اخراج
۳۹۸	برغواطہ سے جہاد	۳۹۲	قیروان پر حملہ
۳۹۹	ابن ابی عامر کا قتل		باب ۱۴
۳۹۹	مروانیہ کی اطاعت	۳۹۳	قبائل زناتہ میں سے مفراوہ کی مغرب میں حکومتیں
۳۹۹	مقاتل کا انجام		اور ان کے حالات
۳۹۹	ابن ابی عامر کا رد عمل		مفراوہ کے ذیلی قبائل
۴۰۰	بنی یفرن کی برتری	۳۹۳	امیر صولات کی ہجرت
۴۰۰	ہشام الموید کا خطبہ	۳۹۳	امیر صولات کی جانشین
۴۰۰	خلوف کی بغاوت	۳۹۳	بنی امیہ کا زوال
۴۰۰	فاس کا محاصرہ	۳۹۳	اور لیس بن عبداللہ
۴۰۱	ابوالہبار سے جنگ	۳۹۴	حکومت کی تقسیم
۴۰۱	زیری کی بحالی	۳۹۴	امیروں کا تقرر
۴۰۱	وجدہ کی حد بندی	۳۹۴	فاس کی امارت
۴۰۱	منصور سے بگاڑ	۳۹۴	عمرو کی بغاوت
۴۰۲	واضح کا خروج	۳۹۴	مغرب پر حملہ
۴۰۲	جزیرہ میں پڑاؤ	۳۹۵	دہران پر قبضہ
۴۰۲	منصور کی مراجعت	۳۹۵	فلقول کی مخالفت
۴۰۲	طنجہ پر یلغار	۳۹۵	حمید کی بغاوت
۴۰۳	عبدالملک کی فتح	۳۹۵	تاہرت پر حملہ
۴۰۳	منصور کے فیصلے	۳۹۶	ابویزید کی تلاش
۴۰۳	منظفر کی طلبی	۳۹۶	مغرب اوسط پر قبضہ
۴۰۳	منہاجہ کی شکست	۳۹۶	دہران کی بربادی
۴۰۴	عبدالہبار کی عہد شکنی	۳۹۶	

۴۱۱	زناتہ اور بربر کی شکست	۴۰۴	اشیر کا محاصرہ
۴۱۱	تیبہ کا محاصرہ	۴۰۴	آل خزرج پر تسلط
۴۱۲	طرا بلس پر قبضہ	۴۰۴	عبدالملک کا معاہدہ
۴۱۲	یانس کا قتل	۴۰۵	سجلماسہ پر یلغار
۴۱۲	طرا بلس کا محاصرہ	۴۰۵	ناموں کا اتفاق
۴۱۲	فلفول کی وفات	۴۰۵	فاس پر چڑھائی
۴۱۲	بادیس کی کامیابی	۴۰۶	حماد کی بغاوت
۴۱۳	ورداسے علیحدگی	۴۰۶	الفتوح کی حکمرانی
۴۱۳	ورداسے کی طرا بلس پر چڑھائی	۴۰۶	عجیبہ کا انجام
۴۱۳	یرغالیوں کا قتل	۴۰۶	صاحب القلعہ کا حملہ
۴۱۳	ورداسے کی وفات	۴۰۶	لمتوہ سے جنگ
۴۱۳	خزرون کے ساتھ جنگ	۴۰۷	معصر کا انجام
۴۱۴	حاکم طرا بلس کی بغاوت	۴۰۷	یوسف بن تاشفین کا حملہ
۴۱۴	لظاہر کی اطاعت		باب ۱۶
۴۱۴	المعز کی یلغار	۴۰۸	مفراوہ کے ملوک سجلماسہ بنی خزرون کی حکومت
۴۱۵	التیجانی کا بیان	۴۰۸	سبتہ پر قبضہ
۴۱۵	واقعہ کی تحقیق	۴۰۸	آل مورار کا اخراج
۴۱۵	الناصر کی عہد شکنی	۴۰۸	المعز کا انجام
۴۱۵	منہاجہ کا زوال	۴۰۸	زناتہ کا فرار
	باب ۱۸	۴۰۸	بنو خزرون کا فرار
۴۱۶	آل خزرج کے ملوک تلمسان بنی یعلیٰ کے حالات	۴۰۹	دعوت مروانیہ کا قیام
۴۱۶	بلکین کی وفات	۴۰۹	قرطبہ میں ابتری
۴۱۶	زیری بن عطیہ کا عروج	۴۰۹	مفراوہ کا قتل عام
۴۱۷	وجدہ کی نئی حد بندی		باب ۱۷
۴۱۷	بنی بادیس کے ساتھ جنگ	۴۱۰	بنی خزرون سے ملوک طرا بلس کے حالات
۴۱۷	بنی حماد کی جانب خروج	۴۱۰	بنو خزرج کا اعزاز
۴۱۷	وزیر ابوسعید کا انجام	۴۱۰	فلفول کی مراعات
۴۱۷	عباس بن یحییٰ کی حکومت	۴۱۰	منہاجہ سے جنگ
۴۱۷	حکومت مفراوہ کا خاتمہ	۴۱۱	

۴۲۴	قبائل زناتہ کے بنو دمر میں سے اندلس کے حکمران		باب ۱۹
۴۲۵	قبیلہ بنو ورمسہ	۴۱۸	مفراوہ کیا امرائے اغمت
۴۲۵	بنی ورنیدین کی اولاد	۴۱۸	اغمت پر مرابطین کا قبضہ
۴۲۵	اندلسی خلافت کا انتشار		باب ۲۰
۴۲۵	بنو دمر کی خود مختاری	۴۱۸	قبائل مفراوہ میں سے بنی سنجاس کے حالات
۴۲۵	ابن نوح کا احسان	۴۱۹	سنجاس کی آبادی
	باب ۲۵	۴۱۹	الجزیرہ میں قتل عام
	اندلس میں قرموتہ اور مضافات میں بنی دمر کے	۴۱۹	قبائل بنو ریفہ
۴۲۶	قبیلے بنی برزال کے حالات	۴۲۰	والی الزاب کی غارتگری
۴۲۶	بنی برزال کا غلبہ	۴۲۰	تقرت اور قما سین
۴۲۶	خلیفہ ہشام سے سرکشی	۴۲۰	قبیلہ لقواط
۴۲۷	قرموتہ کا والی	۴۲۰	قبیلہ بنو ورا
۴۲۷	بنی حمود کا زوال		باب ۲۱
۴۲۷	ابن افسس کی شکست	۴۲۱	مفراوہ کے قراہتی بنی یرنیان کے حالات
۴۲۷	محمد برزالی کا قتل	۴۲۱	قبیلہ بنو ووطاط
	باب ۲۶	۴۲۱	بنو مزین کی پذیرائی
	مغرب اوسط میں بنی دما تو اور بنی یلومی کی حکومت		باب ۲۲
۴۲۸	کے حالات	۴۲۲	قبائل زناتہ میں سے وجدیجن اور اوغمرت کے
۴۲۸	بنی مافوخ کا عروج		حالات
۴۲۸	یوسف بن تاشفین کا حال	۴۲۲	قبیلہ وجدیجن
۴۲۹	عبدالحمون کی یلغار	۴۲۲	عنان کی امارت
۴۲۹	ابوبکر کا قتل	۴۲۲	اوغمرت یا غمرت
۴۲۹	موحدین کا محاصرہ		باب ۲۳
۴۲۹	موحدین کی دوستی اور مخالفت		قبائل زناتہ میں سے بنی وارکلا اور صحرائے افریقہ
۴۲۹	محللات اور باغات	۴۲۳	میں ان سے منسوب شہر
۴۳۰	چشمہ نمائکناں	۴۲۳	بنی وارکلا کی شہری ترقی
	باب ۲۷	۴۲۳	ابوبکر بن موسیٰ کی ریاست
۴۳۰	زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے انساب و قبائل		باب ۲۴

۴۳۹	مفراوہ کا آزاد حکمران	۴۳۱	توزر کا محاصرہ
۴۳۹	المریہ پر قبضہ	۴۳۱	غلام میسور سے جنگ
۴۳۹	ثابت کے بیٹوں کا انجام	۴۳۱	طبقہ ثانیہ کے قبیلے
۴۳۹	اندلس کی حکومت	۴۳۱	قبیلہ بنو رتاجن
۴۴۰	حکومت مفراوہ کا انتشار	۴۳۲	قبیلہ بنو یادین
۴۴۰	مازونہ پر یلغار	۴۳۲	قبیلہ بنی واسین
۴۴۰	بلاد مفراوہ پر قبضہ	۴۳۳	ملویہ میں قبیلوں کا اجتماع
۴۴۱	ملیانہ کا محاصرہ	۴۳۳	عربی زبان کی برتری
۴۴۱	منہاجہ سے معاہدہ		باب ۲۸
۴۴۱	یعقوب بن خلوف کا اعزاز	۴۳۴	حکومت کے قیام سے پہلے اس طبقے کے حالات
۴۴۱	مفراوہ کا فرار		اور پھر سلطنت پر ان کا غلبہ
۴۴۲	مدیف اور ابن ویزن کی اولاد	۴۳۴	قبائل کی باہمی جنگ
۴۴۲	اولاد مندیل کی ناراضگی	۴۳۵	موحدین کی مخالفت
۴۴۲	بلاد شلب پر دوبارہ بدوی حکومت	۴۳۵	موحدین کا عروج
۴۴۲	الناصر بن ابوالحسن کا انجام	۴۳۵	طبقہ ثانیہ کی حکومت
۴۴۲	تفس کا محاصرہ		باب ۲۹
۴۴۳	ابو ثابت کا قتل عام		مغرب اوسط میں اولاد مندیل اور مفراوہ قوم کی
۴۴۳	آل زیان پر بنی مرین کا غلبہ		دوبارہ حکومت
۴۴۳	بنی مرین کا تیسرا دھاوا	۴۳۶	بنی دما تو سے رشتہ داری
۴۴۳	حزہ بن علی کا فرار	۴۳۶	ما فوخ کا نواسا
۴۴۳	بنو سعید کی اطاعت	۴۳۶	مندیل کی فتوحات
	باب ۳۰	۴۳۷	مینجہ کی تباہی
	تلمسان اور بلاد مغرب میں بنی عبد الواد کی سلطنت	۴۳۷	ابن غانیہ سے جنگیں
۴۴۴	کے حالات	۴۳۷	حفصی دعوت کا قیام
۴۴۵	بلاد زناتہ پر یلغار	۴۳۷	معبود بنانے کی اجازت
۴۴۵	بنی عبد الواد کی شاخیں	۴۳۸	ایک بمقابلہ دوسو
۴۴۵	اولاد ادریس	۴۳۸	یغمران سے عارضی مصالحت
۴۴۵	بنی عبد الواد کی امارت	۴۳۸	ابو علی کی طالع آزمائی
۴۴۵	الحصب المسوف کا قتل	۴۳۹	اولاد مندیل کی ساز باز

۲۵۳	تلمسان پر حملے کی تیاری	۲۲۵	بنو مطہر کا حال
۲۵۳	یغمراسن کا فرار	۲۲۶	بنو علی کے چار قبیلے
۲۵۳	یغمراسن کی غارت گری	۲۲۶	زیان کا قتل اور انتقام
۲۵۳	باب ۳۲	۲۲۶	عبداللہ بن کندور کا فرار
۲۵۵	حاکم مراکش السعید کی یغمراسن سے جنگ	۲۲۶	مغرب اوسط کی غارت گری
۲۵۵	بنو مرین کی اطاعت	۲۲۶	ابو سعید کی گرفتاری
۲۵۵	خلیفہ سعید کا قتل	۲۲۷	اہل اربوز کی بغاوت
۲۵۵	مصنف عثمانی کی روداد	۲۲۷	ابو عزت کی امارت
	باب ۳۵	۲۲۷	یغمراسن کی حکومت
	بقیہ دور حکومت میں بنو عبدالمومن اور بنی مرین کے		
۲۵۶	درمیان ہونے والے تعلقات		باب ۳۱
۲۵۶	بنی مرین کا فرار	۲۲۸	تلمسان کی فتح کے حالات اور بنی عبد الواد کی
۲۵۶	یغمراسن کے خلاف سازش	۲۲۹	حکومت
	باب ۳۶	۲۲۹	ابوالمہاجر کے چشمے
۲۵۷	نصاری کی سازش کا واقعہ اور یغمراسن کا ان پر حملہ	۲۲۹	مغرب اقصیٰ پر قبضہ
۲۵۷	نصاری کا واقعہ	۲۲۹	بلاد زناتہ پر قبضہ
	باب ۳۷	۲۲۹	مضافات مغربین کی تقسیم
۲۵۸	سجلماسہ پر یغمراسن کا غلبہ اور پھر بنی مرین کی	۲۵۰	بنی امیہ کی دعوت
	حکومت میں اس کی شمولیت	۲۵۰	صاحب القلعہ سے جنگ
	باب ۳۸	۲۵۰	تاشفین بن علی کا قتل
	یعقوب بن عبدالحق سے یغمراسن کی جنگ وجدال	۲۵۰	مغرب اوسط پر قبضہ
۲۵۹	وجدہ کی تباہی	۲۵۱	تلمسان کی فصیل بندی
۲۵۹	باب ۳۹	۲۵۱	ابن غانیہ سے جنگ
	مفراوہ اور توجین کے ساتھ یغمراسن کے باہمی		دو شہروں کی بربادی
	معاملات	۲۵۱	باب ۳۲
۲۶۰	تلمسان کے نواحی قبائل	۲۵۲	تلمسان میں یغمراسن بن زیان کی خود مختار حکومت
			یغمراسن کے شاہانہ اقدامات
			باب ۳۳
			امیر اربوز کریا کا تلمسان پر قبضہ اور اس کی دعوت پر
			یغمراسن کی شمولیت

	۳۶۰	بنی مرین کے ساتھ دوبارہ جنگ اور تلمسان کا	۳۶۰	بنی مرین کی وفات
	۳۶۰	باب ۴۶	۳۶۰	بلا و بنی مرین کی بربادی
۳۶۷	۳۶۱	طویل محاصرہ	۳۶۱	باب ۴۰
۳۶۸		یوسف بن یعقوب کے متواتر حملے		زعیم بن یحییٰ بن مکن کو شہر مستغانم سے دلچسپی
۳۶۸		ندرومہ پر ابو یحییٰ کا قبضہ		باب ۴۱
	۳۶۲	باب ۴۷		یعقوب بن عبدالحق سے جنگ اور بنی مرین کا ابن
		طویل ذلت آمیز محاصرہ میں عثمان بن بنی مرین کی موت		الاحمر اور طاغیہ کے ساتھ معاہدہ
۳۶۹		اس کے بیٹے محمد بن ابوزیان کی حکومت کے حالات		باب ۴۲
۳۶۹		عثمان کی وفات یا خودکشی		تلمسان میں بنی مرین کا خلفائے بنی حفص کی دعوت قائم
۳۶۹	۳۶۳	محاصرے میں گرانی کی انتہا	۳۶۳	کرنا اور اپنی قوم کو ان کی اطاعت میں لگانا
۳۷۰	۳۶۳	یوسف بن یعقوب کا انجام	۳۶۳	المستعصر کی حکومت
۳۷۰	۳۶۳	ابوحمو کا ابوزیان سے مکالمہ	۳۶۳	ولی عہد عثمان کی شادی
۳۷۱	۳۶۴	ابوزیان کی غیبی امداد	۳۶۴	واثق کے خلاف بغاوت
۳۷۱	۳۶۴	ابو ثابت کی مساعی	۳۶۴	الحضرة کی دعوت کا قیام
	۳۶۴	باب ۴۸	۳۶۴	داؤد بن عطف کی جاگیر
۳۷۱	۳۶۴	محاصرے کے بعد سلطان ابوزیان کی حکومت	۳۶۴	مرسی الروس کا معرکہ
۳۷۱		ابوزیان کی سرگرمیاں		باب ۴۳
		باب ۴۹		بنی مرین کی وفات کے بعد عثمان کی حکومت میں
۳۷۲	۳۶۵	حفصی دعوت کا تلمسان کے منابر سے ناپید ہونا	۳۶۵	پیش آنے والے واقعات
	۳۶۵	باب ۵۰	۳۶۵	بنی مرین کی وصیت
۳۷۲		ابوحمود الاواسط کی حکومت کے واقعات		باب ۴۴
		باب ۵۱		مفرواہ اور بنی توجین کے ساتھ عثمان بن بنی مرین
۳۷۳	۳۶۶	برشک کی سرحد سے زیم بن حماد کی برطرفی	۳۶۶	کے معاملات اور ان کی عملداریوں اور قلعوں پر قبضہ
	۳۶۶	باب ۵۳	۳۶۶	بنی توجین پر دوبارہ حملہ
۳۷۴		الجزائر کا محاصرہ اور ابن علان کی دستبرداری		باب ۴۵
۳۷۵	۳۶۷	ابوزکریا کی خود مختاری	۳۶۷	بجایہ سے جنگ اور اس کے اسباب

۲۸۲	سوق انجیس کی قلعہ بندی	۲۷۵	ابن اکمازیر کی وفات
۲۸۲	سالار موسیٰ بن علی کی برطرفی	۲۷۵	ابن علان کی دستبرداری
۲۸۲	یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی		باب ۵۳
۲۸۳	سلطان ابو یحییٰ کا حملہ	۲۷۵	فرمازوائے مغرب کی تلمسان پر یلغار
۲۸۳	بجایہ کی ناکہ بندی		باب ۵۴
	باب ۵۹		بجایہ کے محاصرے کے حالات اور اس کے سبب
	بنی مرین کے درمیان دوبارہ جنگ، تلمسان کا	۲۷۶	کی وضاحت
۲۸۳	محاصرہ اور سلطان ابوتاشفین کا قتل	۲۷۷	بجایہ کا محاصرہ
۲۸۴	سلطان ابو سعید پر غلبہ		باب ۵۵
۲۸۴	مغرب کی شورش کا خاتمہ		بلاد بنی تو جین میں محمد یوسف کی بغاوت اور سلطان
۲۸۴	سلطان ابو الحسن کی فتوحات		کے ساتھ معرکہ آرائی
۲۸۵	سلطان ابو الحسن کی معرکہ آرائی	۲۷۷	باب ۵۶
	باب ۶۰		سلطان ابو جمو کے قتل کے بعد ابوتاشفین کی حکومت
	موسیٰ بن علی، یحییٰ بن موسیٰ اور اس کے غلام ہلال		کے حالات
۲۸۶	کے حالات	۲۷۸	ابوتاشفین
۲۸۶	کرد مجوسیوں کا فرار	۲۷۸	ابن الملاح کے فرائض
۲۸۶	قبیلوں کی باہمی جنگ	۲۷۹	ابوتاشفین کی کارروائی
۲۸۶	موسیٰ بن علی کی پذیرائی	۲۷۹	موسیٰ بن علی الکروی
۲۸۷	غلام کی عداوت	۲۸۰	باب ۵۷
۲۸۷	غلام ہلال کی گرفتاری		سلطان ابوتاشفین کا جبل و انشریس پر حملہ اور محمد
۲۸۸	سلطان ابو الحسن سے جنگ		بن یوسف پر غلبہ پانا
۲۸۸	ہلال کا انجام	۲۸۰	باب ۵۸
	باب ۶۱		بجایہ کے محاصرے اور موحدین کے ساتھ طویل
	قیروان میں سلطان ابو الحسن کی مصیبت اور عثمان		جنگوں کے نتیجے میں اس کی موت اور سلطنت کا
۲۸۹	بن جرار کا تلمسان پر حملہ		خاتمہ
	باب ۶۲	۲۸۱	قسنطینہ کا محاصرہ
	آل یغمراسن میں سے ابو سعید اور ابو ثابت کی		
۲۹۰	حکومت کے حالات اور واقعات	۲۸۲	

	باب ۶۸	۴۹۰	عثمان بن عبدالرحمن کی امارت
	ابوحمو کا تلمسان سے فرار اور دوبارہ وہاں آنے	۴۹۰	امیر علی بن راشد کے حالات
۴۹۷	کے حالات	۴۹۱	بربری قبیلے کا جبل الزاب پر حملہ
	باب ۶۹	۴۹۱	سلطان ابوسعید کے ساتھ جنگ
	عبداللہ بن مسلم کے درعہ سے آنے اور بنی مرین	۴۹۱	بنو راشد اور حلیفوں کی شکست
	کی حکومت سے ابوحمو تک وہاں قیام کرنے اور		باب ۶۳
۴۹۸	اسے وزارت دینے کے حالات	۴۹۲	الناصر بن سلطان ابوالحسن سے ابو ثابت کی جنگ
۴۹۸	سلطان ابوعنان سے جنگ	۴۹۲	اور فتح دہران کے حالات
۴۹۹	ابوعنان کے بھائی کی سرکشی		دہران پر چڑھائی اور محاصرہ
	باب ۷۰		باب ۶۴
	سلطان ابوسالم کا تلمسان پر قبضہ اور ابوتاشیفین		سلطان ابوالحسن کا تونس سے الجزائر پہنچنا اور ابو
	کے پوتے ابوزیان کو وہاں کا حاکم بنا کر مغرب کی	۴۹۳	ثابت کے ساتھ جنگ اور شکست
۴۹۹	طرف واپس جانے کے حالات	۴۹۳	یحییٰ بن رحو کی گرفتاری
۵۰۰	سلطان ابوسالم کی وفات	۴۹۴	ابوالحسن اور ابو ثابت کا مقابلہ
	باب ۷۱		باب ۶۵
	مغرب سے ابوزیان بن سلطان ابوسعید کے اپنی		مفراوہ کے ساتھ مسلسل جنگ اور ابو ثابت کا الجزائر
۵۰۰	حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات	۴۹۴	پر قبضہ اور تنس میں علی بن راشد کا قتل
۵۰۱	سلطان ابوحمو کے خلاف فوج کشی	۴۹۴	سلطان ابوالحسن کے ساتھ جنگ
	باب ۷۲	۴۹۵	علی بن راشد کی خودکشی
	سلطان ابوتاشیفین کے پوتے ابوزیان کے مغرب		باب ۶۶
	سے دوسری بار تلمسان کی حکومت کی جستجو میں آنے		سلطان ابوعنان کا تلمسان پر قبضہ اور بنو عبدالواد کی
۵۰۲	کے حالات	۴۹۵	حکومت کا خاتمہ
	باب ۷۳	۴۹۶	ابوسعید کی گرفتاری
۵۰۳	مغرب کی سرحدوں پر سلطان ابوحمو کی چڑھائی		باب ۶۷
			سلطان ابوحمو الاخیر نے تیسری بار اپنی قوم کو حکومت
		۴۹۶	دلوائی، اس کے عہد میں ہونے والے واقعات

باب ۷۴

سلطان ابو جموں کی بجایہ پر چڑھائی اور ظلم و تعدی

۵۰۳

مرضی القلوب کی سازش

۵۰۴

امیر عبداللہ کا انجام

۵۰۴

سلطان ابو جموں کی ثابت قدمی

۵۰۴

باب ۷۵

بلاد حصین کی شرقی جانب ابوزیان کے بغاوت کرنے

اور المریہ، الجزائر اور ملیانہ پر غالب آ جانے اور اس

کے ساتھ ہونے والے معرکے

۵۰۵

ملیانہ پر چڑھائی

۵۰۶

محمد بن عریف کی اطاعت

۵۰۶

ابوبکر کے خلاف سلطان کی یلغار

۵۰۷

باب ۷۶

سلطان عبدالعزیز کی تلمسان پر چڑھائی اور قبضہ،

بلاد الزاب میں الدوس کے مقام پر ابو جموں اور بنی

عامر کا مصیبت میں گرفتار ہونا، ابوزیان کا تیطری

سے نکل کر ریاح کے قبائل میں جانا

۵۰۷

تلمسان پر سلطان کی یلغار

۵۰۸

باب ۷۷

مغرب اوسط کا اضطراب اور ابوزیان کا تیطری کی

طرف واپس آنا، تلمسان پر ابو جموں کا چڑھائی کرنا پھر

ان دونوں کا شکست کھا کر بقیہ نواح سے اخراج

۵۰۹

ابو جموں کی شکست اور تباہی

۵۰۹

ابوبکر بن غازی کا مرتبہ

۵۱۰

باب ۷۸

سلطان ابو جموں الاخیر کی تلمسان کی طرف واپسی اور بنی

عبدالواد کو تیسری بار حکومت ملنے کے حالات

اپنے وزیروں کی گرفتاری

۵۱۰

باب ۷۹

ابوزیان بن سلطان ابی سعید کی بلاد حصین کی طرف

واپسی اور پھر وہاں سے اس کے خروج کے حالات

۵۱۱

سلطان ابوسعید کی بے نظیر فتح

۵۱۱

باب ۸۰

عبداللہ بن صغیر کا حملہ اور ابوبکر بن عریف کی

بغاوت اور پھر دونوں کی طرف سے امیر ابوزیان

۵۱۲

کی بیعت اور ابوبکر کی اطاعت

۵۱۲

باب ۸۱

مغرب سے خالد بن عامر کی آمد پر سوید اور ابی

تاشفین کے درمیان جنگ جس میں عبداللہ بن صغیر

۵۱۲

اور اس کے بھائی ہلاک ہوئے

۵۱۲

باب ۸۲

سالم بن ابراہیم کی بغاوت اور خالد بن عامر کی مدد

پھر دونوں کامل کر امیر ابوزیان کی بیعت کرنا پھر خالد

۵۱۲

کی وفات اور سالم کی دوبارہ اطاعت، ابوزیان کا بلاد

۵۱۲

باب ۸۳

الجرید کی طرف جانا

خالد بن عامر کی وفات

۵۱۳

سالم کے خلاف ابو جموں کی کارروائی

۵۱۳

ابن بہلول کا گھیراؤ

۵۱۵

مغرب اوسط کے حالات

۵۱۵

باب ۸۳

سلطان کا مضافات کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کرنا اور

ان میں حسد کا پیدا ہونا

۵۱۵

ان میں حسد کا پیدا ہونا

۵۱۵

باب ۹۱	ابو تاشفین کا اپنے باپ کے کاتب یحییٰ بن خلدون پر حملہ کرنا	۵۱۶
۵۲۱	سلطان ابو جموح کی کشتی سے بجایہ اترنا، تلمسان پر قبضہ کرنا بعد ازاں ابو تاشفین کا مغرب جانا	
۵۲۲	ابوزیان بن ابو تاشفین کا قتل	
باب ۹۲	مغرب اوسط کی سرحدوں پر ابو جموح کی چڑھائی اور اس کے بیٹے ابو تاشفین کا مکنا سہ کی جہات میں داخلہ	۵۱۷
۵۲۲	سلطان ابو جموح سے سرکشی	۵۱۷
۵۲۳	وزیر محمد بن یوسف کی کمک	۵۱۷
باب ۹۳	تازی پر یلغار اور محاصرہ	
ابوزیان بن ابو جموح کا تلمسان کے محاصرہ کے لیے جانا	حاکم مغرب سلطان ابو العباس کا تلمسان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرنا اور ابو جموح کا جبل تاجموت میں قلعہ بند ہونا	۵۱۸
۵۲۳	پھر وہاں سے بھاگ کر حاکم مغرب کے پاس چلا جانا	
باب ۹۴	سلطان ابو العباس کی مغرب کی طرف واپسی اور اس کی حکومت میں اختلال اور سلطان ابو جموح کا اپنی سلطنت تلمسان کی طرف واپس آنا	۵۱۸
ابو تاشفین کی وفات اور حاکم مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا	باب ۸۸	
۵۲۳	تاشفین کے بیٹے کا قتل	
باب ۹۵	سلطان ابو جموح کی اولاد میں پھر حسد کا پیدا ہونا جس کے باعث ابو تاشفین کا بھائیوں اور باپ سے کھلم کھلا مقابلہ کرنا	۵۱۹
حاکم مغرب ابو العباس کی وفات اور ابوزیان بن ابو جموح کا تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ	باب ۸۹	
۵۲۵	بنو القاسم بن عبد الواد کے قبیلے بنی کمی کے حالات کہ وہ بنی مرین کی طرف کیسے آئے اور نواح مراکش اور ارض سوس میں انہیں جو ریاست حاصل تھی، اس کا بیان	۵۲۰
۵۲۷	عمر بن عبد اللہ کی جنگ میں شکست	
۵۲۸	سلطان یوسف بن یعقوب کی وفات	۵۲۱
	سلطان ابو جموح کا قید سے نکلنا اور پھر گرفتار ہو کر مشرق کی طرف جلا وطن ہونا	

۵۵۳	سلطان یعقوب کی یغمراسن سے جنگ	۵۴۵	عبدالحق کی اولاد
	باب ۱۰۷	۵۴۵	عثمان کی امارت
	شہر سلا پر دشمن کا اچانک حملہ اور پھر اسے چھڑانے	۵۴۶	ریاح پر حملہ اور خونریزی
۵۵۳	کے حالات	۵۴۶	محمد بن داندین کی چڑھائی
۵۵۴	رباط الفتح کے قلعے پر حملہ	۵۴۶	محمد بن ادریس بمقابلہ رومی سالار
۵۵۴	اولاد ادریس کی بغاوت	۵۴۶	ابو یحییٰ بن عبدالحق کی امارت
	باب ۱۰۸		باب ۱۰۴
	مراکش کے عناصر حکومت سے سلطان ابو یوسف کی		شہروں کے فاتح اور اپنی قوم بنی مرین کو امارت دینے
	جنگ، ابو دبوس کے وہاں آنے کے اثرات، پھر اس	۵۴۷	والے ابو یحییٰ بن عبدالحق کی حکومت کے حالات
	کا امیر مقرر ہونا اور اس کے ہاتھوں مرتضیٰ کی	۵۴۷	ابن ابی حفص کی دعوت
۵۵۴	ہلاکت اور پھر بغاوت کے حالات	۵۴۸	موحدین کے ساتھ مصالحت
۵۵۵	مرتضیٰ کی ہلاکت	۵۴۸	ملویہ کے قلعوں کی فتح
	باب ۱۰۹	۵۴۹	سید ابو العباس کا اخراج
	ابو دبوس کے اکسانے پر سلطان یعقوب بن عبدالحق اور	۵۴۹	اہل مکنا سے کی تجدید بیعت
۵۵۵	یغمراسن بن زیان کے درمیان جنگ تلاغ کے حالات	۵۴۹	وجدہ کے میدان میں عظیم جنگ
	باب ۱۱۰	۵۵۰	یغمراسن بن تاشفین کی ہلاکت
	سلطان یعقوب بن عبدالحق اور آل بی حفص میں سے		باب ۱۰۵
۵۵۶	خلیفہ تونس المستنصر کے درمیان سفارت و مصالحت		امیر ابو یحییٰ کا شہر سلا پر غلبہ پانا پھر اس کے قبضے
۵۵۶	المستنصر کی حکومت	۵۵۱	سے نکلنے کے بعد مرتضیٰ کا شکست کھانا
	باب ۱۱۱	۵۵۱	محمد کے سات لڑکے
	فتح مراکش اور ابو دبوس کی وفات اور مغرب سے	۵۵۱	حمامہ بن محمد کی امارت
۵۵۷	موحدین کی حکومت کے خاتمے کے حالات	۵۵۱	دہران پر عبدالمومن کا غلبہ
۵۵۸	محمد بن علی بن یحییٰ کی امارت	۵۵۲	یغمراسن کی ساز باز
	باب ۱۱۲		باب ۱۰۶
	سلطان کا اپنے بیٹے ابو مالک کو حاکم مقرر کرنا، بعد		ابو یحییٰ کی وفات کے بعد یعقوب بن عبدالحق کی
	میں ادریس کے بیٹوں میں سے القرابتہ کی بغاوت	۵۵۲	حکومت کے حالات
۵۵۸	اور اندلس جانے کا حال	۵۵۳	سلطان ابو یوسف یعقوب کی کامیابی

۵۲۸	نصرانی فوج کی زبردست شکست	باب ۱۱۳	سلطان ابو یوسف کا تلمسان کی طرف کوچ اور
۵۲۸	زومی سپہ سالار کا سر اسلامی دربار میں		السبیلی کے مقام پر یغمراسن پر حملہ کرنے کے
۵۲۸	بندرگاہ بادس کی فصیل بندی		حالات
	باب ۱۱۷	۵۵۹	وجہ کے میدان جنگ میں معرکہ آرائی
۵۲۹	فاس میں جدید شہر کی حد بندی کے بقیہ واقعات	۵۶۰	ابو یوسف کا ناکام محاصرہ
۵۲۹	ابو علی ملیانی کے ظالمانہ کام	۵۶۰	قاونت اور ملیلہ کے قلعوں پر قبضہ
۵۴۰	موسیٰ بن زرارہ کا انجام	۵۶۱	باب ۱۱۴
۵۴۰	بلاد تو جین پر عثمان بن یغمراسن کا قبضہ		شہر طنجه کی فتح اور اہل سبتہ کی اطاعت کے بعد ان پر
۵۴۰	بلاد تو جین پر دوبارہ یلغار		محصول لگنے کا واقعہ اور دیگر حالات
۵۴۰	محمد بن عطیہ اصم کی بغاوت	۵۶۱	ابو القاسم الغزنی کی خود مختار امارت
۵۴۱	جلالہ بن اوفونش کی بزدلی	۵۶۱	ابو القاسم کے خلاف بغاوت
۵۴۱	اشبیلیہ اور الواد قلعوں پر حملہ	۵۶۲	بنی عبد المومن کی حکومت کا خاتمہ
	باب ۱۱۸	۵۶۲	باب ۱۱۵
	سلطان کے شہر مالقہ کو ابن اشقیلو لیہ کے ہاتھ سے		سجلماسہ کی دوبارہ فتح اور بنی عبد الواد اور معقلی
۵۴۲	چھین کر اس پر قبضہ کرنے کے واقعات		عربوں میں سے المعبات کے پاس بزور قوت
۵۴۲	فقیہ محمد کی حکمرانی		جانے کے حالات
	باب ۱۱۹	۵۶۳	امیر ابو یحییٰ کا خیر مقدم
	سلطان ابو یوسف کے خلاف ابن الاحمر اور طاغیہ کا	۵۶۳	بلاد مغرب میں سجلماسہ کا کامیاب محاصرہ
	معاہدہ جس میں یغمراسن بن زیان بھی شریک ہوا		باب ۱۱۶
۵۴۳	نیز خرزوزہ میں یغمراسن پر سلطان کا حملہ		سلطان ابو یوسف کا جہاد اور نصاریٰ پر غلبہ نیز ان
۵۴۵	یعقوب بن عبد الحق کا اندلس جانا	۵۶۳	کے سربراہ ذننہ کا قتل اور دیگر حالات
۵۴۵	مراکش پر سلطان کا قبضہ	۵۶۵	ابن الاحمر کی خود مختاری
۵۴۶	طاغیہ اور ابن الاحمر کا قبضہ	۵۶۵	ابن الاحمر کی طاغیہ سے صلح
۵۴۶	مسعود بن کانون کا اعلان جنگ	۵۶۶	محمد فقیہ بن ابن الاحمر کی امارت
۵۴۷	ابن الاحمر کے ساتھ جنگ	۵۶۷	حاکم غرناطہ اور حاکم مالقہ کی مسابقت
۵۴۷	ابو یعقوب اپنے والد کے پاس	۵۶۷	امیر ابو یعقوب کی یلغار
۵۴۷	ابن الاحمر کی غرناطہ سے لڑائی		

باب ۱۲۶	۵۷۸	نمبر ۱۰ اور سلطان کی لڑائی
امیر ابو عامر کی بغاوت اور مراکش سے دوستی پھر		باب ۱۲۰
اطاعت کر لینا		طاغیہ کے خلاف اس کے بیٹے کی بغاوت، سلطان
۵۸۷	۵۷۹	ابو یوسف کا مدد کو جانا اور بعد کی لڑائیوں کے حالات
باب ۱۲۷		باب ۱۲۱
عثمان بن یغمر اس نے نیا فتنہ ختم کیا، سلطان کی		سلطان کی ابن الاحمر سے دوستی ہونا اور پھر مالقہ چھوڑ
تلمسان کے ساتھ لڑائی اور مقابلے کی بات	۵۷۹	دینا، بعد ازاں لڑائی کا بیان
۵۸۷	۵۸۰	طلیطہ پر حملہ
یغمر اس بن زیان کی وفات	۵۸۰	طاغیہ کا مرجانا
۵۸۸	۵۸۰	باب ۱۲۲
یعقوب بن عبدالحق کی وفات		سلطان ابو یوسف کا چوتھی بار اندلس جانا، شریش کا
باب ۱۲۸		محاصرہ کرنا اور رونما ہونے والے غزوات
۵۸۸	۵۸۱	اشبیلہ سے لڑائی
طاغیہ کی بغاوت اور سلطان کی ان سے جنگ کا بیان	۵۸۱	قرمونہ پر حملہ
باب ۱۲۹	۵۸۲	کیوثر والوں سے لڑائی
ابن الاحمر کا اعلان جنگ اور طریف کے سلسلے میں	۵۸۲	باب ۱۲۳
۵۸۹		طاغیہ اور شانجہ کے ساتھ صلح اور سلطان کی وفات
طاغیہ کی مدد کرنے کا بیان	۵۸۳	طاغیہ کے پاس ابن الاحمر کے ایلچیوں کی آمد
اصطوبونہ والوں سے لڑائی	۵۸۳	طاغیہ اور سلطان کا آنا سامنا
باب ۱۳۰	۵۸۳	باب ۱۲۴
سلطان کے پاس ابن الاحمر کی آمد اور طنجہ میں		سلطان کی حکومت میں رونما ہونے والے واقعات
دونوں کی ملاقات	۵۸۳	اور خوارج
باب ۱۳۱		محمد بن ادیس کا اعلان جنگ
وزیر وسطی ریف میں قلعہ تازو طا کو سر کرتا ہے اور	۵۸۳	عمر بن عثمان کی سرکشی
سلطان اس سے دستبردار ہوتا ہے	۵۸۳	باب ۱۲۵
۵۹۱	۵۸۵	وادی آش سلطان کی مطیع ہوتی ہے یعنی پھر ابن
منصور پر عمر کا حملہ	۵۸۵	الاحمر کے زیرِ تخت آ جاتی ہے
باب ۱۳۲		
بلاد الریف اور جہات غمارہ میں سلطان کے بیٹے	۵۸۶	
ابو عامر کا دھاوا		
باب ۱۳۳		
تلمسان کا بڑا محاصرہ ہوتا ہے اور اس کے		
دوران ہونے والے واقعات کا بیان		
۵۹۲		
۵۹۳		

۶۰۲	اندلس کے پیادے اور تیرانداز سلطان کی مدد کرتے ہیں	۵۹۳	طاغیہ شانجہ کی وفات
۶۰۲	سلطان سے بچاؤ کے لیے ابن الاحمر کی تیاری	۵۹۳	تلمسان سے لڑائی
۶۰۲	حاکم مالقہ کی ساز باز		باب ۱۳۴
۶۰۳	ابوسعید کا خود مختار ہو جانا		تلمسان کا پھر بڑا محاصرہ اور اس دوران
	باب ۱۴۰	۵۹۳	رونما ہونے والے واقعات کی روداد
	بنی کمی کا خروج جو بنی عبد الواد سے تھے اور ارض	۵۹۵	وہران کا محاصرہ
۶۰۳	سوس میں ان کی بغاوت	۵۹۵	بغاوت کرنے والے زیری کی اطاعت
۶۰۳	کندوز مارا جاتا ہے		باب ۱۳۵
۶۰۳	عبداللہ بن کندوز کی وفات		بلاد مفراوہ فتح ہوتا ہے اور اس دوران پیش آنے
۶۰۳	اولاد عبدالرحمن شیخ سے ابن خلدون کا ملنا	۵۹۵	والے واقعات کا بیان
	باب ۱۴۱	۵۹۶	مازونہ والوں کی بغاوت
	ابوالملیانی اور مصادمہ کے شیخوں کی وفات تک کے	۵۹۶	راشد سے لڑائی
	واقعات کا بیان		باب ۱۳۶
۶۰۵	امیر مراکش کو احمد بن الملیانی کا خط	۵۹۷	علاقہ توجین کی فتح اور دیگر واقعات کا بیان
۶۰۶	سلطان یعقوب کے بچپن کا زمانہ		باب ۱۳۷
۶۰۶	ابن خلدون کے شیخ کا بیان		زناتہ دے تونس اور بجایہ کے افریقی امراء کی خط و
	باب ۱۴۲	۵۹۷	کتابت کی روداد
۶۰۶	سلطان کی وفات	۵۹۸	یوسف بن یعقوب تلمسان کی ناکہ بندی کرتا ہے
	باب ۱۴۳		باب ۱۳۸
۶۰۷	سلطان ابو ثابت کی حکمرانی		سلطان کے پاس ترکی امراء کی آمد، مشرق اقصیٰ
۶۰۷	شہر پردھاوا		کے ملوک کی خط و کتابت اور تحفے بھجوانا
۶۰۸	ابوسالم اور جمال الدین کا قتل	۵۹۹	
۶۰۸	یعیش بن یعقوب کا بیٹے کے ہمراہ فرار	۶۰۰	حاکم مصر الناصر محمد بن قلاوون کو سلطان کا تحفہ ارسال کرنا
۶۰۹	ابو ثابت کا مغرب کی طرف سفر	۶۰۰	اعراب کی لوٹ مار
۶۰۹	جبال ہسکورہ میں یوسف بن ابی عیاد کا قیام	۶۰۱	ملک الناصر کی ناراضی
۶۰۹	زکنہ کے پیچھے پیچھے		باب ۱۳۹
	باب ۱۴۴		رئیس سعید کاسبتہ پر قبضہ، ابن الاحمر کی
	عثمان بن ابو العلاء سے جنگ کرنے کے لیے		بغاوت اور غمارہ میں عثمان بن العلاء کی
	سلطان کا بلاد الہبط جا کر فتح پانا پھر اس کی		بغاوت کا بیان
۶۱۰	وفات کا بیان	۶۰۱	

۶۱۸	باب ۱۵۱ مندیل الکتانی کی پریشانی پھر اس کے قتل کا بیان	۶۱۰	اصیلا اور العریش پر حملہ
۶۱۹	مغرب کا نیا حاکم..... ابو سعید باب ۱۵۲	۶۱۱	عثمان بن ابوالعلا کا بھاگ جانا باب ۱۴۵
۶۲۰	الغرنی کی سبتہ میں بغاوت، سلطان کی اس سے لڑائی	۶۱۱	سلطان ابو الریح کی حکمرانی کا دور اور اس کی حکومت کی روداد
۶۲۰	پھر وفات اور بعد ازاں سبتہ کے حالات کی روداد	۶۱۲	اندلس میں ابو یحییٰ بن ابوالصبر کی آمد
۶۲۰	عبداللہ بن عثمان کی اندلس سے آمد	۶۱۲	ابوشعیب بن مخلوف باب ۱۴۶
۶۲۰	وزیر کے خیمے پر دھاوا		
۶۲۰	محمد کی حکومت باب ۱۵۳		
۶۲۱	عبداللہ بن عثمان کی علامت کے لیے آتے ہیں	۶۱۳	اہل سبتہ کی اندلس کے خلاف بغاوت پھر سلطان کی دوبارہ اطاعت کرنے کا بیان باب ۱۴۷
۶۲۲	مغرب پر سلطان ابو سعید کا قبضہ باب ۱۵۴		
	اہل اندلس کی غرناطہ کے خلاف فریاد رسی اور بطرہ کی موت کا بیان	۶۱۳	عبداللہ بن عثمان کی وزیر اور مشائخ کی مدد سے بیعت پھر سلطان کا ان پر غالب آنا اور اس کی موت کی روداد
۶۲۲	عثمان بن ابی العلاء کا سالار بننا باب ۱۵۵	۶۱۳	حسن بن علی اور وزیر کی سازش باب ۱۴۸
	موحدین سے رشتہ کرنے، اس کے سلسلے میں تلمسان پر حملے اور دیگر واقعات کی روداد		
۶۲۳	الجزیرہ پر ابو جموح کا دھاوا	۶۱۵	نئے سلطان ابو سعید کی حکمرانی کا دور اور اس میں رونما ہونے والے واقعات کا بیان باب ۱۴۹
۶۲۳	تونس پر زناتہ کا قبضہ		
۶۲۵	باب ۱۵۶ سلطان ابو سعید کی وفات کے بعد سلطان ابوالحسن کا تخت نشین ہونا اور دیگر واقعات کا بیان باب ۱۵۷	۶۱۶	تلمسان پر سلطان ابو سعید کا پہلا حملہ باب ۱۵۰
۶۲۵	سلطان ابوالحسن کا سجماسہ پر حملہ، بھائی کے ساتھ صلح پھر واپس تلمسان جانے کی روداد	۶۱۶	ابو ابوعلی کے باپ کے خلاف خروج اور اس کا بیان
۶۲۶		۶۱۷	تلمسان سے سلطان ابو سعید کی واپسی
		۶۱۷	فاس کی طرف امیر ابو علی کی روانگی
		۶۱۸	سجماسہ میں ابو امیر ابو علی

۶۳۳	مدد کے لیے طاغیہ کانصرانیوں کو بلانا	باب ۱۵۸	
۶۳۵	طاغیہ کی طرف سے روانگی	امیر ابو علی کے بغاوت کرنے اور سلطان ابو الحسن	
۶۳۵	طاغیہ کا ایشیلیہ پر آنا	۶۲۷	کے اس پر حملہ کر کے اس پر فتح پانے کے حالات
۶۳۶	عثمان بن ابی العلاء کا ظہور	باب ۱۵۹	
۶۳۶	سلطان کا قتل	جبل فتح سے لڑائی لڑنے اور اسے مسلمانوں کو دے	
۶۳۷	فرزند گرفتار ہوتے ہیں	۶۲۸	دینے کا بیان
	باب ۱۶۳	۶۲۸	الجزیرہ کے قلعوں پر طاغیہ کا حملہ
	سلطان کا مشرق کی طرف تحائف بھیجنا اور حرین اور	۶۲۸	جبل سے لڑائی
	القدس کی طرف اپنے لکھے ہوئے مصحف روانہ	۶۲۸	باب ۱۶۰
۶۳۷	کرنے کی روداد		تلمسان کا محاصرہ اور سلطان ابو الحسن کا اس پر قبضہ
۶۳۸	مکہ مکرمہ میں اپنا لکھا ہوا قرآن شریف بھجوانا		کرنا اور ابوتاشیفین کی موت کے بعد بنی عبد الواد
	باب ۱۶۵	۶۲۹	کی حکمرانی ختم ہونے کا بیان
	سوڈانیوں کا سلطان ابو الحسن کی خدمت میں تحفے	۶۳۰	ندرومہ والوں سے لڑائی
۶۳۹	بھیجنے کا بیان		ابوتاشیفین کے دو بیٹے قتل ہو گئے
	باب ۱۶۶		باب ۱۶۱
۶۳۹	تونس کے حاکم کے ساتھ سلطان کی رشتہ داری		میتجہ میں امیر ابو الرحمن کی سازش، اس کی گرفتاری
	قائم ہونے کا بیان	۶۳۱	اور آخر کار قتل ہونے کی روداد
۶۴۰	سلطان سے حاجب ابو عبد اللہ کی سازش		باب ۱۶۲
	باب ۱۶۷		ابن ہیدور کی بغاوت اور ابو عبد الرحمن کا روپ
۶۴۰	سلطان کا افریقہ پر حملہ اور اس پر غالب آ جانے کی روداد		اختیار کرنے کے واقعات کا بیان
۶۴۱	افریقہ پر حملہ	۶۳۲	جہاد سے سلطان کی رغبت
۶۴۱	ابوزید کی بیعت	۶۳۳	طاغیہ کے علاقوں پر امیر ابو مالک کا حملہ
۶۴۲	ابو القاسم بن عتو کا پکڑا جانا	۶۳۳	وزراء کا بحری بیڑوں کو تیار کرنا
۶۴۲	محل میں سلطان کا داخلہ	۶۳۳	باب ۱۶۳
	باب ۱۶۸		طریف کی لڑائی اور مسلمانوں پر سخت آزمائش کے
	عربوں کے ساتھ قیروان میں سلطان ابو الحسن کی لڑائی		زمانے کی روداد
۶۴۵	اور اس دوران رونما ہونے والے واقعات کا بیان	۶۳۴	

۶۵۳	قسنطینہ کے قریب نیل کا جانا	۶۳۵	ابن غانیہ کا خروج
	باب ۱۷۳	۶۳۶	ابو الہول بن حمزہ کا مارا جانا
	تونس کے الناصر بن سلطان اور اس کے	۶۳۶	اولاد ابو اللیل اور اولاد تونس کے نمائندوں کا گرفتار ہونا
	ساتھی عریف بن یحییٰ کے مغرب اوسط پر	۶۳۷	ابن کی گرفتاری بدست سلطان
۶۵۵	دھاوا بولنے کی روداد	۶۳۷	ان کے پاس ابن تافراکین کا جانا
۶۵۵	وادی درک لڑائی کا میدان بن گیا	۶۳۸	تونس کی فصیلیں درست ہوتی ہیں
	باب ۱۷۴		باب ۱۶۹
	مغرب کی طرف سلطان ابو الحسن کی روانگی، تونس پر مولیٰ		مغربی سرحدوں کا خروج بعد ازاں موحدین کی
	فضل کا غالب آنا اور اس کی دعوت دینے کا بیان	۶۳۸	طرف ان کے رجوع کرنے کی روداد
۶۵۵	تونس کی طرف سلطان کا سفر	۶۳۹	عام لوگوں کا خروج
۶۵۶	تونس سے مولیٰ فضل کی لڑائی		باب ۱۷۰
۶۵۶	سلطان نے تونس چھوڑ دیا		سلطان کی اولاد کا مغرب اوسط اور اقصیٰ میں خروج
۶۵۶	بسکرہ سے الناصر کی آمد	۶۵۰	بعد ازاں مغرب میں ابو عنان کے خود مختار ہونے کا بیان
۶۵۷	باب ۱۷۵	۶۵۰	حسن بن ریزیکین کا وزیر بننا
	سلطان کا سجالماہہ پر قبضہ پھر بیٹے کے تعاقب میں	۶۵۱	سالہ میدان جنگ بنا
	مراکش جانا، اس پر قبضہ کرنا اور دیگر واقعات کی روداد	۶۵۱	حسن بن سلیمان کی چغلی
	باب ۱۷۶	۶۵۱	ابو العلاء کی اولاد رہا ہوتی ہے
	سلطان مراکش پر غالب آ گیا بنی امیر ابو عنان کے		باب ۱۷۱
	سامنے شکست بعد ازاں جبل بنتا میں وفات		نواح کا خروج اس کے بعد تلمسان میں بنی عبد
	پانے کا بیان	۶۵۲	الواد، شلف میں مفراہہ اور توجین میں المریہ کے
۶۵۹	سلطان اور امیر ابو عنان کی لڑائی		خروج کی روداد
۶۵۹	بختا کی طرف سلطان کا جانا	۶۵۲	بنو عبد الواد اور مفراہہ کی صلح
۶۵۹	باب ۱۷۷	۶۵۳	بنو عبد الواد کا حملہ
	تلمسان کی طرف امیر ابو عنان کی روانگی، بنی	۶۵۳	ابن جرار کا قتل
	عبد الواد پر حملہ پھر سلطان سعید کے دنیا سے گزر	۶۵۳	دہران پر چڑھائی
	جانے کی روداد	۶۵۳	باب ۱۷۲
۶۶۰			قسنطینہ اور بجایہ کے موحدین امراء کو مغربی سرحدیں
		۶۵۴	واپس ملنے کا بیان

۶۶۸	بجایہ میں ابن ابی عمرو سے ملنا	باب ۱۷۸	
۶۶۸	عیسیٰ کا غمارہ پر دھاوا		زعیم ابو ثابت کا وادی شلف پہنچنا پھر بنی مرین کا
	باب ۱۸۳		اس پر دھاوا اور بجایہ میں موحدین کے ہاتھوں اس
	سلطان کے قسطنطینہ اور تونس فتح کرنے کے		کی گرفتاری کا بیان
۶۶۹	لیے روانہ ہونے کا بیان	۶۶۱	
۶۶۹	قسطنطینہ میں مولانا ابو العباس کی دعوت		باب ۱۷۹
۶۷۰	قسطنطینہ والوں سے لڑائی		سلطان ابو عنان کا بجایہ پر حملہ اور اس کے والی کے
۶۷۰	تونس جانے کا فیصلہ	۶۶۲	مغرب کی طرف فرار ہونے کی روداد
	باب ۱۸۵		باب ۱۸۰
	سلیمان بن داؤد کے وزیر بننے پھر فوجوں کے		اہل بجایہ کا خروج کرنا اور حاجب کا اپنی فوجوں
۶۷۱	ساتھ افریقہ پر حملہ کرنے کی روداد	۶۶۲	کے ساتھ ان پر دھاوا بولنے کا بیان
	باب ۱۸۶	۶۶۳	ابو عبید اللہ کا پکڑے جانا
	سلطان ابو عنان کی وفات کے بعد وزیر حسن بن عمر	۶۶۳	منصور بن الحاج کا بھاگ جانا
۶۷۲	کا خود مختار ہو جانا اور سعید کو نیا امیر بنانے کا بیان	۶۶۳	ابن خلدون کو عزت ملنا
۶۷۲	حسن بن عمر کا خود مختار ہونا		باب ۱۸۱
	باب ۱۸۷		سلطان کا حاجب بن ابی عمرو کو بجایہ کی سرحد پر امیر مقرر
	فوجوں کا مراکش کی طرف جانا اور عامر بن محمد سے	۶۶۴	کرنا پھر قسطنطینہ سے لڑائی کے لیے سالار بنانے کی روداد
۶۷۳	لڑائی کے لیے وزیر سلیمان بن داؤد کی تیاری کی روداد	۶۶۵	محمد بن ابی عمرو کی ترقی
۶۷۳	سلطان کا چھوٹے فرزندوں کو امیر بنانا	۶۶۵	قسطنطینہ سے لڑائی
	باب ۱۸۸		باب ۱۸۲
	ابو جمو کا تلمسان میں متغلب ہو جانا پھر اس سے		جبل سکسیوی میں ابو الفضل بن سلطان ابو الحسن کا
۶۷۴	لڑنے کے لیے فوجوں کا جانا اور اس کے شکست		خروج، درعہ کے گورنر کا اسے فریب دینا اور اس کی
	کھانے کا بیان	۶۶۶	موت کا بیان
۶۷۴	تونس پر سلطان کا حملہ	۶۶۷	سوس پر فارس کا حملہ
	باب ۱۸۹		باب ۱۸۳
	تلمسان پر وزیر مسعود بن ماسی کا دھاوا بول کر		عیسیٰ بن حسین کا جبل الفتح میں خروج پھر اس کی
	اس پر قبضہ کرنا پھر اس کی بغاوت اور اس کی جگہ	۶۶۷	وفات کی روداد
۶۷۵	سلیمان بن منصور کے والی بننے کی روداد	۶۶۷	تلمسان اوزفاس میں خروج

۲۸۵	عبداللہ بن علی کا مرجانا	۶۷۶	رحو کی لڑائی
۲۸۶	تاشفین الموسوس کا تخت پر بیٹھنا		باب ۱۹۰
	باب ۱۹۶		جبال غمارہ میں مولیٰ ابوسالم کی آمد اور مغرب پر اس کا
	عیسائی فوج کے سالار پر ابن انطول کا دھاوا	۶۷۷	قبضہ کر لینا اور مسعود بن سلیمان کے مرنے کا بیان
۲۸۶	بعد ازاں بنی مرین اور یحییٰ بن رحو کی بغاوت کا بیان	۶۷۷	مشائخ اور وزیر مارے گئے
۲۸۷	ابن نطول کی کارروائی	۶۷۷	آبنائے طارق میں بحری بیڑوں کا جمع ہونا
	باب ۱۹۷	۶۷۸	دفاع کے لیے منصور بن سلیمان کی تیاری
	عبدالخلیم بن سلطان کا تلمسان سے پہنچنا اور جدید		باب ۱۹۱
۲۸۸	شہر کا محاصرہ کرنے کی روداد		والی غرناطہ ابن الاحمر معزول ہوتا ہے، رضوان کے قتل
۲۸۸	نمائندہ بیٹے قید خانے میں	۶۷۹	کے بعد اس کے سلطان کی طرف آنے کی روداد
	باب ۱۹۸	۶۸۰	قصیدہ
	جدید شہر میں امیر محمد بن امیر عبدالرحمن کی آمد اور عمر بن		باب ۱۹۲
۲۸۹	عبدالشہ کی کفالت میں اس کی بیعت کا بیان	۶۸۲	تادلہ میں حسن بن عمرو کی بغاوت، اس پر سلطان کا
	باب ۱۹۹	۶۸۲	غالب آنا پھر اس کے مرنے کا بیان
	مکناسہ کی لڑائی کے بعد سلطان عبدالخلیم اور اس کے		ابن خلدون بھی موقع پر موجود تھا
۲۹۰	برادران کی سجماسہ کی طرف روانگی کی روداد	۶۸۲	باب ۱۹۳
	باب ۲۰۰		نادر تحفوں کے ساتھ سوڈان کے وفد کی آمد اور اس
	مراکش سے مسعود بن ماسی اور عامر بن محمد کی آمد،		میں قیمتی زرافے کی روداد
۲۹۰	ابن ماسی کا وزیر بننا اور مراکش میں عامر کی		باب ۱۹۴
	خود مختاری کا بیان		تلمسان کی طرف سلطان کی روانگی اور اس پر قبضہ،
۲۹۱	تازی سے عبدالخلیم کا فرار	۶۸۳	بعد ازاں ابوزیان کی آمد اور اس کے ہمراہ موحدین
	باب ۲۰۱	۶۸۳	کی اپنے علاقے کی طرف مراجعت کا بیان
۲۹۱	سجماسہ پر عمر بن عبداللہ کے دھاوا بولنے کی روداد		عبداللہ بن مسلم کے لیے پیغام رسانی
	باب ۲۰۲		باب ۱۹۵
	عرب عبدالمومن کی بیعت کرتے ہیں اور عبدالخلیم		سلطان ابوسالم کے مرنے کے بعد مغرب کی حکومت
۲۹۲	کی مشرق روانگی کا بیان	۶۸۴	پر عمر بن عبداللہ کا قابض ہو جانا، اس کے بعد پے
			درپے ملوکوں کی تعیناتی اور وفات پانے کی روداد

باب ۲۰۳	باب ۲۱۰
۶۹۳	۷۰۰
۶۹۳	۷۰۰
۶۹۳	۷۰۰
باب ۲۰۴	باب ۲۱۱
۶۹۳	۷۰۱
باب ۲۰۵	۷۰۱
۶۹۵	۷۰۲
۶۹۵	۷۰۲
۷۰۲	۷۰۲
باب ۲۰۶	باب ۲۱۲
۶۹۶	۷۰۳
باب ۲۰۷	۷۰۳
۶۹۶	۷۰۳
۶۹۷	۷۰۳
باب ۲۰۸	باب ۲۱۳
۶۹۷	۷۰۵
باب ۲۰۹	۷۰۶
۶۹۸	۷۰۶
۶۹۹	۷۰۸
۶۹۹	۷۰۸
	۷۰۹

۷۱۶	دارالخلافت میں سلطان کا آنا باب ۱۲۰	۷۰۹	سلطان عبدالعزیز کا مرنا باب ۲۱۴
۷۱۷	ماریقہ کی طرف وزیر ابو بکر بن غازی کی جلاوطنی پھر واپس آنا اور پھر اس کی بغاوت کا بیان	۷۰۹	سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد سلطان سعید کی بیعت کرنے، ابو بکر بن غازی کے اس پر غالب آنے
۷۱۷	وتر مار کی کارستانی	۷۰۹	اور مغرب کی طرف بنی مرین کے جانے کا بیان
۷۱۸	ابو بکر بن غازی کا مارا جانا باب ۱۲۱	۷۱۰	مغرب اوسط اور تلمسان پر ابو جمو کے غالب آنے کی روداد باب ۲۱۶
۷۱۸	مراکش کے حاکم امیر عبدالرحمن اور فاس کے سلطان ابوالعباس کے مابین دوستی کا خاتمہ، امیر عبدالرحمن کا از مور	۷۱۱	مغرب کی طرف امیر ابو عبدالرحمن بن ابی یغلوں کی روانگی اور اس کے پاس بطویہ کا آنا اور اس کی
۷۱۸	پر قبضہ کر کے اس کے عامل حسون بن علی کو قتل کر دینا جدید شہر پر سلطان کا قبضہ	۷۱۱	حکومت میں شامل ہونے کا بیان
۷۱۸	از مور پر امیر عبدالرحمن کا دھاوا	۷۱۱	اندلس میں امیر عبدالرحمن کی آمد
۷۱۹	قبیلہ صبیح	۷۱۱	ابن الاحمر اور سلطان کے مابین اختلافات
۷۱۹	باب ۲۲۲	۷۱۲	جبل الفتح کی لڑائی باب ۲۱۷
۷۲۰	مراکش کے حاکم اور فاس کے والی کے مابین اختلافات پھر والی فاس کا مراکش جا کر محاصرہ کرنا بعد ازاں دونوں کی صلح ہونے کی روداد باب ۲۲۳	۷۱۲	سلطان ابوالعباس کی بیعت ہونا پھر خود مختار حاکم بننا اور اس دوران رونما ہونے والے واقعات کی روداد
۷۲۱	امیر عبدالرحمن کے خلاف الہسا کرہ کے شیخ علی بن زکریا کا خروج اور اس کے غلام منصور پر حملہ پھر	۷۱۳	محمد بن عثمان کا سببہ جانا
۷۲۱	امیر عبدالرحمن کے قتل ہونے کا بیان	۷۱۳	اندلس کی طرف قیدی بیٹوں کی روانگی
۷۲۱	مراکش پر سلطان کا حملہ	۷۱۳	امیر عبدالرحمن دھاوا بولتا ہے
۷۲۱	سلطان ابوالحسن اور وزیر محمد عمر باب ۲۲۴	۷۱۳	جدید شہر میں سلطان کا داخل ہونا باب ۱۱۸
۷۲۲	سلطان کی غیر موجودگی میں ابو علی کے فرزندوں اور تلمسان کے حاکم کے اکسانے پر عربوں کا مغرب پر دھاوا اور ابو جمو کے ان کے تعاقب میں آنے میں آنے کی روداد	۷۱۵	ابن الخطیب کے مرنے کا بیان
۷۲۲		۷۱۵	وزیر ابو بکر کو سلطان کے ہاتھوں ذلت ملنا
		۷۱۵	ابن الخطیب کا گرفتار ہونا باب ۱۱۹
		۷۱۶	اندلس کی طرف سلیمان بن داؤد کی روانگی اور وہاں ٹھہر جانا پھر اس کی موت کی روداد

باب ۲۲۵	تلمسان پر سلطان کا دھاوا بول کر اسے فتح کرنا پھر اسے تباہ کرنے کا بیان	۷۲۲
باب ۲۲۶	اندلس سے سلطان موسیٰ بن ابو عنان کا مغرب کی طرف آنا اور وہاں کی حکومت پر قبضہ کرنا پھر سلطان ابو العباس پر غالب آنا اور اس کے اندلس کی طرف فرار ہونے کی روداد	۷۲۳
	تلمسان پر سلطان کا دھاوا	۷۲۳
	مراکش کی طرف عبدالرحمن کا جانا	۷۲۴
	فارس کی طرف سلطان کا جانا	۷۲۴
باب ۲۲۷	وزیر محمد بن عثمان کا در بدر بھٹکنا اور آخر قتل ہونے کا بیان	۷۲۵
باب ۲۲۸	حسن بن الناصر غمارہ میں خروج کرتا ہے اور وزیر ابن ماسی اپنی افواج کے ساتھ اس پر دھاوا بولتا ہے	۷۲۶
باب ۲۲۹	سلطان موسیٰ کی وفات کے بعد سلطان ابو العباس کے بیٹے منتصر کی بیعت ہونے کا بیان	۷۲۶
باب ۲۳۰	واثق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابو الحسن کا آنا اور اس کی بیعت ہونے کی روداد	۷۲۷
	مسعود بن ماسی کا افواج کے ساتھ آنا	۷۲۸
باب ۲۳۱	سلطان ابن الاحمر اور وزیر ابن ماسی کے مابین مقابلہ، سلطان ابو العباس کا اپنی حکومت کے سلسلے میں سبتہ آنا اور اس پر قابض ہونے کا بیان	۷۲۸
باب ۲۳۲	سلطان ابو العباس کی سبتہ سے روانگی اور ابن ماسی کا دفاعی تیاریاں کرنا پھر سلطان کے شکست کھا کر آنے کا بیان	۷۲۹
	ابو العباس کے گرد گھیرا تنگ	۷۲۹
باب ۲۳۳	سلطان ابو العباس کی مراکش میں دعوت پھیلنے اور اس کے ساتھیوں کے اس پر قبضے کا بیان	۷۳۰
باب ۲۳۴	المنتصر بن سلطان ابو علی کی حکومت مراکش میں قائم ہونا پھر اس کے خود مختار حاکم بننے کی روداد	۷۳۱
باب ۲۳۵	جدید شہر کا محاصرہ ہونا پھر اس کی فتح بعد ازاں وزیر ابن ماسی کا مسئلہ اور اس کے قتل کا بیان	۷۳۱
باب ۲۳۶	محمد بن علال کا وزیر بننا	۷۳۲
باب ۲۳۷	محمد بن سلطان عبدالحمید کی سبلماسہ میں غلبہ حاصل کرنے کی روداد	۷۳۳
	عرب معقل کا مسعود بن ماسی کے خلاف خروج	۷۳۴
باب ۲۳۸	ابن ابی عمر کا مسئلہ پھر اس کا قتل ہونا اور ابن حسون کے دستوں کا بیان	۷۳۴
	ابن ابی عمر کا گرفتار ہونا	۷۳۵

باب ۲۳۹

علی بن زکریا کی جبل الہاسکرہ میں سلطان کی مخالفت اور اس کے مسئلے کی روداد

۷۳۵

باب ۲۴۰

سلطان ابوالعباس کے پاس ابوتاشفین کا باپ کے خلاف فریاد لے کر آنا پھر اس کی افواج کے ساتھ روانگی

۷۳۶

اور سلطان ابوحمو کے قتل کا بیان

ابوزیان کا فرار ہو جانا

۷۳۶

تلمسان سے ابوحمو کا جانا

۷۳۷

ابوحمو کا مارا جانا

۷۳۷

باب ۲۴۱

ابوتاشفین کا مرنا اور مغرب کے حاکم کی تلمسان پر قبضے کی روداد

۷۳۷

باب ۲۴۲

مغرب کے حاکم سلطان ابوالعباس کی موت بعد ازاں مغرب اور تلمسان پر ابوزیان بن ابوحمو کا

۷۳۸

غالب آنا

باب ۲۴۳

آل عبدالحق کا بیان جو اندلس کے مجاہد غازیوں میں نمایاں تھے اور ابن الاحمر کی حکومت میں ان کا حصے

۷۴۰

دار بننا اور جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا

باب ۲۴۴

اندلس کی ریاست کے فاتح موسیٰ بن رحو، اس کے برادر عبدالحق پھر حمو بن عبدالحق کی حکومتوں کی روداد

۷۴۱

موسیٰ بن رحو امیر بنتا ہے

۷۴۲

۷۴۲

ابراہیم بن عیسیٰ کا مارا جانا

باب ۲۴۵

اندلس سے تعلق رکھنے والے شیخ الغزاة عبدالحق بن

۷۴۲

عثمان کا بیان

۷۴۳

ابوالولید بن رئیس کا خروج

۷۴۳

افریقہ کی طرف عبدالحق بن عثمان کا جانا

باب ۲۴۶

عثمان بن ابی العلاء کی روداد جو اندلس کے مجاہد

۷۴۴

غازیوں کے امراء میں شمار ہوتے تھے

۷۴۴

سفر کی حالت میں یعقوب بن عبداللہ کا مرنا

۷۴۵

نصاری کی غرناطہ سے لڑائی

باب ۲۴۷

عثمان بن ابوالعلاء کے بعد اس کے بیٹے کی حکومت

۷۴۶

اور اس کے انجام کا بیان

۷۴۶

تلمسان فتح ہوتا ہے

۷۴۷

امیر ابو عنان کا خروج

باب ۲۴۸

یحییٰ بن عمر بن رحو کا اندلس کے غازیوں پر پہلی اور

۷۴۶

دوسری بار حکومت کرنا اور اس کے حالات کی روداد

۷۴۷

عمر بن رحو کا دنیا سے رخصت ہونا

۷۴۸

ابوالحجاج کی حادثاتی موت

۷۴۸

غازیوں پر ادریس کی حکومت

باب ۲۴۹

اندلس میں ادریس بن عثمان بن ابوالعلاء کی

۷۴۹

حکومت اور پھر اس کے قتل کا بیان

۷۴۹

طاغیہ کی طرف یحییٰ بن عمر کی روانگی

۷۶۲	افریقہ کی طرف سلطان کا جانا		
۷۶۲	اسطی کا بیان		باب ۲۵۰
۷۶۳	تلمسان کا ایلی		علی بن بدرالدین کی اندلسی غازیوں پر حکومت اور
۷۶۵	عبدالہیمن کے حالات زندگی	۷۵۰	پھر اس کی وفات تک حالات
۷۶۵	ابن رضوان کے حالات	۷۵۱	سلطان کا مرجانا
۷۶۶	افریقہ میں اس کے ساتھی	۷۵۱	بدرالدین کے حالات
۷۶۹	ابوسعید کی تلمسان میں حکومت	۷۵۱	امیر یوسف کی غازیوں پر حکومت
۷۶۹	ابن خلدون کا گرفتار ہونا		باب ۲۵۱
۷۷۰	تونس پر ابو العباس کا حملہ		عبدالرحمن بن علی ابی یغلوں بن سلطان ابن علی کی
	باب ۲۵۳	۷۵۲	اندلسی مجاہدوں پر حکومت اور اس کے انجام کا بیان
	ابن خلدون کا تونس میں علامت پر تصرف ہونا	۷۵۲	حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز
	پھر مغرب کی طرف سفر اور سلطان ابو عنان کا		باب ۲۵۲
۷۷۱	کاتب مقرر ہونا	۷۵۳	کتاب کے مصنف کا تعارف
۷۷۱	مغرب کی طرف بنومرین کا آنا	۷۵۳	ابن خلدون کا تعارف
۷۷۲	فاس کی طرف ابو عنان کی روانگی	۷۵۵	مصنف کے اندلس میں اجداد
۷۷۲	تلمسان میں مدرسے کا قیام	۷۵۵	ابوعبیدہ کا گھرانہ
۷۷۳	سلطان ابوالحسن کا دنیا سے گزر جانا	۷۵۵	بنو خلدون کا گھرانہ
	باب ۲۵۴	۷۵۵	بنو حجاج کا گھرانہ
۷۷۵	سلطان ابو عنان کا مقرب بننا اور بعد کے حالات کا بیان	۷۵۶	رعایا پر کریت کے مظالم
	باب ۲۵۵	۷۵۶	اشبیلیہ پر ابن عباد کا قابض ہونا
	سلطان ابوسالم کے بھید اور انشاء کے بارے میں	۷۵۶	افریقہ میں ابن خلدون کے آبا
۷۷۶	کتابت کرنا	۷۵۷	ابن الاحمر کا دھاوا بولنا
	باب ۲۵۶	۷۵۷	المستنصر کی حکومت
۷۸۰	اندلس کی طرف روانگی	۷۵۷	تونس پر الدعی بن ابی عمارہ کا غالب آنا
	باب ۲۵۷	۷۵۸	امیر خالد کا امیر بننا
	بجایہ سے اندلس کی طرف جانا اور حاجب مقرر	۷۵۸	ابو عبداللہ الرندی
۷۸۵	ہونے کی روداد	۷۵۸	میں پیدا ہوتا ہوں
		۷۶۱	قیروان کی لڑائی
		۷۶۱	زیرم بن حماد کا شب خون

۸۱۵	چغل خوروں کی آنکھ کا پانی مر گیا	۷۸۶	سلطان ابو عنان اور ابن خلدون
	باب ۲۶۳	۷۸۷	حجابت کا عہدہ ابن خلدون کو ملنا
۸۱۵	مشرق کی سمت جانا اور مصر کے قاضی بننے کی روداد		باب ۲۵۸
۸۱۶	ابن خلدون کا جامع از ہر میں استاد بننا	۷۸۸	تلمسان کے حاکم ابو جمو کے حالات کا بیان
۸۱۶	قاضی مالک کی سبکدوشی	۷۸۹	ابن خلدون اور سلطان ابو جمو
	باب ۲۶۳	۷۹۷	تلمسان کی طرف ابو زیان کا جانا
۸۱۸	ابن خلدون کا حج کے لیے جانا		باب ۲۵۹
			مغرب کے حاکم سلطان عبدالعزیز کا بنی عبدالواد کی
		۷۹۹	اعانت کرنے کا بیان
		۷۹۹	المسیلہ کی طرف ابن خلدون کا جانا
		۸۰۰	سلطان کے یاس ابن خلدون کا جانا
		۸۰۰	ابن الخطیب کا اندلس سے بھاگ جانا
			باب ۲۶۰
		۸۰۵	مغرب اقصیٰ کی طرف جانے کا بیان
		۸۰۶	فوجوں کے ساتھ علی بن حسون کا آنا
		۸۰۶	ابن الاحمر اور ابو بکر بن غازی کے درمیان بگاڑ
		۸۰۷	اندلسی افواج کے ساتھ ابن الاحمر کا آنا
		۸۰۷	محمد بن عثمان اور ابن الاحمر
		۸۰۸	دار الخلافتہ میں سلطان ابو العباس کا آنا
			باب ۲۶۱
			اندلس کی طرف جانا بعد ازاں تلمسان کا رخ کرنا اور
		۸۰۹	عرب قبائل سے ملنا اور عریف کے رکنے کا بیان
		۸۰۹	ابن الخطیب کا مارا جانا
			باب ۲۶۲
			سلطان ابو العباس کے پاس جانے کے لیے تونس کو
		۸۱۰	روانگی
		۸۱۱	سلطان کی طرف ابن خلدون کی روانگی

حصہ یازدہم
شمالی افریقہ میں بربر قبائل
اور ان کے حکمرانوں کے حالات

مستعجم عربوں کے حالات جو اسلامی سلطنت کے

عربوں سے تعلق رکھتے تھے

جب مصر، اس کے شہسواروں اور ان کے یمنی انصار نے اپنے اطاعت شعار ربیعہ بھائیوں اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے والے یمنی قبائل میں اپنی الگ اسلامی حکومت قائم کر لی اور اقوام و ممالک پر غالب آ گئے، شہروں کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا تو ان کی حالت صحرائی سختی اور خلافت کی سادگی چھوڑ کر حکومت کی قوت اور شہری آسودگی میں بدل گئی پھر وہ خیموں کو چھوڑ کر اسلامی ممالک سے بہت دور کے علاقوں اور سرحدوں میں بکھر گئے۔ انہوں نے وہاں فروکش ہو کر انفرادی اور اجتماعی طور پر حفاظتی فوجی چوکیاں قائم کر لیں۔ اس کے بعد بادشاہت ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک گھرانے سے دوسرے گھرانے میں منتقل ہوتی رہی جب کہ بنو امیہ اور ان کے بعد بنو عباس کی حکومت میں ان کی بادشاہت عراق میں مضبوط ہوتی گئی۔ اس کے بعد اندلس میں بنو امیہ کی دوسری حکومت قائم ہو گئی اور وہ خوش حالی اور شان و شوکت کے اس مقام تک جا پہنچے کہ اس سے پہلے عرب اور عجم کی کوئی حکومت اس مقام تک نہیں پہنچی تھی۔ یوں وہ دنیا میں بٹ گئے اور ان کی نسلیں عیش و آرام کو ترجیح دینے اور پسند کرنے لگیں۔ پھر وہ بالا خانوں میں سلامتی کے سائے تلے لمبی تان کر سو گئے، یہاں تک کہ شہری زندگی سے مانوس ہو گئے اور صحرائی زندگی کو بھول گئے۔ انہوں نے حکومت کے ذریعے بادشاہت کو حاصل کیا تھا لیکن وہ ان کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ وہ صحرائی اخلاق، سخت گیری اور تلوار کی چمک کے ذریعے اقوام پر غالب آئے تھے، لہذا اگر ثقافت فوجی جواں اور شہری زندگی نہ ہوتی تو شدت کے سوار عیت اور محافظ برابر ہو جاتے۔ انہوں نے مجد اور نسب میں سلطان کی مشارکت کا انکار کر کے عشائر اور قبائل کے ان سرداروں کی ناک کاٹ دی جو ان کی طرف گردنیں تانے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کی حرص و آرزو کم کر دیا اور عجمیوں کے غلاموں اور حکومت کے پیروں سے اپنا دلی تعلق قائم کر لیا، یہاں تک کہ انہوں نے ان کے ساتھ مل کر اپنے اس عرب قبیلے پر حملہ کر دیا جس نے حکومت کو قائم کیا تھا، ملت کی نصرت کی تھی اور خلافت کی مدد کی تھی۔ بعد ازاں بزور قوت انہیں فریب کاری کا مزا چکھایا، انہیں ذلیل اور خوار کر دیا اور انہیں عزت و مجد کی لذت فراموش کر وادی۔ اس کے بعد ان سے عصیت کی نصرت سلب کر لی، یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو گئے اور خواص کے غلام بن گئے۔ یوں وہ امت میں متفرق جماعتیں بن گئے اور انہوں نے اپنے اغیار کو جو موالی اور پروردہ تھے، ارباب حل و عقد اور جوڑ توڑ کرنے والا بنا دیا۔ لہذا ان میں عزت کا خیال جاگزیں ہو گیا اور وہ بادشاہت کے متعلق باتیں کرنے لگے، انہوں نے خلفاء کا انکار کر دیا اور امر و نہی کے صدر مقام پر بیٹھ گئے۔ اس دوران حمایتی عرب غلبے میں شامل ہو گئے اور عوام الناس کے ساتھ مل جل گئے، لیکن انہوں نے صحرائی حالات کو ان سے دوری کی وجہ سے اور عہد انساب کے مٹ جانے کی وجہ سے یاد نہیں کیا، اس طرح انہوں نے اپنے سے پہلے اور بعد کے لوگوں کے احوال کو بھلا دیا، یہ اللہ تعالیٰ کی وہ سنت ہے جو پہلے لوگوں میں جاری ہو چکی ہے، پس تو اللہ تعالیٰ کی سنت کو تبدیل ہونے والا نہیں پائے گا۔ مولدین دین اسلام کے آغاز سے حکومت کے قواعد کی تیاری اور اس کی اساس بنانے میں لگے ہوئے تھے، اس کے بعد وہ خلافت اور بادشاہت کے لئے کام کرتے رہے، عرب کے ان قبائل کی تعداد بہت زیادہ تھی لہذا انہوں نے ایمان و ملت کی مدد کی اور خلافت کے بازوؤں کو مضبوط کر دیا، بعد ازاں اقالم و امصار کو ختم کیا اور وہاں کی حکومتوں اور اقوام پر غلبہ پالیا۔ اس وقت مضر میں سے جو قبائل شامل تھے وہ یہ تھے: قریش، کنانہ، خزاعہ، بنو اسد، ہذیل، تمیم، غلفان، سلیم اور ہوازن اور ان کے بطون میں سے ثقیف، سعد بن بکر اور عامر بن صعصعہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ جو

شعوب و بطون، عشائر و قبائل، اور خلفاء اور موالی تعلق رکھتے تھے، وہ بھی شامل تھے۔ ربیعہ میں سے بنو تغلب بن وائل، بنو بکر بن وائل، بنی شکر، بنی حنیفہ، بنی عجل، بنی ذہل، بنی شیبان اور تیم اللہ کے سب قبائل، اس کے علاوہ قاسط سے بنو نمیر عبد القیس اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے قبائل شامل تھے، یعنی قبائل میں سے اور پھر کہلان بن سبار میں سے بھی کچھ قبائل شامل تھے۔ اللہ کے دوست، اوس اور خزرج، جو شعوب غسان اور دیگر قبائل ازد کے سرداروں کے بیٹے تھے پھر ہمدان، حنعم اور بجیلہ اور مذحج اور اس کے سب بطون عبس مراد، زبید، نخع اور اشعری اور بنی حرث بن کعب پھر لکی، اس کے بطون اور حنعم اور اس کے بطون پھر کندہ اور اس کے بادشاہ اور حمیر بن سبار میں سے قضاعہ اور اس کے سب بطون اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے عشائر و قبائل اور ان کے اخلاف۔ ان سب کو عربی اسلامی حکومت نے بھجواد یا تھا لہذا ان سے دور دراز کی سرحدیں پر ہو گئیں اور دور دراز علاقوں نے انہیں اپنا کھا جانا لیا۔ پھر مشہور جنگوں نے ان کو مار دیا، لہذا ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا اور نہ ہی کوئی قابل ذکر چھوٹی سی جماعت باقی رہی۔۔۔ اور نہ ہی کوئی دیت دینے والے باقی رہے جو جرم کا بار برداشت کریں۔ اس کے علاوہ نہ ہی کوئی دادخواہ گروہ باقی رہا، ہاں ان کے ناموں کا تذکرہ ان کی اولاد کے انساب میں سنا جاتا رہا جو ان شہروں میں سما چکی تھی، جنہیں انہوں نے تباہ کر دیا تھا لہذا وہ ملکوں میں پھیل گئے، پھر لوگوں کے درمیان داخل ہو کر ذلیل ہو گئے، وہ حکومت کے غلاموں، تکیہ لگانے والوں کے لئے بے چینی اور لڑائی کے لانے کا باعث بن گئے، جب کہ ان کے غیر اسلام اور ملت کے نگران بن گئے اور حکومت دوسروں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ یوں متاع علوم و فنون ان کے غیر کے بازاروں میں آنے لگی اور مشرق کے عجمی یعنی دہلیم کے لوگ غالب آ گئے۔ اس کے بعد ہمیشہ ہی اس زمانے تک حکومتیں ان میں منتقل ہوتی رہی ہیں۔ ان میں جن قبائل کو حکومت حاصل تھی، ان میں سے اکثر قبائل ختم ہو گئے ہیں اور ان کا ذکر تک باقی نہیں رہا۔ اس طبقے کے قبائل کے بچے کچھ لوگ جنگوں میں چلے گئے اور جنگوں میں رہنے لگے۔ انہوں نے خیموں اور صحرائی زندگی اور خشونت کو خیر باد نہ کہا، لہذا نہ وہ آسودگی کی ہلاکت میں پڑے، نہ ہی آسائش کے سمندر میں غرق ہوئے اور نہ ہی شہروں اور شہریت کے اندھیروں میں گم ہوئے۔ اسی وجہ سے ان کے شاعر نے خوب کہا ہے:

”تو ہم بادیہ نشینوں کو کیسے پاتا ہے جنہوں نے حیرت زار شہریت کو چھوڑ دیا ہے۔“

وہ متنبی سیف الدولہ کی مدح کرتے ہوئے اور ان عربوں کے ذکر پر یہ تعریض کرتے ہوئے جن سے اسے ان کی آسودگی اور خار کی وجہ سے نبرد آزما ہونا پڑا ہے، کہتا ہے:

”وہ بادشاہوں کو اپنی صحرائی نشینی سے ڈرایا کرتے تھے۔ اور اب وہ پانی میں کائی کی طرح اگلے ہوئے ہیں لہذا انہوں نے تجھے برا بیچتے کیا جو جنگل میں اس کے ستاروں سے بھی زیادہ راہ پانے والا ہے اور جنگل میں شتر مرغ کے انڈوں سے بھی زیادہ گھر بنانے والا ہے۔“

یہ قبائل، افریقہ کے مشرق و مغرب کے جنوبی صحراؤں، مصر، شام، حجاز، عراق اور کرمان میں اقامت پذیر ہو گئے بالکل جیسے جاہلیت کے زمانہ میں ان کے اسلاف میں سے ربیعہ، مضر اور کہلان اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ انہوں نے پھر سرکشی اختیار کر لی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہوا، یوں عربی اسلامی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا اور حکومتوں کو کمزوری نے آیا۔ اس نسل کے بعض لوگوں نے مشرق و مغرب میں عزت حاصل کر لی، حکومتوں نے انہیں عامل بنا دیا اور ان کے قبیلوں پر انہیں امارت دیدی۔ اس کے علاوہ شہروں اور مضافات میں اور ٹیلوں میں انہیں جاگیریں دیدیں اور وہ دنیا کے لئے ایک نئی قوم بن گئے۔ ان کے عجمی ساتھی بھی بہت ہو گئے اور اس امارت میں انہیں حکومتیں حاصل تھیں لہذا وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے حالات اور واقعات کا تذکرہ کیا جائے اور انہیں ان عرب قبائل کے ساتھ ملا دیا جائے جن کی زبان میں قرآن کا نزول ہوا۔ یوں معجزے کا ظہور ہوا لہذا وہ ان میں ٹھہرا رہا اور اس کے اعراب بدل گئے۔ اس کے بعد وہ عجم کی طرف مائل ہوئے اور اعراب ہونے کی وجہ سے عجم کہلانے کے مستحق ہوئے اسی لئے ہم نے انہیں عرب مستعجم کہا ہے۔ اب ہم مشرق و مغرب میں اس طبقے کے نامی قبائل کا ذکر کرتے ہیں، خصوصاً چراگاہوں کے متلاشی اور شریفانہ اقدار والے قبائل کا ذکر کرتے ہیں دوسرے لوگوں میں مل جانے والوں کا تذکرہ نہیں کرتے اس کے بعد ہم اس طبقے کے ان لوگوں کا ذکر کریں گے جو افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے لہذا ہم ان کے مکمل حالات کو بیان کریں گے کیونکہ پچھلے زمانوں میں مغرب عربوں کا وطن نہیں تھا بلکہ پانچویں صدی کی وسط میں بنی ہلال اور سلیم سے کچھ لوگ وہاں منتقل ہو گئے اور وہاں حکومتوں میں مل جل گئے، ان کے حالات ان حکومتوں کے حالات میں شامل ہیں جنہیں ہم نے مکمل طور پر بیان کیا ہے اس کے علاوہ عربوں کی دیگر لڑائیاں برقہ میں ہوئیں جہاں پر بنو قیرہ بن ہلال بن عامر

قیام پذیر تھے۔ ان کے حالات اور زیب و زینت کی حکایات عبیدیوں کی حکومتوں میں حاکم کے زمانے اور اندلس میں بنو امیہ کے تعلق رکھنے والے ابورکوبہ کی بیعت کے زمانے میں مشہور ہیں۔ ہم نے عبیدیوں کی حکومت میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب بنو ہلال اور سلیم مغرب کی طرف گئے تو یہ ان لڑائیوں میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے اس کے بعد ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم افریقہ میں غزلوں کے دخول میں ان کا تذکرہ کریں گے۔ اس زمانے میں برقہ بن جعفر کے قبائل اپنے وطن میں باقی رہے۔ آٹھویں صدی کے وسط میں ان کا سردار ابو ذب اور اس کا بھائی حامد بن حمید تھا۔ مغرب میں کبھی وہ عرب قبیلے کی طرف منسوب ہوتے اور خیال کرتے کہ وہ بنو کعب بن سلیم سے ہیں لیکن کبھی سبب اور خزارہ کی طرف منسوب ہوتے، ان کے نسب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ ان کے سرداروں میں سے ایک بطن ہوارہ ہے، یہ بات میں نے ان کے بہت سے انساب اور ان کے بعد برقہ اور عقبہ کبیرہ کے درمیان رہنے والے اسلام کی اولاد اور عقبہ کبیرہ اور اسکندر یہ کے درمیان رہنے والے مقدم کی اولاد سے سنی ہے۔ یہ دراصل دو بطن ہیں، اولاد ترکیزہ اور اولاد قائد اور مقدم اور سلام بیک وقت لبید کی طرف منسوب کرتے ہیں لہذا بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ لبید بن لعتہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر اور بعض مقدم کے متعلق کہتے ہیں کہ مقدم بن عزاز کعب بن سلیم اور جیسے کہ اولاد ترکیزہ کے شیخ سلام نے بتایا کہ مقدم کی اولاد ربیعہ بن نزار سے ہے اور ان قبیلوں کے ساتھ جو آل جعفر کی طرف منسوب ہوتے ہیں، وہ ایک لڑنے والا قبیلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ جعفر بن کلاب کی اولاد سے ہیں جو رواد کہلاتے ہیں اور آل زبید کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابن جعفر کے متعلق بھی یہی بات کہی جاتی ہے مزید ان قبائل میں سے چراگا ہوں کے متلاشی تمام قبائل بلاد قبلہ کے میدانوں کی جانب اپنے حالات کو منسوب کرتے ہیں۔ ابن سعید کہتا ہے کہ رقعہ غطفان میں سے مہیب اور رواد اور خزارہ رہتے ہیں۔ لہذا اس نے ان قبائل کو غطفان میں سے قرار دیا ہے بہر حال اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی صحت کو سب سے بہتر طور پر جاننے والا ہے۔ سکندر یہ اور مصر کے درمیان کچھ خانہ بدوش قبائل رہتے ہیں جو اس بحیرہ کے نواح میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ وہ وہاں کی زمین کو رہائش اور کھیتی باڑی سے آباد کرتے ہیں وہ سردیوں میں عقبہ کے مضافات کی طرف چلے جاتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ برقہ مرایہ، حوارہ سے ہے اور زانہ لواتہ کا ایک بطن ہے، ان پر کھیتی باڑی کا ٹیکس بھی لگتا ہے۔ ان کے نمائندہ مخلوط عرب اور بربر شامل ہو جاتے ہیں کثرت کے باعث جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں صغیر کے نواح میں بنی ہلال اور بنی کلاب جو ربیعہ میں سے ہیں، کے کچھ قبائل رہتے ہیں، یہ بہت سے قبائل ہیں جو گھوڑوں پر سوار ہوتے، ہتھیار اٹھاتے، کھیتی باڑی سے زمین کو آباد کرتے اور بادشاہ کی طرف سے خراج وصول کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کے درمیان آپس میں لڑائیاں اور فتنے برپا ہوتے رہتے ہیں جو جنگی قبائل کے درمیان نہیں ہوتے۔ مزید برآں آوان سے صعید اعلیٰ اور اس کے پیچھے ارض توبہ سے بلاد حبشہ تک متعدد متفرق قبائل آباد ہیں جو سب کے سب جبینہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قضاہ کا ایک بطن ہے۔ انہوں نے ان جنگلات کو پر کیا ہوا ہے اور اپنے موطن اور ملک میں توبہ پر غالب آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک میں حبشہ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور انہیں اس کی اطراف میں شریک کیا ہے۔ جو لوگ آوان کے قریب رہتے ہیں وہ اولاد کنز کے نام سے مشہور ہیں، ان کا دادا کنز الدولہ تھا اور وہ حکومتوں کے ساتھ مذکورہ مقامات میں قیام کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ آوان سے قوس تک ان لڑائیوں میں ان کے ساتھ رہا۔ جب مدینہ کے نواح میں بنو جعفر بن ابی طالب پر بنو الحسن غالب آ گئے تو انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا، یہ ان کے درمیان شرفائے جعفریہ کے نام سے مشہور تھے اور تجارت کرتے تھے۔ نواح مصر میں جہت قبلہ سے عقبہ ایلہ تک بھی قبائل آباد تھے جن کی اکثریت عائد سے تعلق رکھتی تھی۔ مزید برآں عقبہ ایلہ کے پیچھے سے قلمز تک قضاہ کے قبائل آباد تھے۔ قلمز سے منبج تک جبینہ کے قبائل آباد تھے، منبج سے بدر اور اس کے نواح میں زبید قبیلے کے لوگ رہتے تھے جو مذحج کا ایک بطن ہے، وہ مکہ کے امراء بنی حسن کے حلیف اور ان سے مواخات رکھتے ہیں۔ مکہ اور نجد جو یمن کے قریب ہے، کے درمیان بنی شعبہ کے قبائل رہتے ہیں جو کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں کرد سے غزہ تک مشرق کی طرف جذام کے قبائل آباد ہیں جو قضاہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی بہت بڑی تعداد ہے، ان کے طاقتور امراء کو بادشاہ، فوج پر افسر مقرر کرتا ہے اور راستوں کی حفاظت کا کام ان کے سپرد کرتا ہے۔ یہ موسم سرما میں مکان اور اس کے آس پاس نجد کے نشیبوں میں، قیاد کے قریب چلے جاتے ہیں۔ ان کے بعد ارض شام میں بنو حارثہ بن سنہس اور آل مرأ بن ربیعہ کے ماموؤں نے شام، عراق اور نجد کے جنگلات میں بادشاہوں کو عربوں پر ترجیح دی ہے مجھے حارثہ بن سنہس کے بعض امراء نے بطون کے متعلق بتایا ہے۔ اب ہم شام و عراق کے ان امراء کا ذکر کرتے ہیں جو فضل کی اولاد ہیں اور طی سے تعلق

رکھتے ہیں اس کے علاوہ یہ شام کے سب اعراب کی مضاحت کرتے ہیں۔

بنو محضاء اور خاندان فضل کی روداد اور عراق اور شام میں ان کی حکومتوں کا بیان

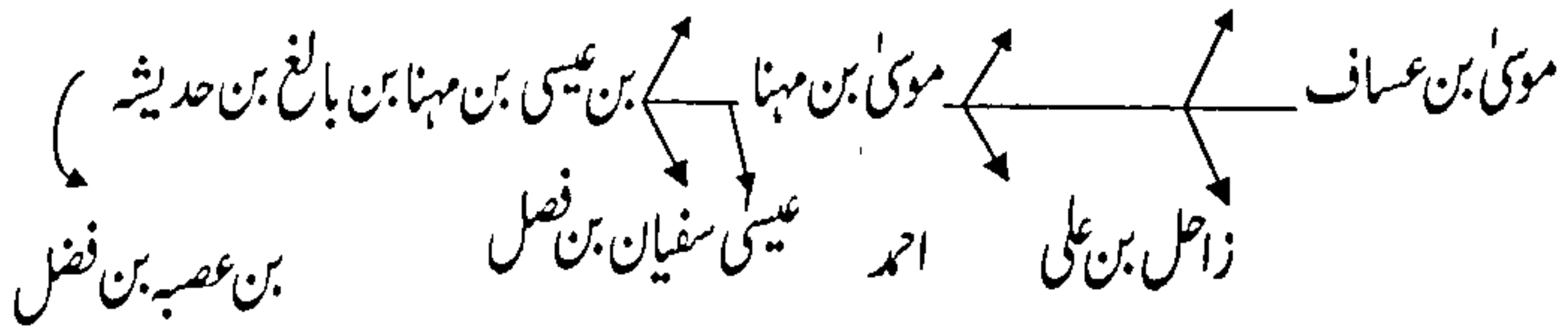
یہ عرب قبیلہ آل فضل کے نام سے مشہور ہے، یہ لوگ شام، جزیرہ اور ارض حجاز کے نجد کے جنگل میں گھومتے رہتے ہیں اور ان علاقوں میں یہ دو سفر کرتے ہیں پھر طی میں جا رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ زبید کلب، ہردع اور مذحج کے قبائل بھی ہوتے ہیں جو ان کے حلیف ہیں۔ ان میں سے اکثر قبیلے آل مرء سے طاقت اور تعداد میں مختلف ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ فضل اور مرء آل ربیعہ سے ہیں مزید ان کا یہ خیال بھی ہے کہ فضل کی اولاد آل مہنا اور آل علی میں تقسیم ہے۔ یہ سب آل فضل ارض حوران میں رہتے تھے کہ ان پر آل مرء غالب آگئے اور انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا وہ وہاں سے نکل سے حمص اور اس کے نواح میں فروکش ہو گئے اور ان کے حلیفوں میں سے زبید نے حوران میں اقامت اختیار کر لی۔ وہ اب تک وہیں رہتے ہیں اور وہ اس جگہ کو نہیں چھوڑتے۔ مورخین کہتے ہیں کہ پھر آل فضل لد کے ساتھ سلطنت میں شامل ہو گئی اور انہوں نے انہیں عرب قبیلوں کا حکمران بنا دیا۔ انہیں پھر شام اور عراق کے درمیان راستوں کی اصلاح کا کام سپرد کیا لہذا وہ اپنی سرداری میں آل مرء پر غالب آگئے اور سرما کے موسم میں بھی ان پر غالب آگئے۔ ان کا عام سفر حدود شام میں ٹیلوں اور بستیوں کے قریب ہوتا ہے، وہ نہایت ہی قلیل تعداد میں جنگل کی طرف جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ اعراب کے کئی قبائل بھی ہوتے ہیں جو ان کی دوستی میں، مذحج عامر اور زبید کے حلف میں شامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وہ آل فضل کے ساتھ شامل ہوتے تھے۔ مزید برآں آل مرء کے اکثر لوگ انہی قبائل سے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ تعداد بنو حارثہ کی تھی جو طی کا ایک بلند مرتبہ بطن تھا۔ یہی بات ان کے بلند مرتبہ آدمیوں نے بیان کی ہے۔ اس زمانے میں بنو حارثہ شام کے ٹیلوں پر غالب تھے اور وہ وہاں سے صحراؤں کی طرف آگے نہیں جاتے تھے۔ اس کے علاوہ طی کے ٹھکانے نجد میں بہت وسیع تھے اور وہ یمن سے اپنے پہلے خروج کے موقع پر اجا اور سلمی کے پہاڑوں میں اترے۔ اس کے بعد ان دونوں پہاڑوں پر بنی اسد غالب آگئے اور یہ ان کے پڑوس میں آگئے۔ سمیرا اور مید جو حاجیوں کی منازل میں سے ہیں، وہاں بھی ان کے ٹھکانے تھے۔ پھر بنو اسد کا خاتمہ ہو گیا اور طی ان کے علاقوں پر کرخ کے پرے تک جو ارض غفر سے ہے، وارث ہو گئے۔ بعد میں اسی طرح وہ منازل تمیم کے وارث ہو گئے جو ارض نجد، بصرہ، کوفہ اور یمامہ کے درمیان واقع ہیں۔ اسی طرح وہ غطفان کی اس وادی کے وارث ہوئے جو واد القری کے قریب ہے یہی بات ابن سعید نے کہی ہے۔ وہ گھٹتا ہے کہ اس وقت ان میں مشہور حجازی بنو لام اور بنو نبھان ہیں جب کہ حجاز میں عراق اور مدینہ کے درمیان بنو لام کو سطوت حاصل ہے جو کہ امراء بنی الحسین کے حلیف ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ان میں سے بنو صخر تیماء کی جہت میں رہتے ہیں جو شام اور خیبر کے درمیان ہے اور وہ غربہ جو طی میں سے ہیں یعنی بنو غربہ بن اخلت بن معبد بن معن بن عمر بن غبس بن سلامان، وہ اپنے علاقوں کے بعد انور اور اساور تک غزہ سے وارث ہوئے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی منازل گزمیوں میں ایک بات میں اور سردیوں میں بنی لام کے ساتھ ہوتی تھیں جو بنی طی میں سے تھے۔ وہ شام و عراق کے درمیان صاحب سطوت اور غارت گری کرنے والے تھے۔ ان کے بطون میں سے اجود اور بطنین اور ان کے بھائی زبید تھے جو موصل میں فروکش تھے۔ اگرچہ ابن سعید نے انہیں طی کے بطون سے قرار دیا ہے اور انہیں بنی مذحج سے قرار نہیں دیا۔ یاد رہے کہ اس دور میں آل فضل کی ریاست بنی محضاء میں تھی اور وہ اسے کنان بن مالج بن مدسہ بن عصیہ بن فضل بن بدر بن علی بن مغرج بن بدر بن سالم بن قصبہ بن بدر بن سمیع کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ اکثر سمیع کے پاس ٹھہر جاتے تھے اور ان کے رہنما کہتے تھے کہ یہ سمیع وہ ہے جسے ہارون الرشید کی بہن عباسیہ نے جعفر بن یحییٰ برکی سے جنم دیا تھا۔ رشید، اس کی بہن اور طی کے بڑے آدمیوں کی بیٹیوں سے لے کر بنی برمک کے موالی، عجم اور ان جیسے لوگوں کے متعلق ایسی بات کہنے سے پہلے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کہ اس قبیلے پر ان جیسے لوگوں کو واد ان کے قبیلے میں سے نہیں ہیں، سرداری ملتی ہے اور اس قسم کی باتیں مقدمات الکتاب میں بیان ہو چکی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی سرداری کی ابتداء بنی یعقوب کی حکومت کے آغاز سے ہوئی۔ عماد اصہبانی کہتا ہے کہ عادل اعراب کے شیخ عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ کی معیت میں بہت سی فوج کے ساتھ مرج دمشق میں اتر آج کہ فاطمیوں کے عہد سے ان میں سرداری بنی جراح کو حاصل تھی جو طی میں سے تھے۔ ان کا سردار مغرج بن دغفل بن جراح تھا، وہ بھی فوج کی ان کی ٹکڑیوں میں شامل تھا جو اس کے ساتھ تھیں۔ یا یہ وہی شخص ہے جس نے بنی بویہ کے غلام "اسکی"

کو اس وقت گرفتار کیا جب اس نے اپنے آقا بختیار کے ہمراہ عراق میں شکست کھائی تھی۔ وہ 364ھ میں شام کی طرف آیا اور دمشق پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر قرامطہ کے ساتھ مل کر عزیز بن معز صاحب مصر سے جنگ کی لہذا عزیز نے انہیں شکست دی اور انہیں بھاگ گیا بعد میں مغرب بن وغفل اسے ملا اور اسے عزیز کے پاس لے آیا، اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنی حکومت میں بلند مرتبہ دیا، یوں مغرب ہمیشہ شان و شوکت کے ساتھ رہا اور 404ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے چار بیٹے تھے: حسان، محمود، علی اور جرار۔ اس کی وفات کے بعد حسان حکمران بنا اور جلد اس کی مشہوری بہت بڑھ گئی۔ اس کے اور فاطمی خلفاء کے درمیان بہت اچھے تعلقات تھے اسی نے رملہ اور ان کے رہنما باروق ترکی کو شکست دی اور اسے قتل کیا۔ اس نے اس کی بیویوں کو قیدی بنایا، اسی کی تہامی نے مدح کی ہے اور چیدہ آدمیوں کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں عبیدیوں کی حکومت کی راہ حسان بن مغرب کی قرابت میں ہموار ہوئی، یہ فضل بن ربیعہ بن حازم اور اس کا بھائی بدر بن ربیعہ ہے، دونوں بدر کے بیٹے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شاید ہی فضل آل فضل کا جد ہے۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ فضل بن ربیعہ بن حازم کے آباء بیت المقدس کے ساتھی تھے۔ فضل کبھی فرج کے ساتھ اور کبھی خلفائے مصر کے ساتھ ہوتا تھا لہذا طغرکین اتابک دمشق نے اس کی اس بات کو ناپسند کیا اور بنی بنتی کا سر پرست بنا۔ اس نے اسے شام سے نکال باہر کیا اور وہ صدقہ بن وتر کے ہاں مہمان اترا۔ وہ اس کا پھر حلیف بنا اور صدقہ نے اسے نو ہزار دینار دیئے۔ جب صدقہ بن مزید نے سلطان محمد بن ملکاب کی 500ھ میں اور اس کے بعد مخالفت کی تو ان کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں یہ فضل اور قر و اس بن شرف الدولہ جو قریص سے تھا اور موصل کا حاکم اور بعض ترکمانی امراء اکٹھے ہوئے، یہ سب کے سب صدقہ کے ساتھی تھے لہذا وہ ہراول دستوں میں لڑائی میں گیا۔ جب وہ سلطان کی طرف بھاگ گئے تو اس نے ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خلعت دیئے۔ اس نے فضل بن ربیعہ کو بغداد میں صدقہ بن مزید کے گھراتارا۔ جب سلطان صدقہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے چلا، تو فضل نے اس سے جنگل جانے کی اجازت طلب کی تاکہ صدقہ کے ایک حصہ کو پکڑ لے۔ اس نے اسے اجازت دیدی اور خود وہ انبار کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اس سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ یہاں آ کر ابن اثیر کی عبارت ختم ہوئی۔ ابن اثیر اور مسیحی کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ بلاشبہ یہ فضل اور بدر آل جراح میں سے تھے، اس کے علاوہ ان کے سلسلہ کلام سے ان کا نسب معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فضل ان کا جد ہے کیونکہ وہ اسے فضل بن ربیعہ بن الجراح کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شاید ان لوگوں نے ربیعہ کو اس مغرب کی منسوب کیا ہے جو بعد زمانہ اور اس جیسے بے آباد جنگل میں قلت محافظت کی وجہ سے بنی الجراح کا بڑا آدمی تھا۔ خیال ہے کہ آل فضل بن ربیعہ بن فلاح کے اس قبیلے کی نسبت جو مغرب سے ہے، طی میں ہے۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ طی میں سرداری ایاس بن قبیضہ کو ملی ہوئی تھی جو بنی بن سبا بن عمر بن العوث میں سے تھا جو طی قبیلے میں سے تھا۔ ایاس وہ شخص ہے جسے کسریٰ نے آل منذر کے بعد حرہ کا بادشاہ بنایا کیونکہ نعمان بن منذر قتل کر دیا گیا تھا۔ اسی نے خالد بن ولید سے حرہ کے متعلق جز یہ صلح کی تھی۔ اسلامی حکومت کے اوائل میں بھی طی پر بنو قبیضہ کی حکومت رہی۔ خیال ہے کہ شاید بنی الجراح اور آل فضل ان کی اولاد میں ہوں۔ ان کی تو اولاد ختم ہو چکی ہے لہذا یہ ان کے قریب ترین قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ قبائل و شعوب پر سرداری کرنا اہل عصبیت اور نسب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن حزم طی کے انساب کے تذکرے کے موقع پر بیان کرتا ہے کہ جب وہ یمن سے بنی اسد کے ہمراہ نکلے تو اجا اور سلمیٰ کے دو پہاڑوں میں رہنے لگے۔ انہوں نے ان دونوں پہاڑوں اور ان کے درمیانی علاقے کو اپنا وطن بنا لیا جبکہ بنو امدا ان کے اور عراق کے درمیان فروکش ہو گئے۔ ان سے بہت سے لوگوں مثلاً بنو حارثہ نے اپنی ماں کی طرف نسبت دینے کو ترجیح دی جب کہ ان کے بھائی تیم اللہ، جیش اور اسد لڑائی کے دوران میں میلین چلے گئے اور حلب گئے جب کہ حاصر طی چلے گئے۔ انہوں نے بنی رومان بن جندب بن خارجه بن سعد کے سوا، ان علاقوں کو اپنا وطن بنا لیا۔ یوں انہوں نے دونوں پہاڑوں میں اقامت اختیار کر لی اور پھر وہ حلبی بن گئے۔ یوں وہ اہل حلب اور حاصر طی کے لئے جو خارجه سے تھے، سھیلی بن گئے شاید انہی قبائل کے لوگوں کے بارے میں جو بنی الجراح اور آل فضل میں سے شام میں رہتے ہیں اور بنی خارجه میں سے ہیں، ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ وہ حلب اور حاصر طی کی طرف منتقل ہو گئے تھے، کیونکہ یہ جگہ اس عہد میں بنی الجراح کے فلسطینی جگہوں سے اجا اور سلمیٰ کے پہاڑوں کی نسبت ان کے علاقوں سے زیادہ قریب تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے ناموں کے متعلق ان میں سے کون سی بات درست ہے اس کے بعد وہ فرات کے نواح میں ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر کی پناہ میں قبائل عامر بن صعصعہ کے ساتھ نجد سے جریرہ میں داخل

ہوئے۔ جب بنو عامر اسلامی ممالک میں پھیل گئے تو انہوں نے حلب کے نواح اور اس کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ ان لوگوں میں بنو صالح بن مرداس بھی تھے جو بنی عمر بن کلاب سے تعلق رکھتے ہیں پھر جب ان کی حکومت ختم ہو گئی تو وہ قبائل کی طرف واپس آ گئے اور فرات میں طی کے سرداروں کی پناہ میں اقامت پذیر ہو گئے۔ یہ یاد رہے کہ شام و عراق میں عربوں پر ان کی سرداری کی ترتیب بنی ایوب العادل کی حکومت کے آغاز سے 679ھ کے آخر تک رہی ہے، ہم نے اس بات کا ذکر ترکوں کی حکومت اور مصر و شام کے بادشاہوں میں کیا ہے۔ ہم نے بالترتیب ایک کے بعد ایک کا ذکر کیا ہے اور ہم جلد ہی اس ترتیب کے مطابق آگے بھی ذکر کریں گے لہذا ہم کہتے ہیں کہ بنی ایوب کے عہد میں عادل کے زمانے میں عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ امیر تھا جیسا کہ اس کے بعد مصر اور شام میں حسام الدین مانع بن حارثہ امیر تھا اس کے بعد 630ھ میں اس کے بعد اس کے بیٹے مہنا کو حکمران بنایا گیا۔ جب قطر بن عصبہ بن فضل نے جو مصر میں ایک ترک بادشاہ تھا، اس نے تاریخوں سے شام واپس لیا اور انہیں عین جالوت پر شکست دی تو سلمیہ نے مہنا بن مانع کو جاگیر عطا کی، منصور بن قطر بن شالغشاہ حاکم حماة کی عملداری سے اسے چھین لیا تاہم مجھے مہنا کی تاریخ وفات کے متعلق پتہ نہیں چل سکا۔ اس نے پھر شام میں عرب قبیلوں پر ترکوں کی حکومت مضبوط ہو جانے پر الظاہر کو حکمران بنایا۔ وہ پھر حاکم خلیفہ کی مشایعت کے لئے دمشق کی طرف چلا جبکہ مستعصم نے بغداد کے عیسیٰ بن مہنا کو سردار بنا کر بھیجا۔ اس نے راستوں کی حفاظت کے لئے اسے جاگیریں دیں اور اس کے عم زاد زائل بن علی بن ربیعہ کو جو آل فضل میں سے تھا، چغلی اور تاوان کے سلسلے میں قید کر لیا۔ وہ ہمیشہ عرب قبائل پر غارت کرتا رہتا تاہم انہوں نے اس کے زمانے میں صلح کر لی کیونکہ اس نے ان پر سختی کر کے اپنے باپ کی مخالفت کی تھی۔ آخر کار سنہ 79 میں سنقر الاسفر بھاگ کر اس کے پاس آ گیا تب انہوں نے ناپسندیدگی کے ساتھ مکاتبت کی اور اسے شامی حکومت کے خلاف برا بیچتے کیا۔ سنہ 84 میں عیسیٰ بن مہنا فوت ہو گیا، اس کے بعد منصور قلادان نے اس کے بیٹے مہنا کو نیا حاکم بنایا پھر اشرف بن قلادان شام کی طرف گیا اور حمص میں فروکش ہوا۔ اس کے بعد مہنا بن عیسیٰ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اس کے بیٹے موسیٰ اور اس کے بھائیوں محمد اور افضل کو جو دونوں مہنا کے بیٹے تھے، گرفتار کر لیا پھر انہیں مصر بھجوادیا۔ جہاں انہیں قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب عادل سنہ 94 میں تخت پر بیٹھا تو اس نے انہیں قید سے رہا کیا اور وہ دوبارہ اپنی امارت پر قائم ہو گیا۔ ناصر کے زمانے میں بھی اسے نصرت و استقامت حاصل تھی لیکن وہ عراق میں تاتاری بادشاہوں کی طرف میلان رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ اسے غزال کی جنگوں کی کوئی بات یاد نہ تھی۔ جب اسفر اور داقوش الاخرم اور ان کے ساتھی 710ھ میں بھاگے تو اس سے آن ملے پھر اس کے پاس سے خرشد کی طرف گئے۔ یوں وہ سلطان سے خوفزدہ ہو گیا اور منقبض ہو کر بادشاہ کے پاس جانے سے اپنے قبائل میں اقامت پذیر ہو گیا۔ اس دوران اس کا بھائی فضل سنہ 12 میں بادشاہ کے پاس گیا، تو اس نے اس کے آنے کی رعایت کی اور اسے اس کے بھائی مہنا کی جگہ حکمران بنا دیا۔ یوں مہنا دھتکارا ہوا باقی رہ گیا پھر وہ سنہ 16 میں تاتاریوں کے بادشاہ خرشد سے ملا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی، عراق میں اسے جاگیر عطا کی لیکن خرشد اسی سال فوت ہو گیا تو مہنا اپنے قبائل میں واپس آ گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا احمد اور موسیٰ اور اس کا بھائی محمد بن عیسیٰ ناصر کو رضا کرتے ہوئے اور سوالی بن کر اس کے پاس گئے، تو اس نے ان کی عزت کی اور انہیں قصر ایلق میں ٹھہرایا۔ اس نے ان سے بہت حسن سلوک کیا اور یوں مہنا کو راضی کیا۔ اس نے اسے دوبارہ امارت اور جاگیریں دیدیں، یہ سنہ 17 کا واقعہ ہے۔ اسی سال اس کے بیٹے عیسیٰ اور بھائی محمد اور آل فضل کی ایک جماعت نے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ حج کیا پھر مہنا تاتاریوں کی طرف میلان کر کے شام جانے لگا، جب اس بات کا پتہ سلطان کو چلا تو وہ اور اس کی ساری قوم اس پر ناراض ہو گئی۔ حج سے واپسی کے بعد سنہ 20 میں وہ شام کے دروازوں کی طرف آیا اور یوں آل فضل کو شہروں سے نکال دیا گیا ان میں سے صرف مالک کو اس کی انصاف پسندی کی وجہ سے حکومت دی گئی اور عرب قبائل پر اس نے ان میں سے محمد کو حکمران بنایا جبکہ مہنا اور اس کے بیٹوں کی جاگیریں محمد کو دیدی گئیں۔ مہنا ایک مدت تک اسی حالت میں رہا لیکن پھر سنہ 31 میں حاکم حماة افضل بن مؤید کے وسیلے سے سوالی بن کر سلطان کے پاس گیا۔ اس نے اسے اس کی جاگیریں اور امارت واپس کر دی۔ مجھے مصر میں بعض بڑے بڑے امراء نے جو اس کے آنے کو جانتے تھے، یا اس کی آمد کے سلسلے میں انہیں بتایا گیا تھا، بتایا کہ وہ اس دفعہ سلطان سے کسی بھی تحفے کو قبول کرنے سے الگ رہا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس دو دھیل اونٹنیاں اور خالص عربی گھوڑے سے لے کر آیا لیکن وہ ارباب حکومت میں سے کسی ایک کے دروازے پر بھی نہیں گیا اور نہ ہی اپنی حاجات کے متعلق ان سے کوئی چیز مانگی۔ وہ پھر اپنے قبائل کی طرف واپس آ گیا اور سنہ 34 میں فوت ہو

گیا اس کے بعد اس کا بیٹا مظفر الدین موسیٰ حکمران بن گیا اور ناصر کے مرنے کے بعد سنہ 42 میں فوت ہو گیا۔ پھر اس کی جگہ اس کا بھائی سلیمان حکمران بنا جو سنہ 43 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر شرف الدین عیسیٰ جو اس کے چچا فضل بن عیسیٰ کا بیٹا تھا، حکمران بنا پھر وہ بھی سنہ 44 میں فرس میں وفات پا گیا، اور خالد بن ولید کی قبر کے پاس دفن ہوا، اس کی جگہ اس کا بھائی سیف بن فضل حکمران بنا لیکن اسے مصر کے سلطان کامل بن ناصر نے سنہ 46 میں معزول کر دیا اور اس کی جگہ احمد بن مہنا بن عیسیٰ کو حکمران بنایا۔ بعد ازاں سیف بن فضل نے فوج اکٹھی کی تو فیاض بن مہنا بن عیسیٰ نے اس سے لڑائی کی، سیف شکست کھا گیا، پھر سلطان حسن ناصر نے اپنی پہلی حکومت میں جبکہ وہ سعا روس کی کفالت میں تھا، احمد بن مہنا کو حکمران بنایا، وہ سنہ 49 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر اس کا بھائی حدار بن مہنا حکمران بنا اور حسن ناصر نے اپنی دوسری حکومت میں اسے حکمران بنایا لیکن پھر وہ سنہ 65 میں باغی ہو گیا اور دو سال تک مصر میں نافرمانی کی حالت میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ اس کے متعلق یہ خبر پھیل گئی کہ وہ حماة کا نائب ہے لہذا اسے دوبارہ امارت دیدی گئی مگر وہ سنہ 70 میں باغی ہو گیا تو سلطان اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد زامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکمران بنا دیا۔ وہ حلب کے نواح میں آیا تو بنو کلاب وغیرہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور شہروں میں فساد کرنے لگے۔ ان دنوں حلب پر قشتر مستوری حکمران تھا پس وہ ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے خیموں تک پہنچ گیا۔ وہ ان کے اونٹوں کو ہانک لایا اور خیموں کو پامال کر دیا۔ اب انہوں نے کمک مانگی اور اسے شکست دی، اس معرکے میں قشتر نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا پھر الگ ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا اس کے بعد اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد معیقل بن فضل بن عیسیٰ کو حکمران بنایا پھر ابن معیقل نے اپنے ساتھی کو سنہ 71 میں جبار کے لئے امان طلب کرتے ہوئے بھیجا تو اس نے اسے امان دی۔ بعد ازاں سنہ 75 میں جبار بن مہنا سلطان کے پاس گیا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ اس کی امارت دیدی لیکن وہ سنہ 77 میں فوت ہو گیا، تو اس کا بھائی مالک حکمران بنا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 81 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر معیقل بن موسیٰ بن عیسیٰ اور ابن مہنا دونوں اکٹھے حکمران بنے لیکن یہ دونوں ایک سال کے لئے معزول ہو گئے۔ پھر بعیر بن جابر مہنا حکمران بنا جس کا نام محمد تھا۔ وہ اس زمانے میں آل فضل اور شام کے تمام قبائل طی کا سردار ہے۔ اس دوران سلطان الظاہر اس کے عہد میں حجر بن محمد ابن قاری کے ذریعے اس سے چھیڑ چھاڑ کی یہاں تک کہ وہ ناراض ہو گیا۔ لہذا وہ سلطان کی مخالفت اور بغاوت تک پہنچا۔ تاہم سلطان اپنے غلام پر اور پھر محمد بن قاری پر غالب آ گیا یوں اس نے اسے ناراض کر دیا۔ اس نے پھر ان دونوں کی جگہ ان کے عم زاد محمد بن کونینیس اور اس کے عم زاد موسیٰ بن عساف بن مہنا کو حکمران بنایا۔ اس نے عربوں کے انتظام کو سنبھال لیا جبکہ بعیر جنگل میں الگ تھلگ رہ گیا۔ آخر وہ مال کی کمی کی وجہ سے خوراک سے عاجز بھی ہو گیا اور اس کے حالات خراب ہو گئے۔ وہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی امور کا منصرم ہے اور اس کے سوا، کوئی رب نہیں۔

محمد بن قاری فیاض زامل



بنی عامر بن صعصعہ کے حالات کا بیان

اب ہم اس طبقے کے بقیہ قبائل کی طرف لوٹتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر بن صعصعہ سب کے سب نجد میں رہتے تھے جبکہ بنو کلاب، خنصرہ اور رزہ میں رہتے تھے جو مدینہ کے مضافات میں واقع ہیں دوسری طرف کعب بن ربیعہ، تہامہ مدینہ اور ارض شام کے درمیانی علاقہ میں رہتے تھے۔ بنو ہلال بن عامر طائف کی ان کھلی زمینوں میں رہتے تھے جو اس کے اور حیل غزدان کے درمیان تھیں۔ نمیر بن حامد بھی ان کے ساتھ تھے پھر جثم بھی نجد میں انہی میں محسوب ہوتے ہیں۔ یہ سب کے سب اسلامی زمانے میں جزیرہ خزاہیہ میں منتقل ہو گئے جو دریائے حران اور اس کے مضافات کا راستہ ہے۔ پھر بنو ہلال شام میں اقامت پذیر ہو گئے یہاں تک کہ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے ان کے بقیہ لوگ جبل بنی ہلال میں باقی رہ گئے۔ جو ان کی وجہ سے مشہور ہے، ان میں سے اکثر آج کل کھیتی باڑی کرتے ہیں اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب بنو کلاب بن ربیعہ نے ارض حلب اور اس کے شہر پر قبضہ کر لیا تو بنو کعب بن ربیعہ شام چلے گئے۔ عقیل، قمر، حریش اور جعدہ ان کے قبائل میں سے ہیں، ان میں سے تین قبائل اسلامی حکومت کے زمانے میں ختم ہو گئے چنانچہ بنو عقیل کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان کی تعداد تمام مصر کی تعداد کے برابر تھی لہذا ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ صحرا میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد وہ ہر جانب میں عربوں کے ٹھکانوں کے وارث ہو گئے لہذا ان میں سے بنو المنتفق بن عامر بن عقیل بھی ہیں جبکہ بنو مالک بن عقیل نجد کی ارض تیماء میں اقامت پذیر تھے، آج کل وہ بصرہ کی جہات میں ان جھینگوں میں رہتے ہیں جو اس کے اور کوفہ کے درمیان بطاح کے نام سے مشہور ہیں۔ اب ان کی امارت بنی معروف کے ہاتھ میں ہے۔ مغرب میں بنو المنتفق کے وہ قبائل ہیں جو ہلال بن عامر کے ساتھ آئے تھے۔ وہ دراصل خلط کے نام سے معروف ہیں اور ان کے ٹھکانے مغرب اقصیٰ میں فاس اور مراکش کے درمیان ہیں۔ جر جانی کہتا ہے کہ سب کے سب بنی المنتفق خلط کے نام سے معروف ہیں جبکہ بصرہ کے جنوب میں ان کے قریب ان کے بھائی بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف بن عامر رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ عوف المنتفق کا بھائی ہے۔ یہ لوگ جب بحرین اور عمان پر غالب آ گئے تو ابوالحسن الاصفہر بن تعلق کی مدد سے اس کے مالک ہوئے حالانکہ یہ ٹھکانے ازد، بنی تمیم اور عبدالقیس کے لئے تھے۔ یوں یہ ان کی زمینوں اور گھروں کے وارث بن گئے۔ ابن سعید بیان کرتا ہے کہ اسی طرح بنی کلاب سے یہ ارض یمامہ کے مالک بن گئے۔ سنہ 65 میں اس سرزمین میں ان کے بادشاہ بنی عصفور تھے۔ بنی عقیل میں سے خفاجہ عمر بن عقیل بھی تھا، یہ لوگ عراق میں جا کر وہیں اقامت پذیر ہو گئے پھر اس کے مضافات کے مالک بن گئے۔ ان لوگوں کے مراتب اور تذکروں کا اب بھی بہت چرچا پایا جاتا ہے۔ یہ بہت صاحب سطوت و کثرت تھے اور آج کل و جلہ و فرات کے درمیان ملتے ہیں۔ عقیل میں سے بنو عبادہ بن عقیل بھی ہیں اور ان میں سے اجافل بھی ہیں کیونکہ عبادہ اجفل کے نام سے مشہور تھا۔ آج کل یہ لوگ بنی المنتفق کے ساتھ عراق میں اور بصرہ، کوفہ اور واسط کے درمیان بطاح میں رہتے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق اس زمانے میں ان کی امارت میاں بن صالح کے پاس ہے جو بہت طاقتور اور بڑی تعداد والا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بنی معروف میں سے ہے جو بنی المنتفق کے بطاح کے امراء ہیں۔ یا عبادہ الا جافل میں ہے۔ یہ بنی عامر بن صعصعہ اور ان کے کہلانی، ربیعہ اور مصری عربوں کے ٹھکانوں پر قابض ہونے کے حالات ہیں۔ بنو کہلان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کے قبائل باقی نہیں رہے اور ربیعہ اور بلاد فارس اور کرمان سے گزر گئے ہیں، وہ اب کرمان اور خراسان کے درمیان چراگا ہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور عراق میں ان کا ایک گروہ باقی رہ گیا ہے جو کوفہ کی طرف آتے ہوئے بطاح اور سبب میں اترتا ہے۔ ان میں بنو صباح بھی ہیں اور ان کے ساتھ اوس اور خزرج کے مخلوط

لوگ بھی ہیں۔ آج کل ربیعہ کے امیر کا نام شیخ ولی ہے اور اس اور خزرج کا امیر طاہر بن خضر ہے اس عہد میں دیار مشرق میں عربوں کے طبقہ ثالثہ میں سے یہ قبائل امکانی حد تک پائے جاتے ہیں۔

بربری قوم جو یہاں رہتی تھی، اس نے افریقہ بن ضعیج سے لڑائی کی تو اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس چلا آیا۔ لیکن وہ حمیر کے قبائل تمامہ اور ضہاجہ کو وہاں چھوڑ آیا لہذا وہ بربریوں کی طرف مائل ہو گئے اور ان میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد ان میں عربوں کی بادشاہی جاتی رہی پھر ملت اسلامیہ کا دور آ گیا۔ اور عرب دین کے غالب آنے سے دوسری قوموں پر غالب آ گئے۔ وہ مغرب میں چلے گئے اور اس کے دیگر شہروں کو فتح کر لیا۔ انہوں نے بربریوں کے ساتھ لڑائیوں میں بڑی شدت محسوس کی۔ اس سے قبل ابن ابی یزید نے بیان کیا ہے بارہ دفعہ مرتد ہو گئے لیکن پھر اسلام ان میں راسخ ہو گیا۔ اور وہ اپنی قوم کے ساتھ خیموں میں نہیں رہے اور نہ ہی قبائل کی صورت میں اترے کیونکہ جو حکومت انہیں حاصل ہوئی تھی وہ انہیں نواح میں رہنے سے مانع تھی، وہ انہیں شہروں کی طرف لے جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ ہم نے کہا ہے کہ عربوں نے بلاد مغرب کو وطن نہیں بنایا۔ وہ پھر پانچویں صدی کے نصف میں مغرب میں آئے اور اسے اپنا وطن بنا لیا۔ وہ پھر اپنے قبائل کے ساتھ اس کی اطراف میں پھیل گئے جیسا کہ اب ہم اس کے اسباب کو مکمل طور پر بیان کریں گے۔

بنی ہلال اور سلیم یعنی عربوں کے چوتھے طبقے کا بیان اور ان کے حالات کی روداد

ہلال اور سلیم کے بطون مضر سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ہمیشہ ہی صحرائیں رہے ہیں تاہم کبھی کبھی حجاز کے بعد نجد میں ان کے مقامات، چراگاہیں ہوتے تھے۔ جبکہ بنو سلیم مدینہ کے پاس رہتے تھے اور بنو ہلال، طائف کے پاس جبل غزوان میں قیام پذیر تھے۔ بسا اوقات وہ موسم گرما اور موسم سرما کے سفر میں عراق و شام کی اطراف میں گھومتے تھے اور نواح پر غارتگری کرتے تھے۔ وہ راستوں میں فساد کرتے تھے اور جماعتوں کو لوٹتے تھے۔ بعض اوقات بنو سلیم حج کے ایام میں مکہ میں اور زیارت کے ایام میں مدینے میں حاجیوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ ہی بغداد سے یعنی خلافت کی جانب سے ان پر حملہ کرنے کے لئے اور حاجیوں کو ان کے حملے سے بچانے کے لئے فوجیں بھیجی جاتی تھیں۔ اس دوران بنو سلیم اور ربیعہ بن عامر کے بہت سے لوگ قرامطہ کے ظہور کے وقت ان کے ساتھ مل گئے اور بحرین اور عمان میں ایک فوج بن گئے جب ابن عبید اللہ مہدی کے شیعہ مصر اور شام پر غالب آئے تو اس وقت قرامطہ امصار شام پر غالب تھے لہذا عزیز نے ان سے امصار کو چھین لیا اور ان پر غالب آ گیا۔ اس نے انہیں ایڑیوں کے بل بحرین میں ان کے علاقے کی طرف واپس کر دیا بنی ہلال اور سلیم میں سے جو عرب ان کے پیروکار تھے، اس نے اس کو اٹھا کر صعید اور دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر اتار دیا اور یہ وہیں اقامت پذیر ہو گئے بہر حال یہ شہروں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ جب ضہاد کا بادشاہ سنہ 408 میں قیروان سے مغرب بن بادیس بن منصور کے پاس گیا تو الظاہر لدین اللہ نے اپنے آباء کے طریقے کے مطابق اسے افریقہ کی حکومت دیدی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے۔ وہ اس کے عہد ولایت میں آٹھ سال کا نوعمر بچہ تھا جو امور کا تجربہ کار نہیں تھا اور نہ ہی سیاست سے آگاہی رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں اس میں عزت و غیرت بھی نہیں تھی۔ ستائیسویں سال میں الظاہر فوت ہو گیا اور المنصر باللہ مغر الطویل نے امر خلافت کو اس طرح سنبھالا کہ خلفائے اسلام میں کوئی بھی اس کے مقام کو نہیں پہنچ سکا۔ کہتے ہیں کہ وہ 75 سال اور بعض کہتے ہیں کہ 95 سال حکمران رہا۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ 73 سال حکمران رہا۔ کیونکہ اس کی وفات پانچویں صدی کے آخر میں ہوئی ہے ان دنوں مغرب بن بادیس اہل سنت کے مذاہب کی طرف بہت میلان رکھتا تھا لہذا اس نے شیخین ابی بکر اور عمرؓ کی مدد کے لیے آواز دی۔ تو عام لوگوں نے اس آواز کو سن کر رافضہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور اپنے سچے اعتقاد کا اعلان کیا۔ انہوں نے شعارایمان کا چرچا کیا اور اذان سے حی علی خیر العمل کے الفاظ ختم کر دیئے۔ الظاہر نے اس سے چشم پوشی کی اور اس کے بعد اس کے بیٹے معز المنصر نے عوام کے بارے میں معذرت کی جو اس نے قبول کر لی۔ پھر مسلسل اقامت دعوت اور مصالحت کے لئے کوشاں رہا حالانکہ وہ اس دوران ان دونوں کے وزیروں اور ان کی حکومتوں کے حاجب ابوالقاسم احمد بن علی جرجانی سے جو ان دونوں کے امور کا بہت بڑا ماہر تھا، خط و کتابت کرتا رہا اور اسے اپنی جانب مائل کرتا رہا۔ وہ بنی عبید اور ان کے پیروکاروں سے بھی اعتراض کرتا رہا۔ جرجانی کا لقب اقلع تھا، اس لئے کہ حاکم نے کسی جرم کے سرزد ہونے کی وجہ سے اس کا قطع کر دیا تھا۔ اس دوران المنصر

کی پھوپھی سیدہ بنت الملک اس سے لڑائی کے لئے کھڑی ہو گئی۔ جب وہ فوت ہو گئی تو اس نے سنہ 414 میں حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ وہ چھتیسویں سال میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اس کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیاردزی نے وزارت سنبھالی جس کا اصل فلسطین کی بستیاں تھیں اور اس کا باپ وہاں پر ملاح تھا لہذا جب وہ وزیر بنا تو اطراف کے لوگوں نے اسے مخاطب کیا لیکن اسے محبت نہیں دی یہ بات اسے گراں گزری۔ اس دوران صاحب حلب شمال بن صالح اور صاحب افریقہ معز بن بادیس اس سے ناراض ہو کر اس سے منحرف ہو گئے تو معز نے قسم کھائی کہ وہ ان کی اطاعت کو چھوڑ دے گا، اور بنی عباس کی طرف اپنی دعوت کو پھیر دے گا اور بنی عبید کے نام کو مٹا دے گا۔ پھر وہ اس کام میں مشغول ہو گیا اس نے کپڑوں اور جھنڈوں سے ان کے نام مٹا دیئے اور القائم ابو جعفر بن القادر کی بیعت کر لی جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا۔ اس نے اس کا خطبہ دیا اور سینتیسویں سال میں منبروں پر اس کے لئے دعا کی۔ اس نے پھر بیعت کے ساتھ آدمی کو بغداد بھیجا تو ابو الفضل بغدادی نے اس سے حسن سلوک کیا اور خلیفہ سے تقرری اور علیحدگی کے پروانے لئے۔ جب جامع قیروان میں اس کے خط کو پڑھا گیا تو سیاہ جھنڈے بلند ہوئے اور اسماعیلیہ ہیڈ کوارٹر کو گرا دیا گیا۔ اس وقت معز الخلیفہ نے جو قاہرہ میں تھا، اس نے المستنصر کو، کتامہ کے شیعوں اور حکومت کے کارکنوں کو اطلاع دی تو انہوں نے غم کے باعث خاموشی اختیار کر لی۔ یوں ہر کس و ناکس ان کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان کے معاملے میں پھنس گیا ہلال کے یہ قبائل، چشم، ایثر، زعیہ، ریاح، ربیعہ اور عدی میں سے تھے اور صعید میں اپنے علاقوں پر مقیم تھے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ان کا ضرر عام ہو گیا اور ان کے شرارے نے ملک اور حکومت جلا کر رکھ دیا اس کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیاردزی وزیر نے ان سے نیک سلوک کرنے، ان کے مشائخ کو مقدم کرنے، انہیں افریقہ کے نواح کی ولایت دینے اور ان کے احکام کی تقلید کرنے کی طرف اشارہ کیا لہذا اس نے منہاجہ سے بھی حسن سلوک کیا، تاکہ وہ شیعوں کی مدد اور حکومت کے دفاع کا ذریعہ بنیں۔ اگر معز اور منہاجہ پر ان کی کامیابی کا خیال درست ہو جاتا تو وہ دعوت کے ساتھی اور ان دور دراز علاقوں کے عامل ہوتے لیکن ان کا ظلم خلافت کے صحن سے اٹھا اگرچہ جو کچھ بعد میں ہوا وہ دوسری خلافت نے کیا۔ صحرائی عربوں کا معاملہ دراصل منہاجہ کے معاملے سے زیادہ آسان تھا جو بادشاہ تھے لہذا وہ ہدیہ اور شورانہ پر غالب آ گئے بعض کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ اشارہ اور فعل کیا اور عربوں کو افریقہ کی طرف بھجوایا۔ وہ ابو القاسم جرجانی تھا۔ مگر یہ بات درست نہیں لہذا المستنصر نے اکتالیسویں سال میں ان قبائل کی طرف اپنے وزیر کو بھیجا، ان کے امراء کو کچھ مال دیا یوں ان کے عوام میں ہر آدمی کو ایک ایک اونٹ اور ایک ایک دینار ملا۔ انہیں پھر نیل پر آنے کی اجازت دی اور انہیں کہا کہ میں نے تمہیں مغرب دیا اور مغرور غلام معز بن بلکین کو بادشاہ بنایا لہذا تم غریب نہیں رہو گے۔ اس کے بعد الیاردزی نے مغرب کی طرف لکھا، کہ ہم نے تمہاری جانب زگھوڑوں پر ادھیڑ عمر آدمیوں کو سوار کروا کر بھیجا ہے تاکہ خدا تعالیٰ اس بات کا فیصلہ کر دے جو ہو کر رہنے والی ہے لہذا عربوں نے اس وقت طمع سے کام لیا اور نیل سے گزر کر برقہ جا پہنچے پھر وہیں اتر پڑے۔ انہوں نے شہروں کو فتح کیا، انہیں لوٹا اور نیل کے مشرق میں رہنے والے اپنے بھائیوں کو ان شہروں میں رغبت دلاتے ہوئے خطوط لکھے لہذا وہ ان کو دو دو دینار دینے کے بعد ان کے پاس چلے گئے۔ جو کچھ انہوں نے لیا تھا، اس سے انہیں کئی گنا زیادہ حاصل ہو گیا۔ انہوں نے پھر شہروں کے متعلق قرعہ ڈالا تو سلیم کو مشرق اور ہلال کو مغرب ملا۔ انہوں نے پھر امراء اجدابیہ اور اسمرار کے شہروں کو برباد کر دیا۔ یوں سلیم اور اس کے حلیفوں رواجہ، ناصرہ اور عمرہ کے دلوں میں برقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور دیاب، عرف اور زغیب کے قبائل اور ہلال کے تمام بطون ٹڈی دل کی طرح افریقہ کی طرف چل پڑے۔ یہ جس چیز کے پاس سے گذرے اس کا خاتمہ کر دیتے یہاں تک کہ تینالیسویں سال میں افریقہ پہنچے۔ ان کے پاس سب سے پہلے جو آدمی پہنچا وہ ریاح کا امیر موسیٰ بن یحییٰ صنبری تھا، معز نے اسے اپنی طرف مائل کیا اور اسے اپنے لئے چن لیا۔ اس نے پھر اس سے رشتہ داری کی اور وہ اپنے عمزادوں کے نواح پر قوت دلانے کے لئے اپنے وطن کے اطراف لئے آئے ہوئے عربوں کو بلانے میں اس کا جانشین بن گیا۔ اس نے پھر بستیوں سے مدد مانگی، انہیں بلایا تو انہوں نے شہروں میں خرابی پیدا کر دی اور زمین پر فساد برپا کر دیا۔ انہوں نے خلیفہ مستنصر کے شعار کا نعرہ لگایا، تو اس نے منہاجہ کے دوستوں کو ان کی طرف بھیجا تو وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ معز اپنے بڑھاپے کی وجہ سے لڑکھڑا گیا اور غصے سے بھڑک اٹھا، اس نے پھر موسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر لیا اور قیروان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے پھر داد خواہ کو اپنے عم زاد صاحب القلعہ قائد بن حامد بلکین کی طرف بھیجا لہذا اس نے اسے ایک ہزار سوار فوج کے متعلق لکھا جو اس نے اس کی طرف بھیج دی۔ اب وہ زناتہ سے الگ ہو گئے اور مستنصر بن جزور المغربی اپنی قوم کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے

پاس پہنچ گیا جو افریقہ کے صحرا میں زنا تہ کے مسافروں کے ساتھ رہتا تھا وہ ان کے بڑے سرداروں میں سے ایک تھا۔ مشرف نے اس فوج، اس کے اتباع و حشم، ساتھیوں اور فتح کرنے والے عربوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ کوچ کیا۔ مزید اس نے زنا تہ اور بربریوں کو اکٹھا کیا اور لاتعداد لوگوں کے ساتھ ان کی جانب گیا۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ ریاح، زغبہ اور عدی حیدران فاس کی جانب تھے۔ جب فریقین آپس میں گٹھ گٹھ کر کے توفیح کرنے والے عربوں میں سے باقی رہ جانے والے لوگ چپکے سے کھسک گئے اور قدیم عصبیت کی وجہ سے ہلائیوں کی طرف چلے گئے۔ اس دوران زنا تہ اور منہاجہ نے بھی اس سے غداری کی یوں معز کو شکست ہوئی اور وہ خود اپنے خواص کے ساتھ قیروان کی طرف بھاگ گیا۔ عربوں نے اس کے سارے مال و متاع ذخائر، خیموں اور جھنڈوں کو لوٹ لیا اور لاتعداد لوگوں کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ منہاجہ کے مقتولوں کی تعداد تین ہزار تین سو تھی۔ اس بارے میں علی بن رزق الریاحی کہتا ہے اور بعض دوسرے بھی کہتے ہیں کہ یہ اشعار ابن شداد کے ہیں جن کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

”وہاں پھر پریمیم کے سوار حاضر ہوئے جو سوار یوں کے ساتھ ساتھیوں کے ساتھ جلدی کر رہے تھے۔ اور ابن بادیس بہترین مالک تھا مگر میری زندگی کی قسم اس کے پاس جوان نہیں تھے، اسی لئے ان میں سے تیس ہزار کو تین ہزار نے شکست دیدی اور یہ ایک بڑی تباہی کی بات ہے۔“

انہوں نے پھر قیروان میں اس سے مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ لمبا کر دیا یوں قیروان کی بستیاں اور نواحی علاقے عربوں کے خرابی ڈالنے، ان کے پرورش پانے کی وجہ سے سلطان کے انتقام لینے کے باعث تباہ برباد ہو گئے۔ لوگ پھر قیروان میں پناہ لینے لگے لہذا انہوں نے لوٹ مار کو زیادہ کر دیا اور محاصرے میں شدت کر دی تو اہل قیروان تونس کی طرف بھاگ گئے۔ اب زغبہ اور ریاح قیروان میں گھر گئے تو موسیٰ، شہر کے میدان کے قریب اترا۔ آل زیر میں سے قرابت اور اعیاص بھاگ گئے لہذا موسیٰ نے ان کو قابض وغیرہ کا حکمران بنا دیا پھر انہوں نے قسطنطنیہ کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے عامل بن ابی سے لڑائی کی اور زنا تہ اور مغراوۃ کو لوٹا۔ وہ پھر واپس آ گیا اور چھیا لیسویں سال میں عربوں نے افریقہ کے شہروں کو تقسیم کر لیا۔ زغبہ کو طرابلس اور اس کے نواح کا علاقہ ملا جبکہ مرداس بن ریاح کے حصہ میں باجہ اور اس کے نواحی علاقے آئے۔ انہوں نے دوبارہ شہروں کو تقسیم کیا تو ہلال کو تونس سے غرب تک کا علاقہ ملا اور یہ لوگ ریاح، زغبہ، معقل، حشم، قرہ، ائج اور سفیان سے تعلق رکھتے تھے۔ جب کہ المعر کے ہاتھ سے حکومت چلی گئی اور عائد بن ابی الغیث تونس شہر پر غالب آ گیا۔ اس نے اسے چھین لیا۔ ابو مسعود نے پھر ان کے شیوخ میں سے مومہ کو بادشاہ بنایا اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے معز کو گورنر بنایا۔ وہ اپنی بیٹیوں کے ذریعے تین امرائے عرب کا سر یعنی فارس بن ابی الغیث کا، اس کے بھائی عائد کا اور فضل بن ابی علی مرادی کا اور اس کا بیٹا عسیم اڑتالیسویں المہدیہ کی طرف آیا۔ وہ اس کے بعد نویں سال بھی آیا اور اسے عرب دامادوں کی طرف بھجوایا گیا تھا، وہ ان کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور قیروان میں ان کے ساتھ جا ملا۔ انہوں نے اس کی اتباع کی اس نے بحر اور ساحل پر سوار ہو کر اہل قیروان کی اصلاح کی لہذا انہیں اس کے بیٹے منصور نے اپنے باپ کے حالات بتائے، وہ حبشیوں اور منصور کو ساتھ لے کر چلے تب عرب بھی آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اسے لوٹ لیا، عمارتوں کو تباہ کر دیا اور اس کے حسن اور جمال کے نشانات کو برباد کر دیا۔ انہوں نے اس کی کمائی کے مقامات کا صفایا کر دیا، آل بلکین کے محلات کا نام و نشان مٹا دیا اور دیگر حرمت والی چیزوں کو بھی لوٹ لیا۔ یوں اس کے باشندے متفرق علامتوں میں منتشر ہو گئے، مصیبت بڑھ گئی اور بیماریاں پھیل گئیں۔ یوں علاج مشکل ہو گیا، وہ پھر المہدیہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں اتر کر انہوں نے نافع چیزوں کو روک کر راستوں میں خرابی پیدا کر کے شہر کا ناطقہ بند کر دیا۔ وہ پھر منہاجہ کے بعد زنا تہ سے لڑے اور نواح میں ان پر غالب آ گئے۔ ان کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ صاحب تلمسان نے جو محمد بن خزرجی اولاد سے تھا، اور اس کی فوج نے اس دوران انہیں اس کے وزیر ابی سعدی خلیفۃ المیرنی کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور طویل لڑائیوں کے بعد اسے قتل کر دیا۔ یوں افریقہ کے حالات خراب ہو گئے، بے آبادی ہو گئی اور راستے کے حالات بگڑ گئے۔ اس وقت زنا تہ اور بربریوں میں سے مضافات کی سرداری یفرق مغراوۃ، بنی ماند اور بنی تگومان کے لئے تھی۔ عرب اور زنا تہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے، یہاں تک کہ منہاجہ اور زنا تہ افریقہ کے مضافات اور الزاب پر غالب آ گئے جب کہ منہاجہ افریقہ پر غالب آ گئے۔ انہوں نے جو بربری وہاں رہتے تھے انہیں دھمکایا اور انہیں غلام اور خادم بنا کر باجہ لے گئے ان عربوں میں وہ جوان بھی تھے جو افریقہ میں داخل ہونے کے وقت یہاں آئے تھے۔ ان میں سے سب سے بڑا آدمی حسن بن سرخان اور اس کا بھائی بدر اور

فضل بن ناہض بھی تھے، یہ لوگ درید بن اٹج، ماضی بن مقرب، نیونہ بن قرہ اور سلامہ بن رزق کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو بنی کبیر میں سے تھا اور کرفہ بن اٹج کے بطون سے تھا۔ جبکہ شاقہ بن اجمیر اور اس کے بھائی صدیل کو ان سب نے بنی عطیہ کی طرف نسبت دی ہے جو کوفہ اور دیاب بن خانم سے تھے، اگرچہ وہ اسے بنی ثور اور موسیٰ بن یحییٰ سے منسوب کرتے ہیں جبکہ وہ اسے مرداس رباح نہ کہ مرداس سلیم سے نسبت دیتے ہیں لہذا اس بارے میں غلطی سے بچنے، حالانکہ وہ بنی صغیر میں سے ہے جو مرداس رباح اور زید بن زیدان کا پتن ہے جبکہ وہ اسے ضحاک اور ملیحان بن عباس سے نسبت دیتے ہیں اور وہ اسے حمیر اور زید الحجاج بن فاضل سے نسبت دیتے ہیں۔ دراصل ان کا خیال ہے کہ وہ ان کے افریقہ میں داخل ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ فارس بن ابی الغیث اور اس کے بھائی عامر اور فضل بن ابی علی کو مورخوں نے مرداس اکتھی سے منسوب کیا ہے، یہ سب لوگ اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ زیاد بن عامر افریقہ میں داخل ہونے میں ان کا پیشرو تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اس کا نام ”ابوالخیر“ رکھتے ہیں۔ اس عہد میں جیسا کہ ہم نے نقل کیا ہے، ان کے قبائل ذغیبہ، رباح، اٹج اور قرہ تھے، یہ سب کے ہلال بن عامر سے تھے، بعض اوقات بنو عدی کا بھی ان میں ذکر کر دیا جاتا ہے مگر ہم ان کے حالات سے آگاہ نہیں ہوئے اور نہ ہی اس عہد میں ان کا کوئی مشہور قبیلہ موجود ہے۔ شاید وہ معدوم ہو گئے ہیں اور متفرق قبائل میں منتشر ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ربیعہ کا بھی ان میں ذکر کیا گیا ہے مگر ہم اس عہد تک ان سے بھی واقف نہیں ہوئے۔ دراصل جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، ان کا نسب بڑا پیچیدہ ہے اور ان میں ہلال کے علاوہ فزارہ اور اٹج کے بہت سے لوگ شامل ہیں جو غطفان، جشم، بن معاویہ بن بکر بن ہوازن اور سلول بن مرہ بن صعصعہ بن معاویہ کے بطون سے ہیں جبکہ مفضل، یمنی اور عمرہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار اور بنی تور بن معاویہ بن عبادہ بن ربیعہ البرکان بن عامر بن صعصعہ اور عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلمان کے بطون سے ہے اور طردہ، فہم بن قیس کے پتن سے ہے اگرچہ یہ سب کے سب ہلال اور خصوصاً اٹج میں شامل ہیں کیونکہ ان کے دخول کے وقت، سرداری اٹج اور ہلال کو حاصل تھی لہذا یہ ان میں داخل ہو گئے اور انہیں میں شمار ہونے لگے۔ ان ہلالیوں میں سے ایک فرقہ ان لوگوں میں شامل نہ تھا جنہوں نے الیاردزی یا الحجر جانی کے عہد میں نیل پار کیا تھا، یہ لوگ اس سے قبل عبیدی کے زمانہ میں برقہ میں تھے، برقہ میں منہاجیوں کے ساتھ ان کے متفرق واقعات ہیں اس دوران انہیں عبد مناف بن ہلال کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے :

”ہم نے ان کا قرب طلب کیا۔ دراصل بلاعب جزیل ان عربوں میں سے ہے جن کا جہاں ہوا بادل بہت برسنے والا ہے۔ یوں ایک گھرانے کا معاملہ واضح ہو گیا ہے اور اس کے درمیان طردہ ہے جو اس کے قریب ہے۔ ایک دفعہ تین ہزار آدمی مر گئے اور اب ہم میں سے چار ان کے جگروں کا علاج کر رہے ہیں۔“

ایک دوسرا شاعر ان میں سے یہ کہتا ہے کہ:

”اے میرے خدا مخلوق کو سخت مصیبت سے پناہ دے مگر کچھ تھوڑے لوگوں نے جنہیں کوئی پناہ نہیں دیتا، پناہ لے لی ہے۔ اس کے علاوہ قرہ صناف اور اس کے اصل دیم کو ان جنگلوں میں جانے کے لئے مخصوص کر جن کی طرف تو اشارہ کرتا ہے۔“

اس نے ان کے نسب کو صناف میں بیان کیا ہے، ہلال صناف ہیں یہ صرف عبد مناف ہے اگرچہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حاکم کے زمانے میں ان کا شیخ مختار بن قاسم تھا، جب حاکم نے یحییٰ بن علی اندلسی کو فلفور بن سعید خرورق کی مدد کے لئے منہاجہ کے خلاف طرابلس میں بھیجا جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ بنی خرورق کے حالات میں کریں گے تو اس نے انہیں اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کیا، یوں وہ طرابلس پہنچ گئے۔ انہوں نے یحییٰ بن علی کو شکست دی اور برقہ کی طرف واپس آ گئے۔ اس نے ان کے متعلق پیغام بھیجا مگر وہ محفوظ ہو گئے۔ پھر اس نے انہیں اماں بھیجی تو ان کا وفد اسکندر یہ پہنچا اور سنہ 394 میں وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کے ساتھ قرآن پاک کا معلم ولید بن ہشام بھی تھا جو بنی امیہ کے مغیرہ بن عبدالرحمن کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے پاس ایسا موروثی علم ہے جو اس کے اجداد کی حکومت کے اختیار میں ہے اس کی اس بات کو مرامہ، زنا تہ اور لواتہ کے بربریوں نے قبول کر لیا اور پھر اس کی شان کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ بنو قرہ اور اس کے لوگوں نے اسے پچانوئیں سال خلیفہ مقرر کر دیا اور برقہ شہر پر غالب آ گئے جب حاکم کی فوج ان کے مقابلہ پر گئی تو اس نے انہیں شکست دی اور ولید بن ہشام اور ان کا ترکی رہنما قتل ہو گیا۔ وہ پھر اسے مصر لے آئے اور شکست کھائی وہ سوڈان کے ملک میں الحاکم کے علاقے میں گیا لیکن انہوں نے

اس کے عہد کو توڑ دیا اور مصر لا کر قتل کر دیا۔ تاہم بنی قرہ کا یہ گناہ انہیں معاف کر دیا گیا اور جب سنہ 402 کا سال آیا تو انہوں نے منہاجہ کے بادشاہ بادیس بن منصور کے ہدیہ کو جو افریقہ سے مصر آ رہا تھا، روک کر قبضے میں لے لیا اور برقہ پر چڑھائی کی وہ وہاں کے عامل پر غالب آ گئے اور وہ سمندر میں چلا گیا، یوں یہ برقہ پر قابض ہو گئے اور برقہ میں ہمیشہ ان کی یہی کیفیت رہی۔ جب ان کے ہلالی بھائیوں نے جوزغبہ، ریاح اور اراج سے تعلق رکھتے تھے، ان کے اتباع میں، افریقہ پر چڑھائی کی تو چڑھائی کرنے والوں میں ان کا شیخ ماضی بن مقرب بھی موجود تھا، جس کا ذکر ہلال کے واقعات میں بیان ہوا ہے۔ ان ہلالیوں کے افریقہ میں داخلہ کے بارے میں کئی طریقوں سے مختلف خبریں بیان ہوئی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شریف بن ہاشم جو حجاز کا حکمران تھا اور جسے شکر بن ابی الفتوح کہتے تھے، اس نے حسن بن سرحان کو اپنی بہن جازیہ دے کر مصاہرت کی اور اس سے اس کی شادی کر دی۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد تھا، اتنے میں شریف اور ان کے درمیان ناراضگی اور لڑائی ہو گئی تو انہوں نے نجد سے افریقہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے پھر جازیہ کو واپس لینے کے لئے اس کے خلاف حیلہ بازی کی لہذا جازیہ نے اپنے والدین کی ملاقات متعلق اس سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے ان کی ملاقات کروائی وہ اس کو ساتھ لے کر ان کے خیموں کی طرف گیا۔ لہذا وہ اسے اور جازیہ کو لے کر کوچ کر گیا اس سے اس سفر کو پوشیدہ رکھا۔ اس نے اسے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ وہ صبح صبح شکار کے لئے جا رہے ہیں اور شام کو گھر واپس آ جائیں گے لہذا اسے ان کے سفر کر جانے کا پتہ نہیں چلا یہاں تک کہ وہ اس کی حکومت کی جگہ کو چھوڑ گئے اور ایسے علاقے میں چلے گئے جہاں اس کا حکم ان پر نہیں چل سکتا تھا، یوں وہ اسے چھوڑ گئے اور وہ مکہ میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ اس کے دل میں پھر جازیہ کی محبت کی بیماری سرایت کر گئی اور وہ بھی اس کے بعد اس کی محبت میں دکھ برداشت کرتی رہی۔ یہاں تک فوت ہو گئی۔ اس کے واقعات کو لوگ ایسے رنگ میں نقل کرتے ہیں جس سے قیس اور کثیرہ کے واقعات بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس کے واقعات کو صحیح طور پر بیان کرتے ہیں مگر ان میں مصنوعی اور جھوٹے واقعات بھی ہیں جن میں بلاغت کی کسی بات کو نہیں چھوڑا گیا حالانکہ اس واقعہ کو بلاغت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی کتاب اول میں بیان کیا ہے۔ ہاں اس شہروں کے خاص اہل علم اس کی روایت سے بے رغبتی کرتے ہیں، اور اس کے اعراب کی غلطیوں کی وجہ سے اس سے بُرا مناتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اعراب، بلاغت کی اصل ہے اور یہ روایت اعراب بلاغت کی اصل ہے۔ یہ روایت دراصل اعراب کے مطابق نہیں اور ان اشعار میں بناوٹ کا بہت دخل ہے۔ اس کے علاوہ ان میں صحت روایت کا فقدان پایا جاتا ہے، اس لئے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس کی روایت درست ہوتی تو اس میں زنانہ کے ساتھ ان کی لڑائیوں کے واقعات، ان کے جوانوں کے ناموں کا ضبط اور ان کے بہت سے احوال کے شواہد موجود ہوتے لیکن ہم اس کی روایت پر یقین نہیں کرتے۔ دراصل بعض اوقات عقلمند آدمی بلاغت سے ہی یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ اس میں سے کچھ واقعہ مصنوعی ہے اور پھر اس پر بناوٹ کی تہمت لگاتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ لوگ جازیہ اور شریف کے واقعے کے متعلق سلف سے خلف تک اور ایک نسل سے دوسری نسل تک متفق ہیں۔ شاید اس واقعے پر کوئی نکتہ چینی کرنے والا اور اسے تک کی نگاہ سے دیکھنے والا ان کے نزدیک جنون اور خلل مفرط سے متہم ہو جائے کیونکہ یہ واقعہ ان کے درمیان تواتر سے ثابت ہے۔ یہ شریف جس کے متعلق لوگ اشارے کرتے ہیں، ہواشم میں سے تھا اور اسے شکر بن ابی الفتوح الحسن بن ابی جعفر بن ہاشم محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ ابی اکرام بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ بن ادیس کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ ابوالفتوح وہ شخص ہے جس نے حاکم عبیدی کے زمانے میں اپنے نام کا خطبہ دیا اور بنو الجراح نے جو شام میں، طی کے امراء ہیں، اس کی بیعت کی، اس کے متعلق انہوں نے آدمی بھیجے اور یہ ان کے قبائل تک پہنچا، اس کے بعد سب عربوں نے اس کی بیعت کر لی پھر ان پر حاکم عبیدی کی فوجیں غالب آ گئیں اور یہ مکہ واپس آ گیا اور سنہ 430 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شکر حکمران بنا جو 53 ویں سال فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا جس کے متعلق ہلالیوں کا خیال ہے کہ وہ جازیہ کے لطن سے پیدا ہوا ہے۔ یہ بات علویوں کے حالات میں پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ ابن حزم نے بھی اس کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ وہ سلیمانوں میں سے ہے، جو محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن بن الحسن السبط کی اولاد میں سے ہے اور جس کی بیعت ابوالزباب شیبانی نے ابن طباطبایہ کے بعد کی تھی اسے الناض بھی کہتے ہیں۔ یہ مدینہ میں آیا پھر حجاز پر قابض ہو گیا۔ اس کے ملک کی حکومت اس کے بیٹوں میں قائم رہی۔ یہاں تک کہ یہ ہواشم غالب آ گئے جو حسن و حسین کے قریبی جد ہیں اور ہاشم اعلیٰ دیگر شرفا کے درمیان مشترک ہے لہذا اس کا

نام ایک کو دوسرے سے تمیز دینے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا۔ اس کے عہد کے ہلاویوں میں سے میں جس پر اعتماد کرتا ہوں اس نے مجھے بتایا ہے کہ اسے شریف شکر کے علاقے سے واقفیت حاصل ہے اور وہ ارض نجد میں فرات کے نزدیک ایک جگہ ہے۔ اس عہد میں اس کا ایک بیٹا بھی وہاں پر مقیم ہے۔ باقی واللہ اعلم۔

ان کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ جب جاز یہ افریقہ کی طرف چلی گئی اور شریف سے الگ ہو گئی تو اس نے اس کے پیچھے آدمی بھیجے جن میں ماضی بن مقرب بھی تھا جو زید کے جوانوں میں سے ہے۔ مستنصر نے جب انہیں افریقہ کی طرف بھیجا تو اس نے افریقہ کے شہروں اور سرحدوں پر اس کے اچھے جوانوں کو مقرر کیا اور ان کے امور کو ان کے سپرد کیا لہذا اس نے موسیٰ بن یحییٰ مراد اسی کو قیروان اور بلجہ پر، زغبہ کو طرابلس قابس پر اور حسن بن سرحان کو قسنطینہ پر مقرر کیا۔ جب رفتہ رفتہ منہاجہ شہروں پر غالب آگئے تو رعایا کو شہروں میں تکالیف کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ عربی نسل کو جب سے یہ وہاں موجود تھی کوئی مرتب اور منظم کرنے والا نہیں تھا لہذا انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہروں سے نکال باہر کیا۔ وہ پھر مضافات میں جا کر قابض ہو گئے اور رعایا نے لوٹ مار، فساد اور راستوں کی خرابی کی وجہ سے بڑی تکالیف اٹھائی۔ جب منہاجہ غالب آئے تو زنانہ نے ان کی مدافعت کی کوشش کی کیونکہ وہ صحرائی ہونے کی وجہ سے بہت جنگجو اور بہادر تھے لہذا انہوں نے ان سے لڑائی کی اور افریقہ اور مغرب الاوسط سے ان کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اب صاحب تلمسان نے بنی خزر سے اپنے قائد ابوسعدی فتری کو تیار کیا لہذا ان کے اور اس کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ یہاں تک انہوں نے اسے الزاب کے نواح میں قتل کر دیا اور وہ تمام مضافات پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد زنانہ، افریقہ اور الزاب میں ان کی مدافعت سے عاجز آ گئے، ان کے درمیان حیل راشد اور مصاب کے مضافات میں جو مغرب الاوسط کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے، رن پر زبردست لڑائی ہوئی تو انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے، یوں منہاجیوں نے ان سے نہایت ذلت کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اکیلے ہی علاقوں کے مالک ہوں گے اور ان کا کچھ تعلق بھی نہیں ہوگا۔ اب ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور انج نے ریاح اور زغبہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس دوران قلعہ کے حاکم قاصر بن عباس نے ان کی مدد کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور زنانہ کو بھی اکٹھا کر لیا۔ ان لوگوں میں معز بن زیری فاس کا حاکم بھی شامل تھا جو مغرادہ میں سے تھا، ان سب لوگوں نے اس میں پڑاؤ کیا۔ اس کی وجہ سے ریاح اور زغبہ بھی ان سے آ ملے۔ اب معز بن زیری مغرادی نے قاصر اور منہاجہ کے ساتھ دسیسہ کاری سے ایک چال چلی، انہوں نے انہیں تمیم بن تمیم سے خیال کیا لیکن معز بن بادیس حاکم قیروان نے انہیں شکست دیدی تو عربوں اور زنانہ نے قاصر اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور اس کا بھائی قاسم قتل ہو گیا۔ وہ قسنطینہ کی طرف بھاگ گیا اور ریاح اس کے تعاقب میں تھا وہ پھر قلعہ میں چلا گیا تو انہوں نے وہاں اس کا مقابلہ کیا، اس کی دیواروں اور چھتوں کو خراب اور برباد کر دیا اور وہاں کے شہروں کو بڑے بڑے طریقے سے لوٹ لیا۔ انہوں نے طنبہ اور مسیلہ کو برباد کیا اور وہاں کے باشندوں کو خوفزدہ کیا اور پھر گھروں، بستوں اور شہروں کو چٹیل میدان بنا دیا انہوں نے وہاں کے پانی کو زمین میں جذب کر دیا اور درختوں کا ایندھن بنا دیا، زمین میں فساد کیا اور افریقہ اور مغرب میں منہاجہ کے بادشاہوں اور شہروں کے منتظمین کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے انہیں حاکم بنا دیا جو ان کی جوانب کی نگرانی کرتے اور ان کی گھات میں بیٹھتے تھے اور ان کے وطن میں ان سے خراج لیتے تھے۔ ان کا مسلسل یہی رویہ رہا یہاں تک کہ قاصر بن علناس نے قلعے کی سکونت چھوڑ دی۔ اس نے پھر ساحل پر بجایہ شہر کی حد بندی کی اور وہیں اپنا ذخیرہ بھی لے گیا۔ اس نے اسے اپنی رہائش کے لئے تیار کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا منصور اس قوم کے ظلم اور فساد سے بھاگ کر پہاڑوں کی رکاوٹوں اور راستوں کی دشواری کے باوجود اپنی سواریوں پر نواح میں آ گیا، انہوں نے وہیں اقامت اختیار کر لی اور قلعے کو چھوڑ دیا وہ باقی ماندہ ایام میں ان قبائل میں سے انج کو سرداری کے لئے مخصوص کرتے تھے پھر انج کی جمعیت منتشر ہو گئی اور منہاجہ کے جانے سے ان کی حکومت بھی جاتی رہی۔ جب مغرب کی دوسری حکومتوں پر سنہ 541 میں موحدین غالب آ گئے تو موحدین کے شیخ عبدالمومن نے افریقہ کی طرف رفتہ رفتہ چڑھائی کی۔ اس دوران الجزائر میں اس عہد کے دو امیر ابوالجلیل شاکر امیر انج اور حباس بن مسیغر جو چشم کے جوانوں میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ لہذا یہ ان دونوں کو اچھی طرح ملا اور انہیں اپنی قوم پر سردار بنا دیا پھر وہ خود سیدھا آگے چلا گیا اور اٹھویں سال میں بجایہ کو فتح کر لیا۔ اس دوران منہاجہ کی دعوت پر ہلائی عربوں نے گڑ بڑ کر دی۔ ان میں ریاح کا امیر معزز بن زناد بن بادخ بھی تھا جو بنی علی بن ریاح کے ایک بطن سے تھا لہذا موحدین کی فوجیں انہیں ملیں اور ان کا رہنما عبد اللہ بن عبدالمومن تھا، انہوں نے آپس میں دوستی کر لی اور موت کے گھاٹ

میں بھی ان کے پاؤں ثابت قدم رہے۔ اس کے بعد چوتھی بار ان کی جمعیت باغی ہو گئی اور موحدین ان پر غالب آ گئے، انہوں نے ان کے اموال کو لوٹ لیا، ان کے مردوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ محسن سبتہ تک ان کا پیچھا کیا۔ اس کے بعد انہیں ہوش آ گیا اور وہ موحدین کے غلبے کے سامنے بے بس ہو کر ان کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ یوں وہ ان کی اطاعت میں لگ گئے۔ اب عبدالمومن نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ ہمیشہ اسی حالت پر قائم رہے۔ موحدین انہیں ہمیشہ اپنے اندلس کے جہاد میں لے جاتے رہے اور بعض اوقات انہیں شعروں میں مخاطب کرتے لہذا انہوں نے عبدالمومن کے ساتھ اس کے بیٹے یوسف کو بھی انعامات دیئے، جیسا کہ ان کی حکومت کے واقعات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔ اور وہ پھر ہمیشہ اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ بنو غانیہ المسوفیون نے جو میورقہ کے امراء تھے حکومت کے خلاف بغاوت کی اور اپنے جنگی جہازوں کے بیڑوں میں سمندر پار کر کے بجایہ کی جانب چلے گئے۔ انہوں نے سنہ 581 میں منصور کی حکومت کے آغاز میں اسے حاصل کر لیا اور موحدین کی اطاعت ترک کرنے سے پردہ اٹھایا۔ انہوں نے پھر عربوں کو بھی اس کی دعوت دی لیکن وہ اپنی عادت پر جسے رہے اور چشم اور ریاح کے قبائل اور جمہور اشج نے جو ان ہلالیوں میں سے تھے، اس کی بات کو بہت جلد قبول کیا۔ تاہم جب موحدین کی فوجوں نے ان کے ظلم کو روکنے کے لئے افریقہ کی طرف حرکت کی تو زغبہ کے قبائل ان سے آ ملے، وہ بھی انہیں میں شامل تھے۔ جبکہ بنو غانیہ فاس چلے گئے اور ان کے ساتھ سب چشم اور ریاح کے لوگ تھے۔ ان کے ساتھ ان کی تمام مسوتی قوم اور ان کے لتونی بھائی بھی علاقوں سے آ ملے اور اس دعوت عباسی سے متمسک ہو گئے جس کے امراء مغرب میں بنو تاشیفین تھے۔ انہوں نے اس دعوت کو اپنے نزدیک کے متفرق قبائل میں قائم کیا اور فاس میں اتر کر بغداد میں خلیفہ مستنصر سے اپنے لئے تجدید عہد کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اپنے کاتب عبدالبر بن فرسان کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے ابن غانیہ کو سردار مقرر کر دیا اور اسے موحدین کے ساتھ لڑائی کرنے کی اجازت دیدی۔ جلد اس کے پاس بنی سلیم بن منصور کے قبائل جمع ہو گئے اور وہ ہلالیوں کے اجازت ملنے پر افریقہ آئے۔ قراوش ارمنی نے اس سلسلے میں اس کی مدد کی۔ ہم اس کے حالات کو المیر وقی کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے بعد علی بن غانیہ کے لئے عرب و عجم اور ملہین کی سب فوجیں جمع ہو گئیں اور اس نے نواحی علاقوں پر غلبہ پالیا اور بلاد جرید کو فتح کر لیا، یوں وہ قفصہ، نور اور نلفہ پر قابض ہو گیا۔ مراکش سے منصور، مغرب کی قوموں، زناتہ، مصادمہ اور زغبہ کو جو ہلالیوں سے تعلق رکھتی تھیں اور جمہور اشج کو مقابلے کے لئے کھینچ لایا۔ لہذا یہ لوگ محض عمرہ میں جو قفصہ کی جہات سے ہے، اس کے ہراول دستے پر ٹوٹ پڑے پھر وہ تونس سے ان کی طرف رفتہ رفتہ بڑھا تو انہیں شکست ہوئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔ اس نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہیں برقہ کے صحراؤں کی طرف بھگا دیا۔ اس نے بلاد قسنطینہ، نابی اور قفصہ کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اس کے بعد ہلالیوں میں سے چشم اور ریاح کے قبائل نے دوبارہ اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی دعوت کی پناہ لے لی لہذا اس نے انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلا وطن کر دیا اور چشم کو بلاد تانسنا اور ریاح کو بلاد ہبط اور ازغان میں اتارا جو سواحل طنجہ سلا تک کے علاقے کے قریب ہی واقع ہے۔ جب سے ہلالی افریقہ اور اس کے نواح پر غالب آئے ہیں لحوم، بلاد تاتہ میں ہے۔ علاوہ ازیں مصاب کا علاقہ، صحرائے افریقہ اور صحرائے مغرب الاوسط کے درمیان جہاں پر وہ محلات ہیں جنہیں نئے سرے سے تعمیر کیا گیا ہے۔ ان کے قبائل میں سے جو شخص اس خطے کا والی ہوا ہے، اس کے نام پر ان کا نام رکھا گیا ہے۔ یہ یاد رہے کہ بنو یادین اور زناتہ جو بنو عبدالواد ہیں اور تو جین اور مصاب اور بقور اور دال اور بنو راش موحدین کی حکومت کے آغاز ہی سے ان کے پیروکار تھے وہ اپنے امثال بنو مرین وغیرہ سے ان کے زیادہ قریب تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا وہ دراصل مغرب الاوسط کے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کے مالک تھے۔ جہاں زناتہ کا کوئی آدمی قریب نہیں رہتا تھا۔ وہ گرمی کے سفر میں ان کے مابین گھومتے رہتے تھے کیونکہ ان کے سوا کسی آدمی کو وہاں پھٹکنے کی اجازت نہیں تھی گویا وہ موحدین کی فوج اور ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے ان دنوں ان کے معاملات صاحب تلمسان کی طرف جاتے تھے جو قرابہ کا سردار تھا۔ زغبہ کا یہ قبیلہ بنی یادین کے ساتھ اس وقت اترتا تھا جب وہ اپنے ہلالی بھائیوں سے علیحدہ ہوئے تھے، اور ان کے گروہ کی طرف آ گئے تھے۔ اس کے بعد یہ سب کے سب مصاب سے حیل راشد تک مغرب الاوسط کا مقصود بن گئے حالانکہ اس سے قبل ان کے حصہ میں قابس اور طرابلس آئے تھے ان کی پھر اولاد جزرق جو طرابلس کے حکمران تھے۔ ان کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے سعد بن عزرون کو قتل کر دیا۔ یہ اس دوسرے وطن میں مشہ بن غانیہ کے ساتھ آئے اور اس سے موحدین کی طرف منحرف ہو گئے بعد ازاں ان کے اور بنی یادین کے درمیان ہمسائیگی، وطن کے دفاع، دشمن کی تکلیف اور اس کے اچانک حملہ کرنے سے اسے

پجانے کے لئے معاہدہ ہوا اور وہ ایک دوسرے کے پڑوس میں رہے۔ اس دوران زغبہ، صحراؤں میں اور بنو یادیں ٹیلوں اور مضافات میں اقامت پذیر ہو گئے، پھر ریاحیوں کا امیر مسعود بن سلطان بن زمام بلا وہبط سے بھاگ کر بلا و طرابلس میں آ گیا، وہ قبائل بنی سلیم میں سے زغب و ذناب کے ہاں مہمان اتر اور مراکش بن ریاح کے پاس پہنچا۔ جب اس نے طرابلس کو فتح کیا تو وہ اس کے ساتھ گیا۔ اور وہیں فوت ہو گیا۔ اس دوران المیر ونی کے مقابلہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گیا اور اسے شکست دی۔ اس نے اس کی قوم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ محمد بن مسعود کی قوم میں سے ایک گروہ نے بھی شکست کھائی جن میں اس کا بیٹا عبداللہ اور اس کا عم زاد حرکات بن ابی الشیخ بن عسا کر بن سلطان اور قرہ کے شیوخ میں سے ایک شیخ بھی تھا لہذا انہیں قتل کر دیا گیا جب کہ یحییٰ بن غانیہ صحرا میں اپنے گرنے کی جگہ کی طرف بھاگ گیا۔ بعد ازاں ہلال اور سکیم کے ان قبائل اور ان کے اتباع کے یہ حالات مسلسل ایسے ہی رہے۔ اب ہم ان کے حالات، ان کے امور کے عواقب کا تذکرہ اور ان کے ایک ایک فرقے کا شمار کریں گے اور خاص طور پر اس کا ذکر کریں گے جو اس زمانے میں اپنے قبیلے اور اثر کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ جو قبیلے ان میں سے ختم ہو چکے ہیں، ہم ان کے تذکرے کو سمیٹ دیں گے اور ان کے ذکر سے ابتداء کریں گے کیونکہ انہیں منہاجہ کے زمانے میں سب سے پہلے سرداری حاصل تھی جیسا کہ ہم اس کے تذکرہ میں بتا چکے ہیں اس کے بعد پھر ہم جسم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ بھی انہیں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ریاح اور زغبہ اور معقل کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ہلال کے دشمنوں میں سے ہیں پھر ہم سلیم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ان کے بعد آئے ہیں۔ اور خلق قدیم اللہ ہی کے لئے ہے۔

ہلال بن عامر سے تعلق رکھنے والے انج اور ان کے بطون کی روداد جن کا تعلق چوتھے طبقے سے ہے

ہلالیوں میں سے انج زیادہ تعداد اور زیادہ بطون والے تھے۔ یعنی انہیں ان سب پر فوقیت حاصل تھی۔ ان میں سے ضحاک، عیاض، مقدم، طیف، درید اور کرفہ وغیرہ تھے جو ان کے نسب میں نمایاں ہوتے رہے اور درید میں بطنان اور عتر تھے۔ وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے تھے کہ انج، ابی ربیعہ ابن نہیک بن ہلال ہے اور کرفہ انج کا بیٹا ہے۔ ان کی بڑی جمعیت اور طاقت تھی اور یہ افریقہ میں داخل ہونے والے تمام ہلالیوں میں سب سے زیادہ قبائل والے تھے۔ ان کے ٹھکانے جبل کے قبائل والے تھے۔ جب کہ ان کے ٹھکانے جبل کے مقابل یا سرقیہ کی کسی چوٹی پر تھے۔ جب افریقہ میں انج کی حکومت قائم ہو گئی تو منہاجہ نے مضافات پر غلبہ پالیا تب ان کے درمیان لڑائی برپا ہو گئی اور واقعہ یہ ہوا کہ حسن بن سرحان جو درید قبیلے سے تھا، اس نے شبانہ بن اجیر کو دھوکے سے قتل کر دیا جو کرفہ قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اب کرفہ اس کے پیچھے پڑ گئے پھر اس کی بہن جازیہ نے اپنے خاوند ماضی بن مقرب بن قرہ کو ناراض کر دیا اور اپنے بھائی کے ساتھ آ ملی۔ بھائی نے اسے خاوند کے پاس جانے سے روک دیا لہذا قرہ اور کرفہ، حسن اور اس کی قوم سے لڑائی کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ عیاض نے ان کی مدد کی اور یہ جنگ حسن بن سرحان کے قتل ہونے تک جاری رہی جسے شبانہ بن اجیر کی اولاد نے قتل کیا۔ یوں اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد درید کو، کرفہ اور عیاض اور قرہ پر غلبہ حاصل ہو گیا اور لڑائی مسلسل ان کے درمیان جاری رہی، یوں ان کی حالت ابتر ہو گئی اور موحدین کی حکومت آ گئی وہ اسی پر اگندہ حالی اور جنگی کیفیت میں تھے اور ان کے بطون کی منہاجہ کے ساتھ دوستی تھی لہذا جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کر لیا، تو ان میں سے عاصم، مقدم اور قرہ اور جسم میں سے ان کے پیروکار مغرب کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد ریاح کو افریقہ میں غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے قسطنطنیہ کے نواح پر با آسانی قبضہ کر لیا جبکہ ان کا شیخ مسعود بن زمام، مغرب سے ان کی طرف واپس چلا گیا۔ لہذا زواودہ امراء اور حکومتوں پر غالب آ گئے۔ ان پر ان کا برا اثر پڑا اور یہ بقایا انج پر بھی غالب آ کر الزاب کی بستیوں میں اتر گئے اور لڑائی سے رک گئے۔ انہوں نے بستیوں اور قلعوں کو اپنا وطن بنا لیا اور جب بنو ابی حفص نے زواودہ سے عہد شکنی کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو گا تو بنی سلیم کو ان پر بہت غصہ آیا، انہوں نے انہیں قیروان میں اتار دیا۔ اور انج کے بطون میں سے کرفہ کو چن لیا۔ جو ریاح سے برسر پیکار تھے۔ اس وجہ سے حکومت نے انہیں مشرقی جانب کا ٹیکس دیا جو اور اس اور الزاب کے بہت سے مشرقی شہروں کا تھا جہاں پر ان کے سرمائی محل تھے۔ جب ان کی حکومت کی ہوا اکھڑ گئی، اس کی جدت کہنہ ہو گئی اور ریاح کو ان پر غلبہ حاصل ہو گیا تو وہ میدانوں میں لڑنے والوں پر غالب آ گئے اب کرفہ جبل اور اس پر آترے جہاں پر ان کی جاگیریں تھیں لہذا وہ زنج ہو کر

متفرق طور پر یہاں پر ٹھہر گئے۔ انہوں نے پھر اسے وطن بنا لیا تاہم بسا اوقات ان کے بعض آدمی الزاب کی سرحدوں کی طرف چلے جاتے جیسا کہ ہم ان کے بطون کے متعلق بیان کریں گے اور ان کے بہت سے بطون ہیں۔ ان میں سب سے اول بنو محمد بن کرفہ ہیں اور یہ کلیہ کے نام سے معروف ہیں جبکہ سعیب بن محمد بن کرفہ بن کلیب کی اولاد، الشبہ کے نام سے معروف ہے۔ دوسری طرف صبیح بن فاضل بن محمد بن کلیب کی اولاد الصحتہ کے نام سے معروف ہے۔ سرحان بن فاضل کی اولاد السرحانیہ کے نام سے معروف ہے، یہ لوگ اصیل ہیں اور جبل اور اس کے جو الزاب کے قریب ہے، یہودی بن کراپنا وطن بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد نافت بن فاضل کی اولاد ہے جنہیں کرفہ میں سرداری حاصل ہے۔ انہیں سلطان نے کئی جاگیریں دی ہوئی ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ان کے تین قبیلے ہیں: اولاد مساعد، اولاد ظافر اور اولاد قطعیہ جبکہ سرداری اولاد مساعد کے ساتھ مخصوص ہے جو علی بن جابر بن قحاح بن مساعد بن نابت کی اولاد میں ہے۔ بنو محمد اور مردانہ، اولاد نابت کی جگہوں کے مقابلے میں جنگوں میں گھومنے پھرنے والے ہیں اور اپنی خوراک کے لئے اہل جبل اور اولاد نابت سے غلہ تول کر لیتے ہیں۔ بسا اوقات صاحب الزاب انہیں اپنے فوجی کاموں اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال کر لیتا ہے۔ درید، اشج سے زیادہ معزز اور بلند شان ہیں یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں داخل ہوتے وقت تمام اشج پر حسن بن سرحان بن دیرہ کو سرداری حاصل تھی جو ان کا ایک لطن ہے۔ ان کے علاقے ولد العناب سے قسنطینہ اور طارف مصقلہ اور اس کے سامنے کے جنگوں تک تھے۔ ان کے اور کرفہ کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جس میں حسن بن سرحان قتل ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اور وہیں پر اس کی قبر بھی موجود ہے۔ یہ بہت سے بطون ہیں جن میں اولاد عطیہ بن درید، اولاد سرد بن درید اور اولاد جابر اللہ جو عبد اللہ بن درید کی اولاد میں سے ہے۔ اس کے علاوہ توبہ جو عبد اللہ کی اولاد سے ہے اور وہ توبہ بن عطف بن جبر بن عطف بن عبد اللہ ہے اور انہیں ہلال کے درمیان بڑی سرداری حاصل تھی۔ ان کے شعراء نے ان کی بڑی مدح کی ہے، ان میں سے ایک شاعر کا قول یہ ہے:

”درید کو جنگل کی سرداری حاصل ہے اور وہ سخاوت سے ایسے تر ہے جیسے پانی سے تر ہرز میں بہترین ہوتی ہے۔ اسے جوان! تو مرہ کے اوطان کا مشتاق ہے لیکن ان کے ساتھ درید کے سب آدمی بھی ہیں جنہیں وہ بڑی چھپائے ہوئے ہے۔ انہوں نے اعراب کو عرب بنا دیا ہے یہاں تک کہ وہ بلند شان کاموں کی وجہ سے عرب بن گئے ہیں۔ وہ ان کے چھوٹے سے کام کی بھی نفی نہیں کرتا۔ اب تو انہوں نے کچھ دیر کے لئے آگ کا طریقہ چھوڑ دیا ہے حالانکہ ان کی سواریاں پتھروں سے قوت حاصل کرتی تھیں۔“

یاد رہے کہ اولاد عطیہ کی سرداری، اولاد بنی مبارک بن حباس میں تھی اور ارض قسنطینہ میں ان کا سردار تلتہ بن حلو ف تھا وہ پھر مٹ مٹا گئے اور توبہ تلتہ بن حلو ف پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد وہ اپنے ٹھکانے طارق مصقلہ سے اپنے بادشاہوں کے ساتھ رفتہ رفتہ ان کی طرف گئے، پھر وہ جنگل کے سفر سے عاجز آ گئے۔ انہوں نے اونٹوں کو چھوڑ کر بکریوں اور گایوں کو پال لیا اور قرض دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ اکثر اوقات سلطان نے ان سے فوجی مدد مانگی اور وہ اپنی فوج سے اس کی مدد کرتے۔ ان کی سرداری وشاح بن عطوۃ بن عطیہ بن کمون بن قزح بن توبہ کی اولاد اور مبارک بن عامر بن عطیہ بن عطوۃ کی اولاد میں تھی۔ اس زمانے تک بھی یہ سرداری انہی میں ہے۔ ان کے پڑوس میں اولاد سرد اور اولاد جابر اللہ اپنے طریقے پر چل رہی ہے اس عہد میں اولاد وشاح کی سرداری، نجم بن کثیر بن جماعت بن وشاح اور احمد بن خلیفہ بن رشاش بن وشاح کے درمیان تقسیم ہے، اسی طرح مبارک بن عامر کی اولاد کی سرداری بھی ماج بن محمد بن منصور کے درمیان منقسم ہے جبکہ اولاد جابر اللہ کی سرداری عنان بن سلام کے بیٹوں میں ہے اور عاصم اور مقدم اور ضحاک اور عیاض، مشرف بن اشج کی اولاد ہیں۔ لطیف جو ہے وہ ابن سرح بن شرف ہے، انہیں اشانج کے درمیان قوت اور تعداد حاصل ہے۔ یاد رہے کہ عاصم اور مقدم، موحدین کی اطاعت سے منحرف ہو کر ابن غانیہ کی طرف چلے گئے تھے لہذا یعقوب بن منصور نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا اور تا مسانے ان کو جسم کے ساتھ اتارا۔ ان کے حالات تفصیل سے آگے بیان ہوں گے۔ عیاض اور ضحاک افریقہ میں ہی اپنے ٹھکانوں پر قائم رہے لہذا عیاض کے لوگ حیل کے قلعہ پر اترے جو بنی حماد کا قلعہ ہے، وہ اس کے قبائل پر قابض ہو گئے اور انہوں نے انہیں ان کی حکومت پر غالب کر دی۔ وہ اپنا ٹیکس لینے لگے۔ اس دوران جب ریاح کی مدد سے حکومت ان پر غالب آ گئی تو یہ رعایا کا دفاع کرنے لگے اور ان کا ٹیکس سلطان کے لئے ہوتا تھا۔ یہ پھر اس پہاڑ میں سکونت پذیر ہو گئے جس کا طول مشرق سے مغرب تک اتنا ہے جتنا شیدہ غنیۃ اور قصاب کا بنی یزید بن زغبہ کے وطن تک ہے۔ ان کی سرداری اولاد دینفل میں ہے اور ان کے ساتھ ان کا ایک لطن بھی ہے

جنہیں الزبر کہتے ہیں۔ اس کے بعد مرتفع اور خراج بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔ مرتفع کے تین بطون ہیں یعنی اولاد تبار، ان کی سرداری محمد بن موسیٰ کی اولاد میں ہے۔ اولاد خیاش، ان کی سرداری بنی عبدالسلام میں ہے اور اولاد عبدوس جن کی سرداری بنی صالح میں ہے۔ اولاد تبار اور اولاد خیاش سب کے سب اولاد خیاش کی حفاظت کرتے ہیں اور خراج کی سرداری، اولاد زائدہ بنی عباس بن خصی کو حاصل ہے جو غربی جانب سے خراج اولاد صحرا کا پڑوسی ہے جبکہ اولاد رحمت، بطون عیاض میں سے ہے یہ ہلالی اثناج کے آخری وطن تک بنی یزید بن زغبہ کے پڑوسی ہیں۔ ضحاک کے بہت سے بطون ہیں، لیکن ان کی سرداری ان کے دو سرداروں کے درمیان تقسیم ہے۔ اور وہ یہ ہیں: ابو عطیہ اور کلب بن منیع۔ کلب بنو عطیہ پر موحدین کی حکومت کے آغاز میں اپنے دونوں قبیلوں کی سرداری پر غالب آ گیا تھا لہذا وہ ان کے خیال میں مغرب کی طرف چلا گیا پھر صحرا سجماسہ میں سکونت پذیر ہو گیا اس نے وہاں کارنامے کئے یہاں تک کہ موحدین نے اسے قتل کر دیا یا پھر اسے اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا۔ ان کے واقعات بیان کرنے والے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اب الزاب میں ان کی خوراک باقی رہ گئی یہاں تک کہ مسعود بن زمام اور زواودہ ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں اپنے لوگوں میں شامل کر لیا پھر یہ لڑائی سے عاجز ہو گئے تو بلاد الزاب میں جا کر انہوں نے وہاں پر شہر بنائے۔ یہ پھر اس زمانے تک اسی حالت میں ہیں۔ لطیف کے بھی بہت سے بطون ہیں جن میں ایلی بھی ہیں جو کسلان بن خلیفہ بن لطیف بیروزی مطرف اور ذوی ابی الحلیل اور ذوی حلال بن معانی کی اولاد ہیں۔ ان کے علاوہ ان میں سے اللقمانہ بھی ہیں جو لقمان بن خلیفہ بن لطیف کی اولاد ہیں۔ ان میں اولاد جریر بن علوان بن محمد بن لقمان اور نزار بن معن عیاض بھی ہے۔ یہ خیال رہے کہ اسی کی طرف بنی مری کا نسب لوٹتا ہے جو اس عہد میں الزاب کے حکمران ہیں اور انہیں بڑی کثرت اور تازگی حاصل ہے پھر یہ لڑائی سے عاجز آ گئے جب ان کی جمعیت کم ہو گئی اور ان کے بادشاہ منتشر ہو گئے تو ان کے بعد زواودہ نے مضافات میں ان پر غلبہ پالیا۔ جمہور انج میں سے جو لوگ مغرب کی طرف جا سکتے تھے، وہ مغرب کی طرف چلے گئے لیکن وہاں ذلیل ہو گئے کیونکہ ریاح اور زواودہ ان پر غالب آ گئے۔ لہذا یہ بلاد الزاب میں اتر گئے اور وہاں انہوں نے درس اور عرسدا کی طرح قلعے اور شہر بنائے۔ باد اس عہد میں اس رعایا میں شامل ہے جو الزاب کے امیر کوٹیکس دیتی ہے۔ قدیم سرداری کے زمانے سے ان کے کھجوروں کے درخت ہیں جنہیں انہوں نے خیر باد نہیں کیا اور وہ اس عہد تک اسی طرح رہے ہیں ان کے محلات میں الزاب میں، پڑوس میں رہنے والوں کے ساتھ مسلسل لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور الزاب کا گورنران میں سے کچھ کے ذریعے بعض کا دفاع کھوتا ہے اور ان سب سے اپنا خراج پورا کر لیتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ بہتر وارث ہے۔ ان انج کے ساتھ القمور آ ملتے ہیں اور غالب ظن یہ ہے کہ وہ عمرو بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔ یہ درست ہے کہ وہ عمرو بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال کی اولاد سے نہیں، کیونکہ ریاح، زغبہ اور انج بن ابی ربیعہ کے درمیان ہم کوئی نسبت نہیں پاتے بلکہ ہم ان کے اور قرہ وغیرہ بطون ہلال کے درمیان نسبت کو پاتے ہیں۔ یوں معلوم ہوا کہ وہ عمرو بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں یا وہ عمرو بن روینہ بن عبد اللہ بن ہلال سے ہوں گے یہ سب لوگ معروف نہیں، اس کا ذکر ابن الکلبی نے یوں کیا ہے واللہ اعلم بذالک۔ اور یہ دو بطن ہیں، قرۃ اور عبد اللہ، انہیں ہلال کے کسی آدمی پر سرداری حاصل نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی چراگاہ ہے۔ یہ اپنی تھوڑی تعداد اور جماعت کے افتراق کے باعث سفر کرتے رہتے ہیں۔ یہ پہاڑوں اور میدانوں کے رہنے والے ہیں۔ ان میں گھڑ سوار بھی ہوتے ہیں مگر اکثر پیادہ ہوتے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جبل اور اس سے مشرق ہیں جبل راشد تک ہے یہ سب کا سب مضہ اور صحرا کی جانب ہے۔ جبکہ تلول ان سے اپنی قلت اور حکومتوں کے حامی بن کر گھومنے کی وجہ سے بلند ہیں۔ یہ ہے تو انہیں جنگل اور خشک جگہ کے زیادہ قریب پائے گا۔ ان میں سے بنو قرۃ کا بطن بڑا وسیع ہے مگر یہ قبائل اور شہروں میں اکیلے اکیلے بکھرے ہوئے ہیں۔ ان میں بنو عبد اللہ کو سرداری حاصل ہے اور وہ عبد اللہ بن علی اور اس کے بیٹے محمد اور ماضی دو بطن ہیں۔ محمد کے بیٹے عنان اور عزیز دو بطن ہیں جبکہ عنان کے بیٹے شکر اور فارس دو بطن ہیں۔ شکر کی اولاد سے یحییٰ بن سعید بن بسیط بن شکر اسی طرح اس کا ایک بطن ہے۔ خیال رہے کہ اولاد فارس اور اولاد عزیز اور اولاد ماضی کا بطن جبل اور اس کے دامن میں ہے جو الزاب کی بنیادوں تک کو جھانک رہا ہے۔ اسی طرح مغرب کی طرف غمرہ کے علاقوں تک ان کا وطن ہے۔ یہ ریاح کے پڑوس میں ان کے ماتحت اور اس کی اولاد کے خادم بن کر رہتے ہیں، خصوصاً زواودہ کے جوان کے میدانی ٹھکانے کے متولی ہیں۔ صاحب الزاب کے پڑوس کے قرب کی وجہ سے اور اس کی بادشاہت کی احتیاج کی وجہ سے ان پر اس کی اطاعت واجب ہے۔ اس لئے جب اسے قافلوں اور الزاب کے شہروں کی بغاوت کی خبریں فکر مند کرتی ہیں تو وہ انہیں اپنی

ضرورت کے مطابق استعمال کر لیتا ہے۔ شکر کی اولاد ان میں سب سے بڑی سرداری کی حامل ہے اور یہ جبل راشد میں مقیم ہیں۔ یہ دو فریق تھے جو یہاں اترے پھر اولاد ذکری نے ان میں لڑائی کی آگ بھڑکائی اور انہیں جبل راشد سے چلتا کیا لہذا یہ جبل کسال کی طرف چلے گئے جو مغرب کی جانب اس کے محاذ میں ہے۔ انہوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا۔ بسا زمانہ گزرنے کے باوجود ان کے ساتھ ان کی لڑائیاں مسلسل ہوتی رہیں اور زعبہ کے جوانوں نے انہیں کئی قسم کے علاقے فتح کر لئے لہذا اولاد سو بر بن زعبہ اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل راشد کے رہنے والے بن گئے۔ جبکہ اولاد ذکری، بنی عامر اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل کسال کے رہنے والے بن گئے بسا اوقات یہ اپنے شہری ساتھیوں کے ہمراہ ان کی لڑائی میں زعبہ کے جنگل میں گھس جاتے جیسا کہ ہم زعبہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ ان کا شیخ ہمارے قریبی زمانے میں اولاد یحییٰ میں سے عامر بن ابی یحییٰ بن یحییٰ تھا جسے ان میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ یہ عبادت اور حج کا طریقہ اختیار کئے ہوئے تھا۔ یہ اس دوران مصر میں اپنے زمانے کے شیخ الصوفیہ یوسف الکورانی سے ملا اور اس سے علم و ہدایت حاصل کر کے اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے پھر ان سے معاہدہ کیا کہ وہ اس کے طریقے اور مذہب پر چلے گا۔ اولاد ذکری کا شیخ یعمور بن موسیٰ بن بوزیر بن ذکری تھا جو عامر کے برابر درجہ رکھتا تھا بلکہ شرف میں اس سے بڑھ کر تھا جبکہ عامر، عبادت کا طریق اختیار کر کے اس سے زیادہ سیاہ رنگ ہو گیا تھا واللہ مصروف الامور والخلق۔

یحییٰ	بن	منظن	
علی	بن	محمد	
بن	بن	بن	
جابر	بن	اکرم	
بن	بن	بن	
مفتاح	بن	مشرق	الخراج جرین
بن	بن	بن	عرفہ توبہ بن عبداللہ بن درید
مسعد	بن	بن	الرفیع میراض
لطیفہ	بن	بن	انج فارس بن ماضی مرہ عطیہ بن یاسر
ثابت	بن	بن	شکور بن نمان بن محمد بن عبداللہ بن مریم بن عبداللہ قرۃ
سرحان	بن	بن	ابی ربیعہ
فاضل	بن	بن	بن
بن	بن	بن	بن
شمیب	بن	بن	بن
بن	بن	بن	بن
کلب	بن	بن	بن
بن	بن	بن	بن
عطیہ	بن	بن	بن
علی بن مقرر جبر کثیر بن عطیہ بن مروان بن			

بنو چشم کے حالات اور ان کے واقعات کی روداد

اس عہد میں مغرب میں یہ قبائل موجود تھے جن میں قرہ، عاصم، مقدم، انج، چشم اور خلط کے بطون تھے لیکن ان سب پر چشم کا نام غالب تھا اور وہ اسی نام سے معروف تھے۔ وہ چشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھے مغرب میں ان کے آنے کا اصل باعث یہ ہے کہ جب موحدین افریقہ پر غالب آگئے تو یہ عرب قبائل ان کے مطیع ہو گئے جبکہ ابن غانیہ کے فتنے میں موحدین سے منحرف ہو گئے اور انہوں نے منصور کے زمانے کے ساتھ اطاعت کو وابستہ کر دیا۔ یوں چشم ان قبائل کو جن پر یہ نام بولا جاتا تھا، یہاں لے آیا اور انہیں تانسنا میں اتارا۔ ریاح نے ان کو السبط میں اتارایوں چشم تانسنا السبط الالف میں اترا جو سلا اور مراکش کے درمیان اور مغرب اقصیٰ کے علاقے کے وسط میں واقع ہے۔ وہ ان گھاٹیوں سے بہت دور ہے جو جبل درن کے احاطے کے لئے جنگلات تک پہنچاتی ہیں۔ اس کی چوٹی اس کے سامنے اپنا ناک بلند کئے ہوئے ہے اور وہ اس کی جڑوں کی پیوستگی کے خلاف ایک روک ہے۔ یوں اس کے بعد انہوں نے جنگل کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی دور کا سفر کیا ہے۔ وہ وہاں پرر کے ہوئے قبائل کی طرح اقامت پذیر ہو گئے۔ ان کی فوجیں پھر مغرب میں خلط تک پھیل گئیں۔ سفیان اور بنی جابر میں سے موحدین کے باقی ماندہ دور میں سفیان کو اولاد جرمون میں سرداری حاصل رہی۔ لیکن جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہو گئی تو انہوں نے نامردمی دکھائی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی یوں ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی اور انہیں غالب آنے کا جوش آ گیا۔ اب کثرت تعداد اور صحرائی زندگی کے قریب رہنے کی وجہ سے حکومت پر ان کا تسلط ہو گیا۔ انہوں نے اعیاض کے درمیان جو کچھ تھا، اسے برباد کر دیا، خلافت کی مدد کی اور بہت فساد کیا۔ ان کے دیگر آثار باقی ہیں۔ جب بنومرین نے بلاد مغرب میں موحدین پر چڑھائی کی اور فاس اور اس کی بستی پر قبضہ کر لیا، تو صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے ان سے اور ریاح سے بڑھ کر شدید لڑائی کرنے والا ان کا کوئی حامی نہ تھا یوں ان کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں جن میں بنومرین نے ان کو پھنسا دیا یہاں تک کہ ان کا غلبہ ہو گیا جبکہ بنومرین کا غلبہ اور سطوت ماند پڑھ گئی۔ انہوں نے اس کی بیعت اطاعت کی اور بنومرین، بنت بنی مہلہل کے ذریعے خلط کے سر بنے جو بنی مرین میں سے تھا۔ انہیں حکومت کے لئے گھومنا پھرنا پڑتا تھا۔ اس طرح چشم کی سرداری مستحکم ہو گئی اور ان کی بنت بنی مہلہل کی وجہ سے کثرت ہو گئی حالانکہ ان سے قبل موحدین کے زمانے میں یہ کثرت سفیان میں تھی پھر گردش زمانہ سے ان کی تیزی ختم ہو گئی لیکن پھر جب انہوں نے بزدلی دکھائی تو ان کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ صحرائی زندگی اور چراگاہیں تلاش کرنے کا دور بھول گئے۔ وہ پھر ان قبائل میں شمار ہونے لگے جو ٹیکس اکٹھا کرنے کے ذمہ دار اور سلطان کے ساتھ جانے والی فوج میں ہوتے ہیں۔

اب ہم ان چاروں فرقوں اور ان میں سے ہر ایک کے قبائل کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے انساب کے متعلق حق بات بیان کرتے ہیں لہذا جیسا کہ معلوم ہو رہا ہے یہ بات چشم کے متعلق نہیں ہوگی لیکن اس نسب کی شہرت اس کے متصل ہے۔ اللہ تعالیٰ امور کے حقائق کو بہتر جانتا ہے۔ یہ قبائل چشم میں شمار ہوتے ہیں۔ دراصل لوگوں کے ذہنوں میں جو چشم موجود ہے وہ چشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہے یا شاید اس کے علاوہ بھی کوئی چشم ہو بہر حال مامون اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں اس قبیلے کا مشہور شیخ جرمون بن عیسیٰ تھا۔ بعض مورخین کے خیال میں موحدین کے زمانے میں اس کا نسب بنی قرہ میں تھا۔ اس وقت ان کے اور خلط کے درمیان مامون اور اس کے بیٹوں کے پیروکار موجود تھے لہذا اس وجہ سے سفیان یحییٰ بن ناصر کا پیروکار بن گیا۔ اس وقت اس کا مراکش میں خلافت کا جھگڑا تھا پھر رشید نے خلط کے شیخ مسعود بن حمیدان کو قتل کر دیا جیسا کہ بعد میں ذکر ہوگا لہذا یہ یحییٰ ابن القاص کے پاس گئے جبکہ سفیان رشید کے پاس گیا اس دوران مغرب میں بنومرین غالب آ گئے اور ان کی موحدین

کے ساتھ مسلسل لڑائیاں ہوئیں۔ اڑتیس (38) میں جرمون رشید سے الگ ہو گیا۔ اس دوران اس فعل سے حیا کے باعث جو اس نے اس سے روا رکھا تھا، محمد بن عبدالحق امیر بنی مرین سے جا ملا۔ وہ فعل یہ تھا کہ اس نے ایک شب اس کے ساتھ شراب نوشی کی یہاں تک مست ہو گیا، اس نے خوشی میں رقص کرتے ہوئے نشے کے عالم میں اس پر حملہ کر دیا۔ ہوش میں آنے پر وہ شرمندہ ہوا اور محمد بن عبدالحق کے پاس بھاگ آیا، یہ واقعہ سنہ 638 کا ہے۔ اس کے بعد انا تالیس میں یہ فوت ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا کعب کانون سعید کے ہاں بلند مرتبہ ہو گیا۔ لیکن وہ تنا تالیس (43) میں اس کے بنی مرین کی طرف جانے کی وجہ سے اس کا مخالف ہو گیا اور واز مور کی طرف واپس آ گیا۔ سعید کی سرداری ہی میں اس پر قبضہ کر لیا لہذا یہ اپنی حرکت سے رک گیا پھر کانون بن جرمون نے اس کا قصد کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور تا مز رکت کے پاس گیا لیکن وہ اس کے مرنے سے ایک روز قبل قتل ہو گیا۔ اسے خلط نے ایک لڑائی میں قتل کیا جو ان کے درمیان اس کے محلہ سعبدہ میں ہوئی اس کے بعد سفیان کے حکم سے اس کے بھائی یعقوب بن جرمون نے اسے قائم کیا۔ محمد نے اپنے بھائی کانون کے بیٹے کو قتل کر دیا اور وہ پھر سفیان کے حکم سے کھڑا ہو گیا۔ وہ مرتضیٰ کے ساتھ انچاس (49) میں امان ایملولین کی تحریک میں حاضر ہوا پھر سلطان کے پاس سے چلا گیا۔ یوں اس کی فوج میں فساد پیدا ہو گیا لہذا یہ واپس لوٹ آیا۔ بنو مرین نے اس کا تعاقب کیا تو اسے شکست ہوئی پھر مرتضیٰ واپس آ گیا اور اسے شکست کی معافی دیدی۔ لیکن انسٹھ میں مسعود نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی کانون کے دونوں بیٹوں کے ذمے ان کے باپ کا خون تھا۔ وہ دونوں پھر بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ جا ملے۔ اب مرتضیٰ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو آگے کیا مگر وہ اس کی حاکمیت کو برقرار نہیں دکھ سکا تو اس نے اپنے چچا عبید اللہ بن جرمون کو آگے کیا مگر وہ بھی کچھ نہیں کر سکا لہذا اس نے مسعود بن کانون کو آگے کیا اور عبدالرحمن بنی مرین کے ساتھ مل گیا۔ بعد ازاں مرتضیٰ بنی جابر کے شیخ، یعقوب بن قیطون کے پاس گیا اور اس نے اس کے عوض میں یعقوب بن کانون سفیانی کو آگے کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن یعقوب نے چون میں دوبارہ بات کی تو اسے قتل کر دیا گیا اب مسعود بن کانون نے سفیان پر ایک شیخ مقرر کیا لیکن مسعود نے یعقوب سے اس کا مقام چھین لیا یہاں تک کہ چھیاٹھ میں عبدالحق کا بیٹا فوت ہو گیا۔ وہ پھر مسکورہ سے جا ملا جس نے فتنے اور لڑائی کی آگ بھڑکادی اور حطوں بن یعقوب کو اس کی جگہ کھڑا کیا گیا یہاں تک کہ وہ انہتر (69) میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی جگہ اس کا بھائی عیسیٰ حکمران بن گیا اور مسعود، مسکورہ میں اسی (80) میں فوت ہو گیا۔ اب اس کا بیٹا منصور بن مسعود، سکیسوی کے ساتھ جا ملا یہاں تک کہ اس نے یوسف بن یعقوب کے زمانے میں دوبارہ ملازمت دیدی۔ سنہ 706 میں تلمسان کے محاصرے کے دوران اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ہمارے زمانے تک مسلسل سرداری سفیان میں چلی آرہی ہے جو بنی جرمون میں ہے۔ میں نے ابی عنان یعقوب بن علی بن منصور بن عیسیٰ بن یعقوب بن جرمون بن عیسیٰ کے زمانے کے ایک شیخ کو دیکھا ہے۔ اس وقت سفیان کا قبیلہ اسنی کے نزدیک تامسنا کے اطراف میں اتر اہوا تھا اور اس نے اس کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا، ان کے حاکم خلط تھے۔ اب قبیلوں میں سے حرث اور کلابہ باقی رہ گئے ہیں جو ارض شوس اور اس کے جنگلوں میں چراگاہوں کو اور بلاد جابہ جو مصادمہ میں سے ہے کے کھلے میدانوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ان میں سختی اور جنگجوئی باقی رہ گئی ہے۔ ان کے تیر انداز مطاع کی اولاد میں سے ہیں جو حرث میں سے ہے۔ آج کل مراکش کے نواح میں ان کی خرابی اور فساد بہت لمبا ہو گیا ہے لہذا جب سلطان مراکش نے امیر عبدالرحمن بن ابی فلفوس کو سنہ 776 میں سلطان ابی علی کے پاس بھیجا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو اس نے انہیں پسند کر لیا، ان کی عزت افزائی کی اور ایک روز اس نے گھوڑوں اور پیادوں کی نمائش میں دستور کے مطابق انہیں آگے کیا۔ ان کا شیخ منصور بن عییش تھا جو اولاد مطاع میں سے تھا، اس نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور ان میں سے جو قتل ہو سکے انہیں قتل کر دیا۔ جبکہ دوسروں کو قید خانوں میں ڈال دیا لہذا یہ زمانے میں ایک عبرت بن گئے اور ان کی شوکت ختم ہو گئی۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے اس کی قدرت رکھتا ہے۔

الخلطہ کا تعلق چشم سے

یہ قبیلہ خلط کے نام سے معروف ہے لیکن یہ لوگ چشم میں شمار ہوتے ہیں۔ تاہم مشہور یہ ہے کہ خلط، بنوالمشفق ہیں جو بنی عامر بن عتیل بن کعب سے ہیں۔ یہ سب کے سب بحرین میں قرامطہ کے پیروکار ہیں۔ جب قرامطہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور شیعوں کی مدد سے بحرین پر بنو سلیم غالب آ

اس بیسٹ الاصح میں کبھی سرسبزی اور خوشحالی حاصل ہی نہ ہوئی تھی لہذا زمانہ انہیں کھا گیا اور ان کی خوشحالی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ واللہ غالب علی امرہ۔

بنو جابر کے حالات

بنو جابر بھی مغرب میں جسم میں شمار ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی انہیں زمانہ کے ایک فرقے سردانہ سے بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم۔ یحییٰ بن ناصر کے ساتھ ہونے والی لڑائی میں ان کا بہت اثر تھا کیونکہ یہ بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھے۔ جب سنہ 633 میں یحییٰ بن ناصر فوت ہو گیا تو رشید نے ان کے شیخ قائد بن عامر اور اس کے بھائی کے مارنے کے لئے ایک جرنیل کو بھیجا جس کے بعد یعقوب بن محمد بن قیلون بھاگ گیا۔ لیکن اسے موحدین کے جرنیل یغلو نے قید کر لیا جسے مرتضیٰ نے اس کام کے لئے بھیجا تھا۔ اس کے بعد یعقوب بن جرموق نے آ کر بنی جابر کے شیخ اسماعیل بن یعقوب قیلون کو حکمران بنا دیا وہ پھر بنو جابر جسم کے قبیلوں سے الگ ہو کر تیا دلہ کے دامن کوہ میں آ گئے، جہاں پر ان کے پڑوس میں مساکین کے عسا کر رہتے تھے، جو بربریوں میں سے قشہ اور بیغابہ سے تھے لہذا کبھی وہ اسبط کے میدانوں میں آ جاتے لیکن جب کبھی انہیں ان زمانوں میں وردیقہ میں سلطان یا کسی بڑے سردار سے خوف ہوتا تو یہ بربریوں سے ہونے والے معاہدے کے مطابق پہاڑوں اور ان کے دیگر پڑوس کی جنگوں میں پناہ لیتے میں نے سلطان ابو عمان کے زمانے میں حسین بن علی وردیقی کو ان کا سردار پایا جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا ناصر اس کا قائم مقام بنا جب حسن بن عمر سنہ 760 میں سلطان سے سالم کی طرف گیا تو وہ ان کے ساتھ مل گیا تب سلطان کی فوجیں ان کے مقابلے میں گئیں، انہوں نے اسے اختیار دیا۔ اس کے بعد ابو افضل بن سلطان ابی سالم مراکش سے فرار کے وقت سنہ 768 میں ان سے جا ملا تو سلطان عبدالعزیز نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے دبا لیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے صنا کر اور بربریوں سے جا ملا جنہوں نے اسے مال پر اختیار دیا تو وہ اسے ان کے پاس لے گیا۔ وہ امیر عبدالرحمن یغلو بن کی لڑائیوں کے دوران وزیر عمر بن عبداللہ کے عہد میں جو مغرب پر قابض تھا، ان کے ساتھ جا ملا، جب عمر نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے اپنے پاس سے باہر نکال دیا۔ اس لڑائی کے ساتھ ناصر کی نبرد آزمائی لمبی ہو گئی، تو حکومت نے اس بات کو بڑا نا پسند کیا اور ناصر کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا جہاں وہ کئی سال تک قید رہا۔ اس کے بعد حکومتیں اس سے الگ رہیں لیکن پھر اس کی بیڑیاں کھول دی گئیں تو وہ مشرق سے واپس آ گیا۔ لیکن پھر وزیر ابو بکر بن غازی نے جو سلطان بن عبدالعزیز کے مقابلے میں اپنے آپ کو مغرب میں ترجیح دیتا تھا، اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا، یوں سرداری ان سے جاتی رہی سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ رات دن کو بدلتا رہتا ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وردیقہ بنی جابر میں سے ہیں اور جسم میں سے نہیں اور یہ سردار ایک لطن سے ہیں جو بربریوں کے لوہے کا ایک قبیلہ ہے۔ دراصل لوگ بربریوں کے ٹھکانوں اور پڑوس میں ہونے کی وجہ سے، ان کے بربری ہونے پر استدلال کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

عاصم اور مقدم کا حال

جیسا کہ ہم نے انساب میں بیان کیا ہے کہ یہ قبیلے لجن میں سے ہی ہیں یہ نامنا میں ان کے ساتھ اترے تھے اور انہیں عزت و شرف حاصل تھا مگر جسم کثرت کے باعث ان سے زیادہ عزت والا تھا۔ ان کا ٹھکانہ نامنا کی فراخ زمین میں تھا لیکن سلطان کو ان پر طاقت حاصل تھی کیونکہ اس نے ان پر ٹیکس لگایا ہوا تھا۔ ان کے بھائی بھی جسم میں سے تھے۔ موحدین اور پھر مامون کے زمانے میں عاصم کا سردار حسن بن زید تھا جس کا بھائی بن ناصر کی لڑائی میں بہت اثر تھا۔ جب یحییٰ التمیمیس (33) میں فوت ہو گیا تو رشید نے قائد اور عامر کے دونوں بیٹوں کے ساتھ قائد جو بنی جابر کے شیوخ تھے کے علاوہ حسن بن زید کے قتل کا حکم بھی دیدیا لہذا یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ابو عیاد اور اس کے بیٹوں کو سرداری مل گئی جو ان کے درمیان عہد بن مرین عیاد بن ابی عیاد سے آ رہی تھی۔ ابو عیاد کو الخفرۃ میں برتری اور استقامت حاصل تھی لہذا وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا پھر وہاں سے سنہ 690 میں واپس آیا اور توس کی طرف بھاگ گیا وہ وہاں سے سنہ 707 میں واپس لوٹا اور ہمیشہ اس کا رویہ رہا۔ اس سے قبل اسے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ سرداری حاصل تھی جہاد کے سلسلے میں اس کی تقریریں بہت مشہور ہیں۔ اس کی حکومت، اس کے اور مقدم کی حکومت کے ختم ہونے تک اس کے بیٹوں میں رہی لیکن پھر وہ مٹ مٹا کر رہ گئے۔ واللہ خیر الوارثین۔

ہلال بن عامر کے حالات جو بنی ریح سے تعلق رکھتے ہیں

قبائل ہلال افریقہ میں داخل ہوئے تو اس وقت یہ قبیلہ ان میں سب سے زیادہ معزز اور زیادہ تعداد میں تھا۔ جیسا کہ کلبی نے بیان کیا ہے کہ یہ ریح بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر تھے۔ اس وقت ان کی سرداری، موسیٰ بن یحییٰ الضمری کو حاصل تھی جو کہ مرداس بن ریح کے بطون سے ہے۔ اس کے عہد میں ان کے جوانوں میں سے ایک جوان فضل بن علی تھا۔ جس کا ذکر ان کی ان لڑائیوں میں عام پایا جاتا ہے جو منہاجہ کے ساتھ ہوئی تھیں۔ ان کے بطون، عمر، مرداس اور علی تھے جو سب کے سب بنو ریح تھے۔ جب کہ سعید بن ریح اور خضر بن عامر بن ریح، اخضر تھے۔ مرداس کے بھی بہت سے بطون ہیں، داؤد بن مرداس اور ضمیر بن حواز بن عقید بن مرداس اور ان کے بھائی مسلم بن عقیل اور اس کی اولاد میں سے عامر بن یزید بن مرداس ایک دوسرا بطن ہے جن میں سے بنو موسیٰ بن عامر اور جابر بن عامر بھی شامل ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لطیف میں سے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سودان اور مشہور اور بنو محمد بن عامر تین بطون میں سے ہیں جبکہ اسم، سودان اور علی بن محمد سے ہے تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشاہرہ یعنی بنو مشہور بن ہلال بن عامر، ریح کے علاوہ کسی اور کی نسل سے ہیں بہر حال واللہ اعلم۔ ان سب بطون میں مرداس کو ریح پر سرداری حاصل ہے۔ یاد رہے کہ افریقہ میں داخلہ کے وقت یہ سرداری ضمیر میں تھی پھر یہ سرداری زواودہ کو ملی جو داؤد بن مرداس بن ریح کے بیٹے ہیں۔ بنو عمر بن ریح کا خیال ہے کہ ان کے باپ نے اس کی کفالت و تربیت کی ہے۔ موحدین کے زمانے میں ان کا سردار مسعود بن سلطان بن زمام بن وردیقی بن داؤد تھا جسے اس کی شدت و صلابت کی وجہ سے بلط کا لقب ملا تھا۔ جب منصور ریح کو مغرب میں لایا تو اس دوران مسعود کی فوجیں اپنی جماعتوں میں پیچھے رہ گئیں، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب سلطان نے ان کی اطاعت کی آزمائش کی تھی اور اس نے مسعود اور اس کی قوم کو کتامہ کے محلات جو مقرر کیر کے نام سے مشہور ہیں کے درمیان سے لے کر از غار البیضا تک اتارا جو بحر اخضر کے ساحل تک چلا جاتا ہے لہذا یہ لوگ و نان ٹھہر گئے۔ اس کے بعد مسعود بن زمام اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ سنہ 590 میں ان کے درمیان سے بھاگ کر افریقہ چلا گیا تب اس کے پاس بنو عسا کر اکٹھے ہو کر آئے اور طرابلس چلے گئے، وہ وہاں زغب و ذناب کے مہمان بنے۔ یہ ان کے درمیان گھومتے پھرتے تھے پھر وہ قریش کی خدمت میں چلا گیا، اور طرابلس کی فتح میں اپنی قوم کے ساتھ اس کے ساتھ شامل ہوا جیسا کہ ہم قریش کے حالات میں بیان کریں گے۔ پھر ابن غانیہ المیر وتی کے پاس واپس آ گیا اور اس کی خلافت میں وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی۔ اسے موحدین کے ساتھ میر وتی کی لڑائی میں سرداری اور نیابت حاصل تھی۔ جب ابو محمد بن ابی حفص یحییٰ المیر وتی موحدین کے ہمراہ اٹھارہ میں الحمہ پر جو بلاذجرید میں سے ہے، غالب آیا اور عربوں کو قتل کیا تو اس روز قتل ہونے والوں میں عبد اللہ بن محمد اور اس کا عم زاد ابوالشیخ بن حرکات بن عسا کر بھی تھے۔ جب شیخ ابو محمد قتل ہو گیا تو محمد بن مسعود افریقہ واپس آ کر اس پر غالب آ گیا۔ رفتہ رفتہ انج کے حلیف اور ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس پر غلبہ پالیا۔ وہ درید اور کرخہ سے لڑائی کرنے پر فخر کرنے لگے یہاں تک کہ ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش سفر کرتے رہنے سے در ماندہ ہو گئے۔ اور پھر الزاب اور صدرہ کی بستیوں میں منتشر ہو گئے تاہم محمد بن مسعود اپنے سفر میں لگا رہا اور اسے اور اس کی قوم کو افریقہ کے علاقوں میں قصیلہ، الزاب، قیروان اور میلہ کے درمیان صحرائیوں کی سرداری حاصل رہی۔ جب یحییٰ بن غائبہ اکتیس (31) میں بنی سلیم اور ریح کے عربوں میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے تو ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد ابو حفص کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان میں سے یحییٰ بن عبد الواحد مزاکش کے انگوروں کے خراب ہونے کے وقت اپنا خطبہ دینے لگا۔ بعد ازاں

یحییٰ بن غانہ کے پیروکار یعنی بنی سلیم اور ریاح کے عرب منتشر ہو گئے لہذا آل ابی حفص نے ان زوادہ کو اور وطن میں ان کے سقام کو اپنے گزشتہ عناد اور ابن غانہ کی مدد کرنے کی وجہ سے برا سمجھا جیسا کہ ان کے حالات و واقعات میں لکھا گیا ہے۔ انہوں نے انہیں حکومت کی مشایعت کے لئے جن لیا اور ان کے اور قبائل ریاح کے درمیان لڑائی کرادی۔ انہوں نے انہیں قیروان اور بلاد قسطنطینہ میں اتارا اور یہ محمد بن مسعود کے لئے نشانی تھا۔ ایک سال بعد پھر اس کے پاس مرداس کا وفد ترازو طلب کرتا ہوا مہمان بن کر آیا۔ وہ اس کی نعمتوں پر بہت حریص تھے لہذا وہ ان کے سلسلے میں ان سے لڑ پڑے۔ انہوں نے محمد بن مسعود کے چچا رزق بن سلطان کو سردار بنا لیا۔ اور پھر ان کے اور ریاح کے درمیان لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ وہ افریقہ کے مشرق کی جانب چلے گئے۔ اور انہیں اس کی غربی جانب میں بدل دیا۔ وہ بنو سلیم میں سے کعب اور مرداس قابس سے لے کر بونہ اور معطہ تک کے تمام مشرقی مضافات پر قابض ہو گئے۔ اس کے علاوہ وہ زوادہ تلول کے علاقہ سے قسطنطینہ اور بجاپہ کے مضافات اور الزاب، رلیغ، دارکلد کے میدانوں اور ان کے درے بلاد قبلہ میں جو جنگلات پائے جاتے ہیں، ان کی ملکیت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں محمد بن مسعود فوت ہو گیا تو اس کی سرداری موسیٰ بن محمد نے سنبھالی اور اسے اپنی قوم میں دولت اور ثروت اور شہرت اور حکومت پر متغلب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یحییٰ بن عبد الواحد کا مرجانا

جب یحییٰ بن عبد الواحد فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے محمد المنصر کی بیعت ہوئی جسے بہت شہرت حاصل تھی۔ پھر اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے خلاف بغاوت کی اور ان زوادہ کے ساتھ مل گیا، انہوں نے جہات قسطنطینہ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے سردار بنانے پر متفق ہو گئے۔ وہ پھر سنہ 666 میں المنصر کے مقابلہ میں گیا تو یہ اس کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ ان میں سے بنو عسا کر بن سلطان پھر اس کے پاس آئے اور ان دنوں ان کی سرداری مہدی بن عسا کر کے بیٹے کے پاس تھی، انہوں نے پھر ابراہیم بن یحییٰ کا عہد توڑ دیا اور تلمسان چلے گئے۔ اب وہ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا اور وہاں شیخ بن احمر کے پڑوس میں رہنے لگا۔

اس کے بعد موسیٰ بن محمد فوت ہو گیا تو اس کی سرداری اس کے بیٹے شبل بن موسیٰ کے پاس آ گئی جب اس کی حکومت پر بہت ظلم اور ان کا فساد بہت بڑھ گیا تو المنصر نے ان کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی فوجوں کو، جو موحدین اور بنی سلیم کے عربوں اور ان کے بھائیوں اولاد عسا کر پر مشتمل تھیں، ساتھ لے کر اس کے مقابلے میں گیا۔ اس کے ہراول دستے میں شیخ ابو ہلال عباد محمد الہخانی تھا۔ جو ان دنوں بجایہ کا امیر تھا۔ اس نے ان کے خلاف چال چلی تو ان کے رؤسائے شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود کا استقبال کیا جس کے ساتھ درید بن تازیر بھی تھا جو کرخہ کی اولاد ثابت کا سردار تھا لہذا اس نے انہیں آتے ہی گرفتار کر لیا اور انہیں جلد ہی قتل کر دیا جب کہ ابن رایہ کو پکڑ لیا جہاں انہوں نے اس کے بھائی ابوالحق کی بیعت کی اس کے بعد قاسم بن بوزیر بن حفص القازع ان کے پاس حکومت کے خلاف بغاوت کا مطالبہ کرتے ہوئے گیا۔ تو ان کے دستے بکھر گئے اور وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس نے الزاب کے آخر تک ان کا پیچھا کیا۔ اس دوران شبل بن موسیٰ نے اپنے بیٹے سباع کو چھوٹی عمر میں چھوڑ دیا۔ یوں اس کی کفالت اس کے چچا نے کی اور سرداری ہمیشہ انہی میں رہی۔ سباع نے بھی اپنے بیٹے کو بچہ ہونے کی حالت میں چھوڑا جس کی کفالت اس کے چچا طلحہ بن یحییٰ نے کی۔ یہ سب پھر مغرب کے زمانے کے بادشاہوں کے ساتھ مل گئے جبکہ محمد کی اولاد قالس میں یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مل گئی اور سباع کی اولاد تلمسان میں غمیر اس بن زیان کے ساتھ مل گئی لہذا انہوں نے ان کو لباس اور سواریاں دیں، یوں انہوں نے رشوت لی، لڑے اور حیلہ بازی کی پھر رفتہ رفتہ اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے لہذا وہ الزاب کی اطراف پر جو دارکلا میں سے ہے اور رلیغ کے مملات پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں آپس میں تقسیم کر لیا اور انہیں موحدین کے لئے حاصل کر لیا، یہ اس کی حکومت کا آخری زمانہ تھا۔

ابن عتواء کا حال

پھر یہ بلاد الزاب میں آ گئے اور ان کے عامل ابو سعید عثمان بن محمد بن عثمان نے جو موحدین کے سرداروں میں ابن عتواء کے نام سے مشہور تھا، انہیں جمع کیا جس کا ٹھکانہ مقررہ میں تھا۔ لہذا یہ الزاب میں ان کے ٹھکانے کی طرف گیا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے غلطاً وہ میں قتل کر دیا۔ یہ پھر اس

زمانے میں الزاب اور اس کے نواح پر غالب آگئے اس کے بعد جبل اور اس کی طرف آئے اور وہاں کے تمام قبائل پر مغلوب ہو گئے۔ یہ پھر اتل کی طرف آئے تو ان کے مقابلے میں تمام اولاد عسا کر اکٹھی ہو گئی اور موسیٰ بن ماضی بن مہدی بن عسا کر نے ان پر غلبہ پالیا۔ اس نے پھر اپنی قوم اور عیاض وغیرہ میں سے ان کے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور لڑائی کے لئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے پس اولاد مسعودان پر غالب آگئی اور اس نے ان کے سردار موسیٰ بن ماضی کو قتل کر دیا۔ وہ پھر تمام چیزوں سمیت وطن کے حاکم بن گئے۔ اس کے بعد حکومت نے حسن سلوک کے ذریعہ اس کی تلافی کی اور انہیں ان بڑے شہروں میں جاگیریں دیں۔ جن پر انہوں نے بلاد جبل اور الزاب پر قبضہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ ان شہروں میں بھی جاگیریں دیں جو بسط غربی میں واقع ہیں اور جبل اور اس کے علاقے میں ہیں جسے ان کے ہاں حصہ کہا جاتا ہے یعنی وہ نقاوس، مقررہ اور مسیلہ ہیں۔ بعد ازاں مسیلہ کی جاگیریں سباع بن شبل بن یحییٰ کے لئے مخصوص کی گئیں حتیٰ کہ وہ بعد میں علی بن سباع بن یحییٰ کے لئے مخصوص ہو گئیں۔ وہ پھر اس کے بیٹوں کے حصے میں آ گئیں اور مقررہ کی جاگیریں احمد بن عمر بن محمد کے لئے مخصوص ہوئیں جو شبل بن موسیٰ بن سباع کا عم زاد ہے جبکہ نقاوس اولاد عسا کر کے لئے مخصوص ہوا۔

سرداری کے لئے جھگڑا

اس کے بعد سباع بن شبل فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالا جو عسا کر کے نام سے مشہور ہے بعد میں سرداری کے متعلق اس کے چچا علی بن احمد بن عمر بن محمد بن مسعود کے بیٹوں اور سلیمان بن سباع بن یحییٰ نے جھگڑا کیا اور وہ اس زمانے میں ہمیشہ جھگڑتے رہے۔ اس وقت انہیں نواح بجایہ اور قنطینہ اور وہاں کے سردیکش، عیاض اور ان کے امثال پر غلبہ حاصل تھا۔ آج کل اولاد محمد کی سرداری یعقوب بن علی بن احمد کو حاصل ہے اور وہ اپنی عمر اور مرتبے کے لحاظ سے زوادہ کا بڑا امیر ہے۔ اسے بہت مشہوری حاصل ہے اور سلطان کے ہاں اسے بڑا مقام حاصل ہے جو موروثی چلا آتا ہے۔

سباع کا حال

اولاد سباع کی سرداری، علی بن سباع کی اولاد میں ہے اور علی کی اولاد ان میں سے ممتاز اور تعداد میں بکثرت ہے۔ ان کی سرداری یوسف بن سلیمان بن علی بن سباع کی اولاد میں ہے جبکہ یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد اس کی ساتھی ہے۔ اولاد محمد، قنطینہ کے ساتھ خاص ہے اور حکومتوں نے وہاں کے بہت سے سبزہ زاروں میں انہیں اچھی جاگیریں دی ہیں۔ اولاد سباع بجایہ کے نواح کے ساتھ مخصوص ہے اور وہاں پر انہیں بجایہ اور اس کے مضافات کو عربوں کے ظلم سے بچانے کے لئے تھوڑی سی جاگیریں حاصل ہیں تاکہ وہ ان شاندار پہاڑوں اور راستوں پر غلبہ نہیں پاسکیں جو چراگاہوں کے متلاشیوں کے لئے بڑے دشوار گزار ہیں۔ رلیخ اور دارکلا کی یہ تقسیم ان کے اجداد کے زمانے سے ہو چکی ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ الزاب کی غربی جانب اور اس کا سب سے بڑا شہر، اولاد محمد اور اولاد سباع بن یحییٰ کے تصرف میں ہے لیکن پہلے یہ بھی ابو بکر بن مسعود کے پاس تھا لہذا جب وہ کمزور ہو گئے اور مٹ مٹا گئے تو علی بن احمد نے جو اولاد عمر کا سردار تھا اور سلیمان بن علی نے جو اولاد سباع کا سردار تھا، اسے خرید لیا لیکن اس کی وجہ سے ان کے درمیان مسلسل لڑائیاں ہوئیں۔ بعد ازاں وہ اولاد سباع بن یحییٰ کی جولانگاہوں میں آ گیا اور سلیمان اور اس کے بیٹے اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے وسطی علاقے کو زیادہ آباد کیا۔ اور اس کا بڑا شہر سکرہ میں اولاد محمد کے لئے مخصوص ہے۔ یعقوب بن علی کو اس کے باعث اس کے عامل پر غلبہ اور عزت حاصل ہے۔ وہ اکثر اوقات اعراب کے فساد سے اپنی حکومت کو بچانے کے لئے اپنے وطن اور اس کے نواح سے یہاں سمٹ آتا ہے۔ الزاب کی مشرقی جانب کے بڑے شہر بادس اور نومہ ہیں، وہ اولاد نابت کے لئے ہیں جو کرمہ کے رؤسا ہیں کیونکہ یہ مقام ان کی جولانگاہوں میں شامل ہے اور ریاح کی جولانگاہوں میں سے نہیں۔ اس کے باوجود الزاب کے گورنر اکثر اوقات اپنی فوج کے لئے ریاح کے مصائب میں ان کے اعلیٰ سردار کی اجازت سے اس سے نامکمل ٹیکس لیتے ہیں۔ یعقوب اور ریاح کے تمام بطون زوادہ کے پیروکار ہیں اور وہ ان کا دیا کھاتے ہیں۔ علاقے میں ان کی کوئی حکومت نہیں جس پر وہ قابض ہوں۔ ان میں سب سے زیادہ طاقتور اور زیادہ جتھے والے، سعید، مسلم اور اخضر

کے بطون ہیں جو جنگلوں، اور ریگستانوں میں چراگا ہوں کی تلاش سے دور رہتے ہیں۔ جب زواودہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں، تو وہ ان سے مذاق کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے فریق سے معاہدہ کر لیتے ہیں۔ لہذا سعید تھوڑے وقت کو چھوڑ کر دیگر اوقات میں اولاد محمد کے حلیف ہوتے ہیں پھر وہ عہد کو توڑ دیتے ہیں اور پھر ان سے رجوع کر لیتے ہیں۔ مسلم اور اخضر اولاد سباع کے حلیف ہیں اور اسی طرح وہ ابی حامیوں کے حلیف بھی ہیں۔

بعد کے حالات

سعید کی سرداری ان میں سے اولاد یوسف بن زید کے پاس ہے جو میمون بن یعقوب بن عریف بن یعقوب بن یوسف کی اولاد سے ہیں۔ ان کے ساتھی اولاد عیسیٰ بن رحاب بن یوسف ہیں اور وہ اپنے خیال میں بنی سلیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو اولاد قرس سے ہیں جو کہ سلیم میں سے ہیں۔ لیکن ان کے نسب کے متعلق درست بات یہ ہے کہ وہ معاہدہ اور وطن کے لحاظ سے ریاچ میں سے ہیں، عرب کے یہ گروہ اولاد یوسف کے ساتھ رہتے ہیں اور مخادمہ، عیوٹ اور فجور کے ناموں سے شہرت رکھتے ہیں۔

مخادمہ اور عیوٹ، مخدم کے بیٹوں میں سے ہیں اور مشرف بن انج کی اولاد سے ہیں۔

اور فجور میں سے کچھ بربریوں لواتہ اور زاناتہ میں سے ہیں جو ان کا ایک بطن ہے۔ ان میں بغات بھی شامل ہیں اور بغات، بطون حرام میں

سے ہے اور عنقریب اس کا بیان آئے گا۔

زاناتہ طور لواتہ میں سے ہیں جیسا کہ ہم نے بنی جابر اور تبادلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگ بنی احمر کے دور کے سلطان الزنادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں جس کے جہاد کے بہت سے کارنامے چہار عالم میں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے بہت سے لوگ مصر اور سعید میں رہتے ہیں اور وہ اولاد محمد کے زواودی حلیف، زکاب بن سوات بن عامر بن صعصعہ کا ایک بطن ہیں۔ جو ریاچ میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ ان کے ساتھ سفر کرتے اور چراگا ہیں تلاش کرتے ہیں۔ ان کا ان کے حلیفوں اور ساتھیوں میں ایک خاص مقام ہے جبکہ اولاد سباع کے حلیف، مسلم اور اخضر میں سے ہیں۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلم، اولاد عقیل بن مرداس بن ریاچ میں سے ہے اور مرداس بن ریاچ کو بعض زبیر بن العوام کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر یہ غلط ہے اور بعض ان پر نکیر کرنے والے کہتے ہیں کہ اسے زبیر بن المہایتہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جو بطون عیاض میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی سرداری جماعت بن مسلم بن حماد بن مسلم اور اولاد تاسا کر بن حامد بن کسلان بن غیل بن جماعت اور اولاد زواودہ بن موسیٰ بن قطران بن جماعت کے درمیان رہتی ہے۔

اخضر کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خضر بن عامر کی اولاد میں سے ہیں۔ لیکن یہ عامر بن صعصعہ نہیں کیونکہ عامر بن صعصعہ کے سب بیٹے نساہوں میں مشہور ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اولاد ریاچ میں سے کوئی دوسرا عامر ہو اور شاید عامر بن زید بن مرداس ہو جس کا ذکر ان کے بطون میں آیا ہے۔ ان میں سے پہلے اخضر، مالک بن ظریف بن مالک بن حفصہ بن قیس عیلان کے بیٹے ہیں جن کا ذکر صاحب الاغانی نے کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا نام سیاہ ہونے کی وجہ سے اخضر رکھا گیا ہے کیونکہ عرب اسود کو اخضر کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ مالک بہت گندم گوں تھا اور اس کے بیٹے بھی اس سے ملتے جلتے تھے۔ ان کی سرداری تامر بن علی بن تمام بن عمار بن خضر بن عامر بن ریاچ کی اولاد میں ہے۔ جبکہ مرین اولاد تامری سے مخصوص ہیں جو عامر بن صالح بن عامر بن عطیہ بن تامر کی اولاد میں سے ہے۔ ان میں زیادہ بن تمام بن عمار کا ایک اور بطن بھی ہے، یوں ہی ریاچ میں عمرہ بن اسد بن ربیعہ کا ایک بطن ہے جو زرار میں سے ہے۔ اور وہ لوگ اپنی اونٹنیوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔

ریاچی کا حال

بلاد ہبط میں اترنے والے ریاچیوں کو منصور نے جہاں اتارا تھا وہ وہیں اپنے سردار مسعود بن زمام کے چلے جانے کے بعد مقیم ہو گئے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ مامون کے زمانے میں ان کا سردار عثمان بن نصر تھا جسے اس نے سنہ 630 میں قتل کر دیا۔ مغرب کے

مقامات میں بنو مرین کو غلبہ حاصل ہو گیا تو موحدین نے اپنی فوجوں کے ساتھ ریاح کے خلاف ان کے جتھوں کو بھی بھیجا لہذا یہ ان کے نواح کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ بنو عسکر بن محمد بن محمد بھی جو بنی مرین میں سے ہیں، جب اس زمانے میں اپنے بھائیوں بنی حمامہ بن محمد کے ساتھ لڑتے، جو ان کے سابقہ بادشاہوں میں سے ہیں تو یہ ان کے ساتھ آ ملتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک لڑائی میں عبدالحق بن مجید بن ابی بکر بن جماعت ابوالملک اور اس کا بیٹا اور لیس قتل ہو گئے لہذا انہوں نے بنی مرین سے خون کا بدلہ لینے کے لئے اپنے دلوں میں یہ بات بٹھالی۔ انہوں نے کئی دفعہ ان کا خون بہایا، انہیں قتل کیا اور قید میں پھنسایا۔ آخر میں سلطان ابوثابت عامر بن یوسف بن یعقوب نے سنہ 707 میں ان سے لڑائی کی اور قتل کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ وہ گھائیوں اور مرج مستجر کے درمیانی ٹیلوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ پھر ان کی تعداد کم ہو گئی، وہ آنے والے قبائل سے مل گئے۔ پھر رفتہ رفتہ ہر قوم کی طرح مٹ مٹا گئے۔ سچ ہے کہ اللہ ہی زمین اور اس کے اوپر بسنے والی چیزوں کا وارث ہے اور وہ سب سے بہتر وارث ہے، اس کے سوا کوئی رب اور معبود نہیں ہے۔ وهو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

ابو یحییٰ	بن مسلم
بن	داؤد ضمیر بن خواز بن عقیل
سباع	علی بن محمد بن عامر بن یزید۔ بن شہور موسیٰ رحمن
بن	خضر بن عامر مرداس عتبہ
شبل	فادح بن علی سعید بن مالک
بن	دھمان
موسیٰ	عمر
یحییٰ کثیر میمون	بن
یعقوب بن علی بن احمد بن عمر۔ بن سلیم بن علی بن سباع بن یحییٰ بندرید ابی ربیعہ	بن
محمد معز	بن
ابوبکر بن	بن
محمد بن یحییٰ بن اور لیس بن مسعود	بن
احمد بن عیسیٰ	بن
حرکات بن الشیخ بن عساکر۔ بن رزق عبید اللہ	بن
سلطان	بن
بن	بن
زام	بن
غرارہ بن	بن
مغرار	بن
روینی	بن

ریاح کے عالم کی زندگی کے حالات

یہ شخص ریاح کے ایک قبیلے، مسلم سے تعلق رکھتا تھا پھر ان میں سے رحمان سے تعلق رکھتا تھا، اس کی ماں خضیرہ کے نام سے مشہور تھی۔ جو عبادت اور تقویٰ میں انتہائی بلند مقام پر تھی۔ اس کی پرورش بھی زہد و عبادت کے ماحول میں ہوئی پھر یہ مغرب کی طرف چلا گیا اور وہاں زہد کے نواح میں اس دور کے صالحین اور قہقباہ کے شاہ ابو اسحق تسویٰ سے ملا، اس نے اس سے علم حاصل کیا اور اس کا ہم صحبت رہا۔ وہ پھر حج فقہ اور افتقاری کے ساتھ عربوں کے وطن کی واپس آیا اور انزاب کے شہر طوات میں اتر آیا اور پھر خود ہی عزیز و اقارب، دوستوں اور جان نپیچان والوں کی باتوں کو بدلنے میں مصروف ہو گیا لہذا وہ اس بات کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی اپنی قوم اور دوسرے لوگوں میں سے بہت سے لوگ اس کے نام نہن گئے۔ اس کے ساتھیوں میں سے جن لوگوں نے اس کے طریقے کو اپنانے کا عہد کیا ان میں سب سے مشہور ابو یحییٰ بن احمد تھا جو زہادوں میں سے ابو محمد بن مسعود کا شاگرد تھا۔ اس کے علاوہ عطیہ بن سلیمان بن سباع بھی تھا جو اولاد سباع بن یحییٰ کا سردار تھا۔ یحییٰ بن یحییٰ بن اورس بھی تھا جو اولاد اورس کا شاگرد تھا اور اولاد عساکر انہی میں سے ہے۔ حسن بن سلام بھی تھا جو اولاد محمد بن یحییٰ بن درید بن مسعود کا شاگرد تھا اور حسن بن علی بھی جو زہد میں زہد کی اور ان میں سے تھا۔ عطف قبیلے کے بہت سے آدمی بھی اس کے پیچھے وکار تھے جو زہد قبیلے میں سے ہے۔ اس کے علاوہ ان کی قوم کے بہت سے خوارزمی اس کے متبع تھے یوں اس طرح اس کے پیچھے وکاروں کی کثرت ہوئی اور وہ پہلے سے بڑھ کر اقامت سنت اور تقیہ منکر کا کام کرنے لگا۔ اب اس نے ڈاکوؤں پر سختی شروع کی جو صحرا کے شیطانوں میں سے تھے پھر اس نے ایک اور اچھائی کا قدم اٹھایا، اس نے انزاب کے گورنر منصور بن نفیس حرافی سے مطالبہ کیا کہ وہ رعایا کو ٹیکس اور ٹاوان وغیرہ معاف کر دے لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس پر حملہ کر دیا چاہے تو اس کے صحابہ درمیان میں حائل ہو گئے، انہوں نے اقامت سنت اور موت پر اس کی بیعت کی تب ابن حرافی نے انہیں ٹرنے کی اجازت دیدی اور اپنی قوم میں ان کے ہم پایہ لوگوں کو اس کام کے لئے بلایا۔ اس زمانے میں علی بن احمد بن عمر بن محمد، اولاد محمد کا سردار تھا، اور سلیمان بن علی بن سباع، اولاد یحییٰ کا سردار تھا، انہوں نے زہادوں کی سرداری آپس میں تقسیم کر لی اور سعادت اور اس کے اصحاب کی ممانعت کے لئے ابن حرافی کی مدد کی۔ ان دونوں ابن حرافی اور انزاب کا معاملہ صاحب بجایہ سے تعلق رکھتا تھا، جو بنی حنفیس میں سے تھا اور اس کا نام امیر خالد بن امیر ایونز بن تھا۔ اس کی حکومت کا عمر ان ابو عبد الرحمن بن عمر تھا، ابن حرافی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کی اور اہل طواتہ و اشترہ کو یہ کہہ کر سعادت کو رفتہ رفتہ کر لیا لہذا اس نے ان میں سے کئی کراہے جانے والے ایک ایک مکان بنایا اور وہ اور اس کے اصحاب و جہتیں رہنے گئے۔ اس نے پھر اپنے ان اصحاب کو جمع کیا جو پڑاؤ کے ہوئے تھے اور وہ انہیں ستیہ کیا کرتا تھا۔ انہوں نے سنہ 703 میں ہجرت کرنا شروع کی اور انہیں نے ہجرت کی کھجوریں کاٹ دیں لیکن اسے فتح نہ کر سکے تو وہ وہاں سے چل دیئے۔ انہوں نے پھر سنہ 704 میں دوبارہ اس کا محاصرہ کیا اور انہیں گھیرا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد سعادت کے زہادوں اصحاب سنہ 705 میں اپنے سرہانی مقامات میں گئے تو سعادت نے اپنے زہادوں میں جو زہاد طواتہ میں تھا، چھوڑی قائم کر لی۔ اس نے اٹلی اور بچھ سے جو فوجیں بھیجے رو گئے تھے، انہیں اکٹھا کیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیا۔ انہوں نے ابن حرافی اور شامی فوج کے پاس جو بکروں میں ان کے پاس تھیں، بغیر ان کے پاس نے انہیں اور انزاب کے ساتھ جو زہادوں میں سے تھے، رات کو سوار کر لیا اور پھر سعادت اور اس کے اصحاب پر اٹلی میں حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان ایک زبردست محاصرہ ہوا جس میں سعادت کی فوجیں اور اس کے بہت سے اصحاب مارے گئے۔ بعد ازاں اس کے سرکار ابن حرافی کے پاس لے جایا گیا۔ جب اس کے اصحاب کو ان کے سرہانی مقامات میں یہ خبر پہنچی۔ تو وہ انزاب کی طرف چل پڑے۔ ان کے سردار ابو یحییٰ بن احمد بن عمر بن سباع اور محمد بن سلیمان بن سباع اور یحییٰ بن یحییٰ بن سباع اور عساکر اور محمد بن حسن بن عطیہ سب کے سب اپنی یحییٰ بن احمد کی طرف گئے اور بکروں میں مصروف پکارے ہوئے، انہوں نے اس کی کھجوریں کے درخت کاٹ دیئے، یوں ابن حرافی کے درمیان بھیجے وسیع ہوئی تھی تب ابن حرافی نے اپنے زہادوں کی مددگاروں کو آواز دی تو علی بن احمد بن سباع اور سلیمان بن علی بن سباع اس کے پاس آ گئے۔ یہ دونوں ان دونوں زہادوں کے بڑے سردار تھے۔ تب اس کا بیٹا علی شامی فوجوں کے ساتھ آیا اور سنہ 13 میں صحرا میں لڑائی ہوئی پڑاؤ کرنے والے ان پر غالب آ گئے، یوں علی بن حرافی کی فوجیں ہجرت کر گئے اور ابن حرافی نے ان سے قیدی

بنا کر لے گئے۔ اس کے بعد عیسیٰ بن احمد نے اپنے بھائی ابو یحییٰ بن احمد کا لحاظ کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا اور سنت کے ان پیروکاروں کی پوزیشن مضبوط ہو گئی۔ بعد ازاں ابو یحییٰ بن احمد اور عیسیٰ بن یحییٰ فوت ہو گئے اور ان سنیوں میں سے اولاد محرز کے قبائل بھی گئے، انہوں نے احکام و عبادات کے متعلق فتویٰ دینے والے کے متعلق گفتگو کی تو ان کی نظر ابو عبد اللہ محمد بن ارزق پر پڑی جس نے بجایہ کے عظیم شیخ علی ابو محمد زواودی سے علم حاصل کیا تھا لہذا وہ اس کے پاس گئے اور اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا، وہ ان کے ساتھ چلا آیا اور اولاد طلحہ کے شیخ حسن بن سلامہ کے ہاں مہمان اتر۔ رفتہ رفتہ سنی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے انہیں اولاد سباع کے مقابلہ میں مضبوط کیا۔ وہ پھر الزاب میں اکٹھے ہوئے اور علی بن احمد سے لمبا عرصہ تک نبرد آزار ہے اس وقت سلطان ابوتاشقین موحدین کے اوطان میں ان کے عرب دوستوں کو لایا کرتا تھا جو ان سنیوں کو عطیے بھیجتے تھے، اس سے ان کا مقصد ان سے دوستی کرنا تھا۔ وہ ہر سال ان کے ساتھ ابو ارزق فقیہ کے لئے ایک معین عطیہ بھیجتے رہے، اور ابن ارزق مسلسل اس منصب پر قائم رہا یہاں تک کہ ان پر علی بن احمد شیخ اولاد محمد غالب آ گیا۔ اس کے بعد حسن بن سلامہ فوت ہو گیا، یوں ریاح سے سنیوں کے کام کا خاتمہ ہو گیا۔ جب ابن ارزق بکرہ آیا تو یوسف بن مزنی نے اسے سنیوں کے کام سے الگ کرنے کے لئے قضاء کی دعوت دی، اس نے اس کی بات مان لی۔ اور اس کے ہاں اتر، تو اس نے اسے بکرہ کی قضاء سپرد کر دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد پھر علی بن احمد کچھ وقت کے بعد سنیوں کی دعوت لے کر اٹھا، اس نے سنہ 740 میں ابن مزنی کے لئے فوج اکٹھی کی اور بکرہ میں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں اہل ریح نے بھی اسے مدد دی تو اس نے کئی ماہ تک بکرہ کا محاصرہ کئے رکھا مگر وہ اسے فتح نہیں کر سکا۔ وہ وہاں سے پھر چلا آیا تو اس نے یوسف بن مزنی سے گفتگو کی، یوں وہ دوست بن گئے یہاں تک کہ علی بن احمد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سعادت کی اولاد میں سے زاویے میں اس کے بیٹے اور پوتے باقی رہ گئے جن کی رعایت کرنا ابن مزنی پر واجب تھا۔ اب ریاح کے صحرائشینوں نے انہیں پہچان لیا اور رہ گزاروں کی جماعتوں نے انہیں گزرنے دیا اور یہ زواودہ باقی رہ گئے۔ کبھی کبھی ان میں سے بعض لوگ اقامت دعوت کا اشتیاق ظاہر کرتے اور دین و تقویٰ کے بغیر اقامت دعوت کرنے لگتے ہیں۔ وہ اسے رعایا سے زکوٰۃ لینے کا ذریعہ بناتے اور بری باتوں کے بدلنے کا اظہار کرتے ہیں۔ اس سے ارتقاء میں جو نقصان ہوتا، وہ اسے چھپاتے ہیں جس سے ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اور ان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ وہ حاصل شدہ مال پر آپس میں لڑتے اور بغیر کسی بات کے چودھری بنتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی امور کا متولی ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے اور وہی ہم سب کو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔

زغبہ اور اس کے بطون ریاح کے بھائیوں کا بیان جو ہلال بن عامر سے ہیں

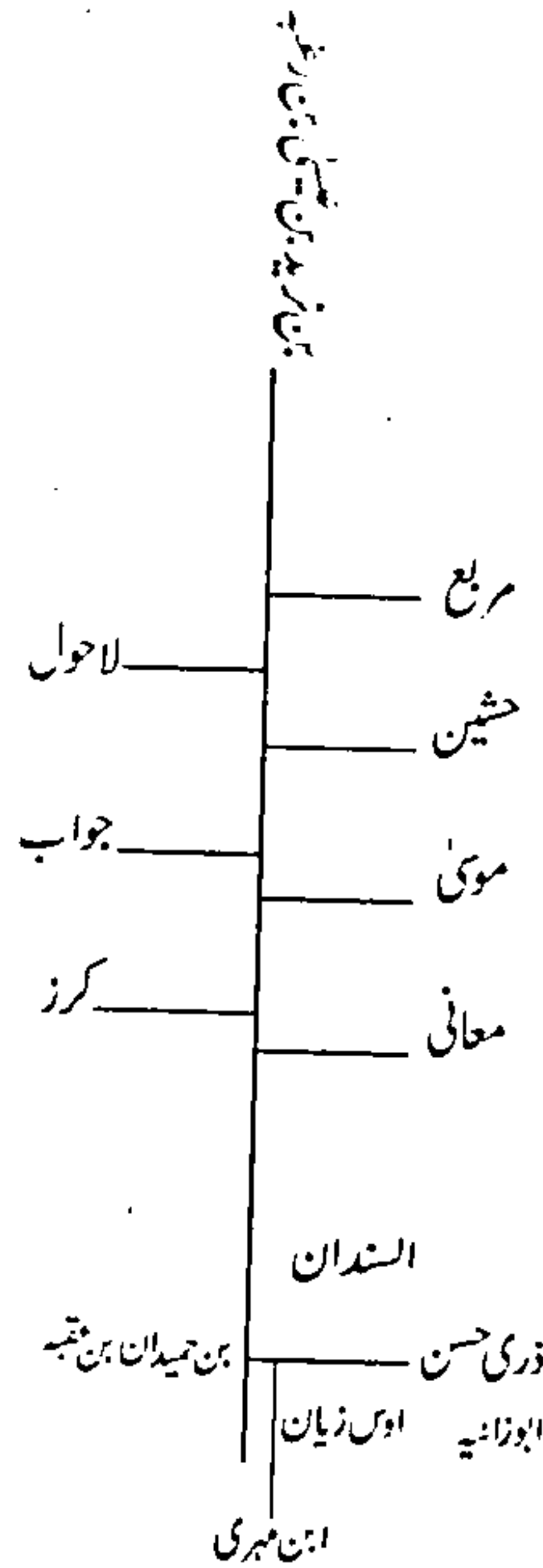
یہ قبیلہ ریاح کا بھائی ہے۔ ابن کلبی کہتا ہے کہ زغبہ اور ریاح ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر کے بیٹے ہیں اور ان کا نسب بھی اسی طرح ہے۔ وہ اس زمانے کے ان لوگوں میں سے ہیں جن کا خیال ہے کہ عبد اللہ نے ان کو جمع کیا ہے لیکن ابن کلبی نے اس بات کو بیان نہیں کیا اور عبد اللہ کو ہلال کے بیٹوں میں بیان کیا ہے شاید وہ اس کی طرف اس لئے منسوب کئے گئے ہیں کہ اس نے ان کی کفالت کی ہے اور وہ ان سے پہلے ممتاز ہو گیا ہے۔ اس کی قسم کی باتیں عرب کے انساب میں اکثر واقع ہوتی رہتی ہیں یعنی فرزند، اپنے چچا یا کفالت کرنے والے کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم، انہیں افریقہ میں داخل ہوتے وقت بڑا غلبہ اور کثرت حاصل تھی۔ انہوں نے پھر طرابلس اور تابس پر غالب آ کر سعید بن خزرون کو جو مغرادہ کا بادشاہ تھا، طرابلس میں قتل کر دیا۔ پھر ہمیشہ اسی حال میں رہے یہاں تک کہ موحدین افریقہ پر غالب آ گئے اور ابن غانیہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ بعد ازاں ہلال بن ریاح اور جشم کے قبائل اس کے پاس آ گئے جب کہ زغبہ، ابن غانیہ سے منحرف ہو کر موحدین کی طرف مائل ہو گئے۔ ابن غانیہ اور اس کے پیچھے پیچھے مغرب الاوسط کی حمایت میں زناتہ کے بادس کے ساتھ متحد ہو گئے۔ بعد ازاں سیلہ اور قبلہ تلمستان کے درمیان جنگوں میں مسلسل کئی لڑائیاں ہوئیں اور بنو بادس اور زناتہ کے تکلوم میں ان پر غالب آ گئے۔

مغرب الاوسط میں زناتہ

جب زناتہ نے مغرب الاوسط کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں میں گئے تو زغبہ تکلوم میں داخل ہو گئے اور وہاں غلبہ حاصل کر لیا۔ انہوں نے اس کے بہت سے باشندوں کو معاہدے کی عصبیت اور زناتہ کو صحرا سے جمع کرنے کی وجہ سے تکلیف سے دوچار کیا۔ ان کے جتھے اور حامی باہر نکل گئے لہذا معتقل کے پڑوسی عرب مغرب کی جانب سے ان کے پاس آ گئے، انہوں نے زغبہ کے جو لوگ ان جنگلوں میں پیچھے رہ گئے تھے، ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان پر ٹیکس لگا دیا جو وہ ان کے اونٹوں سے حاصل کرتے یا ان میں سے جوان اونٹ لے لیتے۔ لہذا انہوں نے اس بات سے برا منایا اور اس ذلت کو دور کرنے کے لئے باہمی معاہدہ کر لیا ان کے بطون میں سے بڑا حصہ ثوابہ بن جوشہ نے لے لیا جو سدید قبیلے میں سے ہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے لہذا انہوں نے انہیں اس صحرائی وطن سے نکال باہر کیا، اس کے بعد زناتہ کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ جب انہوں نے خرابی اور فساد پیدا کرنا شروع کیا، تو عربوں کو ان کے وطن تکلوم کے متعلق ہیجان زدہ کر دیا گیا لہذا وہ اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے۔ حکومت نے ان پر تکلوم کے دروازے بند کر دیئے، غلبہ روک لیا جس کا حصول بہت مشکل ہو گیا۔ ان کے گھوڑے کمزور اور ان کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ اس کے بعد فوجوں نے ان پر ٹیکس لگائے اور انہوں نے رشوت اور صدقہ دیا، یوں جب زناتہ کا رعب جاتا رہا۔ تو ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ملک کے قریب سے عاصیہ خوارج اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے تکلوم جانے کے لئے لڑائیوں کا راستہ اختیار کیا اور پھر اس میں غلبے کی راہ ہموار کی۔ انہوں نے پھر وہاں پر زناتہ سے لڑائی کی اور اکثر اوقات ان پر غالب آ گئے۔ حکومت نے ان سے مدد طلب کرنے کی وجہ سے انہیں مغرب الاوسط کے نواح اور شہروں میں بہت سی جاگیریں دیں، یوں ان کی سواریاں اس میں چلنے لگیں اور وہ ہر طرح سے اس پر قابض ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ زغبہ کے یہ بطون یزید، حصین، مالک، عامر اور عروہ سے بہت تعداد میں ہیں۔ انہوں نے پھر مغرب الاوسط کو آ پس میں تقسیم کر لیا جیسا کہ ہم ان کے

سے عکرمہ کے کچھ فریق اور عیسیٰ کے بعض بطون اولاد زغلی کے ساتھ ان کے بطنوں میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے پھر تھوڑے سے آدمیوں کے سوا، جنگل میں سفر کرنا چھوڑ دیا اور ان کے مددگاروں کے ریاچ یا زغبہ کے سفر کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس عہد تک اسی حالت میں ہیں۔ بنی یزید بن عیسیٰ کے بطون میں سے بنو حشین بنو موسیٰ، بنو معانی اور بنو لاحق زغبہ ہیں۔ انہیں اور بنی معانی بنو سعد بن مالک اور بنو جواب اور بنو کرز اور بنو مربع جنہیں مرابعہ کہتے ہیں، سے قبل سرداری حاصل تھی۔ یہ اس عہد میں سب کے سب بنو حمزہ ہیں اور مرابعہ کا ایک قبیلہ اس عہد میں تونس کے مضافات میں چراگا ہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور وہ زغبہ کے باعث ان پر غالب ہے۔

ابوالفضل بن موسیٰ بن زغلی بن رزق بن سعد بن مالک بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سعید بن محمد بن عبد اللہ۔



حصین بن زغبہ کے حالات کی روداد

حصین بن زغبہ کی اولاد کے علاقے بنی یزید کے پڑوس میں ان سے مغرب میں تھے یہ ایک قبیلہ تھا جو وہاں پر اتر گیا تھا، تیطری کے الجحامی کا سبزہ زار ان کے لئے تھا اس وقت مدینہ کے نواح، ثعلابہ کے ٹھکانے تھے جو بطون بعوث میں سے تھے، وہ ان سے رشوت اور صدقات لیتے تھے۔ لیکن جب مدینہ کے علاقے سے بنی تو جین کا اقتدار جاتا رہا تو بنو عبد الوادان پر غالب آ گئے اور انہوں نے حصین کے ساتھ ذلت کا سودا کیا، انہوں نے ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے پھر انہوں نے قتل کے ذریعے ان کا پیچھا کیا اور انہیں مشقتوں سے توڑ کر رکھ دیا۔ وہ انہیں مقاومت کے ذریعہ قبائل کے شمار میں لے آئے۔ اس وقت تمام زنانہ پر بنی مرین کا غلبہ تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے جب کہ یہ ان کی حکومت کے لئے سب سے بڑھ کر اطاعت گزار تھے۔ جب سلطان ابو عنان کی وفات کے بعد ابو جوموسیٰ بن یوسف کے زمانے میں بنو عبد الواد کو دوبارہ اپنی حکومت ملی تو عربوں کے غلبہ اور زنانہ کی ناکامی کی ہوا چلی اور ان کی حکومت کو بھی دوسری حکومتوں کی طرح کمزوری نے آ لیا۔ اس وقت حصین قبیلے کے لوگ تیطری میں اترے جو اشیر کا پہاڑ ہے اور اس پر قبضہ کر کے محفوظ ہو گئے۔ ابو زیان جو سلطان ابو جوموسیٰ کا عم زاد تھا جب اس سے قبل بادشاہ بنا تو بنی مرین کے پھندے کو کاٹتا ہوا تونس تک چلا گیا۔ وہ پھر اپنے باپ کی حکومت کا مطالبہ کرتے ہوئے اور اپنے اس عم زاد سے لڑائی کرتے ہوئے باہر نکلا یہ ایک طویل واقعہ ہے جسے ہم بعد میں بیان کریں گے۔ وہ پھر قبائل حصین میں سے اعوج میں اترے۔ جب حکومتوں کی بیعت توڑنے والوں، ظلم و ستم کے طریق سے علیحدگی اختیار کرنے والوں نے اسے اپنے سے بہتر تیر انداز پایا تو انہوں نے اس کی عزت کی اور اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اپنے بھائیوں اور رؤسائے زغبہ بنی سوید اور بنی عامر سے خط و کتابت کی اور انہوں نے بھی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی بیعت کر لی۔ سلطان ابو جوموسیٰ نے انہوں اور بنی عبد الوادان کی طرف گئے تو وہ جبل تیطری میں قلعہ بند ہو گئے، اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ جب سلطان ابو جوموسیٰ نے انہوں کے ساتھ ان کی طرف گیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس سے اس کی حکومت حاصل کی۔ زغبہ نے بھی اس سے جو چاہا تھا حکومت کے آخری دنوں تک حاصل کر لیا اور میلاد پر قبضہ کر کے جاگیریں حاصل کر لیں۔ اب ابو زیان ریح کی طرف واپس آیا اور اپنے عم زاد کے ساتھ دوستی کر کے ان کے ہاں مہمان اترے۔ یوں حصین کے لئے عزت و منزلت کا نشان باقی رہ گیا۔ مدینہ کے نواح اور بلاد منہلجہ میں انہوں نے جن چیزوں پر قبضہ کر لیا تھا، حکومت نے وہ حصین کو بطور جاگیر دیدیں۔ ان کے دو عظیم بطن ہیں: جندل اور خراش۔ جندل سے اولاد سعد حنفر بن مبارک بن فیصل بن سنان بن سباع بن موسیٰ بن کام بن علی بن جندل ہیں۔ ان کی سرداری بنی خلیفہ بن سعد میں علی اور ان کے سردار نشعہ بن جندل کے لئے ہے۔ یہ یاد رہے کہ جندل پر خلیفہ کی اولاد سے قبل ان کو سرداری حاصل تھی۔ آج کل ان کا سردار علی بن صالح بن دیاب بن مبارک بن یحییٰ بن مہلہل بن شکر بن عامر بن محمد بن نشعہ ہے۔ خراش میں سے مسعود بن مظفر بن محمد اکامل ابن خراش کی اولاد ہے، اس زمانے میں ان کی سرداری رحاب بن عیسیٰ بن ابی بکر بن زمام بن مسعود کو حاصل ہے خراج بن مظفر کی اولاد کو بنی خلیفہ بن عثمان بن موسیٰ بن خراج میں سرداری حاصل ہے جب کہ طریف معبد بن خراش کی اولاد، معاہدہ کے نام سے معروف ہے۔ اس دور میں ان کی سرداری عریف کی اولاد میں ہے۔ یاد رہے کہ بعض اوقات خراش میں سے مظفر کی اولاد بنی سلیم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ مظفر بن محمد اکامل بنی سلیم میں سے آیا تھا اور ان کے ہاں مہمان اترتا تھا ویسے اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

تلمسان پر غالب آئے اور اس کے میدانوں اور نواح میں اترے تو یہ سویدی دیگر زغبہ کی نسبت ان کے خاص ساتھی اور دوست تھے۔ سوید کے بطون، فلمہ، شبابہ، مجاہر اور جوشہ بیان کئے جاتے ہیں جو سب کے سب بنی سوید میں سے ہیں جبکہ حساسہ، شبابہ کلطن ہے جو حسان بن شبابہ اور غفیر اور شافع اور ان کے ساتھیوں بنو سلیمہ بن مجاہر اور بورحمہ اور بوکامل اور حمدان بنو مقرر بن مجاہر تک جاتا ہے۔ ان کے بعض نسابوں کا خیال ہے کہ مقرر ان کا آبا نہیں ہے اور اسے سب سے پہلے بوکامل نے چھوڑا ہے۔ انہیں اپنے عہد میں اور لغمیر اسن اور اس سے قبل اولاد عیسیٰ بن عبدالقوی بن حمدان میں سرداری حاصل تھی۔ دراصل یہ تین آدمی تھے: مہدی، عطیہ اور طراد پہلے ان پر سرداری کے لئے مہدی مخصوص ہوا پھر اس کا بیٹا یوسف بن مہدی پھر اس کا بھائی عمر بن مہدی مخصوص ہوا۔ اس دوران لغمیر اسن نے یوسف بن مہدی کو بلاد بطحاء اور سیرات میں جاگیریں دیں اور عنتر بن طراد بن عیسیٰ نے مراری البطحاء میں جاگیر دی، وہ رعایا سے اپنا خراج لیتے تھے اور کوئی بھی اس بات کا برا نہیں مناتا تھا۔ بعض اوقات وہ سفر میں باہر چلا جاتا تب عمر بن مہدی کو تلمسان اور اس کے مشرق کے مضافات میں اپنا جانشین بنا دیا جاتا تھا۔ اس دوران میں ان کے گشتی دستوں اور چراگاہوں کے متلاشیوں سے ان کے جنگل خالی ہو جاتے جو جوشہ، فلیہ اور ان کے ساتھیوں غفیر اور شافع وغیرہ کے قلیل التعداد بطون سے تعلق رکھتے تھے لہذا وہاں پر معقل ان پر غالب آگئے، انہوں نے پھر ان پر اونٹوں کا خراج عائد کر دیا، وہ انہیں یہ خراج دیتے اور وہ جوان اونٹوں کو لے لیتے معقل کے شیوخ میں سے خراج لینے کا ذمہ دار ابن الریش بن نہار بن عثمان بن عبید اللہ تھا لیکن بعض کہتے ہیں کہ نہار کا بھائی علی بن عثمان تھا۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ عامر بن جمیل نے معقل کے لئے جوان اونٹ اس لئے مقرر کئے تھے کہ انہوں نے دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد کی تھی، یوں معقل کے لئے یہ دستور باقی رہ گیا یہاں تک کہ زغبہ کے آدمیوں نے اسے توڑا، معقل کے آدمیوں سے عہد شکنی کی اور ان کے اونٹوں کو روک لیا۔ مجھے یوسف بن علی اور اس کے بعد خانم نے اپنی قوم کے معقلی شیوخ سے بتایا ہے کہ اونٹوں کے خراج کا سبب یہی تھا جو ہم نے بیان کیا ہے، اس کے ختم کر دینے کا واقعہ یہ ہوا کہ معقل کہتے تھے کہ یہ خراج ان کے درمیان ایک کے بعد دوسرے کو ملا ہے لہذا جب عبید اللہ کو حکومت ملی تو اس نے اپنے نائبین کو جمع کیا جو اس کی قوم جوشہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس نے انہیں خراج روکنے کی ترغیب دی لہذا انہوں نے اختلاف اور عبید اللہ کے ساتھ حالات کو معلوم کر کے انہیں مشرق کی طرف دھکیل دیا۔ وہ ان کے اور ان کے قبیلوں اور علاقوں کے درمیان حائل ہو گئے اور لڑائی طویل ہو گئی جس میں ان کے جوانوں میں بنو جوشہ اور ابن مرتح قتل ہو گئے، اس وقت بنو عبید اللہ نے اپنی قوم کی طرف بنی معقل کے قصیدہ سے یہ اشعار لکھے:

”اگر تم نے دشمن کے مقابل میں ہماری مدد نہیں کی تو جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کی یاد تمہیں رسوا نہ کرے۔ ہم نے ابن جوشہ اور مرتح کے سردار کو قتل کیا ہے اور یہ بات ہمارے کارناموں میں سب سے اوپر ہے۔“

یوں وہ اکٹھے ہو کر اپنی قوم کی طرف آئے تو زغبہ کے قبائل بھاگ گئے۔ بعد ازاں بنو عبید اللہ اور ذوی منصور اور ذوی حسان میں ان کے بھائی اکٹھے ہوئے، اس عہد میں انہوں نے زغبہ سے اونٹوں کا خراج ہٹا دیا۔ اس کے بعد ان کے اور لغمیر اسن کے درمیان لڑائی ہوئی جس میں عمر بن مہدی اور ابن حلوا، مارے گئے۔ بعد ازاں صلح اور مصاہرت پر بلاد عبدالواد کے تلول اور سبزہ زاروں سے انہیں اتار کر اس جنگل میں لے آئے جو بنی تو جین کے علاقوں کے سامنے ہے لہذا وہ بنی عبدالواد کے خلاف ان کے حلیف بن گئے۔ لیکن جو سفر کے قابل نہیں تھے، وہ بطحاء کے میدانوں میں اتر گئے۔ جب کہ شبابہ، مجاہر، غفیر، شافع، بورحمہ اور بوکامل کے تمام بطون چل پڑے اور حمیس ابن عمارہ اور اس کا بھائی سوید ضوا جی اور ہران میں اترے۔ بعد ازاں ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے گئے اور وہ ٹیکس والی رعایا میں شامل ہو گئے۔ عثمان بن عمر نے پھر سوید کے باغیوں کے معاملے کو سنبھالا لیکن پھر وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے میمون نے اس کے کام کو سنبھال لیا جلد ہی اس پر اس کا بھائی سعید غالب آ گیا اور پھر سوید اور بنی عامر بن زغبہ کے درمیان طویل عرصے تک لڑائی جاری رہی اور ان پر زبانی حکومت کا پامال کرنا مشکل ہو گیا۔ اس کے بعد یوسف بن یعقوب تلمسان کے ساتھ لڑائی کرنے کو گیا۔ جب وہاں اس کا قیام طویل ہو گیا تو سعید بن عثمان بن عمر بن مہدی جو ان کا سردار تھا، وہ اپنے عہد کی وجہ سے اس کے پاس گیا لہذا وہ اس کی مجلس میں آیا اور اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ لیکن پھر اس نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تو وہ بھاگ کر اپنی قوم کے پاس آ گیا۔ اس نے پھر تلول کی اطراف اور السرسو کے ملک میں جو بلاد تو جین کے سامنے ہے، لوگوں کو جمع کیا اور عکرمہ بنی یزید کا ایک طائفہ بھی اس کے پاس گیا۔ جب وہ سفر کرنے سے در ماندہ ہو گئے تو اس نے انہیں السرسو کے سامنے جبل کریرہ میں اتارا اور ان پر ٹیکس لگایا۔ یوسف بن یعقوب کے

فوت ہونے تک یہی صورت حال رہی اور آل لغمیر اس کا اقتدار اس وقت سے قائم رہا ہے۔

ابوتاشیفین کا حال

جب ابوتاشیفین بن موسیٰ بن عثمان بن لغمیر اس حکمران بنا تو عریف بن یحییٰ نے اپنے ان ساتھیوں کو جن لیا جو حکومت سے قبل اس کے ساتھ تھے لیکن پھر اسے بعض ملوکانہ اختلافات نے پریشان کر دیا۔ اس پر اس کا غلام ہلال حاوی تھا۔ جو عریف کے رتبے کی وجہ سے برا فروختہ تھا لہذا عریف بن یحییٰ بن مرین کے پاس چلا گیا جو مغرب اقصیٰ کے بادشاہ ہیں۔ وہ سنہ 720 میں سلطان ابوسعید کے ہاں اترا۔ اس دوران ابوتاشیفین نے اپنے چچا سعید بن عثمان کو گرفتار کر لیا اور وہ تلمسان کی فتح سے قبل اس کے قید خانے میں مر گیا۔ پھر اس کا بھائی میمون بن عثمان اور اس کے بیٹے ملک مغرب میں اترنے، بنی مرین کے بادشاہ نے عریف بن یحییٰ کی عزت افزائی کی اور اسے اپنا مقرب بنا لیا۔ اس نے اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے اسے اپنی خلوتوں کا راز دار اور مشیر بنا لیا۔ وہ ہمیشہ انہیں تلمسان میں آل زیان کے خلاف بھڑکا رہا۔ اس دوران سلطان کے ہاں عریف کے رتبے نے میمون بن عثمان اور اس کے بیٹوں کو وہاں سے نکال دیا اور وہ پھر اس کے بھائی ابوعلی کے پاس تاقیلات میں چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ میمون فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن مغرب کی قوموں کو ساتھ لئے تلمسان کی طرف گیا اور تلمسان میں زیان کو روک لیا وہ پھر بزور قوت ان پر چڑھ گیا اور ان کا ملک تباہ کر دیا۔ پھر سلطان نے شدنہ کے پاس ابوتاشیفین کو قتل کر دیا اور مغرب اقصیٰ وادنیٰ کے علاقوں میں اور اندلس میں موحدین کی سرحدوں تک اس کا بول بالا ہو گیا۔ اس نے پھر زنا تہ کو متحد کیا اور انہیں تحت لواتہ کے پیچھے چلنے کو کہا۔ یہ دیکھ کر بنی عبدالواد کے مددگار بنو عامر جو زغبہ میں سے تھے جنگل کی طرف بھاگ گئے جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کریں گے۔ بعد ازاں سلطان ابوالحسن نے عریف بن یحییٰ کی قوم کے مقام کو اپنی رعایا کے تمام زغبی اور معتقلی عربوں پر فائق کر دیا جبکہ اس نے میمون بن سعید کو، سوید کی چراگاہوں کے متلاشیوں پر سردار مقرر کیا۔ تاہم وہ تاسالہ میں سلطان کی آمد کے موقع پر سنہ 732 میں تلمسان کی فتح سے قبل فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بھائی عطیہ حکمران بنا اور وہ بھی تلمسان کی فتح کے بعد چند ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے لوزما بن عریف کو سوید اور دیگر بنی مالک پر سردار مقرر کیا، اس نے اس کی حکومت میں صحرائی لوگ جہاں جہاں رہتے تھے، وہاں تک ان کی سرداری مقرر کر دی اور ان سے صدقات اور ٹیکس لئے۔ وہ صحرائی قوموں کی طرح رکے رہے۔ بعد ازاں ان کے رؤسا اور اس کے عم زاد مسعود بن سعید نے اس کی شوریٰ کی اقتدار کی اور وہ بنی عامر سے جا ملا۔ صراشتہ کی آواز پر وہ پھر اس کے بیٹے ابو عبدالرحمن کو سلطان کے پاس لائے لہذا اس نے اور زمار نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہیں شکست دی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ عریف نے سلطان ابوالحسن، افریقہ میں اس کے دور کے موحدین کے بادشاہوں، اندلس کے بنی احمر اور قاہرہ کے ترک بادشاہوں کے مابین سفر کیا اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن مر گیا۔

ابوعنان کا احوال

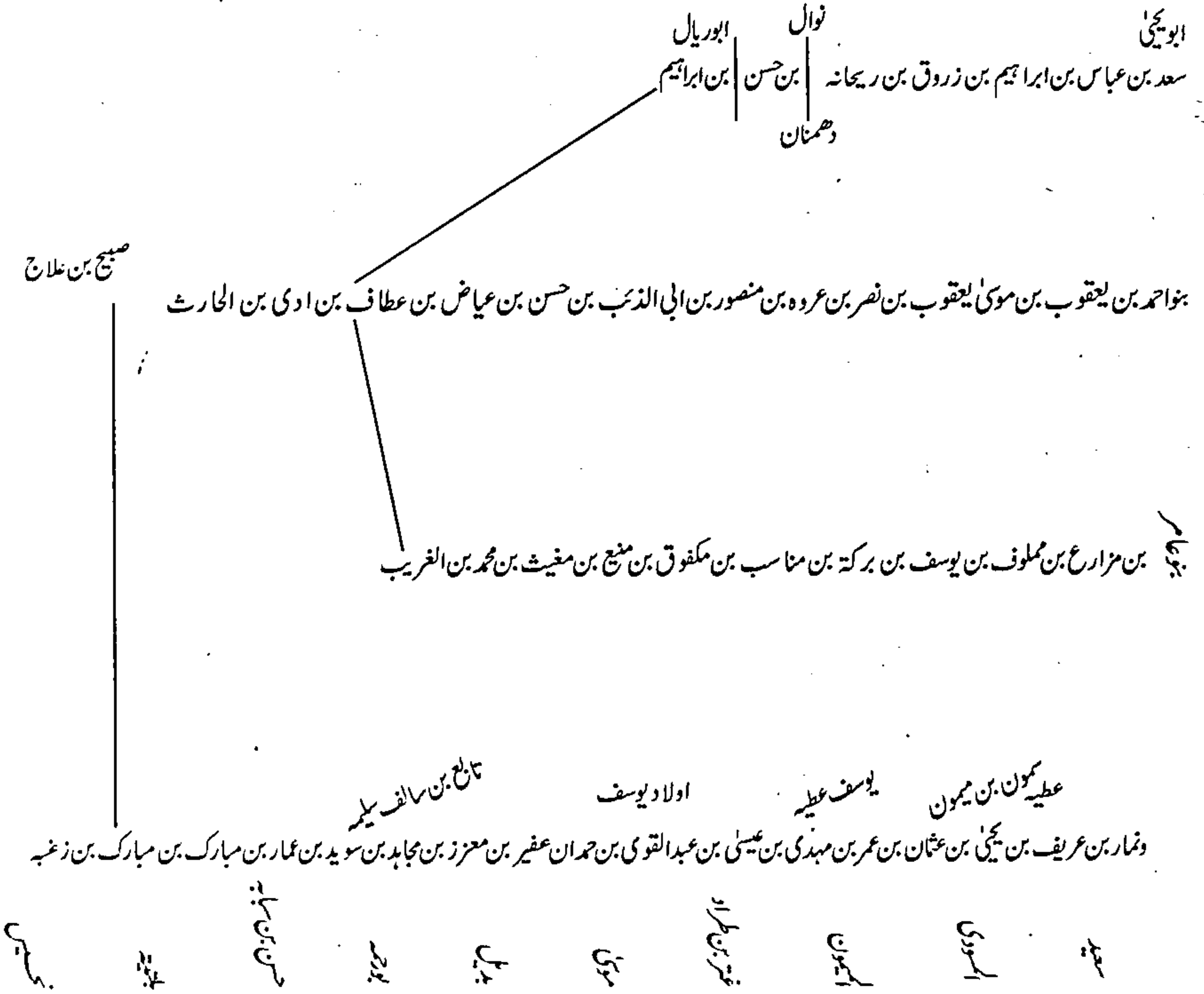
جب سلطان ابوعنان تلمسان پر غالب آ گیا جیسا کہ ہم جلد ذکر کریں گے تو اس نے اپنی طرف آ جانے کی وجہ سے سوید کے عہد کی رعایت کی لہذا اس نے اور زمار بن عریف نے زغبہ کے دیگر رؤسا سے اسے بلند کر دیا۔ اس نے اسے السرسو اور قلعہ بن سلامہ اور تو جین کے بہت سے شہر جاگیر میں دیئے۔ جب ابو عریف بن یحییٰ فوت ہو گیا، تو اس نے اسے جنگل سے بلایا پھر اسے اس کے باپ کی جگہ پر ارضینہ میں اپنی نشست گاہ کے قریب بٹھایا، وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا اور اس نے اس کے بھائی عیسیٰ کو اس کی قوم کے صحرائی باشندوں پر اور پھر بنی عبدالواد پر سردار بنایا۔ سلطان ابوعنان کے بعد پھر حکومت ابو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمن بن یحییٰ بن ابی یغمر اس کے ذریعے بادشاہوں کی طرف مائل ہو گئی جو اعیاص میں سے تھے۔ ایسا کرنے میں صغیر بن عامر اور اس کی قوم نے بڑا حصہ لیا کیونکہ ان کی آل زیان سے دوستی تھی اور بنی مرین کا ان پر کوئی احسان نہیں تھا لہذا انہوں نے تلمسان اور اس کے معاملات پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے پھر سوید پر میمون بن سعید بن عثمان اور تاب اور زمار بن عریف کو سرداری دی اور اس نے عبادت گزاری سے اور سرداری عروج کو دیکھا۔ اس نے پھر وادی ملوہ میں جو بنی مرین کی سرحدات میں سے ہے، ایک قلعہ بنایا اور اس

زمانے میں وہاں قیام پذیر رہا۔ بنی مرین کے بادشاہ اس کا لحاظ کرتے تھے کیونکہ وہ ان کے اسلاف کا خاص آدمی رہا تھا لہذا وہ اسے شوریٰ میں ترجیح دیتے تھے اور اس کے علاوہ دیگر نواح کے ملوک اور رؤسا کے ساتھ خاص احوال میں شامل کرتے تھے اسی وجہ سے عربوں کے شیوخ، علاقوں کے امراء اور مضافات کے والی اس کے پاس آتے تھے۔ اس دوران اس کے دونوں بھائی ابوبکر اور محمد اپنی قوم کے ساتھ جا ملے اور میمون پر حملہ کر دیا، انہوں نے پھر اپنے آدمیوں اور نوکروں کے ذریعہ اسے دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی اور صحرائی لوگوں کی سرداری کو اپنے ساتھ مخصوص کر لیا۔ پھر جب بنو حصین بن زیان نے سلطان ابو جمو کے عم زاد کو بادشاہ مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے تو انہوں نے اسے سنہ 767 میں لڑائی کے لئے کہا۔ اس وقت عربوں کا رعب قائم ہوا اور انہیں جوش آیا تو انہوں نے مغرب الاوسط میں ان کے علاقے تلول کوروند ڈالا لہذا وہ اسے بچانے سے عاجز آ گئے اور اس کے راستوں میں گھس گئے۔ انہوں نے اس کے روکنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں سائے کی طرح آہستہ آہستہ چلے، یوں زغبہ نے طوعا و کرہا سلطان کے دیگر علاقوں پر اسے تقویت دینے کے لئے قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ زنا تہ سے بہت سے علاقے خالی کروا لئے پھر وہ سمندر کے ساحل کی طرف چلے گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی جگہ پر شکست کھائی۔ بعد ازاں بنو یزید پہلے کی طرح بلاد حمزہ اور بنی حسن پر غالب آ گئے اور انہوں نے خراج دینا روک لیا۔ وہ پھر بنو حصین مدینہ کے اطراف کی جاگیروں، عطاق ملیمانہ کے مضافات پر اور دیالم و زینہ پر اور سوید، جبل اور نشرولس کے سوا تمام علاقوں پر قابض ہو گئے کیونکہ اس کا راستہ بہت دشوار تھا۔ اس میں تو جین کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جن کی سرداری، اولاد عمر بن عثمان کے پاس تھی جو چشم کے بنی تغرین میں سے تھے جیسا کہ ہم ان کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد بنی عامر تاسالہ اور میلانہ سے صیرور کیزرۃ الجبل تک غالب آ گئے جو دہران پر جھانکتا ہے پھر سلطان نے شہروں پر کنٹرول کر لیا اور ان میں سے ابوبکر بن عریف کو کلمیتو اور محمد بن عریف کو مازونہ جاگیر میں دے دیا۔ بعد میں اور لوگوں نے دیگر مضافات کو ان کے لئے چھوڑ دیا اور وہ سب پر قابض ہو گئے۔ اس طرح جلد ہی ان کا شہروں پر قابض ہونا ممکن ہو گیا۔ سچ ہے کہ ہر آغاز کا ایک انجام ہے اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ اس زمانے میں اسی حالت میں ہیں۔ سوید کے بطون میں ایک بطن نواح بطحاء میں ہے جو ہبرہ کے نام سے مشہور ہیں، تاہم لوگ انہیں مجاہد بن سوید کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ وہ مقداد بن اسود کی اولاد سے ہیں، اس لحاظ سے وہ قضاعہ میں سے ہیں۔ جب کہ ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے ایک بطن تجسیب سے ہیں، واللہ اعلم۔ سوید کی چراگاہوں کی متلاشی جماعتوں میں ایک جماعت صبیح کے نام سے مشہور ہے، یہ اور وہ صبیح بن مالک بن علاج کی طرف منسوب ہیں جنہیں بڑی قوت اور تعداد حاصل ہے یوں وہ تنگ حالی میں سفر کرتے ہیں اور اپنی جگہ پر قیام کرتے ہیں۔

حرث بن مالک

حرث بن مالک عطاق اور دیالم ہیں عطاق کا ٹھکانہ ملیانہ کے سامنے ہے جب کہ ان کے گشتی دستوں کی سرداری یعقوب بن نصر بن عروہ بن منصور بن ابی الذائب بن حسن بن عیاض بن عطاق بن زیان بن یعقوب اور اس کے عم زاد علی بن احمد اور ان کے بیٹوں کو حاصل ہے۔ ان کے ساتھ براز کا ایک طائفہ بھی ہے جو اٹج کا ایک بطن ہے۔ کچھ عرصہ پہلے سلطان نے ان کو جبل دراک کا ٹیکس اور وادی شاب جاگیر میں دی ہے، یوں وہ ان کے اور سوید اور نسرلیس کے علاقے کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ ان کے پاس بلاد زینہ بھی ہیں جو قبلتہ الجبل میں ہیں اس کی ریاست ابراہیم بن زروق بن رعایہ کو حاصل ہے جو مزروع بن صالح بن ولیم میں سے ہیں پہلے سعد بن ابراہیم کو سرداری حاصل تھی لیکن بعد میں سلطان ابو عمان نے اسے گرفتار کر لیا، عریف بن یحییٰ نے اس کا ساتھ دیا اور اسے اس کے خلاف بھڑکایا، یوں وہ اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ ان کے بہت سے بطن ہیں جن میں بنو زیادہ بن ابراہیم بن ردی اور الدہابقہ اولاد ہلال بن حسن اور بنو نوال بن حسن شامل ہیں، یہ سب ولیم بن حسن کے بھائی ہیں۔ جبکہ ابن عکرمہ، مزادع بن صالح کی اولاد سے ہے اور یہ عکارمہ کے نام سے معروف ہیں۔ دراصل عطاق اور دیالم، سوید سے کم تعداد میں ہیں اور بنی عامر کے ساتھ لڑائی کرنے میں ان کے ہمراہ ہوتے ہیں کیونکہ مالک کے نسب میں عطیہ کا ایک مقام ہے۔ سوید کو دراصل ان پر کثرت تعداد کی وجہ سے فخر حاصل ہے۔ دیالم کے ڈیرے جنگل میں ان سے بہت دور ہیں اور تلول کی طرف ان کے علاقوں کے سامنے ہیں۔ حرث کے بطون میں

سے ایک لطن تو غریب کے نام سے معروف ہے، ان غریب بن حارث سے ملتا ہے جو ڈیرے دار قبیلے ہیں اور ٹھکانوں کے مالک ہیں۔ سلطان انہیں تنگی میں طلب کرتا اور ان سے خراج لیتا ہے۔ وہ کئی گایوں بکریوں کے مالک ہیں اور ان کی سرداری مزروع بن خلیفہ بن خلوف بن یوسف بن بکرہ بن منہاب بن مکتوب بن منیع بن مغیث بن محمد الغریب بن حارث میں ہے جو ان کا جد ہے۔ سرداری میں غریب کی مدد یوسف کی اولاد کرتی ہے اور یہ سب کے سب بنی منیع کی اولاد ہیں جبکہ دیگر غریب اجڈ ہیں اور اولاد کامل ان کی سردار ہے۔ اللہ ہی خلق و امر کا مالک ہے۔



بنو عامر بن زغبہ کے حالات

بنو عامر بن زغبہ کے علاقے مغرب الاوسط سے تلمسان کے سامنے معقل کے نزدیک زغبہ کے علاقوں کے آخر میں تھے۔ اس سے قبل ان کے علاقے مشرق کے نزدیک آخر میں تھے۔ یہ سب بنی یزید کے ساتھ تھے۔ اور وہ حمزہ اور دھوس اور بنی حسن کے علاقوں میں موسم گرما میں اپنی خوراک کے سلسلے میں دوسروں پر متغلب تھے۔ ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر کمپنی کا ٹیکس لگا ہوا تھا جو اس عہد میں وہاں کے رہنے والوں میں مشہور و معروف تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس اس وقت سے ان پر لگا ہوا تھا جب انہیں اس وطن میں غلبہ حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ ابو بکر بن زغلی اپنی لڑائی میں ریاح کے ساتھ تھا اور انہوں نے اسے اپنے وطن سے دھوس پر غالب کر دیا۔ لہذا اس نے بنی عامر سے مدد طلب کی، تو داؤد خواہ بنی یعقوب داؤد بن عطف اور بنی حمید یعقوب بن معروف اور شافع بن صالح ابن بالغ کے پاس آئے، اور انہوں نے ریاح کو عزکان میں متغلب کر دیا۔ انہوں نے پھر ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر ہزار تھیلے خراج لگایا جو مسلسل ان پر قائم رہا۔ جب لغیر اس نے انہیں تلمسان کی حفاظت کے لئے ان علاقوں میں منتقل کیا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ معقل اور اس کے وطن کے درمیان روک بن جائیں، یہ لوگ پھر وہاں ٹھہر گئے۔ یہ موسم سرما میں اس کے جنگلوں میں پھرتے اور گرمیوں اور بہار میں تلول کی طرف چلے جاتے۔ ان کے تین بطنوں تھے: بنو یعقوب بن عامر، بنو حمید بن عامر اور بنو شافع بن عامر، جنہیں بنو شکار اور بنو مطرف بھی کہتے ہیں۔ ہر ایک کے دوسرے دو بطنوں سے چھوٹے اور بڑے قبیلے ہیں اور بنی حمید کے بھی دوسرے قبیلے ہیں لہذا ان میں سے بنو حمید ہیں اور عبید میں سے الحجر ہے جبکہ وہ بنو حجاز بن عبید ہیں۔ جس کے بیٹے حجرش اور نجیس ہیں جو حجاز کے دو بیٹے ہیں اور جوش حامد اور محمد اور ریاب ہیں۔ محمد سے دلالہ ہیں جو بنو دلاہ بن بن محمد ہیں اور ریاب سے بنو ریاب ہیں وہ اس عہد میں مشہور و معروف ہیں۔ اس کے علاوہ عبید سے عقلہ ہیں یعنی بنو عقیل بن عبید اور محاوزہ، بنو محرز بن حمزہ بن عبید ہیں۔ بنی یعقوب کو لغیر اس اور اس کے بیٹے داؤد بن بلال بن عطف بن رواد بن ریش بن عیاد بن مینسلے بن یعقوب کے عہد سے سرداری حاصل ہے۔ اسی طرح بنو حمید بھی ان کے شیخ ہیں مگر وہ ان میں سے شیخ بن یعقوب کا ردیف ہے۔ علاوہ ازیں حمید کی سرداری اولاد ریاب بن حامد بن جوش بن حجاز بن عبید بن حمید کو حاصل ہے جنہیں الحجر کہتے ہیں۔ لغیر اس کے عہد میں یہ سرداری معرف بن سعید بن ریاب کو حاصل تھی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ داؤد کا ردیف تھا۔ اس دوران عثمان اور داؤد بن عطف کے درمیان ناراضی پیدا ہو گئی اور عثمان داؤد سے اس لئے غصے ہوا کہ اس نے امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحاق کو جو آل ابی حفص میں سے تھا تلمسان سے بھاگتے وقت اور خلیفہ تونس کے خلاف بغاوت کا مطالبہ کرنے کی اجازت کیوں دی ہے۔ عثمان بن لغیر اس کی بیعت میں شامل تھا۔ لہذا اس نے اسے واپس لانے کا ارادہ کیا، تو داؤد نے اس بارے میں عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ چلا گیا یہاں تک کہ وہ زواودہ کے شیخ عطیمہ بن سلیمان سے جا ملا۔ جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، وہ بجایہ اور قسنطیہ پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں داؤد بن ہلال نے اس کے کارنامے کا خیال رکھتے ہوئے بلاد حمزہ میں اسے جاگیر میں ٹھکانہ دیا۔ جسے کدارہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد داؤد نے وہاں پر اپنے پہلے میدانوں میں قیام کیا یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب تلمسان میں آیا اور اس نے لباعرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ یوں داؤد اصلاح احوال کی خاطر اس کے پاس گیا تو حاکم بجایہ نے اسے یوسف بن یعقوب کے نام ایک خط دیا جس کی وجہ سے وہ مضطرب ہوا۔ جب وہ اپنی سفارت سے واپس لوٹا تو اس نے اس کے پیچھے زنا تہ میں سے ایک سوار دستہ بھیجا جس نے سد میں بنی یزیدی کے ہاں اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اب اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹے سعید نے سنبھالی اور تلمسان سے محاصرے کی تنگی کو دور کیا۔ قبل ازیں بنی مرین کا وسیلہ تھا۔ جس کی وجہ سے بنو عثمان بن لغیر اس نے ان کی

رعایت کی لہذا انہوں نے انہیں ان کی قوم سمیت ان کے علاقوں کی طرف واپس کر دیا اور ان کی اس غیبت میں معرف بن سعید کی اولاد دھوکہ کھا گئی جو بنی مرین کی سرداری میں ان سے مقابلہ کرتی تھی۔ اس وقت ہر ایک اپنے ساتھی کے مقام سے نالاں تھا۔ جبکہ بنو معرف کج روی اور مخالفت سے سلامت ہونے کی وجہ سے حکومت کے اقبال سے مخصوص تھے۔ اسی دوران سعید بن داؤد اس غیرت کی وجہ سے بنی مرین کے پاس چلا گیا، وہ ان کے بادشاہ سلطان ابوثابت کے پاس اس امید پر گیا کہ وہ ان پر حملہ کرے مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی، اور اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔ لہذا اس بات کے باوجود قبیلے کی صورت میں اکٹھے رہتے تھے تاہم ہمیشہ ہی ان کے درمیان چغلی کا سلسلہ چلتا رہتا تھا یہاں تک کہ ابراہیم بن یعقوب بن معرف نے سعید بن داؤد پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس قتل کا بدلہ ماضی بن روان نے ابن یعقوب بن معرف کی اولاد سے اس کے میدانوں میں لیا۔ جب اولاد ریاب نے اس کا مقابلہ کیا، یوں بنی عامر میں افتراق پیدا ہو گیا اور وہ دو قبیلے بن گئے، یعنی بنو یعقوب اور بنو حمید۔ یہ ابوحمو موسیٰ بن عثمان کے دور کی بات ہے جو آل زیان میں سے تھا۔ بعد ازاں سعید کے بعد بنی یعقوب کی سرداری اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالی پھر کچھ عرصے کے بعد ابراہیم بن یعقوب جو بنو حمید کا شیخ تھا، فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عامر بن ابراہیم اس کی قوم پر اس کا جانشین بنا جو بڑا دلیر اور عقلمند تھا اور اس کی بہت شہرت پائی جاتی ہے۔ وہ عریف بن یحییٰ سے قبل مغرب میں آیا، سلطان ابو سعید کا مہمان بنا اور اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیا۔ عامر نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور اسے اس کے ہاں بھجوا دیا۔ اس کے علاوہ اسے بہت سامال دیا لیکن عثمان ہمیشہ کبھی صلح کے ذریعے اور کبھی ملاقات کے بہانے اس سے بدلہ لینے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اسے دھوکے سے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔

اس امر میں وہ قباحت ملتی ہے۔ جسے عرب ناپسند کرتے ہیں۔ لہذا فریقین نے آخر تک قطع تعلق کر لیا اور بنو یعقوب بنی حمید کے ساتھ اپنی جنگ میں سوید کے حلیف بن گئے۔ اس کے بعد سوید کے گشتی دستے عریف بن یحییٰ کو بنی مرین کے پاس اس کی جگہ پر جاملے، عامر بن ابراہیم نے اپنی قوم کے ساتھ بنی یعقوب پر زیادتی کی اور وہ مغرب میں چلے گئے۔ پھر ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی فوجوں میں آئے۔ اور ان کا سردار، عثمان ہلاک ہو گیا جسے عریف بن سعید کی اولاد نے عامر بن ابراہیم کے بدلے میں قتل کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا عم زاد، بحر بن عالم بن ہلال حکمران بنا جو اس کی زندگی میں اس کا معاون اور مددگار تھا۔ پھر یہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی سرداری اس کے چچا سلیمان بن داؤد نے سنبھالی۔ جب سلطان ابوالحسن تلمسان پر غالب آیا تو بنو عامر بن ابراہیم صحرا کی طرف بھاگ گئے، اس دور میں ان کا شیخ اس کا بیٹا صغیر تھا۔ بعد ازاں سلطان نے ازسرنو عریف بن یحییٰ کے ہاتھ حمید کے دیگر بطون اور ریاب کی بیعت کا مطالبہ کیا تو وہ صغیر کی مخالفت کر کے اس کے بھائی سلطان کے پاس چلے گئے، اس نے ان پر ان کے عم زاد عریف بن سعید کے بیٹوں میں سے یعقوب بن عباس بن میمون بن عریف کو سردار مقرر کر دیا۔ اس کے بعد صغیر کا چچا عمر بن ابراہیم اس کے پاس گیا۔ تو اس نے ان کو سردار مقرر کر دیا۔ اور انہیں خادم بنا دیا۔ بعد ازاں بنو عامر بن ابراہیم، زواوہ کے ساتھ جاملے اور یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اترے۔ پھر وہ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ انہوں نے داعی بن ہیدرد کے ساتھ لڑائی کی آگ بھڑکا دی جو ابو عبد الرحمن بن سلطان ابوالحسن جیسا لباس پہنا کرتا تھا اس کے بعد حکومت اور دیالم کے ساتھ کینہ رکھنے والوں نے اس کی مدد کی۔ پھر میمون بن غنم بن سوید کی اولاد عریف اور اس کے بیٹے کے مقام کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئی اور نرمار بھی انہیں میں سے تھا۔ لہذا ان دونوں نے مل کر اس داعی کی بیعت کر لی تو سلطان، نرمار کی طرف لڑائی کے لئے بڑھا۔ اور وہ تمام عربوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا پھر ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کی فوج کو تتر بتر کر دیا۔ اس کے بعد جنگوں میں مقبر بن عامر اور اس کے بھائیوں کا فرار لہبا ہو گیا اور وہ بھاگتے بھاگتے اس قدر دور چلے گئے کہ انہوں نے وہ ریتلا پہاڑ بھی پار کر لیا جو عربوں کی جولانگا ہوں کے بھی آگے ایک دیوار ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے بھائی ابو بکر کو کمزور کر دیا۔ وہ پھر سلطان کے ساتھ افریقہ گیا اور جنگ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہوا پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا تو یہ سب لواتہ بنی لغمیر اس کی جانب لوٹ آئے اس نے پھر اپنے قبائل کو ابو سعید عثمان بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن لغمیر اس کا خادم بنا دیا۔ جو جنگ قیروان کے بعد سنہ 750 میں تلمسان میں صاحب حکومت تھا۔ اسے اور اس کی قوم کو وہاں پر بڑا مقام حاصل تھا۔ بعد ازاں سوید اور بنو یعقوب مغرب میں چلے گئے یہاں تک کہ سلطان ابو عنان کے ہراول میں آگئے لیکن جب بنو عبد الواد ہلاک ہو گئے تو ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور صغیر حسب عادت صحرا کی طرف بھاگ گیا اور جنگل میں قیام کر کے انتظار کرنے لگا اور اس دوران بنی معرف بن سعید میں سے اس کی اکثر قوم اس کے ساتھ آئی، اور وہ انہیں ہر

جانب سے لے آیا۔ اس کے بعد معقل میں اولاد حسین نے سنہ 755 میں اور اس کے بعد بھی سلطان ابو عنان کی مخالفت کی، تو سبھما سہ میں انہوں نے لڑائی کی یوں اس نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ ہی تھا۔ ان پر بنی مرین کی فوجیں ایک میدان میں ٹوٹ پڑیں۔ جب وہ نکور میں غلہ حاصل کر رہے تھے۔ لہذا وہ ان کے عام اموال کو لے گئے، اور خوزیری کر کے آدمیوں کو قتل کر دیا، قید کیا۔ پھر وہ ہمیشہ ہی صحرا میں بھاگتے رہے جب کہ سوید اور بنو یعقوب میدانوں میں اپنی جگہوں پر رہتے تھے، سلطان کے ہاں بھی انہیں عزت حاصل تھی یہاں تک کہ سلطان ابو عنان فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابو جوموسیٰ بن یوسف جو سلطان ابو سعید عثمان بن عبدالرحمن کا بھائی تھا، تلمسان میں اپنی قوم کی حکومت طلب کرتا ہوا آیا۔ جب سے ابو علی نے ان کی حکومت پر غلبہ پایا تھا وہ تونس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ لہذا مقیر، زواودہ کے وطن کی طرف کوچ کر گیا اور پھر یعقوب بن علی کے ہاں جب وہ سلطان ابو عنان کے خلاف تھا، مہمان اترے۔ اس نے اسے موحدین کی حاکمیت سے نکال کر ابو جوموسیٰ کی پناہ میں دے دیا۔ تاکہ وہ اسے تلمسان کے علاقے اور وہاں پر رہنے والے بنی مرین کے پاس لائے لہذا انہوں نے اس کے ساتھ ایک آلہ بھیجا۔ اس کے بعد مقیر صولہ بن یعقوب بن علی، زبان بن عثمان بن سباع اور اس کا بھتیجا، شبل جو اس کے بھائی ملوک کا بیٹا ہے، اسے لے گئے۔ جنگل سے ریاح دعار بن عیسیٰ بن رباب اپنی قوم کے ساتھ جو سعید کی اولاد سے ہے، وہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ ان کے ساتھ ان کے ملک کی سرحد پر پہنچے یوں ریاح دعار بن عیسیٰ اور شبل بن ملوک واپس آ گئے۔ اور سیدھے آگے چلے گئے۔ ان کے ساتھ سوید کی موج کی دوڑ بھیڑ ہوئی تب بنی عامر کو غلبہ حاصل ہوا اور شیخ سوید بن عیسیٰ بن عریف ان دنوں قتل ہو گیا اور اس کا بھائی ابو بکر قید ہو گیا۔ اس کے بعد علی بن عمر بن ابراہیم نے اس پر احسان کیا اور اسے رہا کر دیا، ابھی یہ خبر فاس نہیں پہنچی تھی کہ لوگ سلطان ابو عنان کے جنازہ سے واپس آ رہے تھے۔ بعد ازاں ابو جومغرب کو، تلمسان پر چڑھا لایا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں بنی مرین کی فوجیں اس پر غالب آ گئیں اور وہاں پر اس کی حکومت منظم ہو گئی۔ جب دو سال بعد مقیر فوت ہو گیا، وہ قبیلے کی ایک لڑائی کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر سفر کر رہا تھا کہ بلا ارادہ اسے نیزے کا پھل آ لگا جو اس کے آبر پار ہو گیا، وہ اسی وقت مر گیا۔ اس کے بعد ان کی سرداری اس کے بھائی خالد بن عامر کو ملی جبکہ اس کے بھائی مقیر کا بیٹا عبداللہ اس کی مدد کرتا تھا۔ تمام زغبہ نے سلطان ابو جومغرب بنی مرین کے لئے فاس کو خالی کر دیا کیونکہ ان کے درمیان لڑائی جاری رہتی تھی۔ اس نے پھر ان سوید، بنی یعقوب، دیالم، اور عطف کے سب لوگوں سے کام لیا، یہاں تک کہ ابو جومغرب کے چچا ابو زیان بن سلطان ابو سعید کا فتنہ اٹھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ جب اس فتنہ کی ہنڈیا نے زغبہ سے جوش مارا تو وہ ابو جومغرب کے خلاف ہو گئے اور سوید کے امیر محمد بن عریف کو اس الہام کی بناء پر کہ وہ اپنے معاملے میں مدانیت سے کام لیتا ہے، گرفتار کر لیا۔ یوں اس کا بھائی ابو بکر اور اس کی قوم 770ء میں مغرب کے حکمران عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس چلی گئی اور وہ اپنی قوم میں آ کر اپنے علاقوں پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد بنو عامر اور ابو جومغرب میں چلے گئے اور وہ طویل عرصے تک صحرا میں پھرتے رہے۔ پھر ابو جومغرب کے پاس خالد کے متعلق اس کے چچوں اور اقارب میں سے عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب اور ابراہیم بن یعقوب کے بھائی معرف نے شکایت کی کہ عبداللہ، سلطان کارازدار اور جاسوس ہے۔ جس سے خالد کے دل میں خرابی پیدا ہو گئی، اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہو کر سلطان عبدالعزیز کی طرف چلا گیا۔ پھر بنی مرین کی فوجیں آئیں اور سلطان ابو جومغرب اور اس کے ساتھی عربوں پر ٹوٹ پڑیں۔ جب عبدالعزیز سنہ 770 میں فوت ہو گیا تو وہ اور اس کے بھائی مقیر کا بیٹا مغرب کی طرف چلے گئے۔ وہ بنی یعقوب کے سردار ساسی بن سلیم بن داؤد کے ساتھ جا ملے جس کی قوم بنی یعقوب نے محمد بن عریف کے بیٹوں کو قتل کیا تھا، یوں ان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ ساسی اور اس کی قوم مغرب میں آ گئے۔ پھر وہ حملے کی امید سے خالد کے ساتھ رہنے لگا۔ لیکن پھر وہ بنی مرین کی دادخواہی سے مایوس ہو گئے کیونکہ ان کے درمیان لڑائی جاری تھی۔ لہذا یہ سنہ 777 میں اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس آ گئے اور لڑائی کی آگ فروختہ کر دی۔ بعد ازاں سلطان ابو جومغرب کی فوجیں اس کے بیٹے ابوتاشیفین کے ساتھ ان کے مقابلے میں نکلیں اور سوید اور دیالم اور عطف بھی اس کے ساتھ گئے۔ وہ قلعہ کے سامنے وادی مینا میں ان پر ٹوٹ پڑے۔ عبداللہ بن مغیر اور اس کے بھائی ملوک نے اپنے دوسرے قرابت داروں کو قتل کیا۔ پھر ان کے شکست خوردہ آدمی صحرا کی طرف چلے گئے اور دیالم اور عطف کے ساتھ مل گئے، یہ سب اکٹھے ہو کر سالم بن ابراہیم کے پاس گئے جو تعالیٰ کا سردار اور پنچہ کا حکمران تھا۔ وہ ابو جومغرب سے اس کے غصے کی وجہ سے وحشت محسوس کرتا تھا۔ لہذا انہوں نے اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کیا، اور امیر ابو زیان کی طرف ریاح کے علاقے میں ایک جگہ آدمی بھیجا۔ لہذا وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی پھر سالم نے اسے

جزائر پر قبضہ کروادیا۔ انہی دنوں میں خالد فوت ہو گیا تو ان کی حکومت پر اگندہ ہو گئی اور مسعود بن مقیر، بنی عامر کا حکمران بن گیا۔ اس کے بعد ابو جوم، سوید اور بنی عامر کے اپنے دوستوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور سالم بن ابراہیم کو خادم بنایا وہ ابو زیان ریاح کے علاقے میں اپنی جگہ پر گیا اور جنگل میں مسعود بن عامر اور اس کی قوم کے ساتھ مل گیا۔ وہ پھر ساسی بن سلیم یعقوب بن علی اور اس کی قوم کے ساتھ جا ملا جو زواودہ میں سے ہے پھر سب سلطان کی خدمت میں واپس آ گئے۔ انہوں نے اس کے پاس وفد بھجوایا تو اس نے انہیں امان دیدی اور یہ اس کے پاس گئے۔ اس نے مسعود اور ساسی کے متعلق خوش آمدید کا اظہار کیا لیکن اس نے ان کے متعلق دل میں برا ارادہ رکھا پھر اس نے بنی عامر اور سوید کے ہم زادہ کو ان کی مصیبت میں داخل کر دیا لہذا انہوں نے اس کی بات کا جواب دیا تو اس نے ان سے چال چلی اور اپنے بیٹے تاشفین کو ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اکٹھے ہو کر مسعود اور اس کے دس بھائیوں کو جو بنی عامر بن ابراہیم میں سے تھے، گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ابو تاشفین اور سب عرب بنی یعقوب کے قبائل کی طرف چلے گئے، اور یہ لوگ سردار تھے۔ اس دوران سوید نے وادی مینا میں ان کے لئے گھات لگائی لہذا بنو عامر نے صبح کے وقت ان کی جگہ پر حملہ کر دیا اور وہ ان کا سب مال لے آئے جب کہ ان کے شکست خوردہ لوگ صحرا کی طرف چلے گئے، تو ابو تاشفین نے بنی راشد کے ساتھ انہیں روکا، یوں ان کے باقی ماندہ لوگ بھی باقی نہ رہے اور ساسی بن سلیم اپنی قوم کی ایک چھوٹی سی شکست خوردہ جماعت کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ وہ نضر بن عروہ کے ہاں مہمان اتر اس کے بعد بنی عامر کی سرداری مقیر کے چچا سفیان بن ابراہیم بن یعقوب اور اس کے معاون عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب کے لئے مخصوص ہو گئی جو سلطان کا بہت مقرب تھا۔ بعد ازاں مغرب کے حکمران نے سلطان ابوالعباس احمد بن ولی ابوسالم کو نزار بن عریف کے وسیلے سے مسعود اور اس کے بھائیوں کے متعلق سفارش کے لئے بھیجا حالانکہ نزار ابو جوم اور اس کے بھائیوں کو مصیبت میں مبتلا کرنے والا تھا، یوں ابو جوم نے اس سفارش کی وجہ سے انہیں رہا کر دیا لیکن وہ دوبارہ مخالف ہو گئے اور صحرا کی طرف چلے گئے ابراہیم بن یعقوب کی اولاد کے بہت سے آدمی ان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ تو بنی یعقوب کی شکست خوردہ چھوٹی سی جماعت بھی اپنے علاقوں سے نکل کر اپنے سردار ساسی بن سلیم کے پاس جمع ہو گئی، سب کے سب عروہ کے ساتھ اتر پڑے۔ بعد ازاں اس کے بھائیوں نے اس زمانے کے افریقہ کے حکمران سلطان ابوالعباس کے پاس اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے وفد بھیجا۔ لہذا اس نے ان کے ساتھ مناسب حسن سلوک کیا اور وفد کو عطیات دیئے۔ اس نے خوش کن وعدوں کے ساتھ اسے واپس کر دیا اور ابو جوم اس بات کو سمجھ گیا تو اس نے اپنے جاسوسوں کو اسے دھوکے سے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد اس نے افریقہ کے حکمران، سلطان ابوالعباس کی طرف علی بن عمر بن ابراہیم کو جو خالد بن محمد کا عم زاد تھا، بھیجا اور بنی عامر میں سے ابو جوم کے مخالفین کی بھی ایک بہت بڑی جماعت بھیجی۔ جس کے ساتھ سلیمان بن شعیب بن عامر بھی گیا۔ لہذا وہ تونس میں اس سے مدد طلب کرتے ہوئے اس کے پاس گئے تو اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا، ان سے وعدہ کیا اور ان سے اچھی طرح پیش آیا۔ یہ لوگ پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ بعد ازاں علی بن عمر دوبارہ ابو جوم کی خدمت میں گیا اور اس نے اسے بنی عامر سے مقدم کیا جو سلیمان بن ابراہیم کی اس اولاد سے تھے جو صحرا میں رہتے تھے، وہ بنی یعقوب کے ساتھ ابو بکر بن عریف کے قبائل میں اترے اور اس دور تک وہ اسی طرح رہ رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کا اندازہ کرنے والا ہے۔

سای

سلیم

داؤد

ہلال

عطاف

روداد

کریش

عیاد

منیع

یعقوب

شفاہ بن شافع

یعقوب بن العباس

عنان بن سعید

ساکم بن سون بن سید انہو

بن میمون بن عریف

ہمصح

راکبہ

افسار

یم، ہسار

مقیر

عامر

ابراہیم

یعقوب

معرف

سعید

ریاب

حامد

حجرش

حجاز

عبید

حمید

عامر

خالد

سلیمان

عریف بن زیان

علی بن عثمان بن دانود بن عبداللہ

عمر بن زیان بن مسعود بن شداد

بن محمد احمد

بجیش

علاق بن المحاذزہ بن حمزہ

راہقلہ

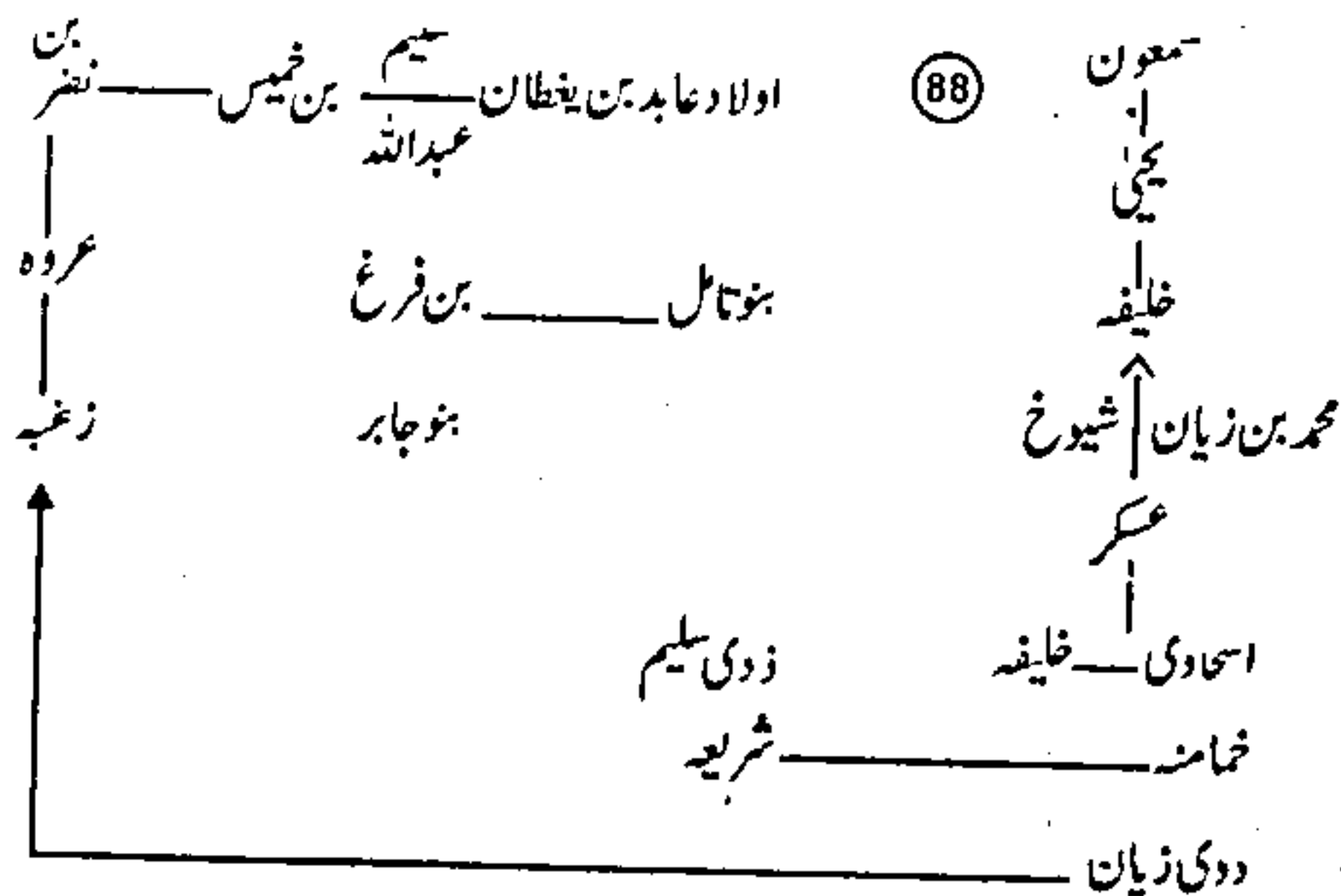
اردقہ

ذوی عیسٰ

مطرد

عروہ بن زغبہ کے حالات اور واقعات کی روداد

عروہ بن زغبہ کے دوطن ہیں: نضر بن عروہ اور خمیس بن عروہ جب کہ خمیس کے تین بطون ہیں یعنی عبید اللہ، فرغ اور یقظان۔ فرغ کے بطون میں سے بنو قائل ہیں جو یحییٰ کی اولاد کے حلیف ہیں۔ جو معمور میں سے ہے۔ یہ لوگ جبل راشد میں رہتے ہیں اور بنو یقظان اور عبید اللہ، بوید کے حلیف ہیں جو ان کے سفر کرنے کے ساتھ سفر کرتے اور ان کے رفاقت پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ اقامت پذیر ہو جاتے ہیں۔ ان کی سرداری اولاد عابد میں ہے جو راشد کے لطن سے ہے۔ نضر بن عروہ، جنگل میں چلے گئے ہیں اور اس کی ریت میں گھاس تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ وہ وہالم اور عطاق اور حصین کی حکمرانی میں تلول اطراف کی جانب اور ان کے اوطان کی سرحدوں کی طرف بھی چلے جاتے ہیں اور ان کی کوئی حکومت اور جاگیر نہیں کیونکہ یہ تلول میں اپنی زبان اور زغبہ کے دوسرے بطون کی رکاوٹ کی وجہ سے داخل ہونے سے عاجز ہیں۔ انہوں نے جبل مستند کے کناروں پر جو ریاح کے وطن کے قریب ہیں، قبضہ کیا ہوا ہے۔ جہاں پر عمرہ اور زنا تہ کے لوگ رہتے ہیں۔ ان پر مسلسل کئی سالوں سے عربوں کا غلبہ ہے لہذا نضر نے ان پر ٹیکس لگا دیا ہے اور ان کو رعیت اور خادم بنا لیا ہے۔ اکثر اوقات ان میں سے کچھ لوگ جو سفر کرنے سے معذور ہوتے ہیں، بربروں کے گھروں میں بھی آ جاتے ہیں۔ ان کے بطون، اولاد خلیفہ، خمائنہ، شریعہ، سخاوی، زوی زیان، اور اولاد سلیمان بیان کہتے جاتے ہیں۔ ان سب کی سرداری خلیفہ بن نضر بن عروہ کی اولاد میں سے ہے۔ اس زمانے میں یہ محمد بن زیان بن عسکر بن خلیفہ اور اس کے معاون سمعون بن ابو یحییٰ بن خلیفہ بن عسکر کو حاصل ہے۔ اکثر صحرائی لوگ، جبل مستند میں اقامت پذیر نہیں جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ ان کی سرداری اولاد ناجعہ میں ہے اور یہ نضری ہمیشہ سے زغبہ کے حلیف ہیں تاہم کبھی حرب اور حصین کے بھی حلیف بن جاتے ہیں جو ان کا پڑوسی ہے۔ یہ کبھی کبھی بنی عامر کے حلیف بن جاتے ہیں جب وہ سوید کے ساتھ جنگ کرتے ہیں، ان کی خوش بیانی عامر کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ کیونکہ ابی قحافہ کو اپنا زعمیم مانتے ہیں۔ میں نے ان کے مشائخ سے سنا ہے کہ وہ ان کے باپ کا نام نہیں بلکہ ایک وادی کا نام ہے جہاں قدیم زمانے میں ان کا معاہدہ ہوا تھا۔ بعض اوقات یہ بنی عامر کے سردار بن جاتے ہیں۔ مگر ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے اور یہ بنی عامر کے بہت قریبی حلیف ہیں اور اسلف بہت تیزی سے آتے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ بعض دفعہ ہمسائیگی کی وجہ سے ریاح کی بھی مدد کرتے ہیں مگر ایسا کم ہوتا ہے۔ یہ ریاح جیسے صحرائی لوگوں کے ساتھ زیادہ رہنے کی وجہ سے مسلم اور سعید جیسوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ اور بعض اوقات جنگل میں ان کے درمیان لڑائیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ جن میں زغبہ کے بعض بطون کی خونریزی ہو جاتی ہے تاہم ہمارے پاس ان کے واقعات نہیں پہنچے۔ واللہ الخلق والا مروہ ورب العالمین۔



ذوی حسان، ذوی عبید اللہ اور ذوی منصور کے تین قبائل کا احوال

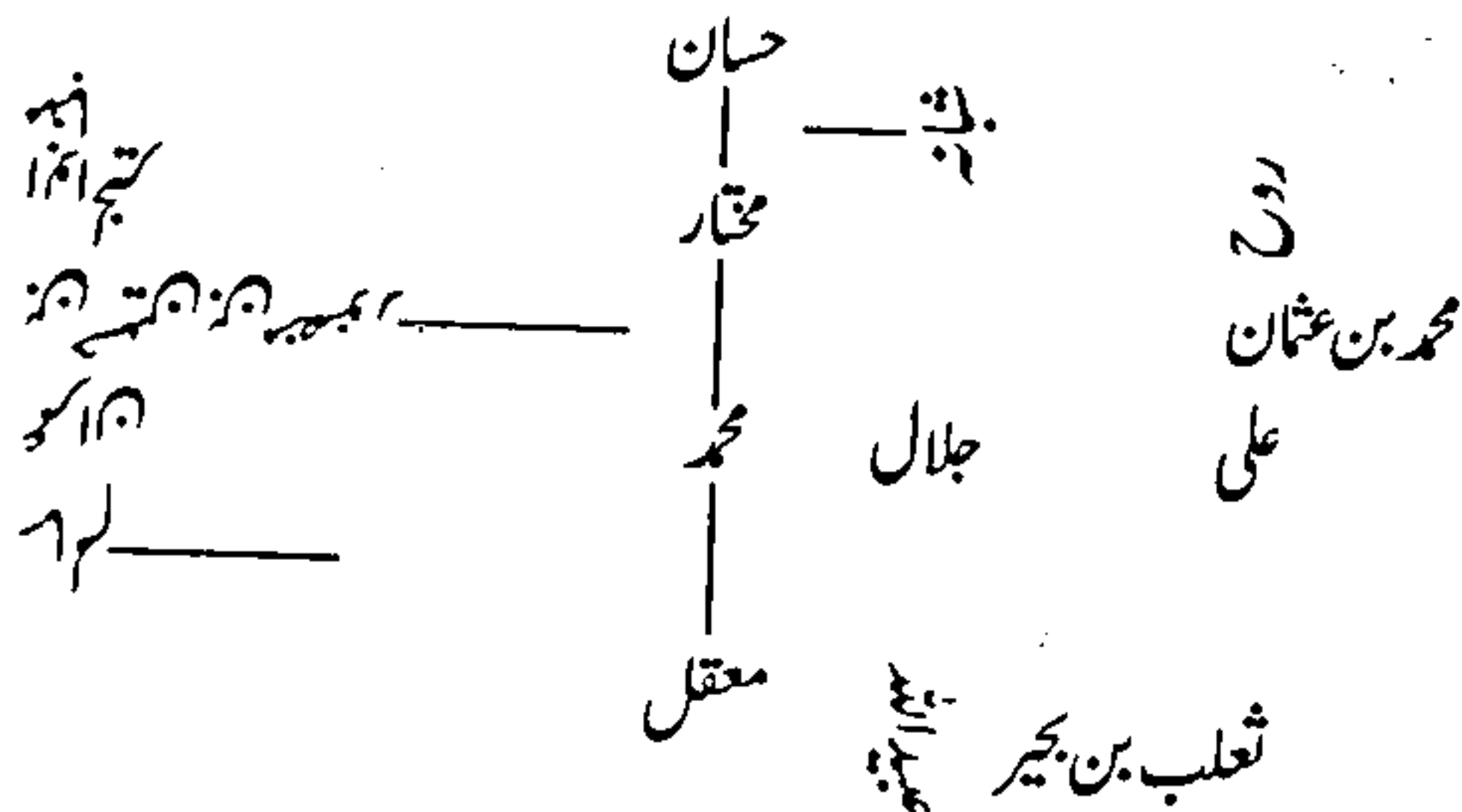
اس دور میں یہ قبیلہ عرب کے قبائل میں اپنی تعداد اور مغرب اقصیٰ کے جنگلات میں اپنے علاقوں کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔ یہ لوگ زغبہ کے بنی عامر کے علاقوں کے پڑوس میں رہتے ہیں جو تلمسان کے سامنے ہیں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط تک جا پہنچتے ہیں۔ یہ دراصل تین بطن ہیں۔ یعنی ذوی عبید اللہ، ذوی منصور اور ذوی حسان۔ ان میں سے ذوی عبید اللہ بنی عامر کے پڑوسی ہیں اور ان کے علاقے تل میں تلمسان اور تادیریت کے درمیان اور قبلہ کے سامنے ہیں جبکہ ذوی منصور کے ٹھکانے تادیریت سے بلا در درعہ تک ہیں۔ لہذا یہ ملو بہ سے سجلماسہ تک اور درعہ اور اس کے مقابل میں تل کے علاقے پرتازی، عماسہ، مکناسہ، فاس اور بلاد تادولہ اور مقدور پر قابض ہیں۔ ذوی حسان کے ٹھکانے درعہ سے بحر محیط تک ہیں اور ان کے شیوخ بلاد قول میں اترتے ہیں جو سوس کا دار الخلافہ ہے یہ اکثر سوس اور اس کے مضافات پر قابض ہو جاتے ہیں، اور سب کے سب ریت میں ملشمین کے علاقوں یعنی کدالہ، مسوفہ، اور ملتونہ تک چراگا ہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ ہلائیوں کے ساتھ تھوڑی سی تعداد میں مغرب میں داخل ہوئے تھے، کہتے ہیں کہ ان کی تعداد دو سو بھی نہیں تھی۔ اسی لئے بنو سلیم نے انہیں روک کر انہیں عاجز کر دیا۔ اور عہد قدیم سے یہ ہلائیوں کے ساتھ ہو گئے۔ یہ پھر ان کے علاقوں کے آخر میں ملو بہ، رمال اور تاخیلات کے قریب اتر گئے۔ پھر قریبی جنگلوں میں زاناتہ کی ہمسائیگی اختیار کی لہذا ان کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ یہ مغرب اقصیٰ کے صحراؤں میں راتوں کو چلے اور اس کی ریت کو آباد کیا اور اس کے ویرانوں میں غلبہ حاصل کیا۔ یہ دراصل وہاں پر زاناتہ کے حلیف تھے اور افریقہ میں ان کی بہت تھوڑی جمعیت رہ گئی جو بنی کعب بن سلیم میں شامل ہو گئی، انہوں نے انہیں داخل کر لیا۔ یہاں تک کہ یہ بادشاہ کی خدمت کرنے اور عربوں کو اکٹھا کرنے میں ان کے وزیر بن گئے۔ جب زاناتہ بلاد مغرب پر غالب آ گئے اور شہروں میں مقیم ہو گئے تو معقل کے یہ لوگ جنگلوں میں کھڑے ہو گئے اور ویرانوں میں اکیلے رہ گئے۔ یہ پھر ان کے ہمسر ہو کر بڑھے اور صحرا کے ان محلات پر قبضہ کر لیا، جنہیں زاناتہ نے جنگل میں بنایا تھا۔ جیسے مغرب میں سوس کے محلات اور مشرق میں توات اور جوہ اور تا منطیت اور دارکلاں اور تا سبیت اور بنکورارین کے محلات ہیں۔ ان میں ہر ایک کا ایسا منفرد علاقہ ہے جو متعدد محلات پر مشتمل ہے جن میں کھجوروں کے درخت اور نہریں ہیں۔ ان کے اکثر باشندے دراصل زاناتہ کے آدمی ہیں اور ان کے درمیان ان کی سرداری کے سلسلے میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یوں معقل کے عرب ان اوطان کو اپنی جولانگا ہوں میں عبور کر گئے، ان پر ٹیکس لگائے اور ان کے لئے اتنا خراج جمع ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں بادشاہ شمار ہوتے ہیں۔ یہ گزشتہ دنوں میں ملوک زاناتہ کو صدقات دیتے تھے اور انہیں خونریزی اور ظلم کی وجہ سے پکڑتے تھے یہ اس کا نام سفر کا اونٹ رکھتے تھے۔ اور انہیں اس کی تعین کا اختیار حاصل تھا۔ یہ عرب، اطراف مغرب سے اور اس کی چراگا ہوں میں اترنے والوں سے محفوظ نہیں ہوتے تھے۔ اور نہ ہی سلجماسہ کے راہروؤں اور دیگر بلاد سودان کے مسافروں کو اذیت سے دوچار کرتے تھے کیونکہ مغرب میں موحدین اور ان کے بعد زاناتہ کے ایام میں دین کو اعتراف اور سرحدوں کی بندش اور حامیوں کی کثرت تھی۔ اس کے مقابلے میں انہیں حکومتوں سے جاگیریں بھی حاصل تھیں۔ جس سے وہ بچے کے ہاتھ کو پکڑنے میں مدد دیتے تھے۔ ان میں لشجے کے مسلم، سعید بن رباح اور عمود قبیلے بھی تھے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کی تعداد قلیل ہے۔ تاہم وہ دیگر انساب کے قبائل کے اکٹھے ہو جانے کی وجہ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ ان میں فزارہ اور اشع کے بڑے بڑے قبیلے ہیں اور ان میں کرفہ کا شیطہ، اور عیاض کا مہاپہ اور حصین کا شعراء اور اخضر کا صباح اور بنی سلیم وغیرہ کے قبائل بھی شامل ہیں۔

جمہور کے نزدیک ان کے انساب پوشیدہ اور مجہول ہیں جبکہ ہلال کے ابتدائی عرب انہیں بطون ہلال میں شمار کرتے ہیں، مگر یہ درست نہیں اور

ان کا اپنا خیال یہ ہے کہ ان کا نسب اہل بیت میں جعفر بن ابی طالب تک جاتا ہے لیکن یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ ہاشمی اور طالبی صحرائی اور چراگا ہیں تلاش کرنے والے لوگ نہیں۔ واللہ اعلم۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ یمنی عربوں میں سے ہیں کیونکہ ان میں دو بطن ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک اپنا نام معقل رکھتا ہے۔ ابن کلبی وغیرہ نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قضاہ بن مالک بن حمیر سے ہے اور وہ معقل بن کعب بن غلیم بن خباب بن عبد اللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اسلات بن افیدہ بن تور بن کعب بن دبرہ بن ثعلب بن حلوان بن عمران الحاف بن قضاہ ہے۔ دوسرا بنی الحرت بن کعب بن عمر بن علہ بن جلد بن مذحج بن اود بن ہشج بن عریب بن زہر بن کہلان سے ہے اور یہ معقل ہے۔ اس کا نام ربیعہ بن کعب بن ربیعہ بن کعب بن الحرت بتایا گیا ہے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ اس دوسرے بطن سے ہیں جو مذحج سے ہے اور جس کا نام ربیعہ تھا بعض مورخین نے اسے افریقہ میں داخل ہونے والے ہلال کے بطن سے شمار کیا ہے، کیونکہ بنی الحرف بن کعب کے ٹھکانے بحرین کے قریب ہیں۔ جہاں یہ عرب افریقہ میں داخل ہونے سے قبل عرافہ کے ساتھ رہتے تھے۔ اس بات کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب ابن سعید نے مذحج کا ذکر کیا تو بتایا کہ وہ یمن کے پہاڑوں کی طرف رہتے ہیں اور اس نے ان کے بطن میں سے زبید اور مراد کا ذکر کیا ہے پھر کہتا ہے کہ ان میں سے دبرہ فرقہ افریقہ میں آتا جاتا ہے۔ اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے یہ معقل کے لوگ ہیں جو افریقہ میں ہیں اور یہ مغرب اقصیٰ میں رہنے والے لوگوں کا فرقہ ہیں۔

ان کے بڑے نسابوں نے بیان کیا ہے کہ ان کے حد معقل کے دو بیٹے تھے یعنی سحر اور محمد۔ پھر سحر کے ہاں عبید اللہ اور ثعلب پیدا ہوئے اور عبید اللہ سے ذوی عبید اللہ پیدا ہوا اور یہ ان کا بڑا بطن ہے۔ جب کہ ثعلب سے وہ ثعالبہ پیدا ہوئے جو الجزار کے نواح میں بسیط متیجہ میں رہتے ہیں۔ محمد کے بیٹے مختار، منصور، جلال، سالم اور عثمان ہیں اور مختار بن محمد کے ہاں حسان اور شبانہ پیدا ہوئے پھر حسان سے ذوی حسان ہوا۔ اور اس کے مذکورہ بطن سے اہل سوس ہیں۔ جبکہ شبانہ سے شبانات ہیں جو وہاں ان کے پڑوسی ہیں۔ جلال اور سالم اور عثمان الرقیطات سے ذوی حسان کے صحرائی لوگ ہیں جو ان کے ساتھ چراگا ہیں تلاش کرتے ہیں منصور بن محمد کے بیٹے حسین اور ابوالحسن اور عمران اور شب ہیں، ان سب کو ذوی منصور کہا جاتا ہے۔ اور یہ مذکورہ بطن ثلاثہ میں سے ایک ہے۔ واللہ سبحانہ، وتعالیٰ اعلم بغیبہ واحکم۔



ذوی عبید اللہ کا حال

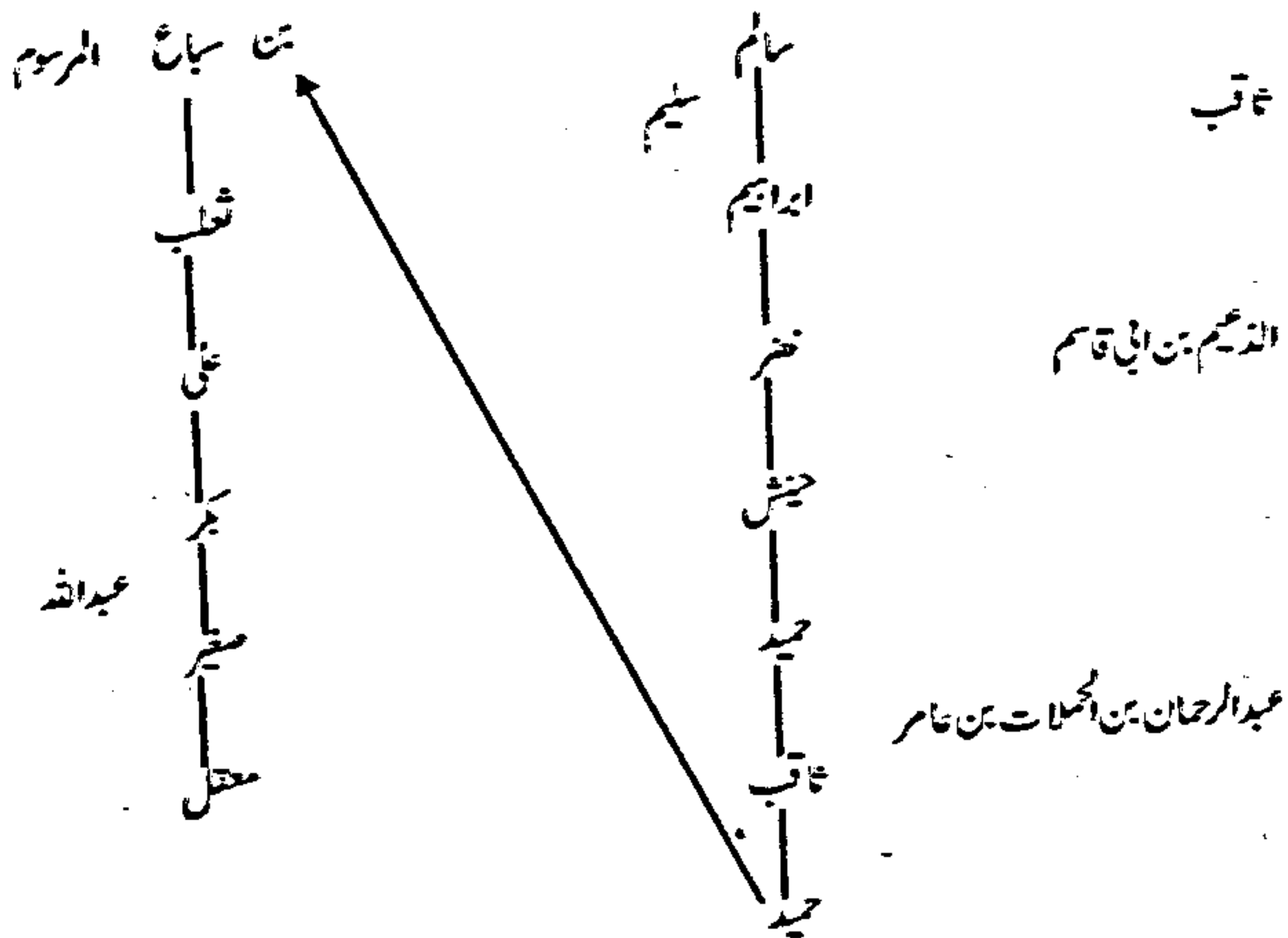
یہ بنی عبد الواد کے اقتدار سے جو کہ زنا تہ میں سے تھا، بنی عامر بن زغبہ کے پڑوسی ہیں۔ ان کے علاقے تلمسان کے درمیان سے وجہ سے سمندر تک ہیں۔ اس کے علاوہ منصب وادی علویہ کے سنگم اور وادی صامن القبلیہ کے شروع ہونے کی جگہ تک ہیں اور جنگلوں میں ان کا سفر تو ات

اور تمنطیت کے محلات تک ہوتا ہے اکثر اوقات یہ ذات الشمال سے تاسایت اور تو اکرارین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جو کہ سب کے سب جنگل سے سوڈان تک بہترین علاقے ہیں۔ ان کے اور بنی عامر کے درمیان مسلسل لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور اقتدار اور حکومت سے پہلے بنی عبدالواد کے ساتھ بھی اسی طرح ان کی لڑائیاں ہوتی تھیں لہذا یہ بنی مرین کے حلیف نہیں تھے۔ المنات جو ذوی منصورہ میں سے ہیں، وہ بنی عبدالواد کے حلیف تھے۔ لغیر اس ان پر اکثر حملے کر کے انہیں کو نقصان پہنچاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پڑوس کے باعث ان کے ساتھ ہو گئے اور حکومت ان پر غالب آ گئی یوں انہوں نے صدقہ اور خیرات دی اور لڑائیوں میں سلطان کے ساتھ چھاؤنی ڈال لی، وہ مسلسل اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک کہ حکومت کو کمزوری نے آیا۔ لہذا انہوں نے تلول کو وطن بنا لیا اور وجدہ ندرومہ، بنی برناس، مدیونہ اور بنی سوس میں سلطان سے جاگیریں حاصل کیں حالانکہ اس سے قبل انہیں ان جگہوں کا خراج ملتا تھا۔ یوں ان مقامات کے ٹیکس کا بڑا حصہ انہیں مل گیا۔ اس کے علاوہ انہیں ساحلی شہر نہیں پر تلمسان تک گزرنے کا بڑا حصہ بھی مل گیا۔ یوں کوئی مسافر ان کی اجازت اور ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر ان دونوں شہروں کے درمیان سفر نہیں کر سکتا تھا۔ یہ دو وطن تھے: المعراج اور الخراج۔

الخراج، فرج بن مطرف بن عبید اللہ کی اولاد سے تھا اور ان کی سرداری عبدالملک اور فرج بن علی بن ابی الریش بن نہار بن عثمان بن خراج کی اولاد میں، عیسیٰ بن عبد الملک، یعقوب بن عبد الملک اور یغمور بن عبد الملک کی اولاد کو حاصل تھی۔ سلطان ابوالحسن کے عہد میں یعقوب بن یغمور سردار تھا، جب اس نے تلمسان پر قبضہ کیا تو عبید اللہ نے اس کے لئے ان لوگوں سے کام لیا۔ یحییٰ بن العز بنی برناس کے جوانوں میں ہی سے تھا جو اس پہاڑ میں رہتے تھے جو وجدہ پر جھانکتا ہے۔ اسے حکومتوں کی خدمت میں بہت اولیت حاصل تھی لہذا اس نے سلطان ابوالحسن سے رابطہ پیدا کیا اور اسے اس صحرا کے محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی اس نے فوج کے ساتھ اسے ان عربوں کے ساتھ بھیجا اور یہ ان کے ساتھ صحرا میں داخل ہو گیا، اس نے پھر ان محلات پر قبضہ کر لیا۔ عبید اللہ ان کی املاک کے چھن جانے اور ان سے بد معاملگی پر متاسف ہوا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے خیمے میں قتل کر دیا، اس کے علاوہ سلطان کی فوج کو بھی لوٹ لیا۔ جو اس کے ساتھ تھی اور اطاعت کو چھوڑ دیا۔ بعد ازاں یعقوب بن یغمور بھاگ گیا اور وہ اس کے بقیہ ایام میں صحرا ہی میں مفرور رہا اور اس کے بعد واپس آ گیا۔ پھر بنی عبدالواد کی حکومت واپس آ گئی۔ انہوں نے اپنی حکومت میں رکاوٹ پیدا کر دی اور وہ اسی حالت میں رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ اس کا بھانپن بن جو یعقوب کی مخالفت کے ایام میں الخراج کا سردار تھا۔ اس کے بعد اس کے اہل بیت سے منصور بن یعقوب بن عبد الملک اور اس کا بیٹا بنا۔ جب ابو حمر آیا تو اسے اس کی خدمت اور میل ملاقات میں اولیت حاصل تھی، تو اس نے اسے ان پر سردار بنا دیا۔ آج کل ان کی سرداری رحو بن منصور بن یعقوب بن عبد الملک اور طلحہ بن یعقوب کے درمیان تقسیم ہے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ بسا اوقات اس نے اس سے جھگڑا بھی کیا اور ان کے بہت سے بطن ہیں مثلاً ان میں الجمادہ ہیں جو جووان بن خراج سے ہیں۔ الغسل، غاسل بن خراج سے ہیں۔ اور المطارفہ، مطرف بن خراج سے ہیں۔ جبکہ المہایہ، عثمان بن خراج سے ہیں۔ انہی میں ان کی سرداری ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے ساتھ الناجعہ بھی ہیں جنہیں المفایہ بھی کہتے ہیں۔ یہ کبھی المہایہ بن عیاض کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ان کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور کبھی مہایا بن مطرف کی منسوب ہوتے ہیں۔

المعراج، المعراج بن مہدی بن محمد بن عبید اللہ کی اولاد سے ہے، ان کے علاقے الخراج سے مغرب کی جانب ہیں۔ یہ بنی منصور کے پڑوسی ہیں اور تادیریت اور اس کا صحرا ان کے لئے ہے۔ اکثر یہ بنی مرین کی خدمت کرتے ہیں اور ان کی جاگیریں اور ان کے علاقے ان کے قبضے میں ہیں۔ عبدالواد کی طرف ان کا رجوع بہت کم اور کبھی کبھی ہوتا ہے۔ ان کی سرداری، یعقوب بن صہبا بن صراج کی اولاد میں، مرین بن یعقوب اور مناد بن رزق اللہ بن یعقوب اور فکرون بن محمد بن عبدالرحمان بن یعقوب کی اولاد کے پاس ہے۔ یعقوب حریز بن نجی الصغیر بن موسیٰ بن یوسف بن حریز کی اولاد میں سے ہے، یہ سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں ان کا سردار تھا جب اس کا جانشین فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا ان کا سردار بنا۔ مناد کی اولاد میں سے ابو یحییٰ الکبیر بن مناد بھی تھا جو ابو یحییٰ الصغیر سے پہلے سردار تھا۔ اس کی طرف انتساب کی وجہ سے اسے صغیر کہا گیا ہے۔ ان میں سے ابو حمید، محمد بن عیسیٰ بن مناد بھی ہے جو اس دور میں ان کے سردار کا معاون ہے جو کہ ابو صغیر یحییٰ کی اولاد میں سے ہے۔ وہ قاصیہ، اہل الرمال اور ملشمین کے لئے جنگلوں اور لڑائیوں میں بہت گھومنے والا تھا۔ واللہ مالک الملوك لارب غیرہ ولا معبود سواہ، وہو نعم

اور یہ شمالی پھر متوجہ کے میدان میں ملکیش کی رعایا میں شامل ہو گئے جو منہاجہ میں سے تھا۔ اور انہوں نے ان کی ملکیت کے تحت وطن بنائے۔ انہیں ان پر اقتدار حاصل تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ بنو مرین مغرب اوسط پر غالب آ گئے انہوں نے ملکیش کی حکومت کو وہاں سے ختم کر دیا۔ ان شمالی نے پھر اس میدان کو مخصوص کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے۔ ان کی سرداری، سباع بن ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد میں تھی۔ ان کا خیال یہ ہے کہ جب یہ سباع موحدین کے پاس جاتا تھا تو وہ اس کے عمامہ کی مدد پر عزت افزائی کے لئے ایک دینار رکھتے تھے جو دراصل کئی دینار کے وزن کا ہوتا تھا۔ میں نے اپنے بعض سرداروں سے سنا ہے کہ یہ لوگ اس کے ساتھ امام مہدی کی عزت کرنے کی وجہ سے ایسا سلوک کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ان کے پاس سے دوڑتا ہوا گزرا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اولاد سباع کی سرداری پہلے بنی یعقوب بن سباع میں قائم رہی اور پھر جنبش کی اولاد میں آ گئی پھر سلطان ابوالحسن، بنی عبدالواد کے ممالک پر غالب آ گیا اور انہیں مغرب کی طرف لے گیا۔ بعد ازاں ان کی حکومت ابوالحکامات بن عائد بن ثابت کو حاصل ہو گئی جو جنبش کا عم زاد تھا۔ وہ آٹھویں صدی کے وسط میں سلطان ابوالحسن کے الجزائر میں (جو تونس کا ایک علاقہ ہے) اترنے کے وقت طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔ لہذا اس نے ابراہیم بن نصر کو ان پر حکمران بنا دیا اور ان کی سرداری ہمیشہ ہی اس کے پاس رہی، یہاں تک کہ وہ مغربیوں پر سے سلطان ابوعثمان کا بٹنہ ہٹنے کے بعد فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ پھر ان کی سرداری اس کے بیٹے سالم نے سنبالی اور یہ لوگ بکش کونکیش ادا کرتے تھے اور ان کے بعد الجزائر کے بادشاہوں کو نکس دیتے تھے یہاں تک کہ سنہ 760 میں ابوحمو کے خلاف ابوزیان اور حنین کے خروج کے زمانے میں عربوں کی ہوا اکھڑ گئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اس دور میں ان کا سردار سالم بن ابراہیم بن نصر بن حمیس بن ابی حمید بن ثابت بن محمد بن سباع تھا۔ لہذا اس نے اس لڑائی میں خوب گھوڑے دوڑائے۔ جب اس سے ابوحمو نے معاہدہ کیا تو اس نے کئی بار اسے توڑا۔ پھر بنو مرین تلمسان پر غالب آ گئے، تو وہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے ایلچی اور وفد، مغرب میں ان کے پاس گئے پھر سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور ابوحمو اپنی حکومت کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد مصیبتیں نازل ہونے لگیں۔ لہذا سالم اس سے ڈرا، اب اس نے ابوزیان کو طلب کیا اور اسے الجزائر پر حاکم مقرر کر دیا۔ جب ابوحمو 779ء میں اس کے مقابلے میں گیا، تو اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور سالم اپنی جماعت کو واپس لے آیا۔ وہ پھر ابوزیان سے الگ ہو گیا۔ جیسا کہ ہم سب کے حالات میں بیان کریں گے۔ ابوحمو پھر اس کے مقابلے میں گیا اور جبال متجہ میں تھوڑا عرصہ اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے اپنے عہد کا پابند کیا۔ لیکن پھر اس نے اس سے عہد شکنی کی اور وہ اسے گرفتار کر کے اور قیدی بنا کر تلمسان لے گیا اس نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اور اس کا اثر مٹ گیا۔ پھر نہ ہی وہ اسے ریاست ملی جس کے شمالی اہل نہیں تھے پھر اس نے اس کے بھائیوں، قبیلے اور خاندان کا قتل کرنے، قید کرنے اور لوٹنے کے لئے پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ واللہ یخلق ما یشاء۔



ذوی منصور یہ کا بیان

منصور بن محمد کی اولاد، معقل کا بڑا اور اکثریتی حصہ ہیں۔ ان کے علاقے مغرب اقصیٰ کی سرحدیں ہیں، جو اس کے سامنے سے ملویہ اور درعہ کے درمیان ہیں۔ ان کے چار بطنوں ہیں یعنی اولاد حسین اور اولاد ابوالحسین، یہ دونوں سگے بھائی ہیں، اور یہ الغمار یہ عمران کی اولاد ہیں جبکہ المہدبات، مہا کی اولاد ہیں اور یہ دونوں سگے بھائی ہیں۔ ان دونوں بطنوں کے سب آدمیوں کو احواف کہتے ہیں۔ ابوالحسن کی اولاد، سفر سے عاجز ہیں۔ اور ان محلات میں فروکش ہیں جو انہوں نے جنگل میں تاملات اور تیکوارین کے درمیان بنائے ہیں۔ حسین کی اولاد، ذوی منصور کی اکثریت ہیں اور انہیں ان پر غلبہ حاصل ہے۔ بنی مرین کے زمانے میں ان کی سرداری، خالد بن جرمون بن حرار بن عرفہ بن فارس بن علی بن عبدالواحد بن یحییٰ اور اس کے بھائی زکریا، پھر اس کے عم زاد احمد بن رحو بن غانم پھر اس کے بھائی یعیش اور پھر اس کے عم زاد یوسف بن علی بن غانم کو حاصل تھی۔ یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے یوسف کے زمانے میں بنی مرین کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوئیں تھیں۔ عنقریب بنی مرین کے حالات میں یوسف بن یعقوب کا ذکر آئے گا کہ وہ مراکش سے آ کر صحرائے درعہ میں ان پر کیسے حملہ آور ہوا۔ جب اس نے تلمسان کا محاصرہ کرتے ہوئے مشرق میں قیام کیا، تو اس نے معقل کے ان عربوں کو اطراف مغرب پر درعہ اور ملویہ کے درمیان سے تادیریت تک حلیف بنایا، ان دنوں درعہ میں عبدالوہاب بن صاعد گورنر تھا جو حکومت کے بڑے والیوں میں سے تھا اس کے بعد عبدالوہاب اور یوسف کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں عبدالوہاب مارا گیا۔ پھر یوسف بن یعقوب بھی مر گیا۔ بعد ازاں بنو مرین مغرب کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے ان سے بدلہ لیا یہاں تک کہ وہ اطاعت پر قائم ہو گئے۔ وہ نہایت فرمانبرداری سے صدقہ دیتے تھے یہاں تک کہ ان کی حکومت کی ہوا کھڑکی اور عرب متغلب ہو گئے۔ لہذا وہ صدقہ کو روکنے لگے۔ بہت تھوڑے سے آدمی صدقہ دیتے تھے جن سے سلطان زبردستی صدقہ لے لیتا تھا۔ جب اس نے سنہ 750 میں تلمسان اتر کر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے اسے پناہ دیدی اور سلطان کی اطاعت چھوڑنے پر اتفاق کر لیا۔ صحرا میں وہ پھر اس کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے۔ صغیر نے اس اختلاف میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ ابو عنان فوت ہو گیا۔ تلمسان میں سلطان ابو جومو کے ایک واقعہ کا ہم ذکر جلد ہی کرنے والے ہیں۔ بنی مرین تلمس ان کی طرف لڑائی کے لئے گئے تو ابو جومو اور صغیر وہاں سے بھاگ گئے اور ان کے پاس مہمان ٹھہرے۔ انہوں نے تلمسان کے نواح میں بنی مرین کی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کے اور بنی مرین کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع ہو گئی۔ لہذا وہ ابی جومو اور اس کی حکومت کی طرف سمٹ آئے اور اس نے اپنے مضافات میں انہیں جاگیریں دیں۔ اس کے بعد یہ سلطان ابو سالم کی وفات کے بعد سنہ 763 میں اولاد ابو علی کی لڑائی میں مغرب کے اضطراب اور جلماسہ میں ان کے آنے کے وقت اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے۔ اس لڑائی میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں یہاں تک کہ وہ منتشر ہو گئے۔ بعد ازاں احمد بن رحو کی ابو جومو کے ساتھ لڑائی ہوئی اور وہ ابو تاشیفین کے پوتے ابو زیان کو لے آیا۔ وہ اس جنگ میں مارا گیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے پھر اس کے بعد انہوں نے حکومت پر زیادتی کی اور درعہ کے اکثر ٹیکس اسی زمانے سے لگے ہوئے ہیں۔ اس نے بلاد ناولہ اور المعرا میں ان عمارتوں میں سے جہاں سے ان کا مغرب میں داخلہ ہوا تھا، انہیں گرمیاں اور سردیاں گزارنے کے لئے جاگیریں دیدیں اور غلے بھی دیئے۔ یہ واضح رہے جلماسہ ان کے حلیف بھائیوں کا وطن ہے۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اور ان کے وطن میں شامل نہیں ہے۔

درعہ کی روداد

یہ بلاد ملاد قبلہ میں سے ہے، یہ لوگ جو اس وادی اعظم میں جو بوہہ کا جبل درن سے اترتی ہے، آباد ہیں۔ اسی سے وادی ام ربیع نکلتی ہے اور تلول اور میدانوں کی طرف چلی جاتی ہے، اور وادی دریعہ، مغرب کی طرف قبلہ کی طرف ڈھل جاتی ہے یہاں تک کہ بلاد سوس میں ریت پر جا پڑتی ہے۔ جس میں درعہ کے محلات ہیں ایک اور بڑی وادی مشرق میں قبلہ کی طرف جاتی ہے۔ یہاں تک کہ نیکورارین سے ورے ریت پر جا پڑتی ہے۔ اس پر سامنے اور اس کی مغرب کی جیت میں توات کے محلات ہیں پھر اس کے بعد درکلان ہے۔ اس کے پاس سے وہ ریت پر جا پڑتی ہے۔ رکان کے شمال میں نسابت کے محلات ہیں، اور ان کے شمال میں مشرق کی طرف نیکورارین کے محلات ہیں، یہ سب

عرب الرمل اور جبال درن کے پیچھے ہیں۔ یہ عظیم پہاڑ اسمی سے تازی تک مغرب اقصیٰ پر ایک دیوار کی طرح کھڑے ہیں اور اس کے سامنے منہاجہ کا، جبل نکیسہ ہے۔ اس کے آخر میں ہسکورہ کے پہلو میں جبل ابن حمیدی ہے پھر وہاں سے دوسرے پہاڑ مڑ جاتے ہیں، جو ایک دوسرے کے سامنے ہیں یہاں تک کہ بحر روم کے سامنے بادس تک جا پہنچتے ہیں۔ مغرب اس کا جزیرہ بن جاتا ہے۔ جسے قبلہ اور مشرف کی جانب سے پہاڑ اور مغرب اور جنوب کی طرف سے سمندر گھیرے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں اور میدانوں کے درمیان بربریوں کی اتنی قومیں رہتی ہیں جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ ان پہاڑوں کے درمیان تک گھیرے ہوئے چند راستے ہیں اور ان آنے والے قبائل کے مقابل میں کاظہ ہے۔ وادی درعہ کا شلم سبلماسہ اور بلاد سوس کے درمیان صحرا اور ریت تک چلا جاتا ہے اور نون دادان کے درمیان سمندر میں جا گرتا ہے۔ اس میں کئی محلات بنے ہوئے ہیں جن کے کھجوروں کے درختوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان کا دار الخلافہ تادست شہر ہے۔ جو بہت بڑا ہے۔ تاجر لوگ نیل کارنگ حاصل کرنے کے لئے اور اس کے نکلنے کے انتظار میں وہاں آتے ہیں۔ اس علاقے پر اور اس کے بالمقابل جبلہ کے میدان پر جو قبائل بربر صنا کہ وغیرہ کی جگہ ہے، اولاد حسین کو تسلط حاصل ہے۔ انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں کیونکہ انہیں سلطان کی جاگیروں سے جاگیریں حاصل ہیں۔ ان کے پڑوس میں، مغرب کی جانب الشبانات رہتے ہیں جو اولاد حسان میں سے ہیں، انہوں نے اس وجہ سے درعہ پر کچھ ٹیکس لگائے ہوئے ہیں۔

احلاف کا بیان

احلاف، ذوی منصور میں سے ہیں جو العماریہ اور المہبات ہیں۔ ان کے اوطان مشرف کی جانب اولاد حسین کے پڑوس میں ہیں۔ جنگل میں ان کے علاقوں میں تاخیلات اور اس کا صحرا اور اتل میں ملویہ اور وطاق اور تازی کے محلات اور طویہ اور عساسہ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے ان سب پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں جن میں شاہی جاگیریں بھی ہیں۔ ان کے اور اولاد حسین کے درمیان لڑائی جاری ہے۔ جس کے دوران انہیں عصبیت اکٹھا کر لیتی ہے۔ العماریہ کی سرداری مظفر بن ثابت بن مخلف بن عمران کی اولاد میں ہے۔ سلطان ابو عنان کے زمانے میں ان کا سردار طلحہ بن مظفر اور اس کا بیٹا زبیر تھا جبکہ اس دور میں محمد بن زبیر اور اس کے بھائی موسیٰ کو حاصل ہے۔ عمارہ بن قلان بن مخلف کی اولاد سرداری میں ان کی معاون ہے۔ جن میں سے محمد العائد ہے۔ اس عہد میں ان میں سے سلیمان بن ناجی، جنگل میں چراگا ہیں تلاش کرتا پھرتا ہے، اور صحرا کے محلات اور قافلوں سے مذہبھیڑ کر کے بہت لڑائیاں کرتا ہے۔ المہبات کی سرداری اس زمانے میں محمد بن عبد بن حسین بن یوسف بن قرج بن مہبا کو حاصل ہے تاہم سلطان ابو عنان کے دور میں اس سے پہلے وہ اس کے بھائی کو حاصل تھی۔ سرداری میں اس کی معاونت ان کا عم زاد عبد اللہ بن الحاج عامر بن ابی البرکات بن مہبا کرتا ہے۔ اگر المہبات اور العمار جب اکٹھے ہو جائیں تو اس زمانے میں اولاد حسین سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ بنی مرین کی حکومت کے آغاز میں المہبات کو کثرت حاصل تھی اور بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا اختلاف تھا سبلماسہ کی فتح اور موحدین کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں لغیر اس بن زیان ان کا ہراول تھا لیکن پھر اس پر بنو مرین غالب آ گئے۔ اور انہوں نے اپنے سرداروں میں سے ان کو قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر بنی عبدالواد کے ساتھ لڑائی کی پھر وہ اس کے بعد المہبات پر ان کی صحرائی جو لانگا ہوں میں ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا۔ اس وجہ سے ان کی تعداد میں کافی کمی واقع ہو گئی ہے۔ واللہ مالک الامور لارب سواہ۔

زبیر	یوسف	بن یوسف بن قرج بن مہبا
طلحہ	علی	زکریا
مظفر	خالد	عبدالواد بن یحییٰ
تائب	جرمون	
مخلف	عبد اللہ	
	احمد بن روح	
	عیش	
عمران	فرز	
	فارس	بن علی
	حسن	بن فارس
	محمد	
	عبد	
	حسین	

محمد بن عبد بن حسین بن ابی البرکات مہبا بن منصور

بنی مختار کا بیان

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مختار بن محمد ذوی حسان، الشبانات اور الرقیطات ہیں۔ اسی طرح ان میں سے الجیاء ہنہ اور اولاد ابوریہ ہیں۔ ان کے علاقے ان کے بھائیوں ذوی منصور اور عبید اللہ کے ساتھ ملو پہ کے نواح میں، سمندر میں المصیہ تک ہیں یہاں تک کہ صاحب السوس علی بن بدر الزکندری نے موحدین کے بعد ان سے مدد طلب کی۔ عربوں کی فتح میں اس کے عم زاد نے اس کی خوبی بیان کی ہے۔ بعد ازاں سوس کے میدان اور پہاڑوں میں اس کے اور کزولہ کے خانہ بدوشوں کے درمیان ایک طویل لڑائی ہوئی جس میں اس نے بنی مختار سے مدد مانگی تو انہوں نے اس کی مدد کی اور اپنے اونٹوں کے ہمراہ اس کی طرف چل پڑے۔ وہ سواروں کی مزاحمت نہ ہونے کی وجہ سے سوس کے علاقوں تک چلے گئے اور انہیں وطن بنا لیا۔ یوں ان کے جنگل میں ان کی جولانگاہیں بن گئیں اور وہ کزولہ پر غالب آ گئے اور انہیں اپنے سواروں میں شامل کر لیا، سوس اور نول کے ٹھکانوں میں جو محل تھے، ان پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اور سوس کے تارودانت کی طرح ان پر ٹیکس لگا دیئے، یہ مقام وادی سوس کا کنارہ ہے جہاں پہاڑ سے نیچے اتراجاتا ہے۔ اس کے سنگم اور وادی کے سنگم کے درمیان تعلق پایا جاتا ہے۔ جہاں پر مشہور قلعہ مرحلہ یا قبلہ بھی موجود ہے۔ یہاں سے بنی نعمان کی اولاد کے زوایا تک قبلے کی سمت ایک دن کی مسافت ہے اور وہ وادی غول کو تنگ کرتا جاتا ہے جہاں سے وہ جبل نکیہ کو غربی جانب ہٹا دیتا ہے۔ اس کے اور ایفری کے درمیان ایک دن کا سفر ہے اور عرب اس پر غالب نہیں آ سکتے کیونکہ وہ صرف اس کے نواح میں میدانوں پر غالب آتے ہیں۔ موحدین کے عہد میں یہ علاقے اس کی عملداری میں شامل تھے۔ لیکن جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو یہ مقامات حکومت کی ماتحتی اور سلطان کی حکمرانی سے باہر نکل گئے، سوائے ان مقامات کے جہاں بنی بدر کی حکمرانی تھی۔ ہم قبل ازیں ان لوگوں کا ذکر کر چکے ہیں۔ علی بن بدر اس کے محلات کا مالک تھا اور اس کی فوج ایک ہزار سواروں پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد اس کا بھائی علی بن حسن حکمران بنا۔ عبدالرحمن کے متغلب ہونے کے بعد ان کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں اور سنہ 705 میں اور اس کے بعد انہوں نے اسے پے در پے شکستیں دیں۔ اس نے پھر ان کے سردار کے ساتھ بد عہدی کی اور اس کے بعد سنہ 708 میں تارودانت میں انہیں قتل کر دیا۔ سوس کے معقل کے ساتھ بنی مرین نے بھی کئی لڑائیاں کیں۔ اور یعقوب بن عبدالحق ایک معرب کے میں جس میں الشبانات بھی تھے، بنی مرین کے ساتھ بنی حسان پر غالب آ گیا۔ اس نے ان میں کئی لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد یوسف بن یعقوب نے ان کا محاصرہ کر لیا، تو وہ لڑائی سے رک گئے۔ اور اس نے ان پر اٹھارہ ہزار تادان ڈالا۔ یوسف بن یعقوب نے دوسری دفعہ سنہ 786 میں ان پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں نے ان کے ساتھ کئی روز تک لڑائی کی۔ اس دوران بنو عبدالواد میں سے بنو کی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لہذا فوجیں ان کی طرف آئیں اور متواتر لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

جب مغرب میں زنا تہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور سلطان ابوسعید کا بیٹا ابوعلی سجلماسہ پر قابض ہو گیا تو اس نے صلح کے ذریعے اپنے باپ کی حکومت کا کچھ حصہ لیا۔ اب اہل سوس کے یہ عرب جو الشبانات اور بنی حسان سے تھے، اس سے ملنے لگے اور انہوں نے اسے ان محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی لہذا اس نے اپنے وطن درعہ کی سرحدوں سے لڑائی شروع کی اور زبردستی بستیوں میں داخل ہو گیا۔ علی بن حسن اور اس کی ماں پھر جبال نکیہ کی طرف منہاجہ کے پاس بھاگ گئے لیکن وہ واپس آ گیا اور سلطان ابوالحسن پھر تمام مغرب پر قابض ہو گیا۔ اب عربوں نے اسے بھی سوس کے محلات میں رغبت دلائی تو اس نے اپنی فوجیں اور اپنا سالار حسون بن ابراہیم بن عیسیٰ جو بنی پر نیاں میں سے تھا، ان کے ساتھ بھیجا جس نے ان پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر بلا دسوس سے جنگ کا ٹیکس لیا اور ٹیکس میں ان کا انتظام کیا، یوں اس کا حال مدت تک درست رہا پھر سلطان ابوالحسن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد سوس بھی اپنی حالت پر پہلی آ گیا اور آج وہ حکومت کا تخت ایک کھلا شہر ہے۔ عرب اس کے ٹیکس کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور اس کی رعایا مصادمہ اور منہاجہ قبائل سے ہے۔ ان میں سے ٹیکس والے قبائل اور گشت کرنے والے دستے انہیں فوج کے لئے خادم کے طور پر تقسیم کرتے ہیں جیسے کزولہ، بنی حسان، زکرز اور جس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جو ملطہ میں سے الشبانات کے ساتھ ہیں۔ اس زمانے میں ان کا یہی حال ہے۔ ذوی حسان کی سرداری، ابوالخلیل بن عمر بن عفیر بن حسن بن موسیٰ بن حامد بن سعید بن حسان بن مختار کی اولاد میں، مخلوف بن ابی

بکر بن سلیمان بن الحسن بن زیان بن الخلیل اور اس کے بھائیوں کو حاصل ہے۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ الشبانہ کی سرداری ان میں سے کس کے پاس ہے۔ وہ آخری ایام تک بنی حسان سے مسلسل برسر پیکار رہتے ہیں اور الرقیطات اکثر حالات میں الشبانہ کے دوست ہوتے ہیں۔ بلاد مضافہ اور جبال درن کے قریب ہیں اور ذوی حسان جنگل میں بہت دور رہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ یخلق ما یشاء لا الہ الا ہو۔

سفید	بن عفیر	حسن	عبد المؤمن بن خلف بن حمامہ	عبد المؤمن
شبانہ	حسن	زیان		مخوف
سلام	موتے	ابی الخلیل	مسعود	ابی بکر
جلال	محمد بن مغفل	حامد		سلیمان

بنو منصور اور بنو سلیم کے حالات اور ان کی حکومتوں کا بیان

ہم سب سے پہلے بنی کعب کے ذکر اور ان کے حالات سے آغاز کرتے ہیں۔ بنو سلیم کا وطن مفر کے وسیع ترین بطون میں سے ایک وسیع اور بڑی جمعیت والا بطن ہے۔ ان کے علاقے نجد میں ہیں اور وہ بنو سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خضفہ بن قیس ہیں۔ ان میں بہت سے قبائل ہیں اور جاہلیت میں ان کی سرداری، بنی شرید بن رباح اور بنی ثعلبہ بن عطیہ بن خفاف بنی امرئ القیس بن بہنہ بن سلیم کو حاصل تھی۔ عمر بن الشرید، مضر کا بڑا آدمی تھا اور اس کے بیٹے صخر اور معاویہ تھے جبکہ صخر، خنساء کا باپ تھا۔ اس کا خاوند، عباس بن مرداس صحابی تھا۔ خنساء اس کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شامل ہوئی تھی۔

سلیم کے بطون میں سے عطیہ، رمل اور ذکوان الدین بھی ہیں۔ جن کے خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بددعا کی تھی جب انہوں نے آپ کے اصحاب کو دھوکے سے قتل کر دیا تھا لہذا ان کا ذکر ماند پڑ گیا۔ خلافت عباسیہ کے زمانے میں بنو سلیم کو بغاوت ذمے میں بڑی مشہوری ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ عباسیوں کے ایک خلیفے نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ ان میں شادی نہیں کرے۔ یہ مدینہ پر غارت گری کرتے تھے اور بغداد سے ان کی طرف فوجیں جاتی تھیں اور ان پر حملہ کرتی تھیں یہ اکثر جنگل میں بھاگ جاتے تھے۔ جب قرامطہ کا فتنہ اٹھا تو یہ بنی عقیل بن کعب کے ساتھ ابوطاہر اور اس کے بیٹوں کے حلیف بن گئے جو قرامطہ کی طرف سے بحرین کے امراء تھے۔ جب قرامطہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، تو شیعوں کی دعوت پر بنو سلیم بحرین پر غالب آ گئے، اس وجہ سے کہ قرامطہ بھی انہی کی دعوت پر تھے۔ اس کے بعد بنو اصغر بن تغلب بن بویہ کے ایام میں دعوت عباسی کے ذریعے بحرین پر غالب آ گئے اور انہوں نے بنو سلیم کو وہاں سے باہر نکال دیا، یوں یہ صعید مصر میں چلے گئے اور المستنصر نے اپنے وزیر اردوزی کے تحت انہیں معز بن بادیس سے لڑنے کے لئے افریقہ بھیج دیا جیسا کہ ہم پہلے اسے بیان کر آئے ہیں۔ یوں یہ بلائیوں کے ساتھ چلے گئے اور برقہ اور جہات طرابلس میں ایک مدت تک مقیم رہے پھر جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، یہ افریقہ چلے گئے۔ اس زمانے میں افریقہ اور اس کے گرد نواح میں ان کے چار بطون تھے یعنی زغب، ذیاب، حبیب اور عوف۔

زغب کی نسبت کے متعلق ابن کلبی کہتا ہے کہ وہ زغب بن نصر بن خفاف بن امرئ القیس بن بہنہ بن سلیم ہے۔ لیکن ابو محمد التیجانی جو رحامہ میں تونسوں کے مشائخ میں سے ہے، کہتا ہے کہ وہ زغب بن ناصر بن خفاف بن جریر بن ملاک بن خفاف ہے۔ اس کے خیال میں ابو ذباب اور زغب الاصفروہ باشندے ہیں اب جو افریقہ میں بنی سلیم کے مقابل میں سے ہیں۔ دوسری طرف ابوالحسن بن سعید کہتا ہے کہ وہ زغب بن مالک بن بہنہ بن سلیم ہے جو حرین کے درمیان تھے اور اب وہ افریقہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

ذباب بن مالک بن بہنہ کے نسب کو اللہ تعالیٰ ہی صحیح طور پر بہتر جانتا ہے۔ ابن سعید اور التیجانی نے انہیں ایک دوسرے کے قریب بیان کیا ہے اور شاید یہ ایک ہی ہے۔ تاہم ابن سعید نے ایک جد ساقط کر دیا ہے۔

حبیب جو ہے وہ ابن بہنہ بن سلیم ہے۔ ان کے علاقے ارض برفہ سے لے کر جو افریقہ کے نزدیک ہے، اسکندریہ کی جیت سے عقبہ صغیرہ تک ہیں۔ یہ وہاں اپنے بھائیوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے بعد مقیم ہوئے۔ ان میں سب سے پہلے غرب کے حکمران بنو حمید بنے جو ابراہیم اور اس کی جہات میں رہتے تھے۔ ان میں وہ کئی تھے جنہیں حاجی ڈراتے اور شاخ کی طرف واپس آ جاتے۔ ان کی خاصی تعداد وہاں تھی۔ انہیں ہیبت میں عزت حاصل تھی۔ کیونکہ برفہ کی سرسبزی ایک چراگاہ بن گئی تھی۔ ان کے مشرق میں عقبہ کبیرہ تک تیز رفتار اونٹنیاں اور جنگجو لوگ تھے۔ سرداری بنی

غزاز کے ان دونوں قبیلوں میں تھی جو عزت کے نام سے مشہور تھے۔ حبیب کے تمام قبائل وسیع علاقے پر قابض ہو گئے اور انہوں نے اس کے شہروں کو تباہ اور برباد کر دیا۔ اس میں ان کے اشیاء کے سوا کوئی اور مملکت اور حکومت باقی نہ رہی۔ ان کی ملازمت میں بربری اور یہودی کاشتکاری اور تجارت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ رواج اور فزارہ کی قومیں بھی تھیں۔ ان کے زمانے میں، اعراب، شیوخ میں سے برقہ میں ذابوزوب نے بہت شہرت پائی لیکن مجھے اس کا نسب معلوم نہیں کہ وہ کن میں سے تھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ العزہ میں سے تھا اور کچھ اسے بنی احمد میں سے کہتے ہیں جبکہ کچھ اسے فزارہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہاں پر ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔ غلبہ حبیب ہی کو حاصل تھا لہذا ان کے غیر کو سرداری کیسے مل سکتی تھی؟

عوف جو ہے وہ ابن بہنہ بن سلیم ہے۔ ان کے علاقے وادی قابس سے ارض بونہ تک ہیں۔ ان کے مرد اس کے ساتھ دو عظیم حرم ہیں۔ علاقہ کے دو بطن ہیں یعنی بنو یحییٰ اور حصن اور شیخ الکعب حمزہ بن عمرو غیرہ متاخرین کے اشعار میں بیان ہوا ہے کہ یحییٰ اور علاقہ دو بھائی ہیں۔ بنی یحییٰ کے تین بطن ہیں: حمیر اور دلاج، اور حمیر کے دو بطن بھی ہیں یعنی کروم اور ترحم، اور ترحم سے الکعب میں بنو کعب بن احمد بن ترحم، اور حصن کے دو ہیں یعنی بنو ملی اور حکیم۔ ہم ان سب کے حالات بطن دار بیان کریں گے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ ہلائیوں کے پیچھے جاتے ہوئے یہ برقہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ اس کے بعد جب قاضی ابو بکر بن العربی اور اس کے باپ کی کشتی ڈوب گئی تو وہ ان کے ہاں مہمان اترے اور بیچ کر ساحل تک پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے بنو کعب کو پایا تو وہ ان کا مہمان بنا اور جیسا کہ اس کے سفر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کے شیخ نے اس کی بہت عزت کی۔ اس وقت طرابلس اور قابس اور اس کے مضافات میں ابن غانیہ اور قریش الغرق کی لڑائی ہو رہی تھی۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بنو سلیم ان لوگوں میں شامل تھے جو ان کے پاس جو بان العرب اور اوتاب القبائل سے جمع ہو گئے تھے لہذا یہ گروہ درگروہ ان کے پاس چلے گئے اور ان کی ان کے ساتھ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں قریش نے کعب کے اسی (80) آدمی قتل کر دیئے اور وہ برقہ کی طرف بھاگ گئے۔ انہوں نے پھر بطون سلیم میں سے ریح سے اور جمیر کے دیکل سے مدد طلب کی لہذا انہوں نے ان کی مدد کی یہاں تک کہ علیانہ اس لڑائی کو قریش اور اس کے بعد ابن غانیہ کے ہلاک ہونے کی جگہ لے آیا۔ اس وقت حفصی حکومت کو افریقہ میں بڑا سوخ حاصل تھا۔ جب قریش ہلاک ہو گیا اور ابن غانیہ کی لڑائی ابو محمد بن ابو حفص کے ساتھ شروع ہو گئی تو بنی سلیم افریقہ کے حکمران ابو محمد کی طرف لوٹ آئے۔ ابن غانیہ ریح کے زواوہ میں تھا۔ اس کے دوران ان کا سردار مسعود البلط، مغرب سے بھاگ کر اس کے ساتھ مل گیا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے امیر ابوزکریا نے افریقہ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ یہ سب کی طرف لوٹ آئے۔ اور داسنوف زواوہ کے ساتھ ہو گئے۔ جب ابن غانیہ کی جڑ کٹ گئی، تو اس نے ریح کو افریقہ سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ یہ وہاں فساد برپا کرتے تھے لہذا وہ مرد اس اور علاقہ کو لایا۔ یہ دونوں بنو عوف بن سلیم کے بطنوں سے ہیں۔ جو سواحل اور قابس کے نواح میں رہتے ہیں۔ اس لئے اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور مرد اس کی سرداری ان دنوں اولاد جامع میں تھی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور اس کے بعد ہنان بن جابر بن جامع کو مل گئی جبکہ علاقہ کی سرداری کعب میں اس کے سرداری ابن یعقوب بن کعب کی اولاد کو حاصل تھی۔ ان کے افریقہ میں داخل ہونے کے وقت علاقہ کی سرداری، المعز اور اس کے فرزندوں میں سے رافع بن حماد کو حاصل تھی۔ جس کے پاس اس کے دادا کا جھنڈا بھی تھا۔ جس کے ساتھ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، وہ ان کے خیال میں بنو کعب کا جد ہے لہذا سلطان نے ان سے مدد طلب کی۔ اس نے انہیں قیروان کے میدان میں اتارا، انہیں انعام و اکرام سے نوازا تو انہوں نے ریح کے زواوہ سے منکب میں مڈ بھیڑ کی حالانکہ اس سے قبل انہیں تمام افریقہ پر تسلط حاصل تھا۔ اس کے علاوہ انہیں شیخ ابو محمد بن حفص کے زمانے میں محمد بن مسعود بن سلطان کی جاگیروں کے قلعے حاصل تھے لہذا مرد اس ایک سال اس کے پاس آیا لیکن برے ارادے نے انہیں بدل کر رکھ دیا، انہوں نے زواوہ کو اپنے تلوار میں آسودہ حال دیکھا تو وہ بہت لالچی ہو گئے اور اس آسودگی کو خود حاصل کرنے کی ٹھان لی، وہ پھر ان سے لڑائی کر کے ان پر غالب آ گئے اور زرق بن سلطان کو قتل کر دیا۔ لڑائی مسلسل جاری رہی لہذا جب امیر ابوزکریا ان کے پاس گیا تو اس نے ان کے ہاں تحریض کی وجہ سے قبولیت پائی، یوں یہ زواوہ کی لڑائی کے خلاف جتھہ بند ہو گئے اور ان کے لئے تیاری کی، اب ان کے اور ریح کے درمیان بار بار لڑائیاں ہوئیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان کو افریقہ سے ان کے علاقوں کی طرف نکال دیا جو اس عہد میں تلوار قسنطینہ اور بجایہ سے لڑا اور اس کے مضافات تک ہیں۔ آخر کار انہوں نے ہتھیار اتار دیئے اور سب نے وہاں اپنا وطن بنا لیا جہاں ان کی قوم نے انہیں جگہ دی، اس کے بعد بنو عوف

افریقہ کے دیگر علاقوں پر قابض ہو گئے۔ سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا اور عطیات کے رجسٹر میں ان کے نام ثبت کر لئے۔ لیکن اپنے ملک میں سے کوئی چیز بطور جاگیر نہیں دی۔ اس نے ان میں سے دوستی کے لئے، اولاد جامع اور اس کی قوم کو مختص کیا اور وہ بھی اس کے ساتھ مخلص تھے۔ یوں افریقہ کے نواح میں زواوہ اور ریاح پر اس کے غلبے اور انہیں وہاں سے الزاب اور بجایہ اور قسنطینہ کے مضافات کی طرف نکال باہر کرنے کی تدبیر مکمل ہو گئی۔ انہوں نے پھر طویل عرصہ حکومت کی جب حکومت اور الغفیرہ کے بارے میں ان کے حالات بند اور فیصلہ میں تبدیلی آ گئی تو سلطان نے ابن علاق کے ساتھ ان کا فساد کروادیا اور فتنہ پیدا ہو گیا حکومت میں اولاد جامع کا جو مقام تھا لہذا اس سے مرد اس کا شیخ عنان بن جابر ناراض ہو گیا اور غصے ہو کر ان کے پاس سے چلا گیا۔ وہ پھر اپنی چراگا ہوں کی متلاشی مرد اسی جماعت اور ان کے دوستوں کے ساتھ بلا در ریاح میں مغرب کے نواح میں زاعز اور اس کے قریبی علاقوں میں مقیم ہو گیا۔ حاکم افریقہ کے مخلص دوست ابو عبد اللہ بن ابوالحسن نے اسے اس کے فعل پر سرزنش کرتے ہوئے کہا:

انہوں نے مریہ میں لمبے بیابانوں کو طے کیا اور جنگل کو چڑھتے ڈھلتے پار کیا۔ وہ غفنی اور سواحر کے درمیان بقیہ پانی کو بھول گئے ہیں، کیا اس میں موسلا دھار بارشیں چمکی ہیں؟
 عنان نے اس کے جواب میں کہا:

”میرے دو دوستوں، تم سلجے اور حاجر کے درمیان ہوج عنانج میں تیز رفتار اور لاغر اونٹنیوں پر آؤ، اس پر وہ پھر مراکش میں خلیفہ سعید بن عبدالمومن کے پاس چلا گیا۔ اسے افریقہ اور آل ابی حفص کے خلاف بھڑکانے لگا لیکن راستے ہی میں مر گیا اور ”سلا“ مقام پر دفن ہوا۔ الفرہ کے درمیان مرد اس کا یہی حال رہا یہاں تک کہ امیر ابوزکریا فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر بادشاہ بنا کعب سلطان سے اپنی قوم کے متعلق عہد لینے کی وجہ سے غالب آ گئے، اس کے زمانے میں ان کا سردار عبد اللہ بن شیخ تھا لہذا اس نے مرد اس کے بارے میں سلطان کے پاس چغلی کی۔ ابو جامع اس کی چغلی پہنچانے والا تھا، اس دوران دیگر علاقے بھی اس کے خلاف جتھے بند ہو گئے اور انہوں نے مرد اسیوں سے لڑائی کی اور ان کے اوطان میں ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں افریقہ سے نکال دیا اور وہ جنگل کی طرف چلے گئے، آجکل بھی وہ صحرائین ہی ہیں۔ وہ الرمل کی طرف آ کر تلول کی اطراف سے سلیم یا ریاح کے احکام کے تحت غلہ حاصل کرتے ہیں۔ تاہم مراہج کعب کے ایام میں اور تلول میں ٹھہرنے کے دنوں میں قسنطینہ کے نواح میں ان کا خصوصی تسلط ہوتا ہے جب وہ اپنے سرمائی مقامات کی طرف جاتے ہیں تو مرد اس کے قبیلے دور دراز کے ویرانے میں بھاگ جاتے ہیں اور معاہدہ کر کے ان سے مل جاتے ہیں۔ انہوں نے نواز، نفظہ اور بلا د قسطیلہ پر ٹیکس لگایا ہوا ہے جو وہ انہیں ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اب سرداری میں، مرد اس، حصین، ریاح اور دلاج کے دیگر بطون میں مضبوط ہو گئی۔ اور حکومت کے نزدیک ان کی شان بلند ہو گئی۔ وہ پھر دیگر بنی سلیم بن منصور سے معزز ہو گئے اور ان کی سرداری، یعقوب بن کعب کی اولاد میں قائم ہو گئی۔ جو کہ بنو شیخ، بنو طاہر اور بنو علی ہیں۔ شیخ بن یعقوب کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے عبد اللہ کو اولیت حاصل ہے پھر اس کے بھائی ابراہیم کو، پھر عبد الرحمن کو جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ بنو علی، سرداری میں ان کی مدد کرتے تھے۔ ان میں سے بنو کثیر بن یزید بن علی بھی تھے۔ جبکہ کعب ان کے درمیان الحاج کے نام سے معروف تھا۔ کیونکہ اس نے حج کا فرض ادا کیا۔ سلطان المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھی شیخ الموحد بن ابوسعید العود الرطب کے ساتھ تھے اور جنہوں نے اسے جاہ و ثروت دی تھی۔ اس کے بعد سلطان نے اسے چار بستیاں بطور جاگیر دیں جو اس نے اپنے بیٹے کو دے دیں۔ جو ضفاقس، افریقہ اور البحرید کی جانب تھیں۔ اس کے سات بیٹے تھے جن میں سے چار یعنی اجر، ماضی، علی اور محمد ایک ماں سے تھے اور تین برید، برکات اور عبد الغنی دوسری ماں سے تھے، یوں احمد نے اولاد شیخ سے کعب پر سرداری کرنے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا اور سلطان ابو اسحاق سے رابطہ کر لیا لیکن اس نے انہیں اس بات کی وجہ سے ناراض کر دیا۔ لہذا وہ داعی کے ظہور کے وقت اس کے ساتھ مل گئے۔ ان کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پھر احمد فوت ہو گیا اور سرداری اس کی اولاد میں قائم رہی۔ اس کے لڑکوں کی ایک جماعت تھی۔ بنو قاسم کی ایک عورت عرفہ سے ابواللیل اور ابوالفضل تھے جبکہ حکمیہ سے قائد، عبید، مندیل، عبدالکریم السری، کلیب جہد الملک اور عبدالعزیز تھے۔ جب احمد فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی حکومت ابوالفضل نے سنبھالی۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابواللیل بن احمد نے، یوں احمد کے بیٹوں کی سرداری ان کی قوم پر غالب آ

گئی اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے تمام بیٹوں سے تالف کیا۔ اس زمانے تک ان کے درمیان وہ چودہ ہراہٹ کرتے رہے۔ جب دعی بن ابی عمار کا معاملہ ہوا تو فضل بن یحییٰ مخلوع مایوس ہو گیا اور اس نے سلطان ابواسحاق پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا ذکر کریں گے۔ پھر ابو حفص اور اس کا چھوٹا بھائی قلعہ سنان میں گئے جو افریقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے۔ ابواللیل بن احمد کو اس کے بچانے اور اس کی حکومت کے قیام میں بہت اثر و رسوخ حاصل تھا۔ لہذا اس نے اس سے حسن سلوک کیا۔ جب اللہ نے اسے دعی کے مقابلہ میں حکومت دی، تو اس نے اس کی سرداری کو اس کی قوم پر مستحکم کر دیا، یوں ابواللیل نے اچھی طرح ان کی حکومت کو تیار کیا، پھر منکب میں اولاد شیخ سے ڈبھڑکی اور ان کے آخری آدمی عبدالرحمن بن شیخ کو بجایہ میں جا ملا۔ اس کے بعد جب امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحق نے اس کے چچا سلطان ابو حفص کی سلطنت سے اسے جاگیر دی تو وہ مکہ طلب کرتے ہوئے اور تونس کی حکومت کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا، اس سے اس کا مقصد اپنی سرداری کو بڑھانا تھا، مگر وہ اپنے ارادے کی تکمیل سے قبل ہی فوت ہو گیا اور بجایہ میں دفن ہوا۔ اس کے مرنے کے ساتھ ہی اولاد شیخ کی سرداری کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد کعب میں ابواللیل سرداری کے لئے مختص ہو گیا جب اس کے اور سلطان ابو حفص کے درمیان خوف کی فضا پیدا ہو گئی تو اس نے اپنی جگہ کعب پر، محمد بن عبدالرحمن بن شیخ کو مقدم کیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کر لی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے احمد نے اس کی سرداری سنبھالی اور اس کی سرداری مسلسل قائم رہی۔ جب سلطان ابو عسید نے اسے ہٹا دیا تو وہ اس کے قید خانے ہی میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد بھائی عمر بن ابواللیل حکمران بنا۔ اس کے ساتھ ہراج ابن عبید بن احمد بن کعب نے لڑائی کی یہاں تک کہ ہراج ہلاک ہو گیا جیسا ہم بیان کریں گے۔ جب عمر ہلاک ہو گیا، تو اس کی قوم کی سرداری اس کے بھائی احمد بن ابواللیل نے سنبھالی۔ حمزہ اس کے بھائی عمر کا بیٹا تھا۔ جو کہ ایک کمزور اور عاجز آدمی تھا۔ لہذا مہلبہل کے لڑکوں نے اپنے عم زاد قاسم سے جھگڑا کیا اور وہ محمد، مسکیا، مرغم، طلب اور عون تھے جو دوسرے لوگوں میں شامل تھے، ان کے نام اب مجھے یاد نہیں رہے۔ لہذا انہوں نے لوگوں کو یہ تربیت دی کہ ان کی قوم پر کسی کو خصوصیت حاصل نہیں، انہوں نے ابواللیل کے بیٹے محمد سے کشاکش رکھی۔ اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے۔

ہراج کا بیان

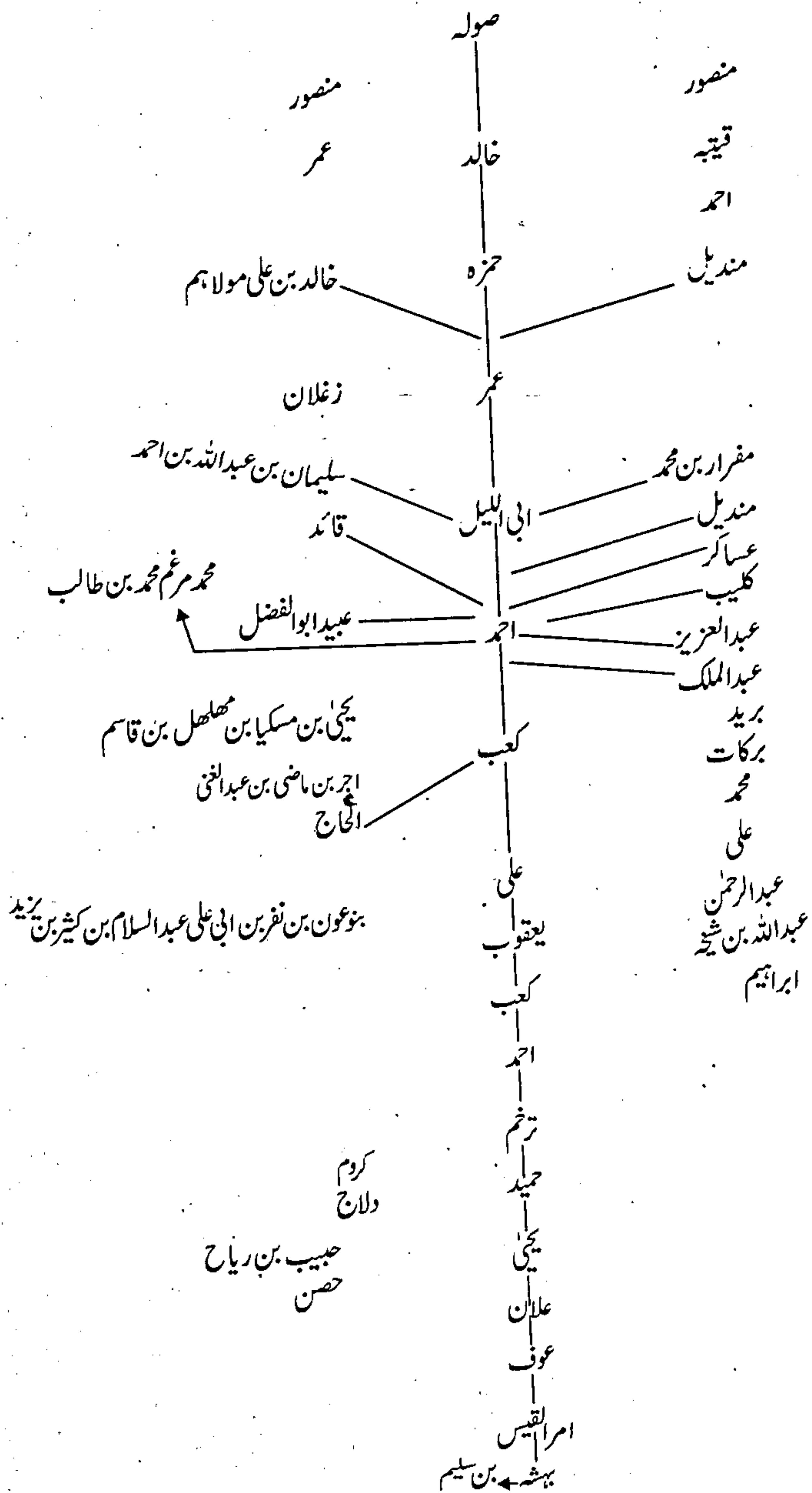
جب ہراج بن عبید بن احمد کا ظہور ہوا اور اس کا کینہ اور سرکشی بڑھ گئی تو اس کا بہت برا اثر پڑا اور عوام کے سینوں میں اس کے متعلق جوش پیدا ہو گیا۔ لہذا وہ سنہ 705 میں تونس چلا گیا اور جمعے کے روز مسجد میں موزے پہن کر داخل ہو گیا۔ لوگوں نے موزے پہن کر مسجد میں آنے پر برا منایا۔ اسے بعض نمازیوں نے بھی اس بارے میں کہا تو اس نے جواب دیا کہ میں تو موزوں کے ساتھ سلطان کے قالین پر چلا جاتا ہوں لہذا میں انہیں جامع مسجد میں پہن کر کیوں نہیں آسکتا؟ لوگوں کو یہ بات گراں گزری تو انہوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر کے اسے مسجد میں قتل کر دیا اور اپنے فعل سے حکومت کو راضی کر دیا۔ اس کا یہ واقعہ مشہور ہے۔ اس کے بعد سلطان نے اس کے بھائی کیسان اور اس کے عم زاد شبل بن مندیل بن احمد کو بھی قتل کر دیا اور کعب کی سرداری محمد بن ابی لیلیٰ کے مرید اور ہراج بن عبید مولا، ہم اور حمزہ، عمر کے بیٹوں نے سنبھالی جبکہ صحرا کی سرداری اور بنو سلیم افریقہ میں اپنے عم زادوں مہلبہل بن قاسم اور ان کے امثال سے مزاحمت کے لئے مخصوص ہو گئی یعنی مخول ان کے علاوہ تھے۔ سنہ 707 میں احمد بن ابواللیل اور اس کے بھائی کا بیٹا سلطان کے باغی ہو گئے۔ تو عنان بن ابودبوس نے اسے اس کی جگہ وطن ذباب سے بلایا یوں وہ اس کے پاس آیا تو وہ اسے تونس پر چڑھا لایا۔ اس نے کدیۃ العفرہ کے باہر پڑاؤ کیا۔ وزیر ابو عبداللہ بن برزیکین ان کے مقابلہ میں نکلا لہذا اس نے انہیں شکست دی اور احمد بن ابواللیل کو خادم بنایا پھر اسے گرفتار کر کے تونس میں قید کر دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سنہ 708 میں مولا ہم ابن عمر گیا، تو اسے بھی اس کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ اس کا بھائی حمزہ، امیر ابوالبقا، خالد بن امیر زکریا کے پاس جو افریقہ کی مغربی سرحد کا حکمران تھا سلطان ابو عسید کی وفات کے وقت گیا۔ اس کے ساتھ ابوعلی بن کثیر، یعقوب بن فرس اور بنی سلیم کے ممتاز شیخ بھی تھے۔ انہوں نے ابوالبقا کو الحضرة کی حکومت کے بارے میں رغبت دلانی تو وہ اس کی صحبت میں آ گئے۔ اس نے اس کے بھائی مولا ہم کو تونس میں سلطان کے داخلے کے وقت سنہ

710 میں رہا کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے بعد حمزہ، سلطان، ابو یحییٰ زکریا ابن اللحمیانی سے ملا اور اس نے اس پر مسلسل احسانات کئے۔ لہذا اس نے اسے دیگر عربوں پر فوقیت دیدی یہاں تک کہ اس کے بھائی نے اس پر حسد کیا اور وہ سلطان کے پاس چلا گیا۔ الحضرة اور دیگر بلاد افریقہ پر سلطان کے قبضے کے بعد وہ سنہ 737 میں بجایہ کا حاکم بن گیا لہذا سلطان نے اسے اپنی حکومت کے لئے چن لیا۔ اب حمزہ نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ اس کے قرابت داروں کو یکے بعد دیگرے اس کے پاس لے آیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ بعد ازاں اس کے بھائی نے سلطان کی خیر خواہی میں فریب کاری کی اور حمزہ نے اس کام میں اس کی مدد کی۔ جب اس کی خیانت کی خبر مشہور ہوئی تو سلطان نے اسے اور اس کے بیٹے منصور اور اس کے زبیب زعدان کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد مغرار بن محمد بن ابو اللیل نے سلطان کے پاس اپنے عم زاد عون بن عبداللہ بن احمد اور احمد بن عبدالواحد اور ابو عبید اور ابو ہلال بن محمود بن فاد اور ناجی بن ابی علی بن کنز اور محمد بن مسکین اور ابو زید بن عمر بن یعقوب اور ہوارہ سے فیصل بن زغراع کی چغلی کھائی تو ان سب کو اس وقت سنہ 722 میں قتل کر دیا گیا اور ان کے اعضاء، حمزہ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ اس سے اس کے غصے میں اضافہ ہو گیا اور وہ ابوتاشیفین سے لغیر اس کے عہد میں تلمسان کی فوجوں کے ساتھ ملا۔ اس وقت اس کے ساتھ محمد بن سلطان لحمیانی بھی تھا جو ابو ضربہ کے نام سے مشہور ہے۔ اب اس نے اسے حکومت کا سربراہ مقرر کیا۔ ابوتاشیفین نے انہیں زنا تہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور یہ افریقہ کی طرف لڑائی کے لئے گئے لہذا سلطان ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہیں برغیش نے شکست دی۔ اس کے بعد ہمیشہ ہی وہ سلطان ابو یحییٰ کے پاس بہت حفصی کے اعیاص سے تربیت یافتہ آدمی لاتا رہا جبکہ ابوتاشیفین حاکم تلمسان زنا تہ کی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کرتا رہا۔ یوں ان کے درمیان کئی دفعہ لڑائیاں ہوئیں جو برابر رہیں۔ جیسا کہ ہم اس کی جگہ پر اس کا ذکر کریں گے۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم جو بنی مرین میں سے تھے، تلمسان اور غرب اوسط پر سنہ 737 میں متغلب ہو گئے۔ انہوں نے بنی عبدالواد اور دیگر زنا تہ قصبی حمزہ کا لڑائی کے آغاز سے تعاقب کیا۔ لڑائی میں ناکام ہو کر سلطان ابو یحییٰ نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور اس کے جرائم اسے معاف کر دیئے۔ اس نے اسے خاص مقام دیا لہذا اس نے اس کی بہت خیر خواہی کی اور اس کے سالار محمد بن عبدالککیم نے افریقہ کی طرف بڑھنے میں اس کی مدد کی۔ اس کے بعد صحرائی اعراب اس پر غالب آ گئے اور یوں حکومت کی حالت مضبوط ہو گئی۔ بعد ازاں حمزہ سنہ 740 میں ابو عون نصر بن ابی علی عبدالسلام کے ہاتھوں جو کتیر بن زید کی اولاد سے تھا، مارا گیا اس کا ذکر قبل ازیں بن علی میں بیان ہو چکا ہے جو بنی کعب کے بطون میں سے ہے۔ ایک لڑائی میں اسے نیزہ لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے عمر نے قشیقہ فیتہ کی مدد سے ان کی حکومت سنبھالی۔ لیکن ابو اللیل جلد ہی دیگر بھائیوں اور القراہ پر غالب آ گیا۔ اور وہ خود بنی کعب اور دیگر بنی یحییٰ کا اکیلا ہی حکمران بن بیٹھا۔ اس پر اس کے ہمسر بنو مہلبہل اس سے حسد کرتے تھے اور اس سے حکومت لینا چاہتے تھے۔ معن بن مطاعن فزاری جو اس کے باپ کا وزیر تھا، حکومت میں اس کا مددگار تھا۔ انہوں نے پھر اپنے باپ حمزہ کے فوت ہونے کے بعد سلطان کے خلاف بغاوت کی اور اتہام لگایا کہ ابو عون کو انہوں نے قتل کیا ہے یعنی یہ کام حکومت کی امداد سے ہوا تھا۔ لہذا انہوں نے تونس سے مقابلہ کیا۔ اور اس کے محاصرہ کے لئے اولاد مہلبہل اور ان کے امثال کو اکٹھا کر لیا اور پھر اختلاف کر کے ملک سے کوچ کر گئے۔ اس وقت طالب بن مہلبہل اور اس کی قوم سلطان کی طرف چلے گئے، یہ ان کے تعاقب میں چل پڑا اور قیروان میں ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے سردار، اس کے بیٹے امیر ابو العباس کے پاس اس کے محل میں گئے جو اس کے بیٹے کے خلاف بغاوت کرنے میں اسے شامل کرتے تھے۔ ان میں ان کا وزیر معن بنی مطاعن بھی تھا لہذا اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا، باقی لوگ بھاگ گئے اور انہوں نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ضمانت بھی دی۔

جب سلطان ابو یحییٰ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے عمر نے حکومت سنبھالی، یہ اس سے پھر منحرف ہو گئے اور اس کے بھائی ابو العباس کی مدد کی جو الجرید کا حاکم اور ولی عہد تھا۔ یہ اپنے سواروں کے ساتھ، اس کے ساتھ تونس کی طرف لڑائی کرنے گئے لہذا ابو العباس تونس میں داخل ہوا تو اس کے بھائی ابو الہول بن حمزہ کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح انہیں بھی مدد دی۔ اب خالد افریقہ سے حکومت کے سرکردہ لوگوں اور سرداروں پر مشتمل ایک وفد لے کر حاکم مغرب سلطان ابوالحسن کے پاس گیا، جب وہ ملک پر قابض ہو گیا تو اس نے راستوں میں فساد کرنے اور ٹیکس لینے سے انہیں روک دیا۔ اور ان سے وہ شہر بھی ان سے چھین لئے جو ان کے ہاتھوں میں بطور جاگیر تھے اس نے ان کو بلاد مغرب اقصیٰ کے معقلیوں اور زنجیوں کے اعراب کے ساتھ ملا دیا لہذا پس انہیں اس کا یہ دباؤ گراں گزرا اور وہ بگڑ بیٹھے۔ اسے بھی ان کے متعلق بدظنی ہو گئی تب مفسدین اپنے جنگلوں سے

اطراف پر حملے کرنے لگے لہذا اس نے یہ بات ان کی طرف منسوب کی۔ بعد ازاں تونس میں خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد اور خلیفہ بن عبد اللہ بن مسکین اور خلیفہ بن ابی زید جو حلیم کے شیوخ میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ ان کے متعلق اس کے پاس یہ شکایت کی گئی کہ انہوں نے بنو ابو حفص میں سے اولاد کیانی کے بعض اعیاض کو داخل کیا ہے جیسا کہ اس کے سفر میں بیان ہوا ہے۔ اور ہم اسے اس کے موقع پر بتائیں گے۔ لہذا اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ جب ان کی اطلاع قبیلے میں پہنچ گئی تو انہوں نے قشطلیہ اور برید میں لڑائی شروع کر دی۔ وہ برنابی میں آل عبدالمومن کے بقیہ لوگوں پر جو ابو العباس اور یس کی اولاد تھے، غالب آ گئے جس کا لقب ابو ادریس تھا اور مراکش میں یہ ان کا آخری خلیفہ تھا۔ اس وقت مغرب پر اس کا غلبہ تھا اور اس کا نام احمد بن عثمان بن ادریس تھا۔ لہذا انہوں نے اسے خلیفہ مقرر کر کے اس کی بیعت کر لی اور اس پر متفق ہو گئے لیکن ان کے ساتھ ان کے چچا مہلہل کے بیٹوں نے لڑائی شروع کر دی اور وہ مدت کا جو یاں تھا۔ اس کا بیٹا محمد ان میں اس کا جانشین بنا۔ لہذا اس نے اپنی قوم سے مدد مانگی اور تمام لوگوں نے زنا تہ کے ساتھ لڑائی کرنے میں اس سے اتفاق کیا جب سلطان ابو الحسن تونس سے سنہ 749 کے آغاز میں ان کے مقابلہ میں گیا تو وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ قیروان میں اترا۔ انہوں نے پھر اس سے لڑائی کی اور اس کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ انہوں نے اس کے اور ان کے کپڑوں سے اپنے تھیلے بھر لئے اور سلطان کی شوکت ختم کر دی۔ یوں اس کی حکومت کی دھار کند کر دی اور زنا تہ کی حالت گر گئی۔ دیگر قومیں ان پر غالب آ گئیں۔ پھر ابو اللیل بن حمزہ فوت ہو گیا، عمر اپنے بھائیوں کے مقابلہ سے عاجز آ گیا۔ اور اس کا بھائی خالد سرداری کے لئے مختص ہو گیا اس کے بعد ان دونوں کا بھائی منصور مخصوص ہو گیا اور سلطان ابو اسحاق بن سلطان ابو یحییٰ پر حاکم تونس غالب آ گیا۔ اتھ ہی عربوں کے ہاتھ الضاحیہ تک پھیل گئے اور حکومت نے انہیں جاگیریں دیں۔ یہاں تک کہ وہ الضاحیہ پر غالب آ گئے انہوں نے پھر انہیں شہروں کے خراج اور صحرا اور سبزہ زاروں کی جاگیروں اور تلول اور جرید سے حصہ دیا اور وہ حکومت کے اعیاض کے درمیان انگیخت کرنے لگے۔ انہیں پھر الحضرة میں چڑھائی کے لئے لایا گیا کیونکہ وہ انہیں حکومت کا مزہ نہیں چکھنے دیتے تھے۔ سلطان اکثر انہیں ان کے ہمسروں اولاد مہلہل بن قاسم بن احمد کے مقابلہ میں بھیجتا اور اس کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے درمیان لڑائی کروادیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو ذلت کے گڑھے سے نکالنے، خوف اور بھوک کے دکھ سے نجات دینے اور موت کی ظلمتوں سے نور استقامت کی طرف کا ارادہ کیا۔ اس نے یعنی سلطان امیر المومنین ابو العباس احمد ایدہ، اللہ کو خلافت کی وراثت حاصل کرنے کے لئے بھیجا لہذا اس نے الحضرة کے لوگوں کو بھیجا، وہ اس کے دارالامارت سے جو مغربی سرحد پر تھا، چل پڑے۔ صحرائی لوگوں کا امیر اور منصور بن حمزہ اس کے پاس آئے، یہ سنہ 771 کا واقعہ ہے جب کہ سلطان ابو اسحاق فوت ہوا جو الحضرة کا حاکم اور خلافت و جماعت کے عصا کا مالک تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے خالد نے حکومت سنبھالی۔ وہ افریقہ کی طرف گیا، تو تونس میں زبردستی داخل ہو گیا اور الحضرة پر دو سال بعد غالب آ گیا۔ اس نے عربوں پر غالب آنے کی وجہ سے اپنی دھار کو تیز کر لیا۔ اور ان کے ہاتھوں کے مفاسد سے روک دیا یوں منصور کو حکومت سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد امیر ابو یحییٰ زکریا بن سلطان نے ان کے جدا کبر ابن یحییٰ کو جو عربوں میں کئی سال سے رہ رہا تھا، امیر مقرر کر دیا۔ جیسا کہ ہم حکومت کے حالات میں سب باتوں کو بیان کریں گے۔ وہ پھر سنہ 173ء میں اسے تونس پر چڑھالایا مگر تونس فتح نہ ہو سکا اور انہیں کچھ کامیابی حاصل نہیں ہوئی جب منصور نے اپنی حالت کا ذکر سلطان سے کیا اور خیر خواہی کے چہرہ سے نقاب اٹھایا تو اس دوران اس کا قبیلہ اس کے برے کنشروں سے اور حسد کی وجہ سے اس سے تنگ پڑ چکا تھا لہذا اس کے بھائی ابو اللیل کا بیٹا محمد اس کے پاس گیا اور اسے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ وہ اسی روز سنہ 75 میں فوت ہو گیا، یوں اس کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ اس کے بعد ان کی حکومت اس کے بھتیجے صولہ بن خالد بن حمزہ نے سنبھالی اور اس کی مدد ابن عمر کی اولاد کرتی تھی۔ اس نے پھر سلطان کی خدمت اور خیر خواہی کی کچھ کوشش کی مگر پھر نافرمانی اختیار کی اور اختلاف کی حقیقت سے پردہ اٹھایا۔ مسلسل تین بار اس کا یہ حال ہوا تب سلطان نے اسے اور اس کی قوم کو ان کے ہمسروں اولاد مہلہل پر فتح دلانی اور ان کی سرداری، محمد بن طالب کے لئے تھی، یوں صحرا کی سرداری ان کے پاس واپس آ گئی۔ اور اس نے انہیں منبع عطا کا اختیار دے دیا۔ جبکہ عربوں پر ان کے رتبوں کو بلند کر دیا۔ ابن عمر ابو اللیل کی اولاد بھی اس کے ساتھ آئی۔ دیگر دنوں میں اولاد حمزہ اختلاف میں لگی رہی۔ سنہ 80 میں آخر سلطان بلاد جرید کی طرف گیا تاکہ بہلا پھسلا کر ان کے سرداروں کے سامنے پیشکش کرے اور انہیں اطاعت کا راستہ اختیار کرنے پر آمادہ کرے۔ لہذا وہ لوگ ان رؤسا کی مدد اور شرائط کے مطابق اسے وہاں سے ہٹانے پر لگ گئے۔ اس کے بعد اس کے پاس عرب کے دو مان اور صحرا

کے ذیاب سے فوجیں واپس آ گئیں اور وہ ان سب پر مغلوب آ گیا، اس نے انہیں اس کے اطراف سے نکال باہر کیا اور یہ ان رؤسا کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ کامیاب ہو گیا۔ ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ گرفتار ہو گئے، یوں یہ ان کے ذخائر اور محلات پر قابض ہو گیا۔ اس نے اولاد حمزہ اور ان کے حلیفوں کو بھی حکیم المفسر سے باہر نکال دیا اور وہ مغرب کی سمت سے اپنے ملک کی سرحدوں کو پار کر گئے۔ وہ فساد کے بعد معزز ہو گئے اور بندوں پر رحمت کے دروازے کھل گئے۔ ان عربوں کو اقتدار اور حکومت پر ایسا غلبہ حاصل تھا کہ اس تک کوئی غلبہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ان کی طبیعت میں بڑی نخوت اور تکبر تھا کیونکہ وہ عہد اول سے واقف نہیں تھے، اور نہ ہی وہ صدقات دے کر عہد اول سے مقابلہ کر سکتے تھے البتہ بنی امیہ کی حکومت میں عرب عصبیت کی وجہ سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے تھے۔ اس کی گواہی مرتدین اور ان کے ساتھیوں کے واقعات سے ملتی ہے۔ جو وہ اپنے امثال کے ساتھ روار کھتے تھے۔ حالانکہ اس عہد میں صدقہ، سختی اور عزت کے ساتھ حق کا بھی خواہاں تھا۔ یعنی اس کے دینے میں زیادہ حقارت اور مذلت نہیں تھی۔ بنو عباس کے زمانے میں جب حکومت مضبوط ہو گئی اور جتھے داروں پر سختی کی جانے لگی، تو اس کا مقصد انہیں بلا نجد، تہامہ اور ان کے سرے سے بیاباں میں بھجوانا تھا۔ عبیدیوں کے زمانے میں حکومت کو ضرورت تھی کہ وہ انہیں اس لڑائی کی طرف مائل کرے جو ان کے اور بنو عباس کے درمیان جاری تھی لہذا جب وہ اس کے بعد برفہ اور افریقہ کے علاقوں کی طرف گئے تو وہ حکومت کی پناہ میں کھلے پھرتے تھے۔ جب بنو ابو حفص نے انہیں انتخاب کیا، تو وہ ذلت اور رسوائی میں ان کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ زنا تہ کے ابو الحسن اور اس کی قوم سے قیروان میں ان کی لڑائی ہوئی، تو وہ دوسرے عربوں کے لئے، مغرب کی حکومتوں کے مقابلے میں، عزت کے راستہ پر چلے، یوں معقل اور زعبہ نے زنا تہ کے بادشاہوں پر ظلم کیا اور مار کھانے کے بعد ان کی تلاش میں حد سے بڑھ گئے تاکہ غالب آنے والوں کو اس قسم کی زیادتی سے روک سکیں۔ واللہ مالک۔



(101)

باب ۱۱

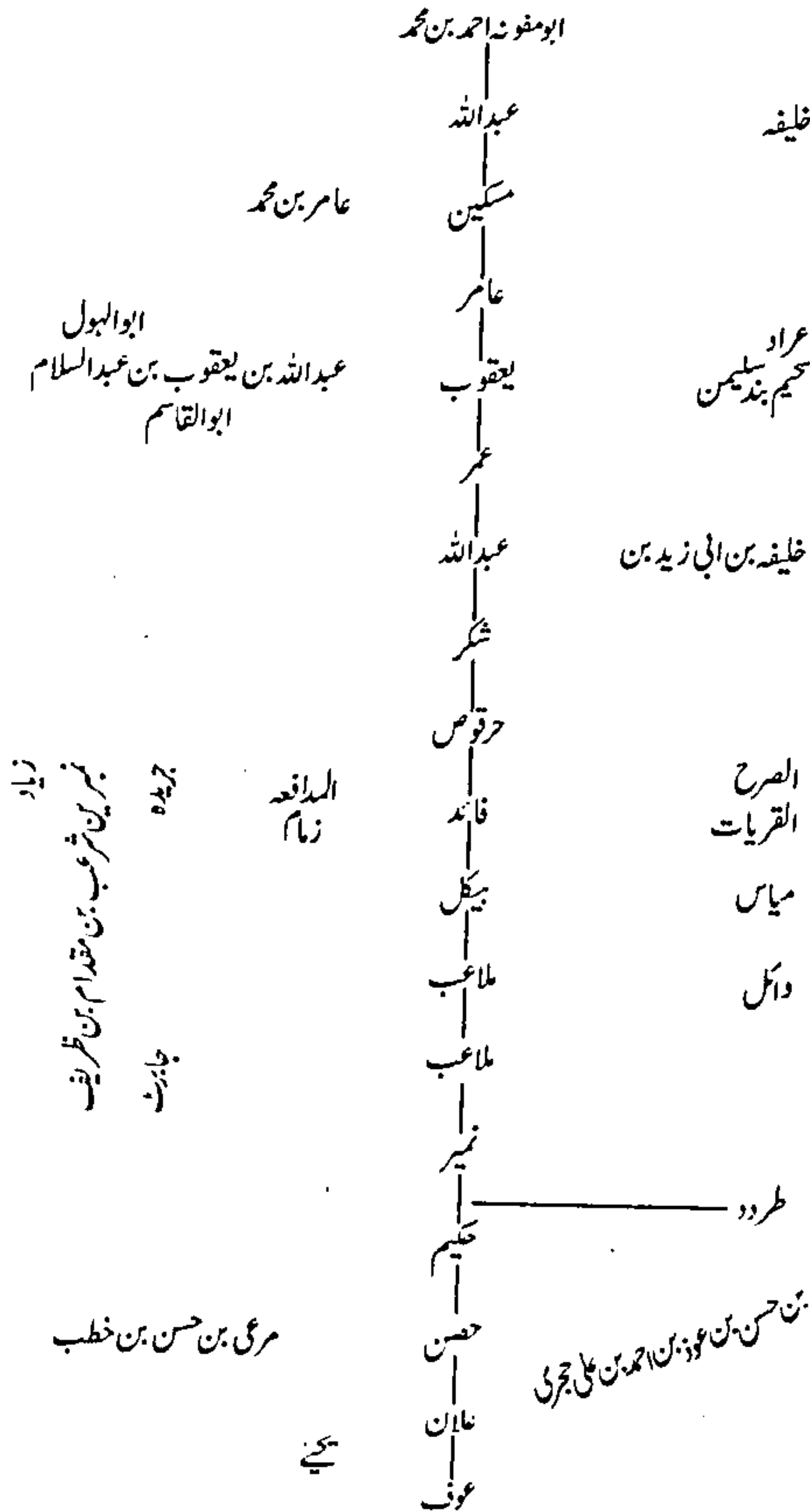
کعب کے قاسم بن مر ابن احمد کا بیان اور اس کے واقعات کی روداد

یہ شخص، کعب میں سے احمد بن کعب کی اولاد میں سے تھا اور اس کا پورا نام قاسم بن مر ابن احمد تھا۔ یہ ان میں عابد اور زاہد تھا۔ یہ پہلے اپنے دور کے مشہور شیخ العلماء ابو یوسف الدہانی سے قیروان میں ملا ان سے علم حاصل کیا اور ان کی صحبت اختیار کی پھر وہ اپنی قوم میں اپنے شیخ کے طریقے کے مطابق تقویٰ اور سنت کی مقدور بھر پابندی کرتا ہوا چلا گیا۔ جب اس نے عربوں کی اس حالت کو دیکھا کہ وہ راستوں میں فساد اور بغاوت کرتے ہیں، تو اس نے انہیں بری باتوں سے روکنے اور سنت کے قائم کرنے کی ٹھان لی۔ اس نے پہلے اپنے خاندان کو جو اولاد احمد میں سے تھا۔ اس طرف دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ مل کر اس بارے میں لڑائی کریں۔ یوں اولاد ابو اللیل نے جو اس کے رازدار تھے، اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے یہ مطالبہ نہ کرے، مبادا وہ اس کی عداوت پر آمادہ ہو جائیں اور یوں اس کا کام خراب ہو جائے انہوں نے اسے کہا کہ وہ یہ مطالبہ پہلے سلیم کے دیگر لوگوں سے کرے کیونکہ وہ ان لوگوں کے مقابلے میں خاص طور پر اس کے محافظ ہوں گے۔ جو اس پر حملہ کرنا چاہیں گے۔ اس طرح صحرا میں سے مختلف قسم کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے جو اس کے طریقے پر چلتے، اس کی پیروی کرتے اور اس کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کا نام جنادہ تھا۔ اس نے پہلے قیروان اور آس پاس کے بلاد ساحل میں راستوں کی اصلاح کی دعوت کا آغاز کیا۔ اسے جب کسی قزاق کے متعلق اطلاع ملتی کہ وہ راستوں میں ڈاکے ڈالتا ہے تو وہ اسے قتل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کرتا۔ اس نے مشہور قزاقوں کے ساتھ لڑائی کی اور ان کے اموال اور خون کو مباح قرار دیا یہاں تک کہ اس نے تمام قزاقوں کو اچھی طرح بھگا دیا۔ اس وجہ سے آل حصن میں اس کا بول بالا ہو گیا اور افریقہ میں تونس، قیروان اور بلاد الجرید کے سارے درمیانی راستے ٹھیک ہو گئے۔ مگر اس کی قوم نے اس کی عداوت پر پکا کر لیا۔ بنو مہلبہل قاسم بن احمد کے بعض آدمیوں نے سلطان تونس امیر بن حفص کو مشورہ دیا کہ اس آدمی کی دعوت، حکومت اور جماعت کے لئے بے عزتی کا باعث ہے مگر اس نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا لہذا وہ اس کے ہاں سے اس کے قتل کے ارادہ سے نکلے۔ ایک روز انہوں نے اسے اپنے دستور کے مطابق اپنے کاموں میں مشورہ کے لئے بلایا اور اس کے ساتھ اپنی قوم کے صحن میں کھڑے ہو گئے۔ وہ پھر اس سے الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے، اسی دوران اسے پیچھے سے محمد بن مہلبہل نے جو ابو عذبتین کے لقب سے مشہور تھا، نیزہ مار دیا اور وہ قتل ہو کر منہ اور ہاتھوں کے بل گر پڑا۔ اولاد ابو اللیل نے غصہ میں آ کر اس کے خون کا بدلہ طلب کیا تو اس دن سے بنو کعب کے قبائل میں افتراق پیدا ہو گیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ آپس میں متحد تھے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا بھی اس کے طریقے پر چلا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 706 میں آل حصن کے ایک جوان کے ہاتھوں مارا گیا۔ بنو ابو اللیل مسلسل قاسم بن مرا کے خون کا بدلہ طلب کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں عمر بن ابو اللیل کے بیٹے حمزہ اور مولا ہم ظاہر ہوئے اور انہیں اپنے قبیلوں کی سرداری مل گئی۔ ایک روز اولاد مہلبہل بن قاسم نے جنگل میں اپنے سرمائی مقام پر حمزہ اور مولا ہم کے بارے اجتماع کیا اور ان کے چچا قاسم بن مرا کے بیٹے شاق نے ان سب کو دھوکے سے قتل کرنے کی ٹھان لی۔ اس دن ان میں سے طالب بن مہلبہل کے سوا کوئی آدمی نہ بچ سکا کیونکہ وہ ان کے ساتھ موجود نہیں تھا اس دن سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان لڑائی میں اضافہ ہو گیا۔ اور بنی سلیم کے قبائل تقسیم ہو گئے۔ اور حکومت کی اطاعت اور اختلاف میں وہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرنے لگے۔ وہ اس وقت تک اسی ڈگر پر قائم ہیں۔ اس زمانے میں بنو مہلبہل کی سرداری محمد بن طالب بن مہلبہل اور اس کے بھائی یحییٰ کو حاصل ہے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا وہو خیر الوارثین۔

بنی حصن کا بیان

بنو حصن، بطون علاق میں سے ہیں اور حصن یحییٰ بن علاق کا بھائی ہے، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی دراصل دو بطن ہیں یعنی بنو علی اور حکیم۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکیم، حصن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کی گود میں پرورش پا کر اس کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ حکیم کے کئی بطن ہیں جن میں سے بنو ظریف بن حکیم بھی ہیں جو عائر شلہ عبہ، نعیر جبر بن مقدم بن ظریف اور زیاد بن ظریف کی اولاد ہیں جبکہ ان میں سے بنو وائل بن حکیم اور بنو طرد بن حکیم بھی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طرد، سلیم کا قبیلہ نہیں بلکہ وہ منبس سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہلال بن عامر کا ایک بطن ہے۔ چند مورخین کہتے ہیں کہ ان میں سے زید العجاج بن فاضل بھی ہے جس کا ہلال کے جوانوں میں ذکر آتا ہے۔ تاہم طرد کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہ بنی فہم بن عمر بن قیس بن عیلمان بن عدوان میں ہیں۔ اور انہی میں شمار ہوتے ہیں۔ پہلے طرد الدلاج کے حلیف تھے پھر بعد میں انہوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور وہ آل ملاعب کے حلیف بن گئے۔ حکیم کے بطون میں سے آل حسین نوال، مقعد اور الجمیعات بھی ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ان کا نسب کس سے ملتا ہے۔ ان میں سے بنو نمیر بن حکیم بھی ہیں۔ نمیر کے دو بطن ہیں: ملاعب اور احمد۔ احمد میں سے بنو محمد اور بطن ہیں اور ملاعب میں سے بنو یحییٰ بن ملاعب ہیں۔ وہ اولاد زمام اور الفزیات اور اولاد میاس اور اولاد فائد ہیں جبکہ اولاد فائد میں سے الصرح، المدافعت اور اولاد یعقوب بن عبد اللہ بن کثیر بن حرقوص بن فائد ہیں۔ حکیم اور اس کے دیگر بطون کی سرداری انہی کے پاس ہے۔ حکیم کے علاقے اس عہد میں سوسہ اور اجم کے درمیان ہیں۔ ان میں سے الناجعہ کبھی بنی کعب کے اور کبھی اولاد ابواللیل کے اور کبھی ان کے ہمسروں یعنی اولاد مہلہل کے دوست بنتے ہیں۔ ان کی سرداری بنو یعقوب بن عبد السلام بن یعقوب میں ہے جو ان کا سردار ہے۔ جب اللحیانی کے حالات بگڑ گئے اور وہ افریقہ کی مغربی سرحد، بجایہ اور قسنطینیہ میں سلطان ابویحییٰ کے پاس گیا تو وہ اس کی حملہ آور فوج کے ساتھ آیا۔ جب اس نے شاہ تونس کو اپنے زیر اثر کر لیا تو اس نے اسے اس کی قوم پر سرداری عطا کی، اس کی نظر میں اسے سر بلند کر دیا۔ اس پر بنو کعب کو اس بات سے غصہ آیا اور تو اعشاش قبیلے کے حمزہ نے محمد بن حامد بن یزید کو اس کے خلاف بھڑکایا تو اس نے اسے شوریٰ کی جگہ پر قتل کر دیا۔ بعد ازاں فہم کو سرداری ملی اور اس کے بعد اس کے عم زاد محمد بن مسکین بن عامر بن یعقوب بن قوس تک ان کی سرداری پہنچی۔ اس کے عم زادوں میں سے ایک جماعت اس کی مدد کرتی تھی یا اس کے ساتھ جنگ کرتی تھی۔ ان میں حکیم بن سلیمان بن یعقوب بھی شامل تھا جو جنگ ظریف میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ اس لڑائی میں اس کا بہت شہرہ ہوا۔ ان میں یعقوب بن عبد السلام کے بیٹے ابوالمعتول اور ابوالقاسم بھی شامل تھے۔ ابوالمعتول اس وقت سے جب بنو سلیم نے اسے قیروان میں حلف دیا تھا، سلطان ابوالحسن کا حلیف تھا۔ اس نے اسے قیروان پر حملہ کرنے میں اولاد مہلہل کے ساتھ شامل کیا تھا۔ لہذا وہ ان سب کے ساتھ سوسہ چلا گیا۔ ان میں بنو یزید بن عمر بن یعقوب اور اس کا بیٹا خلیفہ بھی شامل تھا۔ سلطان ابویحییٰ کے سارے عہد میں محمد بن مسکین اپنی سرداری پر قائم رہا اور وہ اس کا دوست اور نہایت خیر خواہ رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی خلیفہ بن عبد اللہ بن مسکین کا بیٹا اس کا جانشین بنا، وہ ان اشیاء میں سے ایک تھا جنہیں سلطان ابوالحسن نے جنگ قیروان کی طرف دعوت دینے پر گرفتار کیا تھا۔ لیکن اس نے اسے قیروان میں محصور ہونے کی حالت میں رہا کر دیا۔ اس کے بعد اسے سلطان کے ہاں اختصاص حاصل ہو گیا۔ جب جنگ قیروان کے بعد عرب مضافات پر غالب آ گئے تو سلطان خلیفہ نے اسے یہ جگہ بطور جاگیر دیدی اور وہ مسلسل اس کی ملکیت میں رہی جب خلیفہ کی وفات ہو گئی تو ان کی سرداری حکیم قبیلے میں سے اس کے عم زاد عامر بن محمد بن مسکین نے سنبھالی، اس کے بعد پھر محمد بن شیبہ بن خالد نے جو بنو کعب سے تعلق رکھتا تھا، اسے قتل کر دیا۔ جبکہ اسے یعقوب بن عبد السلام نے قتل کر دیا۔ سنہ 755 میں پھر جہاد جرید میں دھوکے سے محمد نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان کی حکومت منتشر ہو گئی۔ اس عہد میں ان کی سرداری احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مسکین الملقب بہ ابو معنویہ کے درمیان جو خلیفہ مذکور کا بھتیجا تھا۔ اور عبد اللہ بن محمد بن یعقوب کے درمیان جو ابوالھول مذکور کا بھتیجا تھا، قائم ہے۔ جب سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو اس نے سوس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا جس کی وجہ سے احمد ناراض ہو گیا اور صلہ بن خالد بن حمزہ کی حکومت کی طرف چلا گیا جو اولاد ابواللیل میں سے تھا۔ انہوں نے اختلاف اور لڑائی کی راہ اختیار کی اور بہت دور تک چلے گئے۔ وہ اس زمانے میں الضواحی اور سبزہ زاروں سے دھتکارے ہوئے ہیں اور جنگل کی طرف چلے گئے ہیں۔ بعد ازاں عبد اللہ بن محمد جو الرلوی کا لقب اختیار

کئے ہوئے ہے، وہ سلطان کی طرف آ گیا، اس نے اولاد مہلبہل کے ساتھ اپنی حکومت اور مدد پر پختہ معاہدہ کر لیا۔ لہذا اس کی قوم میں اس کی سرداری کی عظمت قائم ہو گئی۔ وہ اس دور تک اسی حال پر قائم ہے پھر ابو مخنف نے سلطان کی خدمت میں واپس گیا، یوں حکیم کی ریاست ان دونوں کے درمیان تقسیم ہو گئی، اور وہ اس دور تک اسی حالت میں ہیں۔ یاد رہے حکیم کے بھائیوں بنو علی کے لئے اولادِ صورتہ کے بطون ہیں اور ان دونوں کو عوف بن محمد بن علی حسن اور اولادِ نئی اور بدرانہ اور اولادِ دام احمد اور الحضرۃ اور معتقد اور الجمیعات اور الحمر اور المسابہتہ آل حسین اور حجری اکٹھے کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجری سلیم سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ وہ بطونِ کندہ میں سے ہیں لیکن سلیم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہو گئے ہیں۔ بنو علی کی سرداری اولادِ صورتہ میں ہے، اس عہد میں ان کا سردار ابو اللیل بن احمد بن سالم بن عقبہ بن شبل بن صورتہ بن مرعی بن حسن بن عوف ہے ان کے ہم نسلوں میں سے المرعیہ ان کی مدد کرتے ہیں جو مرعی بن حسن بن عوف کی اولاد ہیں اور جن کے علاقے قابس کے نواح میں اجم اور المبارکہ کے درمیان واقع ہیں۔ ان کی چراگاہوں کے متلاشی کعب کے حلیف ہیں یا اولادِ ابو اللیل کے یا کبھی کبھی اولادِ مہلبہل کے اور اکثر اوقات وہ اولادِ مہلبہل کے مددگار ہوتے ہیں۔ واللہ مقدر الامور لارب سواہ۔



صورتہ بن مرعی بن حسن بن عوف بن احمد بن علی حجری

ذباب بن سلیم کے حالات

ہم ان کے نسب کے اختلاف کا ذکر کر چکے ہیں۔ یہ ذباب بن ربیعہ بن زعب الاکبر کی اولاد سے ہیں۔ ربیعہ زعب الاکبر کا بھائی ہے۔ اس زمانے میں اس لفظ کو ”ز“ کے ضمہ کے ساتھ اور اجل ابی اور الرشاہی نے ”ز“ کے کسرہ کے ساتھ لکھا ہے۔ ابو محمد التجانی نے بھی اپنے سفر نامہ میں اسی طرح لکھا ہے۔ ان کے علاقے قابس اور طرابلس کے درمیان برقہ تک ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں۔ جن میں سے اولاد احمد بن ذباب بھی ہے جن کے علاقے قابس اور طرابلس کے مغرب میں برقہ عیون اجال تک ہیں جو حصن کے بڑوسی ہیں جبکہ اعیون نے رجال میں بلاذغ بن جو بطون ذباب میں سے ہیں۔ بنو یزید ان موطن میں اولاد احمد کے شریک ہیں مگر یہ ان کا باپ نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ کسی آدمی کا نام ہے بلکہ یہ ان کے مددگار کا نام ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مدلول زیارت کی طرف منسوب ہو گئے ہیں، جیسا کہ التجانی نے بھی بیان کیا ہے۔ یہ چار بطون ہیں یعنی العتیب یعنی: نوصہب بن جابر بن فائد بن رافع بن ذباب اور ان کے حمادی بھائی، یعنی بنو حمدان بن جابر اور الخرجہ، یہ آل سفیان کا طن ہے۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو آل سفیان نے ان کے موطن مسالہ سے نکال دیا تو انہوں نے ان سے معاہدہ کر لیا، اور پھر ان کے ساتھ ہی فروکش ہو گئے۔ جبکہ صابعا ایک زائد انگلی والے آدمی کی طرف منسوب ہیں۔ التجانی نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ یہ ذباب کے کس طن سے ہیں۔ ان میں سے النواہل بھی ہیں یعنی بنو عائل بن عامر بن جابر اور ان کے بھائی اولاد دنان بن عامر اور ان کے بھائی اولاد وشاح بن عامر اور تمام ذباب کی سرداری انہی میں ہے۔ یہ دو عظیم طن ہیں۔ یعنی الحمامید یعنی بنو محمود بن طوب بن بقیہ بن وشاح اور ان کے علاقے قابس اور نفوسہ کے درمیان سے الضواہی اور جبال تک ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری بنی رجاب بن محمود میں ہے جو اولاد مسباع بن یعقوب بن رحاب کے لئے ہے۔ دوسرے طن الجوارہی ہے یعنی بنو حمید بن جاریہ بن وشاح اور ان کے علاقے قابس اور نفوسہ کے درمیان سے الضواہی اور جبال تک ہیں۔ اس دور میں ان کی سرداری بنی مرعم بن صابر بن عسکر بن علی بن مرعم میں ہے جبکہ اولاد وشاح میں سے دو اور چھوٹے طن ہیں۔ جو الجوارہی اور الحمادہ کے ساتھ شامل ہیں، یہ دونوں الجوارہی ہیں۔ یعنی بنو جراب بن وشاح اور العمورہ بنو عمر بن وشاح ہیں۔ التجانی کا العمورہ کے متعلق یہی خیال ہے اور ہلال بن عامر میں بھی العمورہ کا ایک طن ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیالی ہے کہ ذباب کے عمورہ انہی میں سے ہیں۔ انہوں نے ذباب کے ساتھ خاص طور پر اپنے علاقے کو اکٹھا کر لیا ہے اور یہ سلیم میں سے نہیں ہیں بہر حال اللہ تعالیٰ ہی ان کی حقیقت کو بہتر طور پر جانتا ہے۔ وشاح کی اولاد میں سے بنو حریر بن تمیم بن عمر بن وشاح بھی ہیں۔ جن میں فائد بن حریر عرب کے مشہور شہسواروں میں ایک تھا۔ اس کے اشعار اس دور تک ان میں داستان کی طرح متداول ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ الحمامید میں سے تھا یعنی فائد بن حریر بن حرابی بن محمود بن طوب اور یہ بنو ذباب قریش الغزی اور ابن غانیہ کے شیعہ تھے۔ ان دونوں کا بہت اثر تھا۔ اور ایک قریش نے الجوارہی کے سردار کو قتل کر دیا۔ جس کے بعد یہ ابن غانیہ کی وفات کے بعد امیر ابوزکریا اور اس کے بعد اس کے اہل بیت کی خدمت میں چلے گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے الداعی بن ابی عمارہ کی حکومت کو قائم کیا۔ اس کا ان پر مشتبہ ہونا اس لئے بھی تھا۔ کہ وہ مخلوع کے بجائے ان کا امیر نہ بن جائے۔ بعد ازاں یہ اپنے آقا اور اس کے بیٹوں کی وفات کے بعد ان کی طرف بھاگ آیا اور ان کے ہاں مہمان اتر۔ یہاں تک کہ ابن ابی عمارہ کا گزر ان کے پاس سے ہوا تو اس نے اسے تمام حالات بتائے۔ انہوں نے پھر تلپیس کرنے پر اتفاق کیا اور اس بات کو عربوں کے سامنے بڑھا چڑھا کر بیان کیا، تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ اس میں مرعم بن صابر نے بڑا کردار ادا کیا، اور اس کی قوم نے اس کی پیروی کی۔ بعد ازاں ابو مردان عبد الملک بن مکی رئیس قابس نے انہیں حکومت میں داخل کیا۔ اس کی حکومت کا مکمل ہونا کرسی خلافت کا اس کے خون سے لٹھڑنا، یہ اللہ کی تقدیر تھی جیسا کہ حکومت کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ سلطان ابو حفص ان پر اعتماد کرتا تھا۔ لہذا اس نے انہیں عمارہ کی دعوت پر طلب کیا۔ یہ اس کے مخالف ہو گئے۔ اس نے پھر ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے اپنے سالار ابو عبد اللہ الغزالی کو بھیجا۔ تب انہوں نے اس کے بھتیجے امیر ابوزکریا سے مدد مانگی جو ان دنوں افریقہ میں بجایہ اور مغربی سرحد کا حاکم تھا۔ وہ ان میں سے عبد الملک بن رحاب بن محمود اس کے پاس گیا، تو وہ سنہ 687 میں اس کی مدد کو اٹھا۔ ان لوگوں نے پھر اہل قابس سے لڑائی کی، انہیں شکست دی اور ان میں خونریزی کی۔ بعد ازاں فزاری ان پر غالب آ گیا اور انہیں افریقی وطن سے روک دیا۔ اس

کے بعد امیر ابوزکریا، القرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ مرغم بن صابر بن عسکر جو الجواری کا سردار تھا اور جسے اہل صقلیہ نے سنہ 82 میں سواحل طرابلس سے قید کر لیا، اسے اس نے اہل برشلونہ کے پاس فروخت کر دیا۔ لہذا ان کے بادشاہ نے اسے خرید لیا اور وہ ان کے پاس قیدی بن کر رہا یہاں تک کہ عنان بن ادریس جس کا لقب ابودبوس تھا اور جو بنی عبدالمومن کا چیدہ خلیفہ تھا، وہ اس کے پاس گیا اور موحدین کی دعوت میں اس کے حق کی طلب کے لئے افریقہ جانے کی اجازت چاہی۔ یوں شاہ برشلونہ نے اس کے اور مرغم کے درمیان معاہدہ کر دیا اور ان دونوں کو واپس بھیج دیا۔ یہ ساحل طرابلس پر اترا۔ بعد ازاں مرغم نے ابن دبوس کے لئے دعوت کو قائم کیا اور اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے سنہ 88 میں طرابلس کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا پھر انہوں نے اس کے محاصرے کے لئے فوج کو چھوڑ دیا۔ اور وطن کے خراج کے لئے کوچ کر گئے۔ اور اس سے فراغت حاصل کر لی۔ یہ ان کے معاملہ کی انتہا تھی۔ دوسری طرف ابودبوس مدت تک ان کے اوطان میں گھومتا رہا۔ آٹھویں صدی کے آغاز میں کعب بن عصب سے بلایا، وہ اسے سلطان ابو عصب حفصی کے زمانے میں تونس لے آئے اور اس کا محاصرہ کر لیا، مگر انہیں کامیابی نہیں ہوئی تو وہ نواح طرابلس میں واپس آ گیا۔ وہ ایک مدت تک وہاں ٹھہرا پھر مصر چلا گیا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ جیسا کہ اس بات کا تذکرہ قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ اس کے بیٹے کے واقعات میں بیان کیا جائے گا۔ الجواری اور الحامید اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک قابس اور طرابلس کے علاقوں سے حکومت کا سایہ سکڑنے لگا۔ اور ان کے نواح میں اس کی ریاست مختص ہو گئی۔ انہوں نے پھر پہاڑوں اور میدانوں میں رہنے والی رعایا کو غلام بنا لیا جب کہ شہروالوں نے اپنے شہروں کی خصوصی حکومت قائم کر لی۔ دوسری طرف بنوکی، قابس میں اور بنو ثابت، طرابلس میں حکمران بن گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ وشاح کی حکومت، دونوں شہروں کے تقسیم ہونے سے منقسم ہو گئی۔ لہذا الجواری نے طرابلس اور اس کے نواحی علاقوں اور نزور، غریان اور مغر کو سنبھال لیا۔ جبکہ الحامید، قابس بلا دنغویہ اور حرب کے حکمران بن گئے۔ ذباب کے اور بطون بھی ہیں جو جنگل میں چراگاہیں تلاش کرتے ہیں اور ان کے علاقے مشرق کی جانب ان وشاحیوں سے بہت دور ہیں۔ جن میں سے آل سلیمان بن حبیب بن رابع بن ذباب بھی ہے۔ جس کے علاقے مغر اور غریان کے سامنے ہیں۔ ان کی سرداری لغر بن زائد کی اولاد میں ہے اور آج کے زمانے میں ہائل بن حماد بن نصر کو حاصل ہے۔ یہ اس کے اور دوسرے بطن کے درمیان سالم بن دھب تک چلی جاتی ہے۔ ان کے موطن مسراتہ سے لھد اور مسلاتہ تک تین اور آل سالم کے قبائل احامد، عمائم، علاونہ اور اولاد مرزدق ہیں جبکہ ان کی سرداری مرزدق کے بیٹے کی اولاد میں ہے جس کا نام ابن معلی بن معراق بن قلیتہ بن قاص بن سالم ہے۔ آٹھویں صدی کے آغاز میں یہ سرداری غلبون بن مرزدق کو حاصل تھی اور اس کے بیٹوں میں بھی قائم رہی، اس زمانے میں وہ حمید بن سنان بن عثمان بن غلبون کو حاصل ہے۔ علاونہ میں سے ایک جماعت برقہ اور مشانہ کے عربوں کے پڑوس میں اس وقت سے رہتی ہے جو ہوارہ کے مقیموں میں سے ہے۔ جب ذباب نے اپنے موطن میں قبلہ کی جیت سے ناصرہ سے کشاکش کی۔ وہ ناصرہ بن حفاف بن امرئ القیس بن بہتہ بن سلیم کے بطون میں سے ہیں اگرچہ زغب ابو ذباب، ملک بن حفاف سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ التجانی کا خیال ہے۔ لہذا یہ ناصرہ کے بھائی ہیں۔ تاہم یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قوم بھائیوں اپنے کے نام سے موسوم ہو۔ خواہ وہ ناصرہ ہی ہوں جیسا کہ ابن کلبی کا خیال ہے۔ یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ ذباب وغیرہ کے سوا، ناصرہ کے نام سے مختص ہوں اور ایسا پردہ پوش بطون میں بہت ہوتا ہے۔ بہر حال واللہ اعلم۔ ان کے موطن بلاد فزاں اور دووان میں ہیں۔ یہ ذباب کے حالات ہیں اور مشرق میں الغرہ کے ہمسائے وہ لوگ ہیں۔ جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ان چراگاہوں کے متلاشیوں نے لوٹ مار اور غارتگری کر کے معاش کے بہترین ذرائع تباہ کر دیئے ہیں اور آبادی خراب ہو گئی ہے۔ اس زمانے میں اس جگہ پر رہنے والے اکثر عربوں کا گزارا نمک پر ہے۔ جب انہیں معاشی تنگی ہو جاتی ہے۔ تو وہ اونٹوں، گدھوں اور اپنی عورتوں کے ذریعے زمین پھاڑتے ہیں اور قبلہ کی سمت میں کھجوروں کے درختوں کے علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اجلہ اور سنتر یہ کے میدان میں، اس کے پیچھے ریگستان اور بیابان سے سوڈان کے علاقے تک ان کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ برقہ میں ان عربوں کا سردار ابوزنب ہے جو بنی جعفر میں سے ہے۔ مغرب کے حاجی ان کے بیت اللہ سے الگ رہنے، ان کی جماعتوں کے لئے بہترین خوراک لانے کی وجہ سے ان کے کاموں کے بہت مداح ہیں۔ فمن يعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ۔

ان کے نسب کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ وہ کن عربوں کی اولاد میں سے ہیں۔ تاہم مجھے ذباب کے ثقہ آدمیوں نے خریص بن شیخ ابی ذباب

بربری قوم اور مغرب کی دیگر اقوام کا بیان اور شروع سے لے کر اب تک ان کی مفصل روداد

بربری مغرب کے قدیم باشندے ہیں۔ جنہوں نے پہاڑوں، میدانوں، ٹیلوں، سبزہ زاروں اور اس کے شہروں اور مضافات کو اپنی آبادی سے بھر دیا ہے۔ یہ پتھروں، مٹی، پنوں، درختوں، بالوں اور اون سے گھر بناتے ہیں۔ ان کے صاحب اقتدار لوگ، چراگاہوں کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور دوران سفر سبزہ زاروں سے گزر کر صحرا اور ریگستانوں میں نہیں آتے۔ ان کی آمدنی بکریوں اور گایوں سے ہوتی ہے۔ ان کے گھوڑے عام طور پر سواری اور بچے حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں سے چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے لئے اونٹ بھی عربوں کی طرح آمدنی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ان میں سے غریب لوگوں کی معاش کاشتکاری اور چرنے والے جانور ہیں۔ اس کے علاوہ سبزہ زاروں کے معزز مالکوں اور سفر کرنے والے کی معاش، اونٹوں کے بچے دینے، نیزوں کے سایوں اور راستوں میں ڈاکے ڈالنے میں ہے۔ ان کا عام لباس اور سامان اون کا بنا ہوتا ہے۔ یہ دھاری دار چادریں اوڑھتے ہیں اور ان پر سرگیس کوٹ ڈالتے ہیں۔ عموماً ان کے سر ننگے ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی انہیں منڈوا دیتے ہیں۔ ان کی زبان عجی ہے جو اپنی نوع کے اعتبار سے ممتاز ہے اور اسی وجہ سے وہ اس نام سے مخصوص ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب افریقش بن قیس بن صیفی نے مغرب اور افریقہ سے لڑائی کی اس وقت وہ تابعہ کے بادشاہوں میں سے تھا اس نے شاہ جرجیش کو قتل کیا اور نئے شہر تعمیر کئے۔ ان کا خیال ہے کہ افریقہ کا نام اس کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جب اس نے اس عجیبی قوم کو دیکھا، ان کی عجیبی زبان کو سنا اور ان کے اختلاف اور تنوع کو دیکھا تو ان سے حیرت سے کہنے لگا کہ تمہاری بربرت کس قدر زیادہ ہے، یوں ان کا نام بربر پڑ گیا۔ دراصل عربی زبان میں بربرۃ ان ملی جلی آوازوں کو کہتے ہیں جو سمجھ نہیں سکیں۔ کہتے ہیں جب شیر سمجھ نہ آنے والی آوازوں کے ساتھ دھاڑے تو کہتے ہیں بربر الاسد۔

اس قوم کے شعوب اور قبائل اور ان کے بطون کے متعلق علماء انساب اس بات پر متفق ہیں کہ انہیں دو جڑیں اکٹھی کرتی ہیں، برنس اور مادغیس مادغیس کا لقب ابتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے قبیلے کو ابتر کہا جاتا ہے جبکہ برنس کے قبیلے کو برانس کہتے ہیں اور یہ دونوں معابر کے بیٹے ہیں، تاہم نسابوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ دونوں ایک باپ کے ہیں ابن حزم نے ایوب بن ابی یزید صاحب النمار سے بیان کیا ہے کہ وہ ایک باپ کے ہیں کیونکہ یوسف بن الوراق نے اس سے یہی روایت کی ہے لیکن سالم بن سلیم مطماطی اور صابی بن مسرور الکومی اور کہلان بن ابی لو، جو بربریوں کے نساب ہیں، بیان کرتے ہیں کہ برانس، مازنغ بن کنعان کی نسل سے ہیں جبکہ "البتسر" بر بن قیس بن عملان کے بیٹے ہیں۔ بعض اوقات یہ روایت ایوب بن ابی یزید سے بھی نقل ہوئی ہے۔ مگر ابن حزم کی روایت درست اور زیادہ قابل اعتماد ہے۔

برنس کے قبیلوں کا بیان

ماہرین کے نزدیک برانس کے قبائل کو سات جڑیں اکٹھا کرتی ہیں جن کے نام یہ ہیں : زولجہ، مصمودہ، اوربتہ، عجیہ، کامہ، منہاجہ اور ادریغہ۔ تاہم سابق بن سلیم اور اس کے اصحاب نے لہطہ، مسکورہ اور کزولہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ جب کہ ابو محمد بن حزم بیان کرتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں

کہ صنہاج اور لمط ایک عورت کے بیٹے تھے۔ جسے بھسکی کہتے ہیں۔ ان دونوں کے متعلق معلوم نہیں کہ ادریغ نے اس عورت سے شادی کی ہو۔ اور اس نے اس کے لئے ہوار کو جنم دیا ہو۔ ان کے متعلق عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہ دونوں ہوار کے ماں جائے بھائی ہیں۔ ابن حزم بتاتا ہے کہ ادریغ کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے مثنیٰ بن سکاک کا بیٹا ہے مگر یہ جھوٹ ہے، علاوہ ازیں کلبی کہتا ہے کہ کتامہ اور منہاجہ، بربری قبائل میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ یمانی قبائل میں سے ہیں اور ان دونوں کو افریقش بن صغی نے افریقہ میں اپنے محافظوں کے ساتھ چھوڑا تھا۔ یہ ان کے بارے میں تمام اہل تحقیق کا مذاہب کا خلاصہ ہے۔

ازواجہ میں سے مسطاطہ ہے جب کہ معمودہ میں سے غمارہ ہے جو غمار بن مصطاف بن ملیل بن معمود کے بیٹے ہیں۔ ادریغہ میں سے ہوارہ، ملک، مغد اور قلدن ہے۔ ہوار بن ادریغ سے بلبہ ہے۔ اور بنو کہلان بھی ہیں۔ جبکہ ملک بن ادریغ سے صطط، ورفل، اسیل اور مسراقہ ہیں، ان سب کو لہانہ بنو لہان، بنو لہان بن ملک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ملیلہ ان میں سے ہے اور مغد بن ادریغ سے ماداس، زمور، کبا اور مصرای ہے۔ اور قلدن بن ادریغ سے ممصاتہ، رسیلف، بیانہ اور فل ملیلہ ہے۔

ملیلہ	بن	یوکلان
رموز۔ کبا	ہذال	صنہاجہ
ماداس بن مضر	بن	لمط
مصرای	ادریغ	بن قلدن
مہناجہ	بن	عجیبہ
مسطانیہ بن درداجہ	برنس	مسکورہ
دردوتہ۔ لمط	بن	زوادہ بن کتامہ
	بربر	غمارہ بن مصطاف بن ملیل بن معمود

المتر کے قبیلوں کے حالات

یہ مادغیس الاہتر کے بیٹے ہیں۔ جنہیں چار جڑیں اکٹھا کرتی ہیں : اداسہ، نفوسہ، ضریہ اور بنو لوالا کبر۔ یہ سب کے سب بنو زحیک بن مادغیس ہیں۔ اداسہ، اداس بن زحیک کے بیٹے ہیں اور ان کے سب بطون ہوارہ میں ہیں۔ اس لئے کہ کل اداس نے زحیک بن ادریغ کے بعد اس سے شادی کی تھی جو اس کے چچا برنس والد ہوارہ کا بیٹا تھا جبکہ اداس، ہوارہ کا بھائی تھا۔ اس کے سب بیٹوں کا نسب ہوارہ میں داخل ہے اور وہ یہ ہیں : سفارہ، اندارہ، ہنزولہ، ضربہ فعدانہ، اوطیطہ، اور تر فعتہ، یہ سب کے سب اداس بن زحیک بن بادغیس کے بیٹے ہیں، اور آجکل یہ ہوارہ میں ہیں۔ لوالا کبر سے دو عظیم لطن ہیں یعنی نغزادہ یعنی نغزاد بن لوالا کبر کے بیٹے اور لوتہ لوالا صفر کے بیٹے۔ لواتہ سے سرداتہ ہیں۔ جو فیطط بن لوالا صفر کے بیٹے ہیں۔ سرداتہ کا نسب مغرادہ میں داخل ہے۔ ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ مغرادہ نے ام سردانہ سے شادی کی تو سردانہ بنی مغرادہ کے مالعا جائے بھائی بن گئے، پوں اس کا نسب ان سے مل جل گیا۔

نفرزادہ سے بھی بہت سے بطون ہیں جو یہ ہیں: دلھاہ، غساسہ، زھلہ، سوماتہ، درسیف، مرثیزہ، زانیمہ، وركول، مرسیتہ، وردغروس اور وردن۔ یہ سب کے سب تسطوفت کے بیٹے ہیں جو نفرزادہ سے تھا۔ ابن سابق اور اس کے اصحاب نے مجز مکلاتہ کا بھی اضافہ کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مکلاتہ بربر میں سے نہیں ہے، بلکہ حمیر میں سے ہے جو چھوٹی عمر میں تسطوفت کے پاس آ گیا تھا۔ تو اس نے اسے متنبی بنالیا اور دراصل مکلاتہ رعان بن کلاع بن سعد بن حمیر ہے۔

دلھاہ جو نفرزادہ میں سے ہے اس کے دلھاہ کے دونوں بیٹوں بیزغاس اور وحیہ سے بہت سے بطون ہیں۔ بزغاش سے بطون اور رجوسہ ہیں اور وہ رحال، طو، بورغیش، وانجد، کرطیط، اور مانجول سب نسلت و مجوح بن بیزغاش بن دلھاہ بن تسطوفت بن نفرزادہ کے بیٹے ہیں۔ ابن اسحاق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بنو، بیزغاش، لواتہ سے ہیں اور سب کے سب جبال اور اس میں رہتے ہیں۔ وحیہ سے درترین، تریر، ورتبوفت، مکرا، لقوس ہیں۔ جو وحیہ بن دلھاہ بن تسطوفت بن نفرزادہ کے بیٹے ہیں۔ ضربہ جو ضری بن زحیک بن مادغیس الاہتر کے بیٹے ہیں اور انہیں دو عظیم جڑیں اکٹھا کرتی ہیں یعنی بنو تمصیت بن ضری، اور بنو یحییٰ بن ضری۔ سابق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بطون تمصیت بطون یحییٰ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ نسب ضربہ سے مختص ہیں۔ بطون تمصیت سے مطماطہ اور صطغورہ ہیں اور وہ لحومیہ، لماہ مطفرہ، مربنہ، مغیلہ مغرورہ کشانہ، دوتہ اور مدیونہ ہیں۔ یہ سب کے سب، فاتن بن مضیت بن ضری کے بیٹے ہیں۔ بطون یحییٰ سے تمام زنانہ سمکان اور ورتصف ہیں جبکہ ورتصف سے مکناسہ، اوکنہ اور ورتناج ہیں جو ورتصف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔

مکناسہ سے ورثیفہ اور ورتبر ہیں۔ مغلیت سے قنصارہ، موالات حراب اور فلاس ہیں۔ ملز سے لولالین، لرتز، لعلیتن، جریر اور فرغان ہیں۔ ورتناج سے، مکنسہ، مطاسہ، کرسطہ، سروجہ، ہناطہ ہیں جبکہ فولال ورتناج بن ورتصف کے بیٹے ہیں۔

سمکان سے، زوانعہ، اور زوادہ ہیں جو سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔ ابن حزم زوادہ کو اس کے بطون میں شمار کرتا ہے اور یہی درست بات ہے کیونکہ وطن بھی اسی کی گواہی دیتا ہے لہذا غالب بات یہی ہے کہ زوادہ، سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔ ابن حزم، زوادہ کو بطون کتامہ میں شمار کرتا ہے اور زوادہ کو سمکان میں شمار کرتا ہے جو کہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔

زدانہ سے بنو ماجر، بنو اطیل اور سمکین ہیں۔ ان کا مکمل بیان ان کے تذکرے کے موقع پر آئے گا انشاء اللہ۔ یہ اس قوم کے قبائل کے متعلق اجمالی بیان ہے، اس کی تفصیل ان کے تفصیلی حالات میں موقع آنے پر ضرور بیان ہوگی۔ گزشتہ امم میں سے کسی کی طرف ان کا نسب لوٹتا ہے لیکن اس بارے میں نسابوں کے اندر بہت اختلاف پایا جاتا ہے لہذا انہوں نے اس کے متعلق طویل بحث کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے نقشان کی اولاد میں سے ہیں اور اس کا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے کے موقع پر بیان ہو چکا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ بربر یعنی ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اوزاع، یمن میں سے ہے۔ مسعودی انہیں غسان وغیرہ سے قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لوگ سل تندوتیز کے وقت متفرق ہو گئے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ابرہہ ذوالہار نے انہیں مغرب میں پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ تخم اور جذام میں سے ہیں، جن کی فرودگا ہیں فلسطین میں تھیں اور وہاں سے انہیں ایک ایرانی بادشاہ نے نکال دیا تھا۔ جب یہ مصر پہنچے تو مصری بادشاہوں نے انہیں اترنے سے روک دیا لہذا یہ دریائے نیل کو عبور کر کے متفرق شہروں میں منتشر ہو گئے۔ ابو عمر بن عبد البر کہتا ہے کہ بربر کے کئی قبائل نے یہ ادعا کیا ہے کہ وہ نعمان بن حمیر بن سبا کی اولاد میں سے ہیں۔ جو زمانہ قبل میں بادشاہ تھا۔

اس نے ایک دن اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ میں تم میں سے کچھ بیٹوں کو مغرب کو آباد کرنے کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پھر اس بارے میں اس سے گفتگو کی اور وہ ان کا سردار بنا۔ اس نے ان میں سے لمت ابولتو، مسخو ابوسوفہ، مرط ابوسکورہ، اضاک ابومنہاجہ، لمط ابولمطہ اور ایلان ابویہلانہ کو بھیجا لہذا ان میں سے بعض جبل دون ہیں، بعض سوسن میں اور بعض درعہ میں اتر پڑے۔ جبکہ لمط، کزول کے ہاں اتر اور اس کی بیٹی سے شادی کر لی جبکہ جانا یعنی ابوزناتہ وادی شلف میں اترے۔ بنو رنجین اور مغراد، مغرب کی جیت سے اطراف افریقہ میں اترے، اور مقرویک، طنجہ کے قریب اترے۔ لیکن ابو عمر بن عبد البر اور ابو محمد بن حزم نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ یہ سب کے سب قوم جالوت میں سے

ہیں۔ علی بن عبدالعزیز جرجانی اپنی کتاب الانساب میں کہتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں، اس قول کے سوا اور کوئی قول صحت کے درجے تک نہیں پہنچتا لیکن انہوں نے جالوت کا نسب بیان نہیں کیا کہ اس کا تعلق کس سے تھا۔ ختیہ ابن کا نزدیک وہ دنور بن ہرئیل بن حدیلان بن جالود بن ردیلان بن حظی بن زیاد بن زحیک بن مادغیس الاہتر ہے۔ اسی طرح اس سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ جالوت بن ہریال بن جالود بن دنیال بن قحطان بن فارس ہے۔ ابن ختیہ کہتا ہے کہ فارس مشہور آدمی ہے۔ اور سفک سب بربر کا باپ ہے۔ نسا بن کہتے ہیں کہ بربر دراصل بہت سے قبائل ہیں جو یہ ہیں: زناتہ، ضربہ، مغیلہ، زبجوحہ، نفزہ، کتامہ، لواتہ، غمارہ، مسمودہ، صدینہ، پزدران، روئجین، منہلبہ، بکسہ اور دارکلان وغیرہ۔ دوسرے مورخین نے جن میں طبری وغیرہ بھی شامل ہے یہ بیان کیا ہے کہ بربر دراصل کنعان اور عمالیق کے اوباش لوگ ہیں لہذا جب جالوت قتل ہو گیا، تو یہ شہروں میں متفرق ہو گئے۔ جب افریقش نے مغرب سے لڑائی کی تو وہ انہیں سواحل شام سے لے گیا، انہیں افریقہ میں آباد کر دیا اور ان کا نام بربر رکھا۔ بعض ماہرین کہتے ہیں کہ بربر حام بن لوح بن بربر بن تملا بن مازن بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عمالقہ میں سے ہیں جو بربر بن تملا بن مارب بن قاران بن عمر بن عملاق بن دلا د بن ارم بن سام سے ہیں لہذا اس قول کے مطابق وہ عمالقہ ہیں۔ جب کہ مالک بن مرسل کہتا ہے کہ بربر، حمیر، مفر اور قبط اور عمالغہ اور کنعان اور قریش کے مختلف قبائل ہیں جب شام میں ایک دوسرے سے ملے تو شور کیا، اس پر افریقش نے بکثرت کلام کرنے کی وجہ سے ان کا نام بربر رکھا۔ مسعودی، طبری اور اسمعیلی کے نزدیک ان کے خراج کا سبب یہ ہے کہ افریقش نے انہیں افریقہ کی فتح کے لئے اکٹھا کیا۔ اور ان کا نام بربر رکھا، اس وقت وہ اس کا شعر پڑھ رہے تھے۔

”جب میں نے کنعان کو تنگی کے علاقے سے مرفہ الحالی کے لئے بھیجا، تو اس نے بڑا شور و غل کیا۔“

ابن کلبی کہتا ہے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ بربر کوشام سے کس نے نکالا؟ بعض کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے وحی اللہ کے ذریعہ انہیں نکالا۔ آپ کو حکم دیا گیا کہ اے داؤد، بربر کوشام سے نکال دو کیونکہ یہ زمین کا جذام ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ انہیں یوشع بن نون نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں افریقش نے نکالا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک تابعی بادشاہ نے انہیں نکالا تاہم البکری کے نزدیک بنی اسرائیل نے انہیں جالوت کے قتل کے وقت نکالا۔ مسعودی اور البکری کہتے ہیں کہ یہ جالوت کی موت کے بعد مغرب کی طرف بھاگ گئے اور مصر جانا چاہا تو قبطیوں نے انہیں جلا وطن کر دیا۔ یہ افرنج اور افارقہ کی لڑائی کے وقت برفہ، افریقہ اور مغرب میں ٹھہر گئے۔ انہوں نے پھر انہیں صلیہ، سردانیہ، میورفہ، اور اندلس میں گزار دیا۔ پھر اس بات پر رضامند ہو گئے کہ شہر افرنجہ میں رہیں گے وہ جنگلوں میں کئی زمانوں تک خیموں میں رہے، اس دوران اسکندر سے سمندر اور طنجہ اور سوس تک شہروں میں آتے رہے یہاں تک کہ اسلام آ گیا، اور ان میں سے کچھ لوگ یہودی اور عیسائی بن گئے اور کچھ مجوسی بن گئے اور سورج، چاند اور بتوں کی پرستش کرتے تھے ان کے ملوک اور رؤسا بھی تھے اس کے بعد ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قابل ذکر لڑائیاں ہوئیں اور الصولی۔ البکری کہتا ہے کہ جب شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف ڈال دیا تو بنو حام مغرب کی طرف چلے گئے اور ان کی وہاں نسل چلی۔ نیز وہ کہتا ہے کہ جب حام اپنے باپ کی دعا سے سیاہ رنگ کا ہو گیا، تو شرمندگی کی وجہ سے مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے بیٹوں نے اس کا پیچھا کیا وہ چار سو سال کا ہو کر آ خر مر گیا۔

اس کے بیٹوں میں سے بربر بن کسلہ جیم بھی تھا لہذا مغرب میں اس کے بیٹوں کے اولاد ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ جب بربر، مارب کتامہ اور منہلبہ سے نکلے تو مغرب کے دویمنی قبیلے بھی ان کے ساتھ آئے۔ وہ کہتا ہے کہ ہوارہ، لمطہ اور لواتہ حمیر بن سباء کے بیٹے ہیں۔ ہانی بن بکورا القریشی، سابق بن سلیمان مطماطی، کہلان بن ابی لوی اور ایوب بن ابی یزید وغیرہ جو بربر کے ماہرین انساب ہیں، کہتے ہیں کہ بربر کے دو قبیلے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

البرانس اور الہتر، جو بربر بن قیس بن عیلان کی اولاد سے ہیں۔ البرانس بربر بن سوح بن ابزج بن جواح بن ویل بن شراط بن ناح بن دویم بن واح بن ماربع بن کنعان بن حام کے بیٹے ہیں۔ یہی وہ قول ہے جس پر بربر کے نسا بن اعتماد کرتے ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ جب بربر بن قیس، بربری قبائل میں اپنی گمشدہ لونڈی کا اعلان کرتا نکلا تو اس نے اس کے ساتھ اس نے شادی کی اور اس کے ہاں اولاد ہوئی۔ بربر کے دوسرے نسا بنوں کے نزدیک وہ اپنے بھائی عمر بن قیس سے بھاگ کر باہر چلا گیا، اس بارے میں اس کی بہن شامض کہتی ہے۔

”ہر رونے والا اپنے بھائی پر ایسے روئے جیسے میں بربر بن قیس پر رو رہی ہوں۔ اس نے اپنے گھر والوں کا بوجھ اٹھایا ہوا تھا، اس کی ملاقات کے بغیر اونٹ لاغر ہو گئے ہیں۔“

شماض کی طرف یہ اشعار بھی منسوب کئے گئے ہیں:

”اور بربر نے ہمارے ملک سے دور گھر بنایا ہے جہاں کا اس نے ارادہ کیا، وہ وہاں چلا گیا۔ بربر پر عجمی ہکلے پن نے بہت بوجھ ڈالا، حالانکہ بربر حجاز میں عجمی نہیں تھے اور میں اور بربر اپنے گھوڑوں کے ساتھ کبھی نجد میں نہیں ٹھہرے اور نہ ہی ہم نے لوٹ اور غنیمت کا مال تقسیم کیا ہے۔“

علمائے بربر نے عبیدہ بن قیس عقیلی کے یہ اشعار بھی لکھے:

”اے وہ شخص جو عرفہ میں ہمارے درمیان سعی کر رہا ہے، ٹھہر جا! خدا تعالیٰ اچھے راستوں کی طرف تیری راہنمائی کرے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اور بربری مرتے دم تک بھائی ہیں۔ یہ ہے ہمارا اصل جو بڑا عظیم ہے۔ قیس بن عیلمان دنیا میں ہمارا اور ان کا باپ ہے، وہ لڑائی میں جنگ باز کی پیاس کو بجھا دیتا ہے لہذا ہم اور وہ کینے دشمنوں کے علی الرغم مضبوط رکن اور بھائی ہیں جب تک لوگ باقی ہیں بربران کا ساتھی ہے۔ اور ہمارے لئے وہ ایک مضبوط سہارا ہے۔ وہ دشمنوں کے لئے سرخ نیل۔ اور تلواریں تیار کرتا ہے جو جنگ کے روز کھوپڑیاں توڑ دیتا ہے۔ بربر بن قیس مفری قبیلہ ہے۔ فرع میں بھی اس کا حسب نسب ہے۔ قیس ہر ملک میں دین کا توام ہے۔ نسب کے حفظ کے وقت معد کا بہترین آدمی ہے تاہم قیس کو وہ بزرگی حاصل ہے جس کی وجہ سے اس کی اقتداء کی جاتی ہے جب کہ قیس کے پاس تیز دھار تلوار ہے۔“

اسی طرح یزید بن خالد نے بربریوں کی حمایت میں جو اشعار کہے ہیں وہ بھی پڑھے جاتے ہیں جو یہ ہیں:

”اے وہ شخص جو ہم سے ہماری اصل کے متعلق پوچھتا ہے، قیس عیلمان پہلے طاقتور آدمی کے بیٹے ہیں، ہم طاقتور بربر کے بیٹے نہیں اور جس نے بزرگی کو پہچانا اور بزرگی میں داخل ہوا اس نے بزرگی کی بنیاد رکھی۔ جب اس کے چچماق نے آگ دی تو وہ ہر بڑی مصیبت میں ہمیں کافی ہو گیا۔ دراصل قیس بربر سے اور بربر قیس سے عزت حاصل کرتا ہے۔ ہمیں قیس پر فخر ہے کہ وہ ہمارا جدا کبر ہے اور بیڑیوں کو کھولنے والا ہے۔ قیس عیلمان حق کی کان اور بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔ میری قوم بربر کے لئے یہی بات کافی ہے۔ کہ اس نے نیزوں کی انیوں سے زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہم تلواروں کو اس شخص کی کھوپڑی پر مارتے ہیں جو حق سے رک جاتا ہے۔ میری طرف سے بربر کو یہ مدح پہنچا دو جو جو اہرات سے بنائی گئی ہے۔“

البکری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بربریوں کے نسابوں کے نزدیک مفر کے دو لڑکے تھے یعنی الیاس اور عیلمان جن کی ماں رباب بنت جبہ بن عمر بن معد بن عدنان تھی لہذا عیلمان بن مفر کے ہاں قیس اور دھمان پیدا ہوئے۔ دھمان کی اولاد بہت قلیل ہے اور وہ قیس کے اہل بیت سے ہیں جنہیں بنو امامہ کہا جاتا ہے۔ ان کی ایک بیٹی بھی تھی۔ جس کا نام البھان بنت دھمان تھا۔ قیس بن عیلمان کے چار بیٹے تھے یعنی عمر اور سعد ان کی ماں کا نام مزنہ بنت اسد بن ربیعہ بن زنا تھا۔ اور برادر شماس کی والدہ تمر تھی۔ یعنی بنت مجدل بن عمار بن مسمود تھی ان دنوں بربر کے قبائل شام میں رہتے تھے اور مساکن میں عربوں سے ہمسائیگی رکھتے تھے۔ وہ ان ہی کو چراگا ہوں میں شریک کرتے اور ان سے رشتہ داری کرتے تھے۔ اس دوران بربر بن قیس نے اپنے چچا کی بیٹی البھان بنت دھمان سے شادی کی تو اس کے بارے میں بھائیوں نے اس سے حسد کیا، اس کی ماں تمر بنی عظمند عورتوں میں سے تھی۔ لہذا جب اسے اس کے متعلق ان سے خوف محسوس ہوا تو اس نے خفیہ طور پر اس کے ماموؤں کو اطلاع دی پھر وہ ان کے ساتھ اپنے بیٹے اور اس کی بیوی کے ساتھ بربر کے علاقے کی طرف کوچ کر گئی۔ اس وقت وہ فلسطین اور اکناف شام میں رہائش پذیر تھے۔ لہذا البھان نے بربر بن قیس کے لئے دو بیٹوں علوان اور مارغیس کو جنم دیا۔ علوان تو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا۔ لیکن مارغیس زندہ رہا، اس کا لقب ابتر تھا اور وہ بربریوں میں سے ابتر کا باپ ہے اور تمام زنانہ اسی کی اولاد میں سے ہیں۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ مارغیس ابتر نے باحال بنت واطاس بن محمد بن مجدل بن عمار سے شادی کی تو اس نے زحیک بن مارغیس کو جنم دیا۔ ابو عمر بن عبد البر کتاب التہمید فی الانساب میں بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے بربر کے انساب کے متعلق بہت اختلاف کیا ہے۔ ان کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ قبیلہ بن حام کی اولاد میں سے ہیں۔ جب وہ مصر میں اترا تو اس کا بیٹا مغرب کی طرف چلا گیا

لہذا وہ مصر کے نواح کے آخر میں ٹھہر گئے اور یہ برقہ سے بحر اخصر تک ہے۔ بحر اندلس کے ساتھ صحرا کے ختم ہونے تک یہ سوڈان سے جاملتے ہیں۔ اور ان میں سے لوہانہ سرزمین طرابلس میں رہتے ہیں۔ اس کے قریب ہی نفرہ اتر پڑے پھر راہیں انہیں قیروان اور اس کے درے تاہرت سے طنجہ اور جلماسہ سے سوس اقصیٰ تک لے آئیں اور وہ منہاجہ، کتامہ، رکالہ، رکلاوہ فطوا کہ اور مرطاة کے قبائل تھے۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا تو ان کے درمیان جنگیں ہوئی جن میں سام اور اس کے بیٹوں کو شکست ہوئی پھر سام مغرب کی طرف چلا گیا، مصر آیا اور اس کے بیٹے منتشر ہو گئے۔ پھر سیدھا مغرب کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ سوس اقصیٰ میں پہنچ گیا اور اس کے بیٹے اس کی تلاش میں اس کے پیچھے چلے گئے اس کے بیٹوں کا ہر طائفہ ایک جگہ پر پہنچا پھر وہ اس کے حالات سے بے خبر ہو گئے اور وہ اس جگہ پر اقامت پذیر ہو گئے اور اس میں ترقی کی۔ ایک طائفہ ان کے پاس پہنچ کر ان کے ساتھ ٹھہر گیا اور وہ بھی وہاں پھلا پھولا۔

حام کی عمر الکبریٰ کے بیان کے مطابق 443 سال تھی۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی عمر 531 سال تھی۔ لیکن سھیلی کہتا ہے کہ یمن، یعرب بن قحطان ہے نیز کہتا ہے کہ اسی نے سام کو، قوط بن یافث کی اولاد میں سے جرئی کے بعد، مغرب کی طرف جلا وطن کیا تھا۔ یہ بربر کے انساب کے متعلق آخری اختلاف ہے۔

اس بات کو آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ تمام مذاہب، مرجوح اور حق و صواب سے دور ہیں۔ اور یہ قول کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، حقیقت سے بہت دور ہے۔ کیونکہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تھا اور بربر جالوت کے معاصر ہیں۔ اس کے اور حضرت اسحق بن ابراہیم علیہما السلام کے درمیان جو نشان کے بھائی ہیں، وہ بات نہیں پائی جاتی جو ان کے خیال میں ہے بلکہ دس آباء پائے جاتے ہیں جن کا ذکر ہم نے کتاب کے شروع میں کیا ہے۔ ان کے درمیان نسل کا اس طرح پھیلنا اور بڑھنا بھی دور کی بات ہے۔ یہ قول کہ وہ جالوت یا عمالیت کی اولاد ہیں اور دیار شام سے آ کر یہاں منتقل ہوتے ہیں دراصل ایک ساقط قول ہے بلکہ ایک بیہودہ بات ہے کیونکہ اس جیسی قوم جو ام و عوالم پر مشتمل ہو اور جس نے زمین کی اطراف کو بھر دیا ہو کسی دوسری جگہ اور محصور علاقے سے نہیں آ سکتی۔ درحقیقت بربری اپنے علاقوں میں معروف ہیں اور ان کے اقالیم، اسلام سے طویل صدیوں پہلے اپنے اشعار سے مخصوص ہیں لہذا کوئی چیز ہمیں ان کی اولیت کے بارے میں، ان بیہودہ اور باطل باتوں کا محتاج بنا سکتی ہے۔ یوں تو عرب و عجم کی ہر قوم کے متعلق ایسی باتوں کا محتاج ہونا پڑے گا۔ افریقش جس کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ وہ انہیں یہاں لایا ہے، انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ اس نے انہیں یہاں موجود پایا اور وہ پھر اس کی کثرت اور گونگے پن سے متعجب ہوا تو اس نے کہا تمہارا شور کس قدر زیادہ ہے لہذا وہ انہیں یہاں لانے والا کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کے اور ذوالمغار کے درمیان کوئی ایسی قوم نہیں جو اس طرح بڑھے پھولے اور یہ قول کہ وہ حمیر میں سے ہیں جو نعمان کی اولاد میں سے ہے یا مفر میں سے ہیں جو قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے دراصل ایک بالکل جھوٹی بات ہے اسے علماء اور نساہین کے امام ابو محمد ابن حزم نے بھی باطل قرار دیا ہے اور کتاب الجہرۃ میں بیان کیا ہے کہ بربر کے بعض قبائل نے ادا کیا ہے کہ وہ یمن اور حمیر سے ہیں اور بعض بربر بن قیس کی طرف منسوب ہوتے ہیں، بلاشبہ یہ تمام باتیں جھوٹی ہیں۔ نساہوں نے قیس بن عیلان کے بیٹے بر کے نام کو سمجھا ہی نہیں اور حمیر کے لئے بلاد بربر کی طرف جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں، یہ سب مورخین یمن کے صاف جھوٹ ہیں اور ابن قتیبہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں اور جالوت قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے، یہ بھی حقیقت سے دور بات ہے کیونکہ قیس عیلان، معد کی اولاد میں سے ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ معد بخت نصر کا معاصر تھا۔ جب بخت نصر عرب پر مسلط ہو گیا تو یرمیاہ بنی اس کے بارے میں بخت نصر سے خوف محسوس کرتے ہوئے اسے شام لے گئے۔ بخت نصر وہ ہے جس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے تعمیر کرنے کے 450 سال بعد تباہ و برباد کیا تھا۔ معد بھی حضرت داؤد کے بعد اتنی مدت ہی ہو سکتا ہے لہذا اس کا بیٹا قیس جالوت کا باپ کیسے ہو سکتا ہے جو کہ داؤد کا معاصر تھا۔ یہ حقیقت سے حد درجہ دور بات ہے اور میرے خیال میں یہ ابن قتیبہ کی غفلت اور وہم ہے۔ حق وہ ہے جو ان کے بارے میں کسی اور چیز پر بھروسہ نہیں کرتا یہ کنعان بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ پہلے مخلوقات کے انساب میں بیان ہو چکا ہے اور ان کا نام مارلیغ ہے جبکہ طور ان کے بھائی اریکیش اور فلسطین ہیں ان کے بھائی بنو سلیم بن مصرام بن حام ہیں۔ اور ان کا بادشاہ جالوت مشہور علامت رکھتا ہے۔ ان فلسطینیوں اور بنو اسرائیل کے درمیان شام میں قابل ذکر لڑائیاں ہوئیں اور بنو کنعان اور اریکیش، فلسطین کے پیروکار تھے۔ لہذا

تیرے وہم میں اس کے سوا، اور کوئی بات نہ آئے اور یہی بات درست اور صحیح ہے جس سے سرمو انحراف نہیں کیا جاسکتا۔
 عرب نساہین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ بربر کے جن قبائل کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں سوائے منہاجہ اور کتامہ
 کے سب بربر میں سے ہیں۔ عرب نساہوں کے درمیان یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ وہ یمنیوں میں سے ہیں۔ اور یہ جس وقت افریقش
 نے افریقہ سے لڑائی کی تو ان کو یہاں اتار دیا۔ بربر کے نساہ اپنے بعض قبائل کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ لواتہ کی طرح عربوں میں سے ہیں،
 ان کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں جبکہ ہوارہ کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ سکا سک کے کندہ میں سے ہے۔ زنا تہ جیسوں کے متعلق ان کا خیال
 ہے کہ وہ عمالقہ میں سے ہیں لہذا انہوں نے انہیں بنی اسرائیل سے آگے دیکھا۔ بعض وقت وہ ان کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ تابعہ کے باقی
 لوگوں میں سے ہیں۔ عمارہ، زوادہ اور مککانہ کے متعلق ان کے تمام نساہوں کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ ان کے قبائل
 کی تفصیل کے وقت کریں گے مگر یہ سب غیر ثقہ باتیں ہیں، حق بات وہ ہے جس کی گواہی موطن اور گونگے پن نے دی ہے کہ وہ عربوں سے الگ ہیں
 البتہ عربوں کے نساہ منہاجہ اور کتامہ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ عرب ہیں اور میرے نزدیک یہ ان کے بھائیوں میں سے ہیں۔ واللہ اعلم۔
 اب ہم ان کے انساب اور اولیت کے متعلق آخر تک پہنچ چکے ہیں۔ لہذا اب ہم ان کے قبائل کی تفصیل اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کے
 ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور انہی کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں جنہیں حکومت ملی یا انہیں شہرت حاصل تھی یا عالم میں ان کی نسل پھیلی اور
 اسے اس عہد میں اور اس سے قبل البرانس اور البتر میں شمار کیا گیا پھر ہم قبیلہ داران کے حالات کو بیان کریں گے جیسا کہ ہم تک ان کے حالات پہنچے
 ہیں اور ہم ان کا احاطہ کریں گے۔ واللہ المستعان۔

مغرب اور افریقہ میں رہائش پذیر بربریوں کے حالات و واقعات

پہلے اس بات کو سمجھ لیجئے کہ مغرب کا لفظ اپنی اصل اور وضع کے لحاظ سے اسم اضافی ہے جو اس جگہ پر دلالت کرتا ہے جو اس کے مشرق کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو جبکہ مشرق وہ ہے جو مغرب کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو۔ کیونکہ عرف ان اسماء کو معین جہات اور مخصوص علاقوں سے مخصوص کرتا ہے اور اہل جغرافیہ کی توجہ زمین کی ہیئت، اس کے اقلیم کی تقسیم، اور اس کی آبادی اور خرابی اور اس کے پہاڑوں، سمندروں اور اس کے اہل کے مساکن کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے بطلمیوس اور جاذر اور صاحب صقلیہ جس کی طرف اس عہد کی مشہور کتاب منسوب ہے جو زمین اور ممالک کی ہیئت کے متعلق ہے۔

مغرب ایک جانب ہے جو جوانب کے درمیان میتر ہے لہذا مغرب کی جہت سے اس کی حد بحر محیط ہے جو پانی کا عنصر ہے۔ اس کا نام زمین کے منکشف علاقے کے احاطے کی وجہ سے محیط ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح اس کو زیادہ سبز رنگ ہونے کی وجہ سے بحر اخضر بھی کہتے ہیں نیز اس کو ظلمات بھی کہتے ہیں کیونکہ سطح زمین سورج سے منعکس ہونے والی شعاعوں کی روشنی اس میں کم ہو جاتی ہے کیونکہ یہ زمین سے بہت دور ہے لہذا یہ ظلمت والا ہو جاتا ہے۔ روشنی کے فقدان کی وجہ سے وہ حرارت کم ہو جاتی ہے جو بخارات کو تحلیل کرتی ہے لہذا ابادل ہمیشہ ہی اس کی سطح پر تہ بہ تہ اور گہرے ہوتے ہیں۔ عجمی اسے بحر اوقیانوس کا نام دیتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اس سے وہی مراد لیتے ہیں جو ہم عنصر سے لیتے ہیں۔ اسی طرح اسے بحر البلاء بھی کہتے ہیں اور یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے جس میں کشتیاں ہوا کے راستوں اور ان کی نیابت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ساحلوں سے حد نظر سے دور نہیں جاسکتیں۔ وہ سمندر کے محدود راستوں میں لوگوں کے بکثرت تجارت کی وجہ سے معروف ہواؤں کے ساتھ چلتی ہیں۔ لہذا ہوا اپنی جگہوں سے چلتی ہے اور اس کے چلنے کی جگہ کی حد اس کی سمت میں ہوتی ہے۔ یوں ہر ہوا کی حد ان کے نزدیک معروف ہے۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہوا کے ساتھ اس کا چلنا فلاں جگہ سے ہوگا اور اپنے مقصود اور جہت کے مطابق وہ ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف چلا جائیگا، یہ بات بڑے سمندر میں مفقود ہوتی ہے لہذا جب کشتیاں اس میں چلتی ہیں تو راہ بھول جاتی ہیں اور فنا ہو جاتی ہیں اس لئے اس کا سوار ہر وقت دھوکے اور خطرے میں ہوتا ہے بہر حال مغرب کی طرف سے غرب کی حد بحر محیط ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس پر بہت سے شہر ہیں جیسے طنجہ، سلا، رمور، انفی اور اسنی۔ اسی طرح اس پر مسجد ماسہ اور تا کا کا شہر اور بلاد سوس کے شہر، صت اور نول ہیں، یہ سب بربریوں کے مساکن اور ان کے نواحی علاقے ہیں۔ جہاز ساحل کے پیچھے سے ساحل نول تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سے خطرہ کے سوا آگے نہیں بڑھتے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ شمال کی طرف سے اس کی حد، بحر روم ہے۔ جس سے بحر محیط متفرع ہوتا ہے جو بلاد مغرب کے طنجہ اور اندلس کے شہر طریف کے درمیان ایک تنگ خلیج میں چلتا ہے جسے خلیج زقاق کہتے ہیں اور جس کی چوڑائی آٹھ میل سے کچھ اوپر ہے اس پر ایک پل بنا ہوا ہے۔ جس پر اس سمندر کا پانی چڑھ جاتا ہے پھر یہ بحر روم مشرق کی سمت میں چلا جاتا ہے یہاں تک کہ سواحل شام اور اس کی سرحدوں اور انطاکیہ اور العلایا اور طرسوس اور المصیصہ اور طرابلس اور صور یا اور اسکندر یہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے بحر شام بھی کہتے ہیں۔ جب وہ خلیج سے نکلتا ہے، تو چوڑائی میں بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی زیادہ وسعت اگرچہ شمال کی جہت میں ہوتی ہے اور اس کی یہ وسعت شمال کی طرف مسلسل بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی آخری حد کو پہنچ جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا طول پانچ اور چھ ہزار میل ہے جس میں میورقہ، میرقہ، یاسہ، صقلیہ، افریطش، سردانیہ اور قبرس کے جزائر ملتے ہیں۔ جنوب کی طرف اس کی چوڑائی کا یہ حال ہے کہ وہ ایک سمت سے نکلتا ہے اور پھر چلنے میں مختلف ہو جاتا ہے۔ کبھی جنوب میں دور تک چلا جاتا ہے کبھی شمال کی طرف لوٹ آتا ہے، یہ بات ساحلی ممالک کی عرض بلد میں حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ واضح رہے کہ عرض بلد، اس کے قطب شمالی کی اس بلندی کو

کہتے ہیں۔ جو اس کے افق پر ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ اس بعد کا نام ہے جو اس کے اہل کے سروں کی سمت اور دائرہ معدل النہار کے درمیان ہوتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ زمین گول شکل کی ہے۔ اور آسمان بھی اس کے اوپر اسی طرح ہے اور افق بلد وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں سے دیکھی اور ان دیکھی والی چیزوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ فلک دو قطبوں والا ہے۔ جب ان میں سے ایک آبادی کے اوپر بلند ہوتا ہے، تو دوسرا اتنا ہی ان سے نیچے ہو جاتا ہے۔ زمین کی آبادی زیادہ تر شمال میں آباد ہے اور جنوب میں کوئی آبادی نہیں جیسا کہ اس کے مقام پر اسے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب جنوبی کے مقابلے میں قطب شمالی آبادی والوں کے اوپر ہے اور گولہ چیز کی سطح پر چلنے والا، جب ایک جیت میں دور چلا جاتا ہے، تو گولہ چیز کی سطح اس کے سامنے آ جاتی ہے جب تک اس کے بالمقابل آسمان کی سطح ظاہر نہیں ہوتی تو افق پر قطب کے بعد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ شمال میں دور ہوتا ہے لیکن جب جنوب کی طرف لوٹتا ہے تو بعد کم ہو جاتا ہے لہذا سبب اور طبع کے شہر جو اس سمندر اور خلیج کی آبنائے واقع ہیں، ان کا عرض اس کے مطابق ہوتا ہے پھر سمندر، جنوب کی طرف بڑھتا ہے تو تلمسان کا عرض بن جاتا ہے لہذا وہ جنوب میں بڑھتا ہے، تو دوسرا ان کا عرض بنتا ہے جو فاس سے تھوڑا دور ہوتا ہے کیونکہ فاس کا عرض (۳۰) ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب اقصیٰ میں آبادی شمال میں مغرب اوسط کی آبادی سے اور سبتہ اور فاس کے درمیان سے زیادہ چوڑی ہے۔ یہ قطر بحر روم کے جنوب کی طرف مڑنے کی وجہ سے سمندروں کے درمیان جزیرہ کی طرح ہے پھر دھران کے بعد سمندر اپنی سمت سے مڑ جاتا ہے اور پھر یہ تونس اور الجزائر کا عرض بن جاتا ہے جو خلیج زقاق سے اٹلنے کے وقت اس کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ شمال میں بڑھتا ہے، تو بجایہ اور تونس کا عرض بن جاتا ہے جو غرناطہ، مریہ اور مالقہ کی سمت کی مثل ہوتا ہے۔ پھر وہ جنوب کی طرف لوٹتا ہے، تو طرابلس اور قابس کا عرض بن جاتا ہے جو سبتہ اور طنجہ کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ بعد ازاں جنوب کی طرف بڑھتا ہے، تو فاس اور توز کی مثل برقہ کا عرض بن جاتا ہے لہذا وہ اسکندریہ کا عرض بن جاتا ہے مگر وہ مراکش اور اغمات کی مثل نہیں ہوتا۔ پھر وہ شمال میں قظافہ کی طرف سواحل شام میں سمت کے منتہی کی طرف جاتا ہے اور اسی طرح جنوبی کنارے میں اس کا اختلاف ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں شمالی کنارے میں اس کے حال کے متعلق علم حاصل نہیں۔ سواحل کے ساتھ اس سمندر کا عرض سات سو میل تک بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سواحل افریقہ اور جنوہ کے درمیان ہوتا ہے جو شمالی کنارہ میں ہیں۔ واقعہ مغرب اقصیٰ اور جنوب اوسط سواحل شہر خلیج کے قریب ہیں اور سب کے سب طنجہ، سبتہ، بادس، عساسة، صنین، دھران، الجزائر بجایہ بونہ، تونس، سوسہ، مہدیہ، صنافس، فابلس، طرابلس سواحل برفہ اور اسکندریہ کی طرح اس کے اوپر واقع ہیں۔ یہ اس بحر روم کا ذکر ہے جو شمال کی طرف سے مغرب کی حد ہے۔ قبلہ اور جنوب کی جیت کی طرف سے اس کی حدود بھر بھرے اور جھکے ہوئے پہاڑ ہیں جو بلاد سوڈان اور بلاد بربر کے درمیان دکھائی دیتے ہیں اور عرق کے عرب خانہ بدوش صحرائی لوگوں کی واقفیت کا ذریعہ ہیں۔ یہ عرق جنوب کی جیت سے مغرب پر ایک دیوار ہے جو بحر محیط سے شروع ہوتی ہے۔ اور مشرق کی جیت میں ایک ہی سمت کی طرف چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اسے دریائے نیل آ ملتا ہے جو جنوب سے مصر کی طرف جاتا ہے، وہاں پر یہ دیوار ختم ہو جاتی ہے اس کا عرض تین دن کی مسافت یا اس سے زیادہ ہے۔ بعد ازاں مغرب اوسط کی جیت میں اسے پھر ملی زمین آلتی ہے جسے عرب احمادہ کہتے ہیں اور جو دوتر سے بلاد بلخ اور اس کے درے جنوب کی جیت میں چلی جاتی ہے بعض بلاد جزیرہ بھی جو کھجوروں اور نہروں کے پرے ہیں۔ بلاد مغرب میں شمار ہوتے ہیں جیسے مغرب اقصیٰ کے سامنے بلاد بودہ اور تمنظیت اور مغرب اوسط میں نسایت اور نیکورارین اور طرابلس کے سامنے غذا مس، فزان اور روان ہیں جن میں سے ہر اقلیم آباد ممالک پر مشتمل ہے۔ جو بستیاں، کھجوروں اور نہروں والے جزیرے ہیں ان میں سے ہر ایک کی تعداد سو تک پہنچتی ہے لہذا لوگ اس عرق سے جنوبی کنارے کی طرف بکثرت چلے گئے۔ جو بعض برسوں میں منہاجہ کے شامیوں کے میدانوں میں پہنچتے ہیں جبکہ شمالی کنارے میں مغرب کے سفر کرنے والے جنگلی اعراب کے میدان ہیں۔ ان سے قبل یہ بربر کے میدان تھے جیسا کہ ہم اس کے بعد جنوب کی جیت سے مغرب کی حد بیان کریں گے۔ اس عرق کے علاوہ، مغرب پر ایک اور دیوار بھی ہے جو تلول کے قریب ہے اور یہ وہ پہاڑ ہیں جو ان تلول کی سرحدیں ہیں جو بحر محیط کے پاس سے برنیق تک چلے جاتے ہیں، یہ بلاد برقہ میں سے ہے، وہاں پھر یہ پہاڑ ختم ہو جاتے ہیں اور مغرب سے ان کی ابتدا حیاں درن سے ہوتی ہے۔ ان پہاڑوں کے درمیان جو تلول اور عرق کے درمیانی علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں، میدان اور جنگل ہیں جن کی اکثر پیداوار درخت ہیں۔ تلول کے نزدیک بلاد الجزائر میں جہاں کھجوریں اور نہریں پائی جاتی ہیں اور ارض سوس میں مراکش کے سامنے ترددانت اور قوپان کی بستیاں ہیں دیگر کھجوروں، نہروں

اور کھیتوں والے متعدد آباد شہر پائے جاتے ہیں۔ فاس کی جانب سجماسہ اور اس کی بستیاں اور درعہ کی مشہور بستی پائی جاتی ہے۔ جبکہ تلمسان کی جانب کھجوروں اور نہروں والے متعدد محلات پائے جاتے ہیں۔ تاہرہ کی جانب بھی ایسے ہی محلات پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح مشرق سے مغرب تک آگے پیچھے شہر پائے جاتے ہیں جن سب کے زیادہ قریب جبل راشد ہے۔ جو کھجوروں اور نہروں والے ہیں اس کے بعد بجایہ کی جانب دار کلی کا شہر ہے، یہ سخر کا واحد آباد شہر ہے۔ جس میں بہت کھجوریں پائی جاتی ہیں۔ اس کی سمت میں تلول کی بلاد لرغ کے تین سو سے زائد شہر ہیں۔ جو اس وادی کے کناروں پر منظم طریقے کے ساتھ چلے جاتے ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جاتی ہے ان سب شہروں میں کھجوریں نہریں، بستیاں اور کھیتیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد تونس کی جانب بلاد الجرید ہیں۔ جو نطفہ، گوزر اور قفصہ ہیں۔ یہ یاد رہے کہ بلاد نفزہ کو بلاد قسطیلہ کہتے ہیں جو بہت زیادہ آباد اور متمدن ہیں اور نہروں اور کھجوروں پر مشتمل ہیں پھر سوسہ کی جانب قابس ہے جو سمندر کے کنارے افریقہ کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اور یہ ابن غانیہ کا دار الخلافہ بھی رہا ہے جیسا کہ ہم بعد میں اس کا ذکر کریں گے، یہ بھی نہروں، کھجوروں اور کھیتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد طرابلس کی جانب خزان اور ودان میں متعدد نہروں اور کھجوروں والے محلات ہیں، ارض افریقہ میں یہ سب سے پہلا شہر ہے جسے مسلمانوں نے اس وقت فتح کیا جب حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عمرو بن العاص نے ان سے لڑائی کی۔ اس کے بعد برقہ کی جانب داحات ہیں جن کا ذکر مسعودی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ جنوب کی جیت میں ان کے ماوراء جنگلات اور صحرا ہیں جہاں نہ کھیتی ہوتی ہے نہ چراگاہ، یہاں تک کہ یہ اس عرق تک جا پہنچتے ہیں۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے پرے متلشمین کے میدان ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ بلاد سوڈان تک میں گھنے جنگلات ہیں۔ ان بلاد اور ان پہاڑوں کے درمیان تلول کی دیوار میں متلون مزاج میدان پائے جاتے ہیں جن کا مزاج ہوا، پانی اور پیداوار کے لحاظ سے کبھی کسی تلول کا اور کبھی صحرا کا سا ہوتا ہے۔ ان شہروں میں قیروان بھی ہے اور جبل اور اس ان کے وسط میں حائل ہے اس کے علاوہ بلاد خفہ ہیں جہاں الزاب اور اتل کے درمیان طنجہ واقع ہے اور اس میں مغرہ اور میلہ ہیں۔ ان میں السرب بھی ہے۔ تلمسان کی جانب جہاں تاہرہ ہے اس میں جبل دیر ہے اور یہ فاس کی جانب ان میدانوں میں حائل ہے۔ یہ قبلہ اور جنوب کی جانب سے مغرب کی حد ہے۔ یہ یاد رہے کہ مشرق کی جہت اصطلاحات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہے، اہل جغرافیہ کے عرف میں وہ اہل قلم کا سمندر ہے جو بحرین سے نکلتا ہے اور پھر شمال کی سمت اور یاغراب کی طرف جاتا ہے۔ یہ مغرب کی طرف چلتا چلتا قلم اور سویز پر جا ختم ہوتا ہے اور وہاں سے ان کے اور بحر روم کی سمت کے درمیان دودن کے سفر کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہ سویز اور قلم اور اس کے بعد مصر سے مشرق کی جانب تین روز کے فاصلہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ان کے نزدیک مغرب کا آخر ہے۔ اس میں برقہ اور مصر کے اکثر علاقے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ مغرب ان کے نزدیک دراصل ایک جزیرہ ہے جسے تین طرف سے سمندروں نے گھیرا ہوا ہے جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں۔ زمانے کے اس علاقے کے باشندوں کے عرف کے مطابق اس میں مصر اور برقہ کے علاقے شامل نہیں ہوتے بلکہ یہ صرف طرابلس اور اس کے ماوراء۔ مغرب کی جیت تک مخصوص ہے، یہی بات قدیم زمانے میں دیار بربر اور ان کے موطن کے متعلق تھی۔ مغرب اس سے مشرق کی طرف سے وادی ملویہ سے بحر محیط کے کنارے تک اور مغرب کی جانب سے جبال درن تک ہے۔ جو زیادہ تر اہل درن اور برغوطہ اور غمارہ کے المصادمہ کے دیار ہیں۔ غمارہ کا آخر طویہ میں ہوتا ہے جو عناسہ کے پاس ہے۔ ان کے ساتھ منہلجہ، مضفرہ اور اوریہ وغیرہ کے لوگ بستے ہیں۔ جسے غربی جانب سے بحر کبیر اور شمالی جانب سے بحر روم اور درن جیسے بلند پہاڑ اور مشرق کی جانب سے جبال تازا گھیرے ہوئے ہیں کیونکہ سمندروں کو روکنے کے لئے پیدائش کی ضرورت کے مطابق پہاڑ سمندر کے قریب ہوتے ہیں۔ جبال مغرب کے اکثر باشندے المصادمہ میں سے ہیں لیکن چند کہتے ہیں کہ منہلجہ میں سے ہیں۔ اب باقی رہ گئے مغرب میں ازغنا، تامسنا، تادلہ اور وکالہ کے میدان، تو انہیں بربریوں کے ان لوگوں نے آباد کیا ہے جو چشم اور ریاح سے وہاں آتے ہیں۔ جبکہ مغرب کے ایک حصے میں ایسی قومیں رہتی ہیں جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ وہ حصہ دراصل ایک جزیرہ یا ملک کی طرح بن گیا ہے۔ جسے پہاڑ اور سمندر گھیرے ہوئے ہیں، اس کا دار الخلافہ فاس ہے۔ اس میں سے وہ عظیم دریا گزرتا ہے جو وادی ام ربیع کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اتنا بڑا دریا ہے کہ بارشوں میں اس کی وسعت کی وجہ سے اسے عبور نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی مد سمندر تک چلی جاتی ہے اور قریباً ستر میل تک پہنچتی ہے وہ دریا ازبور کے نزدیک بہر کبیر میں جا گرتا ہے اور اس کا منبع جبال درن میں ہے جہاں سے یہ دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ دریا درعہ کے کھجوروں والے علاقے سے گزرتا ہے جو

نیل کے پودوں سے اس کے درخت سے نکالنے کی صنعت سے مخصوص ہے اس علاقے میں کھجوروں والے محل بھی ہیں جو دامن کوہ میں بنائے گئے ہیں پھر یہ دریا بلا سوس کی طرف جا کر صحرا میں داخل ہو جاتا ہے۔

جبکہ دریائے ملویہ مغرب اقصیٰ کے آخر میں ہے، یہ بھی ایک عظیم دریا ہے جس کا منبع زازی کے سامنے کے پہاڑوں میں ہے۔ یہ غاسہ کے پاس سے بحر روم میں جا گرتا ہے۔ اس کے کنارے دیار مکناسہ ہیں۔ جو قدیم سے ان کے نام سے معروف ہیں۔ اس زمانے میں اس جگہ پر زاناتہ کی دیگر قومیں دریا کے بالائی حصے میں بنائے گئے محلات میں رہتی ہیں۔ ان کے پڑوس اور دیگر نواح میں بربر قومیں رہتی ہیں جن میں سے سب سے مشہور طالسہ ہیں جو مکناسہ کے بھائی ہیں۔ اسی دریا کے دہانے سے ایک اور دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر عرق کو اس کی سمت سے مطع کرتا ہوا البردہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ تمیطت تک جاتا ہے۔ اس عہد میں اسے کبیر کہتے تھے اور اس پر محلات بھی تھے، دریا پھر جنگل میں جا گرتا ہے اور اس کے جنگلوں میں چلتا چلتا اس کے صحرا میں گھس جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بودہ کے مشرق میں جو عرق کے ماوراء ہے، نساہست کے صحرائی محل واقع ہیں۔ نساہست کے مشرق میں جنوب تک نیکورارین کے محلات ہیں۔ جو ایک وادی میں تین سو سے زائد ہیں۔ لہذا وہ وادی مغرب سے مشرق کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس میں زاناتہ کی اقوام آباد ہیں۔ مغرب اوسط، زیادہ تر دیار زاناتہ کا مقام ہے جو پہلے مغزادہ اور بنی قزون کا مقام تھا۔ ان کے ساتھ مدیونہ، مغیلہ، کومیہ، مطفرہ، اور مطماطر رہتے تھے۔ پھر ان کے بعد وہ بنی و ما تو اور بنی یلومی کا مقام بنا۔ اس کے بعد بنی عبدالواد اور تو جین کا ٹھکانہ بنا جو بنی مدین سے تھے اور اس زمانے میں اس کا دار الخلافہ تلمسان تھا۔ مشرق کی جانب سے اس کے پڑوسی یعنی بلاد منہاجہ میں سے الجزائر، متیہ، اور المریہ اور بجایہ کے آس پاس کے علاقے تھے۔ اس زمانے کے تمام قبائل زنجی عربوں سے معلوب تھے۔ بنی دلیل کی وادی شلف سے ایک بڑا دریا گزرتا تھا۔ جس کا منبع بلاد صحرا میں بلد راشد میں تھا وہ اس زمانے میں اتل میں داخل ہو جاتا ہے جو بلاد حصین میں سے ہے، وہ پھر مغرب کی طرف چلا جاتا۔ اور اس میں مغرب کی دوسری وادیاں میناں وغیرہ جمع ہو جائیں۔ یہاں تک کہ وہ مستغانم اور کلیمیشن کے درمیان بحر روم میں جا گرتا ہے اس کے دہانے سے ایک اور دریا پھوٹتا جو جبل راشد سے مشرق کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر الزاب سے گزرتا ہوا تو زرا اور نغزادہ کے درمیان شیخہ میں جا گرتا ہے۔ اس دریا کا نام وادی شدی تھا۔

علاوہ ازیں بلاد بجایہ قورقسطینہ، یہ زوادہ، کتامہ، نحسیہ اور ہوارہ کے مقام تھے لیکن آج کل یہ عربوں کے دیار ہیں جبکہ تمام افریقہ، طرابلس تک مفتوح میدان تھے، جو نغزادہ، بنی یفرن اور نفوسہ اور بربریوں کے لاتعداد قبائل کے مقام تھے ان کا دار الخلافہ قیروان تھا۔ یہ اس زمانے میں سلیم کے عربوں کے میدان ہیں۔ بنی یفرن اور ہوارہ کے ماتحت ہیں جو ان کے ساتھ ہی بدوی بنے لیکن پھر عجیبوں کی زبال بھول گئے اور عربوں کی زبان بھول گئے۔ اور وہ عربوں کی زبانیں بولنے لگے۔ اس کے علاوہ تمام حالات میں ان کے اشعار کو اپنانے لگے۔ اس عہد میں ان کا دار الخلافہ تونس تھا اور اس میں سے ایک بڑا دریا گزرتا ہے جو وادی مجرد کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں وہاں کی دیگر وادیاں بھی جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ دریا تونس کے مغرب سے ایک دن کے فاصلے پر نذرت مقام پر بحر روم میں جا گرتا ہے۔ لیکن اب برقہ کے شہر تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد لواتہ اور ہوارہ اور دیگر بربریوں کا مقام ہونے کے بعد وہ دوبارہ عربوں کی جولانگاہ بن گیا ہے۔ بعدہ، زیدلہ اور برقہ کی طرح تجارتی شہر اور خوبصورت محلات تھے۔ لیکن اب وہ دوبارہ یوں ویرانہ اور جنگل بن گئے ہیں جیسے کبھی یہ آباد ہی نہ تھے۔ واللہ اعلم۔

بربریوں کی انسانی خصوصیات اور شریفانہ خصائل کا ذکر جن کے ذریعے انہوں نے ملک حاصل کئے اور حکومتیں بنائیں

ہم نے بربر قوم کے حالات، تعداد، کثرت قبائل اور اقوام اور اس کے علاوہ ہزاروں سال سے بادشاہوں اور حکومتوں کے ساتھ ان کے مقابلوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے شام میں بنی اسرائیل کے ساتھ لڑائیاں کیں۔ پھر وہ وہاں سے نکل کر افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے ہراول دستوں سے لڑائی کی پھر وہ ان کے دشمنوں کے خلاف ان کے ساتھی اور معاون بن گئے۔ اسلام سے قبل اور بعد جبل اور اس میں لوہی کاہنوں کی قوم کو عزت و حکومت حاصل تھی یہاں تک کہ عرب ان پر غالب آ گئے۔ بعد ازاں مکناہ نے بھی پہلے مسلمانوں کی پیروی کی پھر انہوں نے ان کو رد کر دیا اور انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف اکٹھا کر دیا۔ انہوں نے پھر عقبہ بن نافع کے آگے فرار اختیار کیا اور یوں ہشام کے ہراول دستے ارض مغرب میں ان پر متغلب ہو گئے۔

ابن ابی زید کا بیان ہے کہ بربر نے افریقہ میں بارہ دفعہ ارتداد کا اعلان کیا اور ہر دفعہ مسلمانوں سے لڑائی کی۔ منویٰ بن نصیر کے زمانے سے قبل ان کا اسلام لانا ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے صحراؤں میں جو شہر اور جگہاں میں جو قلعے اور قوت اور نجورارین اور حیح اور مصاب اور دارکل اور بلاد ریغہ اور اتراب اور نغزادہ اور الحمہ اور غدامس میں جو محلات بنائے، ان کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ پھر انہوں نے لڑائیاں کیں اور حکومتیں حاصل کیں اور پانچویں صدی میں افریقہ میں ان کے اور بنی ہلال کے عربوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ انہیں آل حماد کی حکومت کے ساتھ قلعہ میں اور لتونہ کے ساتھ قلمسان اور تہرت میں جو مولات اور انحراف تھا۔ آخر یہ بنو دین، موحدین اور ان کے دستوں کی مدد سے بلاد مغرب میں ان پر غالب آ گئے اور پھر بنی مرین نے عبدالمومن کے قبیلے پر چڑھائی کرنے کے لئے جو کارنامے دکھائے، یہ تمام واقعات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ قوم زمانے پر غالب رہی ہے۔ اور ان سے ہر قوم خوف کھاتی رہی ہے کیونکہ یہ سخت جنگجو اور بہت زیادہ تعداد والی ہے۔ یہ اقوام عالم میں سے عربوں، رومیوں، ایرانیوں اور یونانیوں کی مددگار رہی ہے لیکن جب اسے فنا نہ آ لیا تو حکومت اور سلطنت کی خوشحالی جو انہیں بار بار ملتی رہی، اس نے انہیں معدوم کر دیا یوں ان کی جمعیت کم ہو گئی اور قبائل فنا ہو گئے۔ پھر حکومتوں کے خاتمے اور ٹیکس کے غلام بن گئے اور بہت سے لوگوں نے اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہونے کو برا خیال کیا۔ وگرنہ جیسا کہ میں نے سنا ہے فتح کے وقت اور بہ کا امیر کیلہ تھا۔ زنا تہ بھی ایسے ہی تھے یہاں تک کہ ان کے امیر وزمار بن مولات کو گرفتار کر کے مدینہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس لایا گیا۔ اس کے بعد ہوارہ اور صہباجہ اور ان کے بعد کتامہ نے مغرب و مشرق میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ اس کے بعد بنو عباس وغیرہ سے ان کے گھروں میں لڑائیاں کیں۔

بربروں کے انسانی فضائل

یہ فضائل انسانی سے آراستہ تھے اور خصائل حمیدہ سے رغبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں جو کریمانہ اخلاق و دلیعت کئے تھے، وہ اقوام کے درمیان شرف اور رفعت کا زینہ اور مخلوق سے مدح و ثنا کے حصول کا ذریعہ تھے مثلاً جیسے پڑوسی کی عزت کرنا، مہمان کی حفاظت کرنا، عہد کا

پاس کرنا، ذمہ داری کا احساس رکھنا، اچھے کاموں پر ڈٹ جانا، مصائب میں ثابت قدم رہنا، عیوب سے چشم پوشی کرنا، انتقام سے بچنا، مسکین پر رحم کرنا، بڑوں سے نیکی کرنا۔ علماء کی توقیر کرنا، لوگوں کو بوجھ اٹھانا، غریب پروری کرنا، مہمان نوازی کرنا، مصائب پر مدد کرنا، بلند ہمت ہونا، ظلم سے انکار کرنا، ظالم حکومتوں اور مصیبتوں سے نبرد آزما ہونا اور دین کی نصرت میں جانوں کا قربان کر دینا۔ ان باتوں میں ان لوگوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں جنہیں خلف نے سلف سے نقل کیا ہے۔ اگر وہ کہیں لکھے ہوتے تو قوموں کے لئے نمونہ ہوتے اور ہمارے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ان اوصاف حمیدہ سے متصف تھے ان کے رہنماء ان کے باعث سب پر فائق تھے اور وہ قبض و بسط کی حالت میں مخلوق ہیں، لہذا ان کے احکام نافذ ہوئے طبقہ اولیٰ میں ان کے مشاہیر فلکین بن زیری صنهاجی ہے جو افریقہ میں عبیدیوں کا عامل تھا۔ محمد خزری اور اس کا بیٹا اخیر اور عروبہ بن یوسف کتانی ہیں جو عبد اللہ شیبعی کی دعوت کا قائم کرنے والا تھا۔ شاہ لتونہ یوسف بن تاشفین اور شیخ الموحدین اور صاحب الامام المہدی عبد المومن بن علی بھی تھے۔ طبقہ ثانیہ میں ان کے عظیم آدمی جو ان کی حکومتوں کے درمیان جھنڈے کی طرف سبقت کرنے والے اور مغرب اقصیٰ اور اوسط میں اپنی حکومت کے لئے معاہدے کرنے والے تھے وہ یہ ہیں: یعقوب بن عبد الحق سلطان بن بنی مرین اور یغمر اس بن زیان سلطان بنی عبدالواد اور محمد بن عبدالقوی اور روزمار جو بنی تو جین کا بڑا آدمی تھا۔ ان کے علاوہ ثابت بن مندیل امیر مغرادرہ اصل شلف اور روزمار بن ابراہیم جو بنی راشد کارہنماء تھا۔ یہ سب اپنے زمانے میں اپنی عزت کی بنیاد رکھنے اور اپنی قوم کو اس کے مطابق تیار کرنے کے لئے آپس میں مقابلہ کرتے تھے یہ سب ان کی خصائل میں بڑے راسخ اور تجربہ کار تھے، حکومت سے قبل اور بعد میں ان کے واقعات بڑے مشہور ہو چکے تھے اور بربروں اور دوسرے لوگوں سے نقل کے لحاظ سے صحت اور شہرت میں تو اتر کی حد تک پہنچ چکے تھے۔

احکام شریعت کے قائم کرنے، ان پر عمل کرنے اور دین کی مدد کرنے کے بارے میں ان سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کتاب قرآن پاک کے معلم تیار کئے، فرائض کے متعلق فتوے پوچھے، اپنے صحراؤں میں رنمہ نماز کی پیروی کی اور اپنے قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کو قرآن پڑھایا، انہوں نے فقہ کے حاملین کو اپنے قضایا میں حکم بنایا اور سمندر میں جہاد کے لئے بہترین چھاؤنی ڈالی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کو بیچا اور دشمن سے جہاد کیا، یہ باتیں ان کے رسوخ ایمان، صحت اعتقاد اور دیانت کی پختگی کی واضح دلیل ہیں۔ یہ ان کی عزت کا مدار اور ان کی حکومت اور سلطنت کی طرف لے جانے والی ہیں اس کام میں ان کے سرخیل یوسف بن تاشفین، عبد المومن بن علی اور ان کے بیٹے اور پھر ان کے بعد یعقوب بن عبد الحق اور اس کے بیٹے تھے۔ انہیں علم و جہاد کے متعلق انتظام کرنے، مدارس تعمیر کرنے، زاویے تیار کرنے، پڑاؤ بنانے، سرحدوں کو بند کرنے، خدا کی راہ میں مال و جان کے قربان کرنے، علماء سے ملاقات کرنے، اپنی مجالس میں انہیں بلند مقام دینے، شریعت کی پیروی میں ان سے بات چیت کرنے، احکام اور لڑائیوں اور انبیاء کی سیرتوں اور اولیاء کے حالات کے مطالعہ کرنے میں ان کے ارشادات کی اطاعت کرنے، انہیں مجالس احکام کے سامنے پڑھنے، مظلوموں کی شکایات سننے، رعایا سے انصاف کرنے، ظالموں کو مارنے، اپنے گھروں کے صحن میں مسجدیں بنانے، اپنے شدید اختلافات میں انہیں نمازوں اور تسبیحات سے آباد کرنے، صبح اور شام کتاب اللہ کی تلاوت کرنے، مسلمانوں کی سرحدوں کو مضبوط کرنے، فوجوں کو تیار رکھنے اور بے شمار احوال کو خرچ کرنے کا بڑا خیال رہتا تھا۔ یہ سب امور اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے بہت کارنامے چھوڑے۔ ان میں خوارق کا وقوع اور کالمین کا ظہور اس لئے تھا کہ ان میں پاکیزہ نفس محدث اولیاء اور وہی علوم کے مالک بھی موجود تھے۔ تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ اور کاہن جو پیدائشی طور پر اسرار غیبیہ اور خارق عادت اور عجیب و غریب باتوں کی اطلاع دیتے تھے، وہ بھی موجود تھے۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس نے انہیں ہر قسم کے کمالات اور خوبیوں سے نوازا اور ان میں گونا گوں خواص انسانی کو جمع کر دیا۔ جب یہ باتیں ان کے واقعات میں نقل ہوتی ہیں تو اکثر عجائبات کا وہم پیدا کر دیتی ہیں۔ ان کے مشاہیر کالمین علم میں سے سعید بن واسول بھی تھا جو بنی مدراء کا جد تھا اور جو جہلماسہ کے بادشاہ تھے۔ اس نے تابعین کو پایا اور عکرمہ مولیٰ عباس سے علم حاصل کیا۔ حمید بن عرب نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ابو یزید مغلد بن کمیداد الیفرنی صاحب الحمار بھی تھا جس نے سنہ 302 میں شیعوں کے خلاف خروج کیا اور خاریجیوں کا مذہب اختیار کیا۔ اس نے توزر میں تعلیم پائی اور اس کے مشائخ سے فتویٰ کا علم حاصل کیا پھر خوارج میں سے اضافیہ کے مذاہب کا مطالعہ کیا۔ پھر عمار الاعلیٰ الصفری الزکارسے ملا، اس سے ان کے مذاہب کو سمجھا اور سعادت کے باعث ان سے نکل گیا۔ اس کے

باوجود اسے اس قوم میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ جس سے بے اعتنائی نہیں کی جاسکتی اور ان میں فندر بن سعید بھی تھا جو قرطبہ میں قاضی الجماعۃ تھا اور دلہا صہ اور پھر سوماتہ کے سفر کرنے والوں میں تھا۔ اس کی پیدائش سنہ 310 میں ہوئی جبکہ وفات سنہ 383 میں ہوئی، یہ البرتر میں سے تھا جو مادغس کی اولاد میں سے تھا یہ عبدالرحمن ناصر کے زمانے میں فوت ہو گیا اور ان میں ابو محمد ابی زید علم المملہ بھی تھا جو خنزہ میں سے تھا۔ اسی طرح ان میں علمائے نسب اور تاریخ اور دیگر علوم و فنون کے ماہر بھی تھے۔ زمانے کے مشاہیر میں سے موسیٰ بن صالح عمری بھی تھا۔ جو سب میں سے مشہور و معروف تھا، ہم نے شعوب زمانہ میں سے عمرہ کے بیان میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اگرچہ ہمیں اس کے دین کے متعلق صحیح حالات کا علم نہیں ہو سکا مگر وہ اس قوم کے ان محاسن سے آراستہ تھا۔ جو خواص انسانی کے پائے جانے پر شاہد ہیں جیسے ولایت و کہانت اور علم و سحر اور یہ بھی مخلوق کے کارناموں کی ایک نوع ہے۔ اس قوم کے لوگوں کا بیان ہے کہ یعلیٰ بن محمد الفیرنی کی بہن کے ہاں بغیر باپ کے ایک بچہ ہوا جس کا نام انہوں نے کلام رکھا، اس کی شجاعت کے خارق عادت واقعات اکثر بیان کئے جاتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ اسے اللہ کی طرف سے وہی طور پر ملے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے خاص کیا تھا، اور ان میں اس کے خاندان کے کسی آدمی کو شریک نہیں کیا تھا۔ بعض وقت ان کے خواص اس واقعہ کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتے۔ قدرت نے اس قسم کے واقعات میں جو دائرہ وسیع کیا ہے، وہ اس سے بیگانہ رہتے۔ وہ نقل کرتے ہیں کہ اس عورت نے کسی درندے کے ساتھ فعل کرنے کے بعد عین حامیہ میں غسل کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اسے حمل ہو گیا تھا اور وہ وہاں لوگوں کے ساتھ آیا کرتی تھی۔ لوگ اس بچے کو بہادری کی وجہ سے شیر کا بچہ کہا کرتے تھے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں، اگر ناقصین اخبار اس طرف توجہ کرتے تو کئی دفتر بھر جاتے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ انہوں نے حکومتوں اور ریاستوں کی بنیاد رکھی جن کا اب ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

زمانہ قبل اسلام میں بربروں کی حالت اور پھر بنو اغلب کا بیان

جیسا کہ تاریخ افریقہ اور مغرب میں یہ بات مشہور ہے کہ بربر قوم کے قبائل اور شعوب بے شمار ہیں۔ ان کے ارتداد اور لڑائیوں کے واقعات میں ابن ابی الریق سے نقل کیا ہے کہ جب موسیٰ بن نصیر نے سحوم کو فتح کیا تو ولید بن عبدالملک کی طرف لکھا کہ اس نے تمہارے لئے ایک لاکھ آدمی کو قیدی بنایا ہے۔ اس پر ولید بن عبدالملک نے اسے لکھا میرے خیال میں یہ تیرا جھوٹ ہے، اگر تو اس بات میں سچا ہے، تو امت کا محشر ہے۔ وہ ہمیشہ ہی بلاد مغرب طرابلس تک بلکہ اسکندریہ تک اس قوم سے آباد رہے ہیں جو بحر روم اور بلاد سوڈان کے درمیان ان زبانوں سے رہ رہی ہے اور جن کا آغاز اور اس سے ماقبل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم یہ معلوم ہے کہ ان کا دین مجوسی تھا۔ مشرق و مغرب کے تمام عجیبوں کا یہی حال ہوتا ہے البتہ بعض وقت وہ غالب آنے والی اقوام کا دین اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ عظیم حکومتوں کی اقوام ان پر غالب آ جاتی تھیں۔ کئی دفعہ یمن کے بادشاہوں نے اپنے مقامات سے ان سے لڑائی کی جیسا کہ ان کے مؤرخین نے بیان کیا ہے۔ لہذا وہ ان کے غلبے سے عاجز آ گئے اور ان کے دین کو اختیار کر لیا۔ ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ حمیر نے یمنی قبائل کے ساتھ مغرب پر ایک سو سال حکومت کی اور اسی نے افریقہ اور صقلیہ کے شہر تعمیر کئے اور مؤرخین نے افریقش صیفی جو تباہی میں سے تھا اس کا مغرب کے ساتھ لڑائی کرنے پر اتفاق کیا ہے جیسا کہ ہم روم کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ انہوں نے سمندر کے باعث اس کے قریبی سبزہ زاروں میں عظیم الشان شہر بنائے جن کے آثار اس دور تک باقی ہیں مثلاً جیسے سطلہ، جلولا، مرناق، اطاقہ، اور زنا تہ وغیرہ جنہیں عرب مسلمانوں نے پہلی فتح کے موقع پر غالب آ کر تباہ و برباد کر دیا تھا۔ انہوں نے پھر اس وقت جس چیز کی بھی عبادت کی جاتی تھی، اس کا دین اختیار کر لیا حالانکہ وہ مذہباً عیسائی تھے۔ انہوں نے پھر ان سے مصالحت کی اور خوشی سے انہیں ٹیکس ادا کیا۔ بربروں کو الضواجی حمایتی شہروں کے پیچھے بڑی طاقت، قوت، تیاری، بادشاہ، رؤسا، امراء اور سردار حاصل تھے۔ جن کا قصد نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ نہ ہی رومی اور افرنجی ان کے میدانوں میں انہیں زک پہنچا سکتے تھے اور یہ بڑی دکھ دہ بات تھی۔ لیکن اسلام نے ان کی مملکت میں ان پر حملہ کیا اور رومہ پر غالب آ گئے۔ وہ قسنطینہ کے بادشاہ ہرقل کو ٹیکس دیا کرتے تھے جیسے مقوش جو اسکندریہ برقہ اور مصر کے حکمران تھے اسے میس دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ طرابلس، لبدہ اور صبرہ کا حکمران اور صقلیہ کا حکمران اور اندلس کا حکمران جو الغوط میں سے تھا، وہ بھی اسے ٹیکس دیتے تھے۔ جب رومی ان سب اقوام پر غالب آئے تو انہوں نے عیسائی دین کو اختیار کر لیا۔ فرنجہ وہ لوگ ہیں جو افریقہ کے حکمران بنے۔ رومیوں و اس حکمرانی میں سے کچھ بھی

حاصل نہیں تھا بلکہ سب کچھ افرنجی فوج کو حاصل تھا۔ فتوحات کی کتب میں رومیوں کا جو ذکر فتح افریقہ کے متعلق سنا جاتا ہے، یہ باب تغلیب میں سے ہے کیونکہ عرب ان دنوں افرنج سے واقف نہیں تھے۔ وہ شام میں دراصل رومیوں کے سوا اور کسی سے نہیں لڑے لہذا انہوں نے خیال کیا کہ وہی نصرانی قوموں پر غالب ہیں، بعد ازاں عربوں سے واقعات کو ہو بہو اسی طرح نقل کر دیا گیا۔ درحقیقت فتح کے وقت قتل ہونے والا گرگور افرنجی تھا۔ وہ رومی نہیں تھا۔ اسی طرح وہ لوگ جو افریقہ میں تھے، بربریوں پر غالب تھے اور ان کے شہروں اور قلعوں میں رکے ہوئے تھے وہ افرنجی تھے۔ اسی طرح بعض اوقات ان بربریوں نے یہودیت اختیار کر لی، اسے انہوں نے بنی اسرائیل سے اس وقت اختیار کی جب شام کے قریب ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان کا بادشاہ بھی انہی میں سے تھا مثلاً جیسے عربوں کی پہلی فتح کے وقت اہل جبل اور اس کا قبیلہ جرأت عرب کا مقتول تھا یا جیسے نفوسہ جو افریقی بربریوں میں سے تھا۔ فندلاوقہ، مدیونہ، بہلولہ، اور غیاثہ بھی تھے اور بنو بازار بھی جو مغرب اقصیٰ کے بربریوں میں سے تھے یہاں تک کہ ادریس الاکبر انساجم نے جو بنی حسن بن حسن سے تھا، مغرب میں تمام باقیماندہ ادیان و ملل کو ختم کر دیا لہذا اسلام سے قبل افریقہ اور مغرب میں بربر قبائل افرنجی بادشاہ کے ماتحت تھے اور عیسائی تھے۔ وہ رومیوں کے ساتھ متفق تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں سنہ 29ھ میں افریقہ پر حملہ کیا۔ اس وقت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو بنی عامر بن لوی سے تھا، ان پر غالب آ گیا لہذا جریر نے جو ان دنوں افریقہ میں افرنجی بادشاہ تھا، ان تمام فرنجیوں اور رومیوں کو جمع کیا جو شہروں میں رہتے تھے۔ اس نے نواح سے بربریوں اور ان کے بادشاہوں کو اکٹھا کیا۔ وہ طرابلس اور طنجہ کے درمیان کے علاقے کا بادشاہ تھا اور اس کا دارالسلطنت سیطلہ تھا لہذا وہ ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کے ساتھ لڑنے آئے۔ مسلمان ان دنوں بیس ہزار تھے اس کے باوجود عربوں نے انہیں شکست دی اور سیطلہ فتح کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا اور ان کے بادشاہ گرگور کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال اور بیٹیوں کو غنیمت میں دیا جن میں سے گرگور کی بیٹی اس کے قاتل عبداللہ بن زبیر گوٹلی۔ کیونکہ مسلمانوں نے شکست دینے کے بعد ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ملے گی لہذا وہ فتح کی خبر لے کر خلیفہ اور مسلمانوں کی جماعت کے پاس مدینہ میں پہنچے۔ یہ سارا واقعہ مذکور و مشہور ہے۔ وہ فتح کی خبر لے کر پھر افریقہ کے قلعوں کی طرف گئے۔ اور مسلمان غارت گری کرتے ہوئے میدانوں میں چلے گئے۔ اس کے بعد ان کے اور الضواحی کے بربریوں کے درمیان معرکہ آرائی، قتل و قیدی بنانے کے واقعات ہوئے یہاں تک کہ ان ہی دنوں ان کی قید میں ان کا بادشاہ وزمار بن صقلاب بھی آیا جو بنی حزر کا جد ہے، وہ ان دنوں ثوار و اور دیگر زاناتہ کا والی تھا۔ جب مسلمانوں نے اسے حضرت عثمان بن عفانؓ کے حضور پیش کیا، تو وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔ آپ نے پھر اس پر احسان کیا، اسے آزاد کر دیا، اور اسے اس کی قوم کا امیر بنا دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کے پاس آیا، تو اس وقت مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا تب فرنجیوں نے صلح کی پناہ لی انہوں نے ابن سرح کے لئے سونے کے تین سو قطار کی پیش کش کی تاکہ وہ عربوں کو ان کے علاقے سے لے کر کوچ کر جائے لہذا اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمان مشرف کی طرف لوٹ آئے اور پھر اسلامی فتنوں میں ملوث ہو گئے۔ اس کے بعد جب حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ پر اتفاق ہو گیا تو انہوں نے معاویہ بن حدتج کی سربراہی میں سنہ 45ھ میں مصر سے افریقہ کو فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی، تب شاہ روم نے قسطنطنیہ سے سمندر میں انہیں روکنے کے لئے فوج بھیجی مگر کوئی بات نہ بنی۔ عربوں نے سارے اجسم میں انہیں شکست دیدی اور جو بلا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ معاویہ بن حدتج مصر کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد معاویہ بن ابی سفیانؓ نے افریقہ پر عقبہ بن نافع کو حکمران بنا دیا لہذا اس نے قیروان کی حد بندی کر دی اور فرنجیوں کی حکومت میں تفرقہ پڑ گیا۔ پھر وہ قلعوں کی طرف چلے گئے اور بربری اس کے نواح میں باقی رہ گئے یہاں تک کہ یزید بن معاویہ حکمران بن گیا۔ اس نے افریقہ پر ابوالمہاجر مولیٰ کو گورنر مقرر کیا۔ ان دنوں بربر کی سرداری اروہ بن کسلہ بن ملزم کو حاصل تھی جو البرانس کا سردار تھا، اس کا معاون سکر دید بن رومی بن ماروت تھا جو اروہ میں سے تھا اور عیسائی تھا۔ یہ دونوں فتح کے آغاز میں ہی مسلمان ہو گئے تھے لیکن پھر ابوالمہاجر کی حکمرانی کے وقت مرتد ہو گئے اور ان دنوں کے پاس البرانس اکٹھے ہو گئے تھے۔ جب ابوالمہاجر لڑائی کے لئے ان کی طرف گیا اور عیون تلمسان پر اترا۔ اس نے انہیں شکست دی اور کسلہ کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ کسلہ نے پھر اسلام قبول کر لیا، تو اس نے اسے چھوڑ دیا ابوالمہاجر کے بعد عقبہ آیا تو اس نے ابوالمہاجر کے اصحاب پر غصے کی وجہ سے ایک طرف ہٹا دیا۔ پھر اس نے مانغانہ اور ملیس کی طرح افرنجی کے قلعوں کو فتح کیا۔ اب بربر کے بادشاہوں نے الزاب اور تاهرت میں اس کا مقابلہ کیا لہذا اس نے انہیں فوج در فوج دبا کر رکھ دیا اور

مغرب اقصیٰ میں داخل ہو گیا۔ وہاں غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی جن کا ان دنوں امیر بلیان تھا۔ وہ پھر ولی اور جبال درن کی طرف آ گیا اور المصادمہ کو قتل کیا، اس کے اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے جبال درن میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ زاناتہ کی فوجیں پھر ان کے مقابلہ میں گئیں جو مغرادرہ کے اسلام لانے کے وقت سے خالص اسلامی فوجیں ملیں۔ لہذا انہوں نے عقبہ سے المصادمہ کو ہٹا دیا اور خوب خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اسلام کی اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر کے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ لثامی منہاجہ سے لڑنے کے لئے بلاد سوس کے درے مسوفہ سے لڑا، ان کا انتظام کیا، اور واپس آ گیا۔ اس دوران میں کسیلہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی قید میں تھا لہذا جب وہ سوس سے واپس آیا تو اس نے قیروان کی طرف فوجوں کو بھیجا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ باقی رہ گیا۔ جب اس نے کسیلہ اور اس کی قوم کے ساتھ مراسلت کی تو انہوں نے گواہ بھیجے، انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔ یوں کسیلہ پانچ سال تک افریقہ کا بادشاہ بن گیا اور قیروان میں اترتا۔ اس نے جو صاحب اولاد بوجھ والے لوگ عربوں سے باقی رہ گئے تھے، انہیں امان دیدی۔ تب بربر یوں پر اس کی بادشاہی گراں گزری اور عبدالملک کی حکومت میں قیس بن زہیر عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے سنہ 67ھ میں جنگ کرنے کے لئے آیا۔ کسیلہ نے اس کے لئے لڑائی باقی ماندہ بربریوں کو جمع کیا اور قیروان کے مضافات میں فوج کے ساتھ اس سے نبرد آزما ہوا۔ فریقین کے درمیان سخت معرکہ ہوا جس میں بربر شکست کھا گئے اور کسیلہ قتل ہو گیا، اس کے ساتھ بے شمار لوگ بھی قتل ہوئے اب عربوں نے محفہ اور ملویہ تک ان کا تعاقب کیا اور اس لڑائی میں بربریوں نے فخر کیا، ان کے سوار اور جوان فنا ہو گئے، ان کی شوکت ختم ہو گئی اور فرنج کی حکومت کمزور پڑ گئی، اس کے بعد بربر زہیر اور عربوں سے سخت ڈر گئے اور انہوں نے اپنے قلعوں میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد زہیر نے انہیں دھمکی دی اور مشرق کی طرف لوٹ آیا لیکن وہ برقہ میں شہید ہو گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب افریقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور بربریوں میں افتراق پیدا ہو گیا۔ کیونکہ ان کی حکومت سرداروں میں بٹ گئی۔ ان دنوں سب سے عظیم الشان مقام کی حامل کاہنہ دھیابنت مانیہ بن شیفان تھی جو جبل اور اس کی ملکہ تھی اس کی قوم جرادہ تھی جو البتر کے بادشاہ اور رہنماء تھے لہذا عبدالملک نے حسان بن نعمان غسانی کی طرف اپنے عامل مصر کو بھیجا کہ وہ جہاد افریقہ کو جائے اور اسے مدد بھی بھیجی۔ یوں وہ سنہ 97ھ میں افریقہ کی طرف گیا اور ثروان میں داخل ہو گیا۔ اس نے قرطاجنہ سے جنگ کی اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس میں جو افریقی باقی رہ گئے تھے، وہ پھر صقلیہ اور اندلس کی طرف چلے گئے۔ اس نے پھر بربریوں کے سب سے بڑے بادشاہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے کاہنہ اور اس کی قوم جرادہ کے متعلق بتایا لہذا وہ اس کی طرف گیا اور وادی مسکیانہ میں اترتا۔ وہ بھی اس کے مقابلہ میں آئی پھر شدید لڑائی ہوئی اور مسلمان شکست کھا گئے۔ یوں بہت سی مخلوق ماری گئی اور خالد بن یزید قیتی بھی قید ہو گیا۔ کاہنہ اور بربر مسلسل، حسان اور عربوں کا تعاقب کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں قابس کی عملداری سے نکال دیا۔ بعد ازاں حسان طرابلس کی عملداری میں آ گیا تو اسے قیام کرنے کے متعلق عبدالملک کا خط ملا۔ لہذا اس نے اقامت اختیار کر لی، وہاں اپنا محل بنایا اور اس زمانے سے واقفیت حاصل کی۔ اس کے بعد کاہنہ اپنی جگہ واپس آ گئی اور اپنے اسیر خالد سے کہا کہ وہ اس کی بیٹی کے ساتھ دودھ پئے وہ افریقہ اور بربر میں پانچ سال حکمران رہے پھر عبدالملک نے حسان کو مدد بھیجی، تو وہ سنہ 74ھ میں افریقہ واپس آیا۔ اس دوران کاہنہ نے تمام شہروں اور جاگیروں کو تباہ کر دیا اور طرابلس سے طنجہ تک متصل بستیوں میں یہ ایک ہی پناہ تھی۔ یہ بات بربریوں کو شاق گزری، تو انہوں نے حسان سے امان طلب کی، اس نے انہیں امان دیدی اور یوں اس نے ان میں تفرقہ پیدا کرنے کی راہ پالی۔ اب وہ اس کے مقابلہ میں گیا تو وہ بربریوں کی ایک فوج میں تھی لہذا اب بربریوں نے شکست کھائی۔ اور کاہنہ جبل اور اس کے ایک پوشیدہ مقام پر قتل ہوئی جو اس عہد میں مشہور تھا۔ اب بربریوں نے اسلام اور اطاعت پر امان طلب کی اور یہ بھی کہا کہ ان میں سے بارہ ہزار مجاہدین اس کے ساتھ ہوں گے۔ لہذا انہوں نے یہ بات قبول کر لی اور وہ اسلام لے آئے۔ اس نے کاہنہ کے بڑے بیٹے کو اس کی قوم جرادہ اور جبل اور اس کا سردار بنا دیا، تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی اطاعت اختیار کی ہے۔ اور اس کے پاس جا کر اس کی بیعت کی ہے۔ کاہنہ نے اس کے متعلق شیاطین کے اشاروں سے لوگوں کو یہ بات بتادی۔

اس کے بعد حسان، قیروان کی طرف واپس آ گیا، رجسٹر لکھیے اور بربریوں سے خراج پر صلح کی، اس نے افریقی جمعیوں، بربر اور ابرانس میں سے عیسائیت پر قائم رہنے والوں پر خراج عائد کیا۔ اس دوران افریقہ اور مغرب کے متعلق بربریوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خالی ہو گئے

اس کے بعد موسیٰ بن نصیر، افریقہ کا حکمران بن کر قیروان کی طرف آیا تو اس نے اس کے اختلاف کو دیکھا، وہ دور کے عجمیوں کو قریب کے عجمیوں کی طرف لاتا، اس نے بربریوں میں خونریزی کی اور یوں مغرب پر غالب آ گیا۔ اب بربریوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے طنجہ پر طارق بن زیاد کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ 27 ہزار عرب اور بارہ ہزار بربری اتار دیئے اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ بربریوں کو قرآن اور فقہ سکھائیں۔ آخر کار سنہ 101ھ میں بقیہ بربریوں نے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المعاجر کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

ابو محمد بن ابی زید نے بیان کیا ہے کہ بربریوں نے بارہ دفعہ طرابلس سے طنجہ تک ارتداد اختیار کیا تھا لہذا ان کا اسلام اس وقت تک مضبوط نہیں ہوا جب تک طارق اور موسیٰ بن نصیر، مغرب پر غالب آنے کے بعد اندلس کی طرف نہیں گئے۔ ان کے ساتھ بربریوں کے بہت سے جوان بھی گئے لہذا اس نے انہیں جہاد کا حکم دیا۔ اور وہ فتح تک وہاں رہے لہذا اس وقت مغرب میں اسلام مضبوط ہوا اور بربریوں نے ان کے احکام کی اطاعت اختیار کی۔ ان میں پھر اسلام کی باتیں راسخ ہو گئیں اور وہ ارتداد کو بھول گئے۔ لیکن پھر انہوں نے خارجیت اختیار کر لی اور انہوں نے اسے ان نقل مکانی کرنے والے عربوں سے سیکھا جنہوں نے اس کے متعلق عراق میں سنا تھا۔ یوں ان کے کئی فرقے بن گئے اور اباضیہ اور صفریہ کے کئی سلسلے بن گئے جیسا کہ ہم نے خوارج کے حالات میں بیان کیا ہے۔ یوں یہ بدعت پھیل گئی اور عرب کے منافق سرداروں نے اسے مضبوط کیا اور بربریوں میں فتنہ پیدا ہو گیا۔ جو حکومت کے خلاف حملہ کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اب وہ ہر جانب نکل گئے اور بربر کے مخلوط لوگ اپنے قائد کی طرف دعوت دینے لگے۔ اس کے بعد وہ ان پر اپنے مذاہب کفر کی تلاوت کرنے لگے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے لگے یہاں تک کہ ان میں ان کے بوئے ہوئے پودے کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ اس کے بعد بربریوں نے عربوں کی حکومت پر حملہ کرنے کی کوشش کی، اور یزید بن ابی مسلم کو سنہ 102ھ میں قتل کر دیا۔ کیونکہ انہیں اس پر اس کے بعض افعال کی وجہ سے اعتراض تھا۔ بعد ازاں 122ھ میں بربریوں نے ہشام بن عبدالملک کی حکومت میں عبداللہ بن حجاب کی ولایت میں خروج کیا کیونکہ اس کی فوجوں نے بلاد سوس کو پامال کیا تھا اور بربریوں میں بہت خونریزی کی تھی، لوگوں کو قیدی بنایا تھا اور مال غنیمت حاصل کیا تھا۔ وہ مسوفہ تک چلا گیا تھا، وہاں قتلام کیا اور قیدی بنایا تھا، یوں بربریوں کے دلوں میں اس کا رعب پڑ گیا۔ جب یہ بربریوں کو محسوس ہوا کہ وہ مسلمانوں کی غنیمت لوٹ رہا ہے انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور میسرہ المظننی نے طنجہ عمرو بن عبداللہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اس نے پھر عبدالاعلیٰ بن جریح افریقی کی بیعت کر لی جو رومی الاصل تھا، عربوں کا غلام تھا۔ اور صغریٰ خوارج کا رہنما تھا وہ مدت تک ان کے امور کا ذمہ دار رہا۔ اس دوران میسرہ نے اپنے خارجی صفری مذہب کی طرف دعوت دیتے ہوئے خود اپنی خلافت کی بیعت کی لیکن پھر اس کا کردار خراب ہو گیا تو بربریوں کو اس کے افعال پر غصہ آیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد خالد بن حمید زنائی کو اپنا امیر بنایا، ابن عبدالکلیم کہتا ہے کہ وہ ہتورہ میں سے تھا جو زنائی کا ایک بطن ہے لہذا وہ ان کے امور کا ذمہ دار بنا اور عربوں کی طرف لڑائی کرنے کے لئے گیا اب عبداللہ بن حجاب نے اس کے آگے فوجیں بھیجیں جن کے ساتھ خالد بن ابی حبیب بھی تھا، لہذا وادی شلف میں لڑائی ہوئی اور عرب شکست کھا گئے۔ خالد بن ابی حبیب اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے، اس لڑائی کو جنگ اسراب کہتے ہیں۔ یوں شہر میں بغاوت پھیل گئی اور لوگوں کے معاملات خراب ہو گئے۔ ہشام بن عبدالملک کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ابن حجاب کو معزول کر دیا اور کلثوم بن عیاض قشری کو وہاں کا 123ھ میں حاکم بنایا۔ اس نے اسے بارہ ہزار شامیوں کے ساتھ بھیجا اور مصر، برقہ اور طرابلس کی سرحدوں کو اس کی مدد کے لئے لکھا لہذا وہ افریقہ اور مغرب کی طرف گیا یہاں تک کہ وادی طنجہ میں پہنچ گیا جو سہر کی وادی ہے اب خالد بن حمید زنائی لا تعداد اپنے بربری ہمراہیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے کلثوم بن عیاض کی ہراول فوج کو شکست دینے کے بعد اس سے ڈبھڑکی، اب ان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور کلثوم قتل ہو گیا، اس پر فوج غصے سے بھڑک اٹھی۔ شامی ریح بن بشر قشیری کے ساتھ اندلس کی طرف چلے گئے جبکہ مصری اور افریقی قیروان کی طرف چلے گئے۔ جب ہشام بن عبدالملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے حنظلہ بن سفیان کلبی کو بھیجا جو 424ھ میں قیروان آیا۔ ان دنوں ہواہرہ حکومت کے باغی تھے جن میں سے عکاشہ بن ایوب اور عبدالواحدین یزید اپنی اپنی قوم کے رہنما تھے۔ لہذا ہواہرہ اور ان کے بربری پیروکاروں نے حملہ کر دیا۔ حنظلہ بن المعز نے لڑائی کر کے ان کو شکست دی اور شدید لڑائی کے بعد قیروان پر غالب آ گیا۔ اس نے پھر عبدالواحد ہواری کو قتل کر دیا اور عکاشہ کو قیدی بنالیا۔ اس لڑائی کے مقتولوں کا شمار کیا گیا، تو وہ ایک لاکھ اسی (80) ہزار تھے۔ حنظلہ نے یہ بات ہشام کو لکھی تو لیث بن سعد نے اسے سن کر کہا کہ میں نے غزوہ بدر کے بعد لڑائی میں شامل ہونا پسند نہیں

کیا مگر مجھے غزوہ قرن اور احسام بہت محبوب ہے۔ اس کے بعد مشرق میں خلافت کمزور پڑ گئی اور بنی امیہ کے فتنے، مروان کے ساتھ شیعہ اور خوارج کے واقعات کی وجہ سے اس کی حکومت تباہ ہو گئی۔ نوبت بایں جارسید کہ حکومت بنی امیہ کے پاس نکل کر بنی عباس کے پاس پہنچ گئی۔ پھر فخر عبدالرحمن بن حبیب نے اندلس سے آ کر افریقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور حظلہ نے 126ھ میں اس پر غلبہ حاصل کیا، یوں نصف افریقہ اپنے ادیان کی طرف واپس آ گیا اور بربریوں کی بیماری بڑھ گئی۔ بعد ازاں خارجیوں اور اس کے سرداروں کا معاملہ پیچیدہ ہو گیا تو انہوں نے اطراف سے بغاوت کر دی اور تمام داعیان بدعت کے ساتھ حکومت پر حملہ کر دیا۔ اس میں منہاجہ نے بڑا کردار ادا کیا اور اس کا امیر ثابت بن وریدون اور اس کی قوم باجہ پر غالب آ گئے۔ ان کے امراء میں سے عبداللہ بن سکروید نے اپنے ساتھیوں سمیت اس کے ساتھ حملہ کر دیا اور طرابلس پر عبدالجبار اور حرث ہواری نے حملہ کر دیا، یہ دونوں ایاضیہ کی رائے رکھتے تھے لہذا انہوں نے طرابلس کے عامل بکر بن میسی قیسی کو، جب وہ ان کو صلح کی دعوت دینے آیا تھا، قتل کر دیا۔ ایک مدت تک یہی کیفیت رہی، اس کے بعد اسماعیل بن زیاد نے بربریوں کے قتل میں بڑا جوش دکھایا۔ اور ان میں خوب خونریزی کی اس نے 135ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے مغرب پر قبضہ کر کے وہاں کے تمام بربریوں کو ذلیل کیا اس کے بعد 140ھ ورجومہ اور باقیماندہ قبائل نغزادہ کا فتنہ اٹھا، یہ بات اس وقت ہوئی جب عبدالرحمن بن حبیب، ابو جعفر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا تو اسے اس کے دو بھائیوں الیاس اور عبدالوارث نے قتل کر دیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا حبیب حکمران بنا اور اس نے اپنے باپ کے بدلہ کا مطالبہ کیا لہذا الیاس قتل ہو گیا، یوں عبدالوارث ورجومہ کے ساتھ جا ملا اور ان کے امیر عاصم بن جمیل نے اسے پناہ دیدی۔ اس کے بعد دلہا صہ کے امیر یزید بن سکوم نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ نغزادہ کی بات پر متفق ہو کر ابو جعفر منصور کی دعوت دینے لگے۔ وہ جلد ہی قیروان پر حملہ کر کے اس میں زبردستی داخل ہو گئے۔ اس دوران حبیب بن قابس بھاگ گیا تو عاصم نے نغزادہ اور ان کے قبائل میں اس کا تعاقب کیا۔ انہوں نے عبدالملک بن ابوالجحد اور نغزادہ کو جو قیروان میں موجود تھے، قیروان پر حاکم مقرر کیا۔ لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا اور ورجومہ قیروان اور باقی افریقہ پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے وہاں پر رہنے والے تمام قریش کو قتل کر دیا اور اپنے چوپاؤں کو جامع مسجد میں باندھ دیا۔ یوں اہل قیروان پر سخت مصیبت پڑی۔ ورجومہ اور نغزادہ کے اس فعل کو طرابلس کے اباضی بربریوں نے جو ہوارہ اور زناتہ میں سے تھے بہت برا سمجھا۔ لہذا وہ اکٹھے ہو کر ابوالخطاب کے پاس گئے اور ان کے خلاف بغاوت کر دی۔ زناتہ اور ہوارہ کے باقیماندہ بربری بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے، اس نے انہیں ساتھ لے کر قیروان پر چڑھائی کی اور عبدالملک بن ابی الجحد اور باقیماندہ ورجومہ اور نغزادہ کو قتل کر دیا۔ وہ 141ھ میں قیروان پر قابض ہو گیا اور عبدالرحمن بن سین قیروان کا حاکم بنا۔ جو رستم کے بیٹوں میں سے تھا جو قادیسیہ میں ایرانیوں کا امیر تھا اور وہ عرب موالی میں سے تھا وہ اس بدعت کے سرداروں میں سے تھا، بعد ازاں ابوالخطاب طرابلس کی طرف گیا اور مغرب جنگ سے شعلہ بداماں ہو گیا اب بربری خوارج نے جہات پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ 140ھ میں مکناہ میں سے صفریہ مغرب کی جانب اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے عیسیٰ بن یزید اسود کو اپنا امیر بنایا جبکہ سجمانہ شہر کو بنیاد بنایا اور وہاں مقیم ہو گئے۔ جب ابو جعفر منصور کی طرف سے محمد بن اشعث افریقہ کا والی بن کر آیا تو ابوالخطاب اس کے مقابلے پر گیا اور سرت مقام پر اس سے لڑائی کی، لہذا انہوں نے ابن اشعث کو شکست دی اور بلا درینا میں بربریوں کو قتل کیا۔ عبدالرحمن بن رستم قیروان سے تاحرت کی طرف بھاگ گیا جو مغرب الاوسط میں واقع ہے تو لمایہ، لوانہ، رجاہ اور نغزادہ کے اباضی بربریوں کے کئی گروہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے لہذا وہاں اتر پڑا اور 144ھ میں اس کے شہر کی حد بندی کر لی۔ اب ابن اشعث نے افریقہ پر کنٹرول کر لیا تو بربری اس سے ڈر گئے۔ زناتہ میں سے بنو یفرن اور بربریوں میں سے مغیلہ تلمسان کے نواح میں منتقل ہو گئے اور بنی یفرن کے ابو قرہ کو اپنا رہنما بنا لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مغیلہ میں سے تھا اور یہ بات واضح ہے۔ 148ھ میں اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ اس کے بعد اغلب بن سود تمیمی عامل طنجہ لڑائی کرنے کے لئے اس کی طرف گیا جب اس کے قریب ہوا تو ابو قرہ بھاگ گیا اور اغلب الزاب میں اتر گیا۔ اس نے پھر تلمسان اور طنجہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور فوج اس کے پاس واپس آ گئی تو وہ بھی واپس آ گیا۔ اس کے بعد پھر بربریوں نے عمرو بن حفص کے زمانے میں خروج کیا جو قبیسہ بن ابی صفرہ یعنی اولاد مہلب میں سے تھا۔ اس وقت ہوارہ کا غلبہ سنہ 51ھ سے چلا آ رہا تھا۔ یہ پھر طرابلس میں اکٹھے ہوئے اور ابو حاتم یعقوب بن حبیب بن مرین بن بسطوفت کو اپنا رہنما بنایا جو امرائے مغیلہ میں سے تھا اور ابو حاتم کہلواتا تھا اس کے بعد بارہ فوجوں کے ساتھ عمر کی فوجوں سے طلبہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان میں سے ابو قرہ چالیس (40) ہزار صفریہ، عبدالرحمن بن رستم چھ

ہزار اباضیہ، اسی طرح مسور بن ہانی دس ہزار جوانوں، جریر بن مسعود اپنے مدیونی ساتھیوں اور عبدالملک بن سکروید صنہاجی دو ہزار جوانوں کے ساتھ جن میں صفری بھی شامل تھے۔ آئے اور عمر بن حفص کا محاصرہ سخت ہو گیا۔ اس نے پھر مخالفت کی ایک چال چلی، اور اپنے بیٹے کو چار ہزار جوان دیئے جو الگ ہو کر طنبہ سے چلے گئے۔ اس نے پھر ابن رستم کی طرف ایک فوج بھیجی جس نے اسے شکست دی اور وہ شکست خوردہ ہو کر تاهرت میں داخل ہو گیا۔ عمر بن حفص نے ابو حاتم اور اس کے بربری اباضی ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور وہ بھی اس کے مقابلے پر آ گئے۔ تو وہ انہیں قیروان کی طرف لے گیا اور اسے فوجوں اور جوانوں سے بھر دیا۔ اس نے پھر ابو حاتم اور بربریوں سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور یہ قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ تب انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ تریپن لاکھ تھے جن میں سے پینتیس (35) ہزار سوار تھے، وہ سب کے سب اباضی تھے، یوں محاصرہ لمبا ہو گیا۔ جب 154 ھ میں عمر بن حفص قتل ہو گیا تو اہل قیروان نے ابو حاتم کے ساتھ اس کی من مانی شرائط پر صلح کر لی اور وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔

154 ھ میں یزید بن قبیصہ بن مہلب افریقہ کا حاکم بن کر آیا تو ابو حاتم عمر بن عثمان فہری کے مخالف ہو جانے کے بعد اس کے مقابلے پر گیا، یوں ان کے معاملے میں افتراق پیدا ہو گیا لہذا یزید بن حاتم نے طرابلس میں اس سے لڑائی کی، ابو حاتم قتل ہو گیا اور بربریوں کو شکست ہوئی۔ بعد ازاں عبدالرحمن بن حبیب بن عبدالرحمن جو ابو حاتم کے اصحاب میں سے تھا کتامہ چلا گیا اور مخارق بن غفار طائی کو بھیجا تو اس نے آٹھ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اس نے پھر اس پر غالب آ کر اسے اور اس کے بربری ساتھیوں کو قتل کر دیا اور وہ جدھر منہ آیا ادھر بھاگ گئے۔ فوج کے ساتھ طنبہ میں عمر بن حفص کے قتل سے فضا تک ان کی 375 لڑائیاں ہوئیں اور پھر یزید افریقہ آ گیا۔ اس نے اس کے فساد کو دور کیا اور قیروان کو درست کیا اور پھر ہمیشہ ہی ملک پر سکون رہا۔ آخر 157 ھ میں در بجومہ نے خروج کیا اور ابو ذر جو نہ کو اپنا رہنماء بنا لیا۔ لہذا یزید ان کی طرف بن محرآہ مخلصی کے قبیلے کو لے کر گیا، تو انہوں نے اسے شکست دی۔ اس کے بیٹے مہلب نے اس سے اجازت طلب کی جو در بجومہ پر حملہ کرنے والی فوج میں الزاب، طنبہ اور کتامہ کی فوجوں کا سالار تھا، اس نے نہ صرف اسے اجازت دی، بلکہ علا بن سعید بن مروان مہلسی سے اس کی مدد کی تو اس نے ان پر حملہ کر کے انہیں بری طرح قتل کر دیا۔ اس کے بعد 161 ھ میں نفزادہ نے اس کے بیٹے داؤد کی سلطنت میں اس کے مرجانے کے بعد خروج کیا اور صالح بن نصیر سفری کو اپنا رہنماء بنا کر اباضیہ کے نظریہ کی دعوت دینے لگے۔ لہذا اس نے ان کے مقابلہ میں اپنے عم زاد سلیمان بن الصمہ کو دس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا، تو اس نے انہیں شکست دی اور بربریوں کو بری طرح قتل کیا وہ پھر صالح بن نصیر کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ تمام اباضی بربری بھاگ گئے ہیں اور شغبباریہ میں جمع ہو گئے ہیں لہذا سلیمان نے انہیں دوبارہ شکست دی اور قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ یوں افریقہ کے بربری خارجیوں کی ہوا تھم گئی اور ان کی بدعت میں ضعف پیدا ہو گیا۔ 171 ھ میں حاکم تاهرت عبدالرحمن بن رستم نے حاکم قیروان روح بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب کے ساتھ دوستی کرنے میں دلچسپی لی، تو اس نے اس سے صلح کر لی، یوں بربریوں کا زور ٹوٹ گیا اور وہ غالب آنے والے حکمرانوں کے مطیع ہو گئے، اور دین کی دل سے اطاعت کرنے لگے، اب اسلام نے اپنے قدم جمائے اور حکومت نے بربریوں پر ٹیکس لگا دیا۔ اس کے بعد ابراہیم بن تغلب تمیمی نے ہارون الرشید سے قبل 185 ھ میں افریقہ اور مغرب کی حکومت سنبھال لی۔ لہذا اس نے اس حکومت کو مضبوط کیا، اور لوگوں سے حسن سلوک کیا، بگاڑ کی اصلاح کی اور اتحاد پیدا کیا، اب سب لوگ راضی ہو گئے اور یوں بغیر کسی تنازعہ اور بگاڑ کرنے والے کے آزادانہ حکومت کرتا رہا۔ اس کے بیٹے خلف سے سلف تک اس حکومت کے وارث ہوئے اور انہیں افریقہ اور مغرب میں وہ حکومت حاصل تھی جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ افریقہ سے عرب حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

کتامہ کا بیان

کتامہ نے رافضی دعوت کے ساتھ ہی بنی اغلب کے خلاف بغاوت کی اور ان میں عبداللہ محتسب شیعہ، عبید اللہ مہدی کا داعی بن کر کھڑا ہوا۔ یہ افریقہ میں عربوں کی حکومت کا آخری دور تھا، اس دن سے کتامہ نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی۔ ان کے بعد مغرب کے بربریوں نے حکومت قائم کر لی اور مغرب اور افریقہ سے عربوں کی ہوا کھڑ گئی یعنی ان کی حکومت جاتی رہی اور اس حکومت کے بعد اس زمانے تک ان کی حکومت کوئی نہیں ہوئی۔ یوں

بربریوں اور ان کے قبائل کی حکومت بن گئی جس کو ان کے ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم حاصل کرتی رہی۔ کبھی یہ اندلس کے اموی خلفاء کی طرف اور کبھی بنو عباس اور بنو حسن کے ہاشمیوں کی طرف دعوت دیتے پھر انہوں نے آخر کار مستقلاً اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔ ہم اس کا مفصل ذکر زنا تہ اور بربریوں کی حکومت کے بیان میں کریں گے جن کے حالات ہم بیان کرنے والے ہیں۔

تبری بربریوں اور ان کے قبیلوں کا بیان اور ان کے واقعات کی روداد

بربریوں کا جد مادغیس الاہتر تھا اور اس کا بیٹا زحیک تھا، اسی سے ان کے بطون نکلے ہیں۔ بربریوں کے نسابین اس کے چار بیٹوں کا ذکر کرتے ہیں یعنی نفوس، اداس، ضرا اور لوا اداس اور ہوارہ میں چلا گیا کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ہوارہ نے اپنے باپ زحیک کو دودھ چھڑانے سے قبل اس کی ماں کے پاس چھوڑا تو وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور پھر اس کے بچوں کے ساتھ مل جل گیا، یوں بطون اداس ہوارہ میں شامل ہو گئے۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اب ہم ضرا اور لوا کے بطون کا ایک ایک کر کے ذکر کریں گے نفوس کا ایک ہی بطن ہے جس کی طرف سب نفوس منسوب ہوتے ہیں۔ یہ دراصل بربریوں کے وسیع ترین قبائل میں سے ہے۔ جس میں بنی زمر، بنی مکسور اور ماٹوسہ کی طرح بہت سے قبائل ہیں ان کی اکثریت کا وطن جہات طرابلس اور اس کے نواح میں ہے اور وہاں پر ایک پہاڑ بھی ان کے نام سے مشہور ہے یہ طرابلس کی جانب سے تین دن کی مسافت کے فاصلے پر ہیں۔ آج بھی ان کے بقیہ لوگ وہیں رہتے ہیں۔ فتح سے قبل صبرہ شہر بھی ان کے موطن میں شامل تھا اور ان کی طرف منسوب ہوتا تھا، یہ پہلی اسلامی فتح کا پہلا پھل ہے۔ ان کے غالب آجانے پر بعد مغرب برباد ہو گیا اور کھنڈرات اور پوشیدہ نشانات کے سوا کچھ باقی نہ رہا ان کے جوانوں میں سے ایک اسماعیل بن زیاد بھی تھا جو عباسی حکومت کے شروع میں 132ھ میں قابس پر غالب آیا اور ان میں سے اس عہد تک متفرق ٹکڑیاں، مصر اور مغرب کے مضافات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ لوا کے بیٹوں میں سے لواتہ اور نفزادہ ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا۔

عبدالملک نے مستقل ریاست قائم کر لی۔ بنی عبدالواد کے تلمسان اور اس کے نواح پر غالب آنے کے بعد وہ سلطان کے نام سے وہاں کا بادشاہ بن بیٹھا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس زمانے میں ان کے سلطان پر عثمان بن عبدالرحمن پر غالب آ گیا، اس نے اسے تلمسان میں زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔

دلہاصہ کے مشہور ترین قبائل میں سے ایک اور قبیلہ بونہ کے میدان میں رہتا ہے جو گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے۔ وہ لباس، زبان اور دیگر شعار میں عربوں کی نقل کرتا ہے۔ جیسا کہ ہوارہ کا حال ہے۔ ان کا شمار ٹیکس دینے والے قبیلوں میں ہوتا ہے۔ ان کی سرداری آج کل بنی خریف میں ہے۔ اس زمانے میں وہ حازم بن شداد بن حزام بن نصر بن مالک بن عریف کی اولاد میں ہے لیکن پہلے عسکر بن بطنان میں تھی۔ یہ دلہاصہ کے وہ حالات ہیں جو ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔

نفرادہ کے بطون

نفرادہ کے بطون میں سے زاتمہ بھی ہیں۔ جن کے بقیہ اس زمانے میں ساحل برسک میں رہتے ہیں۔ ان میں سے غساسہ بھی ہیں جن کے بقیہ اس زمانے میں ساحل بوٹہ میں رہتے ہیں جہاں سمندر کے کنارے ایک بستی ہے وہ مغرب کے جنگلی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ ہے اور وہ ان کے نام سے مشہور ہے زحیلہ کے بقیہ لوگ اس زمانے میں بادس کے نواح میں رہتے ہیں اور غمارہ میں شامل ہیں۔ ہمارے بزرگوں کے زمانے میں ان میں سے ابو یعقوب بادی بہت بڑا ولی تھا جبکہ ان کے دوسرے لوگ مغرب میں رہتے ہیں مریہ کا کوئی وطن معلوم نہیں، ان کی اولاد افریقہ میں عرب قبائل کے درمیان بٹی ہوئی ہے اس کے علاوہ سوماتہ کے بقیہ لوگ قیروان کے نواح میں رہتے ہیں۔ جن میں سے فندر بن سعید ناصر کے عہد میں قرطبہ کا قاضی تھا۔ واللہ اعلم۔

نفرادہ کے بقیہ بطون کا اس زمانے میں کوئی قبیلہ اور وطن معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ بلاد قسطنطنیہ میں کچھ بستیاں ان کی طرف منسوب ہیں۔ جہاں پر افرنج کے معاہدہ رہتے ہیں۔ جنہوں نے فتح کے وقت سے جزیہ دے کر انہیں اپنا وطن بنا لیا ہے۔ ان کی اولاد اس زمانے میں بھی وہاں رہتی ہے اور بنی سلیم اور زغبہ کے بہت جلاوطن بھی وہاں ان کے ساتھ رہتے ہیں وہ وہاں جنگلات اور جاگیروں کے مالک ہیں ان بستیوں کا معاملہ خلافت کے زمانے سے تو زور کے علاقے کے عامل سے تعلق رکھتا ہے۔ جب حکومت کا سایہ ان کے سروں سے سمٹا اور شہروں میں عصیت پیدا ہوئی تو ہر بستی نے اپنی مخصوص حکومت قائم کر لی، اس پر تو زور کا پیش رو انہیں اپنی رعیت میں شامل کرنے کی کوشش کرنے لگا لہذا ان میں کچھ اس کی بات مان لیتے اور کچھ انکار کر دیتے یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس کی حکومت ان پر سایہ فگن ہو گئی۔ اس کے بعد وہ سب کے سب اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے واللہ ولی الامور لارب غیرہ۔

تبری بربریوں میں سے لواتہ قوم کے حالات کا بیان

یہ تبری بربریوں کے بطون میں سے ایک بڑا وسیع اور عظیم بطن ہے، یہ لواء الاصغر بن لواء الاکبر بن زحیک کی طرف منسوب ہوتے ہیں جبکہ لواء الاصغر، نغزاد ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ لواء دراصل ان کے باپ کا نام ہے۔ بربری جب جمع سے عموم مراد لیتے ہیں تو ”الف“ اور ”تا“ کو زیادہ کر دیتے ہیں اور وہ لوات بن جاتا ہے۔ جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اسے مفرد پر حمل کیا، اس کے ساتھ جمع کی ”ھا“ ملا دی اور ابن حزم نے بیان کیا ہے، کیونکہ بربری نسابوں کا خیال ہے کہ سدراتہ، لواتہ اور مزاتہ، قبیلوں میں سے ہیں مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ ابن حزم کو اس سلسلے میں علمائے بربری کی کتب کا علم نہیں ہوا۔ لواتہ کے بہت سے بطون ہیں مثلاً جیسے سدراتہ بن نیسط بن لواء، اور عروہ بن ماصت بن لواء۔ سابق اور اس کے اصحاب نے عروہ کے سوانہ ماصت کے اور قبائل بھی شمار کئے ہیں جو بنی زائد بن لواء کی مانند اکرہ، جرمانہ اور نقاعہ ہیں۔ ان کے اکثر بطون مزانہ میں ہیں اور بربر نساب مزانہ میں بہت سے بطون کو شمار کرتے ہیں، جیسے ملایان، مرتہ، لجمہ، دکمہ، حمرہ اور مددنہ۔ یہ لوگ برقہ کے مضافات میں اپنے موطن میں سفر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے۔ ابو یزید کے فتنے میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔ جبل اور اس میں ان کی بہت بڑی قوم رہتی ہے جس نے بنی کلمان کے ساتھ ابو یزید کی حکومت کے معاملے میں مدد کی تھی۔ وہ ہمیشہ ہی اس زمانے میں ہوارہ اور کتامہ کے ساتھ جبل اور اس میں رہے ہیں۔ حکومت جبل اور اس میں رہنے والے ٹیکس دہندگان قبائل سے ٹیکس وصول کرنے کے سلسلے میں ان سے مدد طلب کرتی رہی ہے لہذا وہ اچھی طرح اس کا کام کرتے رہے ہیں اور جن دستوں کی ان پر ڈیوٹی لگائی جاتی تھی، وہ انہیں سلطان کی فوج میں لے آتے تھے لیکن جب حکومت کا سایہ سنا تو ان میں سے بنو سعادہ اولاد محمد کی جاگیروں میں آگئے جو زوادہ میں سے تھا۔ انہوں نے پھر بھی ان سے وہ کام لئے جو حکومت ان سے لیتی تھی لہذا انہوں نے انہیں ٹیکس جمع کرنے کے لئے خادم اور ختم کرنے والی فوج بنا لیا۔ پھر ان کی رعایا کا حصہ بن گئے۔ ان کا ایک حصہ باقی رہ گیا۔ جن کو جاگیریں نہیں ملیں اور وہ بنو نجان اور بنو بادیس ہیں، لہذا منصور بن مزنی نے انہیں اپنے کام میں شامل کر لیا۔ جب مزنی حکومت سے الگ ہوا اور وہ الزاب میں الگ ہو گئے تو وہ انہیں بعض برسوں میں جلیہ میں دور کرنے لگے۔ اس وجہ سے عرب گروپوں کو فوج کی صورت میں ان کے پاس جمع کرنے لگے اور وہ اس زمانے تک اپنے پہاڑ میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ وہ عرب دشمنوں کے خوف سے ان کو چھوڑ کر میدان میں نہیں جاتے اور ان میں سے بنی بادیس نے بلد نقاوس پر خراج لگایا ہوا ہے جو پہاڑ کی وسعت میں گھرا ہوا ہے کیونکہ اس کے نواح پر انہیں غلبہ حاصل ہے لہذا جب وہ اپنے سرمائی مقامات کی طرف آتے ہیں، تو لواتہ بھی اپنے قلعوں میں لوٹ آتے ہیں جو عربوں پر گراں ہیں۔ لواتہ میں سے ایک عظیم قوم تاحرت کے مضافات سے قبلہ کی جانب رہتی ہے اور وہ جبل کے درمیان وادی میناس میں پھرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ قیروان کا ایک امیر انہیں اپنے ہمراہ ایک غزوہ میں لے گیا اور انہیں وہاں پر اتار دیا۔ ان کا سردار اور غ بن علی بن ہشام، عبداللہ شیمی کا سالار تھا۔ جب حمید بن فضل صاحب ترہوت نے منصور کے خلاف خروج کیا تو اس نے خلفائے شیعہ کو ثالث بنایا۔ انہوں نے اس کے خلاف مدد دی اور اس کے گمراہ مذہب کے سلسلے میں اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ منصور نے اس کو مغلوب کر لیا۔ اس کے بعد سنہ 136 میں حمید اندلس گیا اور منصور نے لواتہ پر چڑھائی کی تو وہ اس کے آگے صحرا کی طرف بھاگ اٹھے۔ یہ ان سے بھاگ کر وادی میناس میں اترا، پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

ابن الریفی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے وہاں پر آثار قدیمہ میں ان محلوں کو دیکھا جو تین پہاڑوں پر کھڑے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے ہیں۔ وہ دور سے دیکھنے والے کو قبروں کی چوٹیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ نیز اس نے پتھر میں ایک تحریر دیکھی جس کی تشریح ابوسفیان السروغوس نے یہ کی کہ اس شہر کے باشندوں نے حکومت سے غداری کی تو اس نے مجھے ان کی طرف بھیجا، جب مجھے ان پر فتح حاصل ہوئی تو میں نے یہ عمارت تعمیر

کی تاکہ میں اسے یاد رکھ سکوں۔ ابن الریق نے یہی بات بیان کی ہے۔ بنو جدیجی زناتہ کے قبائل سے تھے اور ان کے مندا اس کے موطن میں لواتہ کے پڑوسی تھے۔ جبکہ عجمی ان کے درمیان وادی میناس اور تاہرت میں رہتے تھے لہذا ان کے درمیان ایک عورت کے باعث فتنہ پیدا ہو گیا جس کا بنو جدیجی نے لواتہ میں نکاح کر دیا لہذا انہوں نے جنگل کی عار دلائی تو اس نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا۔ ان کا سردار ان دنوں غسان تھا، اب انہوں نے ایک دوسرے کو اکسایا اور زناتہ سے مدد مانگی تو انہوں نے انہیں علی بن محمد الغربی کے ذریعہ مدد دی۔ مزید برآں دوسری جانب سے مظناظہ ان کی مدد کو چل پڑے اور ان کا امیر عزانہ تھا۔ یہ سب لڑائی کے لئے لواطہ کی طرف گئے اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک لڑائی میں علاقہ ہلاک ہو گیا اور غربی جانب سے السرسونے انہیں ہٹا دیا۔ وہ انہیں پھر اس پہاڑ کی طرف لے گئے جو تاہرت کے سامنے ہے جسے اس عہد میں دارک کہتے ہیں۔ اس کے قبیلے اس کے ٹیلوں اور متیجہ پر جھانکنے والے پہاڑوں میں پھیل گئے۔ وہ اس زمانے میں ٹیکس دہندہ قبائل میں شمار ہوتے ہیں۔ جبل دارک، یعقوب بن موسیٰ کی اولاد کی جاگیروں میں ہے جو درغہ کے عطف کا سردار ہے۔ اسی طرح لواتہ کے بطون اس پہاڑ میں رہتے ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہے اور جو قابس اور صفاقس کے سامنے ہے۔ ان میں سے بنو مکی بھی ہیں جو اس عہد میں قابس کے رؤسا ہیں اور ان کے علاوہ ان میں سے لواحات مصر بھی ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے کہ وہ اس کنارے میں رہتے ہیں جو اس کے اور مصر کے مابین ہے۔ جب وہ ان محلات کے قریب آیا تو وہ وہاں پر ان کا سردار بدر بن سالم تھا، اس نے ترکوں کے خلاف خروج کر دیا تو انہوں نے اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی بیچ کھیت رہے۔ وہ پھر برقہ کی جانب بھاگ گیا۔ اور اب وہ وہاں پر عربوں کی پناہ میں ہے۔ زناتہ کے یہ قبیلے تادلہ کے نواح میں مراکش کے قریب رہتے ہیں جو مغرب اقصیٰ میں ہے، انہیں وہاں پر بڑی کثرت حاصل ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جابر کے مضافات میں رہتے ہیں جو عرب چشم میں سے تھا پھر وہ ان سے مل جل گئے اور انہی میں شمار ہونے لگے۔ ان میں سے کچھ قبائل مصر اور صعید شادیہ کی بستیوں اور ملاحین میں رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں سے ایک قبیلہ بجایہ کے نواح میں رہتا ہے جو لواتہ کے نام سے معروف ہے، یہ تا کرارت کے میدان میں اترتے ہیں جو اس کے مضافات میں سے ہے۔ وہ اسے اپنی کھیتی اور اپنے جانوروں کی چراگاہ بنانے کے لئے آباد کرتے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری راجح بن صواب کی اولاد میں ہے اور سلطان کی جانب سے ان پر ایک مقررہ ٹیکس عائد ہے۔ لواتہ کے ان لوگوں کے لئے ایک فوج بھی مقرر ہے اور ان کے اور بھی بہت سے قبیلے ہیں جو بطون ہی میں شامل ہیں اور قبائل کے درمیان منقسم ہیں۔ واللہ و ارث الارض ومن علیہا۔

بنی فاتن کے حالات کی روداد

یہ بتری بربریوں کا ایک لطن ہیں اور ان کے بطون یہ ہیں: مصغرة، یماہ، صدینہ، کرمیہ، مدیونہ، مغیلہ، مظناظہ، ملزوزہ مکناسہ اور دونہ یہ سب کے سب فاتن بن مصیب بن حریش بن زحیک بن ماغیس الاثر کی اولاد میں سے ہیں اور بربریوں سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ہم ان کے ایک ایک لطن کے آخر تک حالات بیان کریں گے۔

مصغرة کا بیان

یہ ان قبائل میں سب سے زیادہ ہیں اور خاص طور پر بیوی بچوں والے ہیں۔ ان کی اکثریت اسلام کے زمانے سے مغرب میں رہتی ہے۔ انہوں نے ارتداد کی نشرو اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کارنامے کئے۔ جب اسلام بربریوں میں آیا تو یہ فتح اندلس کے لئے چلے گئے۔ ان کے ساتھ اور تو میں بھی گئیں جو وہاں پر ٹھہر گئیں۔ جب خارجیوں کے دین نے بربریوں میں سرایت کی تو مصغرة نے صفریہ کا مذہب اختیار کر لیا۔ اس وقت ان کا سردار میسرہ تھا اور جیفر کے نام سے معروف تھا۔ جب عبید اللہ بن حجاب ہشام بن عبدالملک کی طرف سے افریقہ کا حکمران بنا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مصر سے اس کی طرف آ جائے تو وہ سنہ 114 میں وہاں آیا۔ اس نے پھر عمر بن عبداللہ مرادی کو طنجہ اور مغرب اقصیٰ کا گورنر اور اس کے فرزند اسماعیل کو سوس اور اس کے ماوراء علاقے پر گورنر مقرر کیا۔ یوں ان والیوں کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ ان کی سیرت جب بربریوں میں اثر

انداز ہوئی تو وہ ان کے حالات سے برامنانے لگے۔ وہ ان سے بربری و طائف اور شہر رنگ چادروں اور مغرب کی نئی چیزوں کا مطالبہ کرتے تھے۔ لہذا وہ انہیں اکٹھا رکھنے میں جلدی کرتے یہاں تک کہ بکری کے بچوں سے شہد کے رنگ والی کھال بنانے کے لئے بکریوں کا ایک گلہ ذبح کر دیا جاتا لہذا ان سے صرف ایک ہی چادر بنتی لہذا انہوں نے بربریوں کے اموال میں بڑی تباہی مچائی جس سے میسرۃ الحسن جو مصغرۃ الحسن کا لیڈر تھا، غضبناک ہو گیا۔ اس نے بربریوں کو طنجہ کے گورنر عمر بن عبداللہ کے قتل پر اکسایا، تو انہوں نے اسے سنہ 125 میں قتل کر دیا۔ اس کی جگہ میسرہ نے عبدالاعلیٰ کو جو افریقی نوکروں میں سے رومی الاصل تھا، حکمران بنایا اور وہ عرب کے موالی میں سے تھا۔ یہ ہی خارجیت کی جڑ تھا اور صفریہ کے نظریات رکھتا تھا۔ لہذا میسرہ نے اسے طنجہ پر حاکم مقرر کیا اور سوس چلا آیا۔ اس کے بعد اس کے عامل اسماعیل بن عبداللہ نے اسے قتل کر دیا اور مغرب لڑائی کی آگ سے بھڑک اٹھا۔ اب خلفائے مشرق پر اس کی حکومت ختم ہو گئی اور اس کے بعد وہ انہیں اپنی اطاعت میں نہیں لاسکا۔ اس دوران جبابی کے ساتھیوں نے خالد بن ابی حبیب کے ہراول کے دستے میں فوجوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی، ہراول کو شکست دیدی اور خالد کو قتل کر دیا۔ جب بربریوں نے یہ خبر اندلس میں سنی تو انہوں نے اپنے عامل عقبہ بن الحاج سلولی پر حملہ کر دیا اور اسے معزول کر دیا پھر عبدالملک بن قطر فہری کو حاکم بنایا۔ جب ہشام بن عبدالملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کلثوم بن عیاص مری کو بارہ ہزار شامی فوج کے ساتھ بھیجا، اسے افریقہ کا والی بنایا اور عبید اللہ بن جبابی سے اسے حکومت لے دی۔ کلثوم سنہ 123 میں بربریوں سے لڑائی کے لئے گیا یہاں تک کہ اس کا ہراول دستہ طنجہ کے مضافات میں اسبو مقام پر پہنچا تو بربریوں نے میسرہ کے ساتھ اس سے لڑائی کی۔ انہوں نے ان کے درمیان درجے کے رؤسا کی تلاش کی اور خارجیت کی مدد میں لگ گئے لہذا انہوں نے اس کے ہراول کے دستے کو شکست دیدی پھر جلد ہی اسے بھی شکست دیدی اور اسے قتل کر دیا۔ ان کے ساتھ لڑائی کرنے میں اس کی یہی تدبیر تھی۔ انہوں نے چھوٹی پرانی مشکوں کو پتھروں سے بھر کر گھوڑوں کی دموں کے ساتھ باندھ دیا جن سے وہ فدیہ دیتے۔ جب پرانی مشکوں میں پتھروں کی حرکت سے آواز پیدا ہوتی تو عربوں کے جنگی میدان میں انہیں ایک ایک کر کے گرا دیا جاتا جس سے ان کے گھوڑے بدک جاتے اور ان کا میدان خراب ہو جاتا۔ اس کے بعد مریہ ان پر گروہ درگروہ ٹوٹ پڑے اور وہ منتشر ہو گئے۔ یہ مزید ارباب تین شامی دستوں کے ساتھ ہی سبتہ چلی گئیں جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد مصری اور افریقی قیروان کی طرف واپس آ گئے اور ہر طرف خوارج ظاہر ہو گئے۔ یوں مغرب خلفاء کی اطاعت سے دست کش ہو گیا یہاں تک کہ میسرہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد مصغرہ کی سرداری یحییٰ بن حارث نے سنبھالی جو محمد بن خزراور مغرادرہ کا جانشین تھا۔ اس کے بعد مغرب میں ادریس کا ظہور ہوا لہذا وہ بربریوں کو یہاں لایا اور اس میں داریہ نے بڑا کردار ادا کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان دنوں مصغرہ کا سردار بہلول بن عبدالواحد تھا لہذا مالک نے ابراہیم بن اغلب عامل قیروان کی سازش سے ادریس کی اطاعت سے انحراف کر کے ہارون الرشید کی اطاعت اختیار کر لی۔ اب ادریس نے اس سے صلح کی اور اسے صلح کی خبر دی پھر اس کے بعد مصغرہ کی ہوا اکھڑ گئی، ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور حکومتوں نے ان پر اپنے دامن پھیلا دیئے۔ وہ اس عہد میں مغرب کے تلول اور اس کے صحرا میں بربریوں کو ٹیکس دینے والے عمال میں شامل ہیں۔

ان میں سے فاس اور تلمسان کے درمیان بھی تو میں آباد ہیں جو کومیہ سے رابطہ رکھتی ہیں، وہ ان کے حلیفوں میں داخل ہیں اور دعوت موحدیہ کے وقت سے ان میں شامل ہیں۔ ان کی سرداری خلیفہ کی اولاد کے لئے ہے جو موحدین کے عہد میں ان کا سردار تھا۔ اس نے ان کے وطن میں ان کے لئے ساحل سمندر پر ایک قلعہ بنایا جس کا نام تادنت تھا۔ جب عبدالمومن کی حکومت جاتی رہی اور بنو مرین مغرب پر متغلب ہو گئے تو یعرون بن موسیٰ بن خلیفہ نے یعقوب بن عبدالحق کی دعوت سے ان کی حکومت قائم کی، اور پھر ندرومہ پر غالب آ گیا۔ جب یغمر اس بن زیان اس کے مقابلہ میں گیا اس نے ندرومہ کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا اور اس پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں یعقوب بن عبدالحق ان کے مقابلے میں گیا اور اسے ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور اسے فوجوں سے بھر دیا۔ اس نے یعرون کو عامل مقرر کیا اور محمد بن ہارون مغرب کی طرف لوٹ آیا۔ اس قلعے میں پانچ سال پناہ لے کر وہ اپنے آپ کو دعوت دینے لگا۔ پھر یغمر اس نے اس سے رشتہ داری کی اور سنہ 672 میں اسے صلح کی راہ پر لے آیا۔ اس زمانے تک عقبہ میں ان کی سرداری قائم ہے۔ مصغرہ کے قبائل میں سے ایک قوم جبل فاس میں بھی رہتی ہے جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح ان کے بہت سے قبیلے سہلماسہ کے مضافات میں رہتے ہیں اور وہاں کے اکثر باشندے انہی میں سے ہیں۔ اسی طرح مصغرہ کے قبیلوں میں سے

صحرائے مغرب میں رہتے ہیں جو اس کے مخلوں میں آباد ہیں۔ انہوں نے عربوں کے طریقے کے مطابق کھجوروں کے درخت لگائے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ سجالما سے کی جانب تو ات سے تمنطیت تک جو اس کی آخری عملداری ہے، دوسرے بربریوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تلمسان کی جانب میں اس سے چھ دن کی مسافت پر رہتے ہیں، وہاں پر قریب قریب محل بنے ہوئے ہیں اور وہ سب مل کر ایک بڑا شہر بن جاتے ہیں۔ جو دیہاتی آبادی سے بھرپور ہے۔ وہ صحرا کا ایک بڑا شہر شمار ہوتا ہے اور جنگل میں دور آباد ہونے کی وجہ سے حکومت کے سایے سے باہر ہے۔ آج کل اس کی سرداری بنی سید میں ہے جو ان کا ایک بادشاہ ہے۔ اس کے مشرق میں کچھ فاصلے پر پے در پے کئی بستیاں آتی ہیں، جن میں سے آخری بستی جبل راشد سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔ یہ بنی عامر کے میدانوں میں ہے جو زغبہ سے تھے اور ان کے اوطان جنگل میں ہیں۔ انہوں نے پہلے اپنے بیٹوں کی خوش بختی اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان پر قبضہ کیا یہاں تک کہ وہ شہرت پا کر انہی کی طرف منسوب ہو گئے۔ ان مخلوں سے مشرق کی جانب اور پانچ دن کی مسافت پر ایک پُر نم جگہ ہے جو جنگل میں گھس جاتی ہے وہ قلیعہ والی کے نام سے معروف ہے جسے مصغرہ کے قبیلوں نے آباد کیا ہوا ہے۔ جب کسی سال صحرا والوں کو دو پہر چھلسا دیتی ہے تو وہ وہاں پہنچ کر اس کے ٹیلوں میں ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کی جانب سے اندر گھسا ہوا ہے۔ ان ہی مصغرہ کے کچھ قبیلے مغرب اوسط اور افریقہ کے مضافات میں رہتے ہیں ولله الخلق جمیعاً۔

لمایہ کا بیان

یہ بھی کئی بطن ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس کا بھائی مصغرہ ہے جن کے بہت سے بطن ہیں اور ان میں سے کچھ کو سابق اور اس کے اصحاب نے شمار کیا ہے۔ جیسے زکرما، مزیزہ، ملیزہ اور بنو مذین یہ سب لمایہ میں سے ہیں اور افریقہ اور مغرب میں سفر کرنے والے ہیں۔ ان کی اکثریت مغرب اوسط میں سموسہ میں رہتی بستی ہے جو صحرا کے قریب ہے۔ جب خارجی دین بربریوں میں پھیل گیا تو انہوں نے اباضیہ کا نظریہ اپنالیا اور اس کی طرف منسوب ہونے لگے۔ انہوں نے اسے اپنا دین بنالیا اور ان کے ہم وطن پڑوسیوں نے بھی جو ہوارہ اور لواتہ میں سے تھے، اسے اپنا دین بنالیا۔ یہ ارض السوسو میں ان سے مندا اس اور زوانہ کے مغرب میں رہتے تھے۔ اس کے علاوہ مظماطہ اور ملناسہ اور زاناتہ سب کے سب جوف اور شرق میں رہتے تھے اور یہ سب بھی خارجی تھے۔ ان میں سے کچھ اباضیہ کے نظریات بھی رکھتے تھے۔ عبدالرحمن بن رستم فاتح مسلمانوں میں سے تھا اور وہ اس رستم کے بیٹوں میں سے تھا جو قادیسیہ میں ایرانیوں کا سالار تھا۔ وہ فتح کرنے والے ہراول دستوں کے ساتھ افریقہ آیا تھا اور وہیں موجود تھا۔ اس نے پھر اباضی خارجیوں کا دین اختیار کر لیا تھا۔ وہ متہ کا تربیت یافتہ اور ان کا حلیف تھا۔ جب اباضیہ نے قیروان میں در فجومہ کے کاموں پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے طرابلس کی جانب جتھہ بندی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو وہ اباضیہ کے امام ابن الخطاب عبدالاعلیٰ بن سح مغافری کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور اس کے والی مردن نے حومہ میں عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا۔ انہوں نے در فجومہ اور باقیماندہ مغرادہ میں سنہ 141 میں سخت خونریزی کی۔ بعد ازاں قیروان پر عبدالرحمن بن رستم کو جانشین بنانے کے بعد ابوالخطاب اور اس کے اباضی ساتھی جو زاناتہ اور ہوارہ وغیرہ میں سے تھے، واپس آ گئے۔ جب منصور بن ابی جعفر کو در فجومہ کے فتنے، افریقہ اور مغرب میں بربری خارجیوں کی مار کٹائی اور قیروان میں کرسٹی امارت پر قبضہ کرنے کی خبر ملی تو اس نے محمد بن شعث خزاعی کو بڑی فوج دے کر افریقہ کی طرف بھیجا اور اسے وہاں پر خوارج کے ساتھ لڑنے کا کام سپرد کیا۔ لہذا وہ سنہ 144 میں افریقہ آیا۔ طرابلس کے قریب ابوالخطاب اسے اپنی فوج کے ساتھ ملا۔ لہذا ابن اشعث نے اس پر اور اس کی قوم پر حملہ کر دیا اور ابوالخطاب قتل ہو گیا۔ جب عبدالرحمن بن رستم کو دار الامارۃ قیروان میں یہ خبر ملی تو وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر مغرب اوسط کے ان بربری اباضیوں کی طرف چلا گیا جن کا ذکر ہم کر چکے اور لمایہ کے ہاں اترا کیونکہ ان کے اور اس کے درمیان قدیم سے حلف کا معاہدہ تھا لہذا انہوں نے اکٹھے ہو کر اس کی بیعت خلافت کر لی، وہ پھر منصور کے شہر کو چھوڑ گئے جہاں ان کی کرسٹی امارت تھی۔ اس کے بعد انہوں نے جبل کزول السیاح کے دامن میں مندا اس کے ٹیلوں پر تاہرت شہر کی تعمیر شروع کر دی اور وادی میناس میں اس کی حد بندی کی جہاں سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں، وہ قبلہ اور بطحاء سے گزرتے ہوئے وادی شلف میں جا گرتے ہیں۔ یوں عبدالرحمن بن رستم نے اس کی بنیاد رکھی اور سنہ 144 میں اس کی حد بندی کی۔ اس حد بندی میں وسعت پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ عبدالرحمن فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا

بیٹا عبدالوہاب حکمران بنا جو اباضیہ کا رہنماء تھا، یہ سنہ 76 میں ہوارہ کے ساتھ طرابلس کی طرف لڑائی کرنے کے لئے گیا۔ جہاں اس کے باپ کی طرف سے عبداللہ بن ابراہیم بن اغلب حکمران تھا لہذا اس نے بربری اباضی فوج کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ابراہیم بن اغلب فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن اغلب اپنی امارت کے لئے قیروان آیا۔ لہذا عبدالوہاب نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ صباحیہ ان کے لئے ہوگا۔ وہ پھر مقوسہ کی طرف واپس چلا گیا اور عبداللہ قیروان چلا گیا۔ اس کے بعد عبدالوہاب نے اپنے بیٹے میمون کو حکمران بنایا جو اباضیہ، صفریہ اور واصلیہ کا رہنماء تھا۔ وہ پھر مقوسہ، صفریہ اور واصلیہ کی طرف لوٹ آیا اور وہ اسے سلام خلافت کہتے تھے۔ اس وقت واصلیہ میں سے اس کے پیروکاروں کی تعداد میں ہزار تھی جو سفر کرنے والے اور خیموں میں رہنے والے تھے۔ یوں تاہرت میں ہمیشہ رستم کے بیٹوں کی حکومت رہی۔ ان کے مغرادی اور بنی یفرن پڑوسیوں نے جب تلمسان پر قبضہ کیا تو انہیں ادارسہ کی اطاعت میں داخل ہونے پر آمادہ کیا اور سنہ 173 کے قریب وہاں پر موجود زنانہ کو گرفتار کر لیا۔ وہ بقیہ ایام میں ان کے لئے رکاوٹ بنے رہے یہاں تک کہ عبداللہ شیعہ کا سنہ 176 میں افریقہ اور مغرب پر غلبہ ہو گیا لہذا وہ تاہرت میں بھی ان پر غالب آ گیا اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ یوں عبداللہ کی دعوت مغربین کے اطراف میں پھیل گئی اور اس حکومت کے ظہور سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد عربیہ بن یوسف کتانی نے جس نے شیعوں کے لئے مغرب کو فتح کیا تھا، ابو حمید دراس بن صولان، الہیسی سے تاہرت پر حاکم مقرر کرنے کا معاہدہ کیا۔ لہذا وہ سنہ 98 میں مغرب کی طرف گیا اور لمایہ، ازواجہ، لواہیہ، مکنا سہ اور مطماطہ کے اباضیہ سے مشورے کرنے لگا۔ اس نے انہیں رافضیوں کے دین پر آمادہ کیا اور وہاں پر دین خارجیہ کا شیخ بن گیا یہاں تک کہ انہیں ان کے عقائد کو مستحکم کر دیا۔ بعد ازاں اسمعیل منصور بن صلاح بن جوس کے زمانے میں وہاں کا والی بنا پھر سمندر کے در سے امویوں کی دعوت دینے لگا۔ اس کے بعد وہ خیر بن محمد بن حزر کے پاس چلا گیا۔ جو زنانہ میں امویوں کا داعی تھا۔ بعد ازاں منصور نے تاہرت پر میسور کھسنی کو عامل مقرر کیا جو احمد بن الرحالی کا پروردہ تھا لہذا حمید اور خیر نے تاہرت پر چڑھائی کی، لڑائی میں میسور کو شکست ہوئی اور انہوں نے تاہرت میں داخل ہو کر احمد الرحالی اور میسور کو گرفتار کر لیا۔ تاہم کچھ وقت کے بعد انہیں رہا کر دیا۔ اس کے بعد تاہرت ہمیشہ ہی ان کے باقیماندہ ایام میں شیعہ اور منہاجہ کی عملداری میں رہا اور زنانہ نے کئی بار اس پر غلبہ حاصل کیا۔ بعد ازاں بنی امیہ کی فوج نے مغرادی امیر مغرب زیری بن عطیہ کے ماتحت ان سے لڑائیاں کیں یہاں تک کہ ان حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا اور مغرب کی حکومت لتونہ کے پاس چلی گئی۔ اس کے بعد موحدین کی حکومت آگئی اور انہوں نے ایران پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران قابس کی جانب سے بنو غانیہ نے ان کے لئے خروج کیا اور ہمیشہ ہی موحدین کی سرحدوں پر وہ حملے کرتے رہے یا پھر افریقہ اور مغرب اوسط کے میدان پر غارت گری کرتے رہے۔ وہ بار بار زبردستی اس میں داخل ہوتے تھے یہاں تک کہ جب ساتویں صدی کے بیس سال پورے ہوئے تو وہاں کے باشندے اٹھ گئے، فضا خالی ہو گئی۔ اور اس کے بارے میں نشانات مٹ گئے۔ والارض للہ۔

قبائل لمایہ کے حالات

یوں وہ اپنے اس شہر کے تباہ ہونے سے جس کی انہوں نے حد بندی کی تھی اور اس کے آقا بنے تھے خود تباہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ یہی سنت جاری ہے۔ ان کے کچھ فرقے اگرچہ قبیلوں میں تقسیم ہو کر باقی رہ گئے جن میں سے ایک جربہ ہے جن کے نام سے ساحل قابس کے سامنے ایک سمندری جزیرہ بھی موسوم ہے۔ وہ اس زمانے تک وہاں آباد ہیں۔ اہل صقلیہ کے عیسائیوں نے وہاں پر رہنے والے مسلمانوں سمیت اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ وہ لمایہ اور کتامہ کے قبائل تھے جو جربہ رسد دیکس کی طرح ہیں۔ انہوں نے ان پر جزیہ عائد کیا تھا اور ساحل سمندر پر القشتیل کے نام سے ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا۔ حفصی حکومت کی طرف سے ان کے خلاف ایک لمبے زمانے تک مقابلہ بازی رہی یہاں تک کہ سلطان ابو بکر کی حکومت میں مخلوف بن الکمداد کے ہاتھوں آٹھویں صدی کے اڑتیسویں سال میں وہ جزیرہ فتح ہو گیا۔ اس زمانے تک وہاں دعوت اسلامی مضبوطی سے قائم ہے لیکن وہاں کے بربری قبیلے ہمیشہ ہی خارجی دین کے پیروکار رہے ہیں اور ان کے مذاہب کی تالیفات کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنے اصول عقائد اور فروغ مذاہب کی روایت کرتے ہیں اور اس کے پڑھنے پڑھانے میں ہی لگے رہتے ہیں۔ واللہ خلقکم وما تعملون۔

مطماطہ کا بیان

یہ فارس تمطیت کی اولاد میں سے مصغره اور لمایہ کے بھائی ہیں جن کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ بہت سے قبیلے ہیں۔ سابق مطماطی اور اس کے ساتھی نسابوں نے بیان کیا ہے کہ مطماطہ کا نام مصکاب ہے اور مطماطہ اس کے ہمسر ہیں ان کے قبیلے لواء میں سے جو مطماطہ میں سے ہے۔ اس کا ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام دشیط تھا، اس کی اولاد کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ لوا کے چار بیٹے تھے یعنی ورماس، میلاغر، وریکول اور یلیص۔ یلیص کی کوئی اولاد نہیں تھی اور باقی تین کی اولاد تھی۔ انہی سے مطماطہ کے تمام قبیلے نکلے ہیں جبکہ ورماس سے معمود، یونس اور نفرین ہیں۔ وریکول کی اولاد، کلدام، سیدہ اور قیدر ہیں۔ سیدہ اور قیدر کی کوئی اولاد نہیں جبکہ کلدام کی اولاد عصفر اص سلیمایاں، سافخان، دریقی و صدی اور قظایان عمر ہیں۔ یہ پانچوں اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں۔ عصفر اص کے لئے زہاص اور نہراص ہیں اور عصفر اص سے وریل اور حامد اور سکوم ہیں جنہیں بنو تلیکشان کہا جاتا ہے۔ یہ بھی اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں۔ زہاص سے بلسٹ اور بصلتا تین ہیں جبکہ بلسٹ سے ورسقلا سن، سکر، محمد، مکریل، دکوال، مر یصلاسن بان یولی، سمسان، مسامر، ملوسن، محمد، نافع، عبداللہ اور عدانین ہیں۔

یلاعب بن لوانن مطماطہ کے بیٹے دمیا اور تانیہ ہیں جبکہ تانیہ سے ماحر سکن، درلیغ، عجبلان، مقام اور قرہ ہیں۔ دحیا کے ورتجی اور محمدیل ہیں اور ورتجی سے مغرین، دبور، سکیم اور عجمیس ہیں اور محمدیل سے ماکور، اشکول کفلا ان، مذکور، مظارہ اور ابوہرہ ہیں۔ یہ سابق اور اس کے ساتھی نسابوں کے بیان کے مطابق مطماطہ کے قبیلے ہیں اور مفرق موطن ہیں۔ ان میں سے کچھ تو تقسیم فاس اور صغر کے درمیان ایک پہاڑ میں رہتے ہیں۔ جوان کے نام سے مشہور ہے۔ جبکہ ان میں سے کچھ جہات قابس اور اس کے مغرب عین حامیہ پر تعمیر شدہ شہر میں رہتے ہیں جو انہی کے نام سے منسوب ہے۔ اس زمانے میں اسے حمہ مطماطہ کہتے ہیں، اس کا ذکر حفصی حکومت اور افریقی ممالک میں آئے گا۔ ان کے بقیہ لوگ قبائل میں مفرق ہیں۔ ان کی اکثریت تاہرت کے نواح میں جبل کزول اور وانشریس کے پاس تلول منداس میں رہتی ہے لیکن اب وہ یہاں پر منہاجہ کی حکومت کے قیام کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

بادیس منصور کے ساتھ حماد بن بلکن کی لڑائی میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔ ان دنوں ان کا سردار عزانہ تھا، اس نے پڑوسی بربریوں کے ساتھ جو لواتہ میں سے تھے کئی لڑائیاں کی ہیں۔ جب عزانہ فوت ہو گیا، تو مطماطہ میں اس کے بیٹے زیری نے حکومت قائم کی لیکن اس نے کچھ عرصہ حکومت کی تھی کہ منہاجہ اس کی حکومت پر غالب آگئے لہذا وہ سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامرہ کے ہاں اترا تو اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اسے بربری امراء کے ان طبقے میں شامل کیا جو اس کے پیروکاروں میں شامل تھے اس کے بعد وہ اس کی حکومت پر چھا گیا اور اس کے ہاں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مظفر اور بھائی عبدالرحمن ناصر منصور کے مقام کو بلند کرنے اور اس کی حکومت کو چلانے لگے۔ یہ محمد بن ہشام بن عبدالجبار کے خروج کے وقت اپنے بربری امراء اور نقیبوں سمیت نعمانی عربوں میں ابو عامرہ کے ساتھ غائب تھا۔ جب انہوں نے اس کی حکومت کی کمزوری اور اس کی بد تدبیری کو دیکھا تو وہ محمد بن ہشام مہدی کے ساتھ مل گئے۔ وہ پھر اندلس میں بربری فتنے کے پیدا ہونے تک اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ یہ وہاں پر فوت ہو گیا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس سال میں فوت ہوا۔ اسی طرح ان سے الگ ہونے والے لوگوں میں سے پہلا پہلا جو ابی لوائی الصیلاص سے تھا، وہ اندلس جا کر ناصر کے پاس اترا اور وہ بربری انساب کا عالم تھا۔

ان کے مشاہیر میں سے سابق بن سلیمان بن حراث بن مولات بن دو یاسر ہے جو ہمارے علم کے مطابق بربریوں کا بڑا انساب ہے۔ آخری لوگوں میں عبید اللہ مہدی کا کاتب خراج عبداللہ بن ادریس معروف آدمی ہے۔ ان کا ذکر طویل ہے۔ یہ باتیں ہم نے مطماطہ کے حالات سے حاصل کی ہیں۔

منداس کے وطن

ایک بربری مورخ کا خیال ہے اور میں اس سلسلے میں اس کی کتاب سے بھی مطلع ہوا ہوں کہ اس نے منداس بن مغربن اور لیغ بن لہر بن

المساد کا نام لیا ہے اور وہ ہوارہ ہے۔ واللہ اعلم۔ وہ اس اداس بن زحیک کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہوارہ کا ربیب ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا مگر یہ بات اس پر مختلط ہو چکی ہے۔ منداس کے بیٹے بھی تھے یعنی شرارہ، کلثوم، اور ہتکم۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب مطماطہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس زمانے میں ان کا سردار رهاص بن عصفراص تھا لہذا منداس کو وطن سے نکال دیا گیا اور وہ اس کی حکومت پر غالب آ گیا۔ اس کے بیٹوں نے پھر منداس کے موطن کو آباد کیا اور ہمیشہ وہیں رہے۔ انتہی کلامہ۔

اس زمانے میں یہ قوم اس سے جبل اوتیش میں ملی۔ جب بنو تو جین جو زنا تہ میں سے تھے، منداس پر مغلوب ہوئے تو اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور ٹیکس دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

مغیلہ کی روداد

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مطماطہ اور لما یہ کے بھائی ہیں، ان کے بھائی ملزورہ بھی انہی میں شمار ہوتے ہیں جبکہ دونہ اور کشانہ کا بھی یہی حال ہے جو وطن میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان میں سے دو بڑے قبیلے ہیں۔ جن میں سے ایک مغرب اوسط میں شلف کے سمندر میں گرنے کی جگہ کے قریب رہتا ہے اور اس زمانے میں کوئی شہر اس سے پہلے نہیں آتا۔ انہی کے ساحل سے عبدالرحمن الداخل اندلس جاتے ہوئے گزرا تھا اور منکب میں فروکش ہوا تھا۔ ان میں سے ابو قرہ مغیلی بھی ہوا ہے جس نے صفریہ خوارج کا دین اختیار کر لیا تھا اور پھر چالیس سال حکومت کی ہے۔ بنو عباس کی حکومت کے آغاز میں اس کے اور امرائے عرب کے درمیان قیروان میں لڑائیاں ہوئی ہیں اور اس نے طنبہ سے بھی لڑائی کی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابو قرہ بنی مطماطہ سے تھا اور میرے نزدیک یہ درست بات ہے، اسی لئے میں نے اس کے حالات کو بنی یفرن کے حالات تک موخر کر دیا ہے جو زنا تہ میں سے تھے۔

اسی طرح ان میں سے ایک ابو حسان بھی تھا جس نے اسلام کے آغاز میں افریقہ پر حملہ کیا تھا۔ ابو حاتم بن یعقوب بن لہیب بن مرین بن یطوفت جو مازوز میں سے تھا، اس نے بھی سنہ 150 میں ابو قرہ کے ساتھ حملہ کیا اور قیروان پر غالب آ گیا تھا جیسا کہ ان کے علماء میں سے خالد بن خراش اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح ان کے رؤسا میں سے موسیٰ بن خلید، یحییٰ بن علوان اور حسان بن زردال بھی تھا جو عبدالرحمن کے داخل ہوا تھا۔ اسی طرح ان میں دلول بن حماد بھی تھا جو یعلیٰ بن محمد الیفرنی کی حکومت میں ان کا امیر تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے سمندر سے بارہ میل کے فاصلہ پر سب سے پہلے ایکری کی حد بندی کی تھی لیکن اس عہد میں وہ بستی تباہ ہو چکی ہے اور صرف کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں۔ اس وطن میں اب مغیلہ کا کوئی قبیلہ اور جمعیت باقی نہیں رہی، ان کی دوسری اکثریت مغرب اقصیٰ میں رہتی ہے۔ جب وہ لوگ اور یہ اور صدنیہ کی پیروی میں ادریس بن عبداللہ کی دعوت کے لئے کھڑے ہو گئے تو بربروں کو اس کی اطاعت پر آمادہ کرنے لگے اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے یہاں تک کے ادارہ کی حکومت کمزور ہو گئی۔ ان کے بقیہ لوگ اپنے موطن میں فاس، صفرون اور مکناسہ کے درمیان رہتے ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

مدیونہ کے حالات

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ فاس کی اولاد میں سے مغیلہ اور مطماطہ کے بھائیوں میں سے ہیں۔ ان کی اکثریت کا وطن اس زمانے میں تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد کے درمیان سے اس پہاڑ تک ہے جو ان کے نام سے ہی معروف ہے۔ یہ اس کے نواح اور جہات میں گھومتے پھرتے ہیں۔ بنو یلوی اور بنو یفرن ان سے پہلے مشرق کی جانب سے ان کے پڑوسی تھے جبکہ مکناسہ مغرب کی جانب سے پڑوسی تھے۔ ساحل کی جانب سے کومیہ اور دلہاصہ پڑوسی تھے۔

ان کے قابل ذکر جوانوں میں سے جریر بن مسعود بھی ہے جو ان کا سردار تھا۔ وہ ابو حاتم اور قرہ کے ساتھ ان کی لڑائی میں شامل تھا۔ بعد ازاں فتح کے ہراول کے دستوں کے ساتھ ان میں سے بہت سے آدمی اندلس چلے گئے اور انہیں وہاں پر طاقت حاصل ہو گئی۔ ان میں سے ہلال بن ابزبا

نے مسعاسح مکناسی کی بغاوت میں عبدالرحمن الداخل کے خلاف بغاوت کی لیکن پھر اطاعت اختیار کی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے پھر اس کی قوم میں سے نابتہ بن عامر کو اس کا جانشین بنایا۔ جب بنو تو جین اور بنو راشد جو زمانہ میں تھے مغرب اوسط کے مضافات پر غالب آگئے تو اس وقت مدیونہ کی تعداد بہت کم اور شوکت ختم ہو چکی تھی لہذا زمانہ نے اپنے موطن کے مضافات میں انہیں داخل کیا اور یہ ان کے مالک بن گئے۔ مدیونہ پھر اپنے ملک کے قلعوں میں چلے گئے جو جبل ماسالہ اور جدجدہ میں ان کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے نواح اور صفروی کے درمیان ایک قبیلہ، مغیلہ کا پڑوسی ہے۔ واللہ یرث الارض ومن علیہا۔

کومیہ کی روداد

قدیم زمانے سے یہ صغورہ کے نام سے یہ مشہور ہیں جو مطایہ اور مصرغہ کا ایک قبیلہ ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ فاتن کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے تین بطون ہیں جن سے ان کے متفرق قبائل نکلے ہیں اور وہ مذرومہ، مغارہ اور بنو یلول ہیں۔ مذرومہ سے مغوطہ، حرسہ، مردہ، مصمانہ اور مراتہ ہیں جبکہ بنی یلول سے مسیقہ، ریتوہ، ہنشہ، ہیوارہ اور الغہ ہیں۔ مغارہ سے ملتیلہ اور بنو جاسہ ہیں اور ان میں سے مشہور نساب مانی بن مصدور بن مرلیس بن یعود بھی ہے۔ یہ ان کی کتب میں معروف ہے۔ مغرب اوسط میں اکدمیہ کے موطن، ارسکول اور تلمسان کی جانب سے سمندر کے کنارے ہیں اور انہیں بڑی کثرت اور شوکت حاصل ہے۔ جب انہوں نے مہدی کے خلاف المصادمہ کی مدد کی تو یہ موحدین کے سب سے عظیم قبیلوں میں سے تھا۔ بعض اوقات عبدالمومن کے قبیلے نے اس کی مصاحبت اور جانشینی کی ہے اور وہ بنی عابد میں سے ہے وہ عبدالمومن بن علی بن مخلوف بن یعلیٰ بن مردان بن نصر بن علی بن عامر بن الاسر بن موسیٰ بن عبد اللہ بن دریع بن صغور ہیں۔ موحدین کی حکومت کے مورخین نے اسے اسی طرح صغور کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ صغور بن یقور بن مطماطہ بن ہودج بن قیس میلان بن مصر ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ ابو عبد الواحد الخلع بن یوسف بن عبدالمومن کی تحریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مصنوع ہے کیونکہ یہ نام بربریوں کے ناموں میں سے نہیں ہے اور جیسا کہ آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ یہ سب عربی نام ہیں۔ بربری قوم ان کے درمیان بہت مشہور تھی۔ صغور کو مطماطہ کی طرف منسوب کرنا تخلیط ہے کیونکہ تمام بربری نسابوں کے نزدیک یہ دونوں بھائی بھائی ہیں۔ عبدالمومن واقعی انہی میں سے ہے۔ واللہ اعلم بما سوی ذالک۔ یہ عبدالمومن ان کے اشراف میں سے ہے جن کا وطن تا کرارت میں ہے اور وہ اس پہاڑ میں ہے جو مشرق کی جانب سے ہنین پر جھانکتا ہے۔ جب عبدالمومن ان میں کامیاب ہو گیا تو وہ حصول علم کے لئے چل پڑا اور تلمسان میں اترا۔ اس نے وہاں کے بزرگوں جیسے ابن صاحب الصلوٰۃ اور عبد السلام البرنی سے علم حاصل کیا۔ وہ اپنے دور میں فقہ اور کلام کا شیخ تھا۔ اس کے بعد طاب لعلم پڑھائی کے پیاسے ہوتے تھے اور ان میں فقیہ محمد بن نورمت المہدی بھی تھا، جب وہ بجایہ پہنچا تو اس وقت وہ فقیہ السوسی کے نام سے مشہور تھا اور اس کی نسبت سوس کی طرف تھی۔ ابھی اسے مہدی کا لقب نہیں دیا گیا تھا۔ اس نے پھر مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہوئے بدی کو مٹانے، علم کو پھیلانے، فتویٰ دینے اور فقہ اور کلام پڑھانے میں اپنے آپ کو لگا دیا۔ اسے اشعری سلسلے میں امامت اور رسوخ قدم حاصل ہے۔ اسی نے اشعری طریقے کو مغرب میں مشہور کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نے تلمسان میں طالبان علم کو اتنا شوق دیدیا کہ وہ اس سے اس طریقے کو اخذ کریں اور گفتگو کریں۔ کئی لوگوں نے اسے لانے کے لئے سفر کرنے میں سبقت کی کہ انہیں اس کے علوم کے حصول میں تقدم حاصل ہو لہذا عبدالمومن بن علی ان علوم کے حصول کے لئے تیار ہو گیا۔ جو صغریٰ کی وجہ سے سفر کا بہت مشتاق تھا۔ اس کے بعد وہ اس کی ملاقات کے لئے بجایہ گیا اور اسے تلمسان میں آنے کی دعوت دی مگر وہ اسے اکتاہٹ کے ساتھ ملا، یوں اس کے اور عزیز کے درمیان سخت نفرت پیدا ہو گئی اور بنو یاکل اسے پناہ دینے اور اسے اذیت دینے اور اس تک پہنچنے سے روکنے کی وجہ سے ان سے تعصب رکھتے تھے اب عبدالمومن نے اسے ہر طرح سے ترغیب دی اور تلمسان کے طالب علموں کا خط پہنچایا تو عبدالمومن سفر و حضر میں اس سے علم حاصل کرنے لگا پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا۔ وہاں اس نے خوب علم حاصل کیا اور امام نے اسے خداداد فہم کی وجہ سے مزید خصوصیات اور قرب سے نوازا اور اس کی تعلیم کا خاص خیال رکھا یہاں تک کہ وہ امام کا مخلص اور اس کے اصحاب کا خزانہ بن گیا۔ جب اس کے بارے میں مزید شواہد واضح ہوئے تو وہ اس کی خلافت کی امید کرنے لگا۔ جب وہ مغرب جاتے ہوئے راستے میں ثعالبہ کے ٹھکانے

کے پاس سے گزرے جن کا ذکر ہم نے پہلے نواح مدینہ میں کیا ہے تو وہ ایک خوبصورت گدھا اس کے پاس لائے جو سواری کے لئے بطور عطیہ کے تھا۔ وہ عبدالمومن کو اس پر سواری میں ترجیح دیتا تھا اور وہ خود اپنے اصحاب سے کہتا اسے اس گدھے پر سوار کراؤ، وہ تمہیں نشان مند گھوڑوں پر سوار کرائے گا۔ جب مرغہ نے سنہ 515 میں اس کی بیعت کی اور المصادمہ بھی اس کی دعوت پر متفق ہو گئے تو اس نے لتونہ سے لڑائی کی اور مراکش سے مقابلہ کیا۔ مقابلے کے ایام میں ایک روز سخت لڑائی کے دوران ایک ہزار موحدین مارے گئے تو امام سے کہا گیا کہ موحدین ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس پر اس نے انہیں کہا۔ عبدالمومن نے کیا کیا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ وہ اپنے سیاہ گھوڑے پر خوب لڑائی کر رہا ہے۔ تو اس نے کہا جب تک عبدالمومن زندہ ہے کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا۔ جب امام سنہ 22 میں قریب المرگ ہوا تو اس نے اپنی خلافت عبدالمومن کو دینے کی وصیت کی۔ اور وہ مصادمہ کے درمیان عصبت سے غمگین ہوا لہذا اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور اس کی حکومت کے معاہدے کو مؤخر کیا یہاں تک شیخ ابو حفص امیر بختانہ اور مصادمہ کے سردار نے اس سے مصاہرت کی صراحت کی۔ انہوں نے اس کے متعلق امام کی وصیت کو نافذ کیا لہذا اس نے حکومت سنبھالی اور موحدین کی سرداری اور مسلمانوں کی خلافت کو اپنے ساتھ مختص کیا۔ وہ پھر سنہ 37 میں مغرب کی فتح کے لئے گیا تو غمارہ نے اس کی اطاعت کی وہ پھر وہاں سے ریف کی طرف چلا گیا، اس کے بعد بطویہ بظا مطالبہ پھر بنی یرناسین پھر مدیونہ اور پھر کومیہ اور ان کے پڑوسیوں ولہامہ کے پاس گیا لہذا اس کی قوم کی وجہ سے اس کا بازو مضبوط ہو گیا اور وہ اس کی حکومت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے موحدین کے درمیان اس کی حکومت اور خلافت مضبوط کرنے کے لئے اس کی بڑی مدد کی اور جب وہ مغرب کی طرف لوٹا، اس کے شہروں کو فتح کیا اور مراکش پر غالب آ گیا تو اس نے اپنی قوم کو مراکش آنے اور وہاں پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی کیونکہ ان کی بڑی اکثریت کو مغرب سے محبت تھی۔ انہوں نے اس سخت خلافت کو اٹھانے، امر دعوت کے قائم کرنے اور اپنی سرحدوں کا دفاع کرنے کے لئے مراکش کو وطن بنا لیا۔ اس کے بعد عبدالمومن اور اس کے بیٹوں نے بقیہ حکومت سے مدد مانگی اور وہ اپنی جگہ پر ایک کتاب کا آغاز تھے۔ اب قوم اس کے ساتھ آ ملی اور وہ فتوحات اور فوج میں پیش پیش تھے بعد ازاں فوج کے تیار کرنے اور حکومتوں کے تقسیم کرنے میں علاقوں نے انہیں کھالیا اور ان کا خاتمہ ہو گیا۔ ان ابتدائی وطنوں میں ان میں سے بنو عابد باقی رہ گئے اور وہ سرداری والے قبیلوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا دور بدل گیا اور اس نے انہیں مہلت دی ہے لہذا انہوں نے تاوان برداشت کئے، تکالیف اٹھائیں اور ذلت و رسوائی اور عذاب میں اپنے پڑوسیوں ولہامہ کے ساتھ ساتھ رہے۔ واللہ مبدل الامرو والمالک الملک سبحانہ۔

زواوہ اور زواغہ اقوام کے حالات کا بیان

یہ بتری بربریوں کے بطون میں سمکان بن یحییٰ بن ہزری بن زحیک بن مادغیس الا بتر کی اولاد میں سے ہیں۔ اور بربریوں میں ان کے زیادہ قریب زاناتہ ہیں کیونکہ ان کا باپ سمکان کا بھائی ہے۔

زواوہ بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زواوہ دراصل قبائل کتامہ میں سے ہیں۔ یہ بات ابن حزم نے بیان کی ہے تاہم بربری نساب انہیں سمکان کی اولاد میں سے شمار کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ میرے نزدیک ابن حزم کا بیان صحیح ہے جس کی شہادت وطن اور کتامہ کے ساتھ عبداللہ کے شیعہ ہونے سے بھی ملتی ہے۔ بربری نسابوں نے ان کے بہت سے بطون کو شمار کیا ہے اور وہ بنو مجسطہ اور بنو ملیکش ہیں جو منہاجہ میں سے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس زمانے میں ان کے مشہور قبیلوں میں سے بنو بحر، بنو ماہکلات، بنو متران، بنو مانی، بنو بوعدان، بنو تورخ، بنو یوسف، بنو عیسیٰ، بنو شعیب، بنو صدقہ، بنو غمرین اور بنو کثلولہ ہیں۔ زواوہ کے علاقے بجایہ کے نواح میں کتامہ اور منہاجہ کے موطن کے درمیان ہیں۔ انہوں نے ایسے بلند اور دشوار گزار پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جن سے نظریں خوف محسوس کرتی ہیں اور ہردان کے اندھیروں میں بھول جاتا ہے۔ جیسے بنی غمرین جبل زیری میں رہتے ہیں اس زمانے میں وہاں زان کے درخت کی علامتیں لگائی گئی ہیں جن کے ذریعے آدمی کو راستے کا پتہ چل جاتا ہے یا جیسے بنی فرلوسن اور بنی سرا کا پہاڑ بجایہ اور تلس کے درمیان ہے۔ وہ ان کا سب سے مضبوط اور طاقتور قلعہ ہے اس کی وجہ سے ہی انہیں حکومتوں پر غلبہ حاصل ہے اور انہیں خراج کے دینے میں اختیار حاصل ہے۔ منہاجہ کی حکومت سے صلح لڑائی کے مواقع پر ان کے بہت سے قابل ذکر کارنامے ہیں اس لئے کہ یہ کتامہ کے دوست تھے۔ ان کا پہلا آدمی ان کی حکومت کے آغاز میں جب غالب آ گیا تو بادس بن منصور ان کے ساتھ ہو گیا۔ اس دوران ان کے شیخ امری ابن اجانانے اپنے باپ عامر پر اتہام لگایا اس کے بعد بنو حماد نے بجایہ کی حد بندی کی اور ان سے مقابلہ کیا لہذا وہ آخری حکومت تک ان کے مطیع رہے۔ اس زمانے تک ان کی فرمانبرداری اسی طرح چلی آتی ہے۔

بنی یراین کا بیان

ان میں سے بنی یراین کی سرداری بنی عبدالصمد میں تھی۔ مغرب اوسط کے سلطان ابوان نے بنی عبدالصمد کے سردار سے خط و کتابت کی تھی جس کا نام شمشکی تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے، جن کی وجہ سے اس کی شان بڑھ گئی اور وہ ان کی حکومت پر قابض ہو گئے۔ جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے یعقوب کو، جو ابو عبدالرحمن کنیت کرتا تھا، اپنی چھاؤنی سے بھاگتے وقت سنہ 37 یا سنہ 38 میں اس کے گلے سے پکڑ لیا تو اس کے پیچھے سوار لگا دیئے۔ وہ پھر اسے واپس لے آئے۔ اس نے اسے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت بنی یراین بطحہ کے خازن کے پاس گئے تو اس نے ان سے اپنا نام پوشیدہ رکھا اور اس کے اپنے بیٹے کے خلاف بغاوت کرنے کی دعوت دی تو شمشکی اس کے عزائم پورا کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے پھر اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو سلطان ابوالحسن نے اموال اس کی قوم میں بھیجے تو وہ دونوں سلامت تھے۔ انہیں پھر اس مکر اور جھوٹ کے متعلق پتہ چلا تو اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور وہ بلاد عرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ پھر اپنی قوم اور اس کے بعض بیٹوں کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن سے ملنے آئے تو سلطان نے اس کی غایت درجہ تعظیم و تکریم کی خوب انعام و اکرام دیا اور وفدا اپنے وطن واپس چلا گیا، یوں سرداری ہمیشہ انہی میں رہی۔

زوانہ کی روداد

ہمارے پاس زوانہ کے حالات و واقعات نہیں پہنچے کہ ہم ان کے متعلق لکھیں۔ ان کے تین بطون ہیں یعنی دمر بن زواغ صر واطیل بن زحیک بن زواغ اور بنو ماخر، جو زوانہ اور دمرس سمکان میں تلاش کئے جاتے ہیں اور یہ قبیلوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان میں سے کچھ طرا بلس کے نوار میں اس کے جنگلوں میں پھیلے ہوئے ہیں، وہاں پر ان کا ایک پہاڑ بھی ہے جو دمر کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح قسطنطینہ کی جہات میں زوانہ کا ایک قبیلہ پایا جاتا ہے اور اسی طرح جبال شلف میں بھی صر واطیل پائے جاتے ہیں۔ جبکہ دوسرے نواح فاس میں پائے جاتے ہیں۔ واللہ الخلق والامر۔

بنی ورسطف اور مکناسہ کے دوسرے بطون کا بیان اور ان کی حکومتوں کی روداد

ورسطف بن یحییٰ، جانا بن یحییٰ اور سمکان بن یحییٰ کا بھائی ہے جس کے تین بطون ہیں جو مکناسہ ورتاجہ اور اوکتہ ہیں۔ اسے مکنہ بھی کہا جاتا ہے جبکہ بنو ورتاجہ چار بطون ہیں۔ سدرجہ، مکسہ، مطاسہ اور کرسطہ سابق۔ اس کے اصحاب نے ان کے بطون میں صنابطہ اور فولالہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے بطون مکنہ میں بنی ورتاجہ اور بنی فولانین اور بنی یزین اور بنی یرین اور بنی بوعال کو بھی شمار کیا ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک مکناسہ کے بہت سے بطون ہیں جن میں سے وصولات، بوحاب، بنو ورفلاس، بنو ورنوس، قیغارہ، بنعہ اور ورقطنہ اور ورسطف کے سب بطون مکناسہ کے بطون میں شامل ہیں۔ ان کے وطن وادی ملویہ پرولان سے سجلماسہ کی بلندی سے اس کے سمندر میں گرنے کی جگہ تک ہیں۔ جبکہ تازہ اور تسول کی نواح کے درمیان بھی ہیں۔ ان سب کی سرداری بنی ابایرون میں ہے اور اس کا نام مجردول بن ناقریس بن فرادیس بن دنیف بن مکناس ہے۔ صلح کے وقت ان میں سے کچھ قومیں کنارے کی طرف چلی گئی تھیں اور انہیں اندلس میں کثرت اور سرداری حاصل تھی۔ ان میں سے شعبان بن عبدالواحد نے سنہ 51 میں عبدالرحمن الداخل کے خلاف خروج کیا اور اپنے آپ کو حسن بن علی کی طرف منسوب کر کے اپنی طرف دعوت دینے لگا۔ عبید اللہ بن محمد شیعہ لقب کے ساتھ اور مصالہ بن حبوس نے منازل سے عبید اللہ شیبی سے رابطہ کیا جو اس کے عظیم ترین جرنیلوں اور دوستوں میں تھا۔ اس نے اسے مغرب کا حکمران بنایا اور اس نے اس کے لئے مغرب، فاس اور سجلماسہ کو فتح کیا۔ جب وہ فوت ہو گیا، تو اس نے اپنے بھائی بر صلتین بن حبوس کو تہرت اور مغرب کی حکومت میں اپنا قائم مقام بنایا پھر وہ بھی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے حمید کو قائم مقام بنایا۔ لیکن وہ شیعہ مت سے منحرف ہو گیا اور عبدالرحمن ناصر کی دعوت دینے لگا۔ اس نے اپنے احراز میں سے بنی حرزہ کے ساتھ اس کی مروانی حکومت پر اتفاق کر لیا پھر وہ اندلس کی طرف چلا گیا۔ وہ ناصر اور اس کے بیٹے حکم کے زمانے میں ریاستوں کا والی بنا اور بعض دفعہ تلمسان کا بھی والی بنا پھر فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے لرصل بن حمید کو اپنا قائم مقام بنایا۔ اس دوران اس کے بھائی یباطن بن بر صلتین اور اس کے عم زاد علی نے اموی حکومت کے زیر سایہ اس کے مال سے بہت فائدہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ مظفر بن ابی عامر مغرب کی طرف گیا اور یصل بن حمید کو سجلماسہ کا حاکم بنایا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وادی کے کنارے کی مکناسی حکومت بنی ابی نزول میں تقسیم ہو گئی اور اس کے تقسیم ہونے سے مکناسہ کے پانی بہنے کی جگہیں بھی تقسیم ہو گئیں، یوں مکناسہ کی سرداری سجلماسہ اور اس کے گرد نواح کے موطن میں بنی واسول بن مصلان بن ابی نزول میں رہ گئی جبکہ تازہ، تو سول، ملویہ اور ملیہ کے علاقوں میں مکناسہ کی سرداری، بن ابی العافیہ بن ابی نائل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کے لئے رہ گئی۔ اسلام میں ان دونوں فریقوں کو حکومت اور سرداری حاصل تھی اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے، اس کی وجہ سے یہ بادشاہوں میں شمار ہونے لگے۔

بنی واسول کا بیان اور سجلماسہ اور نواحی علاقوں کے مکناسی شاہوں کی روداد

سجلماسہ کے موطن کے رہنے والے مکناسہ میں سے تھے جو اپنے آغاز اسلام سے ہی صغر خوارج کا دین رکھتے تھے انہوں نے مغرب کے آئمہ اور رؤسا سے اس وقت سیکھا تھا جب وہ مغرب میں آئے تھے اور اسی کے پابند ہو کر رہ گئے اس کے بعد مغرب کے اطراف میسرہ کے فتنے سے

بھڑک اٹھے۔ لہذا جب اس مذہب پر تقریباً چالیس آدمی اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے حفاء کی اطاعت چھوڑ دی اور ان پر عیسیٰ بن یزید اسود کو حاکم بنایا جو عرب موالی اور خوارج کے رؤسا میں سے تھا۔ انہوں نے پھر سنہ 140ھ سے سجلماسہ شہر کی حد بندی کر لی اور باقیماندہ مکناسہ بھی جو اس طرف رہتے تھے، ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ لیکن وہ اپنے امیر سے ناراض ہو گئے اور اس کے کاموں پر بہت نکتہ چینی کرنے لگے۔ ایک دن انہوں نے اپنے امیر کو باندھ کر پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا یہاں تک کہ وہ سنہ 155 میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑے سردار ابوالقاسم سمکو بن واسول بن مصلان بن ابی نزول پر متفق ہو گئے۔ جس کا باپ اہل علم لوگوں کی تلاش کرتا تھا۔ وہ پھر مدینہ کی طرف چلا گیا اور تابعین سے ملا، وہاں اس نے عمرہ مولیٰ ابن عباس سے علم سیکھا جس کا ذکر عرب بن حمید نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ اس نے مولیٰ رکھے ہوئے تھے۔ اسی نے عیسیٰ بن یزید کے لئے بیعت اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس کے بعد اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام کے ذمہ دار بن گئے یہاں تک کہ وہ اپنی حکومت کے دس سالوں بعد سنہ 167 میں فوت ہو گیا۔ وہ اباضی صفری تھا اور اس نے منصور اور بنی عباس کے مہدی کے لئے اپنی عملداری میں خطبے دیئے تھے۔ جب وہ مر گیا تو انہوں نے ان پر اس کے بیٹے الیاس کو حاکم بنا دیا۔ جسے وزیر کہا جاتا ہے۔ لیکن پھر وہ سنہ 194 میں اس کے خلاف ہو گئے اور اسے معزول کر دیا۔ انہوں نے اس کی جگہ اس کے بھائی الیسع بن ابی القاسم اور کسہ بن منصور کو حاکم بنایا اور وہ ان پر اور سجلماسہ کے بنی سور پر مسلسل 34 سال حاکم رہا۔ وہ بھی صفری تھا اور اس کے عہد میں سجلماسہ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اسی نے سجلماسہ کی تعمیر اور مضبوطی کو مکمل کیا، کارخانوں اور محلوں کے نقشے بنائے اور دوسری صدی کے آخر میں اس میں منتقل ہو گیا پھر اس نے بلاد صفر کو قبضہ میں کر لیا اور درعہ کی کانوں سے خمس لیا۔ اس نے عبدالرحمن بن رستم حاکم تاہرت کی بیٹی اردی سے اپنے بیٹے مدرار کی شادی کی۔ جب وہ سنہ 208 میں فوت ہو گیا، تو اس کے بعد اس کا بیٹا مدرار حکمران بنا جس کا لقب المختصر تھا۔ اس کی حکومت لمبی ہو گئی اور اس کے دو بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک کا نام میمون تھا، ان میں سے ایک اردی بنت عبدالرحمن بن رستم سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام بھی عبدالرحمن تھا۔ دوسرا بیٹا ایک فاحشہ عورت سے تھا جس نے اپنے باپ خاص بیٹا ہونے پر تنازعہ کیا، یوں تین سال تک ان دونوں کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ اور ان دونوں کے باپ مدرار کو صاغیہ کی امارت حاصل تھی لہذا اس نے اس کا مقابلہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کیا اور اسے پکڑ کر سجلماسہ سے باہر نکال دیا۔ ابھی اس نے اپنے باپ کو معزول کر کے اس کی حکومت کو اپنے لئے مختص کیا ہی تھا کہ وہ اپنی قوم اور شہر میں بدکردار ہو گیا، یوں لوگوں نے اسے معزول کر دیا تو وہ درعہ کی طرف آ گیا۔ انہوں نے پھر دوبارہ مدرار کو اس کی حکومت دیدی لیکن پھر اس کے دل میں آیا کہ وہ دوبارہ صاعیہ کی امارت اپنے اس بیٹے کو دیدے جس کا نام میمون ہے۔ اور رستمیہ عورت کے لطن سے ہے تو لوگوں نے اسے بھی معزول کر دیا اور فاحشہ عورت کے بیٹے میمون کو حکومت دیدی جو امیر کے نام سے معروف تھا۔ اس کے بعد مدرار سنہ 53 میں پختا لیس سال حکومت کر کے فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا میمون کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 63 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حاکم بنا جو اباضی تھا وہ سنہ 70 میں فوت ہو گیا لہذا اس نے الیسع بن المختصر کو حاکم بنایا۔ اس نے اس کام کو سنبھالا۔ عبید اللہ شیعہ اس کا بیٹا اور ابوالقاسم اس کے دور میں سجلماسہ میں آئے اور المعتصد نے اسے ان دونوں کے بارے میں دھمکی دی کیونکہ وہ اس کی اطاعت میں تھا لہذا اس نے ان دونوں کے متعلق شک کیا اور انہیں قید کر لیا۔ یہاں تک کہ شیعہ بنی اغلب پر غالب آ گیا اور رقادہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ اس مقابلے میں گیا تا کہ عبید اللہ اور اس کے بیٹے کو اس کے قید خانے سے نکالے۔ الیسع اپنی مکناسہ قوم کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا تو ابو عبید اللہ شیعہ نے اسے شکست دی اور سجلماسہ میں داخل ہو گیا، اس نے اسے قتل کر کے عبید اللہ اور اس کے بیٹے کو قید خانے سے نکال لیا اور ان دونوں کے لئے بیعت لی۔ عبید اللہ مہدی نے پھر سجلماسہ پر ابراہیم غالب المراسی کو بنایا جو کتامہ کے جوانوں میں سے تھا اور خود فریقہ واپس چلا گیا۔ بعد ازاں سجلماسہ کے امراء اپنے والی ابراہیم کے مخالف ہو گئے اور اسے اور اس کے تمام کتامی ساتھیوں کو سنہ 98 میں قتل کر دیا۔ انہوں نے فتح بن میمون امیر ابن مدرار کی بیعت کر لی۔ جس کا لقب واسول اور میمون ہے اور یہ اس فاحشہ عورت کا بیٹا نہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، یہ اباضی تھا اور اس کی وفات تیسری صدی کے آخر میں ہوئی لہذا اس کا بھائی احمد حکمران بنا اور اس کی حکومت ٹھیک ٹھاک رہی یہاں تک کہ مصالہ بن جوس نے کتامہ اور مکناسہ کی فوج کے ساتھ مغرب کی طرف جا کر سنہ 309 میں اس پر چڑھائی کی اور مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اپنے دوست عبید اللہ مہدی کی دعوت پر انہیں پکڑ لیا۔ اور سجلماسہ کو فتح کر لیا۔ اس نے اس کے حاکم احمد بن میمون بن مدرار کو گرفتار کر لیا اور اپنے عم زاد المعتز بن محمد بن

سادر بن مدرار کو وہاں کا حاکم بنایا۔ ابھی اس نے حکومت سنبھالی نہیں تھی کہ سنہ 21 میں مہدی کی حکومت سے تھوڑا عرصہ قبل وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو المنصور محمد بن المعتز حاکم بنا۔ لیکن وہ بھی دس دن حاکم رہا پھر مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المنصور سمو دو ماہ تک حاکم رہا۔ اس کی صفر سنی کی وجہ سے اس کی دادی تدبیر امر کرتی تھی پھر اس پر اس کے عم زاد محمد بن فتح بن میمون الامیر نے حملہ کیا اور اس پر غالب آ گیا۔ اس دوران بنو عبداللہ نے ابن ابی العاصیہ اور تاہرت کے فتنے کی وجہ سے اس پر تباہی ڈال دی پھر وہ اسے ان دونوں کے بعد ابی یزید کے پاس لے گیا۔ اس دوران محمد بن فتح نے بنی عباس کی دعوت کے باعث اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی، اہل سنت کے مذہب کو اپنایا، خارجیت کو چھوڑ دیا، شاکر باللہ کا لقب اختیار کیا اور اپنے نام کا سکھ بنایا جس کا نام اس نے الدر اہم الشاکر یہ رکھا، ابن حزم نے یہ بات اسی طرح ہی بیان کی ہے اور کہا ہے کہ وہ بڑا عادل تھا یہاں تک کہ جب بنو عبید نے اس کے لئے تیاری کی اور یوں فتنہ بھڑک اٹھا۔ جوہر الکاتب، پھر المعز لدین اللہ کے عہد میں کتابہ اور منہاجہ اور ان کے دوستوں کی فوج کے ساتھ سنہ 47 میں مغرب پر چڑھائی کے لئے گیا اور سبھما سے پر غالب آ گیا۔ اس نے اس پر قبضہ کر لیا تو محمد بن فتح تاسکرات کے قلعے کی طرف بھاگ آیا جو سبھما سے چند میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں رہنے لگا۔ وہ پھر لباس بدل کر سبھما سے آیا تو مصفر یہ اور اندریہ کے ایک آدمی نے اسے پہچان لیا، یوں جوہر نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے حاکم فاس احمد بن بکر کے ساتھ قیدی بنا کر قیروان لایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ وہ پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا لہذا جب مغرب شیعہ کے خلاف ہو گیا، امیہ کی بدعت چلی اور زنا سے حکم المنصور کی اطاعت اختیار کر لی تو اس نے سبھما سے حملہ کر دیا اور شاکر کی اولاد سے اپنا بدلہ لیا۔ یوں المنصور باللہ نے فخر کیا پھر اس پر اس کے بھائی ابو محمد نے سنہ 53 میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور خود اس کی جگہ حاکم بن بیٹھا۔ المعتز باللہ کو یہ خبر پہنچی لیکن وہ ایک مدت تک اس بات پر قائم رہا۔ اس وقت مکناسہ کی حیثیت کمزور ہو گئی جبکہ زنا سے کی پوزیشن مغرب میں مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ حرزوں بن فلفول نے جو ملوک مغرادہ میں سے تھا، سبھما سے سنہ 66 میں چڑھائی کی۔ محمد نے اس کے مقابلہ میں المعتز کو نکالا لیکن حرزوں نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر کے اس کے شہر اور ذخیرے پر قابض ہو گیا۔ اس نے فتح کے خط کے ساتھ اس کے سر کو قرطبہ کی طرف بھیجا اور یہ منصور بن ابی عامر کی حجابت کے ابتدا کی بات ہے لہذا اس نے اسے اس کی طرف منسوب کیا، ایک گنبد میں اس کی لحد کو کھودا اور حرزوں کو سبھما سے کی سرداری دی یوں اس نے ہشام کی دعوت کو سبھما سے کوٹنے میں قائم کر دیا اور یہ پہلی دعوت ہے جو ان کے لئے مغرب اقصیٰ کے شہروں میں قائم کی گئی۔ اس کے بعد سب بنی مدزار اور مکناسہ کی حکومت مغرب سے ختم ہو گئی اور ان سے مغرادہ اور بنی یغرن نے حکومت حاصل کی جیسا کہ اس کی حکومت میں ان کا ذکر آئے گا۔

تسول کے بنو ابوالعافیہ قبیلوں کا بیان جن کا تعلق مکناسہ سے تھا

مکناسہ، ملویہ، کرسیف، ملیہ اور تازا اور تسول کے نواح کے رہنے والے تھے۔ یہ سب اپنی سرداری میں بنی ابی باسل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کی طرف رجوع کرتے تھے۔ انہی لوگوں نے کرسیف اور ریاط تازا کے شہر کو تعمیر کیا تھا اور یہ فتح کے آغاز سے لے کر ہمیشہ اسی حالت میں رہے۔ تیسری صدی میں ان کی سرداری مصالہ بن جوس اور موسیٰ بن ابی العافیہ بن ابی باسل کو حاصل تھی۔ ان کے دور میں ان کی قوت اور غلبہ بڑھ گیا اور یہ انہوں نے تازا کی اطراف سے الکاہی تک کے بربری قبیلوں پر غلبہ پالیا ان کے اور ادارہ کے درمیان جو اس عہد میں مغرب کے بادشاہ تھے، کئی لڑائیاں ہوئیں۔ یہ ان کے علاقوں کے لوگوں کو بکثرت قتل کرتے کیونکہ ان کی حکومت کمزور ہو چکی تھی۔ جب عبید اللہ نے مغرب پر قبضہ کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو یہ اس کے عظیم ساتھیوں اور پیروکاروں میں شامل تھے جبکہ مصالہ بن جوس اس کے بڑے جرنیلوں میں سے تھا۔ اس نے اسے تاہرت اور مغرب اوسط کا حاکم بنایا تھا۔ جب مصالہ نے سنہ 305 میں مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور فاس اور سبھما سے پر غلبہ پالیا تو مغرب کے کاموں سے فارغ ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن ادریس اپنی فاس کی امارت چھوڑ کر عبید اللہ کی اطاعت میں آ گیا۔ اس نے اسے فاس کی امارت پر قائم رکھا۔ اس وقت اس نے اپنے عم زاد موسیٰ بن ابوالعافیہ امیر مکناسہ کو تازا تسول اور کرسیف کی عمرداری کے ساتھ ساتھ مغرب کے بقیہ مضافات اور شہروں کی امارت بھی دیدی۔ بعد ازاں مصالہ قیروان کی طرف آیا اور موسیٰ بن ابوالعافیہ نے مغرب کی حکومت سنبھال لی۔ لیکن جب اس نے حاکم فاس یحییٰ بن ادریس کے خلاف مدد دی تو وہ اس کے خلاف ہو گیا۔ لہذا جب سنہ 309 میں دوبارہ غرق المغرب آیا تو ابن ابی العافیہ نے یحییٰ

بن ادریس کو اتارا اور اسے گرفتار کر لیا، اس کا سب مال لے لیا اور اسے اپنی عملداری سے باہر نکال دیا وہ پھر بصرہ اور ریف میں عم زادوں کے پاس چلا گیا اور مصالہ نے فاس پر ریحان کتامی کو حاکم بنایا پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ اور فوت ہو گیا یوں مغرب میں ابن العافیہ کی حکومت بہت بڑھ گئی پھر سنہ 213 میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے فاس پر حملہ کیا جو بڑا دلیر اور شجاع آدمی تھا، اس نے اپنے نیزہ بازوں کو محفوظ مقامات میں چھپا دیا۔ اور فاس میں اس وقت داخل ہو گیا۔ جب وہاں کے باشندے غافل پڑے تھے۔ اس نے ریحان کو قتل کر دیا تو لوگوں نے اس کی بیعت پر اتفاق کر لیا۔ پھر وہ ابن العافیہ سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا لہذا فحوض اذاماد، میں تازا اور فاس کے درمیان خصوصی ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے جو اس زمانے میں وادی مطاحن کے نام سے معروف ہے۔ ان کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی اور منہال بن موسیٰ بن ابی العافیہ، مکناسہ سے لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا۔ نتیجہ ان کے حق میں رہا اور حسن کی فوج کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ شکست کھا کر فاس واپس آ گیا، تو اس کے عدو القروین کے عامل حامد بن حمدان ہمدانی نے اس سے خیانت کی۔ اس نے اپنی قوت فہم سے اسے قابو کر لیا۔ اس نے پھر ابن ابی العافیہ کو آنے پر آمادہ کیا اور اسے شہر پر قبضہ دلایا۔ اس نے اندلس پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے عامل عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب بن محمود کو قتل کر دیا۔ اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو حاکم بنایا اور حامد کو اس کے ساتھی حسن سے طلب کیا، تو حامد گھر والوں کو بلائے بغیر علیحدہ ہی خفیہ طور پر بھاگ گیا اب حسن فصیل سے نیچے اترا، تو گر کر اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ اندلس میں تین راتیں روپوش رہ کر مر گیا۔ جبکہ حامد ابوالعافیہ کی سطوت سے ڈر گیا اور مہدیہ چلا گیا۔ یوں ابن العافیہ سارے فاس اور مغرب پر قابض ہو گیا اور اس نے ادارہ کو وہاں سے جلا وطن کر کے بصرے کے نزدیک انہیں اپنے قلعہ مجرالنسر میں جانے پر مجبور کر دیا۔ اس نے وہاں پر ان کا کئی بار محاصرہ کیا پھر فوجیں نکلیں تو اس نے اپنے جرنیل ابوالفتح کو ان میں اپنا قائم مقام بنا لہذا اس نے ان کا محاصرہ کر لیا سنہ 19 میں اپنے بیٹے مدین کو مغرب اقصیٰ پر خلیفہ بنانے کے بعد وہ تیزی کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور اسے عدو القروین میں اتارا۔ اس نے پھر عدو القروین پر طول بن ابی یزید کو عامل مقرر کیا لیکن محمد بن ثعلبہ نے اسے معزول کر دیا۔ اور تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اس پر صاحب الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان غالب آ گیا۔ جو سلیمان بن عبداللہ کی اولاد سے تھا اور جو ادریس الاکبر کا بھائی تھا۔ یوں موسیٰ بن ابوالعافیہ الحسن تلمسان پر غالب آ گیا۔ اور اسے میلہ کی طرف نکال دیا جو جزائر ملویہ میں سے ہے وہ خود فاس کی طرف لوٹ آیا اور جب مغرب میں خلیفہ ناصر کی دعوت پہلی تو اس نے مقاربت اور وعدے کے ساتھ اس سے گفتگو کی، اس نے اسے فوراً قبول کر لیا اور شیعوں کی اطاعت چھوڑ دی۔ اس نے ناصر کے لئے منبروں پر خطبے دیئے لہذا عبداللہ مہدی نے اپنے جرنیل مصالہ کے بھتیجے حمید بن یصلت مکناسی کو اس کی طرف بھیجا جو تاہرت کا جرنیل تھا اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ سنہ 21 میں اس کے حرم پر چڑھائی کی۔ موسیٰ بن ابی العافیہ نے فحوض سون میں مذبحیڑ کی، وہ کئی روز تک نبرد آزما کرتے رہے پھر حمید نے اس سے لڑائی کر کے اسے شکست دی۔ ابن ابی العافیہ تسول چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا۔ جبکہ اس کا جرنیل ابوالفتح ادارہ کے قلعے سے بھاگ گیا۔ انہوں نے اس کا پیچھا کر کے اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد حمید فاس کی طرف تیزی کے ساتھ آیا تو وہاں سے اعزل بن موسیٰ اپنے بیٹے کے پاس بھاگ گیا، وہ حامد بن حمدان کو جو اس کے خاص آدمیوں میں سے تھا، فاس کا عامل مقرر کر گیا۔ حمید یوں افریقہ واپس آ گیا اور اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اہل مغرب، عبید اللہ کی وفات کے بعد شیعوں کے خلاف ہو گئے۔ احمد بن بکر بن عبدالرحمن بن بہل جذامی نے حامد بن حمدان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر ابن ابی العافیہ کی طرف بھجوا دیا۔ اس سے ناصر کے پاس قرطبہ بھجوا دیا گیا۔ وہ مغرب پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں ابوالقاسم شیبی کے جرنیل میسور خصی نے سنہ 23 میں مغرب پر چڑھائی کی اور ابن ابی العافیہ اس کے مقابلے سے واپس لوٹ آیا۔ اور قلعہ الکای میں پناہ لے لی۔ اب میسور نے تیزی کے ساتھ فاس کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے عامل احمد بن بکر کو گرفتار کر کے اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اہل فاس نے اس سے خیانت کرنے میں جلدی کی تو انہوں نے اپنی حفاظت کی اور حسن بن قاسم لواتی کو اپنا رہنما بنایا۔ میسور نے ایک مدت تک ان کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ صلح کی طرف راغب ہوئے، انہوں نے اپنے آپ پر اطاعت اور خراج کی شرائط عائد کیں، میسور نے رضامند ہو کر یہ شرائط قبول کر لیں۔ اس نے حسن بن قاسم کو فاس کی ولایت پر قائم رکھا اور وہ ابن ابی العافیہ سے لڑائی کرنے گیا۔ ان دونوں کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ میسور اس پر غالب آ گیا اور اس کے بیٹے غوری کو گرفتار کر لیا۔ اس نے اسے مہدیہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس نے پھر موسیٰ بن

ابی العافیہ کو مغرب کی عملداری سے ملویہ، وطاط اور ان کے ماوراء بلاد صحراء میں جلاوطن کر دیا اور وہ قیردان کی طرف لوٹ آیا۔ جب وہ بارشکول کے پاس سے گزرا، اس کا حاکم ادریس بن ابراہیم جو سلیمان بن عبداللہ کی اولاد میں سے تھا اور ادریس الاکبر کا بھائی تھا، وہ اس کے پاس محبت کا اظہار کرتے ہوئے تھے لے کر آیا۔ اس نے اسے گرفتار کر لیا، اس کی ساری دولت چھین لی اور اس کی جگہ ان میں سے ابوالعیش بن عیسیٰ کو حاکم بنا دیا۔ اس نے عدوۃ الاندلس کو آباد کیا جس جگہ پر قلعے تھے۔ اب موسیٰ بن ابی العافیہ نے قلعہ ماٹ کو مضبوط کیا اور ناصر سے گفتگو کی تو اس نے اپنے جنگی بیڑے سے اسے مدد بھیجی۔ اس نے پھر تلمسان پر چڑھائی کی لہذا ابوالعیش وہاں سے فرار ہو گیا اور بارشکول میں پناہ لے لی۔ وہ سنہ 25 میں اس پر غالب آ گیا تو ابوالعیش تکور چلا گیا اور اس قلعہ میں پناہ لے لی جو اس نے اپنے لئے تعمیر کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد ابن ابی العافیہ نے تکور شہر پر چڑھائی کی اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہ اس پر غالب آ گیا۔ اس نے صاحب عبدالبدیع بن صالح کو قتل کر دیا اور ان کے شہر کو تباہ کر دیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے مدین کوفوج کے ساتھ بھیجا تو اس نے ابوالعباس کا قلعے میں محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے قلعے میں اس سے صلح کر لی۔ یوں مغرب اقصیٰ میں ابن ابی العافیہ کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اس کی عملداری، محمد بن خزر شاہ مغرادرہ اور مغرب اوسط کے حکمران کی عملداری کے ساتھ مل گئی۔ انہوں نے پھر اپنی عملداری میں دعوت اموی کو پھیلا یا اور اس نے اپنے بیٹے مدین کو اپنی قوم کا امیر بنا کر بھیجا۔ ناصر نے اسے اس کے بیٹے کی عملداری پر بھی حاکم بنا دیا اور اس کی خیر بن محمد کے ساتھ دوستی ہو گئی جیسا کہ ان کے آباء کے درمیان تھی۔ لیکن پھر ان دونوں کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی اور دونوں لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ ناصر نے اپنے قاضی مقدر بن سعد کو ان کے حالات کا جائزہ لینے اور ان کے اختلافات کی اصلاح کرنے کے لئے بھیجا تو اس کی مرضی کے مطابق یہ کام احسن طریقے سے تکمیل کو پہنچ گیا۔ سنہ 35 میں اس کا بھائی بوری منصور کی فوج سے الگ ہو کر احمد بن بکر جذامی عامل فاس کے ساتھ بھاگ کر اسے آ ملا۔ جبکہ احمد بن بکر بھیس بدل کر فاس چلا گیا اور وہاں پر اقامت اختیار کر لی۔ اس نے اس کے عامل حسن بن قاسم لواتی پر حملہ کر دیا اور وہ اس کے لئے کام سے فارغ ہو گیا۔ پھر بوری اپنے بھائی مدین کے پاس چلا گیا اور اپنے بیٹے کی عملداری کو اپنے اور اپنے دوسرے بیٹے معتز کے ساتھ تقسیم کیا لہذا وہ چولہے کے تین پائے تھے اس کے بعد شوری سنہ 45 میں ناصر کی طرف گیا، تو ناصر نے اس کے بیٹے منصور کو اس کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا۔ اس کے بعد فاس اور اس کے نواح پر مغرادرہ غالب آ گئے اور مغرب میں ان کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ انہوں نے مکناسہ کو اس کے اطراف اور مضافات سے نکال دیا اور وہ اپنے موطن میں چلے گئے جبکہ اسماعیل بن الثوری اور محمد بن عبداللہ بن مرین اندلس کی طرف گئے اور وہاں فرود کش ہو گئے یہاں تک کہ واضح کے ساتھ منصور کے زمانے میں وہاں سے آگے بڑھ گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سنہ 86 میں ان کے باغی زیری بن عطیہ نے سر اٹھایا تھا لہذا واضح، مغرب پر قابض ہو گیا اور ان کو ان کے علاقوں میں واپس لے آیا۔ اس کے بعد مغرب اوسط پر ملکنین بن زیری غالب آ گیا اور اس پر مغرادرہ کے ملوکہ بن خزر نے غلبہ پالیا یوں مکناسہ کی طاقت مسلسل برقرار رہی اور وہ ہمیشہ ہی بنی مزیدی کی اطاعت اور ان کی مدد میں لگے رہتے۔ اس دوران اسماعیل بن توری حماد کی ان لڑائیوں میں جو اس نے بادیس کے ساتھ کیے، سنہ 405 میں شلف میں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت موسیٰ کی اولاد میں وراثت کے طور پر چلتی رہی یہاں تک کہ مراہطین کی حکومت کا ظہور ہوا، پھر یوسف بن تاشفین مغرب کے مضافات پر غالب آ گیا۔ لہذا قاسم بن محمد بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن موسیٰ بن ابی العافیہ نے ان پر چڑھائی کی اور معصرہ مغربی کی وفات کے بعد اہل فاس اور زناتہ کے دادخواہ نے مدد مانگی تو وادی صفر میں مراہطین کی فوجوں سے لڑائی کی اور انہیں شکست دی، یوں یوسف بن تاشفین نے اپنی جگہ سے اس پر چڑھائی کی اور قلعہ فزاز کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے قاسم بن محمد اور مکناسہ اور زناتہ کی فوجوں کو شکست دی اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں وہ پھر زبردستی فاس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر مکناسہ کے علاقوں پر چڑھائی کی اور قلعے میں داخل ہو کر قاسم کو قتل کر دیا۔ مغرب کی ایک تاریخ میں ہے کہ ابراہیم بن موسیٰ کی وفات سنہ 405 میں ہوئی اور اس نے اپنے بیٹے عبداللہ ابو عبدالرحمن کو حاکم بنایا تھا۔ جب وہ سنہ 30 میں فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم بنایا۔ اور وہ بھی سنہ 46 میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے قاسم کو حاکم بنایا تھا۔ جب سنہ 63 میں لتونہ نے اس پر حملہ کیا تو سول ہلاک ہو گیا اور مغرادرہ کی حکومت کے خاتمے ہی کے ساتھ مغرب سے مکناسہ کی حکومت جاتی رہی والا امر للہ وحدہ۔ ان موطن میں کچھ لوگ جبال تازا میں رہتے ہیں۔ اگرچہ حکومتوں نے ان سے سخت برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے ان کے صحن میں قوموں کے ڈیرے لگوائے ہیں مگر وہ بڑے خوددار اور بڑے متحمل مزاج ہیں، انہیں حکومت کی مدد کرنے اور

فوجوں کے جمع کرنے کے وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ ان میں حمالیہ اور مکناسہ بھی ہیں مگر اس زمانے میں یہ لوگ افریقہ اور مغرب اوسط کے نواح میں قبائل کے اندر منتشر ہیں۔ ان یثشاء یذہبکم ویات بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز۔
 بنی وصرطیف کے بارے میں یہ آخری گفتگو ہے اب ہم بقیہ زنانہ بربریوں کے حالات کی طرف جاتے ہیں۔ واللہ ولی العون وبہ
 المستعان۔

ہوارہ اور البرانس کے حالات کا بیان جو بربری قبائل سے تعلق رکھتے ہیں

عرب اور بربری نسابوں کے مابین اتفاق ہے کہ ہوارہ البرانس کے بطون سے ہیں۔ البتہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یمن کے عربوں سے ہیں۔ وہ کبھی کہتے ہیں کہ عاملہ سے ہیں جو قضاہ کا ایک لطن ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ مسور بن سکا سک بن وابل بن حمیر کی اولاد سے ہیں۔ لیکن جب وہ درست بات کی جستجو کریں گے تو اسے اس طرح پائیں گے مسور بن سکا سک بن اشیریس بن کندہ وہ اس کا نسب یوں بھی بیان کرتے ہیں ہوارہ بن ادریغ بن جنون بن ایشی بن مسور۔ ان کے نزدیک ہوارہ، منہاجہ، لمطہ، کرولہ اور ہسکورہ سب کے سب بنو تنہل کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ اور مسوران سب کا جد ہے جو البتر کی طرف گیا اور بنی زحیک بن مادغیس الا بتر کے ہاں اترا۔ وہ چار بھائی تھے یعنی لوا، ضرا، اداس اور نفوس۔ انہوں نے پھر اپنی بہن بصلکی العرجار بنت زحیک کو اس سے بیاہ دیا، تو اس سے شنی وسط ہوا جو ہوارہ کا باپ ہے۔ مسور بن عافیل کے بعد ابن زعزاع نے اس سے شادی کی جو منہاجہ، لمطہ، کرولہ اور ہسکورہ کا بھائی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ یہ شنی کے ماں جائے بھائی ہیں اور سب اسی کے نام سے مشہور ہیں۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ شنی بن مسور کے ہاں جو ز پیدا ہوا پھر جو ز بن شنی کے ہاں رلیغ پیدا ہوا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ادریغ بن برنس اور اسی سے ہوارہ کے قبائل پہچانے جاتے ہیں۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام ہوارہ اس وجہ سے ہے کہ جب مسور، ملکوں میں گھوما اور مغرب میں داخل ہوا تو اس نے کہا لقد تهورنا یعنی کہ ہم ہلاک ہو گئے۔ بعض بربری نسابوں نے یہی بات بیان کی ہے لیکن میرے نزدیک واللہ اعلم، یہ واقعہ بناوٹی اور گھڑا ہوا ہے اور بناوٹ کے آثار اس پر غالب ہیں۔ یہ ہی بات تقویت دیتی ہے اور سابق اور اس کے اصحاب جیسے محقق نساب بیان کرتے ہیں کہ اداس بن زحیک کے تمام بطون ہوارہ میں داخل ہیں، اس وجہ سے کہ ہوارہ نے زحیک کو ام اداس کے پاس چھوڑا اور اداس اس کی گود میں پروان چڑھا۔ پہلے واقعہ کے مطابق زحیک ہوارہ کا جد ہے کیونکہ شنی اس کا جد اعلیٰ ہے اور وہ ابن بصلکی ہے جو زحیک کی بیٹی ہے اور وہ زحیک کی پانچویں پشت میں ہے لہذا وہ اسے کس طرح اپنی بیوی کے پاس چھوڑ سکتا ہے؟ یہ بعید از عقل بات ہے اور دوسری بات ان کے نسابوں کے نزدیک پہلی بات سے درست ہے۔

ہوارہ کے بطون

ہوارہ کے بطون بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ان میں اکثریت بنونبہ کی ہے۔ ادریغ بھی بہت مشہور ہے، اس کی شہرت اور کبر سنی کے باعث سب اسی کی طرف منسوب ہو گئے ہیں۔ ادریغ کے چار بیٹے ہیں، ہوارہ یہ سب سے بڑا ہے اور مغر، قلدن اور مندر۔ ان میں سے ہر ایک کے بہت سے بطون ہیں اور سب ہوارہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ مغر کے بطون میں سے ماوس، زمور، کیا اور مسوای ہیں، ان چاروں بطون کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے جبکہ سابق مطماطی اور اس کے اصحاب نے درجین اور منداسہ اور کرودہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ قلدن کے بطون سے خصاصہ، ورصلیف، بیانہ اور دبل ہیں۔ ان چاروں کا ذکر ابن حزم اور سابق نے کیا ہے۔ بطون مار سے ملیلہ، سسط، روفل، اسیل اور مسراقہ ہیں، ان کا ذکر بھی ابن حزم نے کیا ہے۔ ان سب نے انہیں بنو لھال بن ملک کہا ہے اور سابق بھی یہی کہتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ورنیفن نہانہ میں سے ہے۔ بطون ہوارہ میں بنو کہلان بھی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملیلہ بھی ان کے بطون میں سے ہے۔ بربری نسابوں کے نزدیک ان کے بطون میں عریان، ورغہ زکارہ، مسلاتہ اور مجریس بھی ہیں۔ تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ورنیفن بھی انہی میں سے ہے۔ اسی زمانے میں مجریس ورنیفن کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ سابق اور اس کے اصحاب کے نزدیک بنو کہلان اور ورجین مغر کا ایک لطن ہیں۔ جبکہ بنی کہلان کے لطن سے بنی کسی، ورتا کسط متبورہ اور ہیوارہ ہیں۔

بن زحیک بن بادغیس کے بطون وہ امراء ہیں جو ہوارہ میں داخل اور وہ کافی ہیں۔ جن میں ہراعتہ، ترہوتہ، شتاتہ، اندادہ، ہیزوشہ، اوطیعہ اور ہیں، ان سب کو ابن حزم اور سابق اور اس کے اصحاب نے بالاتفاق بیان کیا ہے۔

ارہ کے حالات

ہوارہ کی اکثریت اور ان کے نسب میں داخل ہونے والے ان کے برانسی اور صمغری بھائیوں کے موطن فتح کے آغاز ہی سے طرابلس کے ساحل اور اس کے آس پاس برقہ میں تھے۔ جیسا کہ مسعودی اور البکری نے بیان کیا ہے کہ یہ الگ مسافر اور مقیم تھے، ان میں سے کچھ صحرا کو طے کر جنگل کے علاقے میں چلے گئے اور لمطہ سے بھی آگے گزر گئے جو مملین کے قبیلوں میں ہے۔ سوڈان کے علاقے کو کو کے پاس افریقہ کے نئے ہے اور وہ اپنے نسب ہسکارہ سے معروف ہیں۔ واقعہ ارتداد اور اس کی لڑائیوں میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔ بعد ازاں خارجیت قیام میں بھی انہوں نے کارنامے دکھائے، خصوصاً اباضی خارجیوں نے۔ ان میں سے عبدالواحد بن یزید نے عکاشہ فزاری کے ساتھ حنظلہ کے خروج کیا اور ان کے اور حنظلہ کے درمیان شدید لڑائیاں ہوئیں پھر اس نے ان دونوں کو ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں سنہ 124 میں قتل کر دیا۔ جب سنہ 126 میں یحییٰ بن فوناس نے یزید بن حاتم کے خلاف خروج کیا تو اس کے پاس اس کی قوم کے بہت سے لوگ دیگر لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ طرابلس کے قائد نے عبداللہ بن سمط کندل کو سمندر کے کنارے ان کے ایک ساحل پر چڑھائی کے لئے بھیجا لہذا اس شکست کھائی اور عام ہوارہ قتل ہوئے۔ ان میں عبدالرحمن بن حبیب کے ساتھ اس کے جرنیلوں میں سے مجاہد بن مسلم بھی تھا بعد ازاں ان میں کچھ شہرت یافتہ جوان طارق بن زیاد کے ساتھ اندلس گئے اور وہیں ٹھہر گئے، ان کے باقی ماندہ لوگوں میں بنو عامر بن وہب تھے جو لتونہ کے نئے میں اس کی اولاد کا امیر تھا۔ وہ بنی ذوالنون بھی تھے جو ان کے ہاتھوں سے علاقہ چھین کر اس پر قابض ہو گئے اور پھر ان کے ساتھ طلیطلہ آئے۔ جبکہ بنو زریں اصحاب السلسلہ تھے۔

اس کے بعد سنہ 196 میں ہوارہ نے ابراہیم بن اغلب پر حملہ کر دیا، انہوں نے طرابلس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اسے برباد کر دیا۔ میں عیاض اور وہب نے بڑا کردار ادا کیا۔ جب ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور قتل۔ بعد ازاں عبدالوہاب بن رستم نے تاہرت میں ان کے دارالامارۃ سے لے کر طرابلس تک ہوارہ کے لئے وسیع میدان بنائے اور اس نے انہیں وطن کر دیا۔ یوں وہ عبدالوہاب کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان کے ساتھ نفوسہ کے قبیلے بھی تھے۔ انہوں نے پھر طرابلس میں ابوالعباس بن اغلب محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ ابراہیم قیروان میں فوت ہو گیا۔ اس نے پھر اسے وصیت کی لہذا اس نے انہیں صحرا دینے کی شرط پر ان سے صلح کر لی اور عبدالوہاب نفوسہ کی طرف واپس آ گیا۔ انہوں نے پھر فوجوں کے ساتھ صقلیہ میں لڑائی کی اور اس کی فتح کو ان میں سے زوادہ نے دیکھا جو عام حلیف رکھتے تھے انہوں نے پھر ابی یزید الزکاری کے ساتھ مل کر لڑائیوں میں کارنامے دکھائے اور وہ پھر اپنے موطن جبل اور اس اور رجاہ سے اس کے پاس آ گئے۔ لوگ اس کی دعوت دینے لگے، وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے کارنامے دکھائے۔ اس لڑائی میں سب سے نمایاں بنو کہلان تھے۔ جب ابو یزید فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے تو اسماعیل منصور نے ان کے ساتھ حملہ کیا اور خوب خونریزی کی۔ یوں بنی کہلان کے تذکرے ختم ہو گئے پھر حکومتوں نے ان پر اپنے پاؤں پار دیئے اور وہ ہر جانب سے ٹیکس گزار قبیلوں میں شامل ہو گئے۔ اس زمانے میں ان میں سے مصر میں کچھ متفرق قبائل آباد ہیں جنہوں نے اکرہ عبارہ اور سادہ کو اپنا وطن بنا لیا ہے۔ جبکہ دوسرے برقہ اور اسکندریہ کے درمیان آباد ہیں اور المشانیہ کے نام سے معروف ہیں۔ وہ الحمرۃ کے ساتھ جو سلیم کے بطون لہٹ سے ہے، افریقہ کی ارض تکول سے جو تینیہ سے مرصا اور باجہ تک ہے، سفر کرتے ہیں۔ وہ زبان اور لباس، خیموں میں رہنے بسنے اور گھوڑوں کی سواری کرنے، اونٹ جمع کرنے، لڑائیاں لڑنے اور اپنے ٹیلوں میں گرمی اور سردی کا سفر کرنے کے لحاظ سے بنی سلیم کے چراگاہ تلاش کرنے والے عربوں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ بربریوں کی عجیب زبان فراموش کر چکے ہیں اور اس کے بدلے میں عرب کی فصیح زبان کو اپنا چکے ہیں لہذا کوئی شخص ان کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔

ان میں سب سے پہلے جو تینیہ کے قریب رہتا ہے، وہ قبیلہ ورنیفین ہے۔ اس زمانے میں ان کی سرداری یفرن بن حناش کی اولاد میں سے،

رحمان بن فلان کی اولاد کو حاصل ہے۔ وہ ان سے قبل ساریہ کے پاس تھی جو بطون ورنیفن میں سے ہے ان کے موطن مزاحہ اور تبسہ اور اردگرد کے میدان ہیں۔ مشرقی جانب میں ان کے درمیان ایک اور قبیلہ آباد ہے جو قیصر و ن کے نام سے مشہور ہے، ان کی سرداری بنی مرمر گھرانے میں ہے جو زعازع اور حرکات کی اولاد کے درمیان ہے ان کے موطن فُص آہ اور انس کے نواح میں ہیں۔ ان کے ساتھ مشرقی جانب ایک اور قبیلہ ہے جو نصورہ کے نام سے مشہور ہے، ان کی سرداری الرمانہ کے گھرانے میں سلیمان بن جامع کی اولاد کو حاصل ہے در قبیلہ کے موطن تبسہ سے صامتہ تک اور وہاں سے جبل زنجار سے ساحل تونس کے علاقے اور میدانوں تک ہیں۔ ساحل میں ان کے پڑوس میں ان کے نواح تک ہواز کا ایک اور قبیلہ رہتا ہے جو بنی سلیم کے نام سے مشہور ہے، ان کے ساتھ نصری عربوں کا ایک لطن ہے جو ہذیل سے ہے امدر کہ بن الیاس سے ہے، یہ لوگ اپنے حجازی وطن سے ہلائی عربوں کے ساتھ ان کے مغرب میں داخل ہونے کے وقت سے تھے۔ انہوں نے افریقہ کے اس جانب کو اپنا وطن بنا لیا۔ اور ہوارہ سے مل جل گئے وہ انہی میں شمار ہونے لگے۔ اسی طرح ان کے ساتھ ریاہ کا ایک اور لطن بھی ہلال سے تھا، وہ عتبہ بن مالک بن ریاہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں جبکہ تاوان اور سفر وغیرہ میں انہی کے ساتھ شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کے ساتھ مرداس بنی سلیم کا بھی ایک لطن تھا، جو بنی حبیب کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ حبیب بن مالک تھا۔ وہ دیگر ہوارہ اور مضافات افریقہ کی طرح اس زمانے میں ٹیکس گزار ہیں، گائے بکریاں رکھتے ہیں اور گھڑ سواری کرتے ہیں۔ افریقہ کے بادشاہ نے ان پر ٹیکس کی تنخواہیں عائد ہوئی ہیں جو علاقے کے نمبرداروں نے مقررہ قانون کے تحت خراج کے رجسٹر میں ان کے ذمے لگائی ہوئی ہیں۔ ان پر بھی بادشاہ کی لڑائیوں میں معین فوج بھیجی ضروری ہے جو بادشاہ کی چھاؤنی میں فوج کے جانے کے وقت حاضر ہوتی ہے۔ ان کے رؤساء کی رائے قطعی ہوتی ہے۔ ان حکومتوں اور صحرائی لوگوں کے درمیان ایک مقام حاصل ہوتا ہے اور یہ ہوارہ کے ساتھ ان کے پہلے موطن میں جو طرابلس کے نواح میں ہیں، اس کے اور مقیم رہ کر رابطہ پیدا کرتے ہیں اور عربوں نے ان کو تقسیم کر دیا ہے۔ جب سے وہ حکومت کے سایے سے باہر آئے ہیں، یہ ان پر غالب آئے ہیں اور انہوں نے ٹیکس کے لئے ان کو غلاموں کی طرح قابو کر لیا ہے۔ وہ ان سے چراگاہیں تلاش کرنے، لڑائی کرنے میں ہونہ اور رقلہ کی طرح بہرہ کام لیتے ہیں۔ مجریس زرر میں رہتے ہیں جو طرابلس کی ایک بستی ہے۔ جبکہ ہوارہ میں سے ایک قبیلہ طرابلس کی آخری عملداری میں سرت اور کے قریب رہتا ہے، انہیں مسراتہ کہتے ہیں جنہیں کثرت اور عزت حاصل ہے اسی لئے عربوں کے ٹیکس ان پر بہت کم ہیں۔ اور وہ انہیں عزت دیتے ہیں۔ وہ تجارت کے سلسلے میں مصر، سکندریہ اور افریقہ کے بلاد الجرید اور سوڈان میں بہت زیادہ آتے جاتے ہیں۔

اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ قابس اور طرابلس کے سامنے پہاڑ ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں اور مغرب سے مشرق کی طرف جا رہے ہیں۔ غربی جانب میں سب سے پہلے درسیکنہ کا پہاڑ ہے جس پر لواتہ کی قومیں آباد ہیں جبکہ مغربی جانب سے اس کا پھیلاؤ فاس اور صفا قس تک ہے مشرقی جانب نفوسہ کی دوسری اقوام رہتی ہیں جس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے، مشرق میں اس کے ساتھ جبل نفوسہ مل جاتا ہے۔ جہاں نفوسہ مغرادہ اور سدرا تہ کی بہت بڑی قوم آباد ہے۔ وہ اس کی جانب تین دن کی مسافت پر ہے۔ اس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے جس پر مشرقی جانب سے اس کے ساتھ جبل مسلاتہ مل جاتا ہے۔ اسے ہوارہ کے قبیلے، مسراتہ اور برقہ کے علاقے تک آباد کئے ہوئے ہیں۔ یہ جبال طرابلس آخری پہاڑ ہے جبکہ پہاڑ ہوارہ، نفوسہ اور لواتہ کے موطن میں سے ہیں، ان میں سے بنی خطاب ملوک زدیلہ کا جو برقہ کا ایک شہر ہے بڑا مقام ہے جبکہ زدیلہ ان کا دارالسلطنت ہے یہاں تک کہ وہ اس کی وجہ سے مشہور ہیں۔ اسے زدیلہ بن خطاب کہا جاتا تھا۔ جب یہ شہر برباد ہو گیا تو یہ وہاں منتقل ہو کر خزاں میں آ گئے جو بلاد صحرا میں سے ہے اور انہوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا، وہاں پر انہیں بادشاہی اور حکومت حاصل تھی، یہاں تک کہ قراموش الغزی النصری آ گیا جو صلاح الدین کے بھائی تقی الدین کا غلام تھا جیسا کہ ہم غوری بن مسوفہ کے تذکرہ اور حالات کے موقع پر اس کا ذکر کریں گے۔ اس نے اولاد داد جملہ کو فتح کیا اور اس کے بعد خزاں کو بھی فتح کیا۔ اس نے اس کے عامل محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنفلا بن خطاب کو گرفتار کر لیا۔ جو ان کا آخری بادشاہ تھا اور اس نے اس کو ابتلا میں ڈالا۔ اس نے اس سے اموال کا مطالبہ کیا اور اسے اس قدر عذاب کہ وہ ہلاک ہو گیا، یوں ہوارہ کے بنی خطاب کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

ارہ کے مغرب میں قبیلے

مغرب میں ہوارہ کے بہت سے قبیلے ہیں جو ان موطن میں رہتے ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہیں۔ شادیہ کے سفر کرنے والے اپنی اگاہوں کی تلاش میں اس کے نواح میں گھومتے پھرتے ہیں۔ آج کل وہ ہر جانب میں خراج کے غلام بن گئے ہیں اور فتوحات کے ایام میں نثر کے باعث جو انہیں حاصل تھی، وہ جاتی رہی ہے۔ اب وہ قلت کے باعث وادیوں میں منتشر ہیں اور مغرب اوسط میں سب سے مشہور اس ماڑ پر رہنے والے ہیں جو بطحاء پر جھانکتا ہے اور جو ہوارہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مسراتہ اور اس کے دیگر بطون بھی ہیں جن کے رؤساء بنی حاق میں سے مشہور ہیں۔ یہ پہاڑ ان سے پہلے بنی یلوین کے پاس تھا لہذا جب وہ ختم ہو گئے تو ہوارہ نے اسے اپنا وطن بنا لیا۔ ان کی سرداری، بنی بدالعزیز میں تھی۔ پھر ان کے عم زادوں میں سے ایک آدمی اسحق کے نام سے نمایاں ہوا۔ اور ملوک قلعہ نے اسے عامل بنا دیا، یوں سرداری بنی اسحق کی اولاد میں رہی۔ ان کے بڑے سردار محمد بن اسحق نے اس قلعے کی حفاظت کی جو ان کی طرف منسوب ہے۔ اس کی سرداری پھر ان میں سے ان کے مائی حیول نے وراثت میں حاصل کی اور پھر یہ اس کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی۔ جب مغرب اوسط پر بنی عبدالواد کی حکومت تھی تو انہوں نے سلطان سے رابطہ پیدا کیا پھر وہ ان کے قوانین کی پابندی کرنے لگے بعد ازاں ابوتاشیفین نے اپنے ملوک میں سے یعقوب بن یوسف بن حیون کو بنی ورجین پر غالب آنے کے بعد ان پر قائد مقرر کیا اور ان پر ٹیکس لگائے، اس نے ان کا اچھی طرح انتظام کیا اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ان کے عزیز لوگوں کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد بنی مرین کے مغرب اوسط پر غالب آنے کے بعد بنی عبدالواد کے لئے سلطان ابوالحسن نے عبدالرحمن بن یعقوب کو ان لوگوں کے قبیلہ پر عامل مقرر کیا پھر اس کے بعد بیٹے محمد بن عبدالرحمن بن یوسف کو عامل مقرر کیا۔ بعد ازاں قبیلے کا حال زبون ہو گیا اور وہ پہاڑ پر رہنے والا بنا کیونکہ بنی عبدالواد کی حکومت نمودار ہو چکی تھی یہ پھر اندھیروں میں کھو گئے۔ بنی اسحاق کی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اس زمانے تک ان کی یہی پوزیشن ہے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

حجیہ، ازواجہ اور مسطاسہ کا بیان

ازواجہ، وزواجہ کے نام سے بھی معروف ہیں اور یہ البرانس کے بطون میں سے ہیں۔ بربریوں کے نساب انہیں زاناتہ میں سے شمار کرتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ازواجہ زاناتہ میں سے ہے یا وزواجہ ہوارہ میں سے ہے لیکن یہ دو الگ الگ نطن ہیں اور انہیں بڑی کثرت حاصل ہے۔ مغرب اوسط میں ان کے موطن دہران کی جانب ہیں۔ انہیں فتن و حروب میں بڑی عزت اور مقام حاصل ہے جبکہ مسطاسہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ان کے بطون کے شمار میں آتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مسطاس کے بھائی ہیں جو وزواج کا بھائی تھا۔ واللہ اعلم۔ ان کے جوانوں میں سے قابل ذکر جو ان شجرہ بن عبدالکریم مسطاسی اور ابودلیم بن خطاب تھے اور ابودلیم ساحل تلمسان سے اندلس گیا تھا۔ وہاں پر اس کے بیٹوں کا قرطبہ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ بطون ازواجہ میں سے بنو مشفق تھے جو کہ مہران کے پڑوسی تھے۔ اور مرس میں دہران میں اموی حکومت کے آدمیوں محمد بن ابی عون اور محمد بن عبدالودن کے ساتھ اترے۔ لہذا انہوں نے بنی مسکن کو داخل کیا اور سات سال دہران پر قابض رہے۔ وہ اس میں دعوت اموی کے لئے مقیم رہے لہذا جب شیعہ دعوت ظاہر ہوئی اور عبید اللہ مہدی نے تہرت پر قبضہ کر لیا، تو اس نے دو اس بن مولاء کو جو کتامہ میں سے لقیط کا آدمی تھا، اس پر حاکم بنایا اور بربری بھی ان کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے پھر بنی مسکن بھی اس میں شامل کر دیا۔ اور انہوں نے ان کی بات مان لی۔ بعد ازاں محمد بن ابی عون بھاگ گیا اور دو اس، صولات، السحب اور معراق چلا گیا، انہوں نے پھر لڑائی کی آگ بھڑکادی اور دو اس کی بنیاد کی حد بندی کی۔ اس نے محمد بن ابی عون کو دوبارہ اس کی حکومت دی، تو وہ پہلے سے بھی بہت اچھی حکومت بن گئی۔ اس نے پھر ابوالقاسم بن عبداللہ کے زمانے میں تہرت پر یغمر اس بن ابی حمہ کو حاکم بنایا جس پر بربریوں نے اس کے خلاف خروج کیا۔ انہوں نے ابن ابی العافیہ کے مغرب اوسط پر حملہ کرنے کے وقت مروانی دعوت پر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہیں محمد بن عون حاکم دہران اور ابوالقاسم میسور نے پکڑا تھا۔ لہذا انہوں نے اسے مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے دوبارہ مروانیہ کا اطاعت گزار بنا دیا۔ اس کے بعد ابی یزید کا واقعہ ہوا اور دیگر بربریوں نے

عبیدیوں کے خلاف بغاوت کردی، یوں زنا تہ کی حیثیت مضبوط ہو گئی اور وہ مردانیوں کی دعوت دینے لگا۔ بعد ازاں ناصر نے لیلیٰ بن ابی محمد مغرب کی حکومت دی، یوں اس نے اسے محمد بن ابی عون اور قبائل ازولجہ کو اطاعت میں لانے کے لئے فریب کاری سے مخاطب کیا کیونکہ قبیلوں کے درمیان مجاورت کی وجہ سے دشمنی پائی جاتی تھی۔ اس نے پھر ازولجہ کی طرف چڑھائی کر کے جبل کیدرہ میں ان کا محاصرہ کر لیا اور غالب آ گیا۔ اس نے پھر سنہ 343 میں ان کی جماعت کو منتشر کر دیا اور دہران پر چڑھائی کی۔ اس نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے بزور قوت لیا۔ اس نے اس میں آگ بھڑکادی اور ازولجہ سے لڑائی کی۔ اور ان کی سرداری اندلس کے ساتھ جا ملی تب یہ لوگ وہیں رہنے لگے۔ ان میں حماد بن محمد، منصور بن ابی عامر اور اس کے بیٹے مظفر کے کبار اصحاب میں سے تھا، وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور یوں ازولجہ ذلت و رسوائی کی حالت میں باقی رہ گئے اور ٹیکس دینے والے قبیلوں میں شامل ہو گئے۔

عجیبہ کے حالات

یہ البرانس کے بطون میں سے عجیبہ کی اولاد میں سے ہیں جو برنس میں سے ہے۔ اس اسم کا مدلول بطن ہے۔ بربری بطن کو اپنی زبان میں کہتے ہیں۔ جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اس کی ”دال“ کو جیم محققہ سے بدل دیا۔ انہیں بربریوں میں کثرت اور غلبہ حاصل ہے، جبکہ بطون میں منہلجہ کے پڑوسی ہیں۔ ان کے بقایا اس زمانے میں تونس کے نواح اور ان پہاڑوں میں رہتے ہیں جو سیلہ پر جھانکتے ہیں۔ ان میں کچھ جبل قلعہ میں رہتے ہیں اور ان کا فتنہ ابی یزید میں بڑا حصہ تھا۔ جب منصور نے انہیں شکست دی تو وہ ان کی طرف آیا اور ان کے قلعوں میں کتامہ کے ایک قلعے میں پناہ لے لی یہاں تک کہ اس پر حملہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد حماد بن بلکین نے شہر بنانے کے لئے جگہ کی تلاش میں جلدی ان کے درمیان اس کی حد بندی کی اور وہاں اترا۔ اس نے اس کی زمین کو وسیع کیا اور اس کی حد بندی کو وسیع کیا۔ وہ آل حماد کا دارالخلافہ تھا، عجیبہ کے مقابلے ہوئے اور ان کی شوکت جاتی رہی تو اس شہر نے مدت تک عجیبہ کی امیدوں کو پورا نہیں کیا۔ انہوں نے کئی بار قلعہ کا قصد کیا اور کے بادشاہوں پر عیاص کو چڑھالائے لہذا تلوار نے ان کا کچھ مر نکال دیا اور پھر وہ ہلاک ہو گئے۔ ان کے بعد قلعہ بھی تباہ ہو گیا اور اس پہاڑ کے عیاص بن گئے جو ہلالی عربوں میں سے تھے۔ مغرب کے قبیلوں میں بہت سے عجیبہ پھیلے ہوئے ہیں۔

اروبہ کا بیان جو البرانس کا بطون ہے

تبری بربریوں میں جن بطون کو کثرت اور غلبہ حاصل تھا، وہ سب فتح اروبہ کے زمانے میں تھے۔ ہوارہ اور منہلجہ، برانس میں سے تھے نفوسہ اور زنا تہ اور مظفرہ اور نفزادہ البتر میں سے تھے۔ فتح کے زمانے میں اروبہ کو تقدم حاصل تھا کیونکہ یہ بڑی تعداد والے اور بڑی قوت و طاقت والے تھے۔ یہ ادرب بن برنس کی اولاد میں سے تھے۔ یہ کئی بطون ہیں جن میں سے بجاییہ، نفاسہ، نجد، زکوجہ، مزجاتہ، رعیوتہ اور دیقیوسہ ہیں۔ فتح موقع پر ان کا امیر ستر دیر بن رومی بن بارزت بن بزریات تھا جس نے ان پر 73 سال سرداری کی اور فتح اسلامی کو پایا۔ وہ سنہ 71 میں فوت ہوا اس کے بعد کلیلہ بن لزم اور بی ان کا سردار بنا، وہ سب برانس کا امیر تھا جب سنہ 55 میں ابن مہاجر تلمسان آیا اس وقت کلیلہ بن لزم مغرب میں اپنی اور بی فوج کے ساتھ آیا ہوا تھا لہذا ابوالمہاجر کو اس پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اسے اسلام پیش کیا، اس نے اسلام قبول کر لیا تو نے اسے بچا لیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اور اس کے اصحاب کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ دوسری حکومت میں یزید کے زمانے میں سنہ 62 میں آیا، تو ابوالمہاجر کے اصحاب نے اس سے کینہ رکھا۔ جب ابوالمہاجر اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے بڑھا تو اس نے اس بات کو قبول نہیں کیا اور مغرب پر چڑھائی کر دی۔ اس کے ہراول دستے میں زہیر بن قیس بلوی تھا لہذا اس نے اسے ذلیل و عاجز کر دیا اس کے بعد بربریوں نے بادشاہوں اور ان لوگوں نے جو مزنجہ میں سے الزاب اور تہرت میں اس کے شامل ہو گئے تھے، اس سے لڑائی کی لہذا اس نے ان کو شکست دی اور ان کو لوٹ لیا۔ بعد ازاں غمارہ کے امیر بلیان نے اس کی اطاعت کی، اس سے حسن سلوک کیا، اسے تحفے دیئے اور بربریوں کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد ابولیلہ، مسوس اور ان کے اردگرد کے ملشین نے ان کی مدد کی لہذا اس نے مال غنیمت حاصل کیا اور قیدی بنائے۔ وہ پھر سامان سمندر تک پہنچ گیا اور کامیاب و کامران واپس آیا۔ وہ اپنی لڑائیوں میں کلیلہ کی توہین اور استخفاف کرتا تھا اور وہ اس کی قید میں تھا۔ ایک دن اس

اسے حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے بکری کی کھال اتارے لہذا اس نے اپنے غلاموں کو دیدیا۔ عقبہ نے چاہا کہ وہ خود یہ کام کرے، اس نے اسے ڈانٹا تو کسب غلبہ ناک ہو کر بکری کی طرف گیا۔ جب وہ بکری میں ہاتھ گھسیڑتا تو اپنی داڑھی پر مل لیتا، اس پر عرب کہتے اے بربری! یہ کیا ہے تو وہ کہتا یہ ایک مزدور ہے۔ اس پر ان کا ایک شیخ انہیں کہتا کہ بربری تم کو دھمکیاں دیتا ہے۔ جب اس بات کی اطلاع ابوالمہاجر کو ملی تو اس نے عقبہ کو اس بات سے روک دیا، وہ کہنے لگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے جابروں سے دوستی چاہتے تھے اور تو ایک ایسے آدمی کا قصد کرتا ہے جو اپنی قوم میں جابر اور عزت دار ہے، وہ شرک سے قریب العہد ہے اور فسادی ہے۔ اس نے اسے بتایا کہ وہ اس سے عہد لے اور اسے اس کے حملے سے اسے خوفزدہ کیا مگر عقبہ نے اس کے قول کو کوئی اہمیت نہ دی لہذا جب وہ لڑائی سے واپس لوٹا اور طنہ پہنچا تو اس نے اس اعتماد پر کہ اس نے ملکوں کو زیر کر لیا ہے اور بربریوں کو ذلیل کر دیا ہے، فوجوں کو قیروان کی طرف بھیج دیا۔ وہ خود تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ وہاں ٹھہر گیا۔ اور تہودہ کی طرف چلا گیا تاکہ وہاں حفاظتی گروہ کو اتارے۔ لہذا جب فرنجہ نے اسے دیکھا تو انہوں نے اس کے بارے میں لالچ کیا اور کسبہ بن لزم سے مراسلت کی، اس نے اسے بتایا کہ یہ اس کے متعلق ایک موقع ہے تو اس نے اسے غنیمت جانا اور اپنے عم زادوں اور ان کے پیروکار بربریوں سے مراسلت کی۔ وہ پھر عقبہ اور اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے لگ گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے تہودہ میں جالیا، یوں قوم پیدل چل پڑی اور انہوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیئے۔ عقبہ اور اس کے اصحاب نے جنگ کی نگرانی میں سے کوئی بھی نہیں بچا، وہ تین سو کے قریب کبار صحابہ اور تابعین تھے جو ایک ہی جنگ میں شہید ہو گئے۔ ان میں ابوالمہاجر بھی تھا اور اس کے اصحاب اس کی قید میں تھے لہذا اس روز اس کی خوب آزمائش ہوئی۔ اس زمانے تک الزاب میں عقبہ اور اس کے ساتھ شہید ہونے والے صحابہ کی قبریں موجود ہیں۔ عقبہ کی قبر کو اونچا کیا گیا ہے پھر اس پر چونا لگا دیا گیا ہے۔ اس پر ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے وہ مزارات اور برکت کے مقامات میں شمار ہوتی ہے بلکہ وہ زمین کے قبرستانوں سے اشرف زیارت گاہ ہے کیونکہ اس میں شہید صحابہ اور تابعین کی بہت بڑی تعداد دفن ہے جن کے مٹھی بھر دیئے ہوئے جو کے ثواب کو بھی کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ اس وقت صحابہ میں سے محمد بن اوس انصاری، یزید بن خلف العیسیٰ اور ایک جماعت ان کے ساتھ قید ہو گئی جنہیں ابن مصادر حاکم فتنہ نے فدیہ دے کر چھڑا لیا اور زبیر بن قیس کے ساتھ مل گئے۔ ان کے ساتھ صاحب اولاد اور صاحب مال لوگ بھی شامل ہو گئے لہذا اس نے اسے امان دی اور قیروان میں داخل کیا۔ وہ افریقہ اور پھر وہاں پر رہنے والے باقیماندہ عربوں کا پانچ سال تک امیر بن گیا اور اس کے ساتھ ہی یزید بن معاویہ کی موت اور ضحاک بن قیس کی مروانیہ کے ساتھ مرج راہط میں لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد آل زبیر کی لڑائیاں بھی ہوئیں جس سے خلافت کی حیثیت کچھ کمزور ہو گئی اور مغرب میں لڑائی بھڑک اٹھی۔ جلد ہی زنا تہ اور البرانس میں ارتداد پھیل گیا۔ اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے اس بار کو اٹھایا، مشرق سے فتنے کے آثار کو دور کیا۔ زبیر قیس سلطان عقبہ کی وفات کے وقت سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا لہذا اس نے اسے مدد بھیجی اور اسے جابروں کی لڑائی اور عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کا منتظم بنایا۔ اس نے پھر سنہ 67 میں ہزاروں عربوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ کسبہ نے البرانس اور دیگر بربریوں کو جمع کیا اور فوج لے کر قیروان کے نواح میں اس سے لڑائی کی۔ فریقین کے درمیان سخت لڑائی ہوئی پھر بربری شکست کھا گئے اور کسبہ اور اس کے بے شمار آدمی قتل ہو گئے۔ عربوں نے ان کا مراجنہ اور پھر ملویہ تک تعاقب کیا۔ بربریوں نے ذلیل ہو کر قلعوں کی پناہ لی اور اردب کو ان کے درمیان شوکت حاصل ہو گئی۔ اب اس کی اکثریت مغرب اقصیٰ کے دیار میں ٹھہر گئی پھر اس کے بعد ان کا کوئی تذکرہ باقی نہ رہا۔ انہوں نے مغرب میں دلیلی شہر پر قبضہ کر لیا جو جبل زرہون کی جانب فاس اور مکناسہ کے درمیان واقع ہے، وہ پھر اسی حالت میں قائم رہے۔ اس دوران قیروانی فوجوں نے کئی بار مغرب پر اقتدار جمایا یہاں تک کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن الحسن نے منصور کے زمانے میں اس کے خلاف خروج کیا اور وہ مدینہ میں سنہ 45 میں قتل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے عم زاد حسین بن علی بن حسن المثلث ابن حسن المثلثی ابن حسن السبط نے ہادی کے زمانے میں بغاوت کی لیکن وہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر فتح مقام پر سنہ 169 میں قتل ہو گیا، اور اس کے ساتھ بہت سے اہل بیت بھی مارے گئے۔ اور یس بن عبداللہ، مغرب کی طرف بھاگ گیا اور سنہ 172 میں اردبہ کے ہاں اترا۔ اس وقت دلیلی میں ان کا امیر یحییٰ بن محمد بن عبدالحمید تھا۔ جس نے اسے پناہ دی اور بربریوں کو اس کی دعوت پر اکٹھا کیا۔ جلد ہی زوع، اوانہ، سراتہ، غماتہ، نفزہ، مکناسہ، غمارۃ اور کافہ کے مغربی بربریوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے اس کے احکام کی فرمانبرداری کی اور مغرب میں اسے مکمل طور پر حکومت حاصل ہو گئی۔ یوں اس کی اولاد اس حکومت کے نام

ہونے تک اس کی وارث ہوتی رہی جیسا کہ ہم نے فاطمی حکومت میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

کتابہ کے حالات کی روداد اور ان کی حکومت کا بیان

بربری نسابوں کے نزدیک کتابہ بن برنس کی اولاد میں سے یہ قبیلہ مغرب میں تمام بربری قبائل سے زیادہ جنگجو، طاقتور اور حکومت پر زیادہ انداز ہے۔ اسے کتم بھی کہا جاتا ہے۔ عرب نسابوں کا بیان ہے کہ یہ حمیر سے ہے یہ بات ابن کلبی اور طبری نے بھی بیان کی ہے۔ ان کا پہلا بادشاہ فریقش بن صغی ہے جو ملوک تابعہ میں سے تھا، اسی نے افریقہ کو فتح کیا تھا اور اسی کے نام پر افریقہ رکھا گیا ہے۔ جب اس کا بادشاہ گریگور قتل ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو اس نے بربریوں کو یہ نام دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حمیر میں سے بربریوں میں منہاجہ اور کتابہ قائم رہے اور وہ آج تک انہی میں ہیں۔ وہ مغرب اور اس کے نواح میں پھیل گئے ہیں مگر ان کی اکثریت پہلے مذہب سے فتنہ ارتداد کے اٹھنے، ان فتنوں کے فرو ہو جانے کے بعد قسطنطینیہ کے اریاف میں بجایہ کی سرحدوں تک، قبلہ کی جانب سے مغرب میں جبل اور اس تک ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ ان موطن میں قابل ذکر شہر موجود ہیں جن میں سب سے بڑا البجان، سطیف، باغایہ اور فاس کی طرح ہے۔ جبکہ ونیکست، میلہ، قسنطینیہ، سیکرہ، قل اور جیحل، حیل اور اس کے سمندر کے کنارے تک بجایہ اور بونہ کے درمیان اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں۔ غرسن اور یسودہ بن کتم بن یوسف جو یسودہ میں سے ہے اور بس السبد اور دنہاجہ اور متوسہ اور رسین سب بنو یسودہ بن کتم ہیں۔ اس زمانے میں مغرب میں کتابہ کے محل دنہاجہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ غرسن میں سے مصالہ، قلان، ماوطن اور معاذ، غرسن بن کتم کے بیٹے ہیں جبکہ لہیفہ، جمیلہ اور مسالتہ، بنادہ بن غرسن کے بیٹے ہیں۔ ملوسہ ایان میں سے ہے اور لطایہ، اجانہ، غسمان اور ادباست، تیطاسن بن غرسن کے بیٹے ہیں۔ جبکہ ملوسہ، ایان غرسن بن غرسن سے ہے۔ ملوسہ سے زیدوی ہیں جو اس زمانے میں اس پہاڑ پر رہتے ہیں، جو قسطنطینیہ پر جھانکنے والا ہے۔ برابرہ کے بعد کتابہ میں بنو یسودہ، ہشتیوہ، مصالہ اور بنو قسطنطینیہ ہیں۔ ابن حزم نے زواوہ کو تمام بطون سمیت ان میں سے شمار کیا ہے اور یہ پہلے بیان کے مقابلے میں درست ہے۔

مغرب اقصیٰ کے ان بطون میں سے کئی اپنے وطنوں سے باہر نکل گئے ہیں اور آج تک وہیں رہتے ہیں۔ وہ ملت کے ظہور اور مغرب کی حکومت اغالہ کے قبضے میں آ جانے تک ہمیشہ سے وہیں ہیں۔ جیسا کہ ابن الریق نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حکومت ان کی اکثریت کی وہاں سے انہیں تکلیف اور اذیت نہیں دیتی تھی مگر جب یہ شیعہ دعوت کے لئے کھڑے ہوئے تو انہیں کچھ تکلیف پہنچی جس کا ذکر ہم نے بنو عباس کی حکومت کے بعد فاطمی حکومت کے ذکر میں کیا ہے۔ اس کی تفصیل آپ کو وہاں پر ملے گی۔ جب انہیں مغرب کی حکومت حاصل ہو گئی تو انہوں نے مشرق حملہ کیا اور اسکندریہ، مصر اور شام پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے قاہرہ کی حد بندی کی جو مصر کا سب سے بڑا شہر ہے۔ بعد ازاں المغرب جو ان کا چوتھا خلیفہ تھا وہ وہاں پر جا کر فروکش ہو گیا اور اس کے ساتھ کتابہ بھی اپنے قبیلوں کے ساتھ وہاں گئے۔ وہاں پر ان کی حکومت مضبوط ہو گئی لیکن وہ جلد ہی اس کا خوشحالی اور تکبر میں ہی ہلاک ہو گئے۔ ان کے پہلے وطنوں میں جو جبل اور اس اور اس کی جوانب میں تھے، ان کے قبیلوں کے بقیہ آدمی اپنے اسماء القاب پر باقی رہ گئے۔ دوسرے بغیر لقب کے تھے اور یہ سب کے سب ٹیکس گزار تھے، سوائے ان کے جو پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لئے ہوئے تھے جیسے بنو زیدی جبکہ اہل جبال جیمیل اور زواوہ اپنے اپنے پہاڑوں کی پناہ لئے ہوئے تھے۔

میدانوں میں سے سب سے مشہور میدان والے سد دیکش تھے، ان کی سرداری اولاد سواد میں تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اس نام سے موسو قبائل کتابہ میں کس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تاہم مؤرخین کے اتفاق سے یہ ان ہی میں سے ہیں۔ اب ہم کتابہ کی حکومت کے بعد ان کے حالات کا ذکر کرنے والے ہیں۔ جو ہمیں پیچھے سے معلوم ہوئے ہیں۔

کتابہ کے باقی باشندوں کا بیان

یہ قبیلہ اس زمانے میں اور اس سے قبل بھی سد دیکش کے نام سے ہی مشہور ہے۔ ان کے دیار کتابہ کے موطن میں قسطنطینیہ اور بجایہ کے درمیان میدانوں میں ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں جیسے سیلین، طرسون، طریغان، مولیت، بنو فتنہ، بنو لمایہ، کایارہ، بنو زغلان، النورہ، بنو مزدان، وار مسکن

سکوال اور بنی عیار۔ ان میں لماتہ، مکلاتہ اور ریفہ بھی ہیں۔ ان سب پر ایک بطن گوسرداری حاصل ہے جسے اولاد سواد کہتے ہیں جو بڑے صاحب قوت، صاحب تعداد اور تیاری والے ہیں۔ یہ سب بطون اور ان کے عیال ٹیکس گزار ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہوتے، خیموں میں رہتے اور اونٹوں اور گایوں پر سفر کرتے ہیں۔ انہیں اس وطن میں حکومتوں کی استقامت حاصل ہے اور یہ اس زمانے میں عرب قبائل کا حال ہے۔ یہ کتامہ کے نسب سے منشی ہوتے ہیں اور اس سے بھاگتے ہیں کیونکہ چار سو سال سے کتامہ پر رافضی مذاہب اختیار کرنے، حکومتوں سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے نکیر کی جاتی ہے لہذا وہ ان کی طرف منسوب ہونے سے بچتے ہیں۔ بسا اوقات یہ مضر کے سلیم کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں مگر یہ درست نہیں، وہ صرف بطون کتامہ سے ہیں۔ منہاجہ کے مؤرخین نے ان کا اس نسب ہی سے ذکر کیا ہے اور اس کی گواہی اس وطن سے ملتی ہے جسے انہوں نے افریقہ میں وطن بنایا ہے۔ ان کے نساہین اور مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اولاد سواق کا وطن ان میں بنی بوخصرہ کے قلعوں میں تھا جو قسطنطینہ کے نواح میں ہے وہ پھر وہاں سے نکل کر دیگر جہات میں پھیلے ہیں۔ اولاد سواق ایک بطن ہے اور وہ علاوہ بن سواق کی اولاد ہیں جو یوسف بن حمون بن سواق کی اولاد میں سے ہے۔ جبکہ اولاد علاوہ کو، قبائل سد دیکش پر سرداری حاصل ہے۔ ہم نے اپنے مشائخ سے اسی طرح سنا ہے۔ یہ سرداری موحدین کی حکومت تک قائم تھی اور ان میں علی بن علاوہ سردار تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ بن علی اور اس کے بعد اس کا بھائی یحییٰ بن علی اور اس کے بعد ان دونوں کا بھائی یعنی مندیل بن علی اور عرالت زین جو طلحہ کا بھتیجا تھا، سردار بنا۔ جب اس صدی کے دسویں سال قسطنطینہ میں سلطان ابو یحییٰ کی بیعت ہوئی تو تازیر نے اس کی اطاعت سے دوری اختیار کی اور بجایہ میں ابن خلوف کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے عوض میں اس کا چچا مندیل آگے آ گیا پھر اس نے اولاد یوسف کے بدلے میں ان میں سے سب کو لے لیا لہذا وہ اس کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے اور سلطان بجایہ پر غالب آ گیا۔ اس کے بعد ابن خلوف قتل ہو گیا اور اولاد یوسف غالب آ گئی، انہوں نے پھر اولاد علاوہ سے مذہب پھیلنے کی اور انہیں وطن سے نکال باہر کیا لہذا وہ عیاض کی طرف آ گئے جو ہلال کے قبائل میں سے ہے اور ان کے پڑوس میں ان کے پہاڑ میں رہنے لگے جسے انہوں نے وطن بنایا ہوا تھا۔ وہ پہاڑ مسیلہ پر جھانکتا ہے۔ سد دیکش کی سرداری مسلسل اولاد یوسف میں رہی اور وہ اس عہد میں چار قبائل ہیں یعنی بنو محمد بن یوسف، بنو المہدی، بنو ابراہیم بن یوسف اور العزیزیوں۔ یہ بنو مندیل، طاہر اور جری ہیں اور سیر الملوک اور عباس اور عیسیٰ اور السہ، یوسف کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ سگے بھائی ہیں اور ان کی ماں تاعزیزت ہے لہذا اولاد محمد اور العزیزیوں اس کی طرف منسوب ہیں۔ یہ بجایہ کے نواح میں رہتے ہیں۔ جبکہ مہدی اور ابراہیم کی اولاد قسطنطینہ کے نواح میں رہتی ہے۔ ہمیشہ ہی سرداری اس عہد تک ان چاروں قبائل میں رہی ہے، کبھی ان کے بعض میں اکٹھی ہو جاتی ہے اور کبھی متفرق ہو جاتی ہے۔ دوسری حکومت مولانا سلطان ابو یحییٰ کی ہے جن کی سرداری عبدالکریم بن مندیل بن عیسیٰ بن العدر بن کے پاس ہے۔ ان چاروں قبائل کے سب بطن پھر سرداری کے لحاظ سے متفرق اور آزاد ہو گئے اور اولاد علاوہ اس دوران میں جبل عیاض میں رہی۔ جب بنو مرین افریقہ پر غالب آئے تو سلطان ابو عنان اولاد یوسف سے ناراض ہو گیا، اس نے ان پر موحدین کی طرف میلان رکھنے کی تہمت لگائی، پھر سد دیکش سے سرداری لے کر مہنی کو دیدی جو تازیر بن طلحہ سے تھا اور اولاد علاوہ میں سے ہے لیکن اس کا یہ کام مکمل نہ ہوا اور اولاد یوسف نے اسے قبول کر لیا۔ پھر اولاد علاوہ جبل عیاض میں اپنی جگہ پر لوٹ آئی اور ان ادوار میں ان کا سردار عددان بن عبدالعزیز بن رروق بن علی بن علاوہ تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی سرداری کسی ایک کے لئے متفقہ طور نہیں ہوئی اور سد دیکش کے بطون میں سے ایک بطن بعض قبائل پر سرداری کرنے میں اولاد سواق کی مدد کرتا ہے۔ وہ دراصل بنو سلکین ہیں اور ان کے موطن ابو یحییٰ کی سلطنت میں ہیں جسے اپنی قوم پر سرداری حاصل ہے۔ اس بطن کو ان کی خدمت میں بڑا مقام حاصل ہے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر ابو حفص وفاداری میں مشہور ہوا، وہ ہمیشہ ہی اس کے ساتھ رہا، اس دوران بنو مرین نے قابس پر حملہ کر دیا۔ اس نے پھر اس سے السری الوقیعہ کے ساتھ لڑائی کی لہذا سلطان ابوالحسن نے مخالفت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا اور وہ اس کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کی سرداری پھر اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبھالی اور اسے سرداری اور بجایہ کے سلطان کی خدمت میں بڑا مقام حاصل تھا۔ وہ پھر اسی (80) سال کا ہو کر فوت ہو گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

بنو ثابت کے حالات

بطون کتامہ اور ان کے قبائل میں القل پر جھانکنے والے پہاڑ میں رہنے والے اور لوگ بھی ہیں جو اس کے اور قسطنطینہ کے درمیان، اولاد ثابت

بن حسن بن ابی بکر کی سرداری سے معروف ہیں جو کہ بنی تلمیسان میں سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ابو بکر وہ جد ہے جس نے موحدین کے زمانے میں اس پہاڑ کے رہنے والوں پر ٹیکس عائد کیا تھا، اس سے قبل ان پر کوئی ٹیکس نہیں تھا لہذا جب منہاجہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ ابو بکر خلیفہ مراکش کے پاس اس کی حکومت کے آغاز میں بھاگ گیا کیونکہ سنہ 711 میں طرابلس کی حکومت ابن عمر کے مناد میں تھی لہذا جب سلطان بجایہ پر قابض ہو گیا اور ابن خلوف قتل ہو گیا، تو ابن عمر تونس سے پھر اپنی حجابت پر آ گیا۔

اس دوران حسن بن ثابت فرحیرہ میں وطن کے ٹیکس کے خاتمہ کے لئے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے اپنی جانب سے اسے پیغام بھیجا اور یہ جبل کے علاقے میں اس کی سرداری کے آخری ایام تھے یہاں تک کہ اس نے افریقہ میں بنو مرین کی حکومت کو پالیا۔ اس کے بعد اس نے ابن عبدالرحمن کو حاکم بنایا اور فاس میں سلطان ابو عنان کے پاس گیا۔ جب مولانا سلطان ابو العباس نے افریقہ میں نئے طور پر اپنی حکومت قائم کی تو وہ ان پر غالب آ گیا اور ان کی سرداری کے نشان کو مٹا دیا۔ اس نے انہیں اپنی فوج اور نوکروں میں شامل کر دیا اور جبل میں اپنے عمال کو مقرر کیا کہ جبل اس کے ماتحت تھا۔ اس کا ٹیکس سوا لیوں اور قسطنطنیہ میں اس کے پڑوس میں رہنے والی فوج کو ادا کیا جاتا تھا۔ کتامہ کے باقیماندہ دیگر قبائل تلس کی پہاڑیوں میں رہتے ہیں یعنی وہ ٹیکس گزار قبائل میں شمار ہوتے ہیں ان میں سے بنی سنن کا ایک قبیلہ جبل قبلہ میں جبل پراناس میں رہتا ہے جبکہ ایک اور قبیلہ الہبط کی طرف نصر بن عبدالکریم کے پڑوس میں رہتا ہے۔ دوسرے قبائل مراکش میں رہتے ہیں جو وہاں پر منہاجہ کے ساتھ آئے تھے۔ اس دور میں کتامہ کا نسب حکومت میں ایک مشہور چیز ہے کیونکہ رافضہ اور کفریہ مذاہب کے اختیار کرنے کی وجہ سے چار سو سال بعد حکومتوں نے ان سے ناواقفیت کا اظہار کیا ہے یہاں تک کہ ان کے ہم نسب سردار کا یہ حال ہو گیا تھا کہ وہ اس سے فرار اختیار کرتے تھے اور اس کی برائی سے فرار اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو دوسرے قبائل کی طرف منسوب کرتے تھے۔ والعزۃ لله وحده۔

زواوہ کے حالات کا بیان

یہ بربریوں کے بطون میں سے سب سے بڑا وطن ہے۔ ان کے موطن کتامہ کے موطن سے متصل ہیں، اکثر لوگ ان کے نسب سے واقف نہیں تاہم بربریوں کے عام نسابوں کے نزدیک یہ بنی سمکان یحییٰ بن ضریس سے ہیں اور وہ زواغہ کے بھائی ہیں۔ ابن حزم اور اس جیسے محقق نساب انہیں بطون کتامہ میں شمار کرتے ہیں۔ اور یہی بات زیادہ درست ہے۔ موطن اس پر سب سے واضح دلیل ہیں وگرنہ زواغہ کے موطن مغرب اقصیٰ طرابلس میں ہیں جو کتامہ کے موطن میں سے ہے۔ وہ ان کو کتامہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، زواوہ کے نام میں تصحیف ہوئی ہے یعنی واؤ کے بعد ”زا“ لائی گئی ہے۔ بلاشبہ یہ زواغہ کے بھائی ہیں، اسے پڑھنے والے نے ”زا“ کو ”واؤ“ کے ساتھ پڑھنے میں غلطی کی ہے اور زواوہ کو زواغہ کے بھائی شمار کیا ہے پھر یہ تصحیف سمکان کے نسب میں مسلسل چلی آئی ”واللہ اعلم“۔ ان کا ذکر زواغہ اور ان کے بطون کے شمار کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

منہاجہ کے حالات کی روداد

یہ قبیلہ بربری قبائل میں سے بڑے لوگوں والا قبیلہ ہے۔ اس دور میں اہل غرب کی اکثریت انہی لوگوں کی ہے اس کے بعد بھی کوئی پہاڑی اور میدانی علاقہ ان کے بطون سے خالی نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ابتدائی بربریوں کا تیسرا حصہ ہیں۔ انہیں ارتداد کرنے اور امراء کے خلاف خروج کرنے میں ایک شان حاصل ہے جس کا کچھ تذکرہ بربریوں کے ذکر کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ بھی ہم اس کا کچھ ذکر کریں گے۔ ان کے نسب کا بیان یوں ہے کہ وہ منہاج کی اولاد میں سے ہیں جس کا نام صناک ہے۔ عربوں نے اس کو معرب کیا تو الف اور نون کے درمیان ”ھا“ زائد کر کے اس کو منہاج بنا دیا۔ بربری نسابوں کے نزدیک یہ البرانس کے بطون میں سے ہے جو برنس بن برکی اولاد میں سے ہے۔ دوسری طرف ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ وہ کتامہ سب کے سب حمیر میں ہیں جیسا کہ کتامہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ منہاج بن بربر بن ہوکان بن منصور ابن الغند بن افریش بن قیس سے ہیں۔ جبکہ بعض نسابوں کا خیال ہے

کہ وہ منہاج بن الہشٹی بن المنصور بن مصباح ابن محصاب بن مالک بن عامر بن حمیر الاصفری ہے جو سبائ میں سے ہے۔ ابن النخوی نے ان کے شاہی مورخین سے یہی نقل کیا ہے حالانکہ یہ ایسا نہیں جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔ بربریوں کے محقق نساب کہتے ہیں کہ وہ منہاج بن عامیل بن زعزاع بن قیمتا بن سدور بن مولان بن مصلین بن بیرین بن مکسلہ بن دقوس بن حلال بن شرو بن مصراہم بن حام سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے خیال میں جزول المسط اور ہسکورہ، منہاج کے بھائی ہیں اور ان چاروں کی ماں بھسکی ہے جس کی وجہ سے یہ مشہور ہیں اس کا نام بنت بن زدیک بن مادغیس ہے۔ جسے العرجاء بھی کہا جاتا ہے لہذا قبائل میں سے یہ چاروں مسائل ماں جائے بھائی ہیں۔ منہاجہ کے بہت سے بطون ہیں جیسے بلکانہ، انجفہ، سرطہ، امتوتہ، مسوقہ، کدالہ، مندلمسہ، بنو وارت اور بنو تینین۔

انجفہ کا بیان

انجفہ کے بطون سے مشہور بنو مزوات، بنو تلیب، فشتالہ اور ملواقہ ہیں۔ بعض بربری نسابوں نے اپنی کتب میں اسے اسی طرح نقل کیا ہے لیکن دیگر بربری مورخین نے بیان کیا ہے کہ ان کے ستر بطون ہیں۔ ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ صحراء میں ان کے شہر چھ ماہ کی مسافت پر ہیں۔ منہاجی قبائل میں سب سے بڑا قبیلہ بلکانہ ہے اور انہی میں پہلا بادشاہ ہوا تھا۔ ان کے موطن مغرب اوسط اور افریقہ کے درمیان واقع ہیں اور یہ شہری لوگ ہیں تاہم مسوقہ، امتوتہ، کدالہ اور سرطہ کے موطن صحرا میں ہیں وہ دیہاتی لوگ ہیں۔ انجفہ کے بطون الگ ہیں اور وہ اکثر منہاجہ کے بطون ہیں۔ منہاجہ کو حضرت علی بن ابی طالبؑ سے دوستی ہے جیسے مگرادہ کو حضرت عثمان بن عفانؑ سے دوستی ہے مگر ہمیں اس دوستی کے سبب اور اصلیت کا پتہ نہیں۔ اسلامی حکومت کے وفاق میں ان کے مشاہیر میں ورمون تھا جس نے اموی حکومت کے خاتمہ پر سفاح کے زمانے میں افریقہ پر حملہ کیا تھا۔ علاوہ ازیں یہ لوگ بھی مشہور ہیں: عبداللہ بن سکرد برک اور عباد بن صادق جو حماد بن بلکین کے جرنیلوں میں سے تھا، سلیمان بن مطعمان بن غیلان جو بادیس بن ملکین اور بنی حمدون کا امام تھا اور وہ حمدون بن سلیمان بن محمد بن علی بن علم تھا۔ ان میں میمون بن جبل بھی تھا جو حضرت عثمان بن عفانؑ کے غلام طارق فاتح اندلس کی بہن کا بیٹا تھا۔ منہاجہ میں دو طبقوں میں حکومت تھی، پہلا طبقہ ملکانہ کا تھا جو افریقہ اور اندلس کے بادشاہ تھے۔ دوسرا طبقہ ملشمین کے مسوقہ اور لتونہ کا تھا جو مغرب کے بادشاہ تھے جنہیں کہ مراہطین کہتے تھے، ان سب کا ذکر آئندہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ واللہ اعلم۔

منہاجہ کے پہلے طبقے کی حکومت

اس طبقے کے لوگ ملکان بن کرت کے بیٹے تھے، ان کے موطن مسیلہ سے حمرہ تک اور جزائر ملیویہ اور ملدینا تک تھے جو زغبہ کے بنی یزید، حصین اور العطاف کے موطن میں سے ہیں۔ اور یہ اس دور میں ثعالبہ کے موطن ہیں۔ ان کے ساتھ منہاجہ کے بہت سے بطون تھے اور وہاں پر متان، النوغہ، بنو مزغنه، بنو جعد، ملکانہ، بطویہ، بنو یفرن، بنو خللیل کی اولاد رہتی تھی۔ ملکانہ کی بعض اولاد، بجایہ کے مضافات اور نواح میں تھی۔ ان سب میں سے اکثریت مناد بن منتوش بن منہاج الاصفری کو حاصل تھی جو صفاق بن واسفاق بن جرین ابن یزید بن واسلی بن سمیل بن جعفر بن الیاس بن عثمان بن سکا بن ملکان ابن کرت ابن منہاج الاکبر ہے۔ ابن النخوی نے اس کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور خیال کیا ہے کہ مناد بن منتوش افریقہ اور مغرب اوسط کی دونوں اطراف کا بادشاہ تھا۔ اس کے علاوہ ابن عباس کی دعوت کا قائم کرنے والا اور انبالہ کی حکومت کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے زیری بن مناد نے اس کی حکومت کو قائم کیا جو بربریوں کے بڑے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ اس کے اور زناتی مگرادہ کے درمیان جو مغرب اوسط کی طرف سے اس کے پڑوس میں رہتے تھے اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے، طویل لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ جب افریقہ میں شیعہ کی حکومت منظم ہوئی تو یہ ان کے پاس جا کر حضرت علیؑ سے محبت کا اظہار کرنے لگا۔ یہ پھر ان کے عظیم ترین مددگاروں میں سے بن گیا۔ اور ان کے ذریعے اس نے اپنے مغرادی دشمنوں پر تسلط پایا۔ یہ ان کے خلاف اس کے ساتھی تھے اس وجہ سے ان کے باقی ایام حکومت میں مگرادہ اور دیگر زناتہ شیعوں سے منحرف ہو گئے اور اندلس کے مروانی بادشاہوں سے الگ ہو گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے انہوں نے مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط میں پھر اپنی دعوت کو قائم کیا۔ جب ابو یزید کا فتنہ اٹھا اور قیروان اور مہدیہ میں عبیدیوں کی حکومت قائم

ہوئی تو اس وقت زیری بن مناد، ابو یزید کے اصحاب اور ان کی اولاد خوارج کے مقابلہ میں لے جا رہا تھا جبکہ شریف عبید یوں کی مدد کے لئے قیروان میں اپنی فوج اکٹھی کئے بیٹھا تھا جیسا کہ آپ کو آئندہ معلوم ہوگا۔ اس نے پھر واشین شہر میں جو دامن کوہ میں ہے، قلعہ بند ہونے کے لئے اس کی حفاظت کی جسے اس عہد میں بیضا کہتے ہیں اور جہاں پر حصن کے موطن ہیں۔ بعد ازاں منصور کے حکم سے بھی وہاں پر ایک قلعہ بنایا گیا ہے اور وہ مغرب کے بڑے بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد اس کی حد بندی میں وسعت پیدا ہو گئی اور آبادی بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ وہاں دور دور سے تاجر اور علماء آگئے ہیں۔ جب اسماعیل منصور نے ابو یزید سے قلعہ کتامہ میں مقابلہ کیا تو زیری اپنی قوم اور اپنے ساتھ مل جانے والی بربری فوج کے ساتھ وہاں آیا، اس نے دشمن پر غالب آ کر اسے بہت قتل یا زخمی کیا۔ یوں اسے فتح حاصل ہو گئی پھر منصور نے اس سے دوستی کی یہاں تک کہ وہ مغرب سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر اسے قیمتی تحفے دیئے، اسے اپنی قوم پر سردار بنایا اور اسے اشیر شہر میں محل، منازل اور حمام بنانے کی اجازت دی۔ اس نے اسے تاہرت اور اس کے مضافات کی حکومت دی پھر اس کے بیٹے بلکین نے اس کی حکومت سنبھالی۔ اس کے دور میں الجزائر شہر جو ساحل سمندر بنی مزعد کی طرف منسوب ہے، شہر ملیانہ جو شلف کے مشرقی کنارے پر واقع ہے اور شہر ملد ونہ بھی اس کے کنٹرول میں تھے اور وہ منہاجہ کا بطن ہیں اس دور میں یہ شہر مغرب اوسط کے بڑے بڑے شہروں میں سے تھے۔ زیری ہمیشہ ہی عبید یوں کی دعوت کا ذمہ دار بنا رہا اور مغرادرہ سے مقابلہ کرتا رہا۔ ان میں مسلسل لڑائیاں ہوتی رہیں جب جوہر الکاتب معد المعز لدین اللہ کے زمانے میں مغرب اقصیٰ پر حملہ کرنے گیا، تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ زیری بن مناد کے ساتھ رہے لہذا وہ اس کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور اس نے اسے مدد دی۔ جب لیلیٰ بن محمد نغزی غالب آ گیا، زاناتہ نے اس پر اس کی طرف مائل ہونے کا اتہام لگایا۔ جب جوہر فاس آیا تو وہاں کا حاکم احمد بن بکر جذامی تھا، اس نے پھر اس کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا اور زیری کو اس کے محاصرے میں بڑی تکلیف ہوئی۔ بہر حال فاس اس کے ہاتھ پر فتح ہو گیا۔ ایک رات وہ جاگتا رہا اور پھر اس کی فیصل پر چڑھ گیا، یوں اسے فتح حاصل ہو گئی۔ جب زیری اور مغرادرہ کے درمیان مسلسل لڑائی ہوئی اور ان کے ساتھ حاکم مستنصر سے مل گئے تو انہوں نے مغرب اوسط میں مروانی دعوت کو قائم کیا۔ محمد بن خیر بن محمد بن خزر نے اس کے لئے تیاری کی تو معد نے اس پر الزام لگایا کہ وہ اپنی قوم میں زیری کی سرداری کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس کے اہل وطن اکٹھے ہو گئے تو محمد بن خیر اور زاناتہ نے بھی اس کے مقابلہ میں لوگوں کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے ہراول میں ان کی طرف اپنے بیٹے بلکین کو بھیجا، اس نے ان کی تیاری مکمل کرنے سے قبل ہی ان کے ساتھ مقابلہ کیا لہذا ان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور زاناتہ اور مغرادرہ کا میدان خراب ہو گیا۔ جب محمد بن خیر کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور اسے پتہ چل گیا کہ اسے فوج نے گھیر لیا ہے۔ اس نے اپنی تلوار پر اپنا بوجھ ڈال کر خودکشی کر لی، یوں زاناتہ کی فوج منتشر ہو گئی اور انہیں بقیہ دن میں مسلسل شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے باوجود انہوں نے لڑائی کی۔ اور اس کی ہڈیاں زمانوں تک ان کے قتل ہونے کے مقامات پر عبرت کا سامان بنی رہیں۔ ان کے خیال کے مطابق ان میں سے دس سے زیادہ امیر ہلاک ہو گئے۔ زیری نے ان کے سروں کو پھر قیروان میں المغر کے پاس بھیجا تو اسے بہت خوشی ہوئی، اس نے پھر قیروان کے لئے مستنصر کی حکومت کی خواہش کی کیونکہ انہوں نے اس کی حکومت کمزور کر دی تھی۔ زیری اور منہاجہ مغرب کے جنگلوں میں بڑھتے گئے اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی پر بھی اس کا غلبہ ہو گیا۔ اس وجہ سے خلافت کے ہاں اس کا مقام بلند ہو گیا۔ اس دوران اس نے معد بن جعفر بن علی کو جب وہ قاہرہ جانے کا عزم کئے ہوئے تھا، مسیلہ سے افریقہ کی حکومت دینے کے لئے بلایا تو اسے شکایتوں کی بنا پر گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ بعد ازاں معد نے المغر کو اپنے بعض غلاموں کے ساتھ بھیجا تو جعفر کو اپنے متعلق خوف پیدا ہو گیا اور وہ مسیلہ سے بھاگ کر مغرادرہ کے ساتھ جا ملا۔ انہوں نے اس کی پوری حفاظت کی اور اس کے ہاتھ میں اپنی حکومت کی باگ ڈور دیدی۔ وہ ان میں حاکم مستنصر کی دعوت دیتا رہا۔ بعد ازاں انہوں نے سب سے پہلے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ زیری نے ان کے مضبوط ہونے سے قبل ان سے گفتگو کی لہذا وہ انہیں لڑائی کے لئے ساتھ لے گیا۔ انہوں نے شدید لڑائی کی اور زیری اور اس کے گھوڑے کبابہ کو شکست ہوئی۔ اس کے اور اس کی حامی فوج کے مرجانے سے یہ شکست بڑی اہمیت اختیار کر گئی لہذا انہوں نے اس کے سر کو کاٹ کر اپنے امراء کے ایک وفد کے ساتھ حاکم مستنصر کے پاس قرطبہ بھیجا۔ یہ امراء اس کے اطاعت گزار، اس کی بیعت کی تاکید کرنے والے اور اپنی قوم کو اس کی مدد پر اکٹھا کرنے والے تھے۔ ان کے وفد کا رہنما یحییٰ تھا جو جعفر کا بھائی تھا۔ یوں زیری اپنی حکومت کے چھبیسویں (26) سال سنہ 360 میں فوت ہو گیا، جب اس کی اطلاع اشیر میں اس کے بیٹے بلکین کو پہنچی تو وہ زاناتہ پر حملہ

آور ہو گیا۔ ان کے درمیان شدید لڑائی ہوئی۔ لہذا زنا تہ کو شکست ہوئی اور بلکین نے اپنے باپ اور اپنی قوم کا بدلہ لے لیا۔ اس نے پھر سلطان محمد سے رابطہ پیدا کیا، اس نے اسے اس کے باپ کی عملداری اشیر، تیرت اور دیگر مضافات مغرب پر حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مسیلہ، الزاب اور جعفر کی باقیماندہ عملداری بھی شامل کر دی جس پر وہ ناراض ہو گیا اور اس کی حکومت مضبوط اور وسیع ہو گئی۔ اہل خصوص نے جو اس کے احزاب ہوارہ اور نغزہ سے تھے، بربریوں میں خوب خونریزی کی تو وہ زنا تہ کی تلاش میں مغرب میں گھس گیا اور ان کے خون بہائے پھر واپس آیا۔ اب سلطان نے اسے افریقہ کی حکومت پیش کی لہذا وہ سنہ 361 میں آیا تو سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی جس پر کتامہ نے اس سے حسد کیا پھر سلطان قاہرہ کی طرف گیا اور اسے اپنا جانشین بنایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور یہ افریقہ میں آل زیری کی پہلی حکومت تھی واللہ اعلم۔

بنو زیری بن مناد کی حکومت کی روداد

جب المنز نے مشرق کی طرف کوچ کیا تو اس نے اپنے پیچھے رہنے والے ممالک اور عملدار یوں پر سوچ بچار کی۔ اس مسئلے پر بھی غور کیا کہ وہ افریقہ اور مغرب کی حکمرانی کس شخص کو دے تاکہ اسے آسودگی اور مضبوطی حاصل ہو اور یوں اسے تشیع کی سچائی پر اعتماد ہو اور حکومت کے سمجھنے میں بھی رسوخ قدم حاصل ہو۔ آخر اس نے بلکین بن زیری بن مناد کو حکمران بنا دیا۔ جب اس نے حکومت کی نحوت اور مدد کے لئے زنا تہ کے ہاتھوں سے حکومت اور ان کے اموال چھین لئے تھے۔

بلکین بن زیری حکمران بنتا ہے

اس نے پھر بلکین بن زیری کے پیچھے آدمی بھیجا اور وہ مغرب میں زنا تہ کی لڑائیوں میں مصروف تھا، یوں اس نے اسے اصہلیتہ کے سوا افریقہ کی حکومت دیدی۔ اصہلیتہ کی حکومت بنو ابوالحسین کلبی کے پاس تھی جبکہ طرابلس کی حکومت عبداللہ بن تخلف کتامی کے پاس تھی۔ اس نے پھر بلکین کی بجائے اس کا نام یوسف رکھا، اس کی کنیت ابو الفتوح رکھی، اسے سیف الدولہ کا لقب دیا اور اسے خلعت فاخرہ انعام میں دی۔ اس نے پھر اسے جہازوں پر اپنے مقربین میں سوار کروایا، فوج اور مال میں اس کے حکم کو نافذ کیا، اعمال میں اسے دسترس دی اور اسے یہ تین وصیتیں کیں کہ وہ بربریوں سے تلوار نہ اٹھائے، نہ صحرائی لوگوں سے ٹیکس اٹھائے اور اس کے اہل بیت میں سے کسی کو پیٹھ نہ دے۔ اس نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی بیماری کو ختم کرنے، امویوں کے تعلقات کو اس سے قطع کرنے کے لئے، مغرب سے زبردست لڑائی کا آغاز کرے گا، یوں وہ سنہ 62 میں قاہرہ چلا گیا۔ جب بلکین صفاقس کی نواح سے واپس آ گیا۔ اب قیردان میں نصر اس کے ساتھ اترا، اس کی حکومت قوت سے حاصل کی اور اس نے مغرب سے لڑائی کا ارادہ کیا لہذا اس نے منہاجہ کی فوج کے ساتھ اس سے لڑائی کی اور اپنا خط پیچھے چھوڑ کر مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ مغرب اوسط کا حکمران ابن خزر اس کے آگے جلماسہ کی طرف بھاگ گیا۔ اسی دوران اسے اہل تاہرت کی بغاوت اور اس کے عامل کے اخراج کی اطلاع ملی تو وہ تاہرت کی طرف چلا گیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اسی وقت اسے پتہ چلا کہ زنا تہ تلمسان میں جمع ہوئے ہیں، تو وہ ان کی طرف گیا اس پر وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے تلمسان میں آ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے رہنے والوں نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔ وہ انہیں پھر اشیر لے گیا۔ اس دوران اسے معد کا خط ملا جس میں اسے مغرب میں آگے بڑھنے سے روک دیا گیا تھا لہذا وہ واپس آ گیا۔ جب سنہ 67 کا سال آیا تو بلکین نے خلیفہ نزار بن المعز سے خواہش کی کہ وہ طرابلس اور سرت بھی اس کی عملداری میں شامل کر دے لہذا وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اس کی بات مان لی اور ان مقامات کی حکومت بھی اسے دیدی۔ یوں عبداللہ بن تخلف کتامی وہاں سے کوچ کر گیا اس سے پہلے ہی اس نے بلکین کو حکمران بنا دیا۔ بلکین پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور زنا تہ اس کے آگے بھاگ گئے لہذا اس نے فاس، جلماسہ اور سرزمین البیط پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں سے بنو امیہ کے کارندوں کو نکال باہر کیا۔ اس نے پھر جلماسہ میں زنا تہ کی فوجوں سے لڑائی کی۔ اس نے پھر مغرادرہ کے امیر ابن خزر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس نے ان کے بادشاہوں کو اپنے آگے بنی لیلیٰ بن محمد نغزی اور بنو عطیہ بن عبداللہ بن خزر اور بنی فلفول بن خزر اور یحییٰ بن علی بن حمدون حاکم بصرہ کی طرح بنا دیا۔ وہ سب کے سب اپنے باسیوں کے ساتھ جزیرہ خضراء کی طرف چلے گئے۔ اس نے پھر اپنے نزدیک کی ملوک زنا تہ اور

ان رؤساء کو جو خلفائے بنو امیہ کے پاس اندلس میں قرطبہ جاتے تھے، حکم دیا کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کریں۔ اس دوران سمندر انہیں جعفر بن علی بن حمدون حاکم سیلہ کے محل میں سے گیا اور اسے بلکین سے لڑائی کرنے پر مامور کیا، اسے سوانٹ بوجھ مال سے مدد دی لہذا ملوک زناتہ نے آپس میں معاہدہ کیا اور اس کے پاس اکٹھے ہو کر گئے۔ بعد ازاں سبتہ کے باہر ن پڑا اور جزیرے سے منصور کی فوجوں کی مدد جلد ان کے پاس پہنچی۔ قریب تھا کہ وہ اپنے زنائی دوستوں کی مدد کے لئے جبل الطارق کے راستوں سے سمندر میں گھس جائیں کہ بلکین تیطاد پر پہنچ گیا اور اس کے پہاڑوں پر چڑھ گیا اس نے اپنی فوج سے راستے بند کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سبتہ کے باہر ان کی فوجوں کو دیکھا تو دہل گیا، اسے ان کے محفوظ رہنے کا یقین ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اس نے سبتہ کو سنرمہ سے آتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے پڑاؤ میں مسلسل مدد پہنچ رہی ہے تو اس نے کہا یہ ایک اثر دہا ہے جس نے ہماری طرف اپنا منہ کھول دیا ہے۔ اس نے پھر واپس جاتے ہوئے اپنے عقب پر حملہ کیا۔ اس کا مقام اس کے پیچھے بہت دور تھا لہذا وہ بصرہ کی طرف واپس آ گیا اور اسے تباہ کر دیا جو کہ تک بن اندلس کا دار السلطنت تھا اور جہاں پر ایک عظیم عمارت تھی۔ یوں اس کے لئے برغواطی جہاد کا رستہ کھل گیا، تو وہ ان کی طرف چلا گیا اور ان سے جہاد کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اس نے ان کے بادشاہ عیسیٰ بن ابی الانصار کو قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اس نے قیدیوں کو قیروان کی طرف بھیجا اور مغرب کے نواح سے بنو امیہ کی دعوت کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد زناتہ، صحرا کی طرف بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ سنہ 73 میں اس طویل غارت گرنی سے واپس آتے ہوئے سہلما سے اور تلمسان کے درمیان دارکش میں فوت ہو گیا۔

منصور بن بلکین کا تخت

جب بلکین مر گیا تو اس کے غلام ابو ذغبل نے اس کے بیٹے منصور کو اطلاع بھجوائی جو اشیر کا والی اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا لہذا اس نے اس کے بعد منہاجہ کی حکومت سنبھالی اور صراہ میں اتر آئے۔ اسے عزیز نزار بن معد نے افریقہ اور مغرب کی حکومت سپرد کی۔ وہ اپنے باپ کے طریقوں کا پابند تھا۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابوالبہار کو تاہرت اور اس کے بھائی یطوفت کو اشیر کا حکمران بنایا اور سنہ 74 میں اسے مغرب اقصیٰ کی طرف فوجوں کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے زناتہ کے قبضے سے واپس لے۔ اسے پھر یہ خبر ملی کہ انہوں نے سہلما سے اور فاس پر قبضہ کر لیا ہے لہذا زیری بن عطیہ مغراوی نے جس کا لقب قرطاس تھا اور وہ فاس کا امیر تھا اس سے لڑائی کی لہذا اس نے اسے شکست دی اور اشیر کی طرف واپس آ گیا۔ اور اس کے بعد منصور نے اسے مغرب اور زناتہ کی لڑائی سے دور کر دیا۔ ابن عطیہ بن خزرون اور بدر بن لیلی نے اس کا استقبال کیا جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے پھر بلکین رقادہ کی طرف گیا اور عبداللہ بن الکاتب کو جو اس کا اور اس کے باپ کا عامل تھا، قیروان میں قتل کر دیا کیونکہ اس کے متعلق شکایات تھیں۔ اس کے بعد وہ سنہ 79 میں فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ یوسف ابن محمد حاکم بنا۔ اس نے متواتر اسے لکھا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور ان میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ مطیع ہو گئے۔ اس نے پھر اپنے کارندوں کو اس کی طرف بھیجا اور اپنے بھائی حماد کو اشیر کا حاکم بنایا۔ اس دوران زناتہ کے ساتھ لڑائی لمبی ہو گئی اور ان میں سے سعید بن خزرون اس کے پاس آ گیا۔ وہ ہمیشہ ہی اس کا اطاعت گزار رہا یہاں تک کہ سنہ 81 میں فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا فلفول بن سعید پھر حکمران بنا۔ جب ابوالبہار بن زیری نے سنہ 79 میں بغاوت کی تو منصور نے اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے سامنے سے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ اس دوران اہل تاہرت نے منصور کی مدد کی تو وہ ابوالبہار کے تعاقب میں گیا یہاں تک کہ اس کی فوج کم رہ گئی لہذا اسے واپسی کا مشورہ دیا گیا، تو وہ واپس آ گیا۔ بعد ازاں ابوالبہار نے ابو عامر حاکم اندلس کو مدد کے متعلق پیغام بھیجا اور اس بارے میں اپنے بیٹے کو گروہ رکھا۔ اس نے پھر فاس میں دعوت اموی کے نگران زیری بن عطیہ زنائی کو لکھا کہ اس کے ساتھ ایک دفعہ احسان کیا جائے لہذا زیری نے اس کی مدد کی اور مدت تک وہ متفق الرائے رہے۔ بعد ازاں بدر بن لیلی نے ان دونوں سے لڑائی کی لہذا ان دونوں نے اسے شکست دی اور وہ فاس اور اس کے اردگرد کے مالک بن گئے۔ سنہ 82 میں پھر ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ ابوالبہار اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سنہ 82 میں منصور کے پاس قیروان میں گیا، تو اس نے اس کی عزت افزائی کی، انعام و اکرام دیا اور اسے تاہرت کی حکمرانی دی۔ پھر سنہ 85 میں منصور کی وفات ہو گئی۔

بادیس بن منصور کی تخت نشینی

جب منصور فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے منصور نے سنبھالی اور اس نے اپنے چچا یطوفت کو تاہرت کی حکمرانی دی۔ اس نے اپنی فوج کو اپنے دو چچوں یطوفت اور حماد کے ساتھ زنا تہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ لہذا وہ زنا تہ سے شکست کھا کر ان کے آگے بھاگتے ہوئے اشیر آ گئے۔ سنہ 89 میں وہ خود زیری بن عطیہ کے مقابلے میں مغرب کی طرف واپس پر گیا۔ لہذا بادیس نے اپنے بھائی یطوفت کو تاہرت اور اشیر کا حکمران بنایا۔ جب اس کے چچوں بلکس، زادی، حلال اور معتز اور عزم نے اس کی مخالفت میں یطوفت کی فوج کو لوٹ لیا تو ان میں سے کچھ بھاگ گئے۔ ابوالباران کے کاموں سے بیزاری کرتے ہوئے پہنچا اور سلطان بادیس، فلفول بن سعید کے ساتھ لڑنے میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم بنی خزرن کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس نے پھر اپنے چچا حماد کو بنی زیری کے ساتھ لڑائی کرنے کو بھیجا تو بنی زیری نے فلفول کے ساتھ دوستی کر لی وہ پھر حماد کی طرف واپس آئے، تو اس نے انہیں شکست دی اور ان میں سے ماکس کو الحمتہ الکلاب میں گرفتار کر لیا جبکہ حسن اور بادیس کی اولاد کو قتل کر دیا جیسا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے۔ وہ انہیں جبل سنوہ میں لے گیا۔ لہذا حماد نے ان کے ساتھ کئی روز تک لڑائی کی اور ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اندلس سے لڑے گا۔ بعد ازاں وہ سنہ 91 میں عامر کے پاس چلے گئے اور زیری بن عطیہ مگرادی ماکس کی وفات کے نو دن بعد مر گیا۔ اس کے بعد بادیس اپنے چچا حماد کے پاس فلفول کی لڑائیوں میں مدد طلب کرنے کے لئے واپس آیا، تو مغرب اس کی واپسی سے مضطرب ہو گیا۔ زنا تہ نے پھر فساد برپا کیا، راہ گیروں کو نقصان پہنچایا اور مسیلہ اور اشیر کا محاصرہ کر لیا لہذا بادیس نے اپنے چچا حماد کو ان کے مقابلے میں بھیجا اور خود بھی سنہ 95 میں اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ حماد نے پھر مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس نے زنا تہ میں خوب خونریزی کی اور قلعہ شہر کی حد بندی کی پھر بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تیجس اور قسنطینہ کی عملداری میں جائے اور نفاعیہ کے حالات معلوم کرے لیکن اس نے انکار کیا اور اس کی مخالفت کی۔ اس نے پھر اس کی طرف اس کے بھائی بادیس کو بھیجا لہذا وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور بادیس نے ان پر چڑھائی کی۔ وہ پھر اس کی تلاش میں شلف کی طرف گیا اور کچھ فوج بھی اس کی طرف بھیجی تو بنو توجین اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی فوج میں اکٹھے ہو گئے۔ ان کے امیر عطیہ بن داخلین اور بدر بن انمان بن المعتز نے ان سے حسن سلوک کیا اور حماد نے داخلین کو قبول کر لیا۔ بعد ازاں بادیس نہرواصل پر پہنچا اور حماد قلعہ کی طرف واپس آ گیا تو بادیس نے اس کا تعاقب کیا اور وہاں پر اس کا مقابلہ کیا وہ سنہ 406 میں اپنی چھاؤنی میں گیا تو اچانک فوت ہو گیا حالانکہ وہ مصریہ میں اپنے اصحاب کے درمیان سویا ہوا تھا یوں وہ پھر واپس چل پڑے اور انہوں نے بادیس کو اس کی لکڑیوں پر اٹھالیا۔

المعز بن بادیس کا حکمران بننا

جب بادیس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس کے آٹھ سالہ بیٹے المعز کی بیعت کی گئی، فوج نے پہنچ کر اس کی بیعت عامہ کی پھر حماد، مسیلہ اور اشیر میں داخل ہو گیا۔ اور لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے باعانہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب المعز کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس پر چڑھائی کی۔ وہ باعانہ ہو گیا اور اس سے لڑائی کی۔ یوں حماد نے شکست کھائی اور اس کی فوج نے اطاعت اختیار کر لی تو اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ اس کے حالات میں لکھا ہے کہ المعز نے اس کا بڑا استقبال کیا، پیادہ پا چل کر اسے سلام کہا۔ اور اس کی مہمان نوازی کے لئے محلات کو مندرش لیا گیا پھر اسے عظیم القدر انعامات دیئے۔ یوں افریقہ اور قیروان میں المعز کی حکومت مسلسل قائم رہی اور یہ بربری افریقیوں کی سب سے بڑی اور خوشحال حکومت تھی۔ ابن الرقیق نے والئم، ہدایا اور عطیات وغیرہ کے ایسے حالات درج کئے ہیں جو ان کے بیان کئے گئے واقعات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صندل کی ڈبیہ، باعانہ کے گورنر نے سوانٹ کا بوجھ مال دے کر لی اور یہ بھی کہ بادیس نے فلفول بن مسعود زنا تہ کو تیس اونٹ کا بوجھ مال دے کر لی۔ ان کے بعض بڑے خاندان عود ہندی کو سونے کے کیلوں کے بدلے میں لیتے تھے یہ بھی کہ بادیس نے فلفول بن مسعود زنا تہ کو تیس اونٹ کا بوجھ مال اور اسی (80) تخت دیئے اور یہ بھی درج ہے کہ صفاقس کی جانب بعض ساحلی عملداریوں کا عشر پچاس ہزار قفیر ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے اور زنا تہ کے درمیان لڑائیاں برپا ہوتی تھیں اور ان سب میں اسے غلبہ ہوتا تھا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ المعز رافضہ کے مذہب سے منحرف اور سنی مذہب کا

پیروکار تھا لہذا اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے مذہب کا اعلان کیا اور رافضہ پر لعنت ڈالی۔ ایک روز وہ پھر اپنے گھوڑے کبابہ پر سوار ہو کر گیا کہ جو بھی رافضہ میں سے ملے گا، وہ اسے قتل کر دے گا۔ اس نے پھر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نام پر مدد مانگی۔ عوام نے اس کی آواز کو سنا تو اسی وقت انہوں نے شیعوں پر حملہ کر دیا اور انہیں بری طرح قتل کیا۔ اس روز رافضہ کے داعی بھی قتل کر دیئے گئے جس کی وجہ سے قاہرہ کے خلفائے شیعہ غضبناک ہو گئے۔ ان کے وزیر ابو القاسم جرجانی نے اسے اغتباہ کرتے ہوئے مخاطب کیا لیکن وہ اس کے خلفاء پر تعریض کرتے ہوئے اس سے گفتگو کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی۔ یوں سنہ 440 میں مستنصر کے عہد میں جو ان کے خلفائے شیعہ تھے، ان کے لئے دعا کرنا ختم ہو گیا اور اس نے اس کے جھنڈوں کو جلا دیا، اس کا نام اپنے کپڑوں کے نقش و نگار اور سکوں سے منادیا۔ اس نے قائم بن قادر جو خلفائے بغداد میں سے تھا، اس کے لئے دعا کی تو اس کے پاس قائم کا پیغام آیا۔ اس کے داعی ابو الفضل بن عبد الواحد تمیمی کے ساتھ اس کا دوستانہ خط بھی آیا لہذا مستنصر نے اسے پھینک دیا۔ یہ مغرب میں عبیدیوں کا خلیفہ تھا اور ان لوگوں میں تھا جو ہلائیوں میں سے قرامطہ کے ساتھ تھے اور وہ ریاح زغبہ اور اشح تھے۔ یہ کام اس کے وزیر ابو محمد الحسن بن علی الباروزی کی مشارکت سے ہوا۔ جیسا کہ ہم نے عربوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے حالات میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے شہروں میں آ کر راستوں اور بستوں کو خراب کر دیا تو المعز نے ان کی طرف اپنی فوجوں کو بھیجا، پھر انہوں نے انہیں شکست دی لہذا وہ ان کے مقابلہ میں جلدی سے گیا اور جبل حیدران میں ان سے لڑائی کی تو انہوں نے اسے بھی شکست دی اور اس نے قیروان میں پناہ لی۔ انہوں نے پھر اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے ایذا دینے لگے۔ اس دوران شہر میں ان کا فساد کرنا اور رعایا کو ان کا مجبور کرنا طویل ہو گیا۔ یہاں تک کہ افریقہ برباد ہو گیا۔ المعز پھر سنہ 49 میں اپنے محافظ مونس بن یحییٰ المصری امیر ریاح کے ساتھ قیروان سے نکلا اور اس کی حفاظت میں اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد مہدیہ چلا گیا۔ وہ پھر وہیں فروکش ہو گیا اور اس کا بیٹا تمیم بھی یہاں آیا ہوا تھا۔ لہذا اس کے ہاں مہمان اترے۔ عربوں نے قیروان میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا۔ تو المعز نے مہدیہ میں قیام کیا اور مزید ہلاکت شہروں میں پھیل گئی۔ حمد بن منیل برغواطی صفاس شہر پر غالب آ گیا اور اس نے سنہ 51 میں اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں سوسہ نے مخالفت کی اور وہاں باشندے اپنے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ جبکہ تونس آخر کار ناصر بن علناس بن حماد، حاکم قلعہ کی حکومت میں شامل ہو گیا۔ اس نے ان پر عبد الحق بن خراسان کو والی مقرر کر دیا لہذا وہ اپنے آپ کو ولایت سے خاص کرنے لگا۔ وہ اس کے اور اس کے بیٹوں کے قبضے میں رہی۔ موسیٰ بن یحییٰ پھر قابس پر غالب آ گیا اور اس کا عامل المعز بن محمد منہاجی اس کی ولایت کی طرف آ گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بھی آ گیا جیسا کہ اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ تیسرے یہ کہ آل یدریس بادشاہ بنی اور خروج میں تقسیم ہو گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں المعز کی وفات کے بعد جو سنہ 54 میں ہوئی بیان کریں گے۔

تمیم بن المعز کا بیان

جب المعز فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے تمیم نے سنبھالی یوں عرب افریقہ میں اس پر غالب آ گئے۔ اب اس کے پاس صرف فصیل کے اندر کا علاقہ تھا مگر وہ ان کے درمیان مخالفت پیدا کر دیتا اور ایک کو دوسرے پر مسلط کر دیتا تھا۔ اس دوران برغواطی حاکم صفاس نے اس پر چڑھائی کی تو تمیم اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اب عرب منتقم ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے، یوں جموں اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی۔ یہ سنہ 5 کا واقعہ ہے وہ پھر وہاں سے سوسہ چلا گیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا تو انہوں نے ابن خراسان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ تمیم کی اطاعت میں آ گیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو قیروان کی طرف بھیجا جہاں المعز کی طرف سے قائد بن میمون منہاجی حاکم مقرر تھا لہذا اس نے تین دن قیام کیا پھر ہواد نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ اب تمیم نے اس کی طرف فوجوں کو بھیجا اور وہ ناصر کے ساتھ جا ملا تو قیروان نے اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر چھ دن کے بعد حمون بن منیل برغواطی کی طرف صفاس واپس آیا اور اس کے لئے مہنی بن علی امیر زغبہ سے قیروان خرید لیا۔ اسے اس نے اس پر اور اس کے قلعے پر سنہ 70 میں حاکم بنا دیا۔ اس دوران میں تمیم اور ناصر حاکم قلعہ کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہیں جنہیں ان عربوں نے بڑھایا تھا جو کہ ناصر کو اس کے قلعے میں بلاتے تھے۔ وہ بلاد افریقہ میں اس کی فوجوں کو تباہ کرتے تھے۔ اکثر اوقات وہ افریقہ کے کسی شہر پر قبضہ بھی کر لیتا تھا۔ وہ پھر اس کے بعد اس کے گھر چلے جاتے یہاں تک کہ سنہ 70 میں دونوں نے صلح کر لی۔ اب تمیم نے اسے

اپنی بیٹی دے کر اس سے رشتہ داری کی۔ سنہ 74 میں تمیم نے قابس پر حملہ کیا جہاں پر ماضی بن منہاجی اپنے بھائی ابراہیم کے بعد والی تھا لہذا اس نے اس کا محاصرہ کر لیا، اور پھر اسے چھوڑ دیا۔ بعد ازاں عربوں نے سنہ 76 میں مہدیہ میں اس کے ساتھ مقابلہ کیا پھر اسے چھوڑ دیا۔ اس نے انہیں شکست دی اور وہ قیروان جا کر اس میں داخل ہو گئے۔ بعد ازاں اس نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور اس کے دور میں اس کا مالک نصری تھا جسے اس نے سنہ 80 میں مہدیہ پر فوج کشی کے لئے بھیجا تھا۔ وہ وہاں پر تین سو کشتیوں اور تیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اترے اور اس پر اور رذیلہ پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد تمیم نے مہدیہ اور رذیلہ کے لٹ جانے کے بعد انہیں ایک لاکھ دینار دے کر مہدیہ کو ان کے قبضہ سے چھڑا لیا اور اس کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سنہ 89 میں قابس پر غالب آ گیا اور اسے اپنے بھائی عمر بن المعز سے چھین لیا جس کی اہل قابس نے قاص بن ابراہیم کی موت کے بعد بیعت کر لی تھی۔ اس کے بعد اس نے سنہ 93 میں صفاس پر قبضہ کر لیا اور حمو بن ملیل وہاں سے نکل کر قابس آ گیا۔ اسے لکی بن کامل الدہمانی نے پناہ دی یہاں تک کہ وہ وہیں مر گیا۔ بعد ازاں ریاح نے زغبہ اور افریقہ پر سنہ 67 کے قریب غلبہ پالیا اور اسے وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد بطون ریاح میں سے اخضر نے باجہ شہر پر غلبہ پالیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تمیم سنہ 501 میں فوت ہو گیا۔

یحییٰ بن تمیم کی تخت نشینی

جب تمیم بن المعز فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا یحییٰ حکمران بنا اور اس کی حکومت کا آغاز امکیہ کی فتح سے ہوا۔ اس پر ابن محفوظ باغی نے غلبہ حاصل کر لیا تھا اور اہل صفاس بھی اس کے بیٹے ابو الفتوح کے باغی ہو گئے تھے۔ اس نے ان میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ کیا اور دوبارہ عبیدیوں کی اطاعت اختیار کر لی، یوں اسے پیغامات اور ہدایا پہنچنے لگے۔ اس نے پھر نصاریٰ اور بحری بیڑوں سے لڑائی کرنے میں اپنے عزائم کو صرف کر دیا اور ان کے حصول میں حد درجہ کوشش کی۔ اس نے فوجوں کو دارالحرب کی طرف لوٹا دیا یہاں تک کہ عیسائیوں نے اسے سمندر کے پیچھے یعنی بلاد افریقہ، جنوہ اور سردانیہ سے جری کا لقب دیا۔ اس سلسلے میں اس کے کارنامے بہت روشن ہیں۔ وہ سنہ 509 میں اچانک اپنے محل میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

جب یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا علی حکمران بنا۔ اس دوران ابو بکر ابی جابر فوج اور اپنے ہم پایہ عرب امراء کے ساتھ آیا۔ اس وقت منہاجی عسکری امراء میں سے محاض بن لفظ الاجم سب سے بڑا تھا لہذا وہ سب اس کے پاس آئے ہو گئے اور اس کی بیعت مکمل ہو گئی۔ وہ پھر تونس کے محاصرے کے لئے گیا یہاں تک کہ احمد بن خریان نے اطاعت اختیار کر لی تو اس نے جبل اور سلات کو فتح کر لیا۔ وہ اپنی قوم کے پچھلے امراء کے مقابلے میں طاقتور تھا لہذا اس نے میمون بن زیاد صحری معادی کے ساتھ امراء عرب کی ایک فوج اس کی طرف بھیجی، انہوں نے اسے بھی فتح کر لیا اور وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ دستور کے مطابق مصر کے خلیفہ کا اپنی پیغامات اور ہدایا کے ساتھ پہنچ گیا پھر سنہ 511 میں وہ فاس میں رافع بن مکن کے محاصرے کے لئے گیا۔ اس کے لئے قبائل بادغ نے جو بنی علی سے ہیں اور ریاح کا ایک بطن ہیں، اس نے اپنے نام لکھائے جیسا کہ ہم اسے رافع کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے بعد رجار حاکم صقلیہ کے درمیان مملات رجار میں لڑائی چھڑ گئی۔ رافع بن کامل اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کی مدد کر رہا تھا۔ علی بن یحییٰ نے بھی اپنے بحری بیڑے سے کام لیا۔ اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا لیکن وہ سنہ 515 میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

حسن بن علی کی حکمرانی

جب علی بن یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بارہ سالہ بیٹا نوخیز بچہ حسن بن علی حکمران بنا۔ اس کے غلام صندل نے اس کی اصل حکومت کی ذمہ داری سنبھالی پھر صندل فوت ہو گیا، تو اس کے غلام موفق نے اس کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس وقت اس کے باپ نے رجار کے ساتھ خوف کے وقت خط و کتابت کی تھی جس میں اسے مرا بطین ملوک مغرب سے ڈرایا گیا تھا کیونکہ ان کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی۔ اتفاق سے احمد بن میمون جو مرا بطین کے بحری بیڑے کا سالار تھا، اس نے صقلیہ سے لڑائی کی اور اس میں سے ایک بستی کو فتح کر لیا۔ اس نے اس کے باشندوں

کو سنہ 16 میں قیدی بنایا اور قتل کیا لہذا رجار کو شبہ نہیں ہوا کہ یہ سب کیا دھرا حسن کا ہے۔ یوں اس کے بحری بیڑے مہدیہ کی طرف آگئے جس کے سالار عبدالرحمن بن عبدالعزیز اور جرجی بن محامیل انطا کی تھے۔ یہ جرجی نصرانی تھا جو مشرق سے ہجرت کر کے آیا تھا، اس نے عربی زبان سیکھی، حساب میں ماہر ہوا اور شام میں انطا کیہ میں شائستگی حاصل کی۔ لہذا تمیم نے اسے منتخب کر لیا اور وہ اس پر چھا گیا۔ یحییٰ اس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔

جب تمیم فوت ہو گیا، تو جرجی نے رجار کے ساتھ ملنے کے لئے ایک حیلہ اختیار کیا اور پھر اس کے ساتھ جا ملا۔ یوں وہ اس کے ہاں صاحب مرتبہ ہوا تو اس نے اسے اپنے بحری بیڑے کا سالار مقرر کر دیا۔ اس کے بعد جب وہ مہدیہ کے حصار سے عاجز آ گیا، تو اس نے اسے محاصرے کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ تین سو کشتیوں میں گیا اور وہاں پر عیسائیوں کی بہت تعداد موجود تھی جن میں ایک ہزار سوار تھے۔ حسن نے بھی ان کے ساتھ لڑائی کرنے کی تیاری کر لی تھی لہذا اس نے جزیرہ قوصہ کو فتح کر لیا اور مہدیہ کی طرف چلے۔ وہ ساحل پر اترے، وہاں خیمے لگائے اور قصر دہانین اور جزیرہ املس پر قبضہ کر لیا۔ ان میں بار بار لڑائی ہوئی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پالیا۔ وہ پھر ان میں مسلسل خونریزی کرنے کے بعد صقلیہ واپس آگئے۔ محمد بن میمون جو مرا بطین کا سالار تھا، اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہنچا، اور اس نے صقلیہ کے نواح میں فساد مچا دیا۔ رجار نے لڑائی کو دوبارہ مہدیہ کی طرف لے جانے کا قصد کیا لیکن پھر حاکم بجایہ یحییٰ ابن عزیز کا بحری بیڑا مہدیہ کے محاصرہ کے لئے پہنچ گیا۔ اس کی فوجیں خشکی میں اپنے سالار مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کے ساتھ پہنچ گئیں لہذا حسن نے رجار کے بحری بیڑے کی بھی مدد مانگی۔ اس نے اسے مدد دی۔ اب مطرف اپنے علاقے کی طرف چلا گیا اور حسن مہدیہ پر قبضہ کے لئے ٹھہرا رہا۔ رجار نے پھر اس کے خلاف خروج کر دیا اور پھر اس کے ساتھ لڑنے لگا۔ وہ مسلسل اس کی طرف غازیوں کو بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑے کا سالار جرجی بن فنا سل سنہ 543 میں مہدیہ پر غالب آ گیا۔ وہ اپنے بحری بیڑے کی تین سو کشتیوں میں وہاں پہنچا۔ اب اس نے ان کی مدد کرنا چھوڑ دی کیونکہ وہ اس کی مدد کو آئے تھے۔ حسن کی فوج پھر دادخواہی کے لئے محرز بن زیاد فداعی کے پاس گئی جو علی بن خراسان حاکم تونس کا ساتھی تھا مگر اسے کوئی دادخواہ نہ ملا لہذا اسے مہدیہ سے نکال دیا گیا۔ اور وہ وہاں سے چلتا بنا۔ لوگوں نے پھر اس کا پیچھا کیا اور دشمن نے بھی شہر میں آ کر بغیر کسی رکاوٹ کے قبضہ کر لیا۔

جرجی نے حمل کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ وہ تھا اور حسن نے اس سے ہلکی چیزوں کے سوا کوئی چیز نہ اٹھائی تھی وہ شاہی ذخائر کو بھی چھوڑ گیا تھا۔ لہذا اس نے لوگوں کو امان دی، انہیں اپنی حکومت کے ماتحت رکھا اور بھگوڑوں کو ان کے جگہوں پر واپس کیا۔ اس نے پھر بحری بیڑے کو صفا قس کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح اس نے سوسہ اور طرابلس پر بھی قبضہ کر لیا۔ حاکم صقلیہ رجار نے تمام ساحلی علاقوں پر قبضہ اور وہاں کے باشندوں پر جزیہ لگا دیا اور ان پر حکمران مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ عبدالمومن شیخ یعنی الموحدین کے امام مہدی کے خلیفہ نے انہیں کفر کے قبضے سے چھڑایا۔ مہدیہ پر عیسائیوں کے قبضہ کے بعد حسن بن یحییٰ ریاحی عربوں اور ان کے سردار محرز بن زیاد فداعی حاکم قلعہ سے جا ملا لیکن وہاں اسے کوئی ساتھی نہیں ملا تو اس نے حافظ عبدالجید کے پاس مصر آنا چاہا تو جرجی نے اسے تیار کیا جب اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا اور بونہ چلا آیا۔ وہاں پر حارث بن منصور اور اس کا بھائی عزیز رہتے تھے پھر وہ قسنطینہ چلا گیا جہاں پر سبع بن العزیز رہتا تھا جو حاکم بجایہ یحییٰ کا بھائی تھا۔ لہذا اس نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ کوئی اسے الجزائر پہنچا دے۔ وہ پھر ابن العزیز کا مہمان بنا تو اس نے اس کی بہت اچھی مہمان نوازی کی اور اس کے پڑوس میں رہا یہاں تک کہ موحدین نے مغرب اور اندلس پر قبضہ کرنے کے بعد سنہ 47 میں الجزائر کو فتح کیا وہ پھر عبدالمومن کے پاس چلا گیا جو اسے نہایت عزت کے ساتھ ملا اور وہ اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اسے اپنی پہلی لڑائی میں افریقہ اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر سنہ 57 میں دوسری لڑائی میں بھی لے گیا۔ لہذا اس نے مہدیہ سے لڑائی کی اور کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس نے پھر اسے سنہ 55 میں فتح کر لیا اور حسن کو وہاں پر آباد کیا۔ اس نے اسے وحیش کی جاگیر دی اور وہاں پر آٹھ سال مقیم رہا۔ بعد ازاں یوسف بن عبدالمومن نے اسے بلا لیا تو وہ اپنے اہل کے ساتھ مراکش چلا گیا لیکن با بار لو کے راستے میں تاسنا کے مقام پر وہ سنہ 36 میں فوت ہو گیا۔ والسہ وارث الارض ومن علیہا وهو خیر الوارثین ورب الخلائق اجمعین۔

منہاجہ کے واقعات کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

قیروان پر غلبہ حاصل ہو گیا اور المعز نے بھی اسلام قبول کر لیا تو وہ مہدیہ کی طرف گیا، یوں افریقہ میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی۔ عربوں نے پھر علاقوں اور عملدار یوں کو تقسیم کر لیا۔ لیکن بہت سے علاقوں مثلاً اہل سوسہ، صفاقس اور قابس نے ملوک آل بادیس کی ماتحتی سے انکار کر دیا اور اہل افریقہ کے عوام ملوک قلعہ بنی حماد کی طرف چلے گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ یوں تونس المعز کی حکومت سے منقطع ہو گیا۔ اس کے سردار ناصر بن علناس کے پاس گئے تو اس نے ان پر عبدالحق بن عبدالعزیز بن خراسان کو حاکم بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل تونس میں سے تھا مگر زیادہ درست بات یہ ہے کہ وہ قبائل منہاجہ میں سے تھا لہذا اس نے ان کی حکومت کو سنبھالا اور انہیں ان کی حکومت میں شامل کیا۔ وہ ان کے پاس گیا اور ان سے حسن سلوک کیا۔ اس نے ان کے ساتھ نواح کے عربوں سے ان کی ضرر رسائی کو روکنے کے لئے مقررہ ٹیکس پر صلح کی۔ بعد ازاں تمیم مہدیہ سے سنہ 55 میں اپنی فوج کے ساتھ مغرب گیا اور اس کے ساتھ یحییٰ بن علی امیر زغیبہ بھی تھا۔ یوں اس نے چار ماہ تک تونس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ ابن خراسان نے اس سے صلح کر لی اور اس کی اطاعت بھی اختیار کر لی۔ اس پر اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے احمد بن عبدالعزیز نے اپنے چچا اسماعیل بن عبدالحق سے بڑھ کر اپنے منصب اور ابو بکر سے قرابت کے لحاظ سے اس کی حکومت کو سنبھالا لہذا وہ اپنی جان کے خوف کے مارے وہاں ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں احمد، سرداروں کی سیرت سے بغاوت کر کے تھلق کی طرف گیا اور اس نے انہیں خوب دبا یا۔ وہ بنی خراسان کے مشاہیر رؤسا میں سے تھا۔ لہذا اس نے چھٹی صدی کے آغاز میں تونس کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اسے کنٹرول کیا۔ اس نے اس کی فصیلیں بنائیں اور راستوں کی اصلاح کے لئے عربوں کو کام پر لگایا۔ یوں اس کی حالت درست ہو گئی۔ اس نے بنی خراسان کے محل بنائے اور وہ علماء کا ہم نشین اور ان کا محبوب دوست تھا۔ علی بن یحییٰ بن عزیز بن تمیم نے سنہ 510 میں اس سے مقابلہ کیا اور اس پر تنگی کر دی، اس نے اپنی غرض کی تکمیل کے لئے اسے ہٹایا لہذا وہ اس سے ہٹ گیا۔ بعد ازاں خانم بجایہ عزیز بن منصور کی فوجوں نے اس سے مقابلہ کیا تو وہ سنہ 14 میں اس کی اطاعت میں واپس آ گیا اور وہ مسلسل تونس کا والی رہا، یہاں تک کہ سنہ 22 میں مطرف بن علی بن حمدون جو یحییٰ بن عزیز کا سالار تھا، بجایہ سے فوجوں کے ساتھ افریقہ گیا۔ اس نے اس کے عام شہروں پر قبضہ کر لیا اور تونس پر غالب آ کر وہاں کے والی احمد بن عبدالعزیز کو نکال دیا۔ وہ اسے پھر اہل و عیال سمیت بجایہ لے آیا۔ اس نے عزت افزائی کے طور پر ابن منصور کو جو یحییٰ بن عزیز کا چچا تھا، تونس کا حاکم بنایا اور وہ مرنے تک وہاں کا والی رہا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابو الفتح مرنے تک وہاں کا حکمران رہا اور اس کی جگہ پھر اس کا بیٹا محمد حکمران بنا تو اس کا کردار خراب ہو گیا اور اسے معزول کر دیا گیا۔ اس کی جگہ پھر اس کا چچا معد بن منصور حکمران بنا یہاں تک کہ سنہ 43 میں مہدیہ اور اس کے سواحل پر جو بسوسہ اور صفاقس اور طرابلس کے درمیان میں ہیں عیسائیوں کا غلبہ ہو گیا اور وہ صقلیہ کے حکمران کے ماتحت ہو گئے۔ انہوں نے حسن بن علی کو نکال دیا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے لہذا اہل تونس تیاری اور احتیاط میں لگ گئے۔ اس بارے میں انہوں نے اپنے والی پر اعتماد کیا اور ان کے باغی منتشر ہو گئے۔ بعض دفعہ انہوں نے اس پر حملہ بھی کیا۔ اور عبیدہ کو اس کے دیکھتے دیکھتے قتل کر دیا۔ انہوں نے اس کے خواص کے متعلق اس سے زیادتی کی لہذا اس کا بھائی یحییٰ، بجایہ سے گیا اور بحری بیڑے میں سوار ہو گیا۔ وہ عزیز بن دامال کو جو منہاجہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا، اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا اور وہ ان کے درمیان قیام پذیر رہا۔ وہ مسلسل اس پر حملے کرتے رہے۔ معلقہ میں ان کے پڑوس میں محرز بن زیاد امیر بنی علی بھی تھا جو بطون رباح میں سے تھا۔ اس نے معلقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے اور اہل تونس کے درمیان مسلسل لڑائی رہتی تھی اور دونوں کے درمیان رن پڑتا تھا۔ محرز اہل تونس کے خلاف حاکم مہدیہ کی فوجوں سے مدد لیتا تھا یہاں تک کہ مہدیہ پر فتح حاصل ہو گئی، یوں ان کے درمیان بلد میں لڑائی چھڑ گئی اور اہل باب سویقہ اور اہل باب جزیرہ کے درمیان رن پڑا جو کہ اپنے

امور میں قاضی عبدالمعتم بن امام ابوالحسن کی طرف رجوع کرتے تھے۔ جب عبدالمومن بجایہ اور قسطنطینہ پر غالب آیا، وہ عرب تھے لہذا وہ مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد عربوں نے جو کچھ افریقیوں سے سلوک روا رکھا تھا، اس کی شکایات افریقی رعایا کی طرف سے اس کے پاس پہنچیں تو اس نے موحدین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے عبداللہ کو بجایہ سے افریقہ کی طرف بھیجا، تو اس نے سنہ 52 میں تونس سے لڑائی کی اور وہ محفوظ ہو گئے۔ وہ پھر حرز بن زیاد اور اس کی عرب قوم ان کے ساتھ داخل ہو گئے اور ان کی فوج اکٹھی ہو گئی۔ وہ پھر موحدین کے مقابلے میں نکلے اور ان پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے انہیں تونس سے بھگا دیا اور اس دوران میں ان کا امیر عبداللہ بن خراسان ہلاک ہو گیا جس کی جگہ علی بن احمد بن عبدالعزیز پانچ ماہ تک امیر بنا۔ اس دوران عبدالمومن نے تونس پر چڑھائی اور وہ اس کا امیر تھا لہذا وہ اس کی اطاعت میں آ گئے جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعد ازاں علی بن احمد بن خراسان اپنے اہل و عیال کے ساتھ مراکش چلا گیا اور سنہ 54 میں راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حرز بن زیاد معلقہ سے الگ ہو گیا اور اس کی قوم اس کے پاس اکٹھی ہو گئی۔ عربوں نے پھر موحدین کی مدافعت کی اور وہ قیروان میں اکٹھے ہو گئے۔ جب عبدالمومن کو اپنی لڑائی سے مغرب کی طرف واپسی پر اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف فوج بھیجی اور انہیں قیروان میں آیا لہذا وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے انہیں قتل کیا، قیدی بنایا اور ان کے امیر حرز بن زیاد کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسے قتل کر کے قیروان میں اس کے اعضاء کو صلیب دیا گیا۔

والله يحكم ما يشاء لا معقب لحكمته وهو على كل شئ قدير۔

بنی الرند یعنی قفصہ کے حکمرانوں کے حالات کی روداد

جب عربوں نے افریقہ پر غلبہ پالیا اور صنهاجی حکومت کا نظام کمزور پڑ گیا تو المعز قیروان سے مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ اس وقت قفصہ میں منہاجہ کا ایک عامل عبداللہ بن محمد بن الرند تھا جس کا اصل حرمہ تھا اور وہ بنی صدغیان سے تھا جبکہ ابن خیل، بنی مرین میں سے جو مغرادرہ میں سے ہیں اور ان کا مسکن جو یسین نغرادہ میں تھا لہذا اس نے قفصہ کا کنٹرول کیا اور اس سے فساد کے ضرر کو دور کیا۔ اس نے پھر عربوں سے خراج پر صلح کی لہذا راستے درست ہو گئے اور حالات ٹھیک ہو گئے۔ اس نے پھر اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی اور سنہ 45 میں حکم کی بجا آوری کو اپنے گلے سے اتار دیا۔ وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا۔ رفتہ رفتہ توز، قفصہ، سوس، الحامہ، نغزادہ اور قسطنطینہ کے بقیہ علاقوں نے بھی اس کی بیعت کر لی لہذا اس کی حکومت اور سلطنت مضبوط ہو گئی اور شعراء اور قصیدہ گو اس کے پاس آنے لگے۔ وہ خود اہل دین کی تعظیم کرنے والا تھا یہاں تک کہ سنہ 65 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المعزز حاکم بنا جس کی کنیت ابو عمر تھی۔ لوگوں نے اس کی بھی اطاعت اختیار کر لی۔ یوں اس نے امور کا کنٹرول کیا، اموال کو اکٹھا کیا اور لوگوں سے نیک سلوک کیا۔ وہ جلد نمودہ، جبل ہوارہ اور دیگر بلاد قسطنطینہ اور اس کے مضافات پر غالب آ گیا اور نابینا ہونے کی وجہ سے اس کی سیرت اچھی رہی۔ اس کی زندگی ہی میں اس کا بیٹا تمیم فوت ہو گیا، تو اس نے اپنے دوسرے بیٹے یحییٰ بن تمیم کے لئے وصیت کی اور اس نے حکومت سنبھالی۔ اس کی حکومت میں بھی وہ مسلسل اچھے حالات رہے یہاں تک کہ سنہ 54 میں عبدالمومن نے ان سے لڑائی کی اور انہیں حکومت کرنے سے روک دیا انہیں بجایہ لے گیا۔ وہاں پر المعزز سنہ 57 میں 114 سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ عبدالمومن نے پھر قفصہ پر نعمان بن عبدالحق الممخانی کو حاکم بنایا لیکن پھر اس نے سلمان بسمون اجانا لکنفی کے ذریعہ اسے معزول کر دیا اور پھر اسے عمران بن موسیٰ منہاجی کے ذریعے معزول کر دیا۔ لہذا انہوں نے علی بن عبدالعزیز بن المعزز کو تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجے جو کہ ایک درزی کا کام کرتا تھا۔ لہذا وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے موحدین کے عامل عمران بن موسیٰ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر علی بن عبدالعزیز کو امیر بنایا لہذا اس نے اپنی حکومت کا انتظام کیا اور رعیت کی نگرانی کی۔ اس دوران یوسف بن عبدالمومن نے سنہ 63 میں اسے اس کے بھائی مسید ابوزکریا سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے اسے تنگ کر دیا اور اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر اسے اس کے اہل و عیال سمیت مراکش بھیج دیا۔ اور اسے سلا شہر میں اشغال کا افسر مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ یوں بنی الرند کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء لله وحده۔

ہلا لیوں کے بنی جامع کی روداد اور تمیم کی حکومت کا بیان

جب عرب افریقہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے المعز کو الصواجی پر غالب کر دیا تو قیروان میں اس کا مقابلہ کیا۔ اس وقت فاس میں المعز بن

محمد اور لمویہ منہاجی والی تھے۔ جبکہ اس کا بھائی، ابراہیم اور ماضی قیروان میں المعز کی فوجوں کے سالار تھے لہذا اس نے ان دونوں کو معزول کر دیا اس پر وہ ناراض ہو کر تونس بن یحییٰ کے ساتھ جا ملے اور یہ پہلا شخص تھا جس نے عربوں پر کنٹرول کیا۔ ان میں سے پھر ابراہیم کے مرنے تک اس کے ساتھ رہا۔ اور اس کی جگہ اس کا بھائی ماضی حکمران بنا جو بہت بد کردار تھا لہذا اہل قابس نے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ تمیم بن المعز کے عہد میں ہوا۔ انہوں نے پھر سلطان کے بھائی عمر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ عربوں کی اطاعت قبول کر لے۔ لہذا امیر منافشہ بکر بن کامل بن جامع نے جو دھمان میں سے تھا اور جو بنی علی میں سے رباح کا ایک بطن ہے، اس کی حکمرانی سنبھال لی۔ جب ثنی بن تمیم اپنے باپ سے الگ ہو کر اس کے ساتھ جا ملا تو اس نے اسے جواب دیا اور اس کے ساتھ مہدیہ جا کر لڑائی کی یہاں تک کہ وہ اسے سر نہ کر سکا لیکن وہ اس کی مختلف قسم کی بری باتوں سے آگاہ ہو گیا۔ اور مہدیہ کو چھوڑ گیا قابس کی قبولیت اور اپنی قوم میں دھمان کی امارت میں وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو رافع نے سنبھالا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ یہ وہی شخص ہے جس کی حکومت کے کارناموں میں سے ایک بحر عرو سین کی حد بندی کرنا بھی ہے۔ اس کا نام اس زمانے تک اس کی دیواروں پر لکھا ہوا ہے۔ جب علی بن یحییٰ نصاریٰ کے بحری بیڑے کا سالار بنا اور پھر ذوی قبائل عرب اور بحری بیڑوں کا سالار بنا تو سنہ 411 میں اس نے قابس پر چڑھائی کی۔ اس دوران ابن ابی الصلت نے کہا کہ قبائل عرب میں سے پانچ میں سے تین حکومتیں کر نیوالے سعید، محمد اور لہ ہیں اور پانچ میں سے چوتھے اکابر بنی مقدم ہیں۔ لہذا اس نے فحس قیروان میں انہیں امان دی جبکہ رافع قیروان کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے اہل نے اس کا انکار کیا پھر دھمان کے شیوخ نے اس کی بات نہیں مانی اور انہوں نے علاقوں کو تقسیم کر لیا جبکہ قیروان کو رافع کے لئے معین کیا۔ انہوں نے اسے قوت دی تو علی بن یحییٰ نے اپنی فوجوں اور عرب مدونہ کو قیروان میں رافع کے مقابلے میں بھیجا اور وہ ان سے لڑنے کو نکلا لیکن وہ رافع کے پیروکاروں کے ساتھ لڑائی کو جاتے ہوئے راستے میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں پھر میمون بن زیاد صحری نے رافع بن مکن کو سلطان سے صلح کرنے پر آمادہ کیا اور وہ ان کے درمیان اصلاح کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ لہذا اس نے صلح کر لی۔ یوں ان کے درمیان لڑائی ختم ہو گئی اور رشید بن کامل نے قابس کو سنبھال لیا۔ ابن جبیل کہتا ہے کہ اسی نے قصر عرو سین کا نقشہ بنایا اور رشیدی سکھ چلایا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن رشید حاکم بنا۔ جس پر اس کے غلام یوسف کا بہت اثر تھا۔ جب محمد اپنے بعض سرداروں کے ساتھ باہر گیا تو اپنے بیٹے کو یوسف کے پاس چھوڑ گیا۔ یوں یوسف نے اسے باہر نکال دیا تو وہ رجار کی اطاعت میں چلا گیا۔ اس دوران اہل قابس نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اسے ان سے دور کر دیا، وہ اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی عیسیٰ بن رشید اسے ملا۔ اس نے اسے سب حالات بتائے تو رجار نے اس وجہ سے ان کا کئی ایام تک محاصرہ کئے رکھا۔ بنی جامع میں سے آخری بادشاہ اس کا بھائی مدافع بن رشید بن کامل تھا۔ جب عبدالمومن، مہدیہ، صفاس اور طرابلس پر متغلب ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک فوج کے ساتھ قابس کی طرف بھیجا، یوں مدافع بن رشید قابس سے بھاگ گیا اور اسے موحدین کے سپرد کر گیا۔ وہ پھر طرابلس کے عربوں سے جا ملا تو انہوں نے اسے دو سال پناہ دی پھر یہ قابس میں عبدالمومن کے ساتھ آ ملا، اس نے اس کی عزت افزائی کی اور یوں بنی جامع سے موافقت کرنے والوں کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء لله وحده۔

رافع بن مکن کا طرابلس پر حملہ اور بنی بادیس کی حکومت کا بیان

اس دوران طرابلس پر صقلیہ کا حاکم رجار (خدا کی اس پر لعنت) اپنے سالار جرجی بن مخائیل انطاکی کے ذریعے سنہ 540 میں غالب آ گیا۔ اس نے مسلمانوں کو وہاں باقی رہنے دیا لیکن ان پر اپنا حاکم مقرر کیا۔ وہ نصاریٰ کی حکومت میں کچھ عرصہ رہے پھر ابو یحییٰ بن مطروح جو شہر کے رؤساء میں سے تھا، شہر کے سرداروں اور رؤساء کے ساتھ گیا، اور انہیں نصاریٰ پر حملہ کرنے میں شامل کر دیا لہذا وہ بھی اکٹھے ہو گئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے انہیں آگ سے جلا دیا جب عبدالمومن مہدیہ پہنچا اور اسے سنہ 55 میں فتح کیا تو ابو یحییٰ بن مطروح اور اہل طرابلس کے دوسرے سرکردہ لوگ اس کے پاس گئے، اس نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور اس نے ابن مطروح مذکور کو امیر بنایا۔ اس نے پھر انہیں ان کے شہر کو واپس کر دیا۔ لہذا وہ بڑھاپے تک ان کا امیر رہا لیکن پھر یوسف بن عبدالمومن کے بعد عاجز ہو گیا اور حج کرنے کا تقاضا کیا۔ یوں سید ابوزیری بن ابی حفص محمد بن عبدالمومن عامل تونس نے اسے حج کو بھجوایا لہذا اس نے سنہ 86 میں سمندر میں سفر کیا اور سکندریہ میں ٹھہر گیا۔ اس وقت صفاس کے والی بنی بادیس

کے ایام میں منہاجہ میں سے تھے یہاں تک کہ المعز بن بادیس نے اس پر اپنے پروردہ، منصور برغواطی کو حاکم بنایا جو کہ بڑا دلیر شہسوار تھا۔ یوں اسے افریقہ پر عربوں کے غلبہ کے ایام میں خروج کرنے اور المعز کے مہدیہ کی طرف بغاوت کی سوجھی تو اس کے عم زاد جمون ملیل برغواطی نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے دھوکے سے حمام میں قتل کر دیا۔ اس خبر پر اس کے عرب حلیف غضبناک ہو گئے اور انہوں نے حمو کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان کے لئے اتنا مال خرچ کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گئے۔ اس کے بعد جمون ملیل صفاس کا مخصوص حکمران بن گیا۔ جب المعز فوت ہو گیا، تو اسے مہدیہ پر قبضہ کرنے کی سوجھی لہذا اس نے اپنی عرب فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ تمیم نے اس کا مقابلہ کیا تو حمو اور اس کے اصحاب سنہ 55 میں شکست کھا گئے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے یحییٰ کو صفاس کے محاصرے کے لئے بھیجا تو اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہاں سے چلا گیا۔ تمیم بن المعز نے سنہ 93 اس پر چڑھائی کی اور اس پر غالب آ گیا۔ جب حمون بن کامل امیر قابس کے پاس گیا تو اس نے اسے پناہ دی، یوں صفاس تمیم کی ملکیت میں آ گیا۔ پھر اس کا بیٹا اس کا والی بنا جب نصاریٰ مہدیہ پر غالب آئے اور رجا کے سالار جرجی بن میخائیل نے سنہ 43 میں اس پر قبضہ کیا تو پھر انہوں نے صفاس پر قبضہ کیا اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا۔ انہوں نے عمر بن ابی الحسن القربانی کو اس کے مقام کی وجہ سے ان کا گورنر مقرر کیا اور اس کے باپ ابوالحسن کو قیدی بنا کر صقلیہ لے آئے۔ افریقہ کے سواحل میں سے جس جس جگہ پر رجا نے قبضہ کیا وہاں پر اس کا یہی طریقہ تھا کہ وہ ان کو زندہ رکھتا تھا اور ان میں سے کسی کو ان پر عامل مقرر کر دیتا تھا اور ان میں عدل و انصاف کرتا تھا یوں عمر بن ابوالحسن اپنے اہل شہر کا عامل بنا رہا۔ لیکن اس کا باپ ان کے پاس تھا۔ بعد ازاں صفاس میں رہنے والے نصاریٰ نے مسلمانوں پر دست درازی شروع کر دی اور انہیں تکلیف پہنچائی۔ جب ابوالحسن کو صقلیہ میں اپنی جگہ پر یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے عمر کو لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس فرصت سے فائدہ اٹھائے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرے لہذا عمر نے ان کے ساتھ سنہ 51 میں ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔ اس پر نصاریٰ نے اس کے باپ ابوالحسن کو قتل کر دیا۔ اسی وجہ سے باقی ماندہ سواحل نے بھی ان کے خلاف بغاوت کر دی۔ جب عبدالمومن نے رجا کے ہاتھوں سے مہدیہ کو حاصل کیا تو عمر اس کے پاس گیا اور اسے اپنی اطاعت کا یقین دلایا۔ اس نے اسے پھر صفاس کا امیر بنا دیا اور وہ ہمیشہ اس کا والی رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبد الرحمن والی بنا یہاں تک کہ یحییٰ بن غانیہ متغلب ہو گیا تو اس نے اسے حج کرنے کی رغبت دلائی لہذا اس نے اسے بھجو دیا اور وہ واپس نہیں آیا۔

منہاجہ پر عربوں کا اثر اور موحدین کا بیان

جب ابورجائحی نے عربوں کی جنگ کو بھڑکایا تو وہ المعز کو قیروان سے مہدیہ کی طرف لے گیا اور ان پر غالب آ گیا پھر اس کے ساتھ بدکاروں کی ایک جماعت آملی اور وہ جبل شعیب میں قلعہ قرینہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس وقت بزرگت کی جہت میں دو فریق رہتے تھے۔ جن میں سے ایک نجحی تھا اور وہ الورد کی قوم تھی۔ وہ پراگندہ طور پر باقی رہے۔ جب ان میں اختلاف پیدا ہو گیا، تو انہوں نے الورد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کے معاملے کو سنبھالے لہذا وہ ان کے شہر میں پہنچا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے اسے قلعہ بزرگت میں داخل کر دیا اور اسے اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے پھر عربوں سے ان کی نگہداشت کی اور انہیں ان کے نواح سے دور کر دیا۔ بنو مقدم، انج میں سے تھے اور دھمان، ریاح کے ایک لطن سے تھا۔ یہ لوگ ان کے نواح پر غالب تھے۔ لہذا اس نے ان سے خراج پر صلح کی اور ان کے ضرر کو ان سے دور کیا۔ یوں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے اپنا نام امیر رکھا اور کارخانوں اور عمارات کو مضبوط کیا۔ یوں سدوں کی آبادی زیادہ ہو گئی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اور اس کی حکومت اس کے بیٹے طراد نے سنبھالی جو بڑا بہادر تھا اور عرب اس سے خوف کھاتے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن طراد حاکم بنا لیکن اس کے بھائی مقرر نے ایک ماہ حکمرانی کرنے کے بعد اسے مساہرہ میں قتل کر دیا۔ پھر بزرگت کی حکومت سنبھال لی اور اپنا نام امیر رکھا، عربوں سے اپنے دار الخلافہ کو بچایا اور جوانوں سے حسن سلوک کیا، یوں اس کی حکومت بہت بڑی ہو گئی اور شعراء نے اس کا قصد کیا۔ انہوں نے اس کی مدح کی تو اس نے انہیں انعامات دیئے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبدالعزیز نے دس سال حکومت کی اور وہ بھی اپنے باپ دادا کے طریقوں پر چلا۔ اس کے بعد اس کا بھائی موسیٰ ان کے طریقوں کے مطابق چار سال چلا پھر اس کے بعد ان دونوں کا بھائی عیسیٰ حکمران بنا۔ اور وہ بھی آباء کے نقش

قدم پر چلا۔ جب اس نے عبداللہ بن عبدالمومن سے تونس میں مقابلہ کیا، تو وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا اور راستے میں اس کے پاس سے گزرا۔ اس نے اس کی مہمان نوازی میں بڑی جدوجہد کی اور پھر اس کی اطاعت میں لگ گیا۔ اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے شہر کانگراں بنادے تو اس نے اس کی خواہش کو پورا کر دیا اور ان پر ابوالحسن الہرغی کو حاکم بنا دیا۔ جب عبدالمومن سنہ 54 میں افریقہ آیا تو اس نے اس کی رعایت کی اور اسے جاگیر دی۔ وہ یوں اس کے ماتحت لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اس وقت ورنہ کے قلعہ میں بدو کس بن علی منہاجی منصور کے دوستوں میں سے تھا جو بجایہ اور قلعہ کا حاکم تھا، اس نے اسے مضبوط کیا تھا۔ اس کے معاملہ کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ عزیزان لڑائیوں کے دوران میں جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئیں، اس پر بدل گیا جن میں اس نے اپنی طرف جرات کو اور سلطان کی طرف عجز کو منسوب کیا اس پر اسے اپنے متعلق اس سے خوف پیدا ہو گیا اور وہ بجایہ چلا گیا۔ وہاں کے شیخ محمود بن نزال الرئی نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے پناہ دی۔ اس پر محمود کے پاس اہل ورنہ نے جو اس کی عملداری میں تھے، اس کی شکایت کی اور یہ قبائل برابر میں سے زاشمیہ کے دو مختلف قبیلے تھے۔ وہ دونوں اولاد حق اور اولاد مدنی تھے لہذا اس نے عدد سکن بن ابی علی کو تحقیق احوال کے لئے بھیجا اور وہ قلعہ میں ان کے پاس رہا پھر اس نے بعض بدکاروں کو طلب کیا جو قلعہ کی نواح میں رہتے تھے۔ اس نے انہیں بھی قلعے میں ان کے ساتھ اتارا اور انہیں چن لیا۔ اس نے اولاد مدنی کی مدد کی اور ان کو اولاد لاحق پر غالب کیا اور انہیں قلعہ سے نکال دیا۔ وہ خود وہاں پر ترجیح دینے لگا۔ اب ہر جانب سے لوگوں نے اس کا قصد کیا یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ سو سہسوار جمع ہو گئے۔ اس نے پھر ان کے نواح میں خونریزی کی، ہزرت میں بنی الورد سے اور بن علال سے طبریہ میں لڑائی کی اور محمد بن سباع امیر بنی سعید کو قتل کر دیا۔ یوں قلعہ لوگوں سے بھر گیا تو اس نے اس کے لئے شہر پناہ بنائی۔ اب عزیز نے بجایہ سے اپنی فوج کو اس کی طرف بھجوایا لہذا اس نے فوج کے سالار سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا جس کا نام غیلاس تھا۔ ایک مدت کے بعد یہ فوت ہو گیا تو اس کی حکومت کو اس کے بیٹے منع نے سنبھالا۔ اس کے بعد بنو سباع اور سعید نے اپنے بھائی محمد کا بدلہ لینے کے لئے اس کا مقابلہ کیا اور محاصرہ کو لمبا کیا۔ یوں اس کے حالات خراب ہو گئے تو انہوں نے قلعہ میں اس پر حملہ کر دیا، لڑائی میں وہ اور اس کے اہل و عیال قتل اور قید ہو گئے۔

اسی طرح طبریہ میں مدافع بن علال قیسی ان کا ایک سردار تھا لہذا جب عربوں کے داخلے کے وقت افریقہ میں اضطراب پیدا ہوا تو وہ طبریہ میں محفوظ ہو گیا۔ اس نے اپنے قلعے کو مضبوط اور اپنے بیٹوں اور عم زادوں اور اپنی جماعت کے ساتھ وہاں پر مخصوص حاکم بن بیٹھا یہاں تک کہ بحرین میں وادی حرہ میں الریاحین کے مقابل ابن بیزون لخمی نے اس پر حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان طویل عرصہ تک لڑائی رہی۔ بعد ازاں قیسی بن غنوش نے منزل وحمون میں ایک قلعہ بنایا اور اسے مضبوط کیا۔ اس نے مختلف قبائل سے فوج اکٹھی کی، یہ اس وقت کی بات ہے جب اہل تونس نے اسے نکال دیا تھا لیکن عوام نے اسے اپنا حاکم بنا لیا۔ انہوں نے پھر اس کی بدکرداری کی وجہ سے اسے اپنی ولایت سے ہٹا دیا۔ لہذا وہ ملک سے نکل گیا اور حمون میں اتر اور خود قلعہ کو محراب دار بنایا۔ اس نے پھر بار بار تونس پر غارتگری کی اور اس کی جہات میں فساد برپا کیا۔ جس پر انہوں نے محرز بن زیاد سے کہا کہ وہ اس کے خلاف ان کی مدد کرے، اس نے ایسا ہی کیا۔ جب اس کی اطلاع طبریہ کے حاکم ابن علال کو پہنچی تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے داماد سے ملایا اور اسے قلعہ غنوش میں لے آیا۔ انہوں نے پھر فساد برپا پیدا کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد ان دونوں کے بیٹوں نے ان کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمومن سنہ 54 میں افریقہ پہنچا اور اس نے افریقہ میں فساد کا خاتمہ کر دیا۔

اسی طرح منزل رقطون میں جوزغوان کے صوبہ میں ہے، حماد بن حنیفہ لخمی کا حال ابن علال ابن غنوش اور ابن بیزون کی طرح تھا۔ اس کے بیٹوں نے بھی اسی طرح اس کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمومن نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔ عماد بن نصر اللہ کلاعی قلعہ شغضباریہ میں تھا اور اس کے پاس متفرق قبائل کی ایک فوج آگئی لہذا یہ واقعہ اس وقت ہوا جب عوام نے اسے اپنا والی بنایا اور اہل تونس نے اسے نکال دیا۔ انہوں نے اس کی بدکرداری کی وجہ سے اسے ولایت سے ہٹا دیا۔ وہ ملک سے نکل گیا اور حمون میں اتر۔ اس نے الحنایا کے ساتھ اپنے لئے ایک قلعہ بنایا اور تونس پر بار بار غارتگری کی اور اس کی جہات میں فساد برپا کیا لہذا انہوں نے محرز سے کہا کہ وہ اس کے خلاف ان کی مدد کرے، اس نے ان کی مدد کی۔ جب حاکم ابن علال کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس سے رشتہ کر لیا اور اسے اپنے ملک کے قلعہ غنوش میں لے آیا۔ فساد کرنے میں دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد دونوں کے بیٹے ان کے جانشین بنے یہاں تک کہ سنہ 54 میں عبدالمومن افریقہ پہنچا اور اس نے فساد کا خاتمہ ہمیشہ کے

لئے کر لیا۔

اسی طرح شیخ الاریس ابن قلبہ نے جو عرب تھا، اس سے مدد مانگی لہذا اس نے ان پر چڑھائی کی۔ اور انہیں اریس سے نکال کر ان پر مالی ٹیکس عائد کیا جو وہ اسے اس کے مرنے تک ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حاکم بنا اور وہ بھی اس کے طریقوں پر چلا یہاں تک کہ وہ سنہ 554 میں عبدالمومن کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ واللہ مالک الملک لارب غیرہ سبحانہ۔

بنو حماد کا بیان اور ان کی حکومت کے حالات

یہ حکومت آل زیری کی حکومت کی ایک شاخ ہے۔ منصور بلکین نے اپنے بھائی حماد کو اشیر اور مسیلہ کا حاکم مقرر کیا تھا، وہ اپنے بھائی یطوفت اور چچا ابوالبہار کے ساتھ اس حکومت کو باری باری لیتا تھا۔ اس نے پھر سنہ 87 میں بادیس کے زمانے میں اپنے بھائی منصور سے الگ حکومت قائم کر لی اور اسے سنہ 95 میں مغرب اوسط میں زناٹہ کے ساتھ جو مغرادیہ اور بنی یفرن میں سے تھے، لڑنے کے لئے بھیج دیا۔ اس نے اس کے ساتھ یہ شرط کی کہ وہ اسے اشیر، مغرب اوسط اور ہر وہ شہر جسے وہ فتح کرے گا، اس کی ولایت میں دے گا اور یہ بھی کہ وہ اس سے مقدم نہیں ہوگا، لہذا اس لڑائی میں اس کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس نے زناٹہ میں خوب خونریزی کی اور اسے ان پر کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے پھر سنہ 98 میں جبل کتامہ میں قلعہ شہر کا نقشہ بنایا جو کہ جبل عجیبہ ہے، اس دور میں وہاں پر ہلالی عربوں میں عیاض کے قبائل رہتے ہیں۔ وہ پھر اہل مسیلہ اور اہل حمزہ کو بھی یہاں لے آیا، ان دونوں شہروں کو تباہ کر دیا اور مغرب سے جرادیہ کو بھی لا کر یہاں آباد کیا۔ یوں اس کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ چوتھی صدی کے سر پر اسے اس نے شہر بنا دیا اور اس کی بنیادوں اور فصیلوں کو مضبوط کیا۔ اس میں بکثرت مساجد اور سرائیں بنوائیں لہذا وہ آبادی اور تمدن میں خوب بڑھ گیا۔ طالبان علوم اور ماہرین فنون نے حرفہ اور صنعت کے بازاروں کو چلانے کے لئے سرحدوں، قاصیہ اور دور دور کے شہروں سے اس طرف کوچ کیا یہ بادیس کے زمانے میں ہمیشہ ہی حماد، الزاب اور مغرب اوسط کا امیر اور زناٹہ کی لڑائیوں کا منتظم رہا۔ اشیر اور قلعہ میں اس کی آمد ملوک زناٹہ اور ان کی صحرائی قوم کو، جو تلمسان اور تاہرت کے مضافات میں رہتی تھی، ناراض کرنے کے لئے تھی۔ بعد ازاں بنو زیری نے بادیس کے خلاف اپنی بغاوت کے وقت سنہ 390 میں اس سے لڑائی کی اور وہ راوی، ماسکن اور ان دونوں کے بھائی تھے لہذا ماسکن اور اس کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے اور اس نے راوی اور اس کے بھائیوں کو جبل سنوہ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا وہ پھر سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے۔ بعد ازاں بادیس کے خواص اور عجمیوں اور رشتے داروں نے حماد کے اس مقام اور مرتبہ پر حسد کیا، جو اسے بادیس کے ہاں حاصل تھا۔ اس دوران دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تجمت اور قسنطینہ کی عملداری اپنے بیٹے المعز کے سپرد کر دے جس پر حماد نے انکار کیا۔ اس نے بادیس کی دعوت کی مخالفت کی، رافضہ کو قتل کیا، سنت کا اظہار کیا، شیخین سے رضامندی ظاہر کی اور عبیدیوں کی اطاعت کو مکمل طور پر چھوڑ دیا۔ وہ پھر آل عباس کی دعوت دینے لگا، یہ واقعہ سنہ 405 کا ہے، اس نے پھر بجاہ پر چڑھائی کی اور بزور شمشیر اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر اہل تونس کے ساتھ مشارقہ اور لقصہ کے خلاف سازش کی لہذا انہوں نے ان کا مقابلہ کیا، اب بادیس نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس نے پھر قیروان سے اپنی فوجوں کو منتظم کیا اور حماد کے اکثر اصحاب جیسے بنی ابی دلیل اور زناٹہ میں سے اصحاب معرہ اور بنی حسن جو منہاجہ کے بڑے آدمی ہیں اور زناٹہ سے بنی یطوفت اور بنی عمر اس سے الگ ہو گئے۔ یوں حماد بھاگ گیا اور بادیس نے اشیر پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں حماد شلف میں بنی دلیل سے جا ملا۔ بادیس اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ اس نے مواطین اتر کر السرسو کا محاصرہ کر لیا جو زناٹہ کے بلاد میں سے ہے۔ اسی دوران عطیہ بن وعلتین اپنی قوم کے ساتھ جو بنی تو جین میں سے ہے، اس کے پاس آیا کیونکہ حماد نے اس کے باپ کو قتل کیا ہوا تھا اس کے پیچھے پیچھے اس کا عم زاد بدر بن لقمان بھی آیا جو المعتز میں سے تھا لہذا بادیس نے ان دونوں سے رابطہ کیا اور حماد کے خلاف ان دونوں سے مدد طلب کی۔ بادیس پھر وادی شلف میں اس کی طرف گیا، اس سے لڑائی کی اور اس کے پڑاؤ کے عام آدمی اس کے پاس آ گئے یوں اس نے شکست کھائی اور وہ جلدی سے قلعہ کی طرف چل دیا۔ بادیس اس کے پیچھے تھا یہاں تک کہ اس نے اتر کر مسیلہ کا محاصرہ کر لیا اور حماد قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اب بادیس نے اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اچانک دیکھتے ہی دیکھتے اپنے اصحاب کے درمیان سونے کی حالت میں اس محاصرے میں اپنے پڑاؤ میں سنہ 406 کے آخر میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں منہاجہ

نے اس کے آٹھ سالہ بیٹے المعز کی بیعت کر لی اور انہوں نے اشیر سے لڑائی کی اور کرامت بن منصور کو انہیں روکنے کے لئے بھیجا لیکن وہ انہیں روک نہ سکے اور حماد نے اس پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر بادیس کو اس کی لکڑیوں پر اٹھا کر قیروان میں اس کے مدفن میں لے آئے اور المعز کی مکمل بیعت کر لی۔ اس نے قفصہ کی جانب حماد پر چڑھائی کی تو حماد ڈر گیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے قائد کو اس کے اور المعز کے درمیان صلح کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا لہذا وہ سنہ 408 میں جلیل القدر تحائف کے ساتھ قیروان گیا۔ اس نے پھر المعز سے صلح کا مطالبہ کیا وہ اس نے اسے پورا کر دیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور سنہ 419 میں حماد فوت ہو گیا۔ اس کے بیٹے قائد نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا لیکن وہ بڑا گرم مزاج تھا۔ لہذا اس کے بھائی یوسف نے اسے مغرب پر اور ریعلان کو حمزہ پر حاکم منتخب کیا۔ حمزہ ایک شہر کا نام ہے جس کا حمزہ بن ادریس نے احاطہ کیا تھا۔ جب سنہ 30 میں حمامہ بن زیری بن عطیہ شاہ فاس نے جو مغراد میں سے تھا، اس پر چڑھائی کی تو قائد بھی اس کے مقابلہ میں نکلا اور زاناتہ میں اموال تقسیم کئے۔ اس وقت حمامہ نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا تو اس نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ وہ پھر فاس واپس آ گیا۔ بعد ازاں سنہ 34 میں المعز نے قیروان سے اس پر چڑھائی کی اور طویل مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا لیکن قائد نے اس سے صلح کر لی اور اشیر کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اسے چھوڑ کر واپس آ گیا۔ جب قائد سے المعز ناراض ہوا تو وہ عبیدیوں کی اطاعت کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے اسے شرف الدولہ کا لقب دیا لیکن وہ سنہ 46 میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا محسن حکمران بنا جو کہ بڑا سرکش تھا۔ اس کے چچا یوسف نے اس کے خلاف بغاوت کی تو وہ مغرب چلا گیا اور حماد کی باقی ماندہ اولاد کو قتل کر دیا۔ محسن نے اس کی تلاش میں بلکین کو بھیجا جو محمد بن حماد کا عم زاد تھا، اس نے عربوں میں سے خلیفہ بن بکیر اور عطیہ الشریف کو اس کے ساتھ کر دیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ راستے میں بلکین کو قتل کر دیں لہذا انہوں نے یہ بات بلکین کو بتادی، اب سب نے محسن کے قتل کا معاہدہ کر لیا۔ اور وہ ان سے جو کتنا ہو کر قلعے کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن انہوں نے اسے پکڑ لیا تو بلکین نے اسے اس کی ولایت کے نویں مہینے میں قتل کر دیا۔ پھر سنہ 37 میں اس نے حکومت سنبھال لی اور وہ بڑا شجاع، سردار، دانا اور خونریز تھا۔ اس دوران محسن کا وزیر جس نے اس کے قتل کی ذمہ داری لی تھی، قتل ہو گیا۔ اس دور حکومت میں جعفر بن ابی رماز مقدم، بکرہ میں قتل ہو گیا کیونکہ اسے اس کی عہد شکنی کا پتہ چل گیا تھا لہذا اس کے بعد اس نے اہل بکرہ سے معاہدہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ بعد ازاں اس کا بھائی مقاتل بن محمد فوت ہو گیا اور اس پر اس کی بیوی نامیرت بنت علناس بن حماد نے اتہام لگایا، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس بات نے اس کے بھائی ناصر کو غضبناک کر دیا اور اس نے اس پر شب خون مارنے کی ٹھان لی۔ بلکین بکثرت مغرب کی طرف لڑائیوں کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ خبر ملی کہ یوسف بن تاشفین اور مرابطین نے المصادمہ پر غلبہ حاصل کر لیا ہے لہذا وہ سنہ 54 میں ان پر حملہ کرنے گیا، تو مرابطین صحرا کی طرف بھاگ گئے اور بلکین دیار مغرب میں گھس گیا۔ وہ پھر فاس میں اترا اور وہاں کے اکابر اور اشراف کو اطاعت کی شرط پر اٹھالایا اور واپسی پر قلعے کی طرف لوٹ آیا۔ اس دوران اس کے عم زاد ناصر نے اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کی صہباجی قوم نے بھی اس کی مدد کی کیونکہ انہیں دور دور جا کر لڑائیاں کرنے اور دشمن کے علاقے میں جانے کی وجہ سے مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی، لہذا اس نے اسے سنہ 54 میں تسالہ میں اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد خود حکومت سنبھال لی۔ اس نے ابو بکر بن ابی الفتوح کو وزیر بنایا اور مغرب کی امارت اپنے بھائی کو دے کر اسے بلبا میں اتارا۔ اس نے حمزہ کی امارت اپنے بھائی ورمان کو دی اور مقارس کی امارت اپنے بھائی خزرج کو دی۔ المعز نے اس کی فہم کو گرا دیا تھا لہذا ناصر نے اس کو درست کروا دیا۔ اس نے قسطنطنیہ کی امارت اپنے بھائی بلبا کو، الجزائر اور سوس الاحاج کی امارت اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اشیر کی امارت اپنے بیٹے یوسف کو دی۔ اس دوران بلبل برغواطی نے صفانس سے اسے اپنی اطاعت کے متعلق لکھا اور اس کی طرف تحفے بھیجے۔ اہل قسطنطنیہ بھی یحییٰ بن واطاس کی سرکردگی میں اس کے پاس آئے اور اپنی اطاعت کا اعلان کیا۔ اس نے انہیں بہت انعام و اکرام دیا اور انہیں کو ان کی جگہوں کی طرف واپس کر دیا۔ اس نے ان کی امارت یوسف بن خلوف صہباجی کو دی اور اسی طرح اہل تونس اور اہل قیروان بھی اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ جب سے بلکین قتل ہو گیا تھا اہل بکر نے جعفر بن ابی رماز کی سرکردگی میں آل حماد کی اطاعت کو چھوڑ دیا تھا، انہوں نے دراصل اپنے شہر کی حکومت اپنے لئے مخصوص کر لی تھی اور بنو جعفر ان کے سردار تھے لہذا ناصر نے ان کی طرف خلف بن حیدرہ کو بھیجا جو اس کا وزیر تھا، وہ اس سے پہلے بلکین کا وزیر تھا لہذا اس نے ان سے مقابلہ کیا اور اسے بزور طاقت فتح کر لیا۔ وہ پھر بنی جعفر کو رؤسا کی ایک جماعت کے ساتھ قلعے کی طرف لے آیا اور ناصر نے انہیں قتل کیا یعنی

صلیب دیا۔ اس نے پھر منہاجہ کے لوگوں کی شکایات پر خلف بن حیدرہ کو بھی قتل کر دیا۔ جب اسے بلکین کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھائی معمر کو امارت دینی چاہی اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ناصر نے بھی اسے قتل کر دیا۔ اس نے اس کی جگہ احمد بن جعفر ابن اخلع کو امیر بنایا پھر ناصر مغرب کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے نکلا تو علی بن زکان نے ان کے بادشاہ تافر بوست دار پر حملہ کر دیا اور وہ بلکین کے قتل کے موقع پر اپنے عجیبہ بھائیوں کی طرف بھاگ گیا تھا۔ انہوں نے پھر رات کو وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا لہذا ناصر، میلہ سے واپس آیا اور انہیں جلد سزا دی۔ وہ شرمندہ ہوئے اور وہ ان پر بزور غالب آ گیا۔ اس نے علی بن زکان کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا پھر ہلالی عربوں کے درمیان لڑائیاں برپا ہوئیں۔ انج کے آدمی ریاح کے خلاف اس کے پاس دادخواہی کرتے ہوئے گئے تو وہ اپنی صنہاجی اور زنائی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کو گیا، یہاں تک اریس اترا۔ وہ اس کے باعث ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ زنااتہ نے ابن المعز بن زیری بن علیہ کی دسیسہ کاری اور تمیم ابن المعز کی انگیخت پر اسے اور اس کی قوم کو شکست دی لہذا ناصر نے شکست کھائی اور انہوں نے اس کے سارے ہتھیار لوٹ لئے۔ لڑائی میں اس کا بھائی قاسم اور اس کا کاتب قتل ہو گئے۔ وہ پھر اپنے پیروکاروں کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بھاگ آیا۔ اور شکست خوردہ قوم کے ساتھ قلعہ چلا گیا۔ اس کی فوج ابھی کاس بھی نہیں پہنچی تھی کہ اس نے اپنے وزیر ابن ابی الفتوح کو اصلاح احوال کے لئے بھیجا لہذا ان کے اور اس کے درمیان صلح ہو گئی۔ ناصر نے بھی اس کی تکمیل کر دی پھر اس کے پاس تمیم کا اچھی پہنچا اور اس کے پاس وزیر ابن ابی الفتوح کی شکایت کی کہ وہ تمیم کی طرف مائل ہے لہذا اس نے اسے اوندھا کر کے قتل کر دیا۔ اس دوران مستنصر بن خزرون زنائی، مغار بہ اور ترکوں کی لڑائی کے ایام میں معمر گیا اور طرابلس پہنچا۔ اس نے وہاں دیکھا کہ بنی عدی کو انج اور زغبہ نے افریقہ سے نکال دیا ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے لہذا اس نے انہیں بلاد مغرب میں رغبت دلائی اور انہیں ساتھ لے گیا۔ یہاں تک کہ میلہ اترا۔ یہ لوگ پھر اشیر میں داخل ہو گئے۔ ناصر اس کے مقابلے میں نکلا تو وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا لیکن پھر واپس آ گیا اور خرابی اور فساد کرنے کی جانب واپس آ گیا۔ جب ناصر نے اس سے صلح کے متعلق مراسلت کی تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی۔ اور اسے الزاب اور ریفہ کے نواح میں جا گیر دی۔ اس نے عروس بن ہندی رئیس بکرہ کو اس کے دور کی طرف اشارہ کیا اور اس کی حکومت کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ اس سے فریب کرے لہذا جب مستنصر بکرہ گیا تو عروس بن ہندی اور احمد اس کی مہمان نوازی کو اس کے پاس آئے، اس نے مستنصر کی محویت اور کھانے کی حاجت پوری کرنے کے وقت اپنے نوکروں کو اشارہ کیا، انہوں نے اسے اپنے نیزہ مارنے میں جلدی کی۔ یہ دیکھ کر اس کے پیروکار بھاگ گئے اور انہوں نے اس کا سر کاٹ کر اسے ناصر کے پاس بھیج دیا جسے اس نے بجایہ میں نصب کر دیا۔ اس نے پھر اس کے اعضاء کو قلعہ میں صلیب دیا اور دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا۔ یوں زنااتہ کے بہت سے رؤسا قتل ہو گئے لہذا مغرادرہ میں سے ابو الفتوح بن حوش امیر بنی سبتجلس جس کے بلاد مہدیہ اور مرہیہ میں منہاجہ کے بطون سے قبیلے آباد تھے، اور شہر کا نام بھی انہی کے نام پر رکھا گیا تھا قتل ہوا۔ اسی طرح ان میں سے معصر بن حماد بھی قتل ہو گیا جو شلف کی طرف رہتا تھا لہذا اس نے عامل ملیانہ پر چڑھائی کی اور مغرادرہ میں سے بنی درسیفان کے شیوخ بھی قتل ہو گئے۔ اب سلطان نے ان سے خط و کتابت کی کیونکہ وہ عربوں کے معاملے میں مصروفیت کی وجہ سے ان سے غافل تھا لہذا انہوں نے معصر پر چڑھائی کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ناصر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے اسے مستنصر کے سر کے ساتھ نصب کر دیا۔ اس دوران اہل الزاب نے اسے اطلاع بھیجی کہ عمر اور مغرادرہ نے اپنے ملک کے برخلاف انج کی مدد کی ہے تو اس نے اپنے بیٹے منصور کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ اس نے متنصر بن خریون کے شہر وعلان میں اتر کر اسے تباہ و برباد کر دیا اور اپنی فوج اور دستوں کو دار کلا شہر کی طرف بھیجا۔ وہ پھر غنائم اور قیدی لے کر واپس لوٹا۔ اس دوران اسے اطلاع ملی کہ زنااتہ میں سے بنی تو جین نے عربوں میں سے بنی عدی کو فساد کرنے اور ڈاکے ڈالنے میں مدد کی ہے، اس وقت ان کا امیر مناد بن عبد اللہ تھا لہذا اس نے اپنے بیٹے منصور کو ان کی طرف فوج دے کر بھیجا جس نے بنی تو جین کے امیر، اس کے بھائی زیری اور ان کے چچا اغلب اور حمامہ کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر انہیں بلا کر ڈانٹا اور انہیں قابو کر لیا۔ وہ ان پر اولاد قاسم سے جو بنی عبدالواد کے رؤساء میں پناہ لینے کے معاملے میں غالب آ گیا اور ان سب کو مخالفت کی وجہ سے قتل کر دیا۔ اس نے پھر سنہ 60 میں جبل بجایہ کو فتح کیا۔ وہاں پر بربریوں کے کچھ قبیلے تھے جو اس نام سے موسوم تھے مگر ان کی زبان میں کاف، کوکاف نہیں بولتے بلکہ یہ جیم اور کاف کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔ اس عہد میں منہاجہ کے کچھ قبیلے متفرق ہو کر آئے تھے لہذا جب اس نے اس جبل کو فتح کیا تو اس میں ایک شہر کا نقشہ بنایا جس کا نام ناصر یہ رکھا۔ لوگ اسے بجایہ کہتے ہیں، وہاں پر اس نے قصر اللؤلؤ

بنایا جو دنیا کے عجیب و غریب محلوں میں سے ایک تھا۔ وہ وہاں پر لوگوں کو لایا اور وہاں کے باشندوں کا ٹیکس ساقط کر دیا۔ سنہ 61 میں وہ خود بھی وہاں منتقل ہو گیا۔ ناصر کے ایام میں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اسے بنی بادیس کی حکومت پر برتری حاصل ہو گئی جو مہدیہ میں ان کے بھائی تھے۔ جب زمانے نے انہیں ہلائی عربوں کے فتنے سے دوچار کیا تو ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر بکثرت حملے ہونے لگے۔ بعد ازاں ارباب حکومت میں سے لوگ ان سے جھگڑا کرنے لگے یوں ناصر کے ایام میں آل حماد کو عزت مل گئی اور ان کی حکومت کی شان بڑھ گئی۔ بعد ازاں اس نے خوبصورت اور عجیب و غریب عمارات بنوائیں، اور بڑے بڑے شہروں کو مضبوط کیا اور مغرب کی طرف لڑائی کے لئے گیا۔ وہ ان کے علاقے میں دور تک چلا گیا پھر سنہ 81 میں بجایہ واپس آیا۔ وہ وہاں پر فوج کے ساتھ ٹھہر گیا۔ اس وقت غرب کی دشوار منازل میں، اس کے نواح میں فساد کرنے اور اس کے پاس اسے لوگوں کے اچکنے کی وجہ سے انہیں قلعہ میں تکلیف نہیں دیتے تھے کیونکہ ان کے اونٹوں کے لئے بجایہ جانے کے لئے راستوں کی سہولت تھی لہذا اس نے بجایہ کو ایک قلعہ اور اپنی حکومت کا دار الخلافہ بنا دیا اور اس کے محلات کی تجدید کی۔ اس نے اس کی جامع مسجد کو مضبوط کیا یہ منصور عورتوں کا بہت شوقین تھا، اسی نے بنی حماد کی حکومت کو مہذب بنایا۔ وہ عمارات کے نقشے بنانے کے پیچھے پڑ گیا کئی کارخانے اور محلات بنائے۔ اس نے باغات میں پانی جاری کئے اور قلعے میں شاہی محل، مینار، قید خانہ اور شام کا محل بنایا۔ اسی نے بجایہ میں قصر اللؤلؤ اور قصر امیمون بنایا۔ یلبار ناصر کے زمانے سے قسطنطنیہ کا والی تھا، جب اس نے منصور کی حکومت کے آغاز سے ولایت کو اپنے لئے مختص کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کی طرف ابویکنی بن محسن بن عابد کو فوجوں کے ساتھ بھیجا، اسے قسطنطنیہ اور بونہ کی امارت دی لہذا اس نے یلباز کو گرفتار کر کے قلعے کی طرف بھجوا دیا۔ وہ قسطنطنیہ کا سنہ 87 میں والی بنا پھر اس نے اپنے بھائی ابن موتہ کو تمیم بن المعز کی طرف مہدیہ بھیجا اور اسے بونہ کی ولایت کی دعوت دی۔ بعد ازاں اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالفتوح بن تمیم کو بھیجا، وہ ریفلان کے ساتھ بونہ میں اترا۔ انہوں نے پھر مغرب اقصیٰ میں مراہطین سے خط و کتابت کی، عربوں کو اپنی حکومت پر جمع کر لیا اور منصور کو آزاد کر دیا۔ لہذا اس نے اسے قلعے میں قید کر دیا پھر قسطنطنیہ میں اس کی فوجوں نے جنگ کی۔ اس کے بعد ابن ابی یکنی کے حالات کمزور ہو گئے، وہ جبل اور اس کے قلعے کی طرف گیا اور وہاں پر قلعہ بند ہو گیا۔ اس دوران صلصیل بن احمر، قسطنطنیہ میں اٹج کے جوانوں کے ساتھ اترا، صلصیل منصور کو قسطنطنیہ میں اپنے تخت پر مال خرچ کرنے کے لئے لایا لہذا اس نے مال خرچ کیا اور یوں منصور تخت پر قابض ہو گیا جبکہ ابویکنی اور اس میں اپنے قلعے میں قیام پذیر رہا اور بار بار قسطنطنیہ پر غارتگری کرتا رہا۔ اب فوجوں نے اس کی طرف جا کر اس کے قلعے میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ زاناتہ میں سے بنور مانو ایک مضبوط قوم تھے اور زاناتہ کی سرداری بھی انہی کے پاس تھی۔ اس کے دور میں ان کا سردار ماخوخ تھا۔ ان کے اور آل حماد کے درمیان رشتہ داری تھی کہ ان کی ایک بیٹی ناصر کی بیوی تھی اور دوسری منصور کے پاس تھی۔ جب اس کے اور ان دونوں کی قوم کے درمیان نئے سرے سے فتنہ اٹھا تو منصور نے بنفس نفیس منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور ماخوخ نے بھی اس کے مقابلے میں فوج جمع کی پھر زاناتہ کے ساتھ اس سے جنگ کی لہذا منصور شکست کھا کر بجایہ کی طرف گیا۔ اس دوران ماخوخ کی بہن جو اس کی بیوی تھی، قتل ہو گئی، لہذا ماخوخ اور اس کے درمیان نفرت مستحکم ہو گئی اور وہ پھر لتونہ میں سے تلمسان کے امراء کی ولایت کی طرف گیا۔ اس نے انہیں بلاد منہاجہ کے خلاف برا بیچتے کیا لہذا اس کی وجہ سے منصور کو تلمسان جانا پڑا۔ یہ یوں ہوا کہ جب مغرب پر یوسف بن تاشفین نے قبضہ کیا اور اس کی حکومت وہاں مضبوط ہو گئی تو وہ تلمسان کی حکومت کی طرف گیا۔ اس دوران لیلیٰ کی اولاد سنہ 74 میں اس پر غالب آ گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ لہذا منصور نے اس پر چڑھائی کی اور اس کی سرحدوں اور ماخوخ کے قلعوں کو تباہ کر دیا۔ اس نے اس کا قافیہ تنگ کر دیا اس نے پھر اس کی طرف یوسف بن تاشفین کو بھیجا، اس سے صلح کی اور بلاد منہاجہ سے مراہطین کو اپنے ملک میں پناہ دینے لگا۔ اب اس اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو بھیجا تو مراہطین اس کے متعلق سن کر اس ملک کو چھوڑنے لگے اور مراکش چلے گئے۔ وہ پھر مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور اس نے الجعبات کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اس نے بعد ازاں قراب کو بھی اسی طرح فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو معاف کر دیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔ بعد ازاں اس کے اور ماخوخ کے درمیان لڑائی ہوئی اور اس کا بھائی قتل ہو گیا۔ ابن ماخوخ تلمسان چلا گیا اور ابن سمر نے اس کی حکومت کے بارے میں اس کی مدد کی، انہوں نے الجزائر میں آ کر دروزان سے ان سے لڑائی کی اور حاکم تلمسان محمد بن سمر کو حاکم بنایا لہذا وہ تیزی کے ساتھ اشیر گیا اور اسے فتح کر لیا۔ اب منصور اپنے سواروں میں کھڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ تمام منہاجہ اور عربوں میں اسے اٹج،

زغبه اور ربیعہ کے قبائل بھی تھے اب زنا تہ میں سے عقل نے بہت سی قوموں کا ارادہ کیا اور وہ سنہ 76 میں بیس ہزار فوج کے ساتھ تلمسان سے لڑائی کرنے گیا۔ اس نے اسطقسہ سے لڑائی کی اپنے آگے فوج بھیجی اور خود ان کے پیچھے آیا۔ اس دوران تاشیفین، تلمسان کو چھوڑ کر تالہ کی طرف چلا گیا۔ منصور کی فوجوں نے اس سے لڑائی کر کے اسے شکست دی اور وہ جبل صحرہ کی طرف آ گیا۔ پھر منصور کی فوجوں نے تلمسان میں فساد پیدا کر دیا لہذا وہ اس کی طرف چلی گئیں اور اس نے ان کے پہنچنے کی تعظیم کی، وہ اسی دن کی صبح ان سے چلا گیا اور قلعہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد زنا تہ میں خونریزی کی اور انہیں الزاب اور مغرب اوسط کی نواح میں بھگا دیا۔ وہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا، اس کے نواح میں خونریزی کی اور اس کی فوجوں نے ان کے قبیلوں پر غلبہ پالیا لہذا وہ ان کے مضبوط پہاڑوں مثلاً بنی عمران اور بنی تازروت اور منصور یہ اور صہرتج اور ناظور اور حجر المعرق میں چلے گئے۔ اس کے اسلاف وہاں سے بہت لوگوں کو ہٹا دیتے تھے۔ اور پھر وہ ان کے مقابلہ میں مضبوط ہو جاتے تھے۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ جب مرابطین نے اندلس پر قبضہ کیا تو معز الدولہ بن صمارح، مر یہ سے ان سے آگے بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور منصور کا مہمان بنا۔ اس نے اسے اس میں جاگیر دی۔ اور اسے وہاں آباد کیا۔ وہ سنہ 98 میں فوت ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس کا حاکم بنا جو بڑا جنگجو اور بڑا مدبر تھا۔ لہذا اس نے اپنے باپ کے وزیر عبدالکریم بن سلمان کو اپنی ولایت کے آغاز ہی میں بر طرف کر دیا اور قلعہ سے نکل کر بجایہ چلا گیا۔ اس نے بجایہ کے عامل سہام کو بھی بر طرف کر دیا اور ایک سال مکمل کرنے سے قبل ہی وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی عزیز حاکم بنا جس نے اسے جزائر سے معزول کر دیا تھا اور پھر حتمل کی طرف جلا وطن کر دیا تھا لہذا قائد علی بن حمدون اس سے الگ ہو گیا اور اس نے اسے انعام و اکرام دیئے۔ لوگوں نے پھر اس کی بیعت کی اور اس نے زنا تہ سے صلح کر لی اس نے ماخوخ سے رشتہ داری کر کے اسے اپنی بیٹی بیاہ دی اور اس کی حکومت لباعصرہ رہی۔ اس کا زمانہ امن و آشتی کا زمانہ تھا، اور علماء اس کی مجلس میں مناظرے کرتے تھے۔ بعد ازاں اس کے بحری بیڑوں نے جبریہ سے لڑائی کی اور وہاں کے لوگوں نے اس کی حکومت تسلیم کر لیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر تونس سے لڑائی کی اور اس کے حاکم احمد بن عبدالعزیز نے اس سے صلح کر کے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے زمانے میں عربوں نے قلعہ پر حملہ کیا اور وہ غارتگر تھے۔ لہذا انہیں قلعہ کے باہر جو کچھ ملا، وہ اسے لے گئے۔ ان کا فساد بہت بڑھ گیا۔ پھر الحامیہ نے ان سے لڑائی کی تو یہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں ملک سے نکال دیا۔ پھر جب عرب چلے گئے تو عزیز کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور اپنے قائد علی بن حمدون کو ایک منظم فوج کے ساتھ بھیجا۔ لہذا وہ قلعہ میں آیا اور حالات کو پرسکون بنایا۔ اس نے عربوں کو امان دی، انہیں راضی کیا اور ان کی ناراضی کو دور کیا۔ عزیز کے عہد میں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ بجایہ واپس آ گیا، اس طرح موحدین کا مہدی مشرق سے واپس آتے ہوئے سنہ 12 میں بجایہ پہنچا۔ اس نے وہاں پھر بری باتوں کا قلع قمع کیا اور عزیز کے پاس اس کی شکایت کی گئی۔ اس نے اس کے متعلق سازش کی تو وہ منہاجہ کے بنی وریاکل کی طرف چلا گیا جو وادی بجایہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسے پناہ دی لیکن وہ ان کے ہاں ملول ہو کر مہمان بنا اور وہاں رہ کر علم پڑھانے لگا جب عزیز نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے روک لیا اور اس کی حفاظت میں لڑائی کی۔ یہاں تک کہ وہ ان سے مغرب کی طرف چلا گیا اور عزیز سنہ 415 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ حکمران بنا اور کمزوری کی حالت میں اس کا زمانہ لمبا ہو گیا کیونکہ وہ عورتوں کا مغلوب تھا۔ وہ حکومت کے جاتے رہنے کے وقت بھی قبائل منہاجہ میں شکار کھیلنے کا شوقین تھا اور اس نے ایک نیا سکہ جاری کیا تھا۔ اس کی قوم میں کسی آدمی نے عبیدی خلفاء کے ادب کی وجہ سے اسے جاری نہیں کیا۔ اس نے پھر ابن حماد کو بھیجا اور اس کا سکہ دینار میں تھا جس کی تین سطریں تھیں اور ہر پہلو میں ایک دائرہ تھا۔ ایک پہلو کا دائرہ یہ آیت تھی و اتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وہم لا یظلمون جب کہ سطور یہ تھیں۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ یعتصم بحبل یحییٰ بن العزیز باللہ الامیر المنصور۔ دوسرے پہلو کا دائرہ یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ دینار ناصر یہ میں سنہ 543 میں بنایا گیا تھا۔ اس کی سطور میں امام ابو عبد اللہ ^{مفتی} لامر اللہ امیر المؤمنین العباسی بھی لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ سنہ 43 میں اس کی تلاش کے لئے قلعے میں پہنچا اور جو کچھ وہاں تھا اسے اٹھا کر لے گیا۔ بعد ازاں بنو زرار بن مروان نے اس کے خلاف خروج کیا تو اس نے اس کی طرف مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کو فوجوں کے ساتھ بھیجا، اس نے اسے بزور قوت فتح کر لیا، ابن مروان کو گرفتار کر کے اسے اس کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے اسے الجزائر میں قید کر دیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے اسے قتل کر دیا تھا۔ مطرف نے پھر اپنے بیٹے کو تونس

بھیجا تو اس نے اسے فتح کر لیا اور اس کے سامنے مہدیہ میں لڑائی کی تو وہ اس سے سر نہ ہوسکا لہذا وہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور مہدیہ پر نصاریٰ نے غلبہ پالیا۔ حسن نے پھر مہدیہ کے حاکم کا قصد کیا تو اس نے اسے الجزائر پہنچا دیا۔ اور وہاں پر اس کے بھائی قائد کے ساتھ اسے اتار دیا یہاں تک کہ موحدین نے بجایہ پر حملہ کیا۔ بعد ازاں قائد الجزائر کو چھوڑ کر بھاگ گیا تو انہوں نے حسن کو اپنا امیر بنایا۔ اس نے عبدالمومن کو والی مقرر کیا تو اس نے انہیں امان دی۔ یحییٰ بن عزیز نے بعد ازاں اپنے بھائی سبع کو موحدین سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے شکست کھائی اور موحدین نے بجایہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یحییٰ سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ چلا گیا جہاں سے وہ بغداد جانا چاہتا تھا لیکن پھر وہ بونہ لوٹ آیا اور اپنے بھائی حارث کا مہمان بنا۔ اس نے اس پر اس کے برے سلوک اور اسے ملک سے نکالنے کا عیب لگایا تو وہ قسطنطینہ چلا گیا اور اپنے بھائی حسن کے ہاں مہمان تراپوں اس نے اس کے لئے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس اثناء میں موحدین قلعے میں زبردستی داخل ہو گئے اور انج میں سے حوش بن عزیز اور ابن الدحامس اس کے ساتھ تھے، یوں قلعے کو برباد کر دیا گیا پھر یحییٰ نے سنہ 47 میں عبدالمومن کی بیعت کر لی اور قسطنطینہ کو چھوڑ دیا اس نے اپنی جان کی امان کی شرط لگائی جو اس نے پوری کر دی اور اسے مراکش لا کر وہاں آباد کر دیا۔ وہ پھر سنہ 58 میں سلا منتقل ہو گیا اور قصر بنی عشیہ میں رہنے لگا۔ وہ اسی سال فوت ہو گیا۔ جب بونہ کا حاکم حارث صقلیہ کی طرف بھاگ گیا اور اس کے حاکم سے مدد طلب کی تو اس نے اس کی حکومت کے متعلق اس کی مدد کی۔ وہ پھر بونہ واپس آ کر اسیر قابض ہو گیا پھر اس پر موحدین نے غلبہ پالیا اور باندھ کر قتل کر دیا۔ یوں بنی حماد کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ماکسن کے قبیلوں میں سے وادی بجایہ میں سوائے اوزاغ کے اور کوئی قبیلہ باقی نہ رہا۔ یہ انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اس دور میں وہ فوج میں شمار ہوتے ہیں۔ انہیں بلا کے نواح میں سلطنت کے حملہ آرمیوں میں اس کے جرنیلوں کے ساتھ جاگیریں حاصل ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

بنو حیوس کے حالات کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

ان کا تعلق غرناطہ اندلس سے ہے۔ جب سنہ 85 میں بادیس بن منصور بن بلکین بن زیری بن مناد بن ہاد نے افریقہ میں حکومت قائم کی تو حماد کو اشیر میں اور یطوفت کو تاہرات میں اتارا۔ بعد ازاں حاکم فارس زیری بن عطیہ خلیفہ ہشام کی دعوت پر قرطبہ سے منہاجہ کی عملداری تک زنا تہ کی فوج کے ساتھ گیا۔ اور تاہرت میں اترا۔ اس کے بعد بادیس نے اپنی فوجیں محمد بن ابی العون کی جستجو کے لئے بھیجیں لہذا تاہرت میں ان کا مقابلہ ہوا گیا جس میں منہاجہ کو شکست ہوئی، یوں بادیس بنفس نفیس ان سے لڑائی کرنے گیا۔ لیکن خلفون بن سعید بن خزرون حاکم طنبہ اس کا مخالف ہو گیا پھر زیری بن عطیہ اس کے آگے بھاگ گیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا، یوں بادیس بھی واپس آ گیا۔ اس نے اپنے بچوں اولاد زیری کو اشیر میں حماد اور اس کے بھائی یطوفت کے ساتھ چھوڑ دیا اور وہ زاوی، حلال، عرم اور معنین تھے۔ انہوں نے پھر سنہ 87 میں بادیس کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے پر اتفاق کر لیا۔ لہذا انہوں نے حماد کو رمہ میں چھوڑ دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ اطلاع ابوالبہار بن زیری کو ملی تو چونکہ یہ لوگ بادیس کے ساتھ تھے لہذا اسے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور وہ ان کے ساتھ مل گیا۔ وہ پھر مخالفت میں اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت بادیس، فلنول بن یانس کی لڑائی میں مشغول تھا لہذا ان کے فساد اور خرابی کا میدان وسیع ہو گیا اور ان کے ہاتھ فلنول تک پہنچ گئے۔ انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا اور ابوالبہار ان سے بادیس کی طرف واپس آیا، تو اس نے اسے قبول کیا۔ انہوں نے پھر اس کے ساتھ صلح کی۔ پھر وہ 91 میں حماد کی طرف واپس چلے گئے۔ اس نے ان سے لڑائی کر کے ان کو شکست دی اور ماکسن اور اس کا بیٹا قتل ہو گئے۔ بعد ازاں زاوی ساحل ملیانہ میں جبل شنوق میں چلا گیا اور پھر سمندر پار کر کے اندلس میں اپنے بیٹوں، بھتیجوں اور خواص کے پاس چلا گیا۔ وہ منصور بن ابی عامر کے ہاں مہمان اترا جو صاحب حکومت و خلافت تھا۔ اس نے ان کی بہت اچھی طرح مہمان نوازی اور عزت افزائی کی اور انہیں اپنے لئے منتخب کر لیا۔ اس نے خلافت پر تسلط قائم کرنے کے لئے انہیں حکومت کے خواص اور دوستوں میں شامل کر لیا اور انہیں زنا تہ کے طبقات اور دوسرے بربر یوں میں شامل کر دیا۔ جنہوں نے اپنی جمعیت کے ساتھ جو سلطانی، اموی فوجوں اور عرب قبیلوں سے فتح حاصل کی تھی، یوں اب اندلس میں منہاجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت بوسیدہ ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے منصور بن ابی عامر، اس کے بیٹوں مظفر اور ناصر کی حکومت کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ جب ان کی امارت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی حکومت کمزور ہو گئی تو اندلس میں بربریوں اور وہاں کے باشندوں کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا۔ اب زاوی نے ان لڑائیوں میں خوشامد سے کام لیا۔ قرطبہ میں اس نے اس کی منہاجی قوم اور سب زنا تہ اور بربریوں نے لڑائی کی اور اپنے خلیفہ مستعین سلیمان بن الحکم بن سلیمان بن ناصر کے پاؤں جمائے جس کی انہوں نے بیعت کی ہوئی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر قرطبہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اس کے عام باشندوں کی بیخ کنی کی۔ انہوں نے اس کے خاص پردہ داروں، صاحب عزت لوگوں پر الزامات لگائے لہذا لوگوں نے اس بارے میں واقعات بیان کئے۔ قرطبہ لوٹنے کے بعد زاوی اپنے باپ زیری بن مناد کے پاس پہنچ گیا جسے قصر قرطبہ کی دیواروں کا خالق تصور کیا جاتا ہے، یوں وہ اسے وہاں سے اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آیا۔ تاکہ اسے اس کی قبر میں دفن کرے۔ اس کے بعد ملویہ میں سے بنی حمود کو بڑی شوکت حاصل ہوئی، بربریوں کی حکومت خراب ہو گئی اور اندلس میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کی جوانب فتنے سے لبریز ہو گئیں اور بربری رؤساء اور ارباب حکومت نے نواح و امصار میں جا کر ان پر قبضہ کر لیا۔ اب منہاجہ السرة کی جانب سمٹ گئے اور اس کے مضافات پر ان کا قبضہ تھا۔ زادی ان دنوں بربریوں کا دست بازو بنا ہوا تھا لہذا اس نے غرناطہ میں اتر کر اسے اپنا دار السلطنت اور اپنی قوم کی پناہ گاہ بنا لیا اس کے دل میں پھر ایام جنگ میں، اندلس میں بربریوں کے برے انتقام کی بات آئی، اور وہ اپنے فعل کے انجام سے ڈر گیا۔ حکومت نے بھی اس کی

بات کو نہیں مانتا تو اس نے کوچ کا ارادہ کر لیا۔ اس نے سنہ 410 میں بیس سال کی غیر حاضری کے بعد قیروان میں اپنی قوم کے بادشاہ کی پناہ لی۔ اس نے المعز بن بادیس کو جو اس کے بھائی بلکین کا پوتا تھا، افریقہ سے بھی بڑی وسیع مالد اور زیادہ تعداد والی حکومت دی لہذا المعز نے بھی اس سے خوب حسن سلوک کیا اور اسے اپنی حکومت کا سب سے بڑا رتبہ دیا۔ اس نے اسے عجم اور قرا بتداروں سے بھی مقدم کیا نیز اسے اپنے محل میں اتارا اور اپنی بیویوں کو اس کی ملاقات کے لئے باہر نکالا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی ایک ہزار بیوی کو ملا جن میں سے کوئی بھی اس کے لئے حلال نہیں تھی۔ اس نے ابراہیم کو اس کی قبر میں دفن کر دیا اور اپنے بیٹے کو اپنی عملداری میں اپنا جانشین بنایا۔ اس دوران اہل غرناطہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور انہوں نے حیوس کی جانب سے اس کے عم زاد ماکسن بن زیری کو اس کی عملداری کے ایک قلعے میں اس کی جگہ بھیجا لہذا وہ جلدی سے ان کے پاس گیا اور غرناطہ میں اترا، تو وہ اس کے مخالف ہو گئے۔ وہ پھر اس کی بیعت کر کے وہاں کا بادشاہ بن گیا جو اندلس میں جماعتوں کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا۔ اس کے بعد وہ سنہ 29 میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس بن حیوس حکمران بنا جس کا لقب مظفر تھا۔ وہ ہمیشہ ہی آل حمود امرائے مالقہ کے، قرطبہ سے تخلف کے بعد ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا۔ بعد ازاں حاکم مر یہ عامری نے سنہ 29 میں اس پر چڑھائی کی تو بادیس نے غرناطہ کے باہر اس سے لڑائی کی، اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ یوں اس کا دور حکومت لمبا ہو گیا۔ اب سب جماعتوں کے بادشاہوں نے اس کی مدد کو اپنے ہاتھ بڑھائے اور جن لوگوں نے اس سے مدد طلب کی ان میں محمد بن عبداللہ البرزالی بھی تھا جس نے اس سے اس وقت مدد مانگی جب اسماعیل بن قاضی بن عباد نے اپنے باپ کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ یوں بادیس نے خود بھی اور اس کی قوم نے بھی اس کی مدد کی۔ سنہ 31 میں اس کے دادخواہ کی طرف ابن بقیہ کے ساتھ ادریس بن حمود کا جرنیل گیا جو مالقہ کا حکمران تھا۔ یہ لوگ راستے ہی سے واپس آ گئے۔ اس دوران اسماعیل بن قاضی بن عباد نے اپنے دادخواہ کے ساتھ ان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا لہذا اس نے ان کا تعاقب کیا اور بادیس کو اس کی قوم میں آ ملا۔ اب وہ آپس میں لڑ پڑے، اسماعیل کی فوج بھاگ گئی اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ گئی، تب منہاجہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر ابن حمود کے پاس لایا گیا۔ اس وقت قادر بن ذوالنون حاکم طلیہ بھی ابن عباد اور اس کے مددگاروں کی زیادتیوں کو دور کرنا چاہتا تھا۔ بادیس پر وہ شخص حکمران ہے جس نے غرناطہ کو شہر بنایا، اس کی حد بندی کی، اس کے محلات اور قلعوں اور عمارات اور کارخانوں کو بلند اور مضبوط کیا جن کے آثار اس زمانے تک باقی ہیں۔ سنہ 49 میں بنو حمود کے خاتمہ کے بعد وہ مالقہ پر غالب آ گیا۔ اور اسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ وہ پھر سنہ 67 میں فوت ہو گیا اور مغرب میں مرا بطین کی حکومت نمایاں ہو گئی اور یوسف بن تاشفین کی سلطنت مضبوط ہو گئی۔ اب اس کے بعد اس کا پوتا عبداللہ بن بلکین بن بادیس حکمران بنا اور مظفر غالب آ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی امارت دیدی۔ مالقہ کی امارت یوسف بن تاشفین کے اندلس جانے تک ٹھیک رہی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں اس کا تذکرہ کریں گے۔ وہ پھر غرناطہ میں سنہ 83 میں اترا۔ اس نے عبداللہ بن بلکین کو گرفتار کر لیا اور اس کے اموال و ذخائر کا صفایا کر دیا۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی تمیم کو بھی مالقہ سے لا کر ملا دیا، اور وہ ان دونوں کے ساتھ اندلس آ گیا۔ اس نے پھر عبداللہ اور تمیم کو سوس اقصیٰ میں اتارا اور انہیں جاگیریں دیں۔ یہاں تک کہ یہ اس کی حکمرانی میں ہی فوت ہو گئے۔ بنو ماکسن جو اس عہد میں طنجہ کے خاندانوں میں سے ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہیں لہذا بلکانہ کی حکومت منہاجہ افریقہ اور اندلس سب علاقوں میں کمزور ہو گئی۔

ہلثمین کے حالات اور ان کے واقعات کی روداد

یہ منہاجہ کا دوسرا طبقہ ہے، انہیں مغرب میں حکومت حاصل تھی۔ یہ لوگ جنوب میں ریگستانوں کے پیچھے واقع جنگلات میں رہتے ہیں اور فتح سے قبل کے زمانوں سے یہاں رہ رہے ہیں لہذا ان کے آغاز کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ وہ پھر سبزہ زاروں سے صحرا میں چلے گئے اور وہاں اپنی مراد کو پایا۔ انہوں نے ٹیلوں کی سخت زندگی کو خیر باد کہہ دیا اور اس کے بدلے میں انہوں نے جانوروں کا دودھ اور گوشت حاصل کر لیا۔ کیونکہ وہ آبادی سے دور رہنا چاہتے تھے اور علیحدگی سے مانوس تھے۔ وہ کسی کے غلبہ سے وحشت محسوس کرتے تھے لہذا وہ حبشہ کے سبزہ زار کے پڑوس میں اترے اور پھر بلا دسوڈان اور بلاد بربر کے درمیان روک بن گئے۔ انہوں نے لثام (ٹھاٹھ) کو قوموں کے درمیان اپنا امتیازی شعار بنایا وہ پھر ان علاقوں میں چلے گئے اور بکثرت ہو گئے۔ کذالہ سے ان کے متعدد قبیلے بن گئے لہذا لتونہ، مسوقہ، وتریکہ، ناوکا، زغادہ اور پھر منہاجہ کے بھائی لمطہ، یہ سب قبیلے مغرب میں بحر محیط کے درمیان سے طرابلس اور برقہ کی طرف غدامس تک آباد ہیں۔

لتونہ کے اور بھی بہت بطون ہیں۔ جیسے بنو رتنطق، بنو زمال، بنو صولان اور بنو ناسجہ۔ صحرا میں ان کا وطن کا کرم کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سب مغرب کے بربریوں کی طرح مجوسی دین کے حامل ہیں اور یہ ہمیشہ سے ہی ان میدانوں میں رہ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ فتح اندلس کے بعد یہ اسلام لائے۔ ان میں لتونہ کو سرداری حاصل تھی۔ انہیں عبدالرحمن بن معاویہ الداخل کے زمانے سے بڑی قوت اور حکومت حاصل ہوئی جسے وراثت میں ان کے بادشاہوں نے حاصل کیا، جن میں تلاکاکین، ورتکا اور اکن بن ورتنطق جو ابو بکر بن عمر کا دادا اور ان کی حکومت کے آغاز میں لتونہ کا امیر تھا، شامل ہیں۔ ان کی عمریں اسی (80) سال تک طویل ہوئی ہیں۔ انہوں نے کئی صحرائی علاقوں پر قبضہ کیا، وہاں پر رہنے والی سوڈانی اقوام سے جہاد کیا اور انہیں لانے پر آمادہ کیا یوں ان میں سے بہت سے لوگوں نے دین کو اختیار کر لیا۔ دوسروں نے جزیہ دے کر ان سے بچاؤ اختیار کیا اور انہوں نے ان سے جزیہ کو قبول کر لیا۔ تلاکاکین کے بعد ان پر شولوثان بادشاہ بنا۔

ابن ابی زرع کا بیان ہے کہ ”لتونہ میں سب سے پہلے شولوثان نے صحرا پر قبضہ کر کے صحرائی علاقوں کی واقفیت سے حاصل کی۔ اسی نے سوڈانیوں سے ٹیکسوں کا تقاضا کیا اور وہ ایک لاکھ شرفاء میں سواری کیا کرتا تھا، اس کی وفات سنہ 222 میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے تمیم نے سنہ 306 تک ان کی حکومت سنبھالی۔ بعد میں منہاجہ نے اسے قتل کر دیا، یوں ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی۔“

دوسرے لوگوں کا بیان ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور تیز اور ابن دانش بن بیزا ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ ابن ہزار نے عبدالرحمن ناصر اور اس کے بیٹے حکم المنصر کے زمانے میں چوتھی صدی میں تمام صحرا پر قبضہ کیا تھا۔ وہ عبید اللہ اور اس کے بیٹے ابوالقاسم جو خلفائے شیعہ میں سے تھے، کے زمانے میں ایک لاکھ شرفاء میں سوار ہوتا تھا۔ اس کی عملداری دو ماہ کی مناسبت تک تھی۔ بیس سوڈانی بادشاہوں نے اس کی اطاعت کی تھی جو اسے جزیہ دیتے تھے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بادشاہ بنے لیکن پھر اس کے بعد ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور ان کی سلطنت اور ریاست گروہ درگروہ بن گئی۔ ابن زرع بیان کرتا ہے کہ تمیم بن یلتان کے ایک سو بیس سال بعد ان کی حکومت تباہ ہو گئی یہاں تک کہ عبید اللہ بن تیفاوت جو ناشر لتونی کے نام سے مشہور ہے، ان میں کھڑا ہوا۔ انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس سے محبت کی۔ وہ بڑا دیندار اور نیک آدمی تھا۔ اس نے حج بھی کیا لیکن وہ بھی ایک لڑائی میں اپنی سرداری کے تیسرے سال فوت ہو گیا۔ ان کی حکومت پھر اس کے داماد بن یحییٰ بن ابراہیم کندالی اور اس کے بعد یحییٰ بن تلاکاکین نے سنبھالی۔ سب سے پہلے اس طبقہ کی مغرب اور اندلس میں بڑی حکومت تھی، اس کے بعد افریقہ میں، ہم ترتیب کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

مرا بطین کی حکومت کے واقعات اور اس کے انجام کی روداد

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ملثمین اپنے صحراؤں میں رہتے تھے اور مجوسی دین کے پیروکار تھے یہاں تک کہ تیسری صدی میں وہ اسلام لائے اور انہوں نے اپنے پڑوسی سوڈانیوں سے دین کے معاملے میں جہاد کیا، انہیں اپنا مطیع بنا لیا اور حکومت ان کے لئے مجتمع ہو گئی۔ لیکن یہ لوگ پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے ہزطن کی سرداری ایک مخصوص گھرانے میں تھی۔ لتونہ کی سرداری بنی ورتا نطق بن منصور بن مصالحہ بن منصور بن مزالت بن امیت بن رتمال بن ثلمیت میں تھی جو لتونی تھا جب سرداری یحییٰ بن ابراہیم کندالی کو ملی تو اس کی بنی ورتا نطق میں رشتہ داری تھی لہذا انہوں نے اپنی حکومت کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی جب یحییٰ بن ابراہیم اپنی چھٹی گزارنے کے لئے اپنی قوم کے رؤساء میں سنہ 440 میں باہر گیا تو واپسی پر یہ لوگ قیروان میں مالکی مذہب کے شیخ ابو عمران فاسی سے ملے۔ انہوں نے اس کے دور میں جو فائدہ اس سے حاصل کیا، جو انہیں زبانی فتوے دیئے اور جو کچھ امیر یحییٰ کی سرداری کے بارے میں کہا انہوں نے اسے غنیمت جانا۔ ان کے ساتھ اس کا ایک شاگرد رہتا تھا جس سے وہ اپنے قضایا اور مصائب میں رجوع کیا کرتے تھے لہذا اس نے ان کی رغبت بھی دیکھتے ہوئے اپنے شاگرد کو ایصال خیر کی امید پر ان کے ساتھ کر دیا۔ انہوں نے پھر اپنے علاقے کو سخت چیز خیال کیا تھا۔ ابو عمران فقیہ نے ان کے لئے فقیہ محمد داکا ابن رلو اللمطی کو جہلماسہ میں لکھا اور اسے وصیت کی کہ وہ ان کے لئے ایسا آدمی تلاش کرے جس کے دین پر انہیں اعتماد ہو اور وہ اپنی معاش کے سلسلے میں اپنے آپ کو اس علاقے کی بھوک کے مطابق ڈھال لے۔ اس نے ان کے پاس عبداللہ بن یاسین بن لک الجزولی کو بھیجا۔ وہ انہیں قرآن کی تعلیم دینے لگا۔ اور ان کے لئے دین کو قائم کرنے لگا پھر یحییٰ بن ابراہیم فوت ہو گیا، یوں ان کی حکومت تباہ ہو گئی۔ انہوں نے پھر عبداللہ بن یاسین کو نکال دیا، اس کے علم کو مشکل خیال کیا اور اس سے تعلیم حاصل کرنا چھوڑ دیا کیونکہ اس میں تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ یوں اس نے بھی ان سے اعراض اختیار کیا۔ اب لتونہ کے رؤساء میں سے یحییٰ بن عمر بن تلاکائین نے اس کے ساتھ زہد و عبادت کو اختیار کر لیا۔ جب ابو بکر نے اسے پکڑ لیا، تو وہ لوگوں سے الگ ہو کر ایک ٹیلے پر جا بیٹھے جسے دریائے نیل گھیرے ہوئے ہے اور جو گرمیوں میں پایاب اور سردیوں میں گہرا ہوتا ہے۔ وہ واپسی پر الگ الگ کئی جزیرے بن جاتا ہے لہذا وہ بہت درختوں والی دلدلی جگہ الگ عبادت کرنے کے لئے داخل ہو گئے۔ جب ان کے ساتھ ایک ہزار آدمی ہو گیا تو ان کے شیخ عبداللہ بن یاسین نے انہیں کہا کہ ایک ہزار آدمی قلت کے باعث غالب نہیں آسکتا اور ہمیں یہیں قیام کر کے دعا کرنی چاہئے اور سب لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہئے لہذا انہوں نے ہمیں نکالا اور وہ نکل گئے لیکن قبائل لتونہ کشالہ اور مہومہ میں سے جس نے بھی ان کی بات نہ مانی، انہوں نے اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے حق کی طرف رجوع کیا اور سیدھے راستے پر قائم ہو گئے۔ اس نے پھر انہیں مسلمانوں کے اموال سے صدقات لینے کی اجازت دی اور اس نے ان کا نام مرا بطین رکھا۔ اس نے اس کی امارت عربوں میں امیر یحییٰ بن عمر کو دی، یوں وہ ریگستانوں کو طے کر کے بلاد درعہ اور جہلماسہ میں آ گئے انہوں نے اپنے صدقات انہیں دیئے اور وہ واپس لوٹ گئے۔ اس دوران داکا اللمطی نے انہیں اس ظلم و جور سے متعلق لکھا۔ جو مسلمانوں کو بنی و انودین سے پہنچا تھا اور جو جہلماسہ کے مغرادی امراء میں سے تھے۔ اس نے پھر انہیں ان کے حالات کو تبدیل کرنے کی ترغیب دی لہذا وہ سنہ 445 میں بہت بڑی تعداد میں اونٹوں پر سوار ہو کر صحرا سے نکلے اور درعہ کی طرف گئے جہاں پر ایک چراگاہ تھی۔ وہ ان کو اس چراگاہ اور اپنے ملک سے بٹانے کے لئے مقابلے میں آئے۔ یوں دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اور ابن و انودین کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہو گیا۔ اس نے پھر اس کی فوج کا اس کے اموال سمیت پیچھا کیا اور اس نے انہیں ان کے چوپاؤں اور چراگاہ کے اونٹوں کو قابو کر لیا جو درعہ میں تھے وہ پھر جہلماسہ میں گئے اور وہاں پر رہنے والے سب مغرادیہ کو قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر ان کے اموال کی اصلاح کی، برائیوں کو دور کیا اور نیکوں کو معاف کر دیا، صدقات دیئے اور انہی میں سے ایک آدمی کو ان کا عامل مقرر کیا۔ وہ پھر اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے۔ جب یحییٰ ابن عمر سنہ 47 میں فوت ہو گیا اور اس جگہ اس کا بھائی ابو بکر آ گیا تو اس نے مرا بطین کو مغرب کے فتح کرنے کی طرف متوجہ کیا لہذا اس نے سنہ 48 میں بلاد سوس کے ساتھ لڑائی کی اور سنہ 48 میں ماسہ اور تارودانت کو فتح کر لیا۔ ان کا امیر لقوط بن یوسف بن علی مغرادی تاولا کی طرف بھاگ گیا اور بنو یفرن کی پناہ لی جبکہ لقوط بن یوسف مغرادی حاکم غمات ان کے ساتھ قتل ہو گیا۔ اس کی بیوی زینب بنت اسحاق نفرادیہ نے شادی کر لی، یہ عورت حسن و جمال اور سرداری میں شہرہ آفاق تھی یہ عورت

لقوط سے قبل یوسف بن علی بن عبدالرحمن بن وطاس کے پاس تھی جو دریکہ کا شیخ تھا۔ یہ بلاد مصادمہ میں مغارن کی حکومت میں ہیلانہ کی بیوی تھی۔ یوں بنو یفرن دریکہ پر غالب آگئے اور عمارت پر قبضہ کر لیا یوں لقوط نے اس زینب سے شادی کر لی۔ اس کے بعد ابو بکر بن عمر نے اس سے شادی کر لی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر اس نے سنہ 50 میں مراہطین کو برغوطہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بلایا۔ اس کے بعد پھر سلیمان بن حرو امرابطین کا امام بنانا کہ وہ اپنے دینی قضایا میں اس کی طرف رجوع کریں۔ ابو بکر بن عمر اپنی قوم کی امارت کے دوران مسلسل ان کے ساتھ جہاد کرتا رہا۔ اس نے ان کی جڑیں اکھیڑ دیں اور یوں مغرب سے ان کی دعوت کا اثر مٹ گیا۔ جہاد کے سلسلے میں ابو بکر نے لوانہ شہر سے لڑائی کی اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس نے سنہ 52 میں وہاں کے تمام زنانہ کو قتل کر دیا۔ ابھی اس نے مغرب کی فتح کی تکمیل نہیں کی تھی کہ اسے صحرا میں لمتونہ اور مسوتہ کے اختلافات کی اطلاع ملی جہاں ان کے شرفاء اور رشتہ داروں کی بڑی تعداد رہتی تھی۔ لہذا وہ ان کے اختلاف اور تعلقات کے انقطاع سے ڈر گیا اور سفر کا حکم دیا۔ سنہ 53 میں بلکین بن محمد بن حماد حاکم قلعہ نے مغرب پر چڑھائی کی تو ابو بکر صحرا کی طرف چلا گیا، اس نے مغرب پر اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کو عامل مقرر کیا اور اس کے لئے اپنی بیوی زینب بنت اسحاق سے دستبردار ہو گیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور اس نے ان کے درمیان فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ اب سوڈانیوں سے جہاد کرنے کا دروازہ کھول دیا اور وہ ان کے ملک کی نوے منازل پر غالب آ گیا۔ یوسف بن تاشفین نے مغرب کی اطراف میں قیام کیا پھر حاکم قلعہ بلکین، فاس آیا اور اطاعت پر اس کو یرغمال بنایا۔ وہ پھر واپس لوٹ آیا۔ لہذا اس وقت یوسف بن تاشفین اپنی مراہطین کی فوج کے ساتھ چلا، اس نے مغرب کے علاقوں کو اپنا مطیع بنالیا۔ ابو بکر پھر مغرب کی طرف واپس آ گیا، تو اس نے دیکھا کہ یوسف بن تاشفین نے اس سے پہل کر لی ہے۔ زینب نے اسے بتایا کہ وہ اپنے اموال میں اختصاص چاہتا ہے اور وہ اسے صحرا کا مال و متاع دیدے لہذا امیر ابو بکر نے یہ بات سمجھ لی اور لڑائی سے الگ ہو گیا اس نے امارت اس کے سپرد کر دی اور اپنے علاقے میں واپس آ گیا وہ سنہ 480 میں واپس آتے ہی فوت ہو گیا۔ اب یوسف نے سنہ 54 میں مراکش شہر کی حد بندی کی اور وہاں پر خیموں میں اترا۔ اس نے مسجد کے ارد گرد فصیل بنائی اور اموال اور اسلمہ کے ذخیرہ کے لئے ایک کناں بنایا۔ اس کے بعد سنہ 526 میں اس کے بیٹے علی نے اس کی فصیلوں کی مضبوطی کو مکمل کیا۔ پھر یوسف نے مراکش میں اپنی فوج کے اترنے اور مصادمی قبیلوں سے ان کے موطن جبل درن میں لڑنے کے لئے تیار کیا۔ مغرب کے قبائل میں ان سے زیادہ سخت اور زیادہ تعداد والا اور کوئی قبیلہ نہیں تھا۔ اس نے پھر مغرب میں مغرادرہ، بنی یفرن اور قبائل زنانہ سے مطالبہ کرنے کی طرف اپنے عزم کو پھیرا اور گھوڑوں کو ان کے ہاتھوں سے کھینچ لیا۔ رعایا پر جو انہوں نے ظلم کئے تھے، اس نے انہیں دور کیا۔ اور وہ ان سے بہت نالاں تھے (مورخین نے فاس شہر اور اس کی حکومت کے حالات کے سلسلے میں ایسے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔) اس نے سب سے پہلے قلعہ فازاز میں لڑائی کی جہاں پر بنی مخشش کا مہدی بن توالی تھا۔ صاحب نظم الجواہر کا بیان ہے کہ یہ زنانہ کا ایک لطن ہیں اور ابو تولی اس قلعہ کا حاکم تھا۔ یوسف بن تاشفین نے اس سے لڑائی کی پھر مہدی بن یوسف کرنالی حاکم مکناسہ نے اس سے فوج مانگی کیونکہ وہ حاکم فاس معنصر مغرادی کا دشمن تھا لہذا اس نے مراہطین کی فوج کے ساتھ فاس پر چڑھائی کی۔ معنصر مغرادی بھی فوج لے کر اس کے مقابلہ میں آیا لیکن اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور یوسف پھر فاس کی طرف چلا گیا۔ اس نے ان تمام قلعوں کو فتح کیا جو اس کا احاطہ کئے ہوئے تھے پھر چند دن وہاں قیام کیا اور اس کے عامل بکار بن ابراہیم پر کامیابی حاصل کر کے اسے قتل کر دیا۔ وہ تیزی کے ساتھ مغرادرہ کی طرف گیا اور اسے فتح کیا۔ وانودین مغرادی کی اولاد میں سے جو بھی وہاں تھا، اس نے اسے قتل کر دیا اور فاس واپس آ گیا۔ اس نے سنہ 55 میں اسے صلح کے ذریعے فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا اور ان سے لڑائی کی۔ اس نے ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا، ان سے لڑائی کی اور ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا۔ وہ پھر طنجہ کے قریب جا پہنچا جہاں پر سکوت برغواطی حاجب حاکم سبتہ اور حمودیہ کے موالی میں سے بقیہ امراء اور ان کی دعوت دینے والے موجود تھے۔ وہ پھر قلعہ فازاز سے لڑائی کرنے کے لئے واپس آیا اور معنصر نے اس کے فاس جانے کی مخالفت کی لہذا وہ اس پر قابض ہو گیا اور اس کے عامل کو قتل کر دیا۔ یوسف بن تاشفین نے اب حاکم مکناسہ مہدی بن یوسف سے درخواست کی کہ وہ اسے فاس پر حملہ کرنے کے لئے فوج دے لہذا معنصر نے اسے اس کے راستے میں تلاشی دینے کو کہا اور اس سے لڑائی کی۔ اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے اس کے سر کو اس کے دوست اور حصہ دار حاجب سکوت برغواطی کے پاس بھیج دیا۔ جب اہل مکناسہ نے امیر یوسف بن تاشفین سے مدد مانگی تو اس نے فاس کے

محاصرے کے لئے لتونہ کی فوجیں بھیجیں جنہوں نے فاس کا ناطقہ بند کر دیا۔ ضرورت کی چیزیں بند کر دیں۔ اس نے لڑائی کرنے پر اصرار کیا لہذا انہیں تکلیف ہوئی۔ آخر محاصرے اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے میدان میں آیا مگر گردش روزگار اس کے خلاف تھی لہذا وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد زنا تہ قاسم بن محمد بن عبدالرحمن پر متفق ہو گئے جو موسیٰ بن ابی العافیہ کی اولاد سے تھا، یہ تازا اور رسول کے بادشاہ تھے لہذا انہوں نے مراہطین کی فوجوں پر چڑھائی کی۔ وادی سیمیر میں رن پڑا۔ زنا تہ کو غلبہ حاصل ہوا اور بہت سے مراہطین قتل ہو گئے جب یوسف بن تاشفین کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بلاذفاز میں مہدی کے قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ لہذا وہ سنہ 56 میں کوچ کر گیا اور مراہطین کی فوج بھی اس کے پاس آ گئی۔ وہ پھر بلاد مغرب میں چلنے پھرنے لگا لہذا اس نے بنی مران پھر قبولا اور پھر بلاد درغہ کو سنہ 58 میں فتح کیا پھر سنہ 60 میں غمارہ کو فتح کیا۔ اس نے سنہ 62 میں فاس کے ساتھ لڑائی کی اور مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اسے بزور فتح کر لیا۔ اس نے اس کے جنگلات میں تین ہزار مغرادرہ، بنی یفرن، مکناسہ اور قبائل زنا تہ کو قتل کیا یہاں تک کہ ان کے لئے فرداً فرداً قبریں بنانا مشکل ہو گیا۔ لہذا ان کے لئے گڑھے کھودے گئے اور انہیں باجماعت قبر میں ڈال دیا گیا۔ جوان میں سے قتل ہونے سے بچ گیا، وہ بھاگ کر بلاد تلمسان میں چلا گیا۔ اس نے پھر ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دیدیا جو قرومین اور اندلسین کے درمیان حد فاصل تھیں۔ اس نے پھر ان کو ایک شہر بنا دیا اور اس کے گرد فصیل بنا دی۔ اس نے وہاں کے لوگوں کو بکثرت مسجدیں بنانے پر آمادہ کیا اور ان کی تعمیر کے نقشے بنائے۔ بعد ازاں وہ سنہ 63 میں وادی ملویہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے شہروں اور واطاط کے قلعوں کو اس کے نواح سے فتح کیا۔ وہ پھر سنہ 65 میں دمنہ شہر کی طرف گیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا پھر غمارہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا۔ پھر سنہ 67 میں جبال غیاثہ اور بنی مکود کی طرف گیا جو تازا کی سرحدوں کے وسط میں ہیں اور انہیں فتح کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں مغرب کی عملداریاں اس کے بیٹوں اور اس کی قوم کے امراء میں تقسیم ہو گئیں پھر معتمد بن عباد نے اسے جہاد کی دعوت دی تو اس نے حاجب سکوت برغواطی اور اس کی قوم کی وجہ سے اس سے معذرت کی کیونکہ وہ سبتہ کی حمودی حکومت کے مددگار تھے۔ جب ابن عباد نے دوبارہ اس کی طرف اپیل کی تو اس نے ان کی طرف اپنے جرنیل صالح بن عمران کو لتونہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ سکوت حاجب نے طنز کے باہر اپنی قوم اور اپنے بیٹے ضیاء الدولہ کے ساتھ اس سے لڑائی کی لیکن شکست کھائی اور حاجب سکوت قتل ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے ضیاء الدولہ کو پکڑ لیا۔ یوں صالح بن عمران نے یوسف بن تاشفین کو فتح کے متعلق لکھا پھر امیر یوسف بن تاشفین نے سنہ 72 میں اپنے جرنیل مزولی بن تلکان بن محمد بن ورکورت عشری کو لتونہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط میں تلمسان کے ملوک مغرادرہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دنوں وہاں امیر عباس بن بنختی رہتا تھا جو لیلیٰ بن محمد بن خیر بن محمد بن خزرجی اولاد میں سے تھا لہذا انہوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور پھر بلاذنا تہ میں چلے گئے۔ انہوں نے لیلیٰ بن امیر عباسی پر فتح حاصل کر کے اسے قتل کر دیا اور اپنی لڑائی سے واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد یوسف بن تاشفین اس کے تین سال الریف کی طرف گیا اور کرسف، ملیہ اور الریف کے باقی ماندہ شہروں برقاں کو فتح کیا۔ اس نے پھر تلمسان شہر کو فتح کیا اور وہاں پر رہنے والے مغرادرہ کو قتل کر دیا حتیٰ کہ امیر تلمسان عباس بنختی کو بھی قتل کر دیا۔ محمد تیغمر المستونی کو پھر اس نے وہاں پر مراہطین کی فوجوں کے ساتھ اتارا اور وہ مملکت کی سرحد بن گیا۔ وہ پھر اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں اترا اور وہاں اپنے اترنے کی جگہ پر ٹاکرارت شہر کی حد بندی کی۔ بربری زبان میں یہ حملے کا نام ہے۔ اس نے پھر تنس دہران اور جبل دانشرلیں کو الجزائر تک فتح کیا اور مراکش سے واپسی پر سنہ 75 میں مغرب واپس آ گیا اور محمد بن تیغمر اپنی وفات تک تلمسان کا والی رہا، اس کے بعد اس کا بھائی تاشفین حکمران بنا۔ اس دوران طاغیہ نے سمندر کے پیچھے سے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور وہاں کی طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھایا لہذا اس نے طلیہ کا محاصرہ کر لیا جہاں پر قادر بن یحییٰ بن زاتون قیام پذیر تھا۔ وہ ان سے اس قدر تنگ ہوئے کہ اس نے سنہ 78 میں اس سے بچنے کے لئے اس شرط پر اس سے صلح کر لی کہ وہ اسے بلنیہ کا مالک بنا دے لہذا اس نے اس کے ساتھ نصرانیوں کی ایک فوج بھیجی اور اس نے بلنیہ میں داخل ہو کر اس کے حاکم ابو بکر بن عزیز کے مرنے کے وقت طلیہ کے محاصرے کے موقع پر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طاغیہ بلاد اندلس میں چلا گیا، یہاں تک کہ حریف کے فرضتہ الجاز میں ٹھہرا، اس کی حکومت نے اہل اندلس کو در ماندہ کر دیا۔ اس نے پھر ان سے جزیہ کا تقاضا کیا تو انہوں نے اسے جزیہ ادا کیا۔ اس نے پھر سر قسط سے جنگ کی، وہاں پر ابن ہود کو تنگی میں ڈالا اور اس کا قیام وہاں لسا ہو گیا۔ یوں اس پر قبضہ کرنے کے متعلق اس کی امید بڑھ گئی لہذا محمد بن عباد نے امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کو مخاطب کیا کہ وہ اندلس میں اسلام کی مدد کرنے

اور طاغیہ سے جہاد کرنے کا اپنا وعدہ پورا کرے۔ اہل اندلس کے سب مشہور علماء اور خواص نے بھی اس سے خط و کتابت کی لہذا وہ جہاد کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے پھر مراہطین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے المعز کو سببہ فرضتہ الحجاز کی طرف بھیجا۔ لہذا اس نے وہاں لڑائی کی اور ابن عباد کے بحری بیڑوں سے اسے گھیر لیا۔ وہ ربیع الاخر سنہ 76 میں بزور قوت اس میں داخل ہو گئے، اس نے ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ اور قید کر کے مغرب کی طرف لے آیا۔ پھر اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ اس نے پھر اپنے باپ کو فتح کا خط لکھا پھر ابن عباد نے اپنی جماعت اور مراہطین کے ساتھ سمندر کو پار کیا اور جہاد کے لئے نکلتے ہوئے فاس میں اس سے لڑائی کی۔ اس کے بیٹے الراضی نے اس کے لئے جزیرہ خضراء کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کے جہاد کے سلسلے میں چھاؤنی بن سکے لہذا اس نے مراہطین کی فوجوں اور قبائل مغرب کے ساتھ سمندر کو پار کیا۔ وہ سنہ 489 میں جزیرہ میں جا اتر۔ معتمد بن عباد اور ابن افسن حاکم بطلمیوس نے اس سے لڑائی کی۔ جلالقہ کے بادشاہ ابن اوفونس نے اس سے لڑائی کرنے کے لئے نصرانی اقوام کو اکٹھا کیا اور بطلمیوس کے نواح میں زلاقہ مقام پر مراہطین سے لڑائی کی۔ پھر مسلمانوں کو سنہ 81 میں اس پر مشہور فتح حاصل ہوئی وہ پھر مراکش لوٹ آیا۔ وہ اشبیلیہ میں محمد مجون بن سمون بن محمد بن درکورت کی نگرانی کے لئے ایک فوج پیچھے چھوڑ آیا جس کا باپ الحاج کے نام سے مشہور تھا۔ محمد اس کے خواص میں اور مشرق اندلس میں طاغیہ کو زچ کرنے والے عظیم جرنیلوں میں سے تھا۔ اس بارے میں امرائے طوائف کچھ کام نہ آئے لہذا ابن الحاج نے جو یوسف بن تاشفین کا جرنیل تھا، مراہطین کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی لہذا انہوں نے نصرانیوں کو نہایت بری شکست دی اور مرسیہ کے حاکم ابن رشیق کو الگ کر دیا اور وہ دانیہ تک پہنچا۔ اب علی بن مجاہد اس کے آگے بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور ناصر بن علناس کے ہاں اتر لہذا اس نے اس کی عزت افزائی کی۔ بلنیہ کا قاضی ابن جاف، محمد بن الحاج کو قادر بن ذوالنون کے خلاف برا بیچنے کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے ساتھ فوج بھیجی اور بلنیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران ابن ذوالنون سنہ 85 میں قتل ہو گیا۔ جبکہ طاغیہ کے یہ خبر پہنچی تو اس نے بلنیہ سے لڑائی کی اور مسلسل اس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ سنہ 85 میں اس پر قبضہ کر لیا لیکن پھر مراہطین کی فوجوں نے اسے چھڑا لیا۔ اب یوسف بن تاشفین نے امیر مزولی کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ یوسف بن تاشفین سنہ 86 میں دوبارہ بلنیہ گیا تو وہاں کے امرائے طوائف نے محسوس کیا کہ وہ ان پر عیب لگاتا ہے لہذا انہوں نے اس کی ملاقات کو گراں محسوس کیا کیونکہ ان پر تاوان اور ٹیکس لگائے گئے تھے۔ پھر وہ ان کے متعلق غمگین ہوا اور ٹیکسوں کو اٹھا کر انصاف کرنے کا عہد کیا لہذا جب وہ چلا گیا تو ابن عباد کے سوا سب اس سے الگ ہو گئے کیونکہ اس نے اس کی ملاقات میں جلدی کی تھی اور اسے بہت لوگوں کے متعلق اکسایا تھا۔ اب اس نے ابن رشیق کو گرفتار کر لیا۔ یوں ابن عباد نے اس عداوت پر قدرت حاصل کر لی جو ان دونوں کے درمیان پائی جاتی تھی۔ اس نے پھر مرسیہ کی طرف فوج بھیجی تو ابن حمارح وہاں سے بھاگ گیا اور بجایہ میں ناصر بن منصور کے ہاں اتر۔ طوائف کے بادشاہوں نے اس کی فوج کو مدد نہ دینے پر اتفاق کیا تو اس کی نظر بگڑ گئی۔ بعد ازاں مغرب اندلس کے فقہاء اور اہل شوریٰ نے اسے انہیں معزول کرنے اور ان سے حکومت چھین لینے کا فتویٰ دیا۔ اہل مشرق میں سے اس کی طرف یہ فتوے لے کر جانے والے غزالی اور طرطوشی جیسے علماء تھے لہذا وہ غرناطہ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عبید اللہ بن بلکین بن بادیس اور اس کے بھائی تمیم کو مالقہ سے معزول کر دیا کیونکہ وہ دونوں یوسف بن تاشفین کی عداوت میں طاعیہ کے ساتھ شامل تھے۔ اس نے ان دونوں کو مغرب کی طرف بھیج دیا لہذا اس موقع پر ابن عباد اس سے خوفزدہ ہو گیا اور اس کی ملاقات سے منقبض ہوا۔ اب ان دونوں کے درمیان شکایات پھیل گئیں تو یوسف بن تاشفین سببہ کی طرف گیا اور وہاں پر ٹھہر گیا۔ اس نے پھر امیر سیر بن ابی بکر بن محمد و رکوت کو اندلس کی امارت دے کر بھیج دیا لہذا وہاں سے چلا گیا۔ جب ابن عباد اس کے استقبال کو نہیں آیا تو اس بات نے اسے ناراض کر دیا۔ اس نے پھر اس سے امیر یوسف کی اطاعت اور امارت چھوڑنے کا مطالبہ کیا تو ان کے درمیان فساد پیدا ہو گیا، وہ اس کی تمام عملداری پر غالب آ گیا۔ اس نے پھر اولاد مامون کو قرطبہ سے اور یزید الراضی کو رندہ اور قرمونہ سے برطرف کر دیا، ان سب علاقوں پر قابض ہو گیا اور انہیں قتل کر دیا۔ اس نے پھر اشبیلیہ جا کر معتمد کا محاصرہ کر لیا اور اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ اس نے طاغیہ سے مدد طلب کی تو اس نے اس محاصرے سے اسے چھڑانے کا ارادہ کیا مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ لتونہ کے دفاع نے اس کی قوت کو کمزور کر دیا تھا۔ اب مراہطین سنہ 84 میں اشبیلیہ میں زبردستی داخل ہو گئے، اس نے معتمد کو گرفتار کر لیا اور اسے قیدی بنا کر مراکش لے آیا۔ وہ سنہ 70 میں اغمت میں اپنے مرنے تک یوسف بن تاشفین کی قید میں رہا۔ وہ پھر بطلمیوس کی طرف گیا تو اس کے حاکم عمر بن افسس کو گرفتار کر لیا۔ اس نے سنہ 89 میں عید الاضحیٰ کے روز اسے اور اس

کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اسے صحیح طور پر معلوم ہو چکا تھا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ شامل ہیں اور یہ کہ وہ اسے بطلیوس کا بادشاہ بنا دیں گے۔ سنہ 90 میں یوسف بن تاشفین پھر تیسری بار گیا۔ اور طاغیہ نے اس پر چڑھائی کی لہذا اس نے محمد بن الحاج کی نگرانی کے لئے مراہطین کی فوجیں بھیجیں۔ نصاریٰ اس کے سامنے شکست کھا گئے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے بعد امیر یحییٰ بن ابی بکر بن یوسف بن تاشفین سنہ 93 میں گیا تو محمد بن الحاج سیر بن ابی بکر اس کے ساتھ مل گیا اور یوں طوائف کے ملوک کے ہاتھوں سے اندلس کے عام علاقے کو حاصل کر لیا۔ اس دوران المستعین بن ہود کے ہاتھ میں نصاریٰ کا ہاتھ پکڑنے کی وجہ سے سرقطہ کے سوا اور کوئی علاقہ باقی نہ رہا۔ پھر حاکم بلنسیہ امیر مزدی نے برشلونہ شہر سے لڑائی کی اور اس میں خوب خونریزی کی اور وہاں تک پہنچا جہاں پر اس سے قبل کوئی نہیں پہنچا تھا۔ وہ پھر واپس آ گیا۔ اس طرح یوسف بن تاشفین کی حکومت میں بلاد اندلس کا انتظام ہو گیا اور طوائف کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا کہ گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھی اس طرح یوسف بن تاشفین اندلس کے دونوں کناروں پر قابض ہو گیا اور مراہطین کو پے در پے بار بار شکستیں ہونے لگیں۔ اس نے پھر امیر المسلمین کا نام پایا اور مستنصر عباسی خلیفہ بغداد کو مخاطب کیا۔ اس نے اس کی طرف عبداللہ بن محمد العرب المعامی الاشیللی اور اس کے بیٹے قاضی ابوبکر کو بھیجا تو انہوں نے نہایت نرمی سے اچھے رنگ میں بات کو اس تک پہنچا دیا انہوں نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مغرب اور اندلس کی امارت دیدے تو اس نے اسے امارت دیدی۔ یہ بات خلیفہ کے ایک خط میں ہے جسے لوگ اب ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں۔ اس کے بعد امام غزالی اور قاضی ابوبکر طروشلی نے اسے عدل و انصاف کرنے اور بھلائی سے تمسک کرنے کی ترغیب دی اور ملوک طوائف کے حکم الہی کے مطابق فتوے دیئے۔ بعد ازاں یوسف بن تاشفین سنہ 99 میں چوتھی بار اندلس آیا۔ اس سے قبل بنی حماد کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ منصور بن ناصر نے سنہ 97 میں تلمسان پر اس فتنے کی وجہ سے چڑھائی کی جو اس کے اور تاشفین بن تیغمر کے درمیان پیدا ہوا تھا اور اس نے ان کے اکثر بلاد کو فتح کر لیا تھا۔ یوں اب یوسف بن تاشفین نے اس سے صلح کی اور سنہ 97 میں تاشفین کو تلمسان سے ہٹا کر اسے راضی کیا۔ اس نے ان دونوں کی طرف بلنسیہ سے مزدلی کو بھیجا اور اس کے بدلے میں ابو محمد بن فاطمہ کو بلنسیہ کی امارت دی۔ پھر بلاد نصرانیہ میں اس نے بہت لڑائیاں کیں اور پانچویں صدی کے سر پر یوسف فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے علی بن یوسف نے سنبھالا، وہ بھی بہترین بادشاہ تھا اور اس کا دور امن و امان کا دور تھا۔ اس کی حکومت، کفر پر غالب تھی۔ جب وہ اندلس گیا تو اس نے دشمن کے علاقوں میں خوب خونریزی کی، انہیں قتل کیا۔ اور قیدی بنایا۔ اس نے اندلس پر امیر تمیم کو حاکم بنایا۔ جب طاغیہ نے امیر تمیم کے لئے اکٹھ کیا تو تمیم نے اسے شکست دی پھر علی بن یوسف سنہ 3 میں اندلس گیا اور ظلیلہ سے لڑائی کی۔ اس نے بلاد نصاریٰ میں خونریزی کی اور واپس آ گیا۔ اس کے بعد ابن رد میر نے سرقطہ کا ارادہ کیا پھر ابن ہود اس کے مقابلے میں نکلا پس مسلمانوں نے شکست کھائی اور ابن ہود شہید ہو گیا۔ تو ابن رد میر نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اہل شہر نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔ اس کے بعد سنہ 9 میں برقہ کا واقعہ پیش آیا، اہل جنوہ نے اس پر غلبہ پالیا اور اسے خالی کر دیا۔ اس کی دوبارہ آبادی پھر مراہطین کے جرنیل مرتانا قرطست کے ہاتھوں ہوئی جیسا کہ طوائف کے ذکر میں اس کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔ یوں علی بن یوسف کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کی شان بڑھ گئی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے تاشفین کو سنہ 26 میں غرب اندلس کی امارت دیدی اور اسے قرطبہ اور اشبیلیہ میں اتارا۔ اس کے ساتھ اس نے زبیر بن عمر کو بھی بھیجا اور اس کی قوم کو جمع کیا۔ اس نے پھر ابوبکر بن ابراہیم مسوقی کو شرق اندلس کی امارت دی اور اسے بلنسیہ میں اتارا۔ وہ ابن خنجلہ کا مدوح اور ابوبکر بن ماجہ کا جو حکیم ابن الصانع کے نام سے مشہور ہے، مخدوم تھا۔ اس نے پھر ابن غانیہ مسوقی کو شرقی جزائر دانیہ اور میورقہ کی امارت دی۔ اس کا دور اچھا خاصا رہا۔ اس کی حکومت کے چودہویں سال امام مہدی کا ظہور ہوا جو موحدین کی دعوت کا منتظم تھا۔ وہ صاحب علم و فتویٰ اور تدریس تھا اور نیز نیکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا تھا۔ اس وجہ سے اسے فاسقوں اور ظالموں کی طرف سے بجایہ، تلمسان اور کناسہ میں تکالیف پہنچیں۔ جب امیر علی بن یوسف نے مناظرہ کے لئے اسے بلایا تو وہ اس کی مجلس میں اپنے مد مقابل فقہاء پر غالب آ گیا۔ وہ پھر اپنی قوم ہرغہ کے پاس چلا گیا جو مصادمہ میں سے تھی۔ علی بن یوسف نے اس کے نظریہ کو سمجھ لیا تو اس کی تلاش کی اور ہرغہ سے اس کے حاضر کرنے کے مطالبہ کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا لہذا اس نے ان کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس پر ٹوٹ پڑی اب ہنستانہ اور تمیل نے اسے پناہ دینے اور اس سے وعدہ وفائی کی قسم کھائی جیسا کہ ان کی حکومت کے بعد اس کا ذکر ہوگا۔ مہدی سنہ 24 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالمومن بن علی الکومی نے جو مہدی کے اصحاب میں سے بڑا تھا اور اس نے اس کے متعلق وصیت بھی کی تھی، اس کے

کام کو سنبھالا اور مصادمہ کا اتفاق ہو گیا۔ انہوں نے پھر مراکش سے لڑائی کی، یوں اندلس میں لتونہ کی ہوا اکھڑ گئی، موحدین کی حکومت غالب آ گئی اور مغرب کے بربر یوں میں ان کی بات پھیل گئی۔ جب علی بن یوسف سنہ 37 میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے تاشفین نے اس کی حکومت سنبھالی اور اندلس کے دونوں کناروں کی اس کی بیعت و اطاعت کی جیسے کہ انہوں نے موحدین کی حکومت کی مضبوطی کے وقت کیا تھا۔ اس طرح اس کی شوکت بڑھ گئی اور وہ اس کی تلاش میں اصرار کرنے لگے۔ بعد ازاں عبدالمومن نے جبال مغرب میں عظیم لڑائی لڑی اور تاشفین اپنی فوجوں کے ساتھ میدانوں میں گیا۔ یہاں تک کہ تلمسان میں اتر آیا۔ عبدالمومن اور موحدین نے کہف الضحاک میں اس کا مقابلہ کیا، جو جبل تیطری کی دو چٹانوں کے درمیان واقع ہے۔ وہاں اسے یحییٰ بن عبدالعزیز حاکم بجایہ نے اپنے جرنیل طاہر بن کباب کے ساتھ منہاجہ کی مدد بھیجی لہذا انہوں نے بڑے جوش کے ساتھ موحدین کی مدافعت کی اور ان پر غالب آ گئے۔ اس لڑائی میں طاہر ہلاک ہو گیا پھر منہاجیوں نے لڑائی کی اور تاشفین لب بن میمون کی مصالحت سے جو بحری بیڑے کا سالار تھا، دہران کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن موحدین نے اس کا تعاقب جاری رکھا اور ملک کی ناکہ بندی کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سنہ 41 میں فوت ہو گیا، یوں مغرب اوسط پر موحدین غالب آ گئے۔ انہوں نے پھر لتونہ سے لڑائی کی پھر مراکش میں اس کے بیٹے ابراہیم کی بیعت ہوئی تو لوگوں نے اسے کمزور اور عاجز پایا لہذا وہ دستبردار ہو گیا۔ پھر اس کے چچا اسحاق بن علی بن یوسف بن تاشفین کی بیعت کی گئی، اس طرح موحدین مغرب پہنچے اور تمام بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا لہذا وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو موحدین نے انہیں قتل کر دیا۔ بعد ازاں عبدالمومن اور موحدین سنہ 51 میں اندلس گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے امرائے لتونہ اور ان کے دیگر لوگوں سے لڑائی کی اور وہ ہر طرف بھاگ گئے۔ انہیں جزائر شرقیہ، میورقہ، منورقہ اور یالبہ میں شکست ہوئی یہاں تک کہ اس کے بعد انہوں نے افریقہ کی جانب نئے سرے سے حکومت بنائی۔ واللہ غالب علی امرہ۔

مرا بطین کے باقی ماندہ لوگوں کے حالات بعد ازاں موحدین کے ان پر حملوں کی روداد

یہ یاد رہے کہ مرا بطین کی حکومت کا آغاز کذالہ سے ہوا جو بلشمن کے قبیلوں میں سے ہے یہاں تک کہ یحییٰ بن ابراہیم فوت ہو گیا۔ ان کا پھر اپنے امام عبداللہ بن یاسین پر اختلاف ہو گیا اور وہ انہیں چھوڑ کر لتونہ کی طرف آ گیا۔ اس نے اس سے اپنی دعوت کو چھوڑ دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے زہد و عبادت کو اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس نے یحییٰ بن عمر اور ابو بکر بن عمر کے داعی کو جو بنی ورتا نطولتو نہ کے سردار گھرانے میں سے تھا، جواب دے دیا۔ لیکن ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع کی اور اس کے ساتھ دیگر ملشمن کے قبائل نے بھی کوشش کی۔ مسوقہ میں بہت سے آدمی مرا بطین کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے انہیں اسی وجہ سے اس حکومت میں ریاست اور غلبہ حاصل تھا۔ یحییٰ مسوقی ان کے مشہور جوانوں اور بہادروں میں شامل تھا۔ اسے اپنی قوم میں اپنے مرتبہ کی وجہ سے یوسف بن تاشفین کے ہاں بھی مشہور تقدم حاصل تھا۔ اتفاق سے اس نے ایک لڑائی میں لتونہ کے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا لہذا دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ بعد ازاں یوسف بن تاشفین نے مقتول کا فدیہ اور دیت دی اور علی کو کئی سال غائب رہنے کے بعد اس کی فرار گاہ سے واپس بلا لیا۔ اس نے پھر اس کا نکاح اپنے گھرانے کی ایک عورت غانیہ سے کر دیا کیونکہ غانیہ کے باپ نے اسے یہی وصیت کی تھی لہذا غانیہ نے یوسف بن تاشفین کی کفالت میں اس سے محمد اور یحییٰ کو جنم دیا۔ علی بن یوسف نے ان امور میں ان دونوں کے حق کا پاس کیا اور یحییٰ کو غربی اندلس کی امارت دی، اس نے اسے قرطبہ میں اتارا اور محمد کو سنہ 520 میں جزائر شرقیہ میورقہ، منورقہ اور یابہ کی امارت دی۔ اس کے بعد جب مرا بطین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ تب اندلسی وفد عبدالمومن کے پاس گیا۔ اس نے ان کے ساتھ ابواسحاق براق بن محمد مصمودی کو بھیجا جو موحدین کے جوانوں میں تھا اور اسے لتونہ کی لڑائی کا امیر بنایا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے یوں اس نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا یحییٰ بن علی بن غانیہ کی اطاعت کا تقاضا کیا پھر اسے قرطبہ چھوڑ کر جمال اور قلیعہ جانے کو کہا لہذا وہ قرطبہ سے غرناطہ چلا گیا اور وہاں کے لوگوں کو لتونہ کی اطاعت ترک کرنے اور موحدین کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگا۔ آخر وہ سنہ 43 میں وہیں فوت ہو گیا اور مقبرہ بادیس میں دفن ہوا لیکن محمد بن علی اپنی وفات تک والی بنا رہا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبجالی پھر وہ بھی فوت ہوا تو اس کے بھائی اسحاق بن محمد بن علی نے حکومت کو سنبجالی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسحاق بیٹے محمد کے بعد والی بنا اور اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو اس وجہ سے قتل کر دیا کہ اس کے باپ کے ہاں اسے قدر و منزلت حاصل ہے لہذا اس نے دونوں کو بہ یک وقت قتل کر دیا اور خود کو حکومت کے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ سنہ 580 میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے چھوڑے جو یہ تھے: محمد، علی، یحییٰ، عبداللہ، غانی، سیر، منصور اور جبارہ۔ اس کے بعد محمد نے حکومت سنبجالی۔ جب یوسف بن عبدالمومن بن علی ابن الربرتیر کی طرف ان کی اطاعت کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے گیا، تو اس کی پذیرائی اس کے بھائیوں کو ایک آنکھ نہ بھائی، انہوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی علی بن محمد بن علی نے حکومت سنبجالی اور ابن الربرتیر کو اس کے بھیجنے والے کی طرف واپس کرنے میں دیر کرنے لگے۔ جب انہیں یہ خبر ملی کہ خلیفہ یوسف قسری بارکش کے جہاد میں شہید ہو گیا ہے تو وہ اس کے اور بحری بیڑے کے درمیان حائل ہو گئے۔ اسی دوران اس کے بیٹے یعقوب نے حکومت سنبجالی تو انہوں نے ابن الربرتیر کو قید کر لیا۔ وہ پھر ان کے بحری بیڑے میں بیس ٹکڑیوں میں بٹ کر سمندر میں سوار ہو

گئے، اس کے ساتھ اس کے بھائی یحییٰ، عبداللہ اور غانی بھی سوار ہو گئے۔ اس نے پھر میورقہ پر اپنے چچا ابن البربر تیر کو حاکم مقرر کیا اور بجایہ کی طرف چل پڑے۔ وہ رات کو اہل بجایہ کی غفلت میں ان کے پاس آ گئے۔ اس وقت بجایہ کا حاکم ابوالریح بن عبداللہ بن عبدالمومن تھا جبکہ بایلول اس کے باہر کے راستے میں تھا۔ لہذا اہل شہر نے اسے نہ روکا اور انہوں نے صفر سنہ 81 میں اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے سید ابو موسیٰ بن عبدالمومن کو وہیں قید کر دیا۔ جو افریقہ سے واپسی پر مغرب جانے کا قصد کئے ہوئے تھا۔ انہوں نے پھر دارالامراء اور موحدین کے پاس جو کچھ تھا، اسے اکٹھا کر لیا۔ اس نے پھر مراکش کے قاصد کو قلعہ کا منتظم بنایا جو بجایہ کی خبریں حاصل کرتا تھا لہذا وہ واپس آ گیا اور سید ابوالریح کی مدد کی۔ بعد ازاں علی بن غانیہ نے ان دونوں پر چڑھائی کر کے ان کو شکست دی، ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور ان کو قیدی بنا لیا۔ وہ پھر انہیں تلمسان لے گیا لہذا یہ دونوں سید ابوالحسن بن ابی حفص بن عبدالمومن کے ہاں اترے اور وہ تلمسان کے مضبوط کرنے اور اس کی فیصلوں کو درست کروانے میں مصروف ہو گیا۔ پھر یہ دونوں حاکم تلمسان کی طرف سے سید یرومان السکرہ کے ہاں ٹھہرے۔ علی بن محمد بن غانیہ نے اموال میں خیانت کی انہیں ذوبان العرب اور ان کے ساتھ مل جانے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ پھر جزیرہ کی طرف کوچ کر گیا، اسے فتح کر لیا اور وہاں پر یحییٰ ابن ابوطلمحہ کو حاکم بنایا۔ اس نے مازونہ کو فتح کیا، پھر ملیانہ تک پہنچ گیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس نے اس پر بدر بن عائشہ کو حکمران بنایا پھر قلعہ کی طرف گیا اور تین دن اس کا محاصرہ کیا۔ آخر وہ اس میں بزور قوت داخل ہو گیا۔ وہ مغرب میں اس کا ایک مشہور خطہ تھا پھر اس نے قسنطینہ کا قصد کیا مگر اسے سر نہیں کر سکا۔ اب عربوں کے وفود اس کے پاس جمع ہونے لگے تو اس نے ان سے مدد مانگی اور وہ اپنے حلیفوں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے۔ جب منصور کو یہ اطلاع ملی تو وہ لڑائی سے واپسی پرستیہ میں تھا، اس نے سید ابوزید بن ابی حفص بن عبدالمومن کی تلاش کے لئے خشکی میں فوجیں بھیجیں اور مغرب اوسط کی امارت دی۔ اس نے پھر بحری بیڑوں کو سمندر کی طرف بھیجا جن کا سالار احمد صقلی تھا۔ اس نے ابو محمد بن ابراہیم بن جامع کو اس کی امارت دی اور ہر جہت سے فوجوں نے مارچ کیا۔ اہل جزائر نے پھر یحییٰ بن ابوطلمحہ اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے سید ابوزید کو قابو کر لیا لہذا اس نے انہیں شلف میں قتل کیا لیکن یحییٰ کو اپنے چچا طلحہ کی مدد کرنے کی وجہ سے معاف کر دیا۔ پھر بعد ازاں بدر بن عائشہ نے ملیانہ سے لوگوں کو قیدی بنایا۔ جب فوج نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اسے دشمن کے آگے آ ملی اور اسے لڑائی کے بعد بربریوں کے ساتھ اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اسے آگے لے جانا چاہتے تھے۔ وہ سید ابوزید کے پاس لے آئے، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اور اب بحری بیڑہ بجایہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھر یحییٰ بن غانیہ پر حملہ کر دیا تو وہ اپنے بھائی علی کی طرف بھاگ گیا کیونکہ اس کا قسنطینہ کے محاصرے کے بعد عزت کا مقام بن گیا تھا۔ اس نے قسنطینہ کا ناطقہ بند کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں سید ابوزید اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کے بیرونی راستوں پر اتر، سید ابو موسیٰ کو اپنی قید سے رہا کر دیا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا۔ وہ قسنطینہ کو اس پر قبضہ کرنے کے بعد چھوڑ گیا اور ریگستان میں بہت دوڑا۔ موحدین اس کے تعاقب میں تھے یہاں تک کہ وہ مغرہ اور نفارس پہنچ گئے لیکن پھر وہ بجایہ چلے گئے۔ وہاں اس نے سید ابوزید سے مدد مانگی تو علی بن غانیہ نے قفسہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے بورق اور قسطیلہ سے لڑائی کی مگر وہ اسے فتح نہیں کر سکا اور طرابلس کی طرف چلا گیا جہاں پر قریشی العزیز المطغری موجود تھا۔ اس کے جو حالات ابو محمد التجالی نے اپنے سفر نامے میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ صلاح الدین حاکم مصر نے اپنے بھتیجے تقی الدین کو مغرب میں بھیجا تاکہ اس کے لئے جتنے شہروں کو فتح کرنا ممکن ہو انہیں فتح کرے تاکہ وہ نور الدین محمود کی حاکم شام کے مطالبے سے بچنے کے لئے ان میں پناہ لے سکے۔ نور الدین کے وزراء میں اس کا چچا صلاح الدین بھی تھا۔ انہوں نے فتح کرنے میں جلدی کی لہذا وہ اس کے جنگجو دستوں سے ڈر گئے۔ اس کے بعد تقی الدین راستے ہی سے قریشی ارمنی کے بعد اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ایک کام کی وجہ سے واپس آ گیا۔ جب کہ ابراہیم بن فراتسکین دارالمعظم کے ہتھیاروں کو اپنے آقا ملک معظم بن ایوب برادر صلاح الدین کے لئے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قریشی، ششریہ چلا گیا اور اس نے اسے سنہ 86 میں فتح کر لیا، اس نے پھر اس میں صلاح الدین اور اپنے استاد تقی الدین کا خطبہ دیا اور ان دونوں کو زویلہ کی فتح کے متعلق لکھا۔ اس دوران ذی خطاب ہواری اس پر غالب آ گیا اور اس نے فزار پر قبضہ کر لیا۔ یہ اس کے چچا محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنعل بن خطاب کی بادشاہی تھی اور وہ ان کا آخری بادشاہ تھا۔ اس کا دارالخلافہ زویلہ تھا جو زویلہ ابن خطاب کے نام سے معروف تھا لہذا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی دولت پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ وہ مسلسل شہروں کو فتح کرتا ہوا طرابلس پہنچا پھر ذباب بن سلیم کے عرب اس کے

پاس اکٹھے ہو گئے۔ اس نے ان کے ساتھ جبل نفوسہ پر حملہ کیا پھر اس پر قبضہ کر لیا اور عربوں کے اموال کو چھڑا لیا۔ اس دوران ریح میں سے زواوہ کے شیخ مسعود بن زمام نے مغرب سے فرار کے وقت اس سے رابطہ پیدا کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس نے ان کے عطیے مقرر کئے اور خود طرابلس اور اس کے ماوراء کا والی بن گیا۔ قراقش ارمن میں سے تھا اور اسے ^{معتظمی} اور ناصری بھی کہا جاتا تھا کیونکہ وہ ناصر صلاح الدین کے لئے لبے خطبے دیتا تھا۔ وہ اپنی دو پہروں میں امیر المومنین کا ولی لکھتا تھا اور دو پہر کی علامت اپنے خط سے لکھتا تھا۔ وہ خط کے آخر میں وثقت باللہ وحدہ لکھا کرتا تھا۔ ابراہیم بن قراقش اس کا بھائی تھا لہذا وہ عربوں کے ساتھ قفصہ گیا اور اس نے اس کی تمام منازل پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ذی المرید اور قفصہ کو اذیت دی تو انہوں نے بنی عبدالمومن سے انحراف کی وجہ سے اس شہر پر اسے قبضہ کرنے کا موقع دیدیا۔ اس نے اس میں داخل ہو کر عباسی اور صلاح کے لئے خطبہ دیا یہاں تک کہ منصور نے اسے فتح قفصہ کے وقت قتل کر دیا جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔

ابن غانیہ کا بیان

جب ابن غانیہ طرابلس پہنچا اور قراقش سے ملا تو ان دونوں نے موحدین کے خلاف مدد کرنے پر اتفاق کیا۔ بعد ازاں ابن غانیہ عربوں میں سے تمام بنی سلیم اور ان کے پڑوس میں رہنے والے غلاۃ مسوقہ کی طرف مائل ہو گیا، انہوں نے بھی اسے اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد قبائل ہلال میں سے جشم، ریح اور اشج وغیرہ جو موحدین کی اطاعت سے منحرف تھے، وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ زغبہ نے ان کی مخالفت کر کے موحدین کا ساتھ دیا اور وہ بقیہ دنوں میں ان کی اطاعت میں اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت ابن غانیہ کو لتونہ اور منونہ میں سے اس کی قوم کی ایک جماعت آ ملی اور یوں اس کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس طرح علاقے میں نئے سرے سے اس کی قوم کا غلبہ ہو گیا، اس نے پھر از سر نو ملک کے قوانین بنائے، آلات تیار کئے، الجرید کے بہت سے شہروں پر قبضہ کیا اور ان میں دعوت عباسی کو قائم کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے اور کاتب عبدالمومن کو فرسان الاندلس سے خلیفہ ناصر بن المستنسی کے پاس بغداد بھیجا تا کہ اس کی قوم نے جو موابطین میں سے تھی، پہلے اس سے جو بیعت و اطاعت کی تھی، اس کی تجدید کرے۔ اس نے اس سے مدد و اعانت بھی طلب کی تو اس نے پہلے کی طرح اسے قوم کی امارت دیدی اور خلیفہ کے دفتر سے مصر اور شام کی طرف چھٹی لکھی کہ وہاں پر خلیفہ کا نائب صلاح الدین یوسف بن ایوب ہوگا۔ لہذا وہ مصر آیا تو صلاح نے اسے قراقش کی طرف چھٹی لکھ کر دی اور دعوت عباسی کے قیام پر وہ دونوں متفق ہو گئے۔ ابن غانیہ نے اب واشر کے محاصرہ میں اس کی مدد کی اور قراقش نے اسے سعید بن ابوالحسن کے ہاتھ سے لے کر فتح کر لیا۔ اس نے اس پر اپنے غلام کو حاکم بنایا اور اس میں اپنے ذخائر رکھے۔ وہ پھر وہاں سے قفصہ پہنچا۔ انہوں نے جب ابن غانیہ کی اطاعت چھوڑ دی تو قراقش نے اس کی مدد کی اور اسے زبردستی فتح کر لیا۔ وہ پھر توزر کی طرف گیا تو قراقش اس کی مدد میں تھا، اس نے اسے بھی اسی طرح فتح کر لیا۔ جب منصور کو افریقہ میں ابن غانیہ اور بلاد جرید میں قراقش کی کارروائیوں کی اطلاع ملی تو وہ سنہ 88 میں اس بیماری کے قلع قمع کے لئے اور جن مقامات پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا تھا، انہیں بچانے کے لئے مراکش سے اٹھا اور تونس پہنچا۔ اس نے ان کے غلبہ سے راحت دی اپنے ہراول دستے میں سید ابو یوسف یعقوب بن ابو حفص عمر بن عبدالمومن کو بھیجا۔ اس کے ساتھ عمر بن ابی زید بھی تھا جو موحدین کے اتنی لوگوں میں سے تھا۔ اب ابن غانیہ نے اپنی فوج کے ساتھ ان سے لڑائی کی اور موحدین شکست کھا گئے۔ یوں ابن ابی زید ان کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور علی بن البربر تیر دوسرے لوگوں کے ساتھ قید ہو گیا جبکہ دشمن کی املاک ان کے کپڑوں اور سامان سے بھر گئیں۔ وہ لوگ پھر جلدی سے تونس پہنچے۔ منصور ان کی طرف گیا اور شعبان میں الحامہ کے باہر ان پر حملہ آور ہو گیا۔ ابن غانیہ اور قراقش حومتہ الوقر کی طرف بھاگ گئے تو وہ جلدی سے اہل قابس کے پاس گیا۔ قابس ابن غانیہ کو چھوڑ کر خالصتہ قراقش کا تھا۔ لہذا انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے سب اصحاب نے بھی فرمانبرداری اختیار کی لہذا وہ مراکش آئے۔ منصور نے پھر توزر کا قصد کیا تو اس میں ابن غانیہ کے جو اصحاب موجود تھے انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی اطاعت کرنے میں جلدی کی۔ اس نے پھر قفصہ واپس آ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ وہاں پر جو فوج تھی وہ قتل ہو گئی اور ابراہیم بن فراتکین بھی قتل ہو گیا۔ اس نے دوسرے ساتھیوں پر احسان کر کے انہیں رہا کر دیا اور اہل شہر کو امان دی اس نے ان کی املاک کو مساقاۃ کے حکم میں ان کے پاس رہنے دیا۔ اس نے پھر عربوں سے لڑائی کی، انہیں لوٹا اور اکٹھا کر لیا یہاں تک

کہ وہ اس کی اطاعت پر مستقیم ہو گئے۔ اس دوران ذوالمراس جوان میں بڑا فتنہ پروار اور مخالف تھا، جسم، ریح اور عاصم سے قبل مغرب کی طرف بھاگ گیا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سنہ 84 میں پھر منصور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن غانیہ اور قراش بھی بلاد الجرید پر چڑھائی کرنے کی حالت کی طرف واپس آ گئے یہاں تک کہ علی سنہ 84 میں نضرادہ کے ساتھ ایک لڑائی میں ہلاک ہو گیا۔ اسے ایک نامعلوم آدمی کا تیرا لگا جس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اسے وہیں دفن کر دیا گیا اور اس کی قبر کو مٹا دیا گیا۔ جبکہ اس کے اعضاء کو میورقہ لا کر دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی یحییٰ بن اسحاق بن محمد بن غانیہ نے حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی علی کے طریقے کے مطابق قراش کی مدد اور دوستی کے لئے گیا۔ پھر سنہ 86 میں قراش نے موحدین کی اطاعت اختیار کر لی تو یہ ان کی طرف تونس میں ہجرت کر گیا۔ سید ابو زید بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اسے قبول کر لیا لہذا وہ اس کے ساتھ کئی روز تک مقیم رہا پھر بھاگ کر قابس آ گیا۔ اس نے فریب کاری سے اس میں داخل ہو کر ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ اس دوران ذباب اور کعب کے اشیاء پر جو بنی سلیم سے تھے، حملہ کر کے ان میں سے ستر آدمیوں کو قصر العروسین میں قتل کر دیا، جن میں محمود بن طروق ابوالمحامید اور حمید بن جاریہ ابو الجواری بھی شامل تھے۔ اس نے پھر طرابلس پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اور بلاد الجرید کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے اور یحییٰ بن غانیہ کے درمیان فساد پیدا ہو گیا۔ یحییٰ اس کی طرف گیا تو قراش نے جلدی کی اور جبال چلا گیا۔ وہ ان میں گھس گیا پھر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور دو ان میں اتر۔ وہ ہمیشہ وہیں پر رہا یہاں تک کہ ابن غانیہ نے اس کے بعد کچھ مدت تک اس کا محاصرہ کیا۔ بعد ازاں ذباب کے بدلہ لینے والوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے بیٹے کو موحدین کے عوض میں قتل کر دیا۔ پھر مستنصر کی حکومت تک حضرت میں رہا پھر دو ان کی طرف بھاگ گیا اور فتنہ کرنے لگا۔ اس کام کے دوران بادشاہ نے سنہ 556 میں اسے قتل کرنے کے لئے آدمی بھیجا۔ اب ہم پھر ابن غانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب ابن غانیہ الجرید پر غالب آ گیا۔ تو یاقوت دستبردار ہو گیا لہذا قراش نے اسے نکال باہر کرنے کے لئے آدمی مقرر کیا۔ التیجانی نے اپنے سفر نامے میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ یاقوت پھر طرابلس چلا گیا اور وہاں پر ابن غانیہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ طویل ہو گیا۔ یاقوت نے مدافعت میں بہت زور لگایا، اس دوران یحییٰ نے میورقہ کے بحری بیڑے کو بھیجا تو اسے اس کے بھائی عبداللہ نے بحری بیڑے کے دو دستوں سے مدد دی لہذا وہ طرابلس پر غالب آ گیا۔ اس نے یاقوت کو میورقہ کی طرف بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا یہاں تک کہ موحدین نے اسے گرفتار کر لیا۔

میورقہ کی روداد

میورقہ کے حالات یہ ہیں کہ جب علی بن غانیہ بجایہ فتح کرنے گیا تو اس نے اپنے بھائی محمد اور علی بن البربر تیر کو اپنے اپنے قید خانوں میں چھوڑ دیا۔ جب اولاد غانیہ اور بہت سے الحامیہ سے فضا صاف ہوئی تو اہل جزیرہ سے ایک گروہ البربر تیر کے پاس گیا تب وہ محمد کی دعوت میں پر جوش ہو گئے اور القصیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے باشندوں نے ان سے محمد بن اسحاق کے رہا کرنے پر معاہدہ کر لیا لہذا وہ اپنے قید خانے سے رہا ہوا، حکومت اس کی ہو گئی اور وہ پھر موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ بعد ازاں علی بن البربر تیر کے ساتھ یعقوب، منصور کے پاس گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن اسحاق ان کی مخالفت کر کے میورقہ کی طرف چلا گیا تو وہ افریقہ سے سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ گیا اور انہوں نے اسے بحری بیڑے سے مدد دی۔ وہ اس وقت میورقہ پہنچا جب اس کا بھائی منصور کے پاس پہنچا تھا لہذا اس نے میورقہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ اس کا والی رہا۔ اس نے پھر اپنے بھائی علی کو طرابلس میں مدد بھیجی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس کی طرف یاقوت کو بھیجا لہذا اس نے اسے بزور قوت قید کر دیا یہاں تک کہ سنہ 99 میں موحدین اس پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد وہ قتل ہو گیا جبکہ یاقوت مراکش چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ جب ابن غانیہ طرابلس سے فارغ ہوا تو تاشیفین نے اپنے عم زاد غانی کو اس کا حاکم بنایا۔ اس نے پھر قابس کا قصد کیا تو وہاں پر موحدین کے عامل ابن عمر تافرکین کو پایا۔ جسے حاکم تونس شیخ ابو سعید بن ابی حفص نے ان کے پاس بھیجا تھا۔ بعد ازاں وہاں کے باشندوں نے اس سے استدعا کی کیونکہ قراش کا نائب ان کے پاس سے بھاگ گیا تھا کہ ابن غانیہ کو طرابلس میں گرفتار کیا جائے لہذا اس نے قابس سے جنگ کی اور اس کا ناطقہ بند کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ ابن یافر اس کا راستہ چھوڑ دے۔ اس پر اس نے اس بات پر ان سے صلح کر لی اور انہوں نے اسے شہر پر قبضہ

کر دیا۔ یوں اس نے سنہ 91 میں قابس پر قبضہ کر لیا اور انہیں ساٹھ ہزار دینار تاوان ڈالا۔ اس نے پھر سنہ 97 میں مہدیہ کا قصد کیا اور اس پر قبضے کے بعد وہاں پر باغی محمد بن عبدالکریم الکرابی کو قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبدالکریم کا بیان

یہ مہدیہ میں پروان چڑھا اور وہاں کی مرتد فوج میں شامل ہو گیا۔ یہ کوئی الاصل تھا اور بہت بہادر تھا لہذا اس نے اپنے لئے پیادوں اور سواروں کو جمع کیا اور نواح کے مفسد اعراب پر غارت گری کرنے لگا۔ یوں اس نے ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی لیکن اس کے بعد یہ اس کام سے اکتا گیا اور لوگ اسے دعائیں دینے لگے۔ اس دوران ابوسعید بن ابی حفص منصور کی حکومت کے آغاز میں افریقہ آیا اور اس نے مہدیہ پر اس کے بھائی تونس کو حاکم بنایا جب محمد بن عبدالکریم نے غنائم میں سے دو حصے طلب کئے تو اس نے انکار کیا تو اس نے اسے اذیت دی اور قید کی سزا دی، لہذا انہوں نے خفیہ طور پر عبدالکریم کے خلاف خروج کا منصوبہ بنایا اور اس میں اس کے خواص بھی شامل تھے۔ اس نے خالص سونے کے پانچ سو دینار فدیہ دے کر اسے چھڑایا اور مہدیہ عبدالکریم کے بیٹے کو حاکم بنا دیا۔ جس نے پھر اپنی دعوت دینی شروع کر دی اور یہ دعوت متوکل علی اللہ تک پہنچی۔ بعد ازاں سید ابوزید بن ابی حفص عمر بن عبدالمومن والی بن کر افریقہ پہنچا اور اس نے ابن عبدالکریم سے سنہ 96 میں تونس میں لڑائی کی۔ حلق الوادی میں اس کی فوج مضطرب ہو گئی اور اس کے مقابلے میں موحدین کی فوجیں آگئیں لہذا انہوں نے ان کو شکست دی۔ اس نے پھر ان کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا۔ آخر انہوں نے اس سے محاصرہ چھوڑنے کی استدعا کی تو اس نے اس کی بات مان لی اور وہاں سے آ کر فاس جا کر یحییٰ بن غانیہ کا محاصرہ کر لیا اور اس سے ایک مدت تک مقابلہ کیا پھر قفصہ کی طرف چلا گیا۔ جب ابن غانیہ اس کے تعاقب میں نکلا تو ابن عبدالکریم اس کے آگے شکست کھا گیا اور مہدیہ چلا گیا۔ ابن غانیہ نے پھر سنہ 97 میں ریاست میں اس کا محاصرہ کر لیا اور سید ابوزید نے اسے فوج کے دوستوں کے ساتھ مدد دی یہاں تک کہ اس نے ابن عبدالکریم سے دریافت کیا کہ وہ اس کی حکومت کو تسلیم کرے۔ وہ پھر اس کے مقابلے میں نکلا تو ابن غانیہ نے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں ابن غانیہ مہدیہ پر قابض ہو گیا اور اس کے ساتھ طرابلس، قابس، صفاس اور الجرید بھی اس کے قبضہ میں آ گئے۔ یہ پھر افریقہ کی غربی جانب حملہ کرنے گیا، بلجہ سے مقابلہ کیا اور اس پر منجیق نصب کر کے اور اسے بزور طاقت فتح کر کے برباد کر دیا۔ اس نے اس کے عامل عمر بن غالب کو قتل کر دیا۔ وہاں کے بھگوڑے اربیع اور شقبار یہ چلے گئے اور بلجہ کو چھتوں سے خالی چھوڑ گئے۔ ایک مدت کے بعد یہاں کے باشندے سید ابوزید کی امان پر واپس آئے۔ لہذا ابن غانیہ نے اس پر چڑھائی کی اور اس سے لڑائی کی۔ سید ابوالحسن نے بھی جو سید ابوزید کا بھائی ہے، اس پر چڑھائی کی اور قسنطینہ میں اس سے لڑائی کی۔ یوں موحدین کو شکست ہو گئی اور وہ ان کے پڑاؤ پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر بسکرہ پر حملہ کیا، اس پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اس نے اس کے نگران ابوالحسن بن ابولیلی کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اس نے بلنسیہ اور قیروان پر قبضہ کر لیا۔ اہل بونہ نے اس کی بیعت کر لی اور وہ مہدیہ کی طرف واپس آ گیا۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی پھر اس نے تونس کے محاصرے کا ارادہ کر لیا اور سنہ 99 میں اس کی طرف محاصرے کے لئے گیا۔ مہدیہ پر علی بن غانی کو عامل مقرر کیا جو کافی بن عبداللہ بن محمد بن علی بن غانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہ تونس کے باہر جبل احمر کے پاس اترا۔ جبکہ اس کا بھائی حلق الوادی میں اترا۔ انہوں نے پھر اپنی فوج سے اسے تنگی میں ڈال دیا، اس کی خندق کو پاٹ دیا اور آلات و منجیق کو نصب کر دیا۔ وہ چھٹی صدی کے آخر میں چار ماہ کے حصار کے بعد اس میں داخل ہو گئے اور سید ابوزید اور اس کے ساتھی موحدین کو پکڑ لیا۔ اس نے اہل تونس سے ایک لاکھ دینار بطور تاوان لیا۔ اور اس تاوان کی وصولی کے لئے اس نے ان میں سے اپنے کاتب ابن عصفور اور ابوبکر بن عبدالعزیز ابن اسکالک کو ذمے دار بنایا۔ لہذا انہوں نے تقاضا کر کے لوگوں کو خوفزدہ کر دیا یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے موت کی پناہ تلاش کی اور انہوں نے قتل نام بھی کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسماعیل بن عبدالرفیع تونس کا ایک بخیل تھا، اس نے اپنے آپ کو کنویں میں گرا کر خودکشی کی یوں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ان سے دوبارہ تقاضا کیا کہ اگر تاوان ادا نہ کیا گیا، تو انہیں جلا وطن کر دیا جائے گا۔ وہ پھر نفوس کی طرف چلا گیا۔ سید ابوزید اس کی چھاؤنی میں قید تھا، اس نے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور انہیں دودو کروڑ دینار تاوان کر ڈالا۔ اس نے رعیت کو بھی بہت تنگ کیا اور اس کی سرکشی حد سے

بڑھ گئی۔ اہل افریقہ کو اس سے اور اس سے قبل ابن عبدالکریم سے جو تکالیف دینی تھیں، اس نے اس سلسلے ناصر کے ساتھ مراکش میں رابطہ کیا لہذا اس وجہ سے یہ غضبناک ہو گیا اور سنہ 600 میں اس کی طرف کوچ کر گیا۔ جب یحییٰ بن غانیہ کو بھی اطلاع ملی کہ وہ اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ تونس سے قیروان اور پھر قفصہ چلا گیا۔ اب عرب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اسے مدد اور دفاع کے لئے رہن دیئے۔ اس نے پھر مغرادہ کے سب قلعوں سے مقابلہ کیا، انہیں جھکا دیا اور مطماطہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ بعد ازاں ناصر، تونس، قفصہ اور پھر قابس آیا تو ابن غانیہ جبل دمر میں اس سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہو گیا، یوں وہ اسے چھوڑ کر مہدیہ میں آ گیا اور وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے محاصرے کے لئے آلہ نصب کیا اور شیخ ابو محمد عبدالواحد بن ابی حفص کو سنہ 602 میں چار ہزار موحدین کے ساتھ ابن غانیہ سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے قابس کے نواح میں جبل تاجور میں اس سے لڑائی کی اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے اس کے بھائی جبارہ بن اسحاق کو قتل کر دیا، سید ابوزید کو اس کی قید سے رہا کروایا پھر مہدیہ کو فتح کیا۔ علی بن غانی اس کی دعوت میں مہدیہ گیا۔ لہذا اس نے اسے قبول کر لیا اس کو بلند رتبہ دیا اور اسے دستور کے مطابق اپنے غلام واصل کے ہاتھ تحائف دیئے۔ وہاں پر دو جوہرات سے بنے ہوئے کپڑے تھے، وہ بھی اسے دیئے۔ لہذا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا۔ ناصر نے پھر مہدیہ پر محمد بن یحییٰ کو حاکم بنایا جو مجاہدین میں سے تھا اور خود تونس واپس آ گیا۔ پھر اس نے غور کیا کہ وہ کس کو افریقہ کی حکومت دے تاکہ وہ اس کے شگافوں کو بند کرے، اس کا دفاع کرے اور ابن غانیہ اور اس کی فوج کی مدافعت کرے۔ آخر اس نے شیخ ابی زید بن ابی حفص کو منتخب کیا اور سنہ 603 میں اسے افریقہ کی امارت دیدی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور پھر ناصر مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران ابن غانیہ نے تونس میں موحدین کے ساتھ لڑائی کی ٹھان لی اور ذوبان العرب میں سے زواوہ وغیرہ کو جمع کر لیا۔ ان ہی دنوں زواوہ نے محمد بن مسعود بن سلطف کو بنی عوف بن سلیم کی خبروں کے ساتھ موحدین کی طرف بھیجا۔ بلیسہ کے نواح میں شبور کے مقام پر دونوں کی لڑائی ہوئی جن میں ابن غانیہ کی فوجیں شکست کھا گئیں اور وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر عربوں اور ملشمنین کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف مارچ کیا اور جلماسہ جا پہنچا۔ وہاں اس کے پیروکاروں کے ہاتھ لوٹ کے مال سے بھر گئے اور انہوں نے فساد اور خرابی سے زمین کو پھاڑ دیا۔ وہ پھر مغرب اوسط تک پہنچ گیا۔ زاناتہ کے مفسدوں نے اس سے ساز باز کی اور اسے بتایا گیا کہ تلمسان کا حاکم سید ابو عمران موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن ہے لہذا تاہرت میں ان کی لڑائی ہوئی تو ابن غانیہ نے اسے شکست دے کر اسے قتل کر دیا جبکہ اس کے پیشرہ کو قید کر دیا۔ وہ پھر افریقہ کی طرف واپس آ گیا۔ حاکم افریقہ شیخ ابو محمد نے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کا راستہ روکا اور ان کے ہاتھوں سے غنائم چھین لیں۔ ابن غانیہ پھر جبال طرابلس کی طرف گیا جبکہ اس کا بھائی سیر بن اسحاق، مراکش کی طرف ہجرت کر گیا۔ لہذا ناصر نے اسے قبول کر لیا اور اس کی عزت کی۔ اس کے بعد عرب قبائل میں سے ریاح، عوف، ہیث اور ان کے ساتھی بربری قبائل ابن غانیہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے افریقہ میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ لہذا شیخ ابو محمد سنہ 606 میں ان پر حملہ کرنے گیا۔ ان کے ساتھ جبل نفوسہ میں لڑائی کی۔ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور اس نے ان کے اونٹوں، گھوڑوں اور اسلحہ کو غنیمت میں حاصل کر لیا۔ جنگ میں محمد بن غانی اور جوارین اور یفرن قتل ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کا عم زاد بھی قتل ہو گیا جو ابن ابی شیخ بن عسا کر بن سلطان کے کاتبوں میں سے تھا۔ اسی دن ہلالی عربوں میں سے امیر قرۃ ساد بن نخیل بھی قتل ہو گیا۔

ابن نخیل کی کہانی

ابن نخیل بیان کرتا ہے کہ اس روز موحدین نے ملشمنین سے جو مال غنیمت حاصل کیا وہ اٹھارہ ہزار اونٹ تھے۔ اس واقعہ نے اس کی شدت و قوت کو کمزور کر دیا اور قبائل نفوسہ ابن عصفور کو ذلیل کرنے کے لئے جوش میں آ گئے لہذا اس نے ان کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ ابن غانیہ اسے تاوان لینے کے لئے ان کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ ابو محمد پھر افریقہ کی نواح میں گیا۔ اس نے ان کے کپڑوں کو واپس کیا اور ان کے شیوخ کو وہاں کے باشندوں سے پوشیدہ کیا۔ اس نے پھر ان کے فساد کو ختم کرنے کے لئے انہیں تونس میں آباد کیا۔ یوں افریقہ کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ ابو محمد سنہ 18 میں فوت ہو گیا۔ ابو محمد نے سید ابوالعلاء ادریس بن یونس بن عبدالمومن کو حاکم بنایا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شیخ ابو محمد کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی حاکم بن گیا تھا لہذا اس کی وفات کے بعد سور بن عباہ اور نجم متفرق ہو گئے لیکن اس کی رعیت نے اس پر عیب لگایا اور سید

ابوالعلا اس پر حملہ کرنے گیا۔ وہ قابس میں اتر اور قصر العروسین میں ٹھہرا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے سید ابوزید کو موحدین کی فوج کے ساتھ درج اور غدامس کی طرف بھیجا جبکہ ایک دوسری فوج کو ابن غانیہ کے محاصرہ کے لئے دوان بھیجا۔ یوں اس نے عربوں کو لرزہ برانداز کر دیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ سید ابوالعلاء نے پھر ان کا قصد کیا، تو ابن غانیہ الزاب کی طرف بھاگ گیا۔ تب سید ابوزید نے اس کا تعاقب کیا پھر بسکرہ سے لڑائی کی اور ابن غانیہ بچ گیا۔ ابن غانیہ نے پھر مختلف قسم کے عربوں اور بربریوں کو جمع کیا تو سید ابوزید نے موحدین اور قبائل ہوارہ میں اس کا تعاقب کیا۔ سنہ 21 میں تونس کے باہران کی لڑائی ہوئی جس میں ابن غانیہ اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور بہت سے ملشمنین مارے گئے۔ یوں موحدین کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے۔ اس لڑائی کے بعد ابوزید کو تونس میں اس کے باپ کی وفات کی خبر ملی لہذا وہ واپس آ گیا۔ بعد ازاں بنو ابو حفص کو افریقہ میں ان کے باپ شیخ ابی محمد بن اثال کے مکان میں لوٹا دیا گیا اور ان میں سے امیر ابوزکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھال لی۔ اس نے اپنے بھائی ابو محمد عبد سے بھی حکومت لے لی، یہ امیر ابوزکریا وہ ہے جو حفصی خلفاء کا جد ہے۔ ابھی افریقہ میں ان کی حکومت پر سکون نہیں ہوئی تھی مگر انہوں نے ابن غانیہ کا بہت اچھا دفاع کیا اور اسے افریقہ کے علاقوں میں بھگا دیا۔ آہستہ آہستہ اس نے اپنا ہاتھ اہل افریقہ کو تکلیف دینے سے اٹھالیا۔ وہ پھر ہمیشہ ہی عربوں کے ساتھ جنگوں میں بھاگا بھاگا پھرتا رہا اور اس دوران مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور عقبہ کبریٰ میں جا پہنچا جو دیار مصر کی سرحدوں کے ساتھ ہے۔ وہ پھر علی بن مذکور حاکم سریقہ پر اس پر غالب آ گیا جو برقہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور ماہولہ اور ملیانہ کے مغرادہ پر ٹوٹ پڑا۔ ان کا امیر منذیل بن عبدالرحمن لڑائی کے دوران قتل ہو گیا، تو اس کے اعضاء کو الجزائر کی فصیل پر صلیب دیا گیا۔ وہ فوج سے خدمت لیتا تھا۔ جب وہ خدمت سے اکتا جاتی تو اسے چھوڑ دیتا یہاں تک کہ 50 سال امارت کر کے سنہ 31 یا سنہ 33 میں فوت ہو گیا۔ جب وہ دفن ہوا تو اس کی قبر کو مٹا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وادی الرجوان میں اریس نے اسے قتل کیا تھا اور اسے ملیانہ کی طرف وادی شلف میں لے گیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے صحرائے بادلیس اور مدید میں لے جایا گیا تھا جو بلاد الزاب میں ہے۔ اس کے مرنے سے ملشمنین کی حکومت لتونہ، مسوقہ اور تمام بلاد افریقہ اور مغرب اور اندلس سے ختم ہو گئی۔ اس کی حکومت کے خاتمے سے منہاجہ کی حکومت بھی جاتی رہی۔ اس نے اپنے پیچھے بیٹیاں چھوڑیں جنہیں اس نے امیر ابو زکریا کے پاس اس کے دور کی وجہ سے بھجوا دیا۔ امیر ابوزکریا نے ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور ان کی حفاظت کے لئے ایک محل بنایا جو اس زمانے میں بھی قصر بنات کے نام سے مشہور ہے۔ وہ سب اس کی نگرانی میں اپنے باپ کی وصایا کے مطابق آسودہ حال ہو کر رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ایک عم زاد نے ان میں سے ایک کو پیغام نکاح دیا تو امیر زکریا نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے کہا کہ یہ تیرا عم زاد ہے اور تیرا زیادہ حقدار ہے۔ اس نے جواب دیا اگر کوئی ہمارا عم زاد ہوتا تو اجنبی لوگ ہماری کفالت نہیں کرتے لہذا وہ سب کی سب بغیر شادی کے ہی رہیں حالانکہ انہوں نے عمر سے کافی حصہ پایا تھا۔

میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے۔ یا کہ انہوں نے ان میں سے ایک لڑکی کو سنہ 710 میں دیکھا تھا جو نوے سال سے اوپر کی تھی۔ وہ بتاتے تھے کہ میں اسے ملا تھا۔ وہ بڑی شریف النفس، خوش اخلاق اور آسودہ حال تھی۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔ یہ ملشمنین اور ان کے قبیلے اس زمانے میں اپنے میدانوں میں ہیں جو سوڈان کے پڑوس میں ہیں۔ ان کے اس صحرا کے درمیان رکاوٹیں ہیں جو بلاد بربر میں سے مقدس اور افریقہ کی سرحد ہے۔ اس زمانے میں وہ مغرب میں بحر محیط کے ساحل سے مشرق میں ساحل نیل تک متصل ہیں۔ ان میں سے جو بھی عدد تین کا بادشاہ بن کر کھڑا ہوا، وہ ہلاک ہو گیا اور وہ مسوقہ اور لتونہ کے قافلے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے جنہیں حکومت کھا گئی، آفاق و اظہار نکل گئے اور غلامی نے انہیں فنا کر دیا۔ موحدین کے امراء نے ان سے لڑائیاں کیں اور ان میں جو ریگستان میں باقی رہا وہ اختلاف و انشقاق کی وجہ سے اپنے پہلے حال پر رہا۔ اب وہ ملوک سوڈان کے مطیع ہیں، انہیں خراج دیتے ہیں۔ اور ان کی فوجوں میں جاتے ہیں۔

اس کی بنیادیں بلاد سوڈان سے مشرق تک، عرب کے سلع کے مناظر سے بلاد مغربین اور افریقہ تک ملی ہوئی ہیں، یوں ان میں سے کدالہ، سوس اقصیٰ کے مغرب میں ذوی حسان بن معقل کے سامنے ہے۔ لتونہ اور تریکہ ذوی منصور اور ذوی عبداللہ بن معقل بھی اسی طرح مغرب اقصیٰ کے عرب ہیں اور مسوفہ، زغبہ کے سامنے ہے جو مغرب اوسط کے عرب ہیں اور لمطہ، ریاح کے مقابلہ میں ہیں جو کہ الزاب، بجایہ اور قسطنطینہ کے عرب ہیں اور تادکا سلیمہ کے مقابلے میں ہیں جو کہ افریقہ کے عرب ہیں۔ ان کے اکثر مویشی اونٹ ہیں جو ان کی معاش، بوجھ اٹھانے اور سواری

کے کام آتے ہیں۔ گھوڑے ان کے پاس کافی کم ہوتے ہیں یا بالکل ہی نہیں ہوتے۔ وہ سبک رفتار اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور اکثر ان کا نام نجیب رکھتے ہیں۔ وہ انہیں پر سوار ہو کر لڑتے ہیں۔ ان کی چال تیز ہوتی ہے بلکہ دوڑ کے قریب ہوتی ہے۔ بعض اوقات عربوں میں سے اہل قبض ان سے لڑائی کرتے ہیں خصوصاً بنو سعید جو ریاح کے جنگل میں رہتے ہیں۔ لہذا زیادہ یہی عرب ان کے علاقوں میں لڑائی کرتے ہیں۔ اور جوان کے ساتھ ہو کر لوٹ لیتے ہیں۔ وہ انہیں مغایر کی وادیوں میں تیر مارتے ہیں۔ جب سیاح ان کے قبیلوں میں آتے ہیں، تو یہ ان کے تعاقب میں سوار ہو جاتے ہیں۔ ان شہروں سے جدا ہونے سے قبل ہی وہ انہیں پانیوں پر روک لیتے ہیں تب وہ ان سے بچ نہیں سکتے۔ ان کے درمیان سخت لڑائی ہوتی ہے لہذا عرب ان کے حملوں سے کوشش کے بعد ہی بچ سکتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جب ہمارے سامنے ملوک سوڈان کی بات ہو گئی تو ہم ان کے اس زمانے کے بادشاہوں کا ذکر کریں گے جو ملوک مغرب کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ و تعز من تشاء۔

سوڈان کے بادشاہوں کے حالات اور ان کی حکومتوں کی روداد

یہ سوڈانی قومیں دوسرے براعظم کی رہنے والی ہیں۔ جو پہلے براعظم کے پیچھے آختر تک رہتی ہیں بلکہ معمورہ کے آختر تک مغرب اور مشرق کے درمیان متصل ہیں۔ یہ مغرب اور افریقہ میں بلاد بربر کے پڑوس میں، وسط میں بلاد یمن و حجاز میں اور بصرہ اور اس کے پیچھے مشرق میں بلاد ہند میں رہتی ہیں۔ ان کی کئی اقسام اور کئی قبائل ہیں جو کہ زنگ، حبشہ اور نوبہ ہیں۔ ان میں سے اہل مغرب کا ذکر ہم ان کا نسب بیان کرنے کے بعد کرنے والے ہیں۔

بنو حام بن نوح جو حبش میں رہتے ہیں، وہ حبش بن کوش بن حام کی اولاد میں سے ہیں جبکہ نوبہ نوبہ بن کوش بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے۔ ابن عبدالبر کہتا ہے کہ وہ نوب بن قوط بن مصر بن حام کی اولاد میں سے ہیں جبکہ زنگ زنجی بن کوش کی اولاد میں سے ہیں۔ باقی ماندہ سوڈانی قوط بن حام ہے ابن سعید نے ان کے سترہ قبائل و امم کو شمار کیا ہے۔ ان میں سے زنگی مشرق میں بحر ہند کے کنارے پر رہتے ہیں جن کا اہم شہر فنقیہ ہے اور وہ مجوسی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا غلام، معتمد کی خلافت میں زنگی لے پالک کے ساتھ اپنے سادات پر غالب آ گیا تھا۔ سعید کہتا ہے کہ ان کے پاس بربری بھی رہتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر امراء القیس نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔ اس زمانے میں ان میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔ ان کے مغرب اور اردگرد مادم رہتے ہیں جو ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہتے ہیں۔ وہ اب بلاد حبشہ کی طرف نکل گئے ہیں اور سوڈانی قوموں میں سے سب سے بڑی قوم ہیں۔ وہ سمندر کے مغربی کنارے پر یمن کے پڑوس میں رہتے ہیں جن میں سے یمن کا بادشاہ ذی نواس تھا اور اس کا دار السلطنت کفرہ تھا۔ وہ عیسائی تھے لیکن ان میں سے ایک نے ہجرت کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ ہجرت مدینہ سے قبل صحابہ اس کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے اور اس نے انہیں پناہ دی تھی اور ان کی حفاظت کی تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وفات کی خبر ملی تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، اس کا نام نجاشی تھا لیکن ان کی زبان میں انکاش تھا۔ عربوں نے اس کو جیم سے معرب کر کے اس کے ساتھ یائے تسبی کو لگا دیا، یہ نام ان میں سے ہر بادشاہ کی علامت نہیں جیسا کہ بہت سے لوگوں کو یہ خیال ہے حالانکہ انہیں اس بات کا علم نہیں۔ اگر یہ ایسا ہوتا تو وہ آج تک اس کے نام کو مشہور کرتے کیونکہ ان کی بادشاہت ان میں سے منتقل نہیں ہوئی، اس زمانے میں ان کے بادشاہ کا نام خطی ہے۔

اس کے مغرب میں ایک شہر ہے جہاں ان کا بڑا بادشاہ رہتا ہے، اس کی بہت بڑی حکومت ہے، اس کے شمال میں ایک اور بادشاہ رہتا ہے جس کا نام حق الدین محمد بن علی بن واصم ہے۔ اس کا دادا واصم، وامران کے بادشاہ کا مطیع تھا جس سے خطی کو غیرت آئی تو اس نے اس سے لڑائی کی اور اس کے ملک پر قابض ہو گیا۔ لڑائی پھر جاری رہی۔ جب خطی کی حکومت کمزور ہو گئی تو بنو واصم نے اپنا ملک خطی اور اس کے بیٹوں سے واپس لے لیا اور وفات پر قبضہ کر کے اسے تباہ کر دیا۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ جب حق الدین فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بھائی، سعد الدین بادشاہ بنا۔ یہ لوگ مسلمان تھے، کبھی یہ خطی کی اطاعت کرتے اور کبھی نہ کرتے۔ ابن سعید بیان کرتا ہے کہ ان کے ساتھ بجاوہ رہتے تھے جو نصاریٰ اور مسلمان تھے اور وہ بحرسوس کے جزیرہ بسواکن میں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ نوبہ رہتے تھے جو زنگیوں اور حبشیوں کے بھائی تھے۔ نیل کے مغرب میں ان کا اپنا جزیرہ و نقلہ تھا۔ ان کی اکثریت دیار مصریہ کی پڑوسی تھی۔ ان میں سے رفیق بھی تھا اور ان کے ساتھ زغادرہ رہتے تھے جو مسلمان تھے۔ ان کے کچھ قبیلے تاجر پیشہ تھے، ان کے ساتھ کانم تھے جن کی بہت مملوق تھی اور اسلام ان پر غالب تھا۔ ان کا شہر حمکی تھا اور انہیں بلاد صحرا میں فزان تک غلبہ حاصل تھا۔ حفصی حکومت کے ساتھ ان کی شروع ہی سے صلح تھی۔ ان کے مغرب میں ان کے ساتھ کوکورہ رہتے تھے۔ ان کے بعد نفالہ، تکرور، لمی تمیم، جابی،

کوری اور افکار تھے۔ وہ بحر محیط سے مغرب میں غانیہ تک متصل ہیں (ابن سعید کا کلام یہاں پر ختم ہو جاتا ہے) جب مغربی افریقہ فتح ہوا تو تاجر بلاد مغرب میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے وہاں ان میں ملوک غانیہ سے کسی کو بڑا نہیں پایا اور وہ مغربی جانب سے بحر محیط کے پڑوسی تھے۔ اور سب سے بڑی قوم تھے۔ ان کی بہت بڑی بادشاہی تھی۔ جبکہ ان کا دار السلطنت غانیہ تھا۔ دونوں شہر نیل کے دونوں کناروں پر دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہیں۔ ان میں بہت لوگ آتے جاتے ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب رجاہ کے مولف اور المسالک والممالک کے مولف نے بھی کیا ہے۔ مشرق کی جانب سے ان کے پڑوس میں ایک اور قوم رہتی ہے۔ ناقلین کے خیال کے مطابق وہ صوصویا سوسو کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو اسی کوکو کے نام سے مشہور ہے۔ اسے ثاغوب بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو تکرور کے نام سے مشہور ہے۔

مجھے شیخ عثمان نے جو غانیہ کا فقیہ اور علم و دین میں بڑی شہرت رکھتا ہے، بتایا ہے کہ وہ سنہ 99 میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مقدس مقامات کی زیارت کے لئے مصر آیا۔ تب میں اسے وہاں ملا۔ اس نے کہا کہ وہ تکرور زغالی اور مالی انکا دیہ نام رکھتے ہیں۔ بہر حال اس کے بعد پھر اہل غانیہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ملٹنیشن کی پوزیشن مضبوط ہو گئی جو نہال کی جانب سے بربریوں کے قریب ہے ان کے پڑوسی ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ انہوں نے پھر سوڈان پر حملہ کر دیا اور ان کے شہروں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے ان سے جزیہ اور ٹیکس کا مطالبہ کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو اسلام پر آمادہ کیا۔ انہوں نے پھر اس دین کو قبول کر لیا۔ پھر اصحاب غانیہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور اہل صوصوان پر غالب آ گئے جو سوڈانی قوموں میں سے ان کے پڑوسی تھے۔ انہوں نے انہیں غلام بنا لیا۔

اس کے بعد اہل مالی نے اپنے نواح میں سوڈانی قوموں پر حملہ کر دیا اور پڑوسی قوموں پر زیادتی کی، وہ صوصو پر غالب آ گئے اور ان کے پاس جو قدیم ملک تھا ان سے چھین لیا۔ انہوں نے اہل غانیہ کا ملک بھی ارن تک لے لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ ان میں سے پہلے مسلمان بادشاہ کا نام برمندان تھا، اس بادشاہ نے بھی حج کیا تھا۔ اس کے بعد آنے والے بادشاہوں نے حج کرنے میں اس کے طریقوں کی پیروی کی۔ ان کا سب سے بڑا بادشاہ جس نے صوصو پر قبضہ کیا، ان کے شہروں کو فتح کیا اور ان کے ہاتھوں سے حکومت کو چھینا، اس کا نام ماری جاٹھ تھا۔ ماری ان کے ہاں اس امیر کو کہتے ہیں جو سلطان کی نسل سے ہو جبکہ جاٹھ شیر کو کہتے ہیں۔ پوتے کا نام ان کے ہاں تلز ہے مگر اس بادشاہ کا نسب ہم تک نہیں پہنچا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بادشاہ نے ان پر پچیس سال بادشاہی کی جب یہ فوت ہوا، تو ان کے موالی میں سے ایک غلام حکومت پر غلبہ حاصل کر کے حکمران بن گیا جس کا نام ساکورہ تھا۔ شیخ عثمان بیان کرتا ہے کہ اہل غانیہ نے اسے اپنی زبان میں سیکرہ لکھا ہے۔ اس نے ناصر کے ایام میں حج کیا لیکن واپسی پر تاجوار میں قتل ہو گیا۔ اس کی حکومت بہت وسیع تھی اور اس نے پڑوسی قوموں پر غلبہ پا کر بلاد ”کوکو“ کو فتح کیا اور اسے اہل مالی کی حکومت میں شامل کر لیا ان کی سلطنت بحر محیط سے مغرب میں غانہ تک اور مشرق میں تکرور تک تھی یوں ان کی بادشاہت مضبوط ہو گئی اور سوڈانی قومیں ان سے ڈرنے لگیں۔ اس کے بعد افریقہ اور بلاد مغرب سے تاجران کے شہروں کی طرف آنے لگے۔ الحاج یونس اور یمال تکروری کہتے ہیں کہ جس شخص نے ”کوکو“ کو فتح کیا اس کا نام ستمجہ تھا جو نسا موسیٰ کے جرنیلوں میں تھا۔ اس کے بعد ساکورہ اور ہدانو ابن السلطان ماری جاٹھ حاکم بنا پھر اس کے بعد اس کا فرزند محمد بن تو حکمران بنا۔ ان کی حکومت پھر سلطان ماری جاٹھ کے بیٹوں سے اس کے بھائی ابو بکر کے بیٹوں میں منتقل ہو گئی۔ بعد ازاں نسا موسیٰ بن ابو بکر ان کا حکمران بنا جو بڑا صالح آدمی اور عظیم بادشاہ تھا۔ اس کے عدل و انصاف کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اس نے سنہ 724 میں حج کیا حج کے اجتماع میں اسے اندلس کا شاعر ابو اسحق ابراہیم ساحلی ملا جو الطونطق کے نام سے معروف ہے وہ پھر اس کے ساتھ اس کے ملک میں گیا اور اسے بڑا تحفظ اور اختصاص حاصل تھا جو آج تک اسے حاصل ہے۔ انہوں نے پھر مغرب میں اپنے ملک کی سرحدوں میں سے اثر کو اپنا وطن بنایا۔ واپسی پر ہمارا حاکم معمر ابو عبد اللہ بن خدیجہ کوی بھی اسے ملا جو عبد المومن کی اولاد میں سے ہے اور جو الزاب میں فاطمی منظر کا داعی تھا۔ وہ ان پر عربوں کے جتھوں کو چڑھا لایا۔ لہذا وارکلا نے اس سے چال لی اور اسے گرفتار کر لیا لیکن پھر کچھ عرصے کے بعد اسے رہا کر دیا۔ وہ سلطان نسا موسیٰ کے پاس ان کے خلاف کمک مانگتا ہوا چلا گیا۔ اس دوران اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ حج کو جا رہا ہے لہذا وہ اس کے انتظار میں غدامس شہر میں اپنے دشمن پر فتح حاصل کرنے اور اپنی حکومت کے لئے مدد حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا کیونکہ نسا موسیٰ کی حکومت ریگستان میں

بہت مضبوط تھی جبکہ ادارہ کلاشہر اور اس کی حکومت کی مددگار تھی۔ یوں اس کی وہاں بہت پذیرائی ہوئی۔ اس نے اس سے مدد کرنے اور اس کا بدلہ لینے کا وعدہ کیا پھر دوسرے شہر تک اسے اپنے ساتھ رکھا۔

نواکبہ بیان کرتا ہے کہ میں اور ابواسحاق اس کے وزراء اور اس کی قوم کے سرداروں کے ساتھ اچھی اچھی باتوں سے خوش ہو رہے تھے۔ وہ ہر منزل میں شاندار کھانے اور مٹھائیاں ہدیے کے طور پر دے رہا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بارہ ہزار خادم خاص دیباچ اور یمانی ریشم کی قبائیں پہنے اس کے برچھے کو اٹھائے ہوئے تھے۔ الحاج یونس جو اس قوم کا مصر میں ترجمان تھا، بیان کرتا ہے کہ یہ بادشاہ منسا موسیٰ اپنے ملک سے سونے کے تیس اونٹ لے کر آیا تھا۔ ہراونٹ تین قنطار کا تھا۔ راوی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ وہ خادموں اور جوانوں پر اپنے اوطان میں سواری کرتے تھے۔ اور دور دراز کے سفر جیسے حج وغیرہ ان ہی سواریوں پر کرتے تھے۔

ابو خدیجہ بیان کرتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ اس کے ملک کے دارالخلافہ میں واپس آئے تو اس نے اپنے بادشاہ کی نشست کے لئے اس کے علاقے میں ایک مضبوط بنیاد والا اور بڑا عجیب گھر بنانے کا ارادہ کیا۔ لہذا ابواسحاق طونجق نے اسے ایک مربع شکل گنبد بنا کر تحفہ میں دیا جس میں اس نے اپنی تمام مہارت کو صرف کر دیا تھا۔ وہ بڑا کارگر تھا، اس نے اس پر کلس لگائے، اس پر خوب رنگ ڈالے یوں ایک مضبوط عمارت بن گئی۔ بادشاہ کو بھی وہ ایک نادر تعمیر معلوم ہوئی لہذا اس نے اسے قیمتی تحائف کے علاوہ جو اسے ملتے رہتے تھے، بارہ ہزار مثقال سونا معاوضہ میں دیا اس سلطان منسا موسیٰ اور مغرب کے بادشاہ کے درمیان، بنی مرین کے بادشاہ ابوالحسن کے زمانے سے تعلقات اور دوستی تھی۔ دونوں حکومتوں کے بڑے بڑے آدمی اس دوستی کے دوران آتے جاتے رہتے تھے۔ حاکم مغرب، نے اپنے وطن کی اس متاع کو اچھا سمجھا اور لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کیں جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا تذکرہ کریں گے۔ یہ تعلقات ان کے بعد ان کی اولادوں کے درمیان بھی رہے۔ منسا موسیٰ کی حکومت پچیس سال رہی اور جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد مالی کی حکومت اس کے بیٹے منسا مغانے سنبھالی۔ مغان کے نزدیک محمد ہوتا ہے اور یہ چار سال حکومت کر کے فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی حکومت کو منسا سلیمان بن ابوبکر نے سنبھالا جو موسیٰ کا بھائی تھا، اس کا دور حکومت چوبیس سال تک رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا منسا بن سلیمان حکمران بنا، وہ اپنی حکومت کے نویں سال فوت ہو گیا، یہ ان کا سب سے برا حاکم تھا۔ جس نے انہیں تکالیف اور عذاب دیئے، حرم میں خرابی پیدا کی۔ مغرب کے بادشاہ نے اپنے زمانے میں سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن کو سنہ 62 میں ایک قابل ذکر تحفہ دیا جس میں ارض مغرب کا ایک عظیم الجثہ جانور تھا جسے کہ زرافہ کہتے ہیں۔ لوگ مدتوں تک اس کے مختلف قسم کے زیورات اور اس جانور کے جتے کے متعلق باتیں کرتے رہے۔

قاضی ثقہ ابو عبد اللہ محمد بن وانسول جلماسی نے جوان کے ملک ”کوکو“ میں آباد ہو گیا تھا اور انہوں نے جسے سنہ 776 میں قاضی بنا دیا تھا، ان کے بادشاہوں کے متعلق بہت کچھ بتایا۔ جسے میں نے لکھا ہے۔ اسی نے مجھ سے سلطان جاطہ کا بھی ذکر کیا کہ اس نے ان کی حکومت کو خراب کر دیا، ان کے ذخائر کو تلف کر دیا اور قریب تھا کہ ان کی حکمرانی کی شان ختم ہو جاتی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے اسراف و تبذیر کا یہ حال تھا کہ اس نے سونے کا وہ پتھر بھی بیچ دیا جو ان کے باپ کے ذخیرے میں تھا۔ جب اس پتھر کو کان سے صاف کئے بغیر لایا گیا تھا تو اس کا وزن بیس قنطار تھا لہذا اس فضول خرچ بادشاہ نے جس کا نام جاطہ تھا، اسے ان تاجروں کے سامنے پیش کیا جو مصر سے اس کے ملک میں آتے تھے۔ تاجروں نے اسے نہایت کم قیمت میں اس سے خرید لیا، یوں اس نے اپنے بادشاہوں کے ذخائر کو فسق و فجور میں بے دریغ طور پر خرچ کر دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اسے پھر نیند کی بیماری لاحق ہو گئی، یہ بیماری اس علاقے کے لوگوں کو اور رؤساء کو خصوصاً بہت لاحق ہوتی ہے۔ یوں اسے عام طور پر نیند کی بے ہوشی رہتی اور وہ نہ ہوش میں آتا اور نہ بیدار ہوتا۔ وہ اپنے اوقات میں سے بہت کم جاگتا۔ یہ بیماری، بیمار کو آخراً نقصان دیتی ہے لہذا وہ مسلسل بیمار رہنے سے فوت ہو گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ بیماری اس کی اخلاط میں دو سال تک رہی اور پھر وہ سنہ 75 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے کو حکمران بنایا، اس نے عدل و انصاف سے کام لیا، رعایا کے حالات کا جائزہ لیا اور کلیتہً اپنے باپ کے طریقے سے الگ ہو گیا۔ اس وقت وہ ہدایت کی امید گاہ ہے اور اس کی حکومت پر اس کا وزیر ماری جاطہ غالب ہے۔ ان کے ہاں ماری کے معنی وزیر کے ہیں جبکہ

جاٹہ کے معنی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت اس نے سلطان کو تصرفات سے روک دیا ہے اور فوج کی تیاری پر سوچ بچار کیا ہے۔ ان کے ملک کے مشرقی علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور ”کوکو“ کی سرحدوں سے آگے گزر گیا ہے۔ تکریت اور اس کے ماوراء الملثمین کے علاقوں میں اس نے لڑنے کے لئے بڑی فوج بھیجی ہے۔ جس نے وہاں حکومت کے آغاز ہی میں لڑائی کی اور ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ اس کے بعد پھر فوج وہاں سے چلی گئی۔ اب انہوں نے تکریت اور ہدندہ کا محاصرہ کر لیا ہے جو وارکلا شہر سے غربی جانب ستردن کے فاصلے پر ہے۔ اس میں ملثمین کا ایک آدمی سلطان کے نام سے مشہور ہے اور وہ سوڈانیوں کے الحاح کے طریقے پر چل رہے ہیں۔ اس کے اور امیر الزاب اور وارکلا کے درمیان مصالحت و مراسلت جاری ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اہل مالی کی حکومت کا دار الخلافہ ایک وسیع اور زرعی اور آباد علاقہ ہے جس کی منڈیاں بھی بڑی آباد ہیں۔ اس وقت وہ مغرب، افریقہ اور مصر کی سمندری سواریوں کا اسٹیشن ہے، ہر علاقے سے وہاں پر سامان لایا اور لے جایا جاتا ہے۔ منسا موسیٰ کی وفات سنہ 89 میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا بھائی منسا مغا حکمران بنا پھر وہ قتل ہو گیا۔ اس کے بعد صند کی حکمران بنا، صند کی وزیر نے ام موسیٰ سے شادی کر لی۔ چند ماہ بعد ماری جاٹہ اس کے گھر سے اس پر حملہ ہوا پھر وہ ان کے پیچھے کافروں کے ملک سے نکل گیا۔ اس دوران ان کے پاس محمود نامی ایک شخص آیا جو منسا تو بن منسا ولی بن ماری جاٹہ اکبر کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ لہذا اس نے سنہ 92 میں حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس کا لقب منسا مغا تھا۔

لمطہ، کزولہ اور ہسکورہ کا بیان

ان قبیلوں کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ منہاجہ کے بھائی ہیں اور ان تینوں کی ماں بھسکی العرجاء بنت زحیک بن مادغیس ہے جبکہ منہاجہ، عامیل بن زعراع کی اولاد سے ہیں۔ ہوارہ، ادلیغ کی اولاد سے ہیں اور اس کا بیٹا ابن برنس ہے۔ دوسروں کے متعلق کوئی تحقیق نہیں ہوئی۔ ابن حزم کہتا ہے کہ منہاجہ اور لمطہ کے باپ کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ بہر حال یہ تینوں قومیں سوس اور اس کے قریب کے بلاد صحرا اور جبال درن میں رہتی ہیں جو اس کے میدانوں اور پہاڑوں کے پیچھے ہیں۔

لمطہ کی اکثریت منہاجہ کے دو تہائی کی پڑوسی ہے، ان کے بہت سے قبیلے ہیں۔ ان میں اکثر سفر کرنے والے دیہاتی ہیں۔ ان میں سے کچھ سوس میں مسلمانزکن اور نخسن میں رہتے ہیں جو معقل کے ذوی حسان کے شمار میں آجاتے ہیں جبکہ بقیہ لمطہ، صحرا میں ملثمین کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کا ایک بڑا قبیلہ تلمسان اور افریقہ کے درمیان رہتا ہے ان میں سے وکاک بن زریک فقیہ بھی ہے جو ابو عمران قاسی کا ساتھی ہے۔ وہ سحلماسہ میں اترا تھا۔ اس کے شاگردوں میں سے عبداللہ بن یاسین بھی ہے جو لتونیا کا حکمران تھا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

کزولہ

کزولہ کے بہت سے بطون ہیں اور ان کا بڑا حصہ سوس میں رہتا ہے۔ یہ لمطہ کے پڑوسی ہیں لیکن ان سے لڑتے بھی ہیں۔ اب ان میں سے ارض سوس میں سفر کرنے والے رہتے ہیں۔ سوس میں آنے والے سے قبل ان کی معقل کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ لہذا جب یہ سوس میں داخل ہو گئے تو ان پر غالب آ گئے۔ وہ اب ان کے خادم، حلیف اور رعایا ہیں۔

ہسکورہ

اس عہد میں مصادہ میں شمار ہوتے ہیں۔ موحدین کی دعوت کی طرف منسوب ہیں۔ یہ بہت سی قومیں اور وسیع بطن ہیں۔ ان کے موطن ان کے پہاڑوں میں مشرقی جانب سے دان سے تادلہ تک اور قبلہ سے درعہ تک واقع ہیں۔ فتح مراکش سے قبل ان کے کچھ لوگ مہدی کی دعوت میں شامل تھے مگر مکمل طور پر یہ دعوت میں بعد میں شامل ہوئے اسی لئے بہت سے لوگ انہیں موحدین میں شمار نہیں کرتے۔ اگر شمار کریں تو آغاز کار میں انہیں امام کی مخالفت کرنے، اس کے اور اس کے پیروکاروں اور مددگاروں کے ساتھ لڑائیاں کرنے کی وجہ سے انہیں سابقین میں شمار نہیں کرتے، یہ

ان کی مخالفت و عداوت کی دعوت دیتے ہیں، اور اعلانیہ ان پر لعنت کرتے ہیں اور ان کے خطباء جمعہ کی نمازوں میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہستانہ، تینمئل، ہرنہ اور ہرزجہ پر لعنت کرے لہذا فتح مراکش کے بعد یہ دعوت پر قائم ہوئے۔ ہسکورہ کے کئی بطون ہیں جن میں سے مصطادہ، عجرامہ، زمراہ، اثیف، بنونفال اور بنورسکونت اور دیگر بطون بھی ہیں جن کے نام مجھے مستحضر نہیں۔ موحدین کی حکومت کے آخر میں ان کی سرداری عمر بن قاریط المثنب کے پاس تھی جس کا ذکر مامون اور رشید کے حالات میں ہے، یہ بنی عبدالمومن میں سے مراکش میں موحدین کے خلاف تھا۔ اس کے بعد مسعود بن کلدان، ہن سردار تھا جو دوس کے نام کا منتظم اور اس کا مددگار تھا۔ میں اسے بنی مسعود کا جد خیال کرتا ہوں جن کے امراء اس زمانے میں فطوا کہ میں سے ہیں جو اس گھرانے میں سرداری کے اتصال کی وجہ سے بنی خطاب کے نام سے مشہور ہیں۔ جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، تو انہوں نے مدت تک بنی مرین کی نافرمانی کی۔ استقامت اور لڑائی میں بھی ان کا سلوک بھی ان سے مختلف ہو گیا۔ وہ جنم کے عربوں کی اطاعت سے دستکش ہونے والوں اور ان کے باغیوں کی پناہ گاہ تھے لیکن پھر وہ درست ہو گئے، نیکوں کی ادائیگی کرنے لگے اور بلانے پر شاہی فوجوں میں جانے لگے جیسے کہ دوسرے مصادمہ کا حال تھا۔

انتیسف

ان کی سرداری اولاد ہنوا میں تھی۔ ان میں سے یوسف بن کنون نے اپنے لئے تاقیوت کا قلعہ بنایا اور پھر اس میں محفوظ ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے علی اور مخلوف بھی ہمیشہ اسے مضبوط کرتے رہے۔ یوسف کی فوتیگی کے بعد اس کی سرداری اس کے بیٹے مخلوف نے سنبھالی لیکن وہ سنہ 702 میں اعلانیہ اطاعت سے نکل گیا۔ تاہم پھر دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ اسی نے سنہ 707 میں ثابت کے دور حکومت میں مراکش پر ظلم کرنے والے یوسف بن عباد کو گرفتار کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے لہذا مخلوف نے اسے گرفتار کر لیا، اسے اختیار دیا اور اس کا تقرب اطاعت کرنے سے ہوا۔ اس کے بعد، اس کا بیٹا ہلال بن مخلوف نیا سردار بنا اور اس زمانے تک سرداری ان میں متصل چلی آتی ہے۔

بنونفال

ان کی سرداری، اولاد زمریت کو حاصل تھی۔ سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں ان کا بڑا سردار علی بن محمد تھا اور اس کی اختلاف اور امتناع میں بڑی شہرت تھی۔ سلطان ابوالحسن نے اپنی حکومت کے شروع میں اس کے محاصرے کے بعد اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا لیکن اسے اپنے ماتحت امراء میں شامل کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ تونس میں طاعون جارف کے واقعے کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اپنی قوم کی سرداری سنبھالی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہو گیا۔ اس زمانے میں ان کی سرداری ان کے اہل بیت اور ان کے چچوں کے گھر میں ہے۔

فطوا کہ

ان میں بڑے وسیع وطن، بڑی سرداری والے، بادشاہ کے خصوصی مقرب اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں۔ بنو خطاب اس دوران موحدین کی حکومت کو چھوڑ کر بنی عبدالحق کی طرف مائل ہو گئے اور انہیں اپنی مہار دیدی ہے۔ انہوں نے اپنے اوپر سرداری کرنے کے لئے اپنے شیوخ کو مختص کیا ہے۔ سلطان یوسف بن یعقوب کے زمانے میں ان کا سردار محمد بن مسعود اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر تھا۔ جب عمر اپنے محل میں سنہ 704 کوفت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے چچا موسیٰ بن مسعود نے سنبھالی۔ جب بنی مرین کی حکومت مضبوط ہو گئی اور مصادمہ سے حکومت جاتی رہی تو ان کے زمانے کے بعد بنو مرین اپنے امراء کو ان کا ٹیکس اکٹھا کرنے کے لئے مقرر کرنے لگے کیونکہ وہ ان کے خاندان میں سے تھے ان میں ہستانہ میں اولاد یونس سے بڑا سردار کوئی نہیں تھا اور بنی خطاب ہسکورہ میں تھے۔ لہذا انہوں نے آپس میں مراکش کی عملداریوں کو محمد بن عمر، اس کے بعد موسیٰ بن علی اور اس کے بھائی محمد کو دیدیا جو ہستانہ کے شیوخ تھے۔ وہ ہمیشہ وہاں کا والی رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی مصیبت سے تھوڑا عرصہ قبل قیروان میں مر گیا۔ اس کا بیٹا پھر سلطان ابوالحسن کی طرف جاتے ہوئے تلمسان چلا گیا لیکن جب ابو عنان نے اسے اپنی طرف دعوت دی تو وہ اپنی

جگہ پر واپس آ گیا اور اپنے باپ کی طرح اطاعت کرنے لگا۔ ابوعمان نے پھر اس کے چچا عبدالحق کی وجہ سے اس کی رعایت کی اور اسے مراکش کی عملداریوں کا کام سونپ دیا لیکن یہ اس کے جھگڑوں میں کچھ کام نہیں آیا۔ یہاں تک کہ وہ مراکش میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ جا ملا۔ یہ اس کے بڑے داعیوں میں سے تھا اور اس نے اس کی مدد میں بڑی بہادری دکھائی۔ جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا، تو ابوعمان نے اسے قید کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور پھر سنہ 53 میں تلمسان پر حملے کے دوران اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی منصور بن محمد نے حکومت سنبھالی یہاں تک کہ امیر عبدالرحمن بن ابی بقلس سنہ 76 میں مراکش پر غالب آ گیا۔ لہذا اس نے اسے مقدم کیا اور اسے گرفتار کر کے اس کے عم زاد کے گھر میں ایک سال تک قید کر دیا۔ اس وقت ابن مسعود بن الخطاب بھی اس کے حامیوں میں سے تھا وہ اور اس کا باپ محمد بن عمر کی اولاد سے اپنی جان کے خوف سے بنی مرین کی طرف آ گئے تھے تاکہ انہیں حکومت کی تربیت دیں لہذا جب اس نے اس کے گھر میں قیدی ہوتے ہوئے اس پر قدرت پائی تو اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ساتھ ہی اس کے بیٹوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس پر سلطان نے ناراض ہو کر اسے تھوڑے عرصے کے لئے قید کر دیا، پھر رہا کر دیا اور وہ اس عہد میں مسکورہ کا آزاد حکمران ہے۔ واللہ قادر علیٰ من یشاء۔

منہاجہ کے تیسرے طبقے کا بیان

اس طبقے میں کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ لیکن یہ اس زمانے میں مغرب کے قبیلوں میں سب سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے کچھ جبال درن کی شرقی جانب، تازی اور تادلہ کے درمیان اور معدن بنی فزان میں اس گھاٹی پر رہتے ہیں جو آ کر سلومن تک پہنچاتی ہے اور جو بلاد نخل میں سے ہے۔ اس گھاٹی کا گزر مغرب میں بلاد مصادہ اور ان کے علاقے میں جبال درن کے پاس سے ہوتا ہے۔ پھر اعتم اور السن میں بھی ان پہاڑوں کی چوٹیاں پائی جاتی ہیں۔ اس گھاٹی سے پھر ان کے موطن قبلے کی طرف مڑ جاتے ہیں اور آ کر سلومن پر ختم ہوتے ہیں۔ اس کا موڑ پھر آ کر سلومن سے درعہ کی طرف سوس اقصیٰ کے نواح اور اس کے شہروں تارودانت اور ایفری ان تو تان تک جاتا ہے۔ یہ سب منہاجہ کے نام سے مشہور ہیں جو منہاجہ سے بدلا ہوا ہے۔ منہاجہ کو غربی قبائل کے درمیان اہل جبال پر قوت و طاقت حاصل ہے جو تادلہ پر جھانکتے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری عمران منہاجہ کی اولاد میں ہے۔ انہیں حکومت کا اعزاز اور المعری کی اطاعت سے بچاؤ حاصل ہے۔ ان کے ساتھ خباتہ کے قبیلے متصل ہیں جن میں سے کچھ سفر کرنے والے ہیں اور جو کہ الخط میں رہتے ہیں۔ ان کے بلاد کے مضافات تیغائیمین میں ہیں جو قبیلہ مکناہ میں سے ہے، وادی اتم ریح تک جو تاملنا سے شمالی جانب، جبل درن کے دونوں طرف ہے۔ وہ وہاں بارش کے مقامات تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ان کی سرداری ہییدی کی اولاد میں ہے جو ان کے مشاہیر ہیں۔ اس کے علاوہ عدوہ ام ریح سے مراکش تک ان کے ساتھ دکالہ کے قبیلے متصل ہیں۔ مغرب کی جہت میں بحر محیط کے ساحل پر آ ز مور کی طرف ایک قبیلہ ان سے اتصال رکھتا ہے جبکہ دوسرا قبیلہ جو بہت بڑی تعداد میں ہے، وہ وطن، مذہب، ٹیکس اور پیشے کے لحاظ سے مصادہ کی ذیل میں آتا ہے اس زمانے میں ان کی سرداری عزیز بن بیروک کی حکومت میں ہے جو زنا تہ کی حکومت کے آغاز سے ان کا رئیس ہے، اس کا ذکر آئندہ ہوگا۔ بطویہ، بخاصہ اور بنی وار تین جبال تازا سے جبل لدای تک رہتے ہیں جو جبال مغرب میں سے ہے۔ یہ بنی بک کے نام سے مشہور ہے، یہ ان کا ایک قبیلہ ہے جو وعدہ کے مطابق ٹیکس دیتا ہے۔ بطویہ کے تین بطون ہیں، ایک بطویہ جو تازا پر رہتا ہے اور بنی وریاغل، ولد المزہ اور اولاد علی تافریت میں رہتی ہے۔ اولاد علی کا بنی عبدالحق کے ساتھ دوستانہ معاہدہ ہے جو بنی مرین کے ملوک ہیں۔ ام یعقوب بن عبدالحق ان میں سے تھی۔ لہذا اس نے انہیں کو وزیر بنایا۔ اور ان میں سے طلحہ بن علی اور اس کا بھائی عمر بن علی بھی تھا جس کا ذکر ان کی حکومت میں آئے گا۔ وہ بحر روم کے ساحل سے جبال درن اور جبال ریف کے درمیان، مغرب کے میدان سے متصل ہے جہاں کہ حماد کے مساکن ہیں، ان کا ذکر منہاجہ کے دیگر قبائل میں آئے گا جو پہاڑوں، وادیوں اور میدانوں میں فشتالہ، سسطہ، بنو وریاگل، بنو حمید، بنو مزہ جلدہ، بنو عمران، بنو وریاگل، ورتزر، ملواتہ اور نبی وامر کی طرح پتھروں اور مٹی کے مکانوں میں رہتے ہیں۔ ان سب کے موطن، ورغہ اور امر کو میں ہیں اور یہ کاشت کاری اور کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ اسی وجہ سے منہاجہ البز کے نام سے مشہور ہیں اور یہ ٹیکس گزار قبائل کی ذیل میں ہیں۔ اس زمانے میں ان کی اکثر زبان عربی ہے اور یہ جبال عمارہ کے پڑوسی ہیں۔ جبال عمارہ کی ایک طرف ان کے ساتھ جبل سریف مل جاتا ہے جو منہاجہ میں سے بنی زروال کا موطن

ہے بنی مغالہ معاش کے لئے کوئی پیشہ نہیں کرتے اور منہاجتہ العز کہلاتے ہیں کیونکہ اس کی پہاڑوں کی حفاظت کا یہ تقاضا ہے جبکہ آرمور کے منہاجہ کو جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں، منہاجتہ الذل کہتے ہیں کیونکہ وہ ذلیل اور تاوان دینے والے ہیں۔ بعض بربریوں کا خیال ہے کہ بنی وودید بھی منہاجہ میں سے ہیں۔ بنو یز فاس اور باطویہ، واصل بن یاسین، اجناسن کے ماموں ہیں، مغرب کی زبان میں اس کے معنی ہیں زمین پر بیٹھنے والا۔

مصادہ کے واقعات کا بیان

مصادہ دراصل مصمود بن یونس بربری کی اولاد میں سے ہیں اور وہ بربری قبائل میں سے بہت زیادہ تعداد والے ہیں۔ ان کے بطون میں سے برغواطہ، غمارہ اور اہل جبل درن ہیں۔ طویل برسوں سے ان کے موطن مغرب اقصیٰ میں ہیں۔ اسلام سے تھوڑا عرصہ قبل اور اس کے شروع میں ان میں برغواطہ کو سب سے تقدم حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد جبال درن کے مصادہ کو اس زمانے تک تقدم حاصل ہو گیا۔ برغواطہ کو اپنے زمانے میں حکومت حاصل تھی اور ان میں سے اہل درن کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی۔ کچھ دوسری حکومتیں بھی تھیں جن کا ہم ذکر کریں گے لہذا ہم ان قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور جس طرح ہمیں معلوم ہوا ہے ان کی حکومتوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

برغواطہ اور ان کی حکومت کی روداد

یہ ان میں سے پہلی قوم ہے۔ جسے آغاز اسلام میں تقدم اور کثرت حاصل تھی لیکن یہ بڑے اور پراگندہ گروہ تھے۔ ان کے موطن خصوصاً مصادہ کے درمیان تامسنا کے میدانوں اور بحر محیط کے سبزہ زار میں سلا سے از مور، اقی اور استقی تک تھے۔ ہجرت کی دوسری صدی کے شروع میں ان کا بڑا سردار طریف ابو صبیح تھا۔ میسرۃ الخفیر کے جرنیلوں میں سے طریف المضری بھی تھا جو دعوت صفری کا منتظم تھا۔ اس کے ساتھ معزوز بن طالوت بھی تھا پھر میسرہ اور صغریہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن طریف تامسنا میں ان کی حکومت کا منتظم باقی رہ گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے لئے قوانین بنائے لیکن پھر وہ فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے صالح کو حکمران بنایا جو کہ اپنے باپ کے ساتھ میسرہ کی لڑائیوں میں شامل ہوا تھا۔ وہ اہل علم اور اصحاب خیر میں سے تھا لیکن پھر وہ آیات الہیہ سے ایک طرف ہو گیا اور دعوائے نبوت کر دیا۔ اس نے ان کے لئے ایک دین بنایا جس پر وہ اس کے بعد چلتے رہے۔ وہ دین مورخین کی کتب میں مشہور و معروف ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس پر قرآن نازل ہوا ہے وہ اس میں سے انہیں کو سورتیں پڑھ کر سناتا تھا۔ اور ان سورتوں میں سورۃ الدیک، سورۃ الحمز، سورۃ الفیل، سورۃ آدم، سورۃ نوح اور بہت سے انبیاء کی سورتیں تھیں۔ سورۃ ہاروت و ماروت اور ابلیس اور سورہ غرائب الدنیا بھی تھی۔ ان کے خیال میں اس سورہ میں عظیم علم تھا جس میں حلال اور حرام اور شرع اور قصر کو بیان کیا گیا تھا۔ وہ اسے اپنی نمازوں میں پڑھتے تھے اور اس کا نام صالح المؤمنین رکھتے تھے۔ جیسا کہ بکری نے زمر بن صالح بن ہاشم بن وارد سے بیان کیا ہے جو اپنے بادشاہ ابو عیسیٰ بن ابی الانصاری کی طرف سے سنہ 352 میں حاکم مستنصر خلیفہ قرطبہ کے پاس آیا تھا۔ اس کے تمام حالات کو داؤد بن عمر بسطاسی بیان کرتا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ صالح کا ظہور ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ہجرت کی دوسری صدی کے ستائیسویں سال میں ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا ظہور ہجرت کے آغاز میں ہوا تھا جب اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطلاع پہنچی تو اس نے آپ کی نقل اتارتے ہوئے اور آپ سے عناد رکھتے ہوئے یہ ادعاء کیا مگر پہلی بات زیادہ درست ہے۔ اس نے پھر یہ خیال کیا کہ وہ مہدی آخر الزمان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس کا نام عربوں میں صالح، السریان میں مالک، عجمی میں عالم، عبرانی میں روبیا اور بربری میں وریا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ وہ 47 سال کی عمر میں ان کی حکومت سنبھالنے کے بعد مشرق کی طرف نکل گیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان میں ساتویں کی حکومت میں واپس آ جائے گا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے الیاس کو اپنے دین کی وصیت کی اور اسے تاکید کی کہ وہ حاکم اندلس سے دوستی کرے۔ جو بنی امیہ میں سے تھا پھر جب ان کی پوزیشن مضبوط ہو جائے تو وہ اس کے دین کا اظہار کرے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے الیاس نے اس کام کو سنبھالا اور وہ ہمیشہ ہی پوشیدگی سے اظہار اسلام کرتا رہا کیونکہ اس کے باپ نے اسے اپنے کلمہ کفر سے یہی وصیت کی تھی۔ لیکن وہ پاکباز، پاکدامن اور زاہد تھا۔ وہ پھر اپنی

حکومت کے پچاسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کے کام کو اس کے بیٹے یونس نے سنبھالا لہذا اس نے ان کے دین کو واضح کیا اور ان کے کفر کی طرف دعوت دی۔ جو اس کے دین میں داخل نہیں ہوتا تھا وہ اسے قتل کر دیتا یہاں تک کہ اس نے تاسنا اور اس کے گرد کے شہروں کو جلا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے 380 شہروں کو جلا دیا۔ اور وہاں کے باشندوں سے مخالفت کرنے کی وجہ سے تلوار سے لڑائی کی۔ اس نے تاملوکاف مقام پر لوگوں کو قتل کیا اور یہ ایک بلند پتھر ہے جو راستے کے درمیان میں اگا ہوا ہے لہذا اس نے کل سات ہزار سات سو سترا آدمیوں کو قتل کیا۔

وسون کہتا ہے کہ یونس پھر مشرق کی طرف گیا اور اس نے حج کیا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد اس کے اہل بیت میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔ وہ پھر اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور حکومت اس کے بیٹوں سے منتقل ہو گئی۔ ان کی حکومت پھر ابو غنیر محمد بن معاد بن المسیح بن صالح بن طریف نے سنبھالی اور اس نے برغواطہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر اپنے آباء کے دین پر چلا اور اس کی شوکت و عظمت بڑھ گئی۔ اس نے بربریوں کے ساتھ قابل ذکر اور مشہور لڑائیاں لڑیں جن کی طرف سعید بن ہشام مصمودی نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

”اے محبوبہ! جدائی سے قبل ہمیں یہ پختہ اور یقینی اطلاع دے کہ امت ہلاک اور گمراہ ہو چکی ہے اور سو گئی ہے اور اسے پینے کو شیریں پانی نہ ملے۔ یہ کہتے ہیں کہ ابو غنیر نبی ہے، اللہ تعالیٰ کا ذبوں کی ماں کو ذلیل کرے۔ کیا تو نے کبھی کسی بخیل کے گھر کے متعلق دیکھا اور سنا نہیں کہ ہم ان کے گھوڑوں کے پیچھے لگے۔ وہ عورتیں رو رہی تھیں۔ کئی عورتوں نے جنین گرا دیئے تھے اور اہل تاسنا کو اس وقت پتہ چلے گا۔ جب قیامت کے روز قلع ہو کر آئیں گے، وہاں یونس اور اس کے باپ کے بیٹے بربریوں کو حیران ہو کر کھینچتے ہوں گے لہذا یہ دن تمہارا دن نہیں بلکہ یہ راتیں ہیں جو تم کو میسر ہیں۔“

ابو غنیر نے چوالیس بیویاں کیں اور اس کے اس جیسے ایک یا زیادہ بیٹے ہوئے۔ وہ تیسری صدی کے آخر میں اپنی حکومت کے اثنیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالانصار عبداللہ حکمران بنا اور وہ اس کے نقش قدم پر چلا۔ وہ بہت دعوت دینے والا تھا۔ اس کے دور کے بادشاہ اس سے خوف کھاتے تھے اور اس سے تعلقات پیدا کر کے اس سے مصالحت کرتے تھے تاکہ وہ دور رہے۔ وہ کبیل اور شلوار اور سلا ہوا کپڑا پہنتا تھا۔ مسافروں کے سوا، اس کے علاقے میں کوئی پگڑی نہیں باندھتا تھا، وہ پڑوسی کا محافظ اور پھر عہد کو پورا کرنے والا تھا۔ آخر وہ چوتھی صدی کے اکتالیسویں سال میں اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور سلاخت میں دفن ہوا۔ وہیں پر اس کی قبر ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو مسور عیسیٰ بائیس سال کی عمر میں حکمران بنا، اپنے آباء کی سیرت پر چلا اور نبوت و کہانت کا دعویٰ کیا۔ اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور قبائل مغرب اس کے مطیع ہو گئے۔

رمون بیان کرتا ہے کہ اس کی فوج تقریباً تین ہزار برغواطہ پر مشتمل تھی۔ اس کے علاوہ دس ہزار فوج جراوہ، زدانہ، برانس، مجاصہ، مضفرہ، مرد مطماطہ، بنو ارتکیت، بنو یفری، آحدہ رکامہ، ایزلن، رصافہ اور رمنفراہہ پر مشتمل تھی۔ ان کے بادشاہوں نے جب سے بھی وہ تھے کبھی خدا کو سجدہ نہیں کیا۔

یہ حقیقت ہے کہ ملوک عدد تین نے برغواطہ سے جنگ و جہاد کرنے میں اس کے بعد ادارہ، امویہ اور شیعہ نے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ جب جعفر بن علی اندلس سے مغرب کی طرف گیا تو منصور بن ابی عامر نے سنہ 367 میں اسے اپنا کام سپرد کیا۔ وہ پھر بصرہ میں اترا۔ لیکن بعد ازاں اس کے اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور ہند کے سردار اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس نے حکم دیا کہ وہ اس کام کو بجالائے جو اسے جعفر نے کہا ہے۔ بعد ازاں معتدہ نے اپنے صالح عمل سے اس کی توجہ برغواطہ کے جہاد کی طرف پھیر دی۔ اس نے اہل مغرب اور اندلسی فوجوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کی لہذا انہوں نے اپنے ملک کے میدان میں اس سے لڑائی کی اور اسے شکست ہوئی۔ لیکن وہ خود اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ بچ نکلا اور بصرہ میں اپنے بھائی کے ساتھ جا ملا پھر اس کے بعد منصور کے بلانے پر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ پھر اپنے بھائی یحییٰ کو مغرب کی عملداری میں چھوڑ گیا بعد ازاں منہاجہ نے ان کے ساتھ اس وقت لڑائی کی۔ جب اس کے بعد بلکین بن زیری نے سنہ 68 میں مغرب سے لڑائی کی تو زنا تہ اس کے آگے بھاگ گئے اور سبتہ کے ایک باغ میں کود گئے پھر وہ اس کی لکڑیوں میں محفوظ ہو گئے لہذا وہ ان سے برغواطہ کے جہاد کی طرف لوٹ آیا اور ان پر چڑھائی کر دی تو ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار اپنی قوم کے ساتھ اسے آن ملا اور انہیں شکست ہوئی، یوں منصور قتل ہو

گیا۔ بلکہ میں قتل عام کر کے خوب خونریزی کی اور ان قیدیوں کو قیروان بھیج دیا۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ منصور کے بعد ان کی حکومت کس نے سنبھالی پھر ان کے ساتھ منصور بن ابی عامر کی فوج نے اس وقت لڑائی کی جب عبدالملک بن منصور نے اپنے غلام واضح کو ان برغواطہ کی پہلی فوجوں اور امرائے نواح اور سرداروں کی امارت دی لہذا ان میں قتل کرنے اور قیدی بنانے کا بڑا اثر ہوا۔ ان کے ساتھ پھر بنو یفرن نے اس وقت لڑائی کی جب ابولیلیٰ محمد یفرنی نے اس کے بعد سلا کی جانب جو بلاد مغرب میں ہے مستقل حکومت قائم کر لی اور انہوں نے لڑائیوں کے بعد ان کو زیری بن عطیہ مغرادی سے الگ کر لیا۔ پانچویں صدی کے آغاز میں لیلیٰ کی اولاد تمیم بن زیری بن لیلیٰ کی طرف منسوب ہوتی تھی اور وہ سلا شہر میں ٹھہرا ہوا تھا اور برغواطہ کا پڑوسی تھا۔ ان کے جہاد میں اس کا بڑا اثر تھا۔ یہ سنہ 420 کی بات ہے۔ لہذا یہ تاسنا میں ان پر غالب آ گیا اور انہیں قتل کرنے اور قیدی بنانے کے بعد اس کا حاکم بن گیا۔ اس کے بعد یہ لوگ اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے یہاں تک کہ لتونہ کی حکومت بگڑ گئی اور اپنے صحرائی موطن سے بلاد مغرب کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے پھر سوس اقصیٰ کے بہت سے قلعوں اور جبال مصادہ کو فتح کر لیا۔ انہوں نے تاسنا اور اس کے اردگرد ریف غربی میں برغواطہ کے ساتھ جہاد کیا لہذا ابو بکر بن عمر نے جو مرابطین کی قوم میں لتونہ کا امیر تھا ان پر چڑھائی کر دی۔ پھر اس کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک لڑائی میں صاحب الدعوة عبداللہ بن یاسین کبروی سنہ 450 میں شہید ہو گیا۔ ابو بکر اور اس کی قوم اس کے بعد بھی مسلسل جہاد کرتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے ان کی جڑ اکھیر دی اور زمین سے ان کے آثار مٹا دیئے۔ ان کی حکومت کے خاتمے کے وقت ان کا حکمران ابو حفص عبداللہ تھا جو ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار عبداللہ بن ابی غنیر محمد بن معاد بن المسیح بن صالح بن طریف کی اولاد میں سے تھا۔ وہ ان کی لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا اور انہی پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یوں اس کی جڑ کٹ گئی۔ بعض لوگوں نے برغواطہ کے نسب کے بارے میں بیان کیا ہے کہ بعض انہیں زناتہ کے قبائل میں شمار کرتے ہیں۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا جو شمعون بن یعقوب کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے برباط میں پرورش پالی اور مشرق کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے عبداللہ مغربی سے پڑھا اور سحر میں مشغول ہو گیا۔ اس نے کئی فنون کو جمع کیا اور مغرب میں آیا اور تاسنا میں اترا۔ وہاں پر اس نے بربریوں کے جاہل قبیلوں کو پایا لہذا اس نے ان کے سامنے زہد کا اظہار کیا، انہیں اپنی زبان سے مسح کر دیا اور انہیں جھوٹ موٹ باتیں بتائیں۔ انہوں نے اس کی اتباع کی۔ لہذا اس نے دعویٰ نبوت کر دیا۔ برباط میں پرورش پانے کی وجہ سے اسے برباطی بھی کہتے ہیں۔ برباط حصن شریش کی ایک وادی ہے جو بلاد اندلس میں ہے۔ عربوں نے اس نام کو معرب کر کے برغواطہ بنا لیا۔ یہ سب باتیں کتاب الجوہر کے مصنف نے بیان کی ہیں۔ البر کے بساتین کا بھی کچھ ذکر کیا ہے مگر یہ ایک صاف غلطی ہے، یہ لوگ زناتہ میں سے نہیں۔ اس کی گواہی ان کے موطن اور ان کے اپنے مصادی بھائیوں کے پڑوس میں رہنے سے ملتی ہے۔

صالح بن طریف ان میں معروف آدمی ہے اور وہ ان کے غیروں میں سے نہیں ہے۔ قبیلوں اور نواح پر غلبہ اس کی جڑ کاٹ دینے سے مکمل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نسب اپنے آپ کو غیر قوم کی طرف منسوب کرنے والا ہے۔ اس آدمی کا نسب برغواطہ ہے اور مصادہ کے قبیلوں میں ان کا قبیلہ ایک مشہور قبیلہ ہے جیسا کہ ہم سے بیان کیا ہے۔

نمارہ کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

مصادہ کے بطون میں سے یہ قبیلہ نمار بن مسمود کی اولاد میں سے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ نمار بن اسیاد کی اولاد میں سے ہے جو مصیولان میں سے ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ عرب ہیں اور ان پہاڑوں کی طرف بھاگ کر آئے ہیں۔ انہوں نے پھر اپنا نام نمارہ رکھ لیا ہے اور یہ ایک عام مذہب ہے۔ ان کے قبیلے شمار سے زیادہ ہیں۔ ان کے مشہور بطون بنو حمیرہ، مٹیوہ، بنو مال، اعضاؤہ، بنو ذروال اور محکسہ ہیں۔ وہ بغیر کسی جماعت کے اپنے آخری ٹھکانوں میں جو بحرور کے ساحل پر عسائہ کے قریب مغرب میں ریف کے میدانوں میں ہیں آتے جاتے ہیں لہذا انہوں نے تکرر، بادس، بنگلیس، تطادیر، سبوتہ اور قصر سے طنجہ تک جس کا پانچ روز یا اس سے زیادہ کا سفر ہے کے ان مقامات میں بلند پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جو دیوار کی طرح چوڑائی میں ایک دوسرے سے پانچ مراحل تک ملے ہوئے ہیں۔ وہ اس کے بعد قصر کتامہ کے میدانوں اور وادی ورنہ سے آگے گزر جاتے ہیں جو مغرب کے میدانوں میں سے ہے اور جہاں سے ساتھی واپس آ جاتے ہیں۔ ان کے کناروں میں پرندے اور الو اترتے ہیں

اور ان کی چوٹیوں اور کشادہ راستوں میں سے مسافروں کے راستے جانوروں کی چراگا ہیں، کھیتیاں اور باغات کے درخت نکلتے ہیں۔ تجھے معلوم ہو گا کہ وہ مصادہ میں سے ہیں۔ ان کے بعض قبیلے مسمودہ کے نام سے مشہور ہیں اور سبتہ اور طنجه کے درمیان سکونت پذیر ہیں۔ ان ہی کی طرف وہ قصر اعجاز منسوب ہوتا ہے جس سے بحری خلیج گزر کر طریف کے علاقے کی طرف جاتی ہے اسی طرح ان کے موطن کا برغواطہ کے موطن سے جو مصادہ کے قبیلوں میں سے ہے۔ بحر غربی کے سبزہ زاروں سے اتصال میں اس کی مدد کرتا ہے اور وہ بحر محیط ہے کیونکہ وہاں پر ان میں سے بنو حسان اس ساحل پر آباد ہیں جو آغرغادہ اور اصیلا کے قریب قریب ہے۔ وہاں پر انہی انہیں برغواطہ اور دوکالہ کے موطن سے قبائل درن اور اس کے ماوراء بلاد قبلہ تک ملا دیتا ہے۔ لہذا مصادہ تھوڑے سے قبیلوں کو چھوڑ کر پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ دوسرے لوگ میدانوں میں رہتے ہیں اور فتح کے وقت سے ہی غمارہ ہمیشہ سے ان موطن میں رہ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کا حال معلوم نہیں ہو سکا اور فتح کے زمانے سے مسلمانوں کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے سب سے بڑی لڑائی موسیٰ بن نصیر کی تھی جس نے انہیں اسلام پر آمادہ کیا اور ان کے بیٹوں کو قیدی بنایا۔ اس نے ان کی ایک فوج کو خلوف کے ساتھ طنجه میں اتارا اور اس زمانے میں ان کا امیر بلیان تھا۔ جس کے پاس موسیٰ بن نصیر گیا تھا۔ اس نے جنگ اندلس میں اس کی مدد کی تھی اور اس کا پڑاؤ سبتہ میں تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ یہ تانکور پر قبضہ کرنے سے پہلے کی طرح بات ہے۔ اسلام کے بعد غمارہ نے دوسروں کے لئے حکومتیں قائم کیں، ان میں جھوٹے مدعیان نبوت بھی ہوئے اور خوارج بھی ہمیشہ محفوظ ہونے کے لئے ان کے پہاڑوں کا قصد کرتے رہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

سبتہ کے حکمرانوں کا بیان اور ان کی حکومتوں کی روداد

سبتہ قبل از اسلام کے قدیم شہروں میں سے ہے۔ جب موسیٰ بن نصیر نے اس پر چڑھائی کی تو اس نے جزیہ دینا قبول کر لیا، موسیٰ نے پھر اس کے بیٹوں کو یرغمال بنا لیا اور طارق بن زیاد کو جزیہ کے لئے طنجة میں اتارا۔ اس نے اس کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے لئے فوج کو بھیجا پھر طارق کو اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ان پر فوج بھیجی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے فتح پھر اس کے ہمسروں کو ہوئی۔ جب بلیان فوت ہو گیا تو عرب صلح کے ذریعہ سبتہ شہر پر قابض ہو گئے اور اسے آباد کیا۔ بعد ازاں میسرۃ الخفیر کی خارجی دعوت کا فتنہ اٹھا، اس نے غمارہ کے بہت سے بربریوں اور دوسرے لوگوں کو قابو کر لیا۔ لہذا اس نے طنجة کی امارت سے سبتہ پر حملہ کیا اور عربوں کو وہاں سے نکال کر قید کر لیا اور اسے برباد کر دیا۔ یوں وہ خالی ہو گیا پھر ان کے جوانوں اور قبائل کے سرداروں میں سے ماحکس وہاں اترا، اسی وجہ سے انہیں محکسہ کہتے ہیں لہذا اس نے اسے تعمیر کیا اور لوگ اس کی طرف واپس آ گئے۔ وہ پھر مسلمان ہو گیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بیٹے عصام نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا اور وہ ایک مدت تک حکمران رہا۔ اس کا بھائی الرضی پھر حکمران بنا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے وہ بنی ادریس کی بہت اطاعت کرتے تھے۔ اس دوران جب ناصر کو سر بلندی حاصل ہوئی تو اس نے مغرب کی حکومت میں دلچسپی لی۔ اس نے پھر بلا دہبط و غمارہ کے مالکوں بنی ادریس سے اسے اس وقت چھین لیا۔ جب کتامہ اور زنا تہ نے انہیں ان کے ملک فاس سے نکال دیا تھا۔ یوں وہ ناصر کی دعوت کا منتظم بن گیا۔ بعد ازاں ان کے بیٹے اپنی اپنی عملداریوں میں ناصر کے لئے سبتہ سے الگ ہو گئے اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اسے بنو عاصم سے حاصل کرے لہذا اس نے اپنی فوجوں اور بحری بیڑوں کو اپنے جرنیل نجاح بن غفیر کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا۔ اس نے اسے سنہ 319 میں فتح کر لیا۔ اس کے بعد الرضی بن عصام نے اسے اس کے لئے چھوڑ دیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یوں بنی عصام کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب سبتہ ناصر کے قبضہ میں آ گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد بنو حماد نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے میدانوں نے ایک اور حکومت بنا دی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ جب فتح کے دور میں مسلمانوں نے بلاد مغرب اور اس کی عملداریوں پر قبضہ کیا تو انہوں نے انہیں آپس میں تقسیم کر لیا۔ خلفاء نے پھر انہیں بربریوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے فوجی مدد دی اور وہ سب عرب قبیلوں کے لوگ تھے۔ صالح بن منصور حمیدی، پہلی فوج میں یمینی عربوں میں سے تھا اور عبد صالح کے نام سے مشہور تھا۔ لہذا اس نے نکور کو اپنے لئے چن لیا۔ ولید بن عبد الملک نے سنہ 91 میں اسے وہاں جا گیر دی تھی۔ یہ قول صاحب مقیاس کا ہے نکور کا علاقہ، مشرق سے زوانہ اور جرادہ بن ابی الحفیظ تک ختم ہوتا ہے جو پانچ روز کی مسافت پر ہے۔ مطماطہ اور اہل کدالہ اس کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ نبہ اور غساسہ جو جبل مزک اور قلدع کے رہنے والے ہیں، وہ بھی اس کے پڑوسی ہیں۔ جو بنی ورتندی اور مید اور زنا تہ کے بھی پڑوسی ہیں۔ اور جو مغرب سے مردان تک ختم ہوتا ہے۔ جو غمارہ بنی حمید سے مسطاسہ اور منہاجہ تک چلا جاتا ہے۔ ان کے پیچھے اور بہ حزب فرحون اور بنی ولید اور زنا تہ اور بنی یونیاں اور بنی واسن ہیں جو قاسم کی جماعت ہیں اور بحر جومی پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب صالح کو وہاں جا گیر ملی تو اس نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور اس کی نسل وہاں بکثرت ہو گئی۔ بعد ازاں غمارہ اور منہاجہ کے قبیلے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے اس کی حکومت کو قائم کیا اور اس نے تکسامان پر قبضہ کر لیا جلد ہی ان میں اسلام پھیل گیا۔ لیکن پھر انہیں قوانین اور فرائض گراں معلوم ہونے لگے اور وہ مرتد ہو گئے۔ انہوں نے پھر صالح کو نکال دیا اور نفرہ کے ایک آدمی کو جو الرندی کے نام سے مشہور تھا، اپنا حکمران بنا لیا۔ انہوں نے پھر توبہ کی، اسلام میں واپس آ گئے اور صالح کی طرف رجوع کیا۔ لہذا وہ ان میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ سنہ 132ھ میں تلمسان میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے معصم بن صالح نے سنبھالی جو بڑا شریف النفس اور عبادت گزار تھا، وہ انہیں خود نماز پڑھاتا تھا اور خطبہ دیتا تھا۔ لیکن پھر تھوڑے دنوں کے بعد

وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی ادریس حکمران بنا۔ اس نے وادی کے کنارے میں شہر نکور کی حد بندی کی۔ ابھی اس نے اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ وہ سنہ 143 میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سعید حکمران بنا۔ جس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ وہ شہر تکسانان میں آیا کرتا تھا۔ اس نے پھر اپنی حکومت کے آغاز میں نکور کی حد بندی کی اور وہاں اتر اسے اس زمانے میں المدہ کہتے ہیں۔ جو دریاؤں کے درمیان ہے، ان میں سے ایک نکور ہے جس کا منبع کزناریہ ہے۔ اس کا منبع وادی ورنہ کے مخرج سے ایک ہی ہے اور دوسرا غیس ہے جس کا منبع بنی وریا غیل کے علاقے میں ہے۔ دونوں دریا آ کال میں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر الگ ہو کر سمندر میں جا گرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ نکور عروہ اندلس کے بزلیانہ میں سے ہے۔ لیکن نکور کے مجوسیوں نے اس دوران اپنے بحری بیڑوں میں سنہ 144 میں لڑائی کی، وہ اس پر غالب آ گئے اور اسے دوسری بار لوٹا۔ وہ پھر سعید البرانس کے پاس اکٹھے ہوئے اور انہیں وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد غمارہ نے سعید کے خلاف خروج کر دیا، اور اسے معزول کر دیا۔ اور اپنے میں سے مسکن کو اپنا حکمران بنایا۔ وہ پھر اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے لہذا اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر غالب کیا اور ان کی جماعت منتشر کر دی۔ ان کا سردار قتل ہو گیا اور اس کی حکومت منظم ہو گئی یہاں تک کہ وہ سنہ 188 میں 27 سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے صالح بن سعید نے سنبھالی تو اس نے سلف کے مذہب کو اختیار کیا، اس پر استقامت اختیار کی اور اس کی اقتدار کی۔ اس کی بربریوں کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں یہاں تک کہ وہ سنہ 250 میں اپنی حکومت کے بتیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے اس کا بیٹا سعید بن صالح کھڑا ہوا اور وہ اس کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا لہذا اس کا بھائی عبداللہ اور اس کا چچا الرضی اس کے مقابلہ میں نکلے تو وہ بہت سی لڑائیوں کے بعد ان دونوں پر غالب آ گیا۔ اس نے اپنے چچا الرضی پر باہمی رشتہ داری کی وجہ سے رحم کیا لیکن دیگر چچوں اور قرابت داروں کو جن پر اس نے غلبہ پایا قتل کر دیا۔ ان میں سے سعادت اللہ بن ہارون نے دونوں کے لئے لوگوں کو بلایا اور بنی بصلتین کے ساتھ جاملا جو جبل ابوالحسن کے رہنے والے ہیں۔ اس نے پھر انہیں اس کی کمزوری سے آگاہ کیا اور انہوں نے اس کی فوج پر شیخون مارا۔ یوں وہ اس پر غالب آ گئے اور ہتھیار لے لئے۔ ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور سعادت اللہ تلمسان بھاگ گیا۔ اس نے اس کے بھائی میموں کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ پھر سعادت اللہ صلح کی خواہش لے کر چلا تو اس نے اس کی مدد کی اور اسے اپنے ساتھ نکور میں اتارا۔ اس کے بعد سعید نے اپنی قوم اور اپنی رعایا کے ساتھ جو غمارہ میں سے تھی، بلاد بطویہ سے لڑائی کی اور تیسوا اور قلعوں جو اس کا خاندان تھا اور بنی ویدی سے بھی لڑائی کی۔ اس نے اپنے بھائی احمد بن ادریس بن محمد بن سلیمان سے رشتہ داری کی اور اسے اپنے ساتھ نکور میں اتارا۔ یوں ان کے نواح میں سعید کے لئے حکومت ہموار ہو گئی یہاں تک کہ عبداللہ مہدی نے اسے اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور خط کے نیچے لکھا

”اگر تم ہمیشہ سیدھے رہتے تو میں تمہاری بہتری کے لئے سیدھا رہوں گا لیکن اگر تم نے مجھ سے انحراف کیا تو میں تمہارے قتل کو عدل خیال کروں گا۔ میں پھر تمہاری تلواروں پر غالب آنے کے لئے اپنی تلوار کو بلند کروں گا۔ میں اسے عفو کے لئے داخل کروں گا اور اسے پھر قتل سے بھردوں گا۔“

اب اس کے شاعر حمس طلبلی نے اسے امیر سعید کے بھائی یوسف بن صالح کے حکم سے لکھا:

”بیت اللہ کی قسم، تو نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ تو اچھی طرح عدل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تمہیں فیصلہ کن قول سکھایا ہے۔ تو ایک جاہل اور منافق ہے جو جاہلوں کے لئے ایک بڑی مثال ہے۔ ہماری ہمتیں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلند ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تیری ہمت کو پست بنایا ہے۔“

اس کے بعد عبداللہ نے مصالہ بن جیوس حاکم تاہرت کو لکھا اور اسے اس کی طرف لڑنے کے لئے روانہ کیا تو اس نے سنہ 304 میں اپنی حکومت کے چونتیس سال میں اس سے لڑائی کی پس سعید اور اس کی قوم کئی روز تک ان پر غالب رہی۔ اس کے بعد مصالہ نے ان پر غلبہ پایا اور انہیں قتل کر دیا۔ انہوں نے ان کے سروں کو رتا وہ کی طرف بھیج دیا اور انہیں وہاں پر گھمایا پھر آیا گیا۔ ان کے باقی لوگ سمندر پر سوار ہو کر مالتہ چلے گئے لہذا ناصر نے ان کی خوب مہمان نوازی کی اور انہیں عطیات دیئے۔ انہوں نے ان کی بہت تکریم کی۔ مصالہ نے نکور میں چھ ماہ قیام کیا اور پھر تاہرت کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے دلول کتامی کو اس کا حکمران بنایا۔ لہذا فوج اس کے ارد گرد سے متفرق ہو گئی۔ جب مالتہ میں بنی سعید اور اس کی قوم کی

یہ اطلاع ملی اور وہ ادریس، معتصم اور صالح تھے۔ تو وہ کشتیوں میں سوار ہو کر نکور کی طرف آئے۔ سب سے پہلے ان میں سے صالح وہاں پہنچ گیا اور بربریوں نے مرسی تکسانان میں اکٹھے ہو کر سنہ 305 میں اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے صغریٰ کی وجہ سے اسے قیم کا لقب دیا۔ انہوں نے پھر دلول پر چڑھائی کر کے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر فتح حاصل کر لی اور انہیں قتل کر دیا۔ اب صالح نے ناصر کو فتح کی چٹھی لکھی اور اس کے مضافات میں اس کی دعوت کو قائم کیا۔ بعد ازاں ناصر نے اس کی طرف ہدایا، تحائف اور ہتھیار بھیجے اور اس کے بھائیوں اور اس کی باقی ماندہ قوم نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ ہمیشہ اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے پر گامزن رہا یہاں تک کہ سنہ 315 میں فوت ہو گیا۔ اب اس نے اس کا محاصرہ کر لیا، اس پر غالب آ کر اسے قتل کر دیا اور شہر کو لوٹ لیا۔ اس نے سنہ 317 میں اسے برباد کر دیا پھر اس کی طرف واپس آیا۔ اب ان کی حکومت کو، ابونور اسمعیل بن عبد الملک بن عبد الرحمن بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور نے سنبھالا۔ صالح بن منصور نے جو شہر بنایا تھا، اس نے اسے دوبارہ آباد کیا۔ اور وہاں پر تین دن ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد میسور ابی القاسم بن عبد اللہ نے اپنے غلام صندل کو جب اس نے فاس میں پڑاؤ کیا۔ لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ لہذا اس نے صندل کے ساتھ فوج بھیجی تو اس نے جرادہ کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن پھر نکور واپس آ گیا۔ اس کے بعد اسماعیل بن عبد الملک نے قلعہ آیری میں اس سے پناہ حاصل کی۔ پھر صندل نے اس کے پاس اپنے طریق سے اپیل بھیجی اور اس نے انہیں قتل کر دیا لہذا وہ تیزی سے اس کی طرف گیا۔ وہ آٹھ دن اس سے جنگ کر کے اس پر غالب آ گیا، اسے قتل کر دیا۔ اور قلعے کو لوٹ لیا۔ اس نے پھر کتامہ کے ایک آدمی مرماز کو اس پر اپنا جانشین بنایا اور صندل، فاس پہنچ گیا لہذا اہل نکور نے اسے اٹھایا اور موسیٰ بن معتصم بن صالح بن منصور کی بیعت کر لی جو وہ یصلتن میں ابوالحسن کے پاس تھا اور وہ ابن رومی کے نام سے مشہور تھا۔ صاحب مقباس کہتا ہے کہ وہ موسیٰ بن رومی بن عبد السمیع بن رومی بن ادریس بن صالح بن ادریس بن صالح بن منصور ہے۔ اس نے پھر مرماز اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا، ان کے سروں کو ناصر کے پاس بھیج دیا۔ اور پھر اعیاص میں سے اس پر عبد السمیع بن جرثم بن ادریس بن صالح بن منصور نے حملہ کر دیا۔ اس نے اسے معزول کر کے سنہ 329 میں نکور سے باہر نکال دیا اور موسیٰ اپنے اہل و عیال کے ساتھ اندلس گیا۔ اس کا بھائی ہارون بن رومی، اس کے بہت سے چچا اور اس کے اہل بیت بھی ساتھ تھے۔ لہذا ان میں سے کچھ تو اس کے ساتھ مر یہ میں اترے اور کچھ مابقہ میں اترے لیکن پھر اہل نکور نے عبد السمیع کے خلاف خروج کر کے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر مالقہ میں سے جرج بن احمد بن زیادہ اللہ بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور کو بلایا۔ اور وہ جلدی سے ان کے پاس آ گیا تو انہوں نے سنہ 336 میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام درست ہو گئے۔ وہ اپنے سلف کے مذہب کا مقتدی اور حضرت امام مالک کے مذہب کے مطابق کام کرنے والا تھا یہاں تک کہ سنہ 360 کے آخر میں اپنی حکومت کے پچیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ یہ حکومت اس کے بیٹوں میں مسلسل چلتی رہی یہاں تک کہ ان پر ازولجہ غالب آ گئے جنہوں نے دہران پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ ان کے امیر لیلیٰ بن ابی الفتوح ازواجی نے پھر سنہ 406 میں ان پر حملہ کیا اور وہاں کا والی سنہ 410 میں قتل ہو گیا لہذا اس نے نکور میں ان پر غلبہ پالیا اور اسے برباد کر دیا۔ تین سو چودہ سال بعد صالح کی ولایت کی موجودگی میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور لیلیٰ بن ابی الفتوح کے بیٹوں اور ازولجہ میں سنہ 460 تک حکومت باقی رہی۔ واللہ مالک الامور لا الہ الا هو۔

حیم مینی کا بیان

غمارہ کے لوگ جاہلیت میں صاحب اصل ہیں بلکہ صحرا میں رہنے کی وجہ سے انہیں شراعی سے بعد، جہالت اور بھلائی کے مقام سے دوری حاصل ہے۔ ایک دفعہ ان میں محکمہ میں سے حایم بن من اللہ بن جریر عمر بن زحفوا بن آزال بن محکمہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کی کنیت ابو محمد تھی اور اس کا باپ ابو خلف تھا۔ اس نے سنہ 313 میں جبل حایم میں جو اس کی وجہ سے معروف ہے، تطوان کے قریب دعویٰ نبوت کیا۔ تو ان میں بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس کی نبوت کا اقرار کر لیا۔ اس نے پھر ان کے لئے قوانین، عبادات کے طریقے اور احکام تیار کئے اور ان کے لئے ایک قرآن بھی بنایا جسے وہ اپنی زبان سے انہیں پڑھ کر سنا تا تھا۔ اس کے کلام میں سے یہ عبارت بھی ہے یا من تخی البصر یظن فی الدنیا خلقی من الدنیا یا من اخرج موسیٰ من البحر متن بحایم وہابیہ ابی خلف من اللہ دامن راسی و عقی و ما یکنہ صدری و ما حا طہ بہ دی و می۔

جلد ہی حامیم کی چچی جو ابو خلف من اللہ کی بہن تھی، اس پر ایمان لے آئی وہ کاہنہ اور ساحرہ بھی تھی۔ حامیم کا لقب مفتری تھا اور اس کی بہن دیو، ساحرہ اور کاہنہ تھی۔ وہ اس سے لڑائیوں اور قحطوں میں مدد طلب کرتے تھے۔ اس دوران وہ مصمودہ کی لڑائیوں میں احواز طنجنہ میں سنہ 315 میں قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عیسیٰ کو غمارہ میں بڑا مقام حاصل ہوا۔ ایک بار وہ اور اس کا قبیلہ بنوز حفو جو وادی لاد اور وادی واشر میں تلووان کے پاس رہتے تھے، ناصر کے پاس گئے تھے۔

اسی طرح ان میں سے اس کے بعد عاصم بن جمیل البرز دعویٰ نے دعوائے نبوت کیا اور اس کے واقعات بھی مشہور ہیں۔ وہ اس عہد میں ہمیشہ بحر سے کام لیتے رہے۔ مجھے اہل مغرب کے مشائخ نے بتایا ہے کہ ان میں اکثر جوان عورتیں جادو کا پیشہ اختیار کرتی تھیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ انہیں روحانیت کا علم حاصل تھا، وہ جس ستارے سے چاہتے علم حاصل کرتے اور جب اس پر قابض ہو جاتے تو اس روحانیت سے اسے گھیر لیتے پھر وہ کائنات میں جو چاہتے تصرف کرتے۔ واللہ اعلم۔

ادارہ کی حکومت کی روداد

عمر بن ادریس نے اپنی دادی کثیرہ ام ادریس کے مشورے سے مغرب کے مضافات کو محمد بن ادریس اور اس کے بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ اس نے پھر ان میں سے تکیاس، ترغہ، بلاد منہاجہ اور غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ جبکہ قاسم نے طنجنہ، سبتہ اور بصرہ اور اس کے قرب و جوار کے بلاد غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ لیکن جب عمر کے ساتھ اس کے بھائی محمد کا بگاڑ ہو گیا تو عمر نے ان شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا اور انہیں اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد پھر بنو محمد بن القاسم نے اپنی پہلی عملداری پر واپس آ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن القاسم نے الدانیہ کے قلعہ حجر النسر اور سبتہ کو اپنے لئے بطور پناہ گاہ اور کارروائیوں کے لئے بطور سرحد کے مخصوص کر لیا۔ یوں فاس اور مغرب کے نواح کی امارت محمد بن ادریس کی اولاد میں باقی رہ گئی پھر ان سے عمر بن ادریس کی اولاد کو فتح نصیب فرمائی۔ ان کا آخری امیر یحییٰ بن ادریس بن عمر تھا جس نے مصالہ بن جوس کے ہاتھ پر عبید اللہ شیمعی کی بیعت کی تھی۔ اس نے اسے پھر فاس کا امیر بنا دیا لیکن پھر اسے سنہ 309 میں ہٹا دیا۔ اس دوران سنہ 313 میں بنی قاسم میں سے حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے جس نے سچنے لگوانے کے مقام پر نیزہ مارنے کی وجہ سے حجام کا لقب اختیار کیا تھا، اس کے خلاف بغاوت کی۔ وہ بڑا دلیر اور بہادر تھا۔ اہل فاس نے اس دوران ریحان پر حملہ کر دیا اور حسن کو قابو کر لیا، تو موسیٰ نے اس پر چڑھائی کی اور اسے قتل کر دیا۔ جلد وہ خود بھی فوت ہو گیا تو ابن ابی العافیہ نے فاس اور مضافات مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اور ادارہ کو جلاوطن کر دیا۔ یوں انہیں ان کے قلعہ النسر میں کاٹ کر رکھ دیا اور جبال غمارہ اور بلاد ریف کی طرف مائل ہو گیا غمارہ کو اپنی دعوت کے ساتھ تمسک میں بڑا مقام حاصل تھا۔ انہوں نے پھر اس طرف ایک نئی حکومت قائم کی جسے انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیا۔ ان میں سے سب سے بڑی حکومت بنی محمد اور بنی عمر کو تیکسان نکور اور بلاد ریف میں حاصل تھی۔ اس کے بعد عبدالرحمن ناصر اندلس کی حکومت پر قبضہ کرنے اور شیعوں کو ہٹانے کے لئے آگے بڑھا تو سنہ 309 میں بنو محمد اس کے لئے سبتہ سے دستبردار ہو گئے۔ اس نے پھر اسے محکمہ کے رئیس رضی بن عصام کے ہاتھ سے حاصل کر لیا، وہ اس میں ادارہ کی دعوت دیا کرتا تھا۔ لہذا انہوں نے اسے وہاں سے نکال دیا، اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اسے اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جب ابو القاسم میسور مغرب کی طرف ابن ابی العافیہ سے لڑائی کرنے کے لئے فاس گیا تو اس نے ان کی اطاعت چھوڑ دی اور وہ مروانیہ کی دعوت دینے لگا۔ اس دوران بنو محمد السبیل میسور کی مدد سے اس سے انتقام لینے کے لئے گئے اس سلسلے میں بنو عمر نے جو نکور کے حاکم ہیں، ان کی مدد کی جب ابن ابی العافیہ نے اپنی مصیبت کو کم خیال کیا تو وہ سنہ 325 میں مغرب سے میسور کی واپسی کے ساتھ، صحرا سے واپس لوٹ آیا۔ اس نے پھر بنی محمد اور بنی عمر کے ساتھ لڑائی کی اور اس کے بعد فوت ہو گیا۔ ناصر نے بعد ازاں اپنے وزیر قاسم بن محمد بن طملس کو سنہ 333 میں ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا اور ساتھ ہی مغرادہ کے ملوک محمد بن حزر اور اس کے بیٹے کو لکھا کہ وہ اس کی فوج کی امداد کریں جو ابن ابی العیش کی سربراہی میں آ رہی ہے لہذا ابو العیش بن ادریس بن عمر نے جو ابن شمالہ کے نام سے معروف ہے، اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو ناصر کی طرف بھیجا تو اس نے اسے امان دیدی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے محمد بن ابی العیش کو

اطاعت کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی آمد پر تقریب کی اور اس سے پختہ عہد کیا۔ یوں بنی محمد کے باقیماندہ ادارہ نے بھی ان کے طریقے کو چھوڑ دیا۔ اور ان سے مطالبات کرنے لگے تو اس نے سب بنی محمد کے ساتھ اسی طرح پختہ عہد کیا۔ ان میں سے پھر محمد بن عیسیٰ بن احمد بن محمد اور حسن بن قاسم بن ابراہیم بن محمد وفد بن کر گئے۔ جب سے حسن بن محمد نے جو حجام کے لقب سے ملقب تھا، ابن ابی العافیہ کے خلاف خروج کیا تھا اس وقت سے بنو ادریس اپنی سرداری کے سلسلے میں بنی محمد کی طرف رجوع کرتے تھے لہذا انہوں نے موسیٰ بن ابی العافیہ کے فرار کے بعد قاسم بن محمد کو اپنا امیر بنایا۔ جس کا لقب کنون تھا۔ اس نے فاس کے سوادِ یگر بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا اور شیعہ کی دعوت کو قائم کرنے لگا یہاں تک کہ سنہ 337 میں قلعہ حجر النسر میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی حکومت ابو العیش احمد بن قاسم کنون نے سنبھالی جو لڑائیوں اور تاریخ کا عالم، ایک شجاع آدمی اور احمد الفاضل کے نام سے معروف تھا۔ وہ مردانیہ کی طرف میلان رکھتا تھا لہذا اس نے ناصر کے لئے دعا کی، اپنی عملداری میں اس کے لئے منابر پر خطبات دیئے اور شیعہ کی اطاعت چھوڑ دی۔ اب سب اہل مغرب نے سبلماسہ تک اس کی بیعت کی۔ جب اہل فاس نے اس کی بیعت کی تو اس نے محمد بن حسن کو ان پر عامل مقرر کیا۔ اس کے بعد محمد بن ابی العیش بن ادریس بن عمر بن شالمہ اپنے باپ کی جانب سے سنہ 338 میں ناصر کے وفد بن کر گیا۔ لہذا اسے الحضرة میں اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو ناصر نے اسے اس کی عملداری کا امیر مقرر کر کے بھجوا دیا۔ لیکن اس دوران محمد کی غیر موجودگی میں عیسیٰ نے جو ابو العیش احمد بن قاسم کنون کا عم زاد تھا، تیکسان میں اس کی عملداری پر حملہ کر دیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر ابن شالمہ کے مال کو قبضہ میں کر لیا۔ جب محمد الحضرة سے واپس آیا تو غمارہ کے بربر یوں نے عیسیٰ مذکور ابن کنون پر چڑھائی کی اور اس سے بڑا براسلوک کیا۔ انہوں نے اسے زخمی کر کے اس کا خون بہایا اور بلاد غمارہ میں اس کے اصحاب کو قتل کیا۔ ناصر نے پھر اپنے جرنیلوں کو مغرب کی طرف بھیجا اور یہ پہلا شخص تھا جس نے سنہ 338 میں احمد بن لیلیٰ کو جو جرنیلوں کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا، فوج کے ساتھ بنی محمد کی طرف بھیجا۔ وہ پھر ان کے پاس سے واپس آ گیا تو وہ باغی ہو گئے لہذا اس نے ان کی طرف حمید بن یصل مکناسی کو سنہ 339 میں فوج دے کر بھیجا۔ وہ بھی وادیِ علاو میں اس کے مقابلے پر آ گئے لہذا اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ ناصر نے پھر ابو العیش امیر بنی محمد کے ہاتھ سے طنخہ کو چھین کر اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور یوں وہ اصیلا میں ناصر کی بیعت پر قائم رہا۔ اس کے بعد ناصر کی فوجیں مغرب کے میدانوں پر چڑھ دوڑیں تو وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر مغرادہ کے امرائے زناتہ، بنی یفرن اور مکناسہ میں اپنی دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہذا بنی محمد کی حکومت کمزور ہو گئی۔ ان کے امیر ابو العیش نے اس سے پھر جہاد کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دیدی۔ اس نے اس کے لئے جزیرے سے سرحد تک ایک روز کی مسافت تک محلات بنانے کا حکم دیا۔ جو کہ تیس روز کی مسافت ہے۔ یوں ابو العیش وہاں گیا اور اس نے اپنی عملداری پر اپنے بھائی حسن بن کنون کو اپنا نائب بنایا۔ ناصر نے اسے غلہ دیا اور ہر روز اس کے لئے ایک ہزار دینار کا اجراء کیا۔ وہ سنہ 343 میں جہاد کے میدانوں میں شہید ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا جرنیل جو ہر بھی گرفتار ہو گیا۔ جب وہ مغرب سے واپس آیا تو حسن نے دوبارہ ناصر کی اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 350 میں وہ فوت ہو گیا۔ لہذا اس نے مغرب کی سرحدوں کو بند کرنے اور اس میں اپنی دعوت کو پھیلانے کا عزم تیز کر دیا۔ اس کے لئے اس نے اپنے دوستوں کے عزائم کو بھی جو ملوک زناتہ میں سے تھے، تیز کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت زیری اور بلکین کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی۔ اس کے بعد سنہ 362 میں بلکین بن زیری نے اس کے ساتھ مل کر، مغرب میں پہلی لڑائی کی اور زناتہ میں سخت خونریزی کی۔ وہ دیار مغرب میں دور تک گھس گیا اور حسن بن کنون شیعوں کی دعوت دینے لگا۔ اس نے پھر مروانیہ کی اطاعت چھوڑ دی لہذا جب بلکین واپس آیا، تو اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلسم کے ساتھ اندلس کی طرف گیا۔ وہ اپنی بہت سی فوج اور دوستوں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ اور ان کا ایک فوجی دستہ سبتہ میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے پھر حکم سے مدد طلب کی تو اس نے اپنے غلام، غالب کو، جو بہادری میں دور دور تک معروف تھا، بھیجا اور اسے اعانت کے لئے اموال اور فوجیں بھی دیں۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ ادارہ کو ان کے مقام سے اتار دے۔ وہ انہیں لے کر اس کی طرف گیا۔ اور اس نے کہا ”اے غالب! ایسے آدمی کی طرح جاؤ جسے زندہ منصور ہونے یا مردہ معذور ہونے کے سوا، واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ حسن بن کنون کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی تو وہ بصرہ شہر کو چھوڑ گیا۔ وہ سبتہ کے قریب اپنے قلعہ حجر النسر میں اپنے ذخائر و اموال اور قابل حفاظت چیزوں کو اٹھا کر لے گیا۔ غالب نے پھر بعض مموادیوں کے ساتھ اس سے لڑائی کی، اور کئی روز تک ان کے درمیان مسلسل لڑائی جاری

رہی۔ پھر غالب نے غمارہ کے بربری سرداروں اور اس کی ساتھی فوجوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ وہ بھاگ گئے اور اسے اور جبل نسر کے قلعے کو چھوڑ گئے۔ غالب نے پھر اس سے لڑائی کی۔ حکم نے اسے حکومت کے عربوں اور سرداروں کے جوانوں کے ذریعے مدد دی اور انہیں اپنے وزیر یحییٰ بن محمد بن ابراہیم الجینیسی کے ساتھ سنہ 363 میں اس کے اہل بیت اور خادموں کے ساتھ بھیجا لہذا وہ غالب کے ساتھ قلعے میں اکٹھے ہو گئے اور یوں حسن کے خلاف محاصرہ سخت ہو گیا۔ اس نے پھر غالب سے امان طلب کی تو اس نے اسے امان دیدی اور قلعہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اس نے بلا در یف کے باقی ماندہ ادارہ پر احسان کیا، انہیں بھگا کر تتر بتر کر دیا اور تمام ادارہ کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لیا۔ اس نے پھر فاس جا کر اس پر قبضہ کیا۔ محمد بن علی بن قشوش کو عدوۃ القرویین میں جبکہ عبدالکریم بن ثعلبہ جذامی کو عدوۃ اندلس میں عامل مقرر کیا۔ اس کے بعد غالب حسن بن کنون اور دیگر ملوک ادارہ کے ساتھ قرطبہ واپس آ گیا۔ اس نے پھر مغرب کے حالات کو درست کیا اور شیعہ کی بیخ کنی کی، یہ سنہ 364 کا واقعہ ہے۔ حکم نے ان کا شاندار استقبال کیا، قرطبہ میں ان کی آمد کا دن حکومت کا سب سے پر رونق دن تھا۔ اس نے پھر حسن بن کنون کو معاف کر دیا۔ اور اس سے وعدہ وفا کی۔ اس نے اسے اور اس کے جوانوں کو عطیات انعامات اور خلعتیں دیں، ان کے وظائف لگائے اور ان کے راشن مقرر کئے۔ اس نے مغربہ کے ساتھ سو بہادروں کے نام رجسٹر میں لکھے لیکن تین سال بعد حسن نے عنبر کے ایک عظیم ٹکڑے کے متعلق سوال کر کے اس پر اتہام لگایا۔ وہ ٹکڑا اس کے دور حکومت میں سواحل مغرب سے اس کے پاس آیا تھا۔ اس نے اس کا ایک گاؤ تکیہ بنایا جس سے ٹیک لگا کر وہ آرام حاصل کرتا تھا۔ لہذا اس نے اسے کہا کہ وہ اسے اٹھا کر اس کے پاس لے آئے تاکہ وہ اس کی رضا کے مطابق فیصلہ کرے مگر اس نے اپنے عم زادوں کی اس شکایت کو تسلیم نہیں کیا جو وہ خلیفہ کے پاس حسن کی بد اخلاقی اور لچر پن کے متعلق کرتے تھے۔ لہذا اس نے اسے ہٹا دیا اور اس کے پاس عنبر کے ٹکڑے کے سوا جو کچھ تھا، اسے لے لیا۔ یوں مغرب حکم کے سامنے درست ہو گیا۔ اور اس کے امراء نے بلکین کی مدافعت کے سلسلے میں اس کی مدد کی۔ وزیر منصور نے پھر جعفر بن علی کو مغرب پر امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو واپس بلا لیا۔ حسن بن کنون نے پھر تمام ادارہ کو ان کے اخراجات کے بوجھ کی وجہ سے مشرق کی طرف جلا وطن کر دیا اور ان پر یہ پابندی عائد کی کہ وہ واپس نہ آئیں۔ لہذا انہوں نے سنہ 365 میں مریہ سے سمندر کو پار کیا اور قاہرہ میں عزیز کے پڑوس میں جا ترے، جو پورے ساز و سامان سے آراستہ تھا۔ اس نے ان کی بہت عزت کی، ان سے نصرت کا وعدہ کیا۔ اس نے پھر حسن بن کنون کو مغرب کی طرف بھیجا اور آل زیری بن مناد کی طرف قیروان میں اس کی مدد کے لئے لکھا لہذا اس نے مغرب میں جا کر اپنی طرف دعوت دی۔ اس دوران منصور بن ابی عامر نے اس کی مدافعت کے لئے فوج بھیجی لہذا یہ اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے اندلس کی طرف بھیج دیا۔ لیکن وہ راستے ہی میں قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔ یوں تمام مغرب سے ادارہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ بلا دعمارہ سبتہ اور طنجہ میں بنی حمود کو دوبارہ حکومت مل گئی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

طنجہ اور سبتہ کی حکومتوں کا بیان اور پھر غمازہ کی مختصر روداد

جب حکم نے ادارہ کو عدوہ سے مشرق کی طرف جلا وطن کر دیا۔ مغرب کے دیگر بلاد سے بھی ان کے آثار مٹا دیئے تو غمازہ، مردانیہ کی اطاعت پر قائم ہو گئے۔ انہوں نے پھر اندلسیوں کی فوج کو مطیع بنا لیا اور حسن بن کنون ان کی حکومت کی طلب میں واپس آ گیا۔ اس دوران منصور بن ابی عامرہ کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، وہ پھر مادسہ قبائل میں بکھر گئے اور روپوش ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے اس نسب کے اشارے سے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کی نوع بادیہ نشینی بھی بدل گئی۔ دو آدمی یعنی علی اور قاسم پھر مشہور ہوئے جو حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبد اللہ بن عمر بن ادیس کے بیٹے تھے۔ اور جن کا دلیری اور شجاعت میں بڑا شہرہ تھا۔ جب عامری حکومت کے خاتمے کے بعد اندلس میں بربریوں کا فتنہ اٹھا اور بربریوں نے سلیمان بن حکم کو امیر مقرر کر کے اسے المستعین کا لقب دیا، تو اس نے حمودہ ان دونوں بیٹوں کو مخصوص کر لیا۔ انہوں نے بھی اس کی حکومت کی طرف بہت اچھی طرح توجہ دی یہاں تک کہ جب وہ قرطبہ میں اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے مغارہ کو حکومتیں دیں، تو اس نے علی بن حمود کو بھی طنجہ کی حکومت اور اس کے باپ کی دیگر عملداریوں کا حاکم مقرر کیا، یوں یہ وہاں فروکش ہو گیا، اور ان کے ساتھ اپنے عہد کو دہرایا۔ اس نے پھر بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اندلس کی طرف چلا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس نے پھر قرطبہ کی حکومت سنبھال لی اور طنجہ کی امارت اپنے بیٹے یحییٰ کو دی۔ لیکن یحییٰ اپنے باپ کی فوتیگی کے بعد اپنے چچا قاسم سے بھگڑا کر کے اندلس چلا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی ادیس نے طنجہ اور اس کے دیگر مضافات بلکہ عدوہ پر جو غمازہ کے موطن میں سے ہے، اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی۔ وہ پھر اپنے بھائی یحییٰ کی وفات کے بعد مالقہ چلا گیا۔ لہذا اس نے ان کی حکومت کے آدمیوں کو طلب کیا، اس نے پھر اپنے بھتیجے حسن بن یحییٰ کو سبتہ اور طنجہ میں حاکم مقرر کیا اور اپنے نجا خادم کو اس کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس کی نگرانی میں رہے۔ جب ادیس فوت ہو گیا تو ابن بقیہ نے مالقہ پر اپنی مخصوص حکومت قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے پھر حسن بن یحییٰ کے لئے نجا خادم کو طنجہ سے بھیجا لہذا اس نے مالقہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی خدمت میں اپنی حکومت منظم کر لی وہ پھر سبتہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے حسن کو غمازہ کے موطن میں امارت دے دی۔ جب حسن فوت ہو گیا تو نجا اندلس کی طرف اپنی حکومت قائم کرنے کے ارادے سے گیا، اس نے صقالبی موالی میں سے قابل اعتماد آدمی کو اپنا جانشین بنایا اور وہ ایک کے بعد دوسرے کو دیکھتا رہا، یہاں تک کہ بنی حمودہ کے موالی میں سے حاجب حکومت برغواطی نے خود مختار قائم کر لی، یہ شیخ حدادہ غلاموں میں سے تھا جسے اس نے اپنی جہالت کے ایام میں برغواطہ کے قیدیوں میں سے خریدا تھا۔ پھر یہ علی بن حمود کے پاس آ گیا۔ لہذا اس نے اپنی طبعی شرافت کو اختیار کیا یہاں تک کہ ان کی علیحدہ حکومت قائم کر لی۔ وہ پھر طنجہ میں ان کی کرسی اقتدار پر بیٹھ گیا اور قبائل غمازہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ مرابطین کی آمد تک اس کی حکمرانی قائم رہی۔ سنہ 371ء میں ابن تاشفین غالب آ گیا اور اس نے حاجب سکوت کو فاس میں مغرادہ کے خلاف مدد دینے کو کہا۔ وہ مغرب کے آخری میدان سے بلاد دمنہ کی طرف چلا گیا جو بلاد غمازہ کے قریب ہے۔ یوسف بن تاشفین نے پھر سنہ 371ء میں ان سے لڑائی کی اور حاجب سکوت کو ان کے خلاف مدد دینے کو کہا۔ لہذا اس نے اس کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن پھر اس کے بیٹے الفائل الرئی نے اسے اس بات سے روک دیا۔ لہذا حاجب یوسف بن تاشفین اہل دمنہ سے فارغ ہوا تو وہ ان پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے غمازہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا۔ اور سارے مغرب نے اس کی لڑائی کے سامنے اطاعت اختیار کر لی، تو اس نے اپنی توجہ سکوت کی طرف کر لی۔ اس نے صالح بن عمران کی قیادت میں جو لمتونہ کے جوانوں میں سے تھا، فوج کو اس کے مقابلہ میں بھیجا لہذا رعایا نے ان کے آنے سے خوشی منائی اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ حاجب سکوت کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی، تو اس نے قسم کھائی کہ اس کی رعیت کا کوئی آدمی ان کے ڈھولوں کی آواز نہ سنے۔ وہ پھر طنجہ شہر

میں چلا گیا جو اس کی عملداری کی سرحد پر واقع ہے۔ اس کی جانب سے اس کا بیٹا ضیاء الدولہ المعز وہاں پر حکمران تھا، وہ ان کے مقابلے کے لئے باہر نکلا۔ طنجہ کے باہر دونوں فوجوں کی ٹڈ بھٹ ہوئی تو سکوت کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور مرابطین کی چکی آواز دینے لگی۔ اس کی جان ان کی تلواروں کی دھاریں پر نکل گئی اور وہ باآسانی طنجہ میں داخل ہو گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ضیاء الدولہ پھر سبتہ چلا گیا۔ جب طاغیہ نے بلاد اندلس پر حملہ کیا تو ابن عاد نے اپنے فریادرس کو امیر المومنین یوسف بن تاشفین کی طرف بھیجا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ جہاد کرنے اور مسلمانوں کے دفاع کے وعدے کو پورا کریں۔ اس دوران تمام اہل اندلس نے بھی اسے جہاد پر آمادگی کے خطوط لکھے لہذا اس نے سنہ 376ء میں اپنے بیٹے المعز کو مرابطین کی تفریح میں سبتہ قرصہ الجاز کی طرف بھیجا۔ اس نے پھر ان سے خشکی میں لڑائی کی۔ ابن عماد کے بحری بیڑوں نے اسے سمندر کی طرف سے گھیر لیا اور وہ سبتہ میں زبردستی داخل ہو گئے۔ انہوں نے ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا اور اسے پھر المعزہ کے پاس پہنچایا گیا۔ لہذا اس نے ان کے فاس کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے اس سے مال کا مطالبہ کیا اور اسے مقررہ وقت پر قتل کر دیا۔ پھر اس نے اس کے ذخائر پر اطلاع پالی اور ان ذخائر میں یحییٰ بن علی بن حمود کی انگوٹھی بھی تھی۔ اس نے اپنے باپ کو فتح کی چٹھی لکھی اور یوں بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنی غمارہ سے ان کے آثار اور سلطنت مٹ گئی اور وہ باقی ماندہ ایام میں لتونہ کی اطاعت گزاری کرنے لگے۔

جب مغرب میں مہدی کا ظہور ہوا اور اس کی وفات کے بعد موحدین کی حیثیت مضبوط ہو گئی، تو اس کا خلیفہ عبدالمومن اپنی بڑی بڑی لڑائیوں میں ان کے ملک میں جانے لگا۔ لہذا اس نے سنہ 337ء اور اس کے مابعد مغرب کو فتح کر لیا کیونکہ اس سے قبل مراکش پر اس کا قبضہ ہو چکا تھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور انہوں نے پھر اس کا پیچھا کیا اور سبتہ سے لڑائی کی۔ مگر اسے فتح نہ کر سکے۔ فتح میں رکاوٹ بننے میں ان کے قائد عیاض نے بڑا کردار ادا کیا۔ جو اس عہد میں اپنے دین، ابوت، علم اور منصب کی وجہ سے ان کا بہت مشہور رہنما تھا۔ مراکش کی فتح کے بعد سبتہ بھی سنہ 341ء میں فتح ہو گیا۔ جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہو گئی اور اس کی ہوا اکھڑ گئی تو قاصیہ میں بہت خروج ہو گیا۔ یعنی ان میں ابن محمد کتالی نے سنہ 335ء میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اس کا باپ پھر لوگوں کو چھوڑ کر قصر کتامہ میں الگ تھلگ رہنے لگا، وہ کیمیا گر تھا اور اس سے اس کے بیٹے محمد نے کیمیا گری کو سیکھا تھا اور اس کا لقب ابوالطور حسن تھا لہذا وہ مسبہ کی طرف چلا گیا۔ اور بنی سعید کے ہاں اتر اور کیمیا گری کا دعویٰ کر دیا۔ مختلف قسم کے لوگوں نے اس کی اتباع کی۔ پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور قوانین بنائے۔ اس نے کئی قسم کے شعبدے دکھائے اور اس کے پیروکاروں کی بہت کثرت ہو گئی۔ لیکن پھر اس کی خباث کا علم ہو گیا، تو انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور سبتہ کی فوجوں نے اس پر چڑھائی کی۔ وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ ایک بربری نے پھر اسے دھوکے سے قتل کر دیا۔ یوں اس طرح مغرب کے شہریوں پر اور میدانوں پر بنومرین کا غلبہ ہو گیا۔ سنہ 368ء میں وہ پھر مراکش کے تخت حکومت پر قابض ہو گئے۔ لیکن قبائل غمارہ نے ان کی اطاعت سے انکار کیا۔ اور بھتیجے سے اختلاف کی وجہ سے اطاعت کرنے سے علیحدہ رہے۔ ان کے اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے سبتہ نے بھی بنی مرین کے ملوک کی اطاعت اختیار نہ کی۔ ان کی بات پھر شوریٰ تک پہنچی جسے فقیہ ابوالقاسم العزنی نے جو ان کے مشائخ میں سے تھا، ترجیح دی۔ جیسا کہ ہم عنقریب تمام حالات کو بیان کریں گے۔ اس کے بعد قبائل غمارہ اور ان کے رؤساء کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ بنی مرین میں سے ایک گروہ مغرب میں طاغیہ السلطان کے پاس چلا گیا، یہ لوگ اپنی رضامندی سے وہاں گئے تھے۔ جبکہ دوسروں کو ان کے سرداروں نے طوعاً و کرہاً اطاعت میں شامل کیا۔ یوں بنومرین نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور پھر ان پر عادل مقرر کیا۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے سبتہ چلے گئے اور سنہ 227ء میں العزفین کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس کا تذکرہ ہم ان کی حکومت کے بیان میں کریں گے۔ اس وقت انہیں بڑی کثرت اور عزت حاصل ہے اور ان کے حالات نہایت اچھے ہیں وہ حکومت میں خود مختار ہونے کے وقت سے اس کے اطاعت گزار اور ٹیکس گزار نہیں۔ جب وہ بہادری دکھاتے ہیں، حکومت کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہوتے ہیں، تو وہ الحضرة سے ان کی طرف فوج بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دوبارہ اطاعت پر قائم ہو جاتے ہیں۔ انہیں پہاڑوں کی دشواری کی وجہ سے غلبہ اور تحفظ حاصل ہے۔ حکومت کے باغیوں میں سے جو شخص ان کے پاس جاتا ہے، وہ اسے پناہ دیتے ہیں۔ اس پہاڑ کا حکمران یوسف بن عمر اور اس کے بیٹے ہیں جنہیں اس میں عزت و ثروت حاصل ہے۔ انہوں نے وہاں پر کارخانے اور پودے لگائے ہوئے ہیں۔ جبکہ سلطان نے سبتہ کے رجسٹر میں ان کے لئے عطیات مقرر کئے ہیں۔ اس نے انہیں طنجہ کے میدان میں دوستی پیدا کرنے کے لئے جاگیریں دی ہیں۔

مغرب اقصیٰ کے اہل جبال درن کا بیان

اور ان کے واقعات کی روداد

جبال درن قاضیۃ المغرب میں دنیا کے عظیم ترین پہاڑوں میں سے ہیں کیونکہ ان کی جڑیں پاتال میں ہیں اور شاخیں آسمان میں۔ ان کے اجسام فضا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان کی قطاریں مغرب کے سبزہ زار پر ٹکونی دیوار کی طرح ہیں۔ وہ اسٹی کے قریب سے بحر محیط کے ساحل سے شروع ہوتے ہیں اور مشرق میں بے حد و حساب چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی انتہا برنیق کے سامنے ہوتی ہے جو برقہ کے علاقے میں ہے اور یہ جگہ مراکش کے قریب ہے۔ یہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے صحرا کی طرح اقل تک چلے جاتے ہیں۔ اس میں سوار، سامنا اور سواحل مراکش سے ایک جانب ہو کر بلا دسوس ملک چلا جاتا ہے جبکہ درعد، قبلہ سے آٹھ روز یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہے جس میں دریا بہتے ہیں اور زمین عام سرخ اور درختوں والی ہے۔ اس کے درمیان درختوں کے سائے ہیں اور اس میں بہت کھیتیاں اور دودھ ملتا ہے۔

حیوانات اور شکار کی چراگا ہیں بھی بہت وسیع ہیں، درختوں کے اگنے کے علاقے بہت اچھے ہیں اور ٹیکس بھی بہت زیادہ جمع ہوتا ہے۔ اسے مصادمہ کی ان قوموں نے آباد کیا ہے۔ جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ انہوں نے وہاں پر اپنے قلعے، محلات اور کئی عمارات بنائی ہیں۔ وہ دنیا کے دیگر علاقوں سے بے نیاز ہیں لہذا آفاق کے تاجر اور نواح و امصار کے لوگ ان کے پاس آتے ہیں۔ وہ آغاز سے اسلام لے کر اس سے پہلے کے ان پہاڑوں میں آنے والے ہیں انہوں نے ان میں سے کئی صوبوں کو وطن بنا لیا ہے۔ جن میں متعدد شعوب و قبیلوں کی وجہ سے متعدد ممالک اور عملداریاں پائی جاتی ہیں۔ ان کی الگ الگ اقوام کی وجہ سے ان کے نام بھی الگ الگ ہیں۔ ان کے دیار کی انتہا بنی فزان کی معروف عمارت پر ہوتی ہیں جہاں سے صیاد کے موطن کا آغاز ہوتا ہے۔ ان موطن میں، مصادمہ کے بہت سے قبیلے آباد ہیں جن میں مصرعہ، ہستانیہ، تمیل، کیدلویہ، کنفسیہ، درپکلہ، معز وغیرہ، دکالہ، صاعہ، امادین، وازکیت، بنوماکر، اپلنہ جسے ہپلانہ بھی کہا جاتا ہے، شامل ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اپلان بن بر نے مصادمہ سے رشتہ داری کی اور وہ ان کے حلیف تھے۔ جبکہ بطون امادین میں سے مصفادہ، اور مانغوس ہیں۔ مصفادہ میں سے دغانہ اور ابوطامان ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غمارہ، رہون اور امل، امادین میں سے ہیں۔ واللہ اعلم، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صاحب کے بطون میں سے ذکر اور کھیس الظوان ہیں جو ارض سومیں میں ذوی حسان کے ساتھی ہیں۔ جو معقلی عربوں میں سے ارض سوس پر غالب ہیں۔ بطون کنفسیہ میں سے سکبادہ قبیلہ بھی ہے۔ جو ان پہاڑوں کے مضبوط ترین قلعے میں آباد ہیں۔ ان کا پہاڑ قبلہ کی جانب سے سوس کے میدانوں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط پر جھانکتا ہے۔ جیسا کہ بعد میں بیان کیا جاتا ہے۔ انہیں اپنے قلعے کی مضبوطی کی وجہ سے اپنے قبیلے پر بڑا اعزاز حاصل ہے۔ آغاز اسلام کے وقت ان ہی مصادمہ کو ان پہاڑوں میں بڑی قوت و طاقت حاصل تھی۔ یہ لوگ دین کے اطاعت گزار اور اپنے برغواطی بھائیوں کے خزانہ مذہب کے مخالف تھے۔ ان کے مشاہیر میں سے کثیرا بن وسلاس بن شملال بن امادہ ہے جو یحییٰ بن یحییٰ ہے اور جو کہ موطا کا امام مالک سے راوی ہے۔ یہ اندلس میں داخل ہو اور پھر طارق کے ساتھ فتح میں شامل ہوا۔ ان کے دوسرے مشاہیر اندلس میں ٹھہر گئے۔ ان کی اولاد کا ذکر حکومت اموی کے ذکر میں آتا ہے۔ اسلام سے قبل ان میں کئی ملوک اور افراد ہوئے تھے۔ ان کی لتونہ ملوک مغرب کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ مہدی پر ان کا اتفاق ہو گیا۔ اور وہ اس کی دعوت کو قائم کرنے لگے۔ انہیں عظیم حکومت حاصل تھی جو انہیں عدد تین کے لتونہ سے افرافریقہ میں منہاجہ سے ملی تھی جیسا کہ یہ بات معروف ہے اور اب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

مہدی کے ابتدائی حالات کا بیان اور موحدین کی حکومت کی روداد

ہمیشہ ہی سے جبال درن میں مصادہ کو عظیم حیثیت، ان کی جماعت کو کثرت اور ان کی لڑائی کو قوت حاصل ہے۔ عقبہ بن نافع اور موسیٰ بن نصیر کے ساتھ لڑائیوں میں بھی انہیں بڑا مقام حاصل رہا یہاں تک کہ وہ اسلام پر قائم ہو گئے جیسا کہ یہ بات مشہور و معروف ہے، پھر لتونہ کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوئی اور اس حکومت میں ان کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ اہل سلطنت اور حکومت میں انہیں بڑا مقام حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے مراکش شہر کی حد بندی کی تو انہوں نے انہیں اپنے درن کے موطن کے پڑوس میں اتارا۔ تاکہ وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز رہیں، اور آسانی سے اطاعت نہ کرنے والوں کو مطیع بنا کر رکھیں۔ اس حکومت کے آغاز اور علی بن یوسف کے عہد میں ان کے مشہور امام محمد بن تومرت کا ظہور ہوا جو موحدین کی حکومت کا حکمران اور مہدی کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اصل میں معرغہ میں سے تھا جو مصادہ کے بطون میں سے ہے اور جنہیں ہم نے شمار کیا ہے۔ اس کے باپ نے اس کا نام عبداللہ اور تومرت رکھا۔ صغریٰ میں اسے امغارہ لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ محمد بن عبداللہ بن دجلیہ ابن بامصال بن حمزہ بن عیسیٰ تھا جیسا کہ ابن رشتف نے بیان کیا ہے اور ابن القطان نے اس کی تصدیق کی ہے۔ مغرب کے بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ وہ محمد بن تومرت بن نبطاؤس بن ساولا بن سفون بن الکلدیس بن خالد ہے۔ کئی مورخین کا خیال ہے کہ اس کا نسب دراصل اہل بیت سے تعلق رکھتا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ہود بن خالد بن تمام بن عدنان بن سفیان بن عفوان بن جابر بن عطاء بن رباح بن محمد ہے جو سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہے اور جو ادریس اکبر کا بھائی ہے اور اس کے بہت سے گھر والوں نے اس کے نسب کو مصادہ اور اہل سوس سے بیان کیا ہے۔ اسی سلیمان کے متعلق ابن نخیل نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ بہر حال وہ مغرب میں اپنے بھتیجے ادریس کے پاس چلا گیا اور تلمسان میں اترا، یوں اس کی اولاد مغرب میں پھیل گئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سوس کا ہر طالبی اس کی اولاد میں سے ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ ادریس کے ان قرابت داروں میں سے جو اسے مغرب میں آئے تھے۔ جبکہ رباح جو اس نسب کا ستون ہے وہ ابن یسار بن عباس بن محمد بن حسن ہے۔ دونوں صورتوں میں طالبی کی نسبت صرغہ میں واقع ہوتی ہے جو مصادہ کے قبیلوں میں سے ہے اور اس کی جڑیں ان میں پیوست ہیں۔ یہ ان کے دھڑے کے ساتھ شامل ہے لہذا ان کا قبیلہ خلط ملط ہو گیا اور وہ انہی سے منسوب ہو گیا اور ان ہی میں شمار ہونے لگا۔ اس کے اہل بیت بڑے زاہد و عابد اور درویش تھے۔ یہ محمد پڑھتا اور علم سے محبت رکھتا ہوا جوان ہوا، اسے اسانو کہتے تھے جس کے معنی روشنی کے ہیں کیونکہ وہ مساجد میں رہنے کی وجہ سے بکثرت قندیلیں جلا یا کرتا تھا۔ اس نے پانچویں صدی کے سرے پر علم کی جستجو میں مشرق کا سفر کیا اور اندلس سے گزر کر قرطبہ میں داخل ہو۔ جو اس وقت علم کا گھر تھا۔ وہ پھر اسکندریہ چلا گیا، حج کیا اور عراق میں داخل ہوا۔ اس نے وہاں جملہ علماء اور بڑے بڑے دانشوروں سے ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ اور وہ خود بیان کیا کرتا تھا کہ اس کی قوم کو اس کے ہاتھ پر حکومت ملے گی کیونکہ کاہن قیافہ شناس مغرب میں ایک حکومت کے ظہور کا وقت مقرر کر رہے تھے۔ ان کا خیال ہے کہ اس نے ابو حامد غزالی سے بھی ملاقات کی تھی۔ ان سے اپنے دل کی باتوں کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے اسے اسلام کی حکومت کے اختلال کے خلاف اکسایا، امت کو جمع کرنے والے اور ملت کو قائم کرنے والے سلطان کے ارکان کو پراگندہ کرنے پر برا بیچتے کیا۔ بعد ازاں انہیں اس کے ان قبائل پر بدگمانی ہو گئی۔ جن کی وجہ سے اسے اعزاز و تحفظ حاصل تھا۔ یوں اس نے ان قبیلوں میں اپنی خواہش کے پانے اور دعوت کے غالب آنے میں امر الہی کی تکمیل کرتے ہوئے پرورش پائی۔ یہ امام اس خواہش کو لئے ہوئے مغرب کی طرف ٹھانٹے مارتا ہوا سمندر اور دین کا جلتا ہوا شعلہ بن کرواپس لوٹا۔ مشرق میں اس نے اہل سنت کے اشعری علماء سے بھی ملاقات کی، اور ان سے علم حاصل کیا۔ عقائد سلفیہ میں کامیابی حاصل کرنے اور ان عقلی دلائل سے جو اہل بدعت کے سینے میں گھس جاتے ہیں،

عقائد کے دفاع میں ان کے طریقے کو اس نے مستحسن خیال کیا اور متشابہ آیات و احادیث کی تاویل میں بھی ان کی رائے کو اختیار کیا۔ حالانکہ اہل مغرب تاویل میں ان کی اتباع کرنے سے علیحدگی اختیار کئے ہوئے تھے اس کے علاوہ سلف کی اقتداء میں تاویل کے ترک کرنے اور متشابہات کے اقرار کرنے میں ان کی رائے کو اختیار کئے ہوئے تھے لہذا اس نے اہل مغرب کو اس بارے میں سمجھایا۔ اور انہیں تاویل کے قول اور عقائد میں اشعری مذاہب کو اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر ان کی امامت اور ان کی تقلید کے وجوب کا اعلان کیا۔ اس نے ان کی رائے کے مطابق عقائد میں المرشدة فی التوحید جیسی کتاب تالیف کی اور وہ امامیہ شیعہ کی طرح امام کی عصمت کا بھی قائل تھا۔ اس نے پھر اس سلسلے میں اپنی کتاب الامامیہ تالیف کی جس کا آغاز اس نے اپنے قول اعز ما یطلب سے کیا، یہ ابتدائی ہی اس کتاب کا لقب بن گیا۔ وہ بلاد مغرب کے پہلے شہر طرابلس میں اپنے اس مذہب کا اہتمام کرتے ہوئے اترے۔ علماء مغرب نے اس سے انحراف اختیار کیا تھا۔ لہذا انہوں نے اس پر نکیر کی اور وہ مقدور بھرا مروی کرنے اور تدریس علم و امر میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ اسے اس کے باعث تکالیف پہنچیں جنہیں اس نے اپنے اعمال صالحہ میں سے خیال کیا۔ جب وہ بجابہ میں داخل ہوا تو ان دنوں وہاں پر عزیز بن منصور بن ناصر بن علناس بن حمار، منہاجہ کے امراء میں سے حاکم تھا اور وہ عیب دار لوگوں میں سے تھا لہذا اس نے اسے اور اس کے اتباع کو سختی سے منع کیا۔ آخر ایک روز وہ انہیں بڑے کاموں کو راستوں میں روکنے کے درپے ہو گیا۔ جس کے باعث گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز پیدا ہوئی جسے سلطان اور خواص نے ناپسند کیا۔ انہوں نے پھر اس کے متعلق مشورہ کیا، تو وہ وہاں سے خوفزدہ ہو کر نکلا اور ملالہ چلا گیا جہاں ان دنوں قبائل منہاجہ میں سے بنو رپاعل تھے جنہیں کہ اعزاز اور قوت و شوکت حاصل تھی۔ انہوں نے اسے پناہ دی تو بجابہ کے سلطان نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے سپرد کر دیں۔ مگر انہوں نے انکار کیا اور اس کے ساتھ درشتی سے پیش آئے۔ مہدی ان کے درمیان ٹھہر کر مدت تک انہیں علم پڑھاتا رہا، جب یہ فارغ ہوتا تو راستے کے وسط میں دیار ملالہ کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ جاتا۔ وہ چٹان اس زبانی میں بہت مشہور تھی اور وہیں پر اس کا سب سے بڑا ساتھی عبدالمومن بن علی اپنے چچا کے ساتھ حج کرتا ہوا اسے ملا، وہ اس کے علم سے حیران رہ گیا اور اپنے عزم سے باز آ گیا۔ وہ پھر اس کا خاص ساتھی ہو گیا اور اس سے علم حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اب مہدی مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ اور یہ بھی اس کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ وہ پھر دانشرلیں چلا گیا اور اس کے جملہ اصحاب میں سے بشیر نے اس کی مصاحبت اختیار کیا۔ وہ پھر تلمسان گیا اور لوگوں نے اس کے حالات سنے لہذا قاضی نے اسے بلایا اور اسے اس کے مذہب کے بارے ڈانٹا۔ اس نے علاقے والوں کی مخالفت کی وجہ سے اسے توبیخ کی تو اس نے خیال کیا کہ اس کا اس بات سے دست کش ہو جانا ہی عدل و انصاف کی بات ہے۔ لیکن اس نے یہ بات قبول نہ کی اور اپنے طریقے پر قائم رہتے ہوئے فاس اور پھر مکناسہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے وہاں پر بھی لوگوں کو بعض برائیوں سے منع کیا۔ لہذا شریر لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے زد و کوب کر کے تکلیف دی۔ وہ پھر مراکش چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگا۔ ایک دن وہ علی بن یوسف کو نماز جمعہ میں جامع مسجد میں ملا، اسے نصیحت کی اور اسے سخت سست کہا۔ ایک دن وہ علی بن یوسف کی بہن کو ملا۔ جو اپنی قوم ملثمین کے طریقے کے مطابق ننگے سر عورتوں کے لباس میں تھی تو اس نے اسے ڈانٹا۔ وہ اس کی ڈانٹ کے صدمے سے روتی ہوئی اپنے بھائی کے پاس آئی تو اس نے فقہا کے ساتھ اس کی شہرت کے متعلق گفتگو کی جو کہ اس کے متعلق غصے اور حسد سے بھرے ہوئے تھے کیونکہ وہ متشابہ کی تاویل میں اشعری مذہب کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ دوسری طرف مہدی سلف کے مذہب پر ان کے جمود اختیار کرنے کی وجہ سے ان پر نکیر کرتا تھا اور اس کے خیال میں جمہور نے اسے تجسیم کی تلقین کی تھی لہذا وہ اشعریہ کے ایک قول کے مطابق ان کی تکفیر کرتا تھا۔ وہ اس رائے کی طرف مائل ہو گیا۔ لہذا انہوں نے امیر کو اس کے خلاف بھڑکایا، تو اس نے ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلایا۔ مناظرے میں ان پر غالب آ گیا، اپنی جگہ سے باہر چلا گیا۔ اور انہیں لڑنا چھوڑ گیا لہذا وہ اس دن اغمت چلا گیا۔ اور وہاں بھی اپنی عادت کے مطابق بری باتوں سے روکنے لگا۔ وہاں کے لوگوں نے علی بن یوسف کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کے حالات سے براشگون لیا۔ لہذا وہ اور اس کے شاگرد جو اس کے ساتھیوں میں سے تھے، وہاں سے نکل گئے۔ اس نے پھر اپنے اصحاب میں سے اسماعیل بن ابلیک کو بلایا۔ جو کہ اس کی قوم کے بہادروں میں سے ہے۔ سب سے پہلے وہ مسفیوہ اور پھر ہستانہ گیا۔ وہاں ان کے اشیانہ میں سے عمر بن یحییٰ بن محمد و انودین بن علی اسے ملا جو ابو حفص کہلاتا تھا۔ ابن نعستانہ اس کے گھر کو بنی خاصکات میں جانتا تھا اور انہیں نصاب کہتے ہیں کہ فاصکات، و انودین کا جد ہے اور حفستانہ کو ان کی زبان میں حفسنی کہا جاتا ہے۔ اس لئے عمر، حفسنی کے نام سے معروف تھا اور ان

کے نسب کی تحقیق کا بیان ان کی حکومت کے بیان میں آئے گا۔ بہر حال مہدی انہیں چھوڑ کر ایکسپلین کی طرف کوچ کر گیا۔ جو بلادِ معرغہ میں سے ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے ہاں مہمان اترے۔ سنہ 515ء کا واقعہ ہے کہ اس نے عبادت کے لئے رابطہ پیدا کیا۔ تو طلبہ اور قبیلے والے اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے۔ وہ انہیں بربری زبان میں المرشدۃ فی التوحید کی تعلیم دیتا تھا اور اس کے راستے میں اس کی بڑی شہرت ہو گئی۔ اب فقیہ العلمیہ نے امیر علی بن یوسف کی مجلس کے ذریعے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اور وہ مالک بن وہیب تھا جس نے اسے اکسایا تھا۔ یہ وہ قیافہ شناس تھا جو ستاروں کے ذریعے اندازہ لگاتا تھا۔ کاہن یہ باتیں کرتے تھے کہ مغرب کی ایک قوم سے ایک بادشاہ ہونے والا ہے۔ جس میں دو علوی ستاروں اور ایک سیارے کے قرآن سے مچھلی کی شکل تبدیل ہو جائے گی۔ اور یہ ان کے احکامات کا تقاضا ہوگا۔ امیر بھی اس بات کی توقع رکھتا تھا لہذا اس نے کہا کہ اس آدمی سے حکومت کو بچاؤ کیونکہ وہ سوتی کے ردی مسجع کلام میں صاحب قرآن اور مربع درہم والا ہے، جسے لوگ ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں، اس کی اصل عبادت یہ ہے:

”اور اس نے اپنے پاؤں میں بیڑی ڈال لی ہے تاکہ تجھے ڈھول سنائی نہ دے۔“

میں اسے مربع درہم والا خیال کرتا ہوں لہذا علی بن یوسف نے اسے طلب کیا لیکن جب نہ پایا تو اس نے سواروں کو اس کی تلاش میں بھیجا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ اس دوران شوس کے عامل ابو محمد لتونی نے اسے جلد قتل کرنے کے لئے بعض آدمی بھیج کر مداخلت کی اور ان کے بھائیوں نے انہیں چوکنا کر دیا۔ لہذا وہ اپنے ساتھیوں کے قلعے میں چلے گئے۔ جس نے ان کے معاملے میں مداخلت کی، انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر مصادمہ کو اس کے ہاتھ پر بیعت توحید، اس کے تحفظ کے لئے سنہ 515ء میں مجسمین سے لڑائی کرنے کی دعوت دی۔ لہذا عشرہ وغیرہ میں سے ان کے جوان اس کے پاس آئے، ان میں حفصہ کے ابو حفص عمر بن یحییٰ اور ابو یحییٰ بن یحییٰ اور یونس بن دین اور ابن یغمر بھی تھے جبکہ تیمملل سے ابو حفص عمر بن علی حسنا کی اور محمد بن سلیمان اور عمرو بن تافر تکین اور عبداللہ بن ملویات تھے۔ یوں ہر غہ کا قبیلہ سب کا سب ہی اس کے حکم تلے آ گیا۔ پھر ان کے ساتھ کید موبہ اور کنفیہ بھی شامل ہو گئے جب اس کی بیعت مکمل ہو گئی تو انہوں نے اسے مہدی کا لقب دیا، اس سے قبل اس کا لقب امام تھا۔ وہ اپنے اصحاب کو طلبہ جبکہ اہل دعوت کو، موحدین کہتا تھا۔ جب اس کے پچاس اصحاب ہوئے تو اس نے ان کا نام ایت الخمین رکھا۔ اس دوران سوس کے عامل ابو بکر بن محمد لتونی نے ہرغہ میں ان کے مکان پر چڑھائی کی، تو انہوں نے اپنے ہفتا نہ بھائیوں سے کمک مانگی لہذا وہ اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور لتونی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ انہیں پھر فتح کی آواز آئی اور امام نے ان سے اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ لہذا انہوں نے اس کے متعلق غور و فکر کیا اور سب کے سب اس کی دعوت میں شامل ہو گئے، لتونی فوجیں یکے بعد دیگرے کئی بار ان کے مقابلہ میں آئیں مگر انہوں نے انہیں منتشر کر دیا۔ مہدی پھر اپنی بیعت کے تین سالوں میں جبل تیمملل میں منتقل ہو گیا اور اسے اپنا وطن بنا لیا۔ اس نے ان کے درمیان اور وادی نفس کے قریب اپنا گھر اور مسجد بھی بنائی۔ مصادمہ میں سے جس شخص نے اس کی بیعت کرنے میں تکلف کیا اس نے اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ سیدھے ہو گئے۔ لہذا اس نے اولادِ حضر رجبہ کے ساتھ لڑائی کی اور کئی بار ان پر حملہ آور ہوا، آخر انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر اس نے ہسکورہ کے ساتھ لڑائی کی اور ان کے ساتھ ابو دونہ لتونی بھی تھا لہذا یہ ان پر غالب آ گیا اور وہ واپس لوٹ آیا۔ جب بنو داسکیت نے اس کا پیچھا کیا تو موحدین نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور قیدی بنا لیا۔ اس نے پھر بلدِ غر امہ سے لڑائی کی اور اس نے اسے فتح کر لیا۔ اس نے اپنے احباب میں سے شیخ ابو محمد عطیہ کو چھوڑا تھا۔ لہذا اس نے اس سے خیانت کی اور اسے قتل کر دیا۔ یوں اس نے ان سے لڑائی کی، ان کو لوٹا اور تیمملل کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے وہاں پر اقامت اختیار کر لی، یہاں تک کہ بشیر کا معاملہ پیش آیا، تو اس نے موحدوں کو منافق سے جدا کیا اور وہ لتونہ کو حشم کہتے تھے۔ لہذا اس نے ان سے لڑنے کا عزم کیا اور معاہدہ میں سے تمام اہل دعوت کو جمع کر کے ان پر چڑھائی کر دی۔ انہوں نے مرکبک میں اس سے لڑائی کی اور موحدین نے اسے شکست دی۔ اور انعامات تک ان کا تعاقب کیا۔ وہاں پر بکر بن علی بن یوسف اور ابراہیم بن تا عماشت کے ساتھ لتونہ کی فوجوں نے ان کے ساتھ لڑائی کی۔ موحدین نے انہیں بھی شکست دی اور ابراہیم واپس آ گیا۔ انہوں نے پھر مراکش تک ان کا تعاقب کیا اور چار سو سواروں کے سوا چالیس ہزار کے قریب پیادہ فوج نے بحیرہ پر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد علی بن یوسف نے فوج کو اکٹھا کیا اور ان کے پڑاؤ سے چالیس روز بعد وہ باب اہلان سے ان سے لڑنے کے لئے نکلا۔ اس نے انہیں شکست دی، ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے۔ یوں بشیر نے

اپنے اصحاب میں سے کچھ کو کھودیا پھر ہیلانہ میں خوب قتلام ہوا۔ اور اس روز عبدالمومن کی خوب آزمائش ہوئی۔ اس کے چار ماہ بعد مہدی فوت ہو گیا۔ وہ عدیل سے عدول کرنے، جسم کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے لتونہ پر تعریض کرتے ہوئے اپنے اصحاب کو موحدین کہتا تھا اور وہ بڑا پاکباز تھا۔ وہ عورتوں کے پاس آتا جاتا نہیں تھا اور پیوندگی عبا پہنتا تھا۔ اسے زہد و عبادت میں ایک مقام حاصل تھا۔ اس نے امامیہ شیعہ سے اتفاق کر کے امام کو معصوم قرار دینے کے سوا اور کوئی بدعت اختیار نہیں کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمومن کی حکومت کا بیان جو مہدی کا خلیفہ تھا

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب سنہ 22 میں مہدی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بعد اپنے سب سے بڑے ساتھی عبدالمومن بن علی کومی کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے۔ ہم قبل ازیں اس کے اور اس کے نسب کے متعلق اس کی قوم کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ لہذا اس نے تمیل میں اس کے گھر کے پاس اسے اس کی مسجد میں اسے دفن کر دیا۔ تب اس کے اصحاب پھوٹ پڑنے سے ڈر گئے۔ انہیں تو قہقہے تھی کہ مصادمہ عبدالمومن بن علی کی حکومت سے ناراض ہوں گے کیونکہ وہ ان کے قبیلے میں سے نہیں تھا لہذا انہوں نے حکومت کے معاملے کو موخر کر دیا یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں میں دعوت کی شادمانی رچ بس جائے۔ انہوں نے پھر اس کی موت کو پوشیدہ رکھا اور تین سال تک اس کی بیماری کے متعلق جھوٹے بیان دیتے رہے۔ اور ساتھ ساتھ نماز میں اس کی سنت کو قائم کرتے رہے۔ وہ اس کے اصحاب کو اس کے گھر لاتا رہا گویا اس نے انہیں اپنی عبادت کے لئے مختص کیا ہے۔ لہذا وہ اس کی قبر کے ارد گرد بیٹھ جاتے اور اپنے حالات کے متعلق گفتگو کرتے۔ وہ پھر اپنے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے باہر نکلتے اور عبدالمومن انہیں تلقین کرتا حتیٰ کہ جب ان کی حکومت مستحکم ہو گئی اور سب لوگوں کے دلوں میں دعوت جا گزیں ہو گئی، تو انہوں نے اپنے حالات سے پردہ اٹھایا۔ عشرہ میں سے جو آدمی باقی رہ گئے تھے، انہوں نے عبدالمومن کو مقدم کرنے میں مدد دی۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ کردار شیخ ابو حفص نے ادا کیا۔ جب ہستانہ اور باقی ماندہ مصادمہ نے اس پر غلبہ حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے لوگوں کو مہدی کی موت کے متعلق اطلاع دے دی اور اس نے اپنے ساتھی کے متعلق بھی بتا دیا۔ یحییٰ بن یحییٰ نے روایت کی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ! فضل ساتھی کے متعلق برکت دے لہذا سب لوگ راضی ہو گئے۔ انہوں نے پھر سنہ 24ء میں تمیل شہر میں اس کی بیعت پر اتفاق کر لیا، یوں اس نے موحدین کی حکومت سنبھال لی اور پھر دور دور تک لڑائیاں کیں۔ اس نے پہلے تادلہ پر حملہ کیا، وہاں قیام کیا اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس نے پھر درعہ سے لڑائی کی اور سنہ 26ء میں اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے تاسعون سے لڑائی کی اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے اس کے والی ابو بکر بن مازر، اس کے ساتھ اس کی قوم غمارہ کے جو آدمی بنی ذرار اور بنی مرزاع سے تھے، انہیں قتل کر دیا پھر لوگ فوج در فوج ان کی دعوت کی طرف آنے لگے۔ اس دوران مغرب کے دیگر علاقوں میں بربریوں نے لتونہ کے خلاف بغاوت کر دی تو علی بن یوسف نے اپنے بیٹے تاشیفین کو سنہ 63ء میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ لہذا وہ ارض سوس کی جانب ان کے پاس آیا۔ اس نے پھر کزولہ کے قبائل کو اس کے ساتھ اکٹھا کر کے اور انہیں اس کے ہراول میں رکھا، یوں موحدین نے ان کی پہلی جماعت سے لڑائی کی اور اسے شکست دی۔ اس کے بعد تاشیفین بغیر لڑے واپس آ گیا۔ اور اس کے بعد کزولہ، موحدین کی حکومت میں شامل ہو گئے تب عبدالمومن نے بلاد مغرب سے لڑائی کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے سنہ 34ء سے لے کر سنہ 41ء تک اپنی طویل لڑائی لڑی۔ اس نے تمیل سے اس بارے میں گفتگو نہ کی یہاں تک کہ جب مغربیوں کے غلبہ کا خاتمہ ہو گیا، تو وہ تمیل سے اس کی طرف گیا۔ تاشیفین پھر اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے کو نکلا۔ لوگ اس سے بھاگ کر عبدالمومن کی طرف چلے جاتے تھے۔ وہ پہاڑوں میں جہاں کھانے کے لئے با فراغت پھل اور گرمی حاصل کرنے کے لئے لکڑیاں ہوتی تھیں، چلتا چلتا جبل غمارہ تک جا پہنچا، یوں مغرب میں لڑائی اور گرانی کی آگ بھڑک اٹھی۔ مغرب سے رعایا متفرق ہو گئی اور طاغیہ نے عدوہ میں مسلمانوں کو زخمی کیا۔ اس دوران میں عدد تین کا بادشاہ علی بن یوسف امیر لتونہ سنہ 537ء میں فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے تاشیفین نے ان کی حکومت سنبھال لی۔ وہ اپنی انہی لڑائیوں میں مصروف تھا کہ اس کا گھیراؤ کر لیا گیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے بعد بنی لتونہ اور مسوقہ کے فتنے سے افسردہ ہو گیا لہذا مسوقہ کے امراء جیسے بدران بن محمد اور پھر یحییٰ بن ناکفتن اور یحییٰ بن اسحاق جو انکارہ نام سے معروف تھا اور تلمسان کا والی تھا، دہشت زدہ ہو کر عبدالمومن کے ساتھ جا ملے

اور اس کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں لتونہ نے اور ان کے اور باقیماندہ مسوفہ کے عہد کو توڑ دیا اور عبدالمومن اپنے حال پر قائم رہا۔ لہذا اس نے سبتہ سے لڑائی کی مگر اسے سر نہ کر سکا۔ اس کے دفاع میں قاضی عیاض نے بڑا کردار ادا کیا جو اپنے دین ابوت اور منصب کی وجہ سے ایک مشہور آدمی تھا اور ان دنوں سبتہ کا رئیس تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آخری ایام میں حکومت اس سے ناراض ہو گئی اور وہ سبتہ سے جلا وطن ہو کر تادلہ میں فوت ہو گیا جہاں وہ صحرا میں قضا کا کام کرتا تھا۔ عبدالمومن اپنی لڑائیوں میں دیر تک مصروف رہا پھر وہ جبال غیاثہ اور بطویہ تک پہنچ گیا اور اسے فتح کر لیا۔ وہ پھر ملویہ آیا اور اس کے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس نے پھر زنا تہ کو روند ڈالا اور قبائل مدیونہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر یوسف بن دانودین اور ابن مومو کی نگرانی کے لئے ان کی طرف موحدین کی فوج بھیجی لہذا محمد بن یحییٰ بن فانو عامل تلمستان اپنی لتونی اور زنا تہ کی فوجوں کے ساتھ مقابلے میں نکلا تو موحدین نے اسے شکست دی اور ابن فانو قتل ہو گیا۔ اس کے بعد زنا تہ کی فوج منتشر ہو گئی اور اپنے ملک کی طرف واپس آ گئی۔ ابن تاشفین نے تلمسان پر ابو بکر بن مزدلی کو حاکم مقرر کیا تھا جب ابو بکر بن ماخوخ اور یوسف بن بدر جو بنی مانوہ امراء تھے، ریف میں عبدالمومن کے مکان پر پہنچے تو اس نے ابن یغمور اور ابن دانودین کو موحدین کی فوج میں ان کے ساتھ بھیجا لہذا انہوں نے بلاد عبدالواد اور بنی ماجدی میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنا لیا۔ لتونی فوجوں نے ان کی مدد کی اور رومی سالار ربر تیر بھی ان کے ساتھ تھا۔ لہذا یہ لوگ مندا ما س میں اترے اور زنا تہ پٹی یومی اور بنی عبدالواد میں ان کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔ ان کا سردار حماد بن مطہر تھا نیز بنی نیکیا س اور بنی در سفان اور بنی تو جین بھی اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے پھر مانو پر حملہ کر کے ان کی غنائم کو چھڑا لیا جبکہ ابو بکر بن ماخوخ اپنی قوم کے چھ سو آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ یوں موحدین اور ابن دانودین جبال سیرات میں قلعہ بند ہو گئے۔ تاشفین بن ماخوخ لتونہ اور زنا تہ کے روبرو عبدالمومن کے ساتھ جا ملا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ تلمسان اور پھر سیرات کی طرف چلا گیا۔ اور اس نے لتونہ اور زنا تہ کی فرد گاہ کا قصد کیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور جبل بنی در نیک کی دو چٹانوں کے درمیان فروکش ہو گیا۔ تاشفین اس دوران با صطفص میں اتر ا پھر حاکم بجاہ یحییٰ بن عبدالعزیز کی طرف سے اگلے جرنیل طاہر بن کباب کی نگرانی میں صہاد کی مدد پہنچ گئی۔ انہوں نے منہاجہ کی عصیت کی وجہ سے تاشفین اور اس کی قوم کی مدد دی اور اس کے پہنچنے کے روز اس نے موحدین کی فوج کو دیکھا تو لوگوں کو لتونہ پر فوراً حملہ کرنے کے متعلق بتایا ان کا امیر انہیں موحدین سے لڑنے کا عادی بنا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں تمہارے حاکم عبدالمومن سے بچاؤں اور پھر میں اپنی قوم کی طرف واپس چلا جاؤں گا لہذا تاشفین اس کی بات سے غضبناک ہو گیا اور اسے لڑائی کی اجازت دیدی۔ اب اس نے قوم پر حملہ کر دیا۔ اور انہوں نے بھی سوار ہو کر اس سے لڑائی کرنے کی ٹھان لی۔ یہ اس کا اور اس کی فوج کا آخری دور تھا۔ تاشفین نے اس سے قبل اپنے جرنیل کو ایک بڑی فوج کے ساتھ رومی جرنیل روبر تیر کے مقابلے میں بھیجا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہذا اس نے بنی سندم اور زنا تہ پر ان کے میدانوں میں غارت گری کی۔ اور پھر ڈھیر سا راغنائم لے کر واپس آیا۔ جب عبدالمومن کی فوج سے موحدین نے ان کا راستہ روکا، تو اس نے انہیں قتل کر دیا لیکن روبر تیر بھی قتل ہو گیا۔ اس نے پھر بلاد بنی نو ما کی طرف ایک اور دستہ بھیجا جس سے تاشفین بنی ماخوخ اور اس کے ساتھی موحدین نے لڑائی کی اور واپسی پر بجاہ کی فوج کی راہ میں حائل ہو گئے۔ انہوں نے اس سے بہت کچھ حاصل کیا اور تاشفین کو یہ لڑائیاں پے در پے پیش آئیں۔ لہذا اس نے دھران کی طرف کوچ کا ارادہ کر لیا۔ اس نے اپنے ولی عہد بیٹے کو لتونہ کی ایک جماعت کے ساتھ مراکش کی طرف بھیجا اور اس کے کاتب احمد بن عطیہ کو بھی بھیجا۔ وہ پھر خود سنہ 39ء میں دھران کی طرف چلا گیا اور وہاں ایک ماہ قیام کر کے اپنے بحری بیڑے کے سالار محمد بن میمون کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے مریہ سے دس ایرانی بحری بیڑے اس کے پڑاؤ کے قریب بھیج دیئے۔ اس دوران عبدالمومن بھی تلمسان سے چل پڑا، اس نے اپنی ہراول فوج میں شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ اور زنا تہ میں سے بنی مانو کو بھیجا۔ لہذا انہوں نے بلاد بنی پلومی، بنی عبدالواد، بنی در سفین اور بنی تو جین میں آ کر خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں عبدالمومن کے پاس ان کے رؤساء کا ایک وفد آیا۔ جس میں سید الناس بن امیر الناس شیخ بنی پلومی بھی تھا۔ لہذا وہ انہیں اچھی طرح ملا اور انہیں دھران کی طرف موحدین کی فوج میں لے گیا۔ یوں انہوں نے لتونہ کو ان کے پڑاؤ میں فتح کر لیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ تاشفین نے پھر ایک ٹیلے پر پناہ لی، تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا۔ اور اس کے ارد گرد آگ جلا دی یہاں تک کہ ان کو رات نے آیا۔ اس دوران تاشفین قلعہ سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور پہاڑ کے ایک کنارے پر گر کر 27 رمضان سنہ 539 کو فوت ہو گیا۔ اس

عنے اس کے سرکوتی ملل کی طرف بھیج دیا اور پھر فوج کا دستہ ذہران کی طرف چلا گیا۔ لہذا وہ اہل دہران کے ساتھ محصور ہو گئے یہاں تک کہ پیاس نے انہیں مصیبت میں ڈال دیا۔ ان سب نے اس سال عید الفطر کے دن عبدالمومن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جب لتونہ کی شکست کے ساتھ تاشیفین کے قتل کی خبر تلمسان پہنچی۔ اس وقت ان میں ابو بکر دلف اور سیرین الحاج اور علی بن میلو بھی دیگر سرداروں کے ساتھ شامل تھے۔ لہذا جو لتونی وہاں موجود تھے، وہ ان کے ساتھ بھاگ گئے۔ عبدالمومن نے پھرنا کرارت میں جس شخص کو پایا قتل کر دیا حالانکہ قبل انہوں نے اپنے ساتھ سرداروں کو بھیجا تھا۔ اس دوران یصلیتین نے جو بنی عبدالواہد کے سرداروں میں سے تھا، ان سے لڑائی کی اور ان سب کو قتل کر دیا جب عبدالمومن تلمسان پہنچا۔ اس نے اہل تا کرارت کو لوٹا کیونکہ ان کی اکثریت نوکروں چاکروں کی تھی جبکہ اہل تلمسان کو معاف کر دیا۔ فتح کے سات ماہ بعد سلیمان بن محمد بن دانودین کو ان کا حاکم مقرر کر کے وہ وہاں سے چلا گیا۔ بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ وہ تلمسان کا مسلسل محاصرہ کئے رہا اور وہیں مدد سے پہنچتی رہی۔ وہیں پر اسے سجالماسہ کی بیعت کی اطلاع ملی پر اس نے مغرب کی طرف کوچ کا عزم کیا۔ اس نے ابراہیم بن جامع کو تلمسان کے محاصرے پر چھوڑا اور اس نے سنہ 41 میں فاس کا قصد کیا جہاں پر تاشیفین کے تلمسانی دستے کا یحییٰ صحرادی قلعہ بند تھا۔ عبدالمومن نے ان سے لڑائی کی اور لکناسہ کے محاصرے کے لئے فوج بھیجی پھر خود اس کے پیچھے چلا گیا۔ یوں وہ موحدین کی ایک فوج کو فاس میں چھوڑ گیا جس کے رہنماء ابو حفص، ابو ابراہیم اور مہدی کے وہ اصحاب تھے جو عشرہ سے تعلق رکھتے تھے یوں انہوں نے سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر ابن الجیان نے انہیں داخل کر دیا۔ یوں وہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس نے رات کو موحدین کو داخل کر دیا۔ صحرادی طنجر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ابن غانیہ کے پاس اندلس چلا گیا۔ جب عبدالمومن کو فاس کے متعلق اطلاع ملی جبکہ وہ لکناسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، تو وہ فاس کی طرف واپس آ گیا اور ابراہیم بن جامع کو اس کا حاکم مقرر کیا کیونکہ وہ فاس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ جب راستے میں اسے امیر بنی مرین محض بن عمر ملا تو انہوں نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے تکلیف اٹھائی لہذا عبدالمومن نے یوسف دانودین عامل تلمسان کی طرف لکھا کہ وہ ان کی طرف فوج بھیجے۔ اس نے پھر بنی عبدالواہد کے شیخ عبدالحق بن منقاد کے ساتھیوں کو بھیجا۔ انہوں نے بنی مرین پر حملہ کر دیا اور محض بن عمر کے امیر کو قتل کر دیا۔ جب عبدالمومن نے فاس سے مراکش کی طرف کوچ کیا تو اسے راستے میں اہل سبتہ کی بیعت کی خبر ملی، اس نے ہستانہ کے مشائخ میں سے یوسف بن مخلوف کو ان کا حاکم مقرر کر دیا۔ وہ پھر سلا کے پاس سے گزرا اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد اسے فتح کر لیا۔ وہ وہاں آٹھ عشرہ کے گھر میں اترا پھر مراکش کی طرف گیا۔ اور شیخ ابو حفص کو برغواطہ کے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجا لہذا اس نے ان میں خوب خونریزی کی اور واپس آ گیا۔ وہ اسے اس کے راستے میں ملا اور سب کے سب مراکش پہنچ گئے۔ اس دوران عطہ کی فوج بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئی لہذا موحدین نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں بھی خوب قتل کیا وہ ان کے اموال اور عورتوں کو لوٹ کر لے گئے اور مراکش میں نو ماہ تک رہے۔ ان کا امیر اسحاق بن علی بن یوسف تھا، جب انہیں اس کے باپ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت ہی میں اس کی بیعت کر لی جب ان کا محاصرہ طول پکڑ گیا۔ اور بھوک نے انہیں تکلیف میں ڈالا تو وہ موحدین کے مقابلہ میں نکلے لیکن شکست کھائی۔ موحدین نے ان کا تعاقب کر کے انہیں خوب قتل کیا اور سنہ 41 کے شوال کے آخر میں وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ عام مسلمین قتل ہو گئے جبکہ اسحاق اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ قصبہ کی طرف بھاگ گیا۔ انہوں نے پھر موحدین کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جب اسحاق کو عبدالمومن کے سامنے حاضر کیا گیا تو موحدین نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا۔ اس کام میں ابو حفص بن داکاک نے بڑا کردار ادا کیا اور یوں ملشمین کا نشان مٹ گیا۔ اب تمام علاقے پر موحدین کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد سوس کی جانب سے سلا کے عوام میں سے باغی نے جو محمد بن عبداللہ بن ہود کے نام سے معروف تھا، ان کے خلاف خروج کر دیا۔ اس نے الہادی کا لقب اختیار کیا اور ماسہ کی چوکی میں ظہور کیا۔ اب ہر جانب سے دھتکارے ہوئے لوگ اس کے پاس آنے لگے اور اہل آفاق کے جاہلوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے جلد ہی اہل سجالماسہ، درعد، قبائل دکالہ، رکر اور قبائل تامنا اور ہوارہ نے اس کی دعوت کو اختیار کر لیا۔ اس کی ضلالت دیکھتے ہی دیکھتے تمام عربوں میں پھیل گئی لہذا عبدالمومن نے موحدین کی ایک فوج، یحییٰ انکار لتونی کی نگرانی کے لئے بھیجی۔ جو تاشیفین بن علی کی رعایا میں سے اس کی طرف آ گیا تھا۔ اس نے پھر ماسہ میں اس باغی کے ساتھ لڑائی کی اور وہ شکست کھا کر عبدالمومن کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ اور موحدین کے اشیاء کو بھیجا، خوب تیاری کی، اور ماسہ کی فوج کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ باغی بھی ساتھ ہزار جوانوں اور سات سو سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے میں

آیا لیکن موحدین نے انہیں شکست دی۔ ذوالحجہ سنہ 41ء میں ان کا داعی باوجود اتباع کی کثرت کے لڑائی میں مارا گیا۔ شیخ ابو حفص نے ابو حفص بن عطیہ کی تحریر میں جو کہ ایک مشہور انشاء پرداز ہے، عبدالمومن کی طرف فتح کی چٹھی لکھی۔ اس کا باپ ابو احمد، علی بن یوسف اور اس کے بیٹے تاشفین کا کاتب تھا یوں وہ موحدین کے قبضہ میں آ گیا، تو عبدالمومن نے اسے معاف کر دیا۔ جب وہ فاس آیا تو ابو حفص نے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا لہذا اس نے اسے راستے میں ہی گرفتار کر لیا۔ اس نے عذر کیا تو اس نے اس کے عذر کو قبول نہیں کیا اور قتل کر دیا۔ اس کا بیٹا احمد مراکش میں اسحاق بن علی کا کاتب تھا۔ لہذا سلطان کے عفو نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جنہیں اس نے اس خباثت میں شامل کیا تھا۔ وہ پھر شیخ ابو حفص کے ذی وجاہت لوگوں میں شامل ہو گیا اور اس نے اسے تحریرات لکھنے کے لئے طلب کیا۔ اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔ عبدالمومن نے اس کی تحریر پر اطلاع پا کر اس کی تحسین کی لہذا اس نے پہلے اس سے تحریرات لکھوائیں پھر اس کا مرتبہ اس کے ہاں بلند ہو گیا۔ اس نے پھر اسے وزیر بنا لیا اور حکومت میں اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اس نے پھر فوجوں کی کمان کی اور اموال کو جمع اور خرچ کیا۔ یوں اس نے سلطان کے ہاں وہ مرتبہ حاصل کیا۔ جو اس کی حکومت میں کسی کو حاصل نہ تھا۔ آخر کار اس کے متعلق شکایت ہوئی کہ وہ جہاد میں بہت نرمی کرتا ہے۔ بہر حال اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی اور 53ء میں خلیفہ نے اسے الگ کر دیا اور جیسا کہ مشہور ہے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔ جب شیخ ابو حفص ماسہ کی لڑائی سے واپس آیا تو اس نے مراکش میں چند روز آرام کیا پھر جبال درن میں ماسہ کے داعی کی دعوت کے علمبرداروں سے لڑائی کرنے کے لئے چلا گیا۔ اس نے سب سے پہلے اہل نفیس اور ہیلانہ پر حملہ کر دیا، ان میں خوب قتل و قیدی بنائے یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ یہ پھر واپس لوٹ آیا لیکن پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور ان پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس نے پھر سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور مراکش کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر ثالثہ، برغواطہ کی طرف گیا، تو انہوں نے ایک بار اس سے لڑائی کی پھر اسے شکست دیدی۔ یوں مغرب میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور اہل سبتہ نے بغاوت کر دی۔ انہوں نے یوسف بن مخلوف تیمملی کو باہر نکال کر اسے اور اس کے موحد ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں قاضی عیاض سمندر کو عبور کر کے یحییٰ بن علی غانیہ المسوفی کے پاس اندلس چلا گیا اور اس نے ملاقات کر کے اس سے سبتہ کے والی کا مطالبہ کیا۔ اس نے اس کے ساتھ یحییٰ بن ابی بکر صحراوی کو بھیجا جو عبدالمومن کے ساتھ لڑائی کے وقت سے فاس میں موجود تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پھر طنجہ چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔ وہ قرطبہ میں ابن غانیہ سے جا ملا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ابن غانیہ نے پھر اسے قاضی عیاض کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا اور اس نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی۔ یوں اس کا ہاتھ ان قبیلوں تک پہنچ گیا۔ جنہوں نے برغواطہ اور وکالہ میں سے موحدین کو شکست دینے کے وقت سے ان کی اطاعت چھوڑ دی تھی۔ یہ سبتہ میں ان سے جا ملا، 43ء میں عبدالمومن بن علی ان کے مقابلہ میں نکلا، اس نے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کی بیخ کنی کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اس نے یحییٰ صحراوی اور لتونہ سے برأت کا اظہار کر دیا۔ اور اپنی بغاوت کے چھ ماہ بعد واپس مراکش آ گیا۔ المرعبہ نے یحییٰ صحراوی کے سلسلے میں اس سے رابطہ کیا، تو اس نے اسے معاف کر دیا۔ یوں مغرب کے احوال درست ہو گئے اور اہل سبتہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر ان کی یہ بات قبول کر لی۔ اسی طرح اہل سلا نے کہا اور اس نے ان سے بھی درگزر کر دیا اور پھر ان کی تفصیل گرانے کا حکم دے دیا۔ واللہ اعلم۔

اندلس کی فتح کا بیان

عبدالمومن پھر اپنے محل سے اندلس کی طرف گیا۔ اس کے واقعات میں ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تاشفین بن علی کے قتل اور فاس میں موحدین کے ساتھ لڑائی کرنے کے بارے میں ملشمین سے رابطہ کیا۔ ان کے بحری بیڑے کا سالار علی بن عیسیٰ بن میمون تھا۔ جس نے جلد ہی لتونہ کی اطاعت چھوڑ دی اور جزیرہ قادس میں چلا گیا۔ وہ عبدالمومن کو فاس کے محاصرے میں اس کی جگہ پر جا کر ملا اور اس کی دعوت میں داخل ہو گیا۔ اس نے فاس کی جامع مسجد میں اس کے لئے خطبہ دیا۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو اندلس میں سنہ 540ء میں ان کے لئے دیا گیا۔ اس کے بعد حاکم مرتلہ اندلس میں دعوت کے قائم کرنے والے احمد بن قیسی نے ابو بکر بن جس کو عبدالمومن کی طرف اپنی بنا کر بھیجا۔ اس نے تلمسان میں اس سے ملاقات کی اور اپنے صاحب کا خط بھی اسے دیا، جس میں مہدی کی تعریف لکھی تھی۔ اس پر اس نے برا منایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ سدراتی بن وزیر جو بطلیموس، بلجہ،

اور غرب الاندلس کا حاکم تھا، اسے احمد بن قیسی پر بڑا غلبہ حاصل تھا اور اس نے اسے مرتلہ پر غالب کیا۔ اس کے بعد احمد بن قیسی، علی بن عیسیٰ بن میمون کی مداخلت کی وجہ سے مراکش کی فتح کے بعد وہ سمندر عبور کر کے عبدالمومن کی طرف چلا گیا اور سبتہ میں اترا۔ یوسف بن مخلوف نے اسے بڑا صاحب عظمت خیال کیا تو اس نے عبدالمومن سے مل کر اسے اندلس کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور ساتھ ساتھ ملشمن کے خلاف براہیختہ کیا لہذا اس نے اس کے ساتھ برار بن محمد المسونی کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوج بھیج دی۔ جو عبدالمومن کو تاشیفین کے جملہ ساتھیوں میں سے دیکھتا تھا۔ اس نے اسے وہاں پر رہنے والوں لتونہ کے ساتھ لڑنے اور بغاوت کا افسر مقرر کر دیا۔ اس نے اسے موسیٰ بن سعید کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج سے مدد دی۔ اس کے بعد عمر بن صالح منہاجی کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج بھیج دی۔ جب یہ اندلس پہنچے تو عمر بن عزرون کے پاس اترے جو بشر بس کے باغیوں میں سے تھا۔ انہوں نے پھر بلہ کا قصد کیا۔ جہاں پر یوسف بن احمد بطروجی باغی تھا۔ لہذا اس نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ انہوں نے پھر مرتلہ کا قصد کیا، یہ احمد بن قیسی کا اطاعت گزار تھا۔ انہوں نے بعد ازاں شلب کا قصد کیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے وہاں سے ابن قیسی کو پکڑ لیا۔ انہوں نے پھر باجہ اور بطلیوس پر حملہ کیا، تو حاکم باجہ سدراتی بن وزیر نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر موحدین کے لشکر میں مرتلہ کی طرف گیا۔ یہاں تک کہ سردی کا موسم ختم ہو گیا، تو وہ اشبیلیہ کے مقابلہ میں نکلا۔ اب اہل طلیطلہ اور حصن القصر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور باقی ماندہ باغی بھی اس کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے پھر بردو بحر کی جانب سے اشبیلیہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اسے شعبان سنہ 41ء میں فتح کر لیا۔ ملشمن وہاں سے قرمونہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اسے ان میں سے جو آدمی بھی راستے میں ملا اس نے اسے قتل کر دیا۔

اس نے بلا ارادہ اس دخل اندازی میں گھبراہٹ میں عبداللہ بن قاضی ابوبکر بن العربی کو بھی قتل کرنا چاہا۔ اس پر انہوں نے عبدالمومن بن علی کو فتح کی چٹھی لکھی، ان کے وفود مراکش میں اس کے پاس آئے جن کی قیادت قاضی ابوبکر کرتا تھا۔ لہذا اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور وہ سب وفد سنہ 542ء میں انعامات اور جاگیروں کے ساتھ واپس آ گیا۔ قاضی ابوبکر راستے ہی میں فوت ہو گیا اور فاس کے قبرستان میں دفن ہوا۔ عبدالعزیز اور مہدی کا بھائی عیسیٰ اس وقت اشبیلیہ میں فوج کے سردار تھے۔ لہذا ان کا شہر پر بہت اثر پڑا۔ ان دونوں نے اہل شہر پر دست درازی شروع کر دی اور جان و مال کو مباح قرار دیا۔ انہوں نے پھر بطروجی حاکم بلہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لہذا وہ اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جو موحدین موجود تھے، انہیں نکال دیا۔ اور دعوت کا رخ ان سے پھیر دیا۔ اس نے پھر طلیطلہ اور حصن القصر کی طرف فوج بھیجی اور ان ملشمن سے مل گیا جو دعوت میں شامل تھے۔ اس کے بعد ابن قیسی، شلف میں علی بن عیسیٰ بن میمون جزیرہ قادس میں اور محمد بن الحجام بطلیوس شہر میں واپس پلٹ آئے۔ جبکہ ابوالغمر بن عزرون، بشریش اور رندہ اور ان کی جہات میں موحدین کی اطاعت پر ثابت قدم رہا۔ اس دوران ابن غانیہ جزیرہ خضر پر غالب آ گیا۔ اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اہل ستیہ نے خروج کر دیا۔ یوں اشبیلیہ میں موحدین تنگ حال ہو گئے۔ اب عیسیٰ اور مہدی کا بھائی عبدالعزیز اور ان دونوں کا عم زاد بعلتین اپنے مددگاروں کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر جبال بستر میں چلے گئے۔ اس کے بعد ابوالغمر بن عزرون ان کے پاس آیا اور جزیرہ کے محاصرے پر ان کا اتفاق ہو گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے فتح کر لیا۔ انہوں نے وہاں جو لتونی موجود تھے، ان کو قتل کر دیا اور مہدی کا بھائی مراکش چلا گیا۔ عبدالمومن نے پھر یوسف بن سلیمان کو موحدین کی ایک فوج کے ساتھ اشبیلیہ روانہ کیا۔ جبکہ بران بن محمد کو خراج کے لئے باقی رکھا۔ اب یوسف فوج لے کر نکلا اور اس نے بطروجی کی عملداری بلبہ اور طلیطلہ پر قبضہ کر لیا۔ دوسری طرف ابن قیسی نے شلب میں یہی کام کیا۔ پھر جبرہ پر غارت گری کی۔ حاکم رشتہ یہ عیسیٰ بن میمون نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل کر لڑائی کی۔ حاکم بطلیوس محمد بن علی بن الحاج نے پھر اس دوران اسے اپنے تحائف بھیجے لہذا وہ قبول ہو گئے اور ان کا خیال رکھا گیا اب یوسف اشبیلیہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس اثناء میں طاغیہ نے قرطبہ میں یحییٰ بن علی بن غانیہ پر سختی کی اور اس کے علاقوں پر زیادتی کی۔ یہاں تک کہ وہ ماسہ اور رندہ سے دستبردار ہو گیا۔ طاغیہ پھر اشبونہ، طرشوشہ، لارده، افراغہ اور شتھر یہ وغیرہ کے اندلسی قلعوں پر غالب آ گیا اور اس نے پھر ابن غانیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اپنے گھر میں آگے بڑھنے دے یا اس کے لئے قرطبہ خالی کر دے۔ اس کے بعد ابن غانیہ نے بران بن محمد کو اس کے پاس بھیجا اور ماہتجہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی۔ بران نے اسے یہ ضمانت دی کہ اگر وہ قرطبہ اور قرمونہ کو چھوڑ دے گا تو وہ خلیفہ کی مدد کرے گا۔ لیکن باقماط نے انہیں قلعہ ابن سعید سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد طاغیہ جہان سے چلا گیا۔ اور وہ خود غرناطہ چلا گیا جہاں پر میمون بن بدر لتونی مراہطین کی ایک جماعت کے ساتھ مقیم تھا۔ ابن غانیہ نے

چاہا کہ اسے اس جیسے حال میں بھی موحدین کے ساتھ اکسائے لیکن اس کی وفات شعبان سنہ 43ء میں غرناطہ میں ہو گئی اور اس کی قبر اس زمانے تک مشہور ہے۔ طاغیہ نے قرطبہ کے بارے میں اس موقع کو غنیمت جانا اور اس پر چڑھائی کر دی۔ اس وقت موحدین نے ابو الغمر بن غزرون کو اشبیلیہ کی حفاظت کے لئے بھیجا اور اسے لبلہ سے یوسف بطروجی کی مدد بھی پہنچ گئی۔ عبدالمومن کو بھی اطلاع پہنچی تو اس نے یحییٰ بن یغمور کی نگرانی کے لئے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ جب وہ اس میں داخل ہو گیا تو طاغیہ اس کے داخل ہونے کے وقت وہاں سے نکل گیا۔ حملہ آوروں نے پھر یحییٰ بن یغمور کی طرف جانے میں جلدی کی تاکہ عبدالمومن سے امان طلب کریں۔ انہوں نے پھر مراکش میں اس سے ملاقات کی تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور ان سے درگزر کیا۔ وہ پھر سنہ 45 میں شہر سلا پر حملہ کرنے گیا۔ اس نے وہاں اپنے امراء اندلس کو بلا لیا لہذا وہ اس کے پاس آئے۔ آخر ان سب نے اس کی بیعت کر لی اور باغیوں کے سر کردہ رہنماؤں جیسے سدرانی بن وزیر حاکم باجہ اور باثورہ اور بطروجی حاکم لبلہ اور ابن غزرون حاکم شریش اور رندہ اور ابن حجام حاکم بطلیوس اور عامل بن مصیب حاکم طلسمیرہ نے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کر لی۔ لیکن ابن قیس اور اہل شلب نے اس اکٹھے سے علیحدگی اختیار کی۔ اور یہی بات بعد میں اس کے قتل کا سبب بنی۔ عبدالمومن پھر مراکش واپس آ گیا۔ اور اہل اندلس اپنے شہروں میں واپس لوٹ گئے۔ اس نے باغیوں کو اپنے ساتھ رکھا اور وہ ہمیشہ اس کے سامنے حاضر رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

افریقہ فتح ہونے کی روداد

اس دوران عبدالمومن کو اطلاع ملی کہ امراء کے اختلاف، عربوں کی چیرہ دستیوں اور خرابی و فساد نے افریقہ کو اس کے خلاف بھڑکا دیا ہے اور اب انہوں نے قیروان کا محاصرہ کیا ہے۔ موسیٰ بن یحییٰ ریاحی مرد اسی نے باجہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ لہذا اس نے شیخ ابو حفص اور ابو ابراہیم وغیرہ مشائخ سے مشورہ کرنے کے بعد افریقہ سے لڑائی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لہذا انہوں نے اس سے موافقت کی اور وہ سنہ 46 کے آخر میں جہاد کی بات کو پوشیدہ رکھ کر مراکش سے چلا۔ یہاں تک کہ سبتہ پہنچ گیا۔ اس نے وہاں اہل اندلس کے احوال کی وضاحت طلب کی پھر سبتہ سے پوشیدہ طور پر مراکش کی طرف چلا گیا۔ وہ پہلے جلدی سے باجہ گیا اور غفلت کے وقت جزائر میں داخل ہو گیا۔ جب حسن بن علی حاکم مہدیہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا۔ جب ام العلو میں منہاجہ کی فوجوں نے اسے روکا، تو اس نے انہیں شکست دی۔ وہ پھر دوسرے دن بجایہ پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا۔ اسی دوران یحییٰ ابن عزیز دو بحری بیڑوں میں سوار ہو کر آ گیا۔ جنہیں اس نے اسی کام کے لئے تیار کیا تھا وہ اس کے ذخائر و اموال کو اٹھا کر قسنطینہ چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد عبدالمومن کے امان دینے پر وہاں سے آ گیا۔ وہ پھر مراکش میں فوجی وظیفہ اور حفاظت کے تحت رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی سرکردگی میں موحدین کی فوجوں کو قلعہ کی طرف بھیجا۔ جہاں جوش بن عبدالعزیز منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ مقیم تھا۔ لہذا وہ قلعہ میں گھس گیا اور ان میں سے جو آدمی وہاں موجود تھے، انہیں قتل کر دیا، ان کے گھروں کو جلا دیا اور جوش بھی قتل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ وہاں قتل ہونے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ یوں موحدین کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے۔ جب افریقہ میں رہنے والوں اسٹیجی، ربیعی، ریاحی اور مسری عربوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے باجہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا، اپنے باوشاہ یحییٰ بن عبدالعزیز کے لئے مشورہ کیا، پھر سلیف کی طرف کوچ کر گئے۔ عبدالمومن نے پھر اپنے ساتھی موحدین کے ساتھ ان پر چڑھائی کی۔ اس وقت عبدالمومن مغرب کی طرف واپس آ گیا تھا۔ اور متجہ میں فروکش تھا۔ لہذا جب اسے اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو مدد بھیجی۔ دونوں فریقوں کی سلیف میں لڑائی ہوئی۔ جس میں عربوں کی فوج منتشر ہو گئی اور قتل ہو گئی۔ ان کی عورتیں قیدی بنائی گئیں، انکے احوال لوٹ لئے گئے، ان کے بیٹوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ عبدالمومن بعد ازاں سنہ 47 میں مراکش کی طرف واپس آ گیا۔ جب افریقی عربوں کے سردار بخوشی اس کے پاس وفد بن کر گئے تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور وہ پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ اس نے پھر فائن پر اپنے بیٹے سید ابوالحسن کو حاکم بنایا اور یوسف بن سلمان کو اس کا وزیر بنایا جبکہ تلمسان پر اپنے دوسرے بیٹے سید ابو حفص کو حاکم مقرر کیا اور ابو محمد بن دانودین کو اس کا وزیر بنایا۔ بجایہ پر سید ابو محمد عبد اللہ کو حاکم مقرر کیا۔ اور مخلف بن حسین کو اس کا وزیر بنایا۔ اس نے پھر اپنے ایک بیٹے ابو عبد اللہ کو ولی عہدی سے مخصوص کیا، جس سے مہدی کے

بھائیوں عبدالعزیز اور عیسیٰ کی نیتیں بدل گئیں اور وہ دونوں اپنی خیانت کو دل میں چھپائے ہوئے مراکش چلے گئے۔ انہوں نے بعض گروہوں کو اپنے کام میں شامل کر لیا۔ جنہوں نے عمر بن تافراکین پر حملہ کر کے اسے قصبے میں اس کے مکان میں قتل کر دیا۔ لیکن جب ان دونوں کے پیچھے پیچھے وزیر ابو حفص بن عطیہ بھی پہنچ گیا۔ اور اس کے پیچھے عبدالمومن بھی پہنچ گیا تو انہوں نے اس خروج کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ مہدی کے بھائی اور جن لوگوں کو انہوں نے اس بغاوت میں شامل کیا تھا، وہ قتل ہو گئے۔

اندلس کی فتح کا بیان

عبدالمومن کو سنہ 49 میں مراکش میں اطلاع ملی کہ یحییٰ بن یغمور حاکم اشبیلیہ نے اہل لبلہ کو ذہنی کی خیانت کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اس نے اس بارے میں ان کی معذرت کو قبول کر لیا۔ اور یحییٰ بن یغمور پر ناراض ہو کر اسے اشبیلیہ کی حاکمیت سے معزول کر کے ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص بن علی تمیمی کو وہاں حاکم مقرر کر دیا۔ اس نے قرطبہ میں ابو زید بن بکیث کو مقرر کیا۔ اس نے پھر عبداللہ بن یحیمان کو بھیجا، جو ابن یغمور کو گرفتار کر کے الحضرة لے آیا۔ اس نے اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا یہاں تک کہ اس نے اسے اپنے بیٹے سید ابو حفص کے ساتھ تلمسان بھیجا اور یوں اندلس کی حالت درست ہو گئی۔ جب میمون بن بدر لتونی موحدین کے لئے غرناطہ سے نکل گیا، تو انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر سید ابو سعید کو سبتہ کو عبدالمومن کے بیٹے کے عہد کے ساتھ اس کی طرف بھیجا اور ملشمین مراکش چلے گئے۔ اس دوران سید ابو سعید نے مریہ شہر سے لڑائی کی۔ یہاں تک اس نے وہاں کے تمام نصاریٰ کو امان دیدی۔ اس وقت ابن مودہشی نے جو شرق اندلس کا باغی تھا، انہیں مدد دی اور طاغیہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد وزیر ابو حفص بن عطیہ اس کام کے لئے وہاں آیا اور سب کے سب اس کی مدافعت سے عاجز آ گئے۔ آخر سنہ 51 میں اشبیلیہ کے شیوخ عبدالمومن کے پاس گئے اور اسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے کسی بیٹے کو ان پر حکمران بنا دے تو اس نے اپنے بیٹے سید ابو یعقوب کو اشبیلیہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس کی حکومت کا آغاز علی الوہبی کے مقابلے کے ساتھ ہوا جو طلپیرہ کا باغی تھا، اس کے ساتھ اس کا وزیر ابو حفص بن عطیہ بھی تھا یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد وہ عمل بن وزیر اور ابن قیسی پر غالب آ گیا اور اس نے سنہ 52 میں تاشیفین لتونی کو تلہ کے برطرف کر دیا۔ جبکہ ملشمین کو وہاں قابو میں رکھنے کے لئے ابن قیسی بھی تھا، یوں فتح کی تکمیل ہو گئی اور سید ابو یعقوب اشبیلیہ کی طرف واپس آ گیا جبکہ ابو حفص بن عطیہ مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن وہیں اس پر مصیبت آئی اور وہ قتل ہوا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے عبدالسلام کومی کو اپنا وزیر بنایا اور اس نے اس سے رشتے داری کی، اور ہمیشہ اس کی وزارت پر قائم رہا۔

افریقہ کے بقایا علاقوں کی فتح

جب عبدالمومن کو سنہ 53 میں یہ اطلاع ملی کہ طاغیہ نے اشبیلیہ کے باہر اس کے بیٹے سید ابو یعقوب پر حملہ کیا ہے۔ اور موحدین کے شیوخ اور ابن عزرون اور ابن الحجام جیسے آدمی قید ہو گئے ہیں، وہ جہاد کے لئے اٹھا اور سلا میں اتر آئے۔ اس دوران اسے افریقہ کی بغاوت کی اطلاع ملی اور اسے مہدیہ میں مسطاری کے معاملے نے پریشان کر دیا۔ جب فوج سلا میں پہنچی، تو اس نے شیخ ابو حفص کو مغرب اپنا جانشین بنایا اور فاس پر یوسف بن سلیمان حاکم مقرر کیا پھر وہ چلتا چلتا مہدیہ جا پہنچا جہاں پر اہل صقلیہ کے عیسائی رہتے تھے۔ اس نے اسے سنہ 55 میں صلح سے فتح کر لیا اور دشمن کے ہاتھوں سے تمام ساحلی شہروں مثلاً صفاس اور طرابلس کو بچا لیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے عبداللہ کو مہدیہ کے محاصرے کی جگہ سے قابس کی طرف بھیجا۔ لہذا اس نے اسے بنی کامل کے ہاتھوں سے جو اس پر غالب آ گئے تھے، اسے چھڑا لیا۔ یہ دھان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے۔ اس نے پھر بڑی کامیابی سے قفصہ کو بنی الورد اور درغہ کو بنی بروکسن اور طبرہ کو ابن علال اور جبل زغوان کو بنی حماد بن خلفہ اور سبقریہ کو بنی عباد اور مدینۃ الاربع کو عرب قابضین کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔ یوں جب فتح مکمل ہو گئی تو اس نے اپنی عمان مغرب کی طرف موڑ دی۔ اس دوران اسے اطلاع ملی کہ افریقہ میں عربوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے، تو وہ موحدین کی طرف سے ایک فوج لے کر ان کی طرف پلٹا۔ لہذا وہ جلدی سے قیروان کی طرف گئے اور عربوں پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں ان کا بڑا سردار عزربن زیاد الفارغی جو بنی علی میں سے تھا، قتل ہو گیا۔ بنی علی، ریاح

ایک بطن ہیں۔ واللہ اعلم۔

ن مردنیش باغی کی روداد

اس دوران عبدالمومن کو افریقہ میں اطلاع ملی کہ شرف اندلس کا باغی محمد بن مردنیش مرسیہ سے نکل کر جہاں میں اتر ہے۔ وہاں کے والی محمد بن کوئی نے اس کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ اس نے پھر اس کے بعد قرطبہ سے لڑائی کی اور وہاں سے کوچ کر گیا۔ پھر فرمونہ سے خیانت کی اور اس قبضہ کر لیا۔ وہ پھر قرطبہ کی طرف واپس آیا تو ابن بکیث اس سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا۔ لہذا اس نے اسے شکست دی اور قتل کر دیا۔ اس نے پھر لس میں اپنے اعمال کو افریقہ کی فتح کے متعلق لکھا، ان سے مسلسل تعلق رکھا، اور جبل فتح کی طرف چلا گیا۔ اہل اندلس اور وہاں پر جو موحدین تھے، اس کے پاس اکٹھے ہو گئے، وہ پھر واپس آ گیا۔ حاکم اشبیلیہ سید ابو یعقوب اور حاکم غرناطہ ابو سعید اس دوران خلیفہ کی ملاقات کے لئے مراکش لے گئے۔ ابن ہمشک نے اب غرناطہ کا قصد کیا۔ اور وہاں کے بعض رہنے والوں کے تعاون سے رات کو حملہ کر کے اس پر غالب آ گیا۔ یوں حدین اس کے بڑے شہر میں محصور ہو گئے۔ جب عبدالمومن ان کو بچانے کے لئے مراکش سے نکلا اور سلا پنچ گیا۔ سید ابو سعید بھی آیا۔ اس نے سندر کو پار کیا اور اشبیلیہ کے عامل عبد اللہ بن ابو حفص اسے ملا۔ پھر ان سب نے غرناطہ پر حملہ کیا۔ لیکن ابن ہمشک نے ان پر حملہ کر کے انہیں ست دیدی۔ تو سید ابو سعید مالقہ کی طرف لوٹ آیا۔ عبدالمومن نے سید ابو یعقوب کے ذریعے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کی مدد کی اور انہوں نے غرناطہ پر پھر حملہ کیا۔ اس دوران ابن مردنیش نصاریٰ کی فوج کے ساتھ ابن ہمشک کی مدد کے لئے وہاں پہنچ گیا۔ موحدین نے غرناطہ میں لڑائی کے انہیں شکست دی اور ابن مردنیش مشرف میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گیا۔ جبکہ ابن ہمشک جہاں چلا گیا۔ موحدین نے اس سے وہاں لڑائی اور پھر دونوں سید قرطبہ آئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں تک کہ سید ابو یعقوب کو سنہ 58 میں ولیعہدی کے لئے اور اس بھائی محمد سے وراثت لینے کے لئے مراکش بلایا گیا۔ لہذا وہ مراکش گیا۔ جب اس کا بھائی خلیفہ عبدالمومن جہاد کے لئے اٹھا تو وہ اس کی رکاب میں جہاد کے لئے لیکن اس سال کے جمادی الاخرہ میں موت نے اسے آلیا، اور وہ تمیللی میں مہدی کے پہلو میں دفن ہوا۔ واللہ اعلم۔

سف بن عبدالمومن خلیفہ بنتا ہے

جب عبدالمومن فوت ہو گیا، تو سید ابو حفص نے تمام موحدین کے اتفاق اور خاص طور پر شیخ ابو حفص کی رضامندی سے اپنے بھائی ابو یعقوب کے لئے لوگوں سے بیعت لی۔ اور وہ اس کی وزارت کے رتبے میں سب سے فائق ہو گیا۔ پھر وہ مراکش کی طرف واپس آ گئے۔ ابو حفص اپنے بھائی عبدالمومن کا بھی وزیر تھا۔ جس نے اسے عبدالسلام کومی کی مصیبت کے وقت وزیر بنایا تھا۔ لہذا اس نے اسے سنہ 55 میں افریقہ سے واپس بلایا۔ ابو نا بن جامع اس کے سامنے عبدالمومن کی وفات تک وزارت کے معاملات میں متصرف تھا لہذا ابو حفص نے اپنے بھائی یعقوب کے لئے بیعت لی اور عبدالمومن کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سید ابوالحسن حاکم فاس بھی فوت ہو گیا۔ اس وقت حاکم بجایہ سید ابو محمد الحضرة کی طرف جاتے ہوئے ابھی اپنے راستے ہی میں تھا۔ پھر ابو یعقوب نے سنہ 60 میں سید ابو سعید کو غرناطہ سے بلایا لہذا وہ آیا۔ اور سید ابو حفص نے سبتہ میں اس سے ملاقات کی۔ اس کے بعد خلیفہ ابو یعقوب کو اطلاع ملی کہ زغبہ، ریاح اور انج کے عرب قبائل کو اکٹھا کر کے الحاج بن مردنیش نے قرطبہ پر غالبہ پالیا ہے، اس نے ابو سعید کے ساتھ اپنے بھائی ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ اندلس کی طرف بھیجا۔ انہوں نے سمندر کو پار کیا اور ابن مردنیش کے مقابلے کا قصد کیا۔ اس نے بھی اپنی فوج اور اپنے عیسائی مددگاروں کو اکٹھا کر لیا۔ موحدین کی فوج نے محض دسیہ میں ان سے لڑائی کی، ابن مردنیش اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور وہ سبتہ سے مرسیہ کی طرف بھاگ گیا۔ موحدین نے وہاں بھی اس سے لڑائی کی اور اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ سید ابو حفص اور اس کا بھائی ابو سعید پھر سنہ 61 میں مراکش کی طرف لوٹ آئے اور یوں ابن مردنیش کے فتنے کی آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اب خلیفہ نے بجاریہ پر اپنے بھائی سید ابوزکریا اور اشبیلیہ پر شیخ ابو عبد اللہ بن ابراہیم کو حاکم مقرر کیا لیکن اس سے حکومت لے کر اپنے بھائی سید ابوابراہیم کو دیدی۔ جبکہ شیخ ابو عبد اللہ کو اس کی وزارت پر مقرر کیا۔ اس نے پھر قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابواسحاق کو اور غرناطہ پر سید ابو سعید کو حاکم مقرر کیا۔ جب

موحدین نے مکتوبات میں علامات کے مقام پر خلیفہ کی تحریر دیکھی تو انہوں نے امام مہدی کی تحریر کو اختیار کر لیا اور ان کی حکومت کے آخر تک ان کی یہ علامت رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غمارہ کی بغاوت

جب سنہ 62 میں جبال غمارہ میں فتنہ برپا ہوا، جس میں سبع بن منقعداد نے بڑا کردار ادا کیا، امیر یعقوب نے جبال غمارہ کی طرف مارچ کیا۔ اس فتنے میں ان کے پڑوسی صہباد نے ان سے کشاکش کی۔ لہذا امیر ابو یعقوب نے موحدین کی فوجوں کو شیخ ابو حفص کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد غمارہ اور منہاجہ کا فتنہ بڑھ گیا، تو وہ نفس نفیس ان کے مقابلے میں نکلا، ان پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی بیخ کنی کر دی۔ لڑائی میں سبع بن منقعداد قتل ہو گیا اور ان کی بیماری کا قلع قمع ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی سید ابوالحسن کو سبتہ کے باقی ماندہ علاقوں پر حاکم مقرر کیا۔ سنہ 63 میں موحدین نے تجدید بیعت اور امیر المومنین کے لقب پر اجتماع کیا۔ اس نے پھر افریقی عربوں کو لڑائی کی دعوت اور ترغیب دی اور اس کے متعلق انہیں ایک قصیدہ اور خط لکھا جو لوگوں کے درمیان بہت مشہور و معروف ہے جب خلیفہ ابو یعقوب کے لئے عدوہ کی حکومت منظم ہوگی تو اس نے اپنی نظر کو اندلس اور جہاد کی طرف پھیرا اور اسے دشمن کی خیانت کا بھی علم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو تر حالہ، پابدہ، شرمہ کے قلعہ اور پھر جلمانیہ کے قلعہ میں جو بطلیوس میں شہر میں ہے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ لہذا اس نے شیخ ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا۔ وہ سنہ 64 میں بطلیوس کو اس محاصرے سے بچانے کے لئے نکلا اور جب اشبیلیہ پہنچا تو اسے اطلاع ملی کہ موحدین اور بطلیوس نے اس ابن الزمک کو شکست دیدی ہے جس نے ابن ادموش کی اعانت سے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اور اب ابن الزمک ان کے قبضے میں اسیر ہے۔ اور فرجواتذہ الحلفی اپنے قلعے میں ہے لہذا شیخ ابو حفص نے پھر قرطبہ جانے کا قصد کیا اور ابراہیم بن ہمشک نے جبال سے انہیں اپنی اطاعت کرنے، ابن مردنیش سے علیحدگی اختیار کر لینے اور تنہا ہوجانے کی اطلاع بھیجی کیونکہ ان کے درمیان بغض اور فتنہ پیدا ہو چکا تھا۔ یوں ابن مردنیش نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر اصرار کیا اور بار بار اس سے لڑائی کی تو اس نے شیخ ابو حفص کو اپنی اطاعت کے متعلق اطلاع بھیج دے دی۔ شیخ ابو حفص اس وقت موحدین کی فوجوں کے ساتھ تھا۔ لہذا وہ سنہ 65 میں مراکش سے آگیا اور اس کے ساتھیوں میں اس کا بھائی سید ابوسعید بھی اشبیلیہ پہنچ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابوسعید کو بطلیوس کی طرف بھیجا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی۔ واپس لوٹ آیا، یہ سب پھر مرسیہ کی طرف چلے گئے اور ابن ہمشک بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے پھر ابن مردنیش کا محاصرہ کر لیا تو اہل لوزنہ نے موحدین کی دعوت پر حملہ کر دیا۔ یوں سید ابو حفص نے مرسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر بسطہ شہر کو بھی فتح کر لیا۔ اس دوران اس کے عم زاد محمد بن مردنیش نے جو مرسیہ کا حاکم تھا، اطاعت کر لی۔ جس سے اس کا ایک بازو ٹوٹ گیا۔ جب مراکش میں خلیفہ کو اطلاع پہنچی، تو اس کے پاس افریقہ سے ابوزکریا حاکم بجایا اور سید ابوعمران حاکم تلمسان کی صحبت میں عربوں کی جماعتیں آنے لگیں اور اس کے پاس ان کے آنے کا دن جمعہ کا دن تھا لہذا ان کو اور ان کی باقی ماندہ فوجوں کو ملا اور اندلس کی طرف گیا۔ اس نے مراکش پر اپنے بھائی سید ابوعمران کو اپنا جانشین بنایا۔ اور وہ سنہ 67 میں قرطبہ میں اترا۔ اس کے بعد وہ اشبیلیہ چلا گیا جہاں اسے سید ابو حفص اپنی لڑائی سے واپس آتے ہوئے ملا۔ جب ابن مردنیش کا محاصرہ طویل ہو گیا تو اسے شک پڑ گیا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس کے بھائی ابوالحجاج نے سبقت کی اور وہ اس سال کے رجب میں فوت ہو گیا بعد ازاں اس کا بیٹا ہلال اطاعت میں داخل ہو گیا۔ سید ابو حفص نے پھر مرسیہ کی طرف جلدی کی، اور اس میں داخل ہو گیا۔ ہلال اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور اس نے اسے خلیفہ کی طرف اشبیلیہ بھیج دیا۔ خلیفہ پھر لڑتا ہوا دشمن کی طرف چلا گیا۔ اور رندہ میں کئی دن لڑائی کرتا رہا پھر وہاں سے مرسیہ چلا گیا اور سنہ 68 میں اشبیلیہ واپس لوٹ آیا۔ اس نے ہلال بن مردنیش کو اپنے ساتھ رکھا، اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اپنے چچا یوسف کو بلنید کا حاکم بنایا جبکہ اپنے بھائی سید ابوسعید کو غرناطہ کا حاکم مقرر کیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ فوس احدب کے ساتھ دشمن مسلمانوں کے علاقے کی طرف نکلا ہے لہذا وہ ان سے لڑا کرنے کے لئے نکلا اور قلعہ ریاح کی جانب میں ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے ان میں خوب خونریزی کی۔ پھر اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا اور حصن القلم کی تعمیر کا حکم دیا تاکہ اس کی جیات کو محفوظ کر دے۔ یہ قلعہ ابوالحجاج کی لڑائی کے وقت جو کریت ابن خلدون کے ساتھ ہوئی تھی، قدر بن محمد اور اس کے بھائی عبداللہ کے زمانے سے بے آباد تھا۔ یہ دونوں بنی امیہ کے امراء میں سے تھے۔ ابن ادونیش نے پھر خروج کر کے بلاد مسلمین پر غارت گری

لہذا خلیفہ نے فوج کو اکٹھا کیا اور سید ابو حفص کو اس کی طرف بھیجا۔ اس نے اس کے گھر کے صحن میں اس سے لڑائی کی اور قنصرہ کو تلوار سے فتح کر لیا۔ اس نے ہرجیت میں اس کی فوج کو شکست دی پھر خلیفہ سنہ 71 میں اشبیلیہ سے مراکش واپس آیا اور قرطبہ پر اپنے بھائی حسن کو اور اشبیلیہ پر اپنے بھائی علی کو حاکم مقرر کیا۔ ان ہی دنوں مراکش میں طاعون پھوٹی تو سادات میں سے ابو عمران ابوزکریا اور ابو سعید فوت ہو گئے۔ جب شیخ ابو حفص قرطبہ سے آیا تو وہ راستے ہی میں فوت ہو گیا اور سلا میں دفن ہوا۔ خلیفہ نے پھر اپنے دونوں بھائیوں ابو علی اور ابوالحسن کو بلایا اور ابو علی کو سجلماسہ کی امارت دی جبکہ ابوالحسن قرطبہ کی طرف لوٹ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی سید ابو حفص کے بیٹے ابو علی کو غرناطہ اور ابو محمد عبداللہ کو مالقہ کی امارت دی۔ سنہ 73 میں اس نے بنی جامع کی اولاد پر حملہ کیا اور انہیں ماروہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس کے بعد سنہ 73 میں اس نے قائم بن محمد بن مردیش کو اپنے بحری بیڑے کا افسر مقرر کیا اور اسے لڑائی کے لئے اشبونہ بھیجا لہذا اس نے غنیمت حاصل کی اور واپس آیا۔ اسی سال میں اس کے بھائی سید وزیر ابو حفص کی جہاد میں وفات ہو گئی اور اس نے دشمن کے قتل کرنے میں مبالغہ سے کام لیا تھا۔ اس کے بیٹے پھر اندلس سے آئے تو خلیفہ کو طاغیہ کی بغاوت کی خبر ملی اور اس نے جہاد کا عزم کر لیا۔ وہ پھر افریقہ کے عربوں سے جہاد کی استدعا کرنے لگا۔

قفصہ کے خروج کا بیان

علی بن المعز جو طویل کے نام سے معروف تھا، بنی الرند کی اولاد میں سے تھا جو کہ قفصہ کے بادشاہ تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے سنہ 75 میں بغاوت کر دی۔ جب خلیفہ کو اس کی اطلاع پہنچی، تو وہ مراکش سے تیزی کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو آیا اور بجایہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے پاس صرف بعلی بن المنصر باقی رہ گیا۔ جسے عبدالمومن نے قفصہ سے برطرف کر دیا تھا۔ لیکن وہ مسلسل اپنے باغی رشتہ دار سے رابطہ کئے رہا اور عربوں کو جو وہاں پر موجود تھا، مخاطب کرتا رہا۔ آخر کار اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے پاس اس چغلی کے گواہ اس کی تقاریر تھیں۔ لہذا جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا، اسے اس سے چھین لیا اور پھر قفصہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کے پاس وہاں ریاحی عربوں کے سردار اطاعت کے لئے آئے تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور وہ مسلسل قفصہ کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ علی بن المعز دستبردار ہو گیا۔ وہ پھر تونس واپس لوٹ آیا۔ اس نے پھر عربوں کی فوج کو بھیجا اور افریقہ اور الزاب پر اپنے بھائی سید ابو علی کو اور بجایہ پر سید ابو موسیٰ کو حاکم مقرر کیا۔ وہ پھر الحضرة کی طرف واپس لوٹ آیا۔

جہاد کرنے کی روداد

جب وہ سنہ 77 میں قفصہ کی فتح سے واپس آیا تو اس کا بھائی ابواسحاق اشبیلیہ سے، سید ابو عبد الرحمن یعقوب مرسیہ سے اور تمام موحدین اور اندلس کے رؤساء اس پر واپسی کی تہمت لگاتے ہوئے اس کے پاس گئے۔ لہذا اس نے ان سے حسن سلوک کیا تو وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے۔ اس دوران یہ اطلاع ملی کہ محمد بن یوسف بروانودین اشبیلیہ سے موحدین کے ساتھ دشمن کے علاقے میں گیا ہے۔ لہذا اس نے بابورہ شہر سے لڑائی کی، اس کے ارد گرد کو غنیمت میں حاصل کیا اور اس کے بعض قلعوں کو فتح کیا۔ وہ پھر اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا۔ سمندر میں پھر اہل شبونہ کے بحری بیڑے سے ان کی لڑائی ہوئی، انہوں نے ان کو شکست دی اور غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ ان کی جاگیروں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ اوفوش ابن شانجہ نے قرطبہ سے لڑائی کی ہے اور مانقہ، رندہ اور غرناطہ کے نواح میں غارت گری کی ہے۔ وہ پھر استنجہ میں اتر، شعیلہ کے قلعے پر قبضہ کر لیا، وہاں پر نصاریٰ کو آباد کر دیا اور واپس لوٹ گیا، سید ابواسحاق باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلا اور قلعے سے چالیس روز تک لڑائی کی۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ اوفوش نے طلیطلہ سے اس کی مدد کے لئے خروج کر دیا ہے، تو وہ واپس لوٹ آیا۔ اب محمد بن یوسف بن وانودین موحدین کی فوج کے ساتھ اشبیلیہ سے نکلا اور طللیہ سے لڑائی کی۔ وہاں کے باشندے اس کے مقابلہ میں نکلے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور غنائم کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔ خلیفہ ابو یعقوب نے پھر دوبارہ جہاد کرنے کا عزم کیا، اندلس پر اپنے امینوں کو حاکم مقرر کیا اور انہیں فوج اکٹھی کرنے کے لئے آگے بھیجا۔ لہذا اس نے اپنے بیٹے سید ابوزید الحضرة صانی اور سید ابو عبد اللہ کو بالترتیب غرناطہ اور مرسیہ پر حاکم مقرر کیا اور سنہ 79 میں تیزی کے

ساتھ سلا پر حملہ کرنے گیا۔ وہیں اسے ابو محمد بن ابی اسحاق بن جامع افریقہ سے عربوں کی فوج کے ساتھ آ کر ملا اور پھر یہ فاس کی طرف گیا اور اپنی ہراول فوج میں ہنساتہ تمیل اور عرب فوج کو بھیجا۔ وہ پھر صفر سنہ 80 میں سبتہ سے سمندر کو پار کر کے جبل فتح میں اتر اور اشبیلیہ کی طرف گیا جہاں اسے اندلس کی فوج ملی۔ اس نے پھر محمد بن وانودین سے ناراض ہو کر اسے حصن غانق کی طرف جلا وطن کر دیا اور لڑائی کرتا ہوا شترین کی طرف چلا گیا کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس کے محاصرے کو چھوڑ دیا، جب اس کے محاصرے چھوڑنے کے روز لوگ جانے لگے تو نصاریٰ قلعے سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے خلیفہ کو بغیر کسی تیاری کے دیکھا لہذا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جو اس کے پاس موجود تھے، جہاد کا ارادہ کیا اور شدید جھڑپ کے بعد واپس آ گئے۔ اس روز خلیفہ ہلاک ہو گیا۔ لڑائی کے دوران کہتے ہیں کہ اسے تیر لگا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے ایک بیماری نے آ لیا۔ جس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا۔ جب خلیفہ ابو ایوب قلعہ شترین میں فوت ہو گیا، تو اس کے بیٹے یعقوب کی بیعت ہوئی۔ وہ لوگوں کے ساتھ اشبیلیہ واپس آیا اور بیعت کی تکمیل کی۔ اس کے بعد شیخ ابو محمد عبدالواحد برابی حفص کو وزیر بنایا۔ لوگ پھر اس کے بھائی سید یحییٰ کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلے۔ لہذا اس نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا، کفارہ کے شہروں میں خوب خونریزی کی پھر سمندر پار کر کے الحضرۃ چلا گیا۔ اس دوران قصر معمودہ میں اسے سید ابوزکریا بن سید ابو حفص زغبہ کے مشائخ کے ساتھ تلمسان سے آتے ہوئے ملا اور مراکش چلا گیا۔ اس نے وہاں پر بری باتوں کو دور کیا، عدل و انصاف پھیلایا اور احکام کی نشر و اشاعت کی۔ یہ شان ابن غانیہ کی حکومت میں پہلی نئی بات تھی۔

شان ابن غانیہ کی روداد

جب دشمن نے جزیرہ میورخہ پر غلبہ پالیا تو اس کا والی ہلاک ہو گیا۔ اس وقت یوسف بن تاشفین مبشر مجاہد کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جب میورخہ کے باشندے بغیر سردار کے باقی رہ گئے تو مبشر نے اس کی طرف دادخواہ کو بھیجا حالانکہ دشمن ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا لہذا جب دشمن نے میورخہ پر قبضہ کر لیا اور اسے لوٹا، جلایا، اور تباہ و برباد کر دیا تو اس نے علی بن یوسف کو اس کا حاکم بنا کر بھیجا۔ انور بن ابوبکر جو لتونہ کے جوانوں میں سے تھا، اس کے ساتھ اپنی فوج میں سے پانچ سو سواروں کو بھیجا۔ لہذا اس کی غضبناکی نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔ اس نے انہیں سمندر سے دور ایک اور شہر تعمیر کرنے کی رغبت دلائی تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر ان کے رہنما کو قتل کر دیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا اور اسے علی بن یوسف کے پاس لے گئے۔ اس نے انہیں اس سے نجات دی اور محمد بن علی بن یحییٰ مسوقی کو ان کا حاکم بنایا۔ جو ابن غانیہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا بھائی یحییٰ غرب اندلس کا حکمران تھا اور اشبیلیہ میں آیا ہوا تھا۔ اس نے پھر اس کے بھائی کو قرطبہ کا عامل مقرر کیا۔ لہذا علی بن یوسف نے اسے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ اپنے بھائی محمد کو میورخہ کی حکومت دیدے وہ پھر قرطبہ سے میورخہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کے ساتھ اس کے بیٹے عبداللہ، اسحاق، علی، زبیر، ابراہیم اور طلحہ بھی تھے۔ جبکہ عبداللہ اور اسحاق اپنے چچا یحییٰ کی تربیت و کفالت میں تھے، اس نے ان دونوں کو اپنا متنبی بنالیا تو جب محمد بن علی ابن غانیہ میورخہ پہنچا تو علی اور انور نے اسے پکڑ لیا اور اسے زنجیروں میں قید کر کے مراکش بھیج دیا۔ وہ دس سال تک اسی حالت میں رہا۔ جب یحییٰ بن غانیہ فوت ہو گیا تو عبداللہ نے اپنے بھائی محمد کے بیٹے کو غرناطہ اور اس کے بھائی اسحاق بن محمد کو فرمونہ پر حاکم مقرر کیا۔ جب علی فوت ہو گیا تو لتونہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر موحدین غالب آ گئے۔ لہذا محمد نے اپنے بیٹوں عبداللہ اور اسحاق کو بھیجا اور وہ دونوں بحری بیڑے میں سوار ہو کر اس کے پاس پہنچ گئے۔ یوں لتونہ کی حکومت ختم ہو گئی پھر محمد نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی تو اس کے بھائی اسحاق نے اس سے عہد کیا اور ایک لتونی جماعت کو اس کے قتل کرنے کے لئے داخل کر دیا۔ یوں انہوں نے اسے اور اس کے باپ محمد کو مار کر دیا پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا، تو اس نے ان پر تہمت لگائی۔ امیر البحر لب بن میمون نے انہیں ان کے گھروں میں اگیدنے کے لئے مداخلت کی اور سنہ 546 میں انہیں قتل کر دیا، یوں وہ میورقہ کا امیر باقی رہ گیا۔ اب وہ سب سے پہلے بانسیا اور الغراسہ کی طرف متوجہ ہوا۔ لوگ اس کی بری عادات سے تنگ آ گئے۔ لب بن میمون اس کے پاس سے پھر موحدین کی طرف بھاگ گیا لیکن آخر میں لڑائی کی طرف لوٹ آیا۔ وہ خلیفہ ابو ایوب کی طرف قید یوں اور ایلچیوں کو بھیجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے فوت ہونے سے قبل وہ سنہ 80 میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے چھوڑے یعنی محمد، علی، یحییٰ، عبداللہ، یسیر، تاشفین، طلحہ، عمر، یوسف اور حسن، لہذا اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم مقرر کیا اور خلیفہ ابو یعقوب کی طرف اس کی اطاعت کے لئے

بھیجا۔ اس نے علی بن الردیر تیر کو اس کی آزمائش کے لئے بھیجا جس نے اس کی وعدہ خلافی کو محسوس کر لیا، یوں انہوں نے اسے تبدیل کر کے گرفتار کر لیا اور ان میں سے علی کو ان کا امیر بنا دیا۔ لیکن جب انہیں خلیفہ کی وفات اور اس کے بیٹے منصور کی حکومت کی خبر پہنچی تو انہوں نے ابن الردیر تیر کو گرفتار کر لیا۔ وہ پھر ان کے بحری بیڑے میں سوار ہو کر بجایہ کی طرف چلے گئے تو اس نے اپنے بھائی طلحہ کو میورخہ کا حاکم مقرر کیا، وہ پھر اپنے بحری بیڑے میں رات کو غفلت کے وقت بجایہ آیا۔ جہاں سید ابوربیلے بن عبداللہ بن عبدالمومن حکمران تھا۔ لہذا انہوں نے سنہ 81 اس پر قبضہ کر لیا۔ جبکہ سید ابوربیح اور سید ابو موسیٰ عمران بن عبدالمومن حاکم افریقہ کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی یحییٰ کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور خود الجزائر کی طرف جا کر اسے فتح کر لیا۔ یحییٰ نے پھر اس پر اپنے بھائی طلحہ کے بیٹے کو حاکم مقرر کیا۔ اور بعد ازاں وہ ملیانہ کی طرف گیا۔ اس نے اس پر بدر بن عائشہ کو مقرر حاکم کیا۔ پھر قلعے کی طرف گیا پھر قسنطینہ کی طرف گیا اس سے اس نے لڑائی کی۔ منصور کو جنگ سے واپسی پر سبتہ میں خبر ملی تو اس نے اپنے چچا ابو حفص کے بیٹے ابوزید کو بھیجا اور ابن غانیہ سے لڑنے پر اسے افسر مقرر کیا۔ اور محمد بن ابواسحاق بن جامع کو بحری بیڑوں کا افسر مقرر کیا۔ جب سید ابوزید تلمسان پہنچا تو اس کا بھائی سید ابوالحسن ان دنوں وہاں والی تھا اس نے اس کی مضبوطی میں بڑی زرف نگاہی سے کام لیا۔ وہ پھر اپنی فوج کے ساتھ تلمسان سے کوچ کر گیا اور رعیت کو معافی دینے کا اعلان کر دیا۔ لہذا اہل ملیانہ نے ابن عائشہ پر حملہ کر کے اسے نکال دیا۔ بحری بیڑوں نے الجزائر کی طرف سبقت کر کے اس پر قبضہ کر کے اور یحییٰ بن طلحہ کو گرفتار کر لیا۔ جب بدر بن عائشہ کو ام العلو سے لایا گیا تو ان سب کو شلف میں قتل کر دیا گیا۔ اب احمد العتقی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بجایہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران یحییٰ بن غانیہ اپنے بھائی علی کو قسنطینہ کا محاصرے میں اس کی جگہ پر جا ملا۔ لہذا اس نے محاصرہ کو چھوڑ دیا اور سید ابوزید ہکلات لایا۔ اس کے بعد سید ابو موسیٰ اس کی قید سے نکل گیا، وہ اسے وہاں ملا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا۔ وہ پھر قسنطینہ کو چھوڑ کر صحرا کی طرف نکل گیا۔ موحدین نے فاس میں اس کے ہیڈ کوارٹر تک اس کا پیچھا کیا اور پھر بجایہ کی طرف واپس آ گئے، یوں سید ابوزید بجایہ میں ٹھہر گیا۔ بعد ازاں علی بن غانیہ نے قفصہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے توزر سے جنگ کی مگر اسے فتح نہیں کر سکا اور طرابلس چلا گیا۔ اس دوران غزنی صہبائی ابن غانیہ کی فوج سے نکل کر بعض عرب قبائل میں چلا گیا اور اس نے اشیر پر غلبہ پالیا۔ سید ابوزید نے پھر ان کی طرف اپنے بیٹے ابو حفص عمر کو بھیجا اور اس کے ساتھ غانم بن مردیش بھی تھا۔ لہذا وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور اس نے ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران غزنی قتل ہو گیا اور اس کا سر بجایہ لا کر نصب کر دیا گیا۔ جلد ہی اس کا بھائی عبداللہ بھی اسے جا ملا۔ بنو حمدون نے پھر بجایہ سے سلات تک لڑائی کی۔ کیونکہ ان پر اتہام تھا کہ وہ ابن غانیہ کے سلسلے میں شامل ہیں۔ خلیفہ نے پھر سید ابوزید کو بجایہ سے بلایا اور اس کی جگہ اس کے بھائی سید ابو عبداللہ کو حاکم مقرر کیا۔ پھر الحضرة کی طرف لوٹ آیا۔ اس اثناء میں اسے یہ اطلاع مل گئی کہ ابن الردیر تیر نے میورخہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے واقعات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ امیر یوسف بن عبدالمومن نے اسے بنی غانیہ کو اپنی حکومت کی طرف بلانے کے لئے میورخہ بھیجا تھا کیونکہ ان کے بھائی محمد نے اسے اس طرح خطاب کیا تھا۔ لہذا جب ابن الردیر تیر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ان کے بھائی محمد کے سامنے اس کی حالت کو تبدیل کر دیا۔ اور اکٹھے ہو کر اسے گرفتار کر لیا۔ دوسری طرف علی بن الردیر تیر اپنے معاملے میں الجھا ہوا تھا اور ان کے عجمی غلاموں نے اسے اس کی قید سے رہائی دلانے کے لئے مداخلت کی کہ وہ ان کے اہل و عیال سمیت ان کے علاقے تک ان کا راستہ چھوڑ دئے۔ آخر اس نے ان کی مراد کو پورا کر دیا اور وہ قبضہ چلا گیا۔ اس نے پھر محمد بن ابی اسحاق کو اس کی قید کی جگہ سے چھڑایا اور سب کے سب الحضرة چلے گئے۔ جب علی بن غانیہ کو طرابلس میں اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغلیہ کی طرف بھیجا اور وہاں سے سوار ہو کر میورخہ گیا۔ وہ پھر اس کی کسی بستی میں اتر اور حیلہ بازی سے کام لے کر اس پر قابض ہو گیا۔

یوں اس نے افریقہ میں فتنے کی آگ جلا دی۔ علی بن غانیہ پھر بلاد الجزائر میں آیا اور اس نے وہاں کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جب اس کے قبضہ کی خبر قفصہ پہنچی تو منصور سنہ 82 میں مراکش سے اس کے پاس گیا، فاس پہنچ گیا، اور وہاں آرام کیا۔ وہ پھر ریاط تازہ کی طرف چلا گیا۔ اور تیاری کی طرف تونس گیا۔ ابن غانیہ کے پاس جو اعراب اور ملثمین تھے انہیں اس نے جمع کیا اور اس کے ساتھ حاکم طرابلس قرش الغزی بھی آیا۔ لہذا منصور نے ان کی طرف سید ابو یوسف بن سید ابو حفص کی نگرانی کے لئے اپنی فوج بھیج دی۔ اس نے ان کے ساتھ غمرہ میں لڑائی کی اور موحدین کی فوج منتشر ہو گئی۔ لیکن علی بن الردیر تیر اور ابو علی بن انعمور کے قتل ہونے سے لڑائی ختم ہو گئی اور وزیر عمر بن ابوزید گم ہو گیا۔ ان کا ایک دستہ قفصہ

پہنچ گیا۔ جس نے وہاں خوب خونریزی کی، باقیوں نے تونس کی طرف بھاگ کر جان بچائی۔ منصور اس حال میں اس خبر کی تلافی کے لئے نکلا اور قیروان میں اترا۔ وہ پھر جلدی سے الحامہ کی طرف گیا۔ لہذا فریقین نے آپس میں مشورہ کیا اور آگے بڑھے۔ ابن غانیہ اور اس کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ جان بچا کر لڑائی سے بھاگا۔ اس کے ساتھ اس کا دوست قریش بھی تھا، یوں اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اب منصور نے قابس پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ وہاں ابن غانیہ اور دوویہ کی بیویاں موجود تھیں، وہ انہیں سمندر کے ذریعے تونس کی طرف سے گیا۔ پھر اس نے تونس کی طرف رخ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے، اس نے انہیں قتل کر دیا۔ وہ پھر قفصہ کی طرف آیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس نے پھر اہل شہر کو امان دیدی اور قریش کے اصحاب کو جلاوطن کر دیا۔ باقیماندہ ملشمین اور ان کے ساتھ جو فوج تھی، وہ سب قتل ہو گئے۔ اس نے پھر اس کی فصیلوں کو گرا دیا اور تونس کی طرف واپس آ گیا۔ وہ مہدیہ کے پاس سے گزرا اور تاہرت کے راستے پر چلا گیا۔ بنی تو جین کا امیر عباس بن عطیہ تلمسان کی طرف اس کا رہبر تھا۔ کسی بات نے اسے غضبناک کر دیا تھا لہذا اس نے اسے تلمسان سے ایک طرف کر دیا۔ پھر وہ مراکش کی طرف چلا گیا۔ اسے اطلاع ملی کہ اس کے بھائی سید ابو حفص والئی مرسیہ کو جس کا لقب رشید تھا، اور اس کے چچا سید ابوریح والئی تادلہ کو غمرہ کی لڑائی کی اطلاع ملی تو انہوں نے خلافت پر حملہ کرنے کی نیت کر لی ہے جب وہ دونوں اس کے پاس مبارکباد دینے کے لئے آئے تو اس نے فاتح فوج کو ان کے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا اور پھر ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اس نے پھر سید ابوالحسن بن سید ابو حفص کو بجایہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ یحییٰ بن غانیہ نے جب قسطنطنیہ کا قصد کیا تو سید ابوالحسن نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی، اسے شکست دی اور قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا۔ ابن غانیہ پھر نسیا کرہ چلا گیا اور وہاں کی کھجوروں کو کاٹ دیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس نے پھر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا لیکن اسے سر نہ کر سکا۔ اس نے پھر بجایہ کی طرف آ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے افریقہ میں بہت خرابی اور فساد پیدا کیا۔ اور اس کے واقعات کو انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

جہاد کے واقعات کا بیان

جب ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ دشمن بلنسیہ کے بہت سے قلعوں پر متغلب ہو گیا ہے تو اس بات نے اسے قلق و اضطراب میں ڈال دیا۔ اس نے پھر شیخ ابو محمد بن ابی حفص کو خط لکھ کر اس سے لڑائی کے متعلق مشورہ طلب کیا لیکن اس نے اسے مشورہ نہیں دیا لہذا یہ اس کے خلاف ہو گیا۔ وہ سنہ 609 میں مراکش سے نکل کر اشبیلیہ پہنچ گیا اور وہاں ٹھہر کر لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اشبیلیہ سے واپس آ کر پھر اس نے بلا داہن او فونش کا قصد کیا اور راستے میں قلعہ شلبطہ اور الج کو فتح کر لیا جبکہ قلعہ ریاح میں طاغیہ سے لڑائی کی جہاں یوسف بن قادس مقیم تھا۔ یہ اس کا گلا گھونٹنے لگے۔ لہذا اس نے اس سے دست برداری پر مصالحت کی اور اس نے ناصر کے پاس پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔ وہ پھر عقاب مقام پر جانے کی تیاری کرنے لگا اور طاغیہ نے بھی اس کے لئے تیاری کر لی۔ طاغیہ برشلونہ بھی اس کی مدد کے لئے اس کے پاس آ گیا لہذا مسلمانوں کی پسپائی ہوئی اور وہ صفر سنہ 609 کے آخر میں یوم بلا اور تھیمس میں منتشر ہو گئے۔ پھر یہ مراکش سے واپس پلٹ آیا اور ایک سال بعد شعبان میں فوت ہو گیا۔ ابن او فونش نے اپنے عم زاد الیحوج سے جو لون کا حاکم تھا، مناظرہ کیا کہ وہ ناصر کی مدد کرے اور مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرے۔ اس دوران اس نے ایسا ہی کیا پھر وہ مسلمانوں کے علاقوں پر غارت گری کی کارروائی کے بعد اندلس واپس آ گئے۔ لیکن سید ابوزکریا بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اشبیلیہ کے قریب ان سے لڑائی کی اور انہیں شکست دی، یوں مسلمان وہاں سر بلند کیا اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔ واللہ اعلم۔

ابن الفرس کا خروج

عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن الفرس اندلس میں علماء کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور الحصر کے نام سے معروف تھا۔ ایک روز وہ منصور کی مجلس میں آیا۔ اور ایسی گفتگو کی جس سے وہ اپنی حکومت کے انجام کے متعلق ڈر گیا۔ اس کے بعد وہ مجلس سے باہر نکل کر مدت تک روپوش رہا۔ اور منصور کی وفات کے بعد بلا دکزولہ میں ظاہر ہوا۔ وہ پھر امامت کا مدعی بن بیضا اور قحطانی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قحطان سے ایک آدمی نہیں نکلے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے چلائے گا اور زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہے۔ اس کی طرف یہ شعر بھی منسوب کئے جاتے ہیں۔

”عبدالמוمن بن علی کے فرزندوں سے کہہ دو کہ عظیم حادثے کے وقوع کے لئے تیاری کر لیں۔ قحطان کا سردار اور عالم آچکا ہے جو بات کی انتہا تک پہنچنے والا اور حکومتوں پر متغلب ہونے والا ہے۔ لوگ اس کے عصا کے فرمانبردار ہیں۔ وہ امر و نہی کے ساتھ انہیں چلانے والا ہے۔ وہ علم و عمل کا سمندر ہے اور انہوں نے اس کی حکومت کی طرف آنے میں جلدی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حامی ہے اور اللہ تعالیٰ کجروؤں کو ناکام کرنے والا ہے۔“

مستنصر بن ناصر کا حکمران بننا

جب محمد بن ناصر بن منصور فوت ہو گیا تو سنہ 11 میں اس کے بیٹے یوسف کی بیعت ہوئی جس کی عمر سولہ سال تھی۔ اس نے مستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ کم سنی کی وجہ سے ابن جامع اور موحدین کے مشائخ نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے۔ المستنصر کی صغریٰ کی وجہ سے ہی افریقہ سے ابو محمد بن شیخ ابو حفص کی بیعت میں تاخیر ہو گئی پھر وزیر ابن جامع نے حیلہ بازی سے کام لیا اور اس نے عبدالعزیز بن ابوزید کے اشتعال کے لئے یہ کام کیا لہذا اس کی بیعت پہنچ گئی اور مستنصر جوانی کے تقاضا کے مطابق تدبیر کرنے سے غافل رہا۔ اس نے پھر اپنی حکومت کی عملداریوں پر سادات کو حاکم مقرر کیا۔ لہذا اس نے منصور کے بھائی سید ابوالبرہم کو فاس کا حاکم مقرر کیا جس نے الطاہر کا لقب اختیار کیا اور وہ ابوالمرتضیٰ تھا جبکہ اشبیلیہ پر اپنے چچا سید ابواسحاق احوں کو حاکم مقرر کیا۔ الفشش نے اس دوران ان قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ جنہیں موحدین نے چھین لیا تھا۔ اس نے اندلس کے محافظوں کو شکست دی اور اس کا ایلچی فجار کی طرف بھاگ گیا۔ لہذا ابن جامع نے اس سے صلح کرنے کی تدبیر کی، تو اس نے اس سے صلح کر لی۔ اس نے پھر ابن زید بن یوجان کی وفات کے بعد ابن جامع کو وزارت سے ہٹا دیا، اور ابویحییٰ الحضر و جی کو وزیر بنایا۔

بعد ازاں ابوعلی بن اشرف کو اشغال کا حاکم مقرر کیا۔ وہ پھر ابن جامع سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ وزیر بنا لیا۔ اس نے پھر ابوزید بن یوجان کو تلمسان کی حکومت سے معزول کر کے ابوسعید بن منصور کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اسے مرسیہ کی طرف بھیج دیا جسے وہاں قید کر لیا گیا۔ یوں منصور کا زمانہ صلح و آشتی سے گزر رہا تھا یہاں تک کہ سنہ 13 میں فاس کی جہات میں بنو مرین غالب آ گئے۔ اب سید ابوالبرہم والی فاس موحدین کی فوج کے ساتھ ان کے مقابلے میں گیا، تو انہوں نے اسے شکست دی اور قید کر لیا۔ لیکن انہوں نے پھر اسے پہچان کر آزاد کر دیا۔ جب حاکم افریقہ ابو محمد بن ابی حفص کی وفات کی خبر پہنچ گئی تو اس نے منصور بھائی ابوعلی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا جو اشبیلیہ کا والی تھا لہذا اس نے اسے معزول کر دیا۔ اور افریقہ پر سعایہ بن شنی کو حاکم مقرر کیا۔ جو سلطان کا خاص آدمی تھا اور جیسا کہ بنو حفص کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ پھر افریقہ کی طرف گیا۔ اس دوران فاس کی جانب سے عبیدیوں کا ایک آدمی نکلا جو عاصد کی طرف منسوب ہوتا تھا اور مہدی نام رکھتا تھا۔ لہذا منصور کے بھائی سید ابوالبرہم نے فاس کی طرف اپنے پیروکاروں کی طرف پیغام بھیجا۔ اور ان کے مال کو خرچ کیا۔ لہذا وہ اس کے خلاف ہو گئے اور اسے کھینچ کر اس کے پاس لے آئے، یوں وہ قتل ہو گیا۔ سنہ 19 میں مستنصر نے اپنے چچا ابو محمد کو جو عادل کے نام سے معروف تھا، مرسیہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور اسے غرناطہ سے معزول کر دیا۔ اس کے بعد مستنصر سنہ 20ء میں فوت ہو گیا اور معاملات نے پیچیدگی اختیار کر لی۔ بعد ازاں وہ بات ہوئی جسے لوگ بیان کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

مملوع کا والی بننا

جب سنہ 20ء میں المستنصر اصحیٰ میں فوت ہو گیا۔ تو ابن جامع اور موحدین اکٹھے ہوئے اور انہوں نے منصور کے بھائی سید ابو محمد عبدالواحد کی بیعت کر لی۔ یوں اس نے حکومت سنبھالی یعنی مال سے ابن اشرفی کے مطالبہ کرنے کا حکم دیا۔ اس دوران اس کے بھائی نے ابوالعلاء کو افریقہ پر نئے سرے سے حکومت قائم کرنے کے لئے لکھا حالانکہ مستنصر نے اس کی معزولی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ لہذا اسے مردہ ہونے کی حالت میں حکومت مل گئی۔ بعد ازاں اس کے بیٹے ابوزید مشمر نے حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر افریقہ کے حالات میں کریں گے۔ مملوع نے پھر

ابن یوجان کے رہا کرنے سے اپنے حکم کا نفاذ کیا۔ لہذا اس نے اسے رہا کر دیا۔ ابن جامع نے پھر اسے اس بات سے روکا اور اس کے بھائی ابواسحاق کو بحری بیڑے میں اسے میورخہ کی طرف جلا وطن کرنے کے لئے بھیجا۔ جیسا کہ مستنصر نے اسے اپنی وفات سے قبل بھیجا تھا۔ مرسیہ کا والی ابو محمد عبداللہ بن منصور تھا۔ اس دوران ابن یوجان نے اسے حکومت پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا اور اسے بتایا کہ اس نے منصور سے سنا ہے کہ اس نے ناصر کے بعد اس کے لئے خلافت کی وصیت کی ہے کیونکہ لوگ ابن جامع کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اندلس کے تمام والی منصور کے بیٹے تھے۔ لہذا اس نے اس کی بات کو غور سے سنا۔ وہ دراصل اپنے چچا کی بیعت میں متردد تھا۔ لہذا اس نے اپنی دعوت دینی شروع کی اور اپنا نام عادل رکھا۔ اس کے بھائیوں ابو العلیٰ حاکم قرطبہ ابو الحسن حاکم غرناطہ اور ابو موسیٰ حاکم مالقہ نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی۔ اس دوران ابو محمد بن ابی حفص بن عبدالمومن جو البیاسی کے نام سے معروف تھا اور جیان کا حاکم تھا، جب اسے مخلوع نے اپنے چچا ابو ربیع بن ابی حفص کے بدلے میں معزول کر دیا تو اس نے باغی ہو کر عادل کی بیعت کر لی جبکہ حاکم قرطبہ ابو العلیٰ کے ساتھ جو عادل کا بھائی تھا، اشبیلیہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں منصور کا بھائی عبدالعزیز اور مخلوع مقیم تھے۔ یوں وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ لیکن البیاسی کے بھائی سید ابوزید بن ابو عبداللہ نے عادل کی بیعت نہیں کی، اور مخلوع کی اطاعت سے وابستہ ہو گیا۔ بعد ازاں عادل مرسیہ سے نکل کر اشبیلیہ گیا۔ اور زید بن یوجان کے ساتھ اشبیلیہ میں داخل ہوا۔ جب مراکش میں یہ اطلاع پہنچی تو موحدین نے مخلوع کے بارے میں اختلاف کیا اور ابن جامع کے معزول کرنے اور اسے ہسکورہ کی طرف جلا وطن کرنے میں جلدی کرنے لگے۔ اس دوران ہنساتہ کی حکومت ابوزکریا یحییٰ بن ابویحییٰ سید ابن ابی حفص نے اور تیممل کی حکومت یوسف بن علی نے سنبھال لی۔ اس نے پھر بحری بیڑے پر ابواسحاق بن جامع کو مامور کیا۔ اور اسے جبل الطارق سے گزرنے سے روکنے کے لئے بھیجا۔ اس نے پھر ہسکورہ سے نکلتے وقت ابن جامع سے سرگوشی کی کہ وہ اس کے متعلق وہاں سے کوئی حیلہ کرے۔ ابھی اس کا کام مکمل نہیں ہوا تھا کہ وہ ربیع سنہ 21 میں ایک خفیہ مکان میں قتل ہو گیا اور یوں موحدین نے عادل کی بیعت کر لی۔ واللہ اعلم۔“

عادل بن منصور کی روداد

جب عادل کو موحدین کی بیعت اور زکریا بن شعید کا خط مخلوع کے قصے کے متعلق پہنچا، تو اس نے البیاسی کی تبدیلی کے ساتھ اس کا موازنہ کیا، پھر اس نے اس کی بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور ظافر کا لقب اختیار کر لیا۔ یوں وہ اپنے کام میں لگ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابو العلیٰ کو اس کے محاصرے کے لئے بھیجا مگر وہ اسے زیر نہ کر سکا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے ابو سعید بن شیخ ابو حفص کو بھیجا مگر وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکا اور اندلس کے حالات عادل کے خلاف ہو گئے۔ بعد ازاں اشبیلیہ اور مرسیہ پر نصاریٰ کی لوٹ مار بکثرت ہو گئی حالانکہ وہ خود وہاں مقیم تھا۔ اس دوران موحدین کی فوجوں نے طلیطلہ میں شکست کھائی اور اس کے خواص نے اسے ابن یوجان کے خلاف برا بیچنے کیا۔ لہذا وہ سببہ کی طرف چلا گیا۔ اس طرح اندلس میں البیاسی کی بات بڑھ گئی اور نصاریٰ اس کے کام پر متغلب ہو گئے۔ اب عادل عدوہ کی طرف گیا اور اپنے بھائی ابو العلیٰ کو اندلس کا حاکم مقرر کر گیا۔ جب وہ حجاز کے علاقے میں مقیم تھا، تو عبور بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص نے اس کے پاس آ کر اسے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے، تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

”جب منصور کو اس حال کا پتہ چلے گا تو زمانہ اس کے پاس ہمدردی کرتے ہوئے آئے گا۔“

اس نے اس شعر کو پسند کیا اور اسے افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا پھر اپنے عم زاد سید ابوزید کو آنے کے متعلق لکھا اور سلا بیچ کر وہاں ٹھہر گیا۔ اس نے پھر شیوخ جشم کے متعلق اطلاع بھیجی کیونکہ ابن یوجان کو امیر خلط ہلال بن حمدان ابن مقدم کے متعلق بڑا فکر تھا۔ اب ابن جرمون جو سفیان کا امیر تھا، پہنچنے میں دیر کرنے لگا۔ اور خلط اور سفیان آ گئے۔ اس دوران عادل جلدی سے جا کر مراکش میں داخل ہو گیا اور اس نے ابوزید بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص کو اپنا وزیر بنا لیا۔ اس کے بعد ابن یوجان پر بدل گیا اور اس کے باطن میں خرابی پیدا ہو گئی، وہ پھر ابن شعبد کی حکومت پر غالب آ گیا۔ اس وقت یوسف بن علی ہنساتہ اور تیممل کا سردار تھا۔ بعد ازاں ہسکورہ اور خلط بھی مخالف ہو گئے اور انہوں نے مراکش کے نواح میں فساد برپا کر دیا۔ ابن یوجان ان کے مقابلے میں نکلا مگر اس سے کچھ نہیں بنا اور انہوں نے بلا دو کالہ کو برباد کر دیا۔ اب عادل نے ان کی طرف ابراہیم بن اسماعیل بن الشیخ

ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے شیخ ابو محمد کی اولاد سے افریقہ میں جھگڑا کیا تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ لیکن اس نے شکست کھائی اور قتل ہو گیا۔ اس کے بعد ابن السید اور یوسف بن علی فوج اکٹھی کرنے اور ہسکورہ کی مدافعت کرنے کے سلسلے میں اپنے قبائل کی طرف چلے گئے۔ ان دونوں نے پھر عادل کو علیحدہ کرنے اور یحییٰ بن ناصر کی بیعت کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے مراکش جا کر محل میں گھس کر اس پر حملہ کر دیا۔ اور اسے لوٹ لیا۔ اس کے بعد عادل سنہ 41 میں عید الفطر کے ایام میں اپنا گلا گھٹنے سے قتل ہو گیا۔

مامون بن منصور کا حکمران بننا اور یحییٰ بن ناصر کے خروج کا بیان

جب مامون کو علم ہوا کہ موحدین اور عربوں نے اس کے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور اشبیلیہ میں اس کی حکومت زبوں حال ہو گئی ہے تو پھر اس کی بیعت ہوئی اور اندلس والوں کی اکثریت نے اسے قبول کر لیا۔ بعد ازاں بلدیہ اور مشرقی اندلس کے حاکم سید ابوزید نے بھی بیعت کر لی۔ اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں کہ موحدین نے عادل کے خلاف بغاوت کر کے اسے محل میں قتل کر دیا تھا پھر اس کے بھائی ناصر بن یوجان کے بیٹے یحییٰ کی خفیہ طور پر بیعت کر لی۔ اس نے پھر حکومت کو بگاڑنے کے لئے کاروائیاں کیں اور انہیں ہسکورہ میں داخل کر دیا، اس وقت عرب مراکش پر غارت گری میں مشغول تھے پھر اس نے موحدین کی فوجوں کو شکست دی۔ اس دوران سعید کو ابن یوجان کے متعلق ایک تدبیر سمجھ آئی تو اس نے اسے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یحییٰ بن ناصر اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا لہذا موحدین نے عادل کو معزول کر دیا اور اپنی بیعت مامون کو بھیج دی۔ اس میں حسن ابو عبد اللہ العریفی اور سید ابو حفص بن ابی حفص نے بڑا کردار ادا کیا۔ جب یحییٰ بن ناصر اور ابن الشہید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے سنہ 26 میں مراکش آ کر انہیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد قاس اور تلمسان کے حکمران محمد بن ابی زید بن یوجان، حاکم سبتہ ابو موسیٰ بن منصور اور اس کے بھانجے حاکم بجایہ ابن الاطالی نے مامون کی بیعت کر لی۔ تاہم حاکم افریقہ بیعت کرنے سے باز رہا۔ اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بات کا سبب امیر کا خود کو ترجیح دینا تھا۔ یوں یحییٰ بن ناصر کی دعوت پر افریقہ میں سبھما سے کے سوا اور کوئی قائم نہ رہا۔ اس کے بعد البیاسی نے قرطبہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اشبیلیہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر مامون اور طاغیہ سے جنگ کی، بعد ازاں وہ فحاطہ اور مسلمانوں کے دیگر قلعوں سے اس کے لئے دست بردار ہو گیا۔ اس کے بعد مامون نے اشبیلیہ کے نواح میں انہیں شکست دی، پھر محمد بن یوسف بن ہود نے حملہ کر کے مرسیہ پر قبضہ کر لیا اور جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے مشرقی اندلس کے بہت سارے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ مامون نے پھر اس پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس پر فتح نہیں حاصل کر سکا لہذا اشبیلیہ واپس آ گیا۔ پھر سنہ 96 میں اہل مغرب کی استدعا پر وہ مراکش کی طرف گیا اور انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں۔ اس دوران ہلال بن حمید نے اسے پیغام بھیجا کہ خلط کا امیر سے بلاتا ہے اور طاغیہ نے نصاریٰ کی ایک فوج سے مدد طلب کی۔ اس دوران اس سے طے کیا کہ مامون اس کی جو شرائط قبول کر لے گا۔ اس کے مطابق وہ اس سے معاملہ کرے گا لہذا وہ پھر عدوہ کی طرف چلا گیا۔ جب اہل اشبیلیہ نے ابن ہود کی بیعت کرنے میں جلدی کی اور یحییٰ بن ناصر نے اسے روکا تو مامون نے اسے شکست دی۔ اس نے اس کے ساتھ جو موحدین اور عرب تھے انہیں قتل کر دیا اور پھر یحییٰ جبل ہنساتہ چلا گیا۔ بعد ازاں مامون الحضرة میں داخل ہو گیا۔ اس نے موحدین کے مشائخ کو بلایا اور گن گن کر انہیں باتیں بتائیں پھر ان کے ایک سو سرداروں کو گرفتار کر کے انہیں مروادیا اور شہروں میں اپنا خط بھجوا دیا کہ سکہ اور خطبہ سے مہدی کا نام مٹا دیا جائے، اذان میں بربری زبان میں اس کی عیب گری کی جائے اور زیادہ تر طلوع فجر کی اذان میں ایسا کیا جائے۔ اس قسم کے اور بھی کئی طریقے بھی مہدی کے ساتھ روار کھے گئے اس نے اپنے ساتھ آنے والے نصاریوں کو مراکش میں ان کی شرط کے مطابق انہیں گرجا بنانے کی اجازت دے دی تو وہ وہاں پر اپنے ناقوس بجانے لگے۔ اس کے بعد اندلس پر ابن ہود قابض ہو گیا تو اس نے باقی ماندہ موحدین کو وہاں سے نکال دیا اور عوام نے بھی انہیں ہر جگہ قتل کر دیا۔ ہنگامے میں سید ابو ربیع بھی قتل ہو گیا جو منصور کے بھائی کا بیٹا تھا حالانکہ مامون نے اسے قرطبہ کا والی بنا کر وہاں چھوڑا تھا۔ بعد ازاں امیر ابوزکریا بن ابی محمد بن الشیخ ابی حفص افریقہ میں خود حکمران بن بیٹھا اور سنہ 27 میں اس کی اطاعت کو چھوڑ دیا۔ لہذا اس نے اپنے عم زاد سید ابو عمران بن محمد الخرصان کو ابو عبد اللہ لمیانی کے ساتھ جو امیر ابوزکریا کا بھائی تھا، بجایہ کا حکمران بنایا۔ جب یحییٰ بن ناصر نے اس پر چڑھائی کی تو شکست کھائی اور پھر دوبارہ شکست

کھائی۔ اس نے پھر اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو الحضرة کے بازاروں میں نصب کر دیا۔ بعد ازاں یحییٰ بن ناصر بلا در عمد اور جلماسہ میں چلا گیا لیکن پھر اس کے بھائی موسیٰ نے مامون کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور سبتہ میں اپنی طرف دعوت دینے لگا۔ اس نے المویذ کا نام اختیار کیا۔ اب مامون مراکش سے چلا تو اسے راستے میں اطلاع ملی کہ بنی فازان اور مکلاہ کے قبیلوں نے مکناہ کا محاصرہ کر لیا ہے اور اس کے نواح میں فساد و خرابی کی ہے لہذا وہ اس کی طرف چل پڑا اور اس کے عادل کو ہٹا دیا۔ وہ پھر سبتہ کی طرف گیا اور تین ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس دوران جب اس کے بھائی ابو موسیٰ نے ابن ہود کے لئے حاکم اندلس سے مدد مانگی تو اس نے اسے اپنے بحری بیڑوں سے مدد دی۔ بعد ازاں یحییٰ بن ناصر نے مامون کے برخلاف الحضرة کا قصد کیا اور سفیائی عربوں اور ان کے سردار، جرمون بن عیسیٰ کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا۔ ان کے ساتھ جعشانیہ کا شیخ ابو سعید بن دانودین بھی تھا۔ انہوں نے پھر وہاں فساد پیدا کر دیا لہذا مامون سبتہ کو چھوڑ کر الحضرة کی طرف گیا لیکن وہ راستے ہی میں سنہ 30 کے آغاز میں وادی ام الربیع میں فوت ہو گیا۔ اس کے مرتے ہی اس کا بھائی سید ابو موسیٰ ابن ہود کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ اور اسے سبتہ پر قبضہ کروا کر فتح دلادی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

رشید بن مامون حکمران بنتا ہے

مامون کی وفات کے بعد اس کے فرزند عبدالواحد کی بیعت کی گئی اور اسے رشید کا لقب دیا گیا لیکن انہوں نے اس کے باپ کی وفات کو چھپائے رکھا اور وہ تیزی کے ساتھ مراکش کی طرف گئے۔ اس دوران یحییٰ بن ناصر ابو سعید بن دانودین کو خلیفہ بنانے کے بعد انہیں راستے میں ملا لہذا انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے۔ رشید نے پھر مراکش پر حملہ کیا تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ رکاوٹ کی لیکن پھر وہ اس کے پاس آئے اور اس کی بیعت پر قائم ہو گئے۔ اس دوران اس کے پاس اس کا چچا ابو محمد سعد بھی آ گیا۔ جسے حکومت میں ایک مقام دیدیا گیا یعنی تمام تدابیر اور حل و عقد کے کام اس کے سپرد تھے۔ اس کے بعد الحضرة میں رشید کے قیام کے بعد ہسا کرہ کا سردار عمر بن وقار مامون کے بچوں اور بھائیوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچا جو اس کے ہاں موجود تھے۔ وہ اشبیلیہ سے اس کے ساتھ اس وقت آئے تھے جب وہاں کے باشندوں نے ان کے خلاف خروج کر دیا تھا۔ وہ پھر سبتہ میں اپنے چچا ابو موسیٰ کے پاس ٹھہر گئے۔ جب ابن ہود سبتہ پر قابض ہو گیا، تو وہ وہاں سے الحضرة میں آ گئے اور ہسکورہ کے پاس سے گزرے۔ اس وقت ابن وقار بٹ، مامون سے بہت محتاط تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی طرف واپس نہیں آئے گا لہذا اس نے ان بچوں کی صحبت اختیار کر لی۔ جب رشید کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے سید ابی محمد سعد اور اس کے ساتھی مسعود بن حمدان کے ساتھ جو خلط کا سردار تھا، اس کی ملاقات کو معلق کر دیا۔ جب سید ابو محمد فوت ہو گیا تو ابن وقار بٹ، اس کی قوم اور پناہ گاہ میں چلا گیا۔ یوں اس نے اختلاف کی نقاب کشائی کی وہ پھر یحییٰ بن ناصر کی دعوت میں شامل ہو گیا اور موحدین کے قبیلے اس کے لئے جمع ہو گئے۔ سنہ 31 میں رشیدان کے مقابلہ میں گیا تو اس نے الحضرة پر اپنے داماد ابو علی اور لیس کو اپنا جانشین بنایا اس نے پھر پہاڑ پر چڑھ کر یحییٰ اور اس کی فوج پر حضور جہ میں اس کی جگہ پر حملہ کر دیا، اور ان کے پڑاؤ پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں یحییٰ بلا جلماسہ میں چلا گیا جبکہ رشید الحضرة میں واپس آ گیا۔ بعد ازاں یحییٰ بن ناصر کے ساتھ جو موحدین تھے، ان میں سے بہت سوں نے رشید سے امان طلب کر لی جو اس نے انہیں دے دی۔ پھر وہ الحضرة چلے گئے۔ ان کا سردار ابو عثمان سعید بن زکریا الکردمبوی اور بقیہ لوگ بھی اس کے ساتھ یہ شرط طے کرنے کے بعد کہ وہ دوبارہ مہدی کے ان قوانین کو جاری کر دے گا۔ جو مامون نے زائل کر دیئے تھے، اس کے پیچھے آ گئے۔ لہذا وہ قوانین دوبارہ نافذ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں میں ابو بکر بن یغری تمیللی، تمیللی کے شیخ یوسف بن علی بن یوسف کی طرف سے اور محمد بن بوزیکن ہستانی، ابو علی بن عزوز کی طرف سے ایلچی بن کر آئے اور اپنے بھیجنے والوں کی طرف قبولیت حاصل کر کے لوٹے۔ اس کے بعد یہ دونوں الحضرة آئے اور ان کے ساتھ یحییٰ کا بھائی موسیٰ بن ناصر بھی آیا۔ ان کے پیچھے ابو محمد بن زکریا بھی آ گیا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے دعوت مہدی کے قوانین کے اعادہ کو فراموش کر دیا۔ اس پر مسعود بن حمدان خلطی کو عمر بن وقار بٹ نے ان ساتھیوں کے خلاف بھڑکا دیا جو دونوں سے تعلق رکھتے تھے اور یہ بائیس میں غلام تھا۔ جلد ہی اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں اتباع اور جماعتوں کو چھوڑ کر خلط کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ لہذا وہ اطاعت کرنے اور آنے میں سستی کرنے لگا۔ اس کے بعد رشید

نے اسے بلانے کے لئے یہ کاروائی کی کہ اپنی فوج کو بلجہ کی طرف اپنے وزیر ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیج دیا یہاں تک کہ ابن حمدان کے لئے نضا خالی ہو گئی اور اس کے تمام شکوک و شبہات زائل ہو گئے۔ پھر وہ اس کے پاس آیا اور اس نے الحضرةؑ جانے میں جلدی کی۔ اس کے ہمراہ عمر بن وقار بطن کا چچا معاویہ بھی آیا لہذا اس نے اسے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا۔ اس نے پھر مسعود بن حمدان کو اختلافی مجلس میں گفتگو کے لئے بلایا، پھر اسے اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اسی وقت حملہ کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ جب رشید نے ان کے متعلق اپنی دلی خواہش پورا کر لی تو اس نے اپنے وزیر اور فوج کو بلجہ سے بلایا اور وہ آگئے۔ جب ان کی قوم کو ان کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی، تو انہوں نے یحییٰ بن ہلال بن حمدان کو اپنا رہنما بنایا۔ اور کئی جہات پر چڑھ دوڑے اور یحییٰ کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے پھر اسے اس کی جگہ قاصیۃ الصحرا سے بلایا۔ بعد ازاں عمر بن وقار بطن نے اس بارے میں ان میں مداخلت کی اور وہ الحضرةؑ کے محاصرے کے لئے چل پڑے۔ وہ پھر فوج ان کے ساتھ لڑائی کرنے کو نکلے اور ان کے ساتھ عبدالصمد بن پلوان بھی تھا۔ پھر ابن وقار بطن کو اس کی فوج میں داخل کر دیا گیا لیکن وہ شکست کھا گئے اور نصاریٰ کی فوج کا گھیراؤ ہو گیا۔ اس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا اور الحضرةؑ کی صورت حال بگڑ گئی۔ رفتہ رفتہ علاقے سے خوراک ناپید ہو گئی۔ اب رشید نے موحدین کے پہاڑوں کی طرف چلے جانے کا فیصلہ کر لیا لہذا وہ ان کی طرف چلا گیا اور وہاں سے سبھما سے جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح مراکش کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اسے یحییٰ بن ناصر اور اس کی قوم نے جو ہسکورہ میں سے تھی اور خلط نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہاں ان کا حکم چلنے لگا اور خلافت کے حالات بدل گئے۔ یوں سلطان پر سید ابو ابراہیم بن ابی حفص جو ابو حانہ کے لقب سے ملقب تھا، غالب آ گیا۔ بعد ازاں سنہ 33 میں رشید سبھما سے مراکش جانے کے ارادے سے نکلا۔ جب اس نے جرمون بن عیسیٰ اور اس کی قوم سے جو سفیان میں سے تھی، بات چیت کی تو وہ وادی ربح کو پار کر گئے۔ بعد ازاں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور فریقین کی لڑائی ہوئی جس میں یحییٰ کی فوج شکست کھا گئی، اور ان میں بہت قتل و ہلاک ہوئی۔ اب رشید فتح مند ہو کر الحضرةؑ میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن وقار بطن نے خلط کو بتایا کہ وہ حاکم اندلس ابن ہود کی مدد کریں۔ اور اس کی دعوت سے وابستہ ہو جائیں لہذا انہوں نے یحییٰ کی بیعت توڑ دی، اور عمر بن وقار بطن کے ساتھ اپنا زور مدد طلب کرنے کے لئے خلط کے پاس بھیجا۔ یوں وہ وہاں پر ٹھہر گیا۔ جب رشید مراکش سے نکلا تو خلط اس کے آگے آگے بھاگ گیا اور فاس کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اپنے وزیر ابو محمد کو غمارہ اور فازاز کی طرف اموال کے جمع کرنے کے لئے بھیجا۔ جب خلط نے یحییٰ بن ناصر کی بیعت توڑ دی تو وہ معقلی عربوں کے پاس چلا گیا، انہوں نے اسے پناہ دی اور اس کی مدد کا وعدہ دیا۔ انہوں نے مطالبات کرنے میں اس پر ظلم کیا اور تازی کی جہت میں اسے فریب کاری سے قتل کر دیا۔ اس کے بعد فاس میں رشید کے پاس اس کے سر کو لایا گیا، تو اس نے اسے مراکش بھیج دیا اور وہاں پر اپنے نائب ابو علی بن عبدالعزیز کو اشارہ کیا کہ وہ ان عربوں کو قتل کر دے جو اس کی قید میں ہیں۔ ان میں عاصم کا شیخ حسن بن زید اور ان کے شیخ ابو جابر کی طرف سے قابل اتباع قائد بھی تھا لہذا اس نے انہیں قتل کر دیا۔ رشید سنہ 34 میں الحضرةؑ واپس آ گیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ حاکم درعد ابو محمد بن دانودین نے سبھما سے پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ اس طرح ہوا کہ جب رشید سبھما سے چلا تو اس نے یوسف بن علی تمیللی کو وہاں پر اپنا نائب مقرر کیا، تو منہاجہ کے ایک باغی نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے اپنے پھندے میں لا کر قتل کر دیا۔ جب اس کا بیٹا راقم بدلے کا مطالبہ کرتا ہوا آیا تو اس نے جو ارادہ کیا تھا، اسے پورا کر لیا۔ اس نے پھر اس خوف سے رشید سے معزول نہ کر دے، خروج کر دیا اور سنہ 32 میں رشید بڑی سرعت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو گیا۔ ابو محمد بن دانودین پھر ہمیشہ ہی اسے بچانے کے لئے تدبیریں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قابو پا لیا اور راقم کو معاف کر دیا۔ جب ابن وقار بطن سنہ 34 میں ابن ہود کی طرف گیا، تو ابن ہود کے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور سلا جانے کا ارادہ کیا جہاں پر رشید کا داماد سید ابو علی حکمران تھا۔ اس نے پھر اس پر متغلب ہونے کی تدبیر کی اور سنہ 35 میں اشبیلیہ کے باشندے نے رشید کی بیعت کر لی اور ابن ہود کی بیعت توڑ دی۔ اس میں عمر بن الجعد نے بڑا کردار ادا کیا۔ بنو حجاج پھر سبتہ کی طرف چلے گئے۔ جب ان کا وفد الحضرةؑ پہنچا تو وہ اپنے راستے میں سبتہ کے پاس گزرے۔ وہاں کے باشندوں نے رشید کی بیعت کرنے میں ان کی اقتداء کی اور اپنے امیر الیانشی کو معزول کر دیا جو ابن ہود کا باغی تھا۔ اس کے بعد وہ الحضرةؑ آئے۔ رشید نے ان میں سے ابو علی بن خلاص ان کا حاکم مقرر کیا۔ لہذا اس نے انہیں ابن وقار بطن پر اختیار دیدیا اور اسے اپنے ایلچیوں کے ایک وفد میں رشید کی طرف بھیجا۔ اس طرح باز مور گرفتار ہو گیا اور اسے اونٹ پر بٹھا کر گھمانے کے بعد قتل کر کے ہسکورہ کے قلعے میں صلیب دیدیا گیا۔ اب اشبیلیہ اور سبتہ کے وفد واپس آ گئے۔ رشید نے پھر خلط کے رؤساء کو بلا کر انہیں پکڑ لیا۔

بعد ازاں اس نے اپنی فوجوں کو بھیجا جنہوں نے ان کے خیموں، ہتھیاروں اور قبیلوں کو لوٹ لیا۔ اس نے پھر ان کے سرداروں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ ان کے ساتھ ابن وقارب بھی قتل ہو گیا۔ ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اس دوران سنہ 36ء میں محمد بن یوسف بن نصر بن احمد جو اندلس میں ابن ہود کا باغی تھا، اس کی بیعت پہنچی اور سنہ 37 میں مغرب میں طاقت بڑھ گئی۔ بعد ازاں بنو مرین منتشر ہو گئے اور اس نے ان پر چڑھائی کی۔ انہوں نے اسے شکست دی پھر اس نے دوسری اور تیسری بار چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی۔ یوں وہ دو سال تک ان سے لڑائی کرتا رہا اور پھر الحضرہ کی طرف لوٹ آیا۔ یوں مغرب میں بنی مرین کے مظالم بڑھ گئے۔ انہوں نے پھر مکناہ پر دباؤ ڈالا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان میں سے بنی حمامہ کو اور بنی عسکر کو پیچھے ہٹا دیا۔ سنہ 37 میں رشید نے اپنے کاتب ابن المومیانی کو ایک سردار کے ساتھ ملے ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا، وہ عمر بن عبدالعزیز تھا جو منصور کا بھائی تھا۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس نے اسے ایک خط لکھا تھا لیکن اپنی نے غلطی سے اسے خلیفہ کے گھر میں پھینک دیا۔ اس کے بعد سنہ 40 میں محل کی ایک نہر میں رشید ڈوب کر فوت ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب اسے پانی سے نکالا گیا تو اسے اس وقت بخار ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سعید بن مامون کا بیان

جب رشید فوت ہو گیا تو ابو محمد بن دانودین کے ذریعے سے اس کے بھائی ابوالحسن سعید کی بیعت لی گئی۔ اس نے مقتدر باللہ کا لقب اختیار کیا اور ابواسحاق بن سید ابوالبرہیم اور یحییٰ بن عطوش کو اپنا وزیر بنایا۔ اس نے موحدین کے جملہ سرداروں کو گرفتار کر کے ان کے اموال کا صفایا کر دیا۔ اور پھر چشم کے عرب رؤساء کو اپنا جانشین بنایا۔ اس نے ان سب کو اپنی حکومت پر غالب کر دیا۔ سفیان کا سردار، کانون بن جرمون محکمہ کا نمبر سردار تھا۔ اس کی بیعت کے آغاز ہی میں حاکم سبتہ ابوعلی بن الخلاصی البلسی نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اسی طرح اہل اشبیلیہ نے بھی کیا، سب نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں سبھاسہ میں عبداللہ بن زکریا الحضر و جی حاکم افریقہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا۔ لہذا اس وجہ سے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا نے تلمسان پر جلدی سے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اس نے تعمیر اس کو تلمسان کا امیر مقرر کیا۔ اس دوران سعید، مراکش سے سنہ 42 میں بلاد مغرب کو ہموار کرنے کے لئے نکلا۔ سعید بن زکریا الکردمیوی پر پھر بدل گیا اور اسے نانسفت میں اس کے پڑاؤ سے جا پکڑا۔ اس کے دوران اس کا بھائی ابوزید بھاگ گیا اور اس کے ساتھ ابوسعید العود الرطب بھی تھا۔ پھر وہ سبھاسہ چلے گئے لہذا مراکش میں ان کے اموال کا صفایا ہو گیا اور وہ سبھاسہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ اس نے پھر اس کے والی عبداللہ الحضر و جی کو اسباب امتناع میں پکڑ لیا۔ لہذا ابوزید بن زکریا الکردمیوی نے اس سے خیانت کی اور اہل سبھاسہ کو اس کے خلاف خروج کرنے میں شامل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے رشید سے اس کے لئے مدد طلب کی۔ لہذا وہ پہنچا تو اس نے الحضر و جی کو قتل کر دیا اور ابوسعید العود الرطب پھر تونس کی طرف بھاگ گیا۔ سعید پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور سعید بن زکریا قتل ہو گیا۔ وہ العفر قدہ میں اتر ا جو فاس کے وسطی علاقوں میں سے ہے اور اس نے بنی مرین کے ساتھ صلح کر لی۔ اس نے پھر مراکش کی طرف واپس آ کر، ابو محمد بن دانودین کو گرفتار کر لیا، اور اسے باز مور نے قید کیا۔ اس نے اس کے ساتھ یحییٰ بن مزاحم اور یحییٰ بن عطوش کو ابن ماکسن کی نگرانی کے لئے قید کر دیا، تو اس نے قید خانے سے بھاگنے کے لئے ایک تدبیر کی اور رات کو بھاگ کر کانون بن جرمون کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اسے سوار کروا کر اس کے ساتھ سفیانی عربوں کے کچھ لوگ بھیجے جو اسے اس کی قوم ہنتانہ کے پاس پہنچا دیں۔ سعید نے بعد ازاں اس سے مرسلت کی، اسے ٹھہرایا اور عذر پیش کیا۔ اس نے پھر اسے اپنی عملداری کے قلعوں میں سے تاقیوت میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کرنے میں مدد دی۔ اس دوران کانون بن جرمون اور سفیان نے سعید کے خلاف خروج کر دیا۔ اور بنو جابر اور خلط ان کی مخالفت میں اس کے پاس آ گئے۔ اس نے پھر مراکش پر ابواسحاق بن سید ابی ابراہیم اسحاق کو جو منصور کا بھائی تھا، اپنا وزیر بنایا اور اپنے بھائی ابوزید کو مراکش پر اور ان دونوں کے بھائی ابو حفص عمر کو سلا کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ وہ پھر مراکش سے چلا گیا۔ اس دوران ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اس کے لئے بنی راشد اور بنی درار سفیان کی فوجیں جمع کیں یہاں تک کہ جب دونوں فریق لڑائی کے لئے ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو کانون بن جرمون کے قانون موحدین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے از مور کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ سعید

نے اس کا تعاقب کیا لیکن پھر واپس آ گیا اور کانون بھاگ گیا۔ سعید نے اسے روکا، اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی قوم سفیان نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس نے اس کے مال مویشی پر قبضہ کر لیا۔ کانون پھر بنی مرین کے ایک دستے میں چلا گیا اور سعید الحضرة کی طرف لوٹ آیا۔ بعد ازاں سنہ 43 میں مکناسہ میں عوام سعید کے والی کے خلاف بھڑک اٹھے اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے ان کے سرداروں کو اس کی سطوت سے ڈرایا تو انہوں نے حاکم افریقہ امیر ابوز کریا بن ابی حفص کو حکومت دے دی اور اپنی بیعتیں بھی اسے بھیج دیں۔ یہ سب کچھ امیر بن مرین ابو یحییٰ بن عبدالحق کی مداخلت اور ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے ہوا۔ انہوں نے پھر ابو یحییٰ بن عبدالحق کو مال دینے کی شرط کی جو انہوں نے بچاؤ کی صورت میں اسے دیا۔ انہوں نے اپنے معاملے کے متعلق گفتگو کی اور اپنے صلحا کو ان کی بیعت کے لئے بھیجا تو سعید ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ اس سال اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے حاکم افریقہ امیر ابوز کریا کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی۔ جبکہ ابن خلاص نے اپنے بحری بیڑے میں ان کے ساتھ اپنا ہدیہ بھیجا جو بد قسمتی سے بندرگاہ سے چلتے ہی غرق ہو گیا۔ 27 رمضان سنہ 46 میں طاغیہ نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا۔ تلمسان پر غالب آنے کے وقت سید کو جب پتہ چلا کہ اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے ابوز کریا کی بیعت کر لی ہے، تو اس نے تمیر اس کو اس کی دعوت دینے کا حکم دیا۔ اس نے پھر اہل مکناسہ اور اہل جلماسہ کے بیعت کر لینے سے تلمسان اور پھر افریقہ تک اپنی نظر دوڑائی اور ذوالحجہ سنہ 45 میں مراکش کی طرف چلا گیا، تو اسے کانون بن جرمون ملا۔ اس نے اس کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ اب سفیان قبیلہ اکٹھا ہو کر دیگر قبائل چشم کے ساتھ سعید کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ جب سعید تازی میں اترتا تو اسے بنی مرین کے امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کی طرف سے ایک وفد ملا جنہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور پھر اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک فوج بھی اس کے ساتھ بھیجی۔ اس کے بعد سعید نے تلمسان پر حملہ کر دیا اور اس کی وفات تا مزر وکت میں بنی عبدالواہد کے ہاتھوں صفر سنہ 46 میں ہوئی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ خلط کی مداخلت سے ہوا تھا لہذا انہوں نے محلہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے دشمن کانون کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد فوج مغرب کی طرف چل پڑی اور عبداللہ بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی۔ اس دوران تازی کی جہات میں بنو مرین نے انہیں روکا اور عبداللہ بن سعید کو قتل کر دیا۔ وہ پھر ایک رستے مراکش میں چلا گیا اور اس نے المرتضیٰ کی بیعت کر لی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

المرتضیٰ کی حکومت کا بیان

سعید کے فوت ہونے کے بعد فوج کا ایک دستہ مراکش چلا گیا۔ بعد ازاں موحدین نے سید ابی حفص عمر بن سید ابی ابراہیم اسحاق اور منصور کے بھائی کی بیعت پر اجتماع کر لیا، اور انہوں نے پھر اسے سلا سے طلب کیا۔ اس دوران اسے ان کا وفد راستے میں تا منا میں ملا اور اس کے ساتھ عرب کے شیوخ بھی تھے لہذا انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے المرتضیٰ کا لقب اختیار کیا۔ اس نے پھر یعقوب بن کانون کو بنی جابر اور اپنے چچا، یعقوب بن جرمون کو سفیانی عربوں پر والی مقرر کیا حالانکہ اس کی قوم بھی اس سے قبل اسے اپنا رہنما بنا چکی تھی۔ اس نے پھر الحضرة میں آ کر ابو محمد بن یونس کو وزیر بنایا اور سعید کے خاص آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران اس کا بھائی ابو اسحاق رستے میں سے جلماسہ کے راستے کو اختیار کئے ہوئے پہنچ گیا، تو اس نے اسے وزیر بنالیا اور اس پر بھروسہ و اعتماد کیا۔ بعد ازاں ابو یحییٰ بن عبدالحق اور بنو مرین نے ابوس کے بھائی سید ابی علی کے ہاتھ سے تازی کے قلعے کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ سعید فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر اسے وہاں سے نکال دیا اور وہ مراکش چلا گیا۔ اور جیسا کہ ان حالات میں بیان کیا جاتا ہے، انہوں نے اس کے بعد سنہ 47 میں فاس شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسی سال سبتہ پر ابو القاسم العزنی نے حملہ کر دیا اور سبتہ کے والی ابن الشہید کو حاکم افریقہ امیر ابوز کریا کی قرابت سے نکال دیا۔ اور جیسا کہ حفصی حکومت اور بنی العزنی کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، اس نے دعوت کو المرتضیٰ کی جانب پھیر دیا۔ اس کے بعد سنہ 47 میں المرتضیٰ کے پاس موسیٰ بن زیان الونکاسی اور اس کا بھائی علی بن مرین کے قبیلوں سے وفد بن کر آئے اور انہوں نے اسے عبدالحق کے ساتھ لڑائی کرنے پر اکسایا۔ لہذا یہ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب یہ امان ایملولی تک پہنچا، تو یعقوب بن جرمون نے آپس میں صلح کے فیصلے کی بات مشہور کر دی۔ لہذا یہ کوچ کرنے لگے، ان کے دلوں پر گھبراہٹ غالب آ گئی وہ منتشر ہو گئے۔ یوں بغیر لڑائی کے شکست ہو گئی۔ المرتضیٰ نے الحضرة پہنچ کر کسی بات کی وجہ سے جو اسے معلوم ہوئی تھی، ابو محمد بن یونس کو معزول کر دیا اور اسے

اپنے خواص کے ساتھ راویوں میں ٹھہرایا۔ اس کے راویوں میں سے علی بن بدر سنہ 51 میں سوس کی طرف بھاگ گیا۔ اور اعلانیہ طور پر عناد کا اظہار کرنے لگا۔ جب سلطان نے اس کی طرف فوج بھیجی، تو وہ واپس آگئی اور اس پر کامیابی حاصل نہیں کر سکی۔ آخر سنہ 52 میں اس کی حکومت کا معاملہ دگرگوں ہو گیا، اس نے ابثنات کے لہراب اور بنی حسان کو اکٹھا کر کے تارودانت سے لڑائی کی اور جو آدمی بھی وہاں موجود تھے، ان کا محاصرہ کر لیا۔ بعد ازاں مرتضیٰ نے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی تو وہ وہاں سے چلا گیا لیکن پھر ان کی واپسی کے بعد اسی حال پر واپس آ گیا۔ اس دوران مرتضیٰ کو ابن یونس کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کی تحریر سے اطلاع مل گئی۔ جو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے بھیجی تھی لہذا اسے اور اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد اسی سال میں اسے قتل کر دیا گیا اس سال خلط کے مشائخ نے الحضرة سے استدعا کی اور جو لوگ ان میں سے سعید کے قتل میں شامل تھے، انہیں قتل کر دیا۔ اسی سال ابو الحسن بن لیث موحدین کی ایک بڑی فوج کے ساتھ نامنا کی طرف آیا تا کہ عربوں کے احوال کو واضح کرے۔ اس کے ساتھ یعقوب بن جرمون بھی تھا۔ یہ دیکھ کر المرتضیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ بنی باجر کے شیخ یعقوب بن محمد بن قسطون کو گرفتار کرے، تو اس نے اسے اور اس کے وزیر مسلم کو گرفتار کر کے انہیں پابجولاں الحضرة کی طرف بھجوا دیا۔ اس کے بعد سنہ 53 میں المرتضیٰ فاس اور اس کے نواح کو بنی مرین کے ہاتھوں سے واپس لینے کے لئے مراکش سے نکلا کیونکہ انہوں نے ان علاقوں پر قبضہ کیا ہوا تھا لہذا وہ بنی بہلول کے پاس پہنچا۔ بعد ازاں بنو مرین اور ان کے امیر ابو یحییٰ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس مقام پر موحدین کو شکست ہوئی۔ المرتضیٰ شکست کھا کر مراکش واپس آ گیا اور اپنے باقی ماندہ دنوں میں بنی مرین پر نظر رکھتا رہا۔ بعد ازاں العزنی سبتہ میں اور ابن الامیر طنجه میں خود کو ترجیح دے کر حاکم بن بیٹھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعد ازاں سنہ 55 میں المرتضیٰ نے موحدین کی ایک فوج ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیجی جسے علی بن بدر نے لڑائی کر کے شکست دیدی اور سوس میں خود حاکم بن بیٹھا۔ اس سال ابو یحییٰ بن عبدالحق نے سبلماسہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے والی عبدالحق بن امکو کو اپنے ایک غلام محمد الفطرائی کے ذریعے سلا کے نواح میں گرفتار کر لیا۔ الفطرائی نے ابو یحییٰ کے ساتھ یہ شرط کی تھی کہ وہ اسے سبلماسہ کا والی بنائے گا۔ لہذا اس نے اپنی شرط پوری کر دی اور اس کے ساتھ بنی مرین کے آدمیوں کو بھی وہاں بھیجا۔ جب یحییٰ بن عبدالحق فوت ہو گیا، تو محمد الفطرائی نے انہیں باہر نکال دیا۔ اور خود سبلماسہ کا حاکم بن بیٹھا۔ وہ پھر دوبارہ المرتضیٰ کی دعوت کا پرچار کرنے لگا۔ اس نے معذرت کی اور اس سے بھی اپنی مخصوص حکومت کی شرط لگائی تو اس نے احکام شریعت کے سوا اس کی شرط کو پورا کر دیا۔ اس نے پھر الحضرة سے ابو عمر بن حجاج اور بعض سادات کو اس قضیہ پر غور کرنے کے لئے اور نصاریٰ کے لئے ایک جرنیل کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ یوں اب ابن حجاج نے الفطرائی کے قتل کے لئے تدبیر کی اور نصاریوں کے جرنیل نے اس کی ذمہ داری لی۔ بعد ازاں سید نے مرتضیٰ کی دعوت سے سبلماسہ کی حکومت اپنے لئے خاص کر لی اور اس اثناء میں بنی مرین کی دعوت مضبوط ہو گئی۔ اس دوران یعقوب بن عبدالحق تامنا کے میدانوں میں اتر لہذا مرتضیٰ نے ان کی طرف موحدین کی فوجوں کو یحییٰ بن دانودین کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد وہ وادی ام رنج کی طرف بھاگ گئے۔ جب موحدین نے ان کا تعاقب کیا تو وہ ان کی طرف واپس آ گئے۔ اس کے بعد بنو جابر نے ان سے خیانت کی، موحدین نے دو آدمیوں کے حکم سے شکست کھائی اور خلط کا سردار عیسیٰ بن علی بن مرین کے ساتھ جا ملا۔ بعد ازاں وہ اپنے وطنوں کو واپس کوچ کر گئے۔ مرتضیٰ نے یعقوب بن جرمون کو قبائل سفیان سے مقدم کیا، اس کے بھائی کانون کا بیٹا یعنی محمد اپنی قوم کی سرداری میں اس کا مقابلہ کرتا تھا اور اس سے تنگی محسوس کرتا تھا۔ اسی لئے اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائیوں مسعود اور علی نے ایک بیابان اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ بعد ازاں مرتضیٰ نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمن کو حاکم مقرر کیا۔ لہذا اس نے یوسف بن وازرک اور یعقوب بن علوان کو وزیر بنا دیا اور خود لذات میں منہمک ہو کر رہنے لگا۔ اس دوران وہ اطاعت توڑ کر بنی مرین سے جا ملا۔ لہذا اس نے اس کی جگہ عبداللہ بن جرمون کو حاکم مقرر کیا۔ مرتضیٰ نے پھر ابو زمام کو حاکم بنایا لیکن پھر اس کے عجز کو دیکھ کر اس کے بھائی مسعود کو حکومت دیدی۔ اس دوران امرائے خلط میں سے عواج بن ہلال بنی مرین کو چھوڑ کر مرتضیٰ کی اطاعت میں آ گیا۔ لہذا اس نے اس کے اصحاب کو بھی مراکش میں اس کے ساتھ اتارا۔ اور اس کے پیچھے پیچھے عبدالرحمن بن یعقوب بن جرمون آ کر عواج کو گرفتار کر لیا۔ انہوں نے اسے علی بن ابی علی کے پاس بھجوا دیا، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے ساتھ ساتھ عبدالرحمن بن یعقوب اور اس کے وزیر کو بھی گرفتار کر لیا، یوں وہ سب کے سب قتل ہو گئے۔ بعد ازاں سفیان کی سرداری مسعود بن کانون نے اور بنی جابر کی سرداری اسماعیل بن یعقوب بن قسطون نے اپنے لئے خاص کر لی۔ اس کے بعد سنہ 60 میں واقعہ ام

الرجلیں سے یحییٰ بن داؤدین کی واپسی کے وقت موحدین کی ایک فوج محمد بن علی الزلماط کی نگرانی کے لئے سوس کی طرف گئی تو علی بن بدر نے اس سے لڑائی کی، یوں اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ نے علی بن بدر کی لڑائی کی ذمہ داری وزیر ابی زید بن زکنت کو سونپی اور اس کے ساتھ ایک فوج بھیجی جس میں نصرانی رہنما دخلب بھی شامل تھا۔ یوں فریقین کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی مگر موحدین کو اس میں باوجود اپنی کثرت صبر حسن ابتلاء کے غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ لہذا ان سے دخلب کی سستی اور وزیر کی اطاعت سے اس کی بغاوت نے سب کچھ چھین لیا۔ جب اس نے یہ بات مرتضیٰ کو لکھی تو اس نے اسے طلب کیا اور پھر ابو زید بن یحییٰ اسکد میوی کو اسے راستے میں روکنے اور اسے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ اس دوران سنہ 62 میں یعقوب بن عبدالحق بن مرین کی فوج کے ساتھ آیا اور انہوں نے مراکش سے لڑائی کی۔ یوں مراکش کے باہر موحدین اور ان کے درمیان مسلسل کئی روز تک لڑائی ہوئی جس میں عبداللہ العجون بن یعقوب ہلاک ہو گیا، تو مرتضیٰ نے اس کے باپ کی طرف تعزیت کی چٹھی بھیجی اور اس سے ملاطفت کی۔ اس نے اس کے لئے خراج مقرر کیا جسے وہ ہر سال اسے بھجواتا لہذا وہ راضی ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر وہاں سے کوچ کر گیا۔ واللہ اعلم۔

مراکش پر ابی دبوس کا غلبہ، مرتضیٰ کا مرنا اور اس کی حکومت کا بیان

جب العجون کی وفات کے بعد بنو مرین مراکش سے چلے گئے تو الحضرت سے اس کی لڑائیوں کے سالار ابوالعلی الملقب بابی دبوس ابن السید ابی عبداللہ محمد بن السید ابی حفص بن عبدالمومن نے ایک چغلی کی وجہ سے جس نے مرتضیٰ کے ہاں بڑا مقام حاصل کر لیا تھا۔ لہذا اس کے چچا سید ابی موسیٰ عمران بن عبداللہ بن خلیفہ کے بیٹے نے اس کی مصاحبت کی لہذا یہ دونوں ہسکورہ کے عظیم سردار مسعود بن کلداسن کے پاس چلے گئے۔ اس نے اسے پناہ دیدی پھر وہ فاس میں یعقوب بن عبدالحق کا دادخواہ بن کر اس کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ کمیشن اور ذخیرے میں تقسیم کی شرط کر لی اس نے پھر اسے مالی امداد دی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پانچ ہزار عسری دینا رہتے۔ اس نے پھر ابن علی خلطی کی مدد کرنے اور ہتھیار دینے کا اشارہ کیا تو علی بن ابی علی خلطی کی طرف لوٹ آیا لہذا اس نے اسے اپنی قوم سے مدد دی پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور اپنے ساتھی مسعود بن کلداسن کے ہاں اترا یوں قبائل ہسکورہ اور ہزرجہ نے اس کی اطاعت کی۔ انہوں نے پھر اس کی طرف منہاجہ کے عظیم سردار عزوز بن بیورک کو از مور کی جانب بھیجا۔ جو کہ یعقوب بن عبدالحق کے حملے تک مرتضیٰ کی اطاعت سے منحرف تھا۔ بعد ازاں اس کے پاس سرداروں، موحدین، فوج اور نصاریٰ کی ایک جماعت گئی۔ اس دوران مرتضیٰ کو سفیان کے سردار مسعود بن کانون اور بنی جابر کے سردار اسماعیل بن قسطون کے متعلق شبہ پڑ گیا۔ لہذا اس نے دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اب ان دونوں کی قوم کے بہت سے آدمی ابی دبوس کے پاس گئے۔ اور اسماعیل اپنے قید خانے میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی نے بغاوت کر دی اور ان کے ساتھ جاملا اور علوش بن کانون بھی اپنے بھائی کے متعلق اسی قسم کے سلوک سے ڈر گیا۔ یوں اس نے ان کا پیچھا کیا پھر ابوالعلی نے مراکش پر چڑھائی کی۔ جب وہ اغمات پہنچا تو وہاں اس نے وزیر ابو یزید بن بکیت اس کی حفاظتی فوجوں میں دیکھا لہذا اس نے اس سے لڑائی کی اور ابن بکیت کو شکست ہوئی۔ اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ ابودبوس پھر مراکش کی طرف چلا گیا۔ پھر علوش بن کانون نے باب اسریت پر غارت گری کی۔ حالانکہ لوگ نماز جمعہ ادا کر رہے تھے۔ اس نے اپنا نیزہ اس کے کواڑوں میں گاڑ دیا۔ بعد ازاں سنہ 65 کا سال آ گیا۔ مرتضیٰ ابودبوس کے کاموں سے غافل ہو کر مراکش میں بیٹھا تھا اور دوسری طرف فصیلیں محافظوں اور پہریداروں سے خالی ہو چکی تھیں۔ اب ابودبوس نے باب اغمات کا قصد کیا اور وہاں سے دیوار پھاند کر شہر میں غفلت کی حالت میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر قصبہ کا قصد کیا اور باب طبول سے اس میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ بھاگ گیا۔ اس کے ساتھ وزیر ابو یزید بن لیلو کولی۔ اور ابو موسیٰ بن عزوز الخعشانی بھی تھے۔ لہذا یہ ہنستانہ کے پاس چلے گئے، انہیں اکٹھا کیا اور ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد وہ کدمیوہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اور اپنے راستے میں علی بن زکدان الوانکاسی کے پاس سے گزرا جو اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کی طرف آ رہا تھا یعنی ابھی تک اس کے پاس پہنچا نہیں تھا۔ لہذا مرتضیٰ اس کے ہاں اتر پڑا اور اس کے ساتھ کدمیوہ گیا۔ جہاں اس کا وزیر ابو یزید عبدالرحمن بن عبدالکریم رہتا تھا۔ جب اس نے اس کے ہاں جانے کا ارادہ کیا، تو ابن سعد اللہ نے اسے روکا اور وہ شغشاوہ کی طرف چلا گیا، جہاں اس نے کئی اونٹ دیکھے۔ آخر علی بن زکدان نے وہ اونٹ اسے دے دیئے اور ابن دانودین کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو اور ابن عطوش کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو لے کر اس کے ساتھ مل جائیں، یوں وہ دونوں الحضرة کی طرف چل پڑے۔ اس کے بعد ابودبوس نے علی بن زکدان کو خطاب کیا اور اپنے پاس آنے کے لئے رغبت دلائی تو مرتضیٰ اس بات سے شک میں پڑ گیا۔ اور وہ از مور چلا گیا۔ لیکن اس کے والی ابن عطوش نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی طرح اس کے داماد کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جب یہ خبر ابودبوس تک پہنچ گئی، تو اس نے اپنے وزیر سید ابو موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ اس سے خط و کتابت کرے کہ ذخیرے کی جگہوں کا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ان کے پاس کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔ اور اس پر حلف بھی اٹھایا۔ اور پھر رحم کی درخواست کی۔ اب ابودبوس نے اس پر مہربانی کی اور یہ اہل کی طرف مائل ہو گیا۔

اس نے اپنے وزیر ابو موسیٰ اور مسعود بن کانون کو بھیجا کہ وہ اس کے پاس لے آئیں جب اسے انہی سرداروں کے بتانے سے معلوم ہوا کہ وہ اس کے پاس نہیں آئے گا، تو اس نے سید ابو موسیٰ کو اس کے قتل کرنے کے لئے خط لکھا۔ لہذا اس نے اسے قتل کر دیا اور اب ابودبوس نے مستقل حکومت قائم کر لی۔ اس نے واثق باللہ اور معتمد علی اللہ کے لقب اختیار کر لئے۔ اس نے پھر سید ابو موسیٰ اور اس کے بھائی سید ابوزید کو اپنا وزیر بنایا اور خوب بخشش کی۔ اس نے پھر ریاستوں کے متعلق سوچ بچار کی اور رعیت سے ٹیکس اٹھا دیئے۔ اس دوران اس کے اور مسعود بن کلداسن کے درمیان وحشت پیدا ہو گئی۔ لہذا وہ اس کے ازالہ کے لئے اس کے پاس گیا۔ بعد ازاں عبدالعزیز بن عطوش سفیر بن کر اس کے پاس آیا اور اسے پتہ چلا کہ یعقوب بن عبدالحق تامنا میں اتر ہے۔ لہذا اس نے حمید بن مخلوف ہسکوری کو ہدیہ دے کر اس کے پاس بھیجا تو اس نے ہدیہ کو قبول کر لیا۔ بعد ازاں ان کے درمیان پختہ معاہدہ ہو گیا اور وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا اور حمید واثق کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے مسعود بن کلداسن کی اطاعت میں عبدالعزیز بن عطوش کے پہنچنے پر اتفاق کیا۔ لہذا ابودبوس بلا حجابہ پر ابو موسیٰ بن عزوز کو امیر مقرر کرنے کے بعد مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ اسے راستے میں عبدالعزیز بن السعید کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے اور ابن مکیت اور ابن کلداسن نے اسے ملک میں داخل کیا ہے۔ لہذا انہوں نے اس کی بیماری پر صبر کیا۔ اور حملے میں ان کی حالت کو بدل دیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

ہسکورہ کا بیان

قبائل معاہدہ میں سے یہ سب سے زیادہ اکثریت والے ہیں۔ ان کے بہت سے بطون یہ ہیں۔ جن میں سب سے بڑا بطن ہسکورہ ہے۔ ان کے سوا جو بطون نفیسہ کی طرح ہیں، انہیں حکومت نے اپنی موافقت اور اپنی مشکلات کے حل کرتے ہوئے ختم کر دیا ہے۔ لہذا ان کے جوان اپنے سے پہلی قوموں کے طریقے پر چلتے ہوئے ہلاک ہو گئے۔ ہسکورہ کو موحدین کے درمیان اپنی کثرت اور غلبے کے باعث ایک مقام اور عزت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ وہ صاحب قوت بھی تھے لیکن وہ ان کی آسائش اور مرفہ الحال میں شامل نہیں ہوئے۔ جس پہاڑ کو انہوں نے اپنا وطن بنایا ہے اس کے ذریعے انہوں نے پر شور آفاق اونچے ٹیلوں اور بلند پہاڑوں سے پناہ لی ہے۔ یوں اس نے اپنے ہاتھ سے افلاک کو چھو لیا ہے۔ اور ستاروں کو اپنی مانگ میں سجا دیا ہے، اپنی چادر میں بادلوں کو لپیٹ دیا ہے۔ اس نے تند و تیز اور سیاہ ہواؤں کو پناہ دی ہے اور آسمانی خبروں کی طرف اپنے کان لگائے ہیں۔ اس نے بحر اخضر پر اپنی شاخوں سے سایہ کر دیا ہے اور بلاد سوس میں صحرا تک اس کی پشت کے پیچھے ہو گیا ہے۔ اس نے درن کے باقی ماندہ پہاڑوں کو اپنی گود میں ٹھہرا دیا ہے۔ لیکن جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنو مرین تمام مصادہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں ذلیل کر دیا۔ یوں وہ ان کے غلبہ کے سامنے جھک گئے اور اطاعت کے لئے انہیں اپنا ہاتھ دیدیا۔ بعد ازاں ہسکورہ کے لوگ اپنے قلعے کی پناہ میں آ گئے اور اس کی مضبوطی کی وجہ سے قوی ہو گئے۔ لہذا نہ وہ ان میں خدمت میں داخل ہوئے اور نہ انہیں اپنی اور نہ ہی ان کی دعوت کا جھنڈا بلند کیا، یہ سب تو صرف ان کی حکومت کی مخالفت اور ان کی بات نہ ماننے کی وجہ سے تھا۔ جب فوجیں ان کے ساتھ نبرد آزما ہوئیں، تو وہ انہیں غیر واجب اطاعت پر زور ڈالتا، ٹیکس زبردستی لیتا اور اس کے باوجود ان کا سردار اپنے لئے ٹیکس لیتا اور اپنی حفاظت کے لئے انہیں تنگیوں میں ڈالتا۔ بسا اوقات وہ انہیں جبل کے بعض قبیلوں اور سوس کے میدانوں میں اپنے قریب رہنے والے لوگوں کے پاس بھیجتا، اس طرح وہ اپنی قوم ہسکورہ اور نفیسہ کے ایک آدمی کے لئے ارض سوس میں رہنے والے عربوں اور سفیان جو حارث کا بطن ہیں اور معقل جو الشبانات کا بطن ہیں، ان سے بہت سے آدمیوں کو جمع کر لیتا۔ عبدالمومن بن یوسف کے خاتمے کے بعد ہمارے بیان کے عبدالواحدان کا سردار تھا۔ انہوں نے پھر عجمیوں کی زبان کو درست کر دیا اور اسے تخصیص اور بہادری میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ اس کی وفات سنہ 680 میں ہوئی اور وہ بڑا صاحب علم تھا۔ ایک جماعت اس کی کتب کو یاد کرنے والی تھی۔ وہ فروع فقہ کا حافظ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ فلسفہ کا دلدادہ، علم کیمیا، سیمیا، بحر اور شعبہ بازی کے نتائج کا حریص اور قدیم شرائع اور ساری نازل شدہ کتب سے واقفیت رکھتا تھا۔ وہ یہود کے علماء حتیٰ کہ ان کے رہنماؤں کے ساتھ مجالست کرتا تھا۔ لہذا اس پر دین سے بے رغبتی کا اتہام لگایا گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبد اللہ حکمران بنا جو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ اسے بھی خصوصاً سحر اور صنعت کیمیا کے حصول کا بہت شوق تھا۔ جب سلطان ابوالحسن اپنے بھائی عمر کے معاملے سے فارغ ہوا۔ اور مغرب کے فتنے کو فرو کر دیا تو اس کے اطراف

پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کے بعد قلعے میں فوجوں کے ساتھ اتر پڑا۔ بعد ازاں اس کے میدانوں کو بغیر اس کے کہ پیچھے سے اعراب سوس ان کی مدد کریں، اس کی فوجوں نے روند ڈالا۔ کیونکہ اسے ان کے علاقے پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ یہ ان کی اطاعت کا اقتضاء تھا۔ لہذا اس نے اپنے عمال کو فوجوں کے ساتھ ان کے درمیان اتار دیا۔ یوں عبداللہ نے معروف اطاعت کے ذریعے اس سے خلاصی حاصل کی، اس میں اپنے بیٹے کو رہن لکھا اور سلطان کے ساتھ تحائف اور مہمانی کی شرط کی جو اس نے قبول کر لی۔ اس نے پھر اسے اپنی رضامندی دے دی اور جب قیروان میں سلطان کو مصیبت نے آ لیا، اور مغرب لڑائی سے مضطرب ہو گیا، اور مراکش بلاد کی فضا مشائخ سے خالی ہو گئی تو مصادمی سرداروں نے مراکش جانے اور اسے برباد کرنے پر اتفاق کیا، کیونکہ وہ دارالامارت اور فوجوں کے اجتماع کا مقام تھا۔ عبداللہ سیکسوی نے بھی اس فیصلے کے نفاذ کا ارادہ کیا۔ اس نے پھر تخریب مساجد کا کام اپنے ذمے لیا کیونکہ وہ مساجد سے دور رہنا چاہتے تھے اور جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ فاس میں حکومت کے قیام اور سلطان ابو عنان پر بنو مرین کے اتفاق سے ان کا جوش کمزور پڑ گیا۔ اور ان میں افتراق پیدا ہو گیا لہذا اب ان میں سے ہر ایک اپنے بھٹ سے داخل تھا۔ جب ابو عنان اپنے باپ کے معاملے سے فارغ ہوا تو مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور بنو عبدالواد اس پر چھا گئے۔ اس دوران اس کے بھائی ابو الفضل بن مطرح کو اندلس میں اطاعت سے دیس نکالا ملا جو اپنا حق طلب کرنے کے لئے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لہذا سفیر نے اسے سواطل سوس کی طرف سوار کر دیا تو وہ وہاں اتر کر عبداللہ سیکسوی سے ملا اور اس نے اسے پناہ دی اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ اب ابو عنان نے بھی اپنے عزائم کو پورا کرنا چاہا، اس نے اپنے وزیر فارس بن میمون بن دادرار کو ان کے ساتھ لڑائی کرنے کا منظم بنایا اور سنہ 54 میں مغرب کی فوجوں کو نکال کر اس کے صحن میں بٹھا دیا۔ اس نے پھر دامن کوہ میں اس کے حصار کے لئے ایک شہر کا نقشہ بنایا جس کا نام قابرہ رکھا۔ لیکن پھر اس کا گلا گھنٹنے لگا۔ اور اس کے قلعے کے ارکان اس کے راستوں پر ٹکراؤ کرنے لگے یہاں تک کہ وہ صلح پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے پھر یہ شرط لگائی کہ وہ ابو الفضل مصری کے عہد کو ترک کر دے اور وہ جہاں چاہے چلا جائے تو اس نے اس کی بات قبول کر لی، حسب عادت اس سے صلح کر لی۔ اور اس سے الگ ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان ابو سالم کے زمانے میں عبداللہ سیکسوی کے خلاف اس کے بیٹے محمد نے بغاوت کی۔ جو ان کی زبان میں ایزم کے نام سے معروف تھا جس کے معنی شیر کے ہوئے ہیں لہذا وہ اس پر غالب آ گیا، اور عبداللہ، عامر بن محمد الحفشانی کے ساتھ جا ملا، جو اپنے دور میں مصادمہ کا بڑا سردار اور ان پر سلطان کا عامل تھا۔ اس کے بعد اس نے اس سے فوج مانگی، عامر نے اس سے مدد کا وعدہ کیا اور اسے ڈیڑھ دو سال مہلت دی یہاں تک کہ وہ سلطان کے پاس گیا اور اس بارے میں اس سے مدد طلب کی۔ اس نے پھر اس کے دشمن کے مقابل پر اس کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا لہذا لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے اپنی حکومت کے لوگوں سے کہا کہ وہ اس کی مدد کریں۔ عبداللہ پھر چل کر قابرہ آیا۔ اور اپنے باپ اور اس کے مددگاروں کا گلا گھونٹنے لگا۔ جب اس کے بعض رازداروں نے اسے اندر داخل کیا اور اسے بعض خفیہ مقامات کی اطلاع دی تو وہ پہاڑ میں داخل ہو گیا۔ لیکن پھر انہوں نے اس کے بیٹے ایزم پر حملہ کر دیا تو عبداللہ نے اپنی قوم کو آواز دی۔ اب محمد ان کے آگے بھاگ اٹھا لیکن جبل کے نواح میں تلاسف مقام پر اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ یوں عبداللہ نے اپنی حکومت واپس لے لی اور اس کے پاؤں جم گئے۔ یہاں تک کہ اس کے عم زاد یحییٰ بن سلیمان نے، جب اسے پتہ چلا کہ وزیر عمر بن عبداللہ نے سلطان مغرب کو اور عامر بن محمد نے مراکش کی حکومت کو اپنے لئے خاص کر لیا ہے، اس کے بارے میں سوچا اس بات سے یحییٰ اپنے باپ پر غضبناک ہو گیا جو عبداللہ کا چچا تھا اور جسے اس نے اپنی امارت کے ابتدائی ایام میں قتل کر دیا تھا۔ یوں وہ سنہ 75 تک سیکسویہ پر قابض رہا لہذا ابو بکر بن عمر بن خرد نے اس پر حملہ کر کے اسے اپنے بھائی عبداللہ کے بدلہ میں قتل کر دیا۔ اور پھر سیکسویہ کی حکومت کا خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ کچھ سالوں کے بعد اس کے عم زاد نے جو اس کے اہل بیت میں سے تھا، ان کے خلاف بغاوت کر دی۔ مجھے اس کے متعلق صرف اتنا ہی پتہ چلا ہے کہ اس کا نام عبدالرحمن تھا۔ اس کا خروج مغرب سے دوسرے کوچ کے بعد سنہ 76 میں ہوا تھا۔ مجھے اس کی حکومت کے ثقت آدمیوں نے بتایا ہے کہ اس نے ابو بکر بن عمر پر کامیابی حاصل کر کے اسے مار دیا تھا۔ اس زمانے یعنی سنہ 79 تک وہ جبل کا مخصوص حاکم بنا رہا۔ پھر مجھے سنہ 88ء میں اطلاع ملی کہ یہ عبدالرحمن ابو زید بن مخلوف بن عمر آجلید کے نام سے معروف ہے جسے یحییٰ بن عبداللہ بن عمر نے قتل کیا تھا، اس نے جبل کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ اور وہ اب تک اس کا مالک ہے۔ وہ دراصل ایزم بن عبداللہ کا بھائی ہے۔

مراکش میں جبال درن کی حکومت اور اس کے واقعات کا بیان

جب مہدی نے جبال درن میں اپنی قوم کو جو مصادمہ میں سے تھی، اپنی حکومت کی دعوت دی تو اس زمانے میں ان کی دعوت کا اصل اس تجسیم کی نفی کرتا تھا جس پر اہل مغرب کو اعتماد تھا لہذا اس نے شریعت کے متشابہات کی تاویل کو ترک کر دیا اور انجام کار تکفیری مذہب پر چلتے ہوئے اس نے اس بات کے انکار کرنے والے کی صریحاً تکفیر کی، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی دعوت کا نام دعوت توحید اور اپنے اتباع کا نام ملتئمین پر چوٹ کرتے ہوئے موحدین رکھا۔ بلاشبہ ان کے مذاہب جسمیت کے اعتقاد کے حامل تھے اور اس فتح سے قبل یقیناً اہل سابقہ سے مختص تھا۔ دراصل فتح مراکش سے قبل اہل سابقہ آٹھ قبائل تھے جن میں سے سات مصادمہ میں سے تھے۔ ہر غریہ امام مہدی کے قبیلہ کے لوگ تھے جبکہ ہنساتہ اور تیمملل وہ لوگ تھے جنہوں نے ہرغہ کے ساتھ جنگ اور حفاظت پر بیعت کی تھی۔ کنفیہ، ہزوجہ، کدمیوہ اور دریکہ اور موحدین کا آٹھواں قبیلہ کومیہ تھا، جو عبدالمومن کا قبیلہ تھا۔ فتح سے قبل اس کے بڑے بڑے ساتھی اس کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے لیکن ان کی سبقت کی وجہ سے انہیں عبدالمومن کے ہاں برتری حاصل تھی لہذا یہ قبائل اس برتری اور اس نام سے مخصوص ہو گئے۔ انہوں نے پھر حکومت کو سنبھالا اور اس کے تحت کواٹھایا۔ وہ دیگر علاقوں میں اصحاب امر کی نسبت قویم کے ساتھ اس کے مذاہب و ممالک سے متفق ہو گئے اور جو باقی رہ گئے وہ موت کے خوف سے اپنے مقامات میں باقی رہے۔ حکومت کے بعد زاناتہ سے قبل ان پر غلبہ کے دامن دراز ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں نادانوں کے ساتھ باقی رہنے دیا اور انہیں رعایا کے ٹیکس گزاروں میں شامل کر دیا۔ اس طرح کبھی زاناتہ اور کبھی دوسرے آدمی ان پر حکمرانی کرنے لگے۔

وفی ذالک عبرة و ذکرى لاولى الالباب. والملك لله یورثه من یشاء

ہرغہ کی روداد

یہ امام مہدی سے تھوڑا عرصہ قبل ہوئے ہیں لیکن اب یہ مٹ مٹا گئے ہیں۔ یہ ہر جانب سے القاصیہ میں داخل ہو گئے تھے کیونکہ ان کی حکومت ان کے غیر دل یعنی مصادمہ کے آدمیوں کے ہاتھوں میں تھی اور یہ کسی چیز کے مالک نہیں تھے۔

تیمملل کا بیان

اسی طرح تیمملل بھی مہدی کی دعوت میں تعصب دکھلانے، اس پر اکٹھا ہونے اور اس کی حکومت کے قائم کرنے میں ان کے بھائی ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آ گیا۔ اس نے پھر ان کے درمیان اپنا گھر اور مسجد بنائی۔ وہ انہیں ان کے ابتلا کی عظمت کے مطابق غنیمت دیتا۔ پھر انہیں حکومت کی عملداریوں میں دو روز بھیج دیا گیا۔ لہذا ان کے آدمی ختم ہو گئے اور مصادمہ نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ امام کی قبر اس دور میں بھی ان کے درمیان موجود ہے۔ جس کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے۔ صبح و شام اس پر قرآن پاک کے سپارے پڑھے جاتے ہیں اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ اجنبی زائرین کے آگے اجازت میں آسانی پیدا کرنے اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے پردہ لٹکایا جاتا ہے۔ حکومت کے جشن میں معروف رسوم کے مطابق زاناتہ کے سامنے صدقات پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ تمام مصادمہ کے ساتھ اس بات پر بڑی مضبوطی سے قائم ہیں کہ انہیں عنقریب دوبارہ حکومت ملے گی، اہل مشرق و مغرب پر ان کی حکومت غالب آئے گی اور زمین پر چھا جائے گی جیسا کہ مہدی نے ان سے وعدہ کیا تھا، وہ اس بارے میں کچھ شک و شبہ نہیں کرتے۔

ہناتہ کی روداد

ہناتہ حکومت میں دونوں قبیلوں کے پیچھے ہے۔ ان کے بعد جو بھی آئے ہیں وہ ان کے نقش قدم پر چلے ہیں کیونکہ انہیں کثرت اور قوت حاصل تھی۔ ان کے سردار، ابو حفص عمر بن یحییٰ کا مقام امام مہدی کے صحابہ کا ہے اور انہیں مصادہ پر اعزاز حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے کہ انہیں افریقہ میں حکومت حاصل تھی لہذا ان میں سے دونوں حکومتوں نے مخلوق پر غلبہ پانے کے لئے اتفاق کر لیا۔ اب وہ اپنے معروف وطن جبال درن میں باقی رہ گئے ہیں۔ یہ پہاڑ مراکش کی سرحد کے ساتھ ملا ہوا ہے جو خود مختاری اور کسی کی اطاعت کے بین بین اشیاء ہے۔ انہیں اپنی قوم میں اپنی پناہ گاہوں کی سختی کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ جب بنو مرین نے مصادہ پر غلبہ پالیا تو انہوں نے ان سے دعوت کے وسائل کو روک دیا۔ دراصل ان کے رؤساء اولاد یونس کو ان کے ساتھ اجتماع کرنا ہوتا تھا کیونکہ بنی عبدالمومن کی حکومت کے آخر میں یہ مبغوض تھے لہذا انہوں نے ان کو اچھائی اور میل جول کے لئے مخصوص کر لیا۔ سلطان یوسف بن یعقوب بن عبدالحق کے زمانے میں علی بن محمد ان کا بڑا سردار تھا اور قوم میں سے اس کا اچھا دوست تھا لیکن وہ سنہ 70 میں ابن الملیانی کا تب کے ہاتھوں ایک خط کی وجہ سے مارا گیا جس میں اس نے کچھ خلاف عقل باتیں لکھ دی تھیں۔ اس نے پھر اسے سلطان کے پاس اس کے بیٹے جو مراکش کا امیر تھا، کے ذریعے بھجوادیا تو اس کی قید میں مصادہ کے مشائخ کا ایک گروہ قتل کر دیا گیا جن میں علی بن محمد بھی شامل تھا لہذا سلطان اپنی سواریوں کے ساتھ اس گروہ کی خاطر کھڑا ہوا۔ وہ پھر ابن الملیانی کے بھاگ جانے کے بارے میں جو اس سے کوتاہی ہوئی، اس پر نادم ہوا، جیسا کہ سلطان یوسف بن یعقوب کے حالات میں اس واقعہ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ جب سلطان ابو سعید حاکم بنا تو مصادہ کی حکومت کا جو اثر و رسوخ موجود تھا، وہ بھی جاتا رہا اور وہ حکومت کے مطیع ہو گئے۔ اس طرح بنو مرین اپنے آدمیوں کے ساتھ دوبارہ ان پر حکومت کرنے لگے۔ موسیٰ بن علی بن محمد کی حکومت کے آغاز کے بعد اس نے اسے مصادہ اور ان کے ٹیکس پر سے حاکم بنایا اور اسے مراکش میں اتارا، یوں وہ کئی سال تک حکومت سے سیراب ہوتا رہا اور اس کے قدم حکومت میں مضبوط ہو گئے۔ اس نے پھر اسے اپنے اہل بیت کو وراثت میں دیا اور اس کی وجہ سے حکومت میں ان کا ایک مقام بن گیا جس کا انتظام انہوں نے حکومت میں کیا تھا۔ یوں وہ وزارت کے لئے بھی نمائندے بنے۔ جب موسیٰ فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بعد اس کے بھائی محمد کو حاکم مقرر کر دیا اور اسے بھی اس کے طریقے کے مطابق چلایا یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اس کے بیٹوں کو اپنی کئی قسم کی خدمتوں میں لگا دیا اور ان میں سے عامر کو اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا۔ جب سلطان ابوالحسن نے افریقہ کی طرف کوچ کیا تو مصادہ کے مصاحب، امراء اور سب سرداروں میں عامر بھی شامل تھا۔ جب سنہ 749 میں قیروان کی مصیبت درپیش ہوئی تو اس نے موحدین کے دستور کے مطابق اسے تونس میں پولیس کا افسر مقرر کر دیا، اس نے پھر اس کی پریشانی کو دور کر دیا۔ جب وہ تونس سے چلا تو اس کی بہت سی حریمیں اور دولت و مال عامر کو دیکھنے کے لئے کشتیوں پر سوار ہو گئیں یہاں تک کہ جب سلطان ابوالحسن کا بحری بیڑا تیز ہوا کے باعث غرق ہو گیا تو اس کشتی کو جس میں وہ سوار تھے، اسے سمندر کی موجوں نے مریہ کی طرف پھینک دیا جو اندلس کی ایک سرحد ہے۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن سمندری مصیبت سے بچ کر سنہ 50 میں الجزیرہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر بنی عبدالواد پر چڑھائی کر دی تو انہوں نے اسے شکست دی۔ وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ جلماسہ میں اترا۔ ابو عنان نے اس کا قصد کیا تو وہ وہاں سے مراکش چلا گیا اور مصادہ اور جشم کے عرب اس کی دعوت دینے لگے۔ اس نے دوبارہ فوج اکٹھی کر لی پھر اس کے بیٹے نے جیات ام ربیع میں اغمات میں اس سے لڑائی کی اور اسے پسپائی اختیار کرنی پڑی۔ وہ پھر جبل ہناتہ کی طرف بھاگ گیا۔ عامر کی غیبت کے زمانے سے عبدالعزیز بن محمد ان کا سردار تھا جو کہ اس کے خواص میں سے تھا لہذا عبدالعزیز نے اسے اپنے گھر میں اتارا۔ اس کی قوم پھر اسے بچانے کے لئے زبردستی حاکم بن بیٹھی اور موت زیادہ مشہور کر نچال ہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بعد میں اس کا تذکرہ کریں گے لہذا انہوں نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا۔ اس کے بعد وہ ابو عنان کے حکم کے مطابق اتر پڑے لہذا اس نے ان کی عزت کی اور اس وفاداری کے نتیجہ میں انہیں اپنا قرب بخشا۔ اس نے عبدالعزیز کو اپنی امارت پر قائم رکھا اور عامر کو جو ان کا بڑا سردار تھا، اسے مریہ سے اس کی جگہ سے طلب کیا۔ اس طرح وہ سلطان کی لونڈیوں اور حرموں کا جو اس کی امانت تھیں، نگران بن گیا اور سلطانہ بھی اسے عزت و تکریم سے ملی۔ اس نے پھر اسے اپنی خاص توجہ کا مورد بنایا اور اس کا بھائی

عبدالعزیز اس کے لئے حکومت کو چھوڑ گیا۔ لہذا اس نے اسے اپنا نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد سلطان نے سنہ 54 میں عامر کو باقیماندہ مصادمہ پر حاکم مقرر کیا اور اسے ان سے ٹیکس لینے پر افسر مقرر کیا، اس نے یہ کام نہایت خوبی سے سرانجام دیا اور سلطان کو مراکش کی عملداریوں کے غم سے فارغ کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے کام کی تشہیر کی اور ٹیکس جمع کرنے پر اس کا شکر یہ ادا کیا۔ بعد ازاں سلطان ابو عنان فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے سعید اور وزیر حسن بن عمرو دودی کو مقدم کیا۔ وہ اس پر اس تربیت کی وجہ سے جو اسے رتبے کے لئے دی گئی تھی، حسد کرتا تھا، دراصل دونوں کے درمیان اس وجہ سے دشمنی چلی آتی تھی لہذا وہ اس کے حملے کے خوف سے مراکش سے نکل کر جبل بنتا میں اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے باپ نے اپنی وفات سے قبل جوانی ہی میں اسے عامر کی نگرانی کے لئے مراکش کا حاکم مقرر کر دیا تھا لہذا وہ اسے جبل میں لے گیا یہاں تک کہ سلطان ابی سالم کے پاؤں حکومت میں جم گئے۔ وہ پھر سنہ 60 میں مغرب کا خود مختار حکمران بن گیا۔ بعد ازاں عامر بن محمد اپنے ایلچیوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے بھتیجے محمد المعتمد کو بھیجا تو سلطان نے اس کی سفارت کو قبول کیا اور اس کی وفاؤں کا شکر یہ ادا کیا۔ وہ پھر عرصہ تک اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا لہذا اس نے اسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا پھر وہ اس کے ساتھ تلمسان کی طرف چلا گیا۔ وہ اس کی وفات سے قبل تک اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا۔ اس نے پھر اس کی امارت کی جگہ اسے بھجوا دیا۔ جب سلطان ابوسالم فوت ہو گیا تو اس کے بعد عمر بن عبداللہ بن عمر نے مغرب کو اپنے لئے مخصوص کر لیا، اس کے اور عامر کے مابین دوستانہ تعلقات تھے۔ اب اس نے اس کے ساتھ اس سوراخ کو بند کرنے کے لئے پختہ عہد کیا، وہ پھر بلا مراکش کی حفاظت کے لئے اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ اس سے پہلے کسی کو حاکم مقرر نہیں کرے۔ وہ دراصل اس کام کا ذمہ دار تھا۔ اس نے پھر اسے مراکش کے مضافات سے وادی ام ریح تک کا حاکم مقرر کر دیا اور اس طرف کی حکومت اس کے سپرد کر دی۔ بعد ازاں سلطان ابوسعید ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے بیٹوں میں سے اعیاص اور عبدالمومن بن سلطان ابوعلی اس کے پاس گئے لہذا اس نے عبدالمومن کو قید کر لیا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے لیکن اس نے بعد میں ابوالفضل کو اس کی امارت پر قدرت دے دی۔ اب اس کے اور عمر کے درمیان حالات خراب ہو گئے۔ بعد ازاں بنی مرین کی فوج اور سب لشکروں کے ساتھ فاس سے اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس نے اپنی قوم کی پناہ لے لی۔ اس کے بعد وہ خود حاکم بن بیٹھا۔ جب عبدالمومن اپنے قید خانے سے بنی قرین کے بلانے پر وہاں پہنچا کیونکہ وہ اس کی حکومت کے امیدوار تھے کیونکہ اس نے وزراء کو ان سے بادشاہوں سے روک کر انہیں مایوس کیا تھا لہذا جب انہوں نے اس پر عامر کی ترجیح کو دیکھا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا۔ اس کے بعد اس کے اور عمر کے درمیان مغرب کے مضافات کی تقسیم پر صلح ہو گئی اور وہ واپس آ گیا۔ یوں عامر مراکش اور اس کے مضافات پر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ جب عمر بن عبداللہ، عبدالعزیز بن سلطان ابی الحسن کے ہاتھوں مر گیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ عامر بن محمد پر اچانک حملہ کر دے جیسے اس کے چچا نے عمر بن عبداللہ پر کیا تھا۔ لہذا اس نے یہ نذر مانی اور وہ اپنے اونٹوں کو لے کر جبل میں اس کے گھر چلا گیا۔ یوں ابوالفضل نے اپنے عم زاد عبدالمومن پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ مراکش میں قید تھا۔ اس وجہ سے اس کے اور عامر بن محمد کے درمیان جھگڑا مستحکم ہو گیا۔ اس نے پھر سلطان عبدالعزیز کی طرف پیغام بھیجا لہذا وہ سنہ 69 میں فاس سے اٹھا جبکہ ابوالفضل بھاگ کر ناولہ پہنچ گیا لیکن اس کے چچا سلطان عبدالعزیز نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس نے پھر سفارت میں عامر کو طلب کیا لہذا وہ اپنی جان کے متعلق اس سے ڈرا اور اس نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا، اپنے عزائم کو مجتمع کیا اور پھر اس نے مراکش اور اس کے مضافات پر علی بن اجانا کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا۔ اس کے بعد اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اپنی پناہ گاہ سے عامر اور اس کی قوم کے ساتھ لڑائی کرے لہذا اس نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے ایک طائفہ اور سلطان کے مددگار لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اس طرح اس نے سلطان کے عزائم کو حرکت دی۔

اس نے پھر سنہ 71 میں اس پر غلبہ حاصل کر لیا، یوں اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس نے جبل میں گھستے ہی اسے گرفتار کر لیا۔ جب اسے قیدی بنا کر سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے لے کر الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا جب پھر اس نے عید الفطر کی نماز ادا کر لی تو اسے بلا کر ڈانٹا پھر اس کے حکم کے مطابق اسے اس کے قتل ہونے کی جگہ پر لے جایا گیا جہاں کوڑے مار مار کر اس کا خون نکال دیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اب سلطان نے اپنی قوم پر اپنے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے فارس کو حاکم مقرر کیا جو اپنے چچا کی ہلاکت کے موقع پر اس کے پاس آ گیا

تھا۔ اس نے اس دوران اس کے بیٹے ابو یحییٰ کو اطاعت میں سبقت اختیار کرنے کی وجہ سے جبل میں ان پر حملہ کرنے سے تھوڑا عرصہ قبل معاف کر دیا۔ یہ بات اس کے باپ نے اسے اس پر رحم کرنے کے لئے بتائی تھی لہذا وہ سلامتی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان نے اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد پھر فارس بن عبدالعزیز فوت ہو گیا اور سنہ 74 میں سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد مغرب میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور مراکش کے مضافات سلطان عبدالرحمن بن علی الملقب بن سلطان ابی علی کی حکومت میں آ گئے۔ جب یحییٰ بن عامر بھی اس کے پاس آ گیا تو اس نے اسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اس پر الزام لگایا کہ جب سے اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا ہے وہ احوال کو اٹھا کر لے گیا ہے اور ساتھ ساتھ وہ اسے اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے لے گیا، اس پر ابن عامر جو کنا ہو گیا اور مصادمہ کے بعض قبائل سے جا ملا جن کے سردار نوس کی اطراف میں رہتے تھے۔ وہ ان کے ہاں مہمان بنا اور ان کے ہاں سنہ 785 میں اس کی وفات ہو گئی۔ وارث الارض ومن علیہا۔

کدمیوہ کا بیان

کدمیوہ دراصل حکومت کے معاملے میں ہناتہ اور تیمبلل کے پیروکار ہیں۔ ان کا پہاڑ جبل ہناتہ کے کنارے پر واقع ہے۔ موحدین کے عہد میں ان کے رؤساء بنو سعد اللہ تھے لیکن جب بنو مرین مصادمہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے، اس پر یحییٰ بن سعد اللہ نے انکار کیا اور عبدالکریم بن عیسیٰ اور اس کی قوم نے بنی مرین کی اطاعت کرنے پر اس کی مخالفت کی۔ بعد ازاں فوجیں ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ سنہ 694 میں سعد اللہ فوت ہو گیا۔ تاہم یوسف بن یعقوب کی فوجیں اس کے محاصرہ پر اکٹھی ہو چکی تھیں لہذا انہوں نے اس کے قلعوں کو گرا دیا اور اس کی قوم کو مطیع بنا لیا۔ اس کے بعد سلطان یوسف بن یعقوب نے عبدالکریم بن عیسیٰ کو جب سے اس کے باپ نے وصیت کی تھی، چن لیا تھا اور اسے ان کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ اس نے پھر امرائے مصادمہ کو گرفتار کر لیا اور اسے بھی گرفتار ہونے والوں میں گرفتار کر لیا۔ یہاں تک کہ ابن الملیانی نے اس کے چچا کی عداوت کی وجہ سے انہیں مارنے کی کارروائی کی جس نے اس خط کو مشتبہ کر دیا جو سلطان کے قلم سے اس کے باپ امیر مراکش کو لکھا گیا۔ لہذا عبدالکریم بھی قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بنو عیسیٰ، علی، منصور اور اس کا بھتیجا عبدالعزیز بن محمد بھی قتل ہو گئے۔ بعد ازاں سلطان اس بات سے غضبناک ہو گیا اور ابن الملیانی اس کے پڑاؤ سے نکل کر تلمسان کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ بعد ازاں کدمیوہ کی حکومت عبدالحق نے سنبھالی۔ جب مراکش اور باقی ماندہ مصادمہ پر عامر کی حکومت طاقت ور ہو گئی تو اس نے عبدالحق کے عہد کو توڑ دیا اور مخالفت شروع کر دی۔ سکسیوی جو حکومت کے آغاز سے فتنے کا بانی تھا، اس نے اس کی مداخلت کا نوٹس لینا بھی ترک کر دیا لہذا وہ سنہ 757 میں اپنی قوم اور سلطان کے مراکشی مشائخ کے ساتھ اس کی نگرانی کے لئے گیا اور اس کے قلعے میں زبردستی داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔ یوں کدمیوہ پر غالب آ گیا اور پھر بنو سعد اللہ فاس چلے گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے یہاں تک کہ جب سلطان ابوسالم اپنے بھائی ابو عنان کے بعد سمندر میں داخل ہو کر اپنی حکومت کی طرف گیا تو غمارہ کے ہاں اترا۔ اس دوران یوسف بن سعد اللہ اس کے پاس آیا اور اس سے اپنی سابقیت کے عہد کو پختہ کروایا۔ لہذا جب وہ نئے شہر پر قابض ہوا اور اس کی حکومت مستقل ہو گئی تو اس نے اس کے تقرب کا خیال کرتے ہوئے اسے اس کی قوم پر حاکم مقرر کر دیا۔ وہ سلطان ابی سالم کے دور تک اپنی حکومت پر قائم رہا۔ مراکش کا عامل محمد بن ابی العلی تھا جو سلطان کے خواص اور مغرب کے حکمرانوں کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ مراکش کے نواح پر مدد کے لئے اعتماد رکھتا تھا۔ اس کے پاس اس بارے میں ایک خط آیا تو وہ مراکش کی طرف گیا جہاں اس نے یوسف بن سعد اللہ کو قتل کر دیا اور ابن ابی العلی سے عہد شکنی کی۔ اس نے پھر اسے قتل کر دیا اور اسے اس کے بیٹے عبدالحق کے ساتھ ملا دیا۔ یوں تھوڑے سے عرصے کے لئے کدمیوہ سے سرداری جاتی رہی پھر بنو سعد اللہ کی طرف واپس آ گئی۔

وریکہ کا بیان

یہ ہناتہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے درمیان قدیم سے متواتر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ یوں بدلے کے بغیر خون بہہ رہے ہیں اور لڑائی ان کے درمیان برابر ہی رہتی ہے۔ ان میں فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے ہیں یہاں تک کہ ہناتہ اپنی حکومت کے زور سے ان پر غالب آ گئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ و ہو علی کل شیء قدیر۔

بنی بدرہ کا بیان جو موحدین سے اور امرائے سوس سے ہیں

ابو محمد بن یونس ہناتہ کے موحدین کے وزراء میں سے تھا جسے مرتضیٰ نے وزیر بنایا تھا لیکن پھر اس پر ناراض ہو کر اسے سنہ 650 میں معزول کر دیا اور مصلحت کے تحت اسے گھر میں نظر بند کر دیا۔ بعد ازاں اس کی قوم اور اس کے خواص اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ علی بن بدر کے رشتے داروں میں سے تھا جو بنی باداسن میں سے تھا لہذا یہ سوس کی طرف بھاگ گیا اور سنہ 51 میں اعلانیہ مخالفت کرنے لگا۔ وہ پھر دامن کوہ میں تانصاحت کے قلعے میں اتر جہاں وادی سوس درن اور شیدہ اور اس کے قلعے کو دور کرتی ہے اس نے پھر اس کے قلعے کو منہاجہ کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا اور اسے مضبوط کیا۔ بعد ازاں اس میں اپنے عم زاد ابو محمد بن کو اتارا۔ اس نے پھر سوس کے میدان اور جا جانی حسان جو متصلی اعراب میں سے ہیں، پر ملویہ کے نواح میں بلا دریف تک ان کے موطن پر قبضہ کر لیا۔ لہذا وہ اس کی طرف کوچ کر آئے۔ اس نے ان کے ذریعے سوس کے نواح میں فساد اور خرابی پیدا کی۔ تب اس کے بہت سے قبیلوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ لہذا اس نے ان سے پورا ٹیکس لیا اور پھر تارودانت میں موحدین کے عامل پر چڑھائی کر دی اور اس پر راستوں کو تنگ کر دیا۔ یوں اس کے حالات بگڑ گئے تب وزیر ابو محمد بن یونس نے اس پر مداخلت کا اہتمام لگایا۔ اس دوران علی بن پدر کی طرف اس نے جو خط لکھا تھا، اس پر اطلاع پائی تو مرتضیٰ نے اسے قید کرنے کا حکم دیدیا اور سنہ 52 میں اسے قتل کر دیا۔ اس نے پھر ابو محمد بن اصالح کو موحدین کی فوج کے ساتھ بلاد سوس کی طرف لڑائی کے لئے بھیجا اور اسے اس فوج کا سالار مقرر کیا لہذا وہ تارودانت میں اتر اور علی بن پدر تیونودین میں قلعہ بند ہو گیا۔ بعد ازاں ابن اصناک نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو ابن پدر نے اسے شکست دی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ وہ پھر شکست کھا کر مراکش کی طرف لوٹ آیا اور علی بن پدر اپنی مخالفت پر قائم رہا۔ اس دوران مرتضیٰ نے محمد بن علی اور لماط کو موحدین کی فوج کے ساتھ سنہ 60 میں اس سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور ابن ازلماط قتل ہو گیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ نے سوس پر اپنے وزیر یزید بن مکتب کو حاکم مقرر کیا لہذا اس نے اس پر چڑھائی کی اور کچھ عرصہ ان دونوں کے درمیان لڑائی ہوتی رہی لیکن پھر وہ بھی بغیر کامیابی حاصل کئے واپس لوٹ آیا، یوں بلاد سوس میں ابن پدر کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر الشبانات اور ذوی حسان کے اعراب سے کام لیا اور اس کے بیٹوں اور بنی کزولہ کے قبیلوں نے اس کی اطاعت اختیار کی۔ ان کی آپس میں بہت لڑائیاں ہوتی تھیں اور اکثر لڑائیوں میں ذوی حسان سے مدد طلب کی جاتی تھی جب سنہ 65 میں ابودبوس مراکش پر غالب آیا اور اپنے ملک کی درستگی سے فارغ ہو گیا تو اس نے سوس جانے کا فیصلہ کر لیا اور مراکش سے کوچ کر گیا۔ اس نے اپنے آگے یحییٰ بن وانودین کو قبیلوں اور پہاڑی لوگوں کے اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ پھر تاسکروط سے سوس کے میدان تک پہاڑ سے میدان میں اتر اور بنی باداسن کا مہمان بنا۔ وہاں سے ابن پدر کا قبیلہ تیونودین سے دوفرخ کے فاصلہ پر تھا۔ اس نے پھر تارودانت میں تیز خست کا قصد کیا اور ابن پدر کی بربادی اور فساد کے آثار کو دیکھا۔ جب وہ تیز خست کے قلعے میں پہنچا تو اس کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا اور اس کے محاصرے کے لئے قبائل کے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ ابو محمد بن علی بن پدر کا عم زاد تھا لہذا اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو علی بن زکدان جو بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا، وہاں آیا۔ یہ ابودبوس کے ساتھیوں میں سے تھا لہذا اس نے اسے اطاعت میں داخل کر لیا۔ سلطان نے اس شرط پر اس کی اطاعت قبول کر لی کہ وہ اپنے قلعے سے دستبردار ہو جائے۔ لیکن پھر لڑائی نے اسے جلدی میں ڈال دیا اور وہ ان پر فوج لے آیا۔ انہوں نے قلعے کی پناہ لی اور بعد ازاں محمد بن علی بن زکدان کے گھر کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان نے اسے اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ پھر سلطان نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اب ابودبوس علی بن پدر کے محاصرے کے لئے چلا گیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس نے اس پر حقیقیں نصب کر دیں۔ جب اس پر محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے بات چیت کرنے اور دوبارہ اطاعت

اختیار کرنے میں رغبت کا اظہار کیا لہذا اس نے یہ بات قبول کر لی۔ سلطان نے پھر اس کا محاصرہ چھوڑ دیا اور الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ جب سنہ 68 میں بنو مرین نے مراکش پر غلبہ پالیا تو علی بن پدر نے خود کو ترجیح دے لی اور سوس پر قبضہ کر لیا۔ یوں وہ تارودنت، بستیاں اور اس کے باقی ماندہ شہروں اور قلعوں پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر اعراب کے لئے اس نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کر لیا۔ لہذا انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے پسائی ہوئی۔ سنہ 68 میں وہ قتل ہو گیا۔ اس کی حکومت پھر اس کے بھتیجے عبدالرحمن بن حسن نے کچھ مدت کے لئے سنبھالی لیکن پھر وہ فوت ہو گیا تب ان کی حکومت علی بن حسن بن بدر نے سنبھالی۔ جب ابوعلی بن سلطان ابی سعید جلماسہ کے بادشاہ کی طرف اس کے باپ کے ساتھ معاہدے کی درستگی کے لئے گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے تو وہ جلماسہ میں اتر اور وہاں پر اس کی حکومت کو مضبوط کیا۔ اس نے پھر تمام متصلی عربوں سے کام لیا، اس پر انہوں نے اسے سوس کی حکومت کی رغبت دلائی اور ابن پدر کے اموال کا لالچ دیا۔ اس نے پھر جلماسہ سے اس سے لڑائی کی۔ بعد ازاں ابن پدر اس کے آگے جبال نکینہ کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان ابوعلی نے انصاحت میں اس کے قلعہ پر اور سوس کے باقی ماندہ شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے ذخائر اور اموال کا صفایا کر کے جلماسہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے اس پر غلبہ پالیا اور یوں بنی پدر کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا۔ عبدالرحمن بن علی بن حسن پھر اس کے ساتھ مل کر اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ سلطان نے پھر ارض سوس میں مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ البریتانی کو اتارا جو اس کے وزراء کے طبقے میں سے تھا اور اسے ان عملدار یوں کا حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے بعد اس کے بھائی حسون کو حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت آئی اور حسون فوت ہو گیا، یوں فوج وہاں سے تتر بتر ہو گئی اور بنی حسان اور الشبانات کے عرب اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے پھر اس کے قبیلوں پر ٹیکس لگائے۔ جب ابوعمان اپنے باپ کے بعد مقرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا تو اس نے اپنی فوجوں کو سنہ 56 میں اپنے وزیر فارس بن ودرائی کی نگرانی کے لئے سوس میں لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ لہذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے قبائل اور عربوں سے خدمت لی۔ اس نے اس کے شہروں میں مشائخ مقرر کئے اور پھر اپنے وزارت کے مکان کی طرف لوٹ آیا لہذا مشائخ منتشر ہو گئے اور اس کے ساتھ مل گئے۔ یوں اس زمانے میں سوس کی عملداری بادشاہ کے سائے سے باہر رہ گئی اور یہ ایک بہت بڑا وطن ہے جو الجریدی جلاد کی چوڑائی کی طرح ہے۔ اس کی فضا دراصل بحر محیط سے نیل مصر کی ترائی تک قبلہ میں استوار کے پیچھے سے اسکندریہ تک متصل ہے۔ یہ وطن جبال درن کے سامنے ہے۔ جو قبیلوں، بستیاں، کھیتوں، شہروں، پہاڑوں اور قلعوں کے والا ہے اور جو وادی سوس کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ پہاڑ کے اندر سے کلاہ اور سکسیوہ کے درمیان گرتا ہے۔ اور اس کے میدان کی طرف چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد مغرب کی طرف سے گزرتا ہوا بحر محیط میں جا گرتا ہے۔ اس وادی کی دونوں جانب جو شہروں اور کھیتوں والی ہے، بڑے بڑے قبائل ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں۔ وہاں کے باشندے اس میں گئے آگاتے ہیں۔ جب یہ وادی پہاڑ سے میدان میں گرتی ہے تو اس سنگم پر تارودنت کا شہر واقع ہے۔ اس وادی کے سمندر میں گرنے کے مقام اور وادی اش کے گرنے کے مقام کے درمیان جنوب کی جانب ساحل سمندر پر دونوں کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اس جگہ پر ماسہ کے وہ مکانات ہیں جو فقراء کے لئے وقف ہیں اور جہاں پر اولیاء کا آنا جانا ہے اور عبادت کرنا ایک مشہور بات ہے۔ عوام کا خیال ہے کہ فاطمی کا خروج وہیں سے ہوگا۔ وہاں سے اس طرح سمندر کے ساحل پر جنوب کی طرف اولاد بونعمان کا زاویہ دودن کی مسافت کے فاصلے پر ہے۔ اس کے بعد کئی مراحل پر سرخ ندی کی چادر ہے اور یہ سردیوں میں معقل کی جولانگاہوں کی انتہاء ہے۔ وادی سوس کے سرے پر جبل زکون ہے جو جبل کلاوی کے مقابل ہے۔ جبال درن کے سامنے جبال نکیسہ ہیں جو جبال درغہ تک چلے جاتے ہیں جبکہ مشرق میں ان میں سے آخری پہاڑ ابن حمیدی کے نام سے مشہور ہے۔ جبال نکیسہ سے وادی نول اترتی ہے اور پھر مغرب کی طرف گزر کر سمندر میں چلی جاتی ہے۔ اس وادی پر تارودنت کا شہر ہے جو جماعتوں اور سامان کے اترنے کا اسٹیشن ہے۔ وہاں پر ایک مشہور بازار ہے جس کا ایک دن میں آفاق کے تاجر قصد کر کے آتے ہیں۔ وہ آج تک معروف ہے۔ ایک شہر جبال نکیسہ کے دامن میں کھود کر بنایا گیا ہے، اس کے اورتا کو صت کے درمیان دودنوں کا فاصلہ ہے۔ ارض سوس لمطہ کے نزول کے لئے میدان ہے اور لمطہ ان میں سے وہ ہیں جو درن اور کزولہ کے پاس رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ریگستان اور جنگل کے پاس رہتے ہیں۔ جب معقل نے اس کے میدانوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو انہوں نے آپس میں انہیں رہنے کے لئے تقسیم کر لیا لہذا الشبانات جبال درن کے سب سے قریب ہیں جبکہ قبائل لمطہ ان کے حلیف ہیں۔ کزولہ ذوی حسان کے حلیف ہیں اور اس زمانے تک ان کی یہی صورت حال ہے۔

ملوک افریقہ یعنی بنی حفص کا بیان

ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جبل درن اور اس کے اردگرد مصادہ کے قبیلے مثلاً بنی تہملل، ہرغہ، کنفیہ، سکسیوہ، کدمیوہ، ہزوجہ، وریکہ، ہزیرہ، رکراکہ، حاجہ اور کلاوہ وغیرہ کی طرح بہت زیادہ ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اسلام سے قبل اور بعد ان کے بہت ملوک اور رؤساء ہوئے ہیں۔ بنی تہماتہ ان کے بڑے قبیلوں میں سے ہے اور ان سے تعداد اور قوت میں بہت زیادہ ہے۔ وہی مہدی کی دعوت کے قیام، اس کی حکومت کی تیاری اور اس کے بعد عبدالمومن کی حکومت کے قیام کے لئے سبقت کرنے والے ہیں جیسا کہ ہم نے مصادہ کی زبان سے اس کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ امام مہدی کے زمانے میں ان کا بڑا سردار شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ تھا۔ البیدق نے نقل کیا ہے کہ اس کا نام ان کی زبان میں فارمکات تھا لیکن اس زمانے میں بنی تہماتہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے جد امجد کا نام ہے جو کہ وہ ان میں بہت بڑا آدمی تھا اور جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ اپنی قوم میں پہلا شخص تھا جس نے امام مہدی کی تابعداری اختیار کی جبکہ یوسف بن دانودین، ابو یحییٰ بن بکیت اور ابن یعمور وغیرہ اس کے بعد آئے۔ وہ مہدی کے خاص صحابہ میں سے تھا اور اس کی دعوت کی طرف جانے والے پہلے دس آدمیوں میں شامل تھا۔ وہ ان میں عبدالمومن کے پیچھے تھا، جبکہ عبدالمومن کو مہدی کا جمالی ہونے کے سوا اس پر اور کوئی برتری نہ تھی۔ مصادہ میں وہ ان کا اتنا بڑا سردار تھا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ موحدین میں شیخ کے نام سے موسوم تھا جیسے مہدی امام کے نام سے موسوم تھا۔ ابن نخیل وغیرہ موحدین کے مورخوں نے اس کا نسب اس طرح بیان کیا ہے: عبدالمومن بن یحییٰ بن محمد بن دانودین بن علی بن احمد بن والال بن ادریس بن خالد بن المسیح بن الیاس بن عمر بن دافق بن محمد بن نجیبہ بن کعب بن محمد بن سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قرشی نسب مصادہ میں مل جل گیا ہے اور اس کی عصیت اس پر حاوی ہے جیسا کہ ایک قوم سے دوسری قوم میں ملنے والے انساب میں ہوتا ہے اور جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ جب امام فوت ہو گیا تو اس نے عبدالمومن کے متعلق اپنی حکومت کی وصیت کی۔ وہ دراصل مصادہ کی عصیت سے دور تھا البتہ اس میں مہدی کی بزرگی کا کچھ اثر تھا لہذا اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا۔ عبدالمومن نے پھر مصادہ کی اطاعت کی آزمائش کی اور تین سال تک اس کی موت کے متعلق بتانے میں توقف کیا۔ اس دوران ابو حفص نے اسے کہا ہم تجھے اسی طرح مقدم کریں گے جیسے امام تجھے مقدم کرتا تھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت منعقد ہونے والی ہے۔ لہذا اس نے اس کی بیعت کا اعلان کر دیا اور اس کے مقدم کرنے میں امام کے عہد کو پورا کر دکھایا۔ اس نے مصادہ کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا مگر دو آدمیوں نے اس کے متعلق اختلاف نہ کیا۔ عبدالمومن اور اس کے بیٹے کے باقی ماندہ ایام میں تمام امور ہمہ میں انہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پھر دعوت کے مصائب میں اسے کفایت کی اور اس نے انہیں اس کے غم سے بے نیاز کر دیا۔ اس وقت عبدالمومن اسے موافق میں مقدم کرتا تھا لہذا وہ ان میں خوب تجربہ کار ہو گیا۔ اس کے بعد فتح مراکش سے قبل سنہ 37 میں عبدالمومن نے اسے مغرب اوسط پر حملے کے وقت اپنے ہراول دستے میں بھیجا۔ اس وقت تمام زاناتہ، جیسے بنی دمانو، بنی عبدالواد، بنی رسیعان اور بنی تو جین وغیرہ موحدین سے لڑائی کرنے کے لئے منداس میں جمع تھے۔ اس نے سخت خونریزی کرنے کے بعد عبدالمومن کے مراکش میں پہلے داخلے کے وقت زاناتہ کو دعوت پر آمادہ کیا تو ماسہ میں ایک باغی نے اس کے خلاف بغاوت کی اور کئی لوگوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے۔ یوں اس کی ضلالت نواح میں پھیل گئی اور اس کی حیثیت خراب ہو گئی۔ اس نے پھر شیخ ابو حفص کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی بیماری کا قلع قمع کر دیا اور اس کی گمراہی کے آثار کو مٹا دیا۔ جب عبدالمومن نے افریقہ جانے کا فیصلہ کیا تو اس نے پیشگی ابو حفص سے کوئی مشورہ نہیں لیا۔ جب وہ وہاں سے واپس آیا اور اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد بنایا تو موحدین نے اس کی مخالفت کی اور اس کے بیٹے کی ولایت کو برا خیال کیا لہذا اس نے پھر ابو حفص کو اندلس سے اس کی جگہ بلایا اور موحدین کو اس کی بیعت پر آمادہ کیا۔ لیکن پھر الحضرمی کے قتل کی طرف اشارہ کیا جو اس کے مخالفین کا سرغنہ تھا، اس نے اسے قتل کر دیا۔ یوں اس کے بیٹے محمد کو ولی عہد کی تکمیل ہو گئی۔ جب عبدالمومن نے سنہ 54 مہدیہ فتح کرنے کے لئے دوبارہ افریقہ جانے کا فیصلہ کیا تو اس نے مغرب پر شیخ ابو حفص کو اپنا جانشین بنایا۔ وہ عبدالمومن کی ان وصیتوں کو بھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے بارے میں کی تھیں، سفر میں افریقہ کی طرف ساتھ لے گیا۔ یوں امام کے اصحاب میں سے عمر بن یحییٰ اور یوسف بن سلیمان کے سوا کوئی آدمی باقی نہیں رہا۔ عمر اس کے دوستوں میں

سے تھا جب کہ یوسف کو اس نے فوج دے کر اندلس کی طرف بھیجا تا کہ اس سے راحت حاصل کرے۔ اس نے اسے کہا کہ مصادمہ میں سے جسے تو ناپسند کرے اس کے ساتھ اسی طرح کرنا اور ابن مردنیش کو چھوڑ دے جو اس نے تیرے لئے چھوڑا ہے اور تو اس کے متعلق گردش روزگار کا انتظار کر۔ یوں اس نے افریقہ کو عربوں سے خالی کر دیا اور انہیں بلاد مغرب کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس نے ضرورت پڑنے پر انہیں ابن مردنیش سے لڑائی کرنے کے لئے محفوظ رکھا۔ یوسف بن عبدالمومن حکمران بنا تو شیخ ابو حفص نے اس کی بیعت سے تخلف کیا، اس پر موحدین اس کے تخلف کی وجہ سے غمگین ہوئے یہاں تک کہ اس نے جو حکم اس کی سلطنت کی جگہ کے لئے جاری کیا تھا، اس کی غرض واضح ہو گئی اور پھر وہ اس کی خوبیوں سے حیران رہ گیا۔ اس نے پھر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور اس کی خلافت سے رضامندی کا اعلان کر دیا۔ اس وقت یوسف اور اس کی قوم کے پاس بڑی بڑی بشارتیں تھیں۔ لہذا اس نے سنہ 63 میں امیر المومنین کا نام اختیار کر لیا۔ جب یوسف بن عبدالمومن والی بنا تو جبال غمارہ اور منہاجہ میں فتنہ برپا ہو گیا جس میں سنہ 62 سبوح بن نے بڑا کردار ادا کیا۔ اس نے پھر شیخ ابی حفص کو ان کے ساتھ لڑائی کرنے کی ذمہ داری سونپی لیکن پھر خود لڑائی کے لئے نکلا اور ان میں خوب خونریزی کی۔ یوں مکمل فتح حاصل کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب اسے سنہ 64 میں طاغیہ کے اندلس پر حملہ کرنے اور بطلیوس شہر کے ساتھ خیانت کرنے کا پتہ چلا تو اس نے اس شہر کو بچانے کے لئے وہاں جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے پھر شیخ ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوجوں کو آگے بھیجا اور قرطبہ میں اترا۔ اس نے پھر اندلس میں رہنے والے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس کی رائے کی طرف رجوع کریں لہذا اس نے بطلیوس کو اس محاصرے سے چھڑایا اور جہاد میں وہاں شہر کے کارنامے دکھائے۔ جب وہ سنہ 71 میں قرطبہ سے الحضرۃ کی طرف واپس آیا تھا تو راستے میں سلا کے قریب فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بنی عبدالمومن کے سرداروں کے ساتھ اندلس، مغرب اور افریقہ میں باری باری امامت حاصل کرتے رہے لہذا منصور نے اپنی حکومت کے شروع میں اپنے بیٹے ابوسعید کو افریقہ کا حاکم بنایا۔ اس کے واقعات میں سے وہ واقعہ بھی ہے جو سعدیہ میں عبدالکریم منتزی کے ساتھ ہوا جس کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کہا ہے۔ اس نے پھر ابو یحییٰ بن ابو محمد بن عبدالواحد کو وزیر بنایا جو کہ سنہ 91 میں معرکے کے روز اس کے ہراول میں تھا لہذا اس نے مسلمانوں سے مصیبت کو دور کیا، اسے اس لڑائی میں جو نفرت و ثبات حاصل ہوا اس سے اس کی شہرت ہو گئی۔ وہ اس لڑائی میں شہید ہو گیا جبکہ اس کی اولاد ہمیشہ بنی الشہید کے نام سے مشہور ہی۔ وہ اس زمانے میں تونس میں مقیم ہیں جب سنہ 61 میں ناصر ابن غانیہ کے تونس پر متغلب ہونے کی خبر ملتے ہی افریقہ پر حملہ کرنے کے لئے گیا تو اس نے تونس کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا۔ اس نے پھر سعدیہ سے لڑائی کی تو اعراب کے بھیڑیوں نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ ابن غانیہ نے پھر ان کو اکٹھا کیا اور قابس میں اترا تو ناصر نے ان کی طرف ابو محمد عبدالواحد بن شیخ ابی حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا۔ لہذا اس نے سنہ 66 میں قابس کے نواح میں تاجر مقام پر ابن غانیہ پر بڑا سخت حملہ کیا جس میں ابن غانیہ کا بھائی جبارہ قتل ہو گیا۔ اس نے پھر ان میں خوب قتل عام کیا، خوب قیدی بنائے اور ان سے سید ابوزید بن یوسف بن عبدالمومن والی کو جو تونس میں تھا، دور کر دیا۔ ابن غانیہ نے اسے قید کر لیا اور وہ ناصر کے پاس جہاں وہ معدیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، واپس آ گیا۔ یوں وہ معدیہ کی فتح کا سبب بن گیا اور اس بات نے بھی ناصر کو افریقہ میں شیخ ابو محمد کی درستی پر آمادہ کیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب ابن غانیہ اور اس کے پیروکاروں نے افریقہ پر بڑا حملہ کیا تو وہ اس کے شہروں پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر تونس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے امیر ابوزید کو قید کر لیا۔ اس کے بعد سنہ 601 میں ناصر مغرب سے اٹھا تو اس نے تونس کو ان کے ہاتھوں سے واپس لے لیا اور انہیں اس کے مضافات سے بھگا دیا۔ اس نے پھر مہدیہ کا محاصرہ کرتے ہوئے وہاں خیمے لگا دیئے۔ اس دوران غانیہ نے اپنے بیٹوں اور ذخائر کو وہاں اتار دیا اور اس دوران میں اپنی فوج قابس پر چڑھا لیا لہذا ناصر نے شیخ ابو محمد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا، اس نے پھر قابس کے نواح میں تاجر مقام پر اس پر چڑھائی کی لہذا اس نے انہیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے۔ اور پھر سید ابوزید کو ان کی قید سے چھڑایا۔ یوں وہ واضح کامیابی حاصل کر کے ناصر کے پاس لوٹ آیا جہاں وہ مہدیہ کے محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ جب اہل شہر نے اس کی شکست کے روز غنائم اور قیدیوں کو دیکھا تو وہ حیران رہ گئے اور نادام ہوئے۔ انہوں نے پھر امان طلب کی اور یوں مہدیہ کی فتح مکمل ہو گئی۔ اب ناصر تونس کی طرف واپس آ گیا اور وہاں پر سنہ 603 کے نصف تک

ایک سال قیام کیا۔ اس دوران میں اس نے اپنے بھائی سید ابواسحاق کو اس کے تعاقب اور ان کے فساد کے مقامات کو مٹانے کے لئے بھیجا لہذا اس نے طرابلس کے پیچھے کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس نے بنی دمر، مطماطہ اور نفوس میں خوب خونریزی کی اور سرت اور برقہ کے علاقے کے قریب پہنچ گیا۔ وہ پھر سویقہ ابن مذکور تک جا پہنچا اور ابن غانیہ برقہ کے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور لاپتہ ہو گیا۔ اس کے بعد سید تونس کی طرف واپس لوٹ آیا۔ تب ناصر نے مغرب کی طرف کوچ کرنے کا قصد کیا اور افریقہ پر رضامندی کا سایہ لوٹ آیا۔ اس نے ان پر حفاظت کے پردے تان دیئے اور اسے معلوم ہوا کہ ابن غانیہ عنقریب افریقہ جا کر اس کی مخالفت کرے گا اور یہ بھی کہ مراکش فریادرس سے بہت دور ہے۔ لہذا ایک ایسے آدمی کا ہونا بہت ضروری ہے جو خلافت کی جگہ کو پر کرے اور حکومت کی ضروریات کو پورا کرے۔ لہذا اس نے ابو محمد بن شیخ ابی حفص کو منتخب کیا لیکن وہ اس پر کوئی زیادتی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے اور اس کے باپ کو ان کی حکومت میں بڑی شان حاصل تھی کیونکہ بنی عبدالمومن کا معاملہ شیخ ابو حفص کے اتفاق اور اس کی مدد سے تکمیل کو پہنچا تھا۔ اس کے باپ منصور نے شیخ ابو محمد کو اس کے اور اس کے بھائیوں کے متعلق وصیت کی تھی حتیٰ کہ جب وہ صبح کی نماز میں حاضر ہوتا تھا تو اسے نماز پڑھانے کا کام سپرد کرتا۔ جب یہ خبر ابو محمد کو پہنچی تو وہ رک گیا اور ناصر نے اس سے بالمشافہ بات کی، اس نے معذرت کی اور اس کی طرف اپنے بیٹے یوسف کو بھیجا۔ اس نے پھر اس کے پہنچنے پر اس کا اکرام کیا اور اسے اس شرط پر جواب دیا کہ وہ تین سال تک افریقہ کی مہمات کو پورا کر کے مغرب چلا جائے اور یہ بھی کہ وہ ان پر موحدین کے آدمیوں کو منتخب کر کے مقرر کرے گا اور یہ بھی کہ عزل اور نصب کے مقابلے میں اس کی حیب گیری نہیں کی جائے گی۔ آخر کار اس نے اس کی شرط کو قبول کر لیا اور لوگوں میں اس کی ولایت کا اعلان کر دیا گیا۔ اس دوران موحدین کے درمیان اس کا جھنڈا بلند کر دیا گیا اور ناصر مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ بعد ازاں بن غانیہ طرابلس کے نواح کی طرف لوٹ آیا اور اس نے سلیم اور ہلال کے عربوں میں سے اپنے پیروکاروں اور دوستوں کو اکٹھا کیا۔ ان میں محمد بن مسعود بھی اپنی زداودہ قوم کے ساتھ موجود تھا۔ انہوں نے پھر دوبارہ فساد اور خرابی شروع کر دی تو سنہ 604 میں ابو محمد موحدین کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور بنو عوف جو سلیم قبیلے میں سے ہیں، اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ مرد اس اور علاق ہیں۔ لہذا بشیر نے ان سے ڈبھیڑ کی تو وہ دن بھر لڑائی کرتے رہے اور پھر مدد آ گئی۔ دن کے آخری حصے میں ابن غانیہ کی فوج تتر بتر ہو گئی تو موحدین اور عربوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے اموال کو چھین لیا۔ اب ابن غانیہ مجروح ہو کر اقصا مبرہ کی طرف بھاگ گیا اور ابو محمد فتح اور غنیمت حاصل کر کے تونس کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے پھر ناصر کے ساتھ فتح کے متعلق بات چیت کی اور ولایت سے ہٹنے کے متعلق وعدے کو پورا کرنے کے بارے میں کہا تو اس نے اس کے ساتھ اچھی طرح بات نہیں کی اور حکومت رہنے کے بارے میں مہمات مغرب کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ اس بارے میں نئے سرے سے غور کرے گا۔ اس نے پھر اس کی طرف مال، گھوڑے اور لباس عطاء بخشش کے لئے بھیجے جن کی قیمت ایک کروڑ دینار تھی، ان میں بارہ ہزار آٹھ سو لباس، تین سو تلواریں اور ایک سو گھوڑے بھی تھے۔ اس کے علاوہ اس نے سبتہ اور بجایہ سے بھی اسے چیزیں بھیجیں اور مزید دینے کا بھی اس سے وعدہ کیا۔ ان خطوط کی تاریخ سنہ 605 ہے۔ لہذا ابو محمد علی اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے اور یحییٰ میورتی کے درمیان پے درپے لڑائیاں ہوتی رہیں جن کا ذکر ہم کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جنگ تاہرت کا بیان

جب یحییٰ بن غانیہ معرکہ اشیر سے بھاگ گیا تو اسے خیال آیا کہ وہ تلمسان کے مضافات میں بلاذنا تہ میں چلا جائے۔ اس نے پھر تلمسان کے والی شیخ ابی عمران بن موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن کے مراکش سے وہاں پہنچنے اور بلاذنا تہ کی طرف ٹیکس جمع کرنے کے لئے جانے کے ساتھ موازنہ کیا۔ شیخ ابو محمد نے اس دوران اس کے مقام سے اسے متنبہ کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اس کا سامنا نہیں کرے کیونکہ وہ اس کے ساتھیوں میں سے ہے، اس نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور تاہرت کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے وہاں ابن غانیہ پر حملہ کر دیا۔ لہذا اس کی فوج منتشر ہو گئی۔ زنا تہ ایک قلعہ کے قریب ہو گئے اور سید ابو عمران قتل ہو گیا۔ یوں تاہرت کو لوٹ لیا گیا اور یہ اس کی آبادی کا آخری دور تھا۔ اب ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھرپور ہو گئے اور وہ افریقہ کی طرف لوٹ آئے لہذا شیخ ابو محمد نے اسے ایک مقام پر روکا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے قیدیوں کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور ان کی باقی ماندہ غنائم کو بھی لے گیا۔ اس لڑائی میں بہت سے غنیمتیں مارے گئے اور ان کا ایک دستہ طرابلس کی

جانب چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد ابو محمد کے تاہرت کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے چھڑانے اور واقعہ اشیر کے بعد ابن غانیہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ راستے میں اسے ملشمین کا ایک دستہ اور اس کے عرب دوست اسے ملے اور ابلجلی، ریاحی زواودہ کی لڑائیوں میں اس کے ساتھ تھا۔ ان کا سردار محمد بن مسعود تھا لہذا انہوں نے مشورہ سے دوبارہ لڑائی کرنے کا عزم کر لیا اور صبر و ثبات کا عہد و پیمانہ کیا۔ وہ پھر ہر طرف اعراب دوستوں کی تلاش میں نکل گئے اور ان کے پاس بہت سی قومیں جمع ہو گئیں۔ جن میں ریاح، زغبہ، شریذ، عوف، ذباب اور نعات شامل تھے۔ لہذا انہوں نے جمع ہو کر افریقہ میں داخل ہونے کی نیت کر لی لہذا ابو محمد ان کے پہنچنے سے قبل ہی وہاں پہنچ گیا، وہ پھر سنہ 606 میں تونس سے نکلا اور تیزی سے ان کی طرف چلا۔ جبل نفوسہ کے پاس ان کی لڑائی ہوئی۔ جب لڑائی تیز ہو گئی تو ابو محمد نے اس کی عمارتوں اور خیموں کو برباد کر دیا۔ بعد ازاں بنی عوف بن سلیم کے بعض گروہ اس کے پاس آ گئے اور ابن غانیہ کا میدان لڑائی خراب ہو گیا۔ موحدین نے پھر اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ رات اندھیروں میں داخل ہو گیا۔ ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے اور عرب عورتیں لائی گئیں۔ انہوں نے پھر حملے اور بھاگنے کے وقت انہیں ان کے سامنے الگ الگ پیش کیا تھا لہذا وہ موحدین کے لئے غنیمت بن گئیں اور پردہ نشین عورتیں قیدی بن گئیں۔ اس معرکے میں ملشمین، زناتہ اور عربوں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ جن میں زواودہ کا شیخ الیہ بن محمد بن مسعود البلط بن سلطان، اس کا عم زاد حرکان بن شیخ بن عسا کر بن سلطان، شیخ بنی قرہ، جراز بن دینر بن جو مغراہ کا سردار اور محمد بن العاری بن غانیہ اور ان جیسے کئی دوسرے لوگ بھی شامل تھے۔ اس کے بعد ابن غانیہ پر شکستہ، شکست خوردہ اور تمام امیدوں سے ناامید ہو کر واپس لوٹ آیا جبکہ ابو محمد اور موحدین غالب ہو کر لوٹے اور افریقہ میں ابو محمد کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ یوں اس نے عام فساد کا قلع قمع کر دیا، اس کے ٹیکس کو پورا وصول کیا اور اس کے جنگی معرکے دراز ہو گئے۔ اس کے جھنڈے کو پھر توڑ گیا اور ناصرفوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا یوسف المستنصر حاکم بنا تو اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے مشائخ نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے فتنے اور مغرب میں ان کے غالب آنے میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے شیخ ابو محمد سے افریقہ میں درخواست کی، اس کے کام آنے اور اس کے ضبط احوال اور قیام ملک پر اعتماد کیا۔ یوں اس نے اسے اس کے علاقوں پر باقی رکھا اور اخراجات کے لئے اس کی طرف احوال بھجوائے۔ وہ پھر ہمیشہ وہیں پر عامل رہا یہاں تک کہ سنہ 618 میں فوت ہو گیا۔

شیخ ابو محمد کا مرنا اور عبدالرحمان بن شیخ ابو محمد کا حکمران بننا

شیخ ابو محمد فاتح کی وفات سنہ 618 میں ہوئی، اس کے بعد شوریٰ میں موحدین کی حکومت دو فریقوں میں بٹ گئی، ان میں سے ایک فریق عبدالرحمن بن شیخ ابو محمد کا تھا اور دوسرا اس کے عم زاد ابراہیم بن اسماعیل بن شیخ ابی حفص کا تھا۔ لہذا وہ کچھ عرصے کے لئے متردد رہے پھر اس کے بیٹے امیر ابوزید عبدالرحمن پر متفق ہو گئے۔ انہوں نے اسے عہد و پیمانہ دیئے اور اسے اس کے باپ کی جگہ امارت پر بٹھایا یوں بغاوت فرو ہو گئی اس نے پھر حکومت کے قیام کے لئے اپنے عزائم کو تیار کر لیا، عطاء و بخشش کی، شعراء کو انعامات دیئے اور ابو عبداللہ بن ابوالحسن کو اپنا کاتب بنا لیا۔ اس نے المستنصر کو بڑی شان سے خطاب کیا اور نواح کو ہموار کرنے اور جوانب کی حفاظت کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ اسے المستنصر کا خط ملا جس میں ولایت سے تین ماہ تک معزول ہونے کا ذکر تھا۔ اس کے بعد ابوالقاسم العزنی کی مداخلت سے جبون الرنداجی کا خروج رک گیا اور سرداروں نے العزنی کی ولایت پر اتفاق کر لیا، یوں انہوں نے دعوت کو مرتضیٰ کی طرف پھیر دیا۔ یہ سنہ 47 کا واقعہ ہے۔ بعد ازاں دعوت کے بارے میں اہل طنجہ نے ان کی پیروی کی اور ابن الامیر یوسف بن محمد بن عبداللہ بن احمد الھمندی نے وہاں اپنے آپ کو ترجیح دے دی۔ یاد رہے کہ اس سے قبل وہاں ابوعلی بن اخلاص والی تھا۔ لہذا جب العزنی اور جبون الرنداجی کو حکومت ملی تو اس نے ان سے عہد و پیمانہ کیا۔ اس نے پھر عباسی کے لئے خطبہ دیا اور اپنے آپ کو دعائیں اس کے ساتھ شریک کیا یہاں تک کہ بنو مرین نے خیانت کی اور اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے بعد ازاں اس کے بیٹے تونس کی طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا داماد قاضی ابوالضم عبدالرحمن بن یعقوب بھی تھا جو ان کی خالہ ساطبہ کا فرزند تھا۔ وہ اور اس کی قوم جلا وطنی کے دنوں میں طنجہ چلے گئے اور وہیں رہنے لگے۔ بعد ازاں بنو الامین نے ان سے رشتہ داری کی اور ان کے ساتھ تونس

کی جانب کوچ کر گئے۔ اس نے پھر قاضی ابوالقاسم کی سیرت اور احکام و وثائق کے متعلق اس کے فضل و معرفت کو معلوم کیا اور سلطان کے دور میں الحضرة میں اسے قضاء کے کاموں میں لگا دیا۔ اسے برکت سے اس کام میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ جب امیر ابی ذکریا کی وفات کی خبر متعلیہ پہنچی، تو وہاں مسلمان بلرم شہر میں رہتے تھے اور سلطان نے ان کے ساتھ الجزیرہ کے حکمران سے شہر اور اس کے نواحی علاقوں کے متعلق اشتراک کا معاہدہ کر لیا تھا۔ لہذا انہوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی یہاں تک کہ جب انہیں سلطان کی وفات کی خبر ملی تو نصاریوں نے ان میں فساد برپا کرنے میں جلدی کی لہذا انہوں نے قلعے اور وحشتناک جگہوں میں پناہ لی۔ انہوں نے ان پر بنی عباس کے ایک باغی کو امیر مقرر کیا لیکن پھر طاغیہ نے پہاڑ کی جانب سے صقلیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی لہذا اس نے انہیں اپنی دعوت کے لئے سمندر پار بھیج دیا۔ وہ پھر جزیرہ مالطہ کی طرف چلا گیا۔ اور انہیں ان کے بھائیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اس کے بعد طاغیہ، صقلیہ اور اس کے جزائر پر قابض ہو گیا اور اس نے وہاں اپنے کلمہ کفر سے کلمہ اسلام کو مٹا دیا۔

ابو عبد اللہ المستنصر کا دور حکومت

جب سلطان ابوزکریا بونہ کے باہر سنہ 47 میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو لوگوں نے اس کے بیٹے امیر ابو عبد اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس کے چچا محمد اللخیمانی نے خواص اور باقیماندہ فوجیوں بھی اس کی بیعت لی۔ اس نے پھر تونس کی طرف کوچ کیا اور 3۔ رجب کو الحضرة میں داخل ہوا۔ اس کی آمد کے روز اس نے پھر نئے سرے بیعت لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ کچھ وقت کے بعد اس نے پھر تجدید کی اور اپنی علامت کی جگہ الحمد للہ اور الشکر للہ کے الفاظ اختیار کئے۔ اس نے پھر اپنی حکومت کا بوجھ اٹھالیا اور اپنے باپ کے خاص آدمی خصی کا فور کو گرفتار کر لیا جو اس کے گھر کی آمدنی اور مصارف کا ذمہ دار تھا۔ بعد ازاں اس نے اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اور جہات کی طرف کارکنان سے بیعت لینے کے لئے گیا۔ یوں ہر جانب نے ایک دوسرے کی پیروی کی۔ اس نے پھر ابو عبد اللہ بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا اور قضاء پر ابوزید تو زری کو مقرر کیا جو اس کے چچا محمد اللخیمانی کے بچوں کا اتالیق تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر ابوزکریا کے دو بھائی تھے، ایک کا نام محمد تھا جو اس سے عمر میں بڑا تھا، وہ لمبی داڑھی کی وجہ سے اللخیمانی کے نام سے بھی مشہور تھا جبکہ دوسرے کا نام ابو ابراہیم تھا۔ ان کے درمیان ایسا خلوص اور دوستی تھی جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جب امیر ابوزکریا فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے ابو عبد اللہ المستنصر نے حکومت سنبھال لی اور اس نے پھر محمد بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا جو اپنی قوم میں بڑا آدمی تھا۔ لیکن اس نے اس کی صغریٰ کی وجہ سے اس پر حملہ کرنے کا سوچا حالانکہ وہ بیس سال کی عمر کا تھا، دراصل اسے سلطان کی رکاوٹ بڑی مشکل معلوم ہوئی کیونکہ اس کے پاس موٹے تازے گھی غلام اور اندلس کے گھرانوں کے پلے بڑھے آدمی تھے لہذا اس کے باپ نے ان میں کچھ آدمیوں کو چنا اور ایک فوج مرتب کی جنہوں نے موحدین پر غلبہ پالیا۔ انہوں نے حکومت میں ان کے مراکز میں ان سے مڈبھیڑ کی لہذا ابن یہدی نے سلطان کے دونوں بھائیوں کو داخل کیا اور جو حکومت ان دونوں کے ہاتھ سے جا چکی تھی، اس پر افسوس کیا مگر اسے ان سے اپنی امید پوری ہوتی نظر نہیں آئی لہذا وہ محمد اللخیمانی کی طرف لوٹا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا۔ اس کے بعد ابن ابی یہدی نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی اور اس سے مدد کا وعدہ کیا۔ جب سلطان کلمہ اپنے چچا محمد اللخیمانی کی طرف سے یہ اطلاع پہنچ گئی تو اس نے اسے اس کے بیٹے کے شر سے متنبہ کیا اور ساتھ ساتھ قاضی ابوتوزری نے بھی اسے خیر خواہی کرتے ہوئے اطلاع دی۔ ابن ابی یہدی نے پھر جمادی سنہ 48 کی صبح کو سلطان کے دروازے پر اپنی وزارت کی جگہ بنائی اور وزیر ابی زید بن جامع کو گرفتار کر لیا۔ جب وہ باہر آیا تو موحدین کے مشائخ بھی اس کے ساتھ تھے لہذا انہوں نے ابن محمد اللخیمانی کی اس کے گھر پر بیعت کی۔ سلطان نے پھر اپنے دوستوں کو سوار کرایا اور جرنیل ظافر کو ان کے ساتھ لڑائی پر افسر مقرر کیا لہذا وہ فوج اور اپنے دوستوں کے ساتھ نکلا اور شہر سے باہر عید گاہ میں موحدین سے جا ملا۔ اب اس نے ان کی فوج کو شکست دی۔ لڑائی میں ابن ابی یہدی اور ابن دازکدن قتل ہو گئے۔ بعد ازاں ظافر موسیٰ سلطان، سلطان کے چچا اللخیمانی کے گھر کی طرف گیا اور اسے اور اس کے بیٹے کو جو صاحب بیعت تھا، قتل کر دیا۔ وہ پھر ان دونوں کے سروں کو سلطان کی طرف لے گیا اور اس نے راستے میں اس کے بھائی ابو ابراہیم اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا۔ اس نے پھر موحدین کے گھر لوٹ لئے اور انہیں تباہ و برباد کر

دیباہوں فتنہ اور بغاوت سرد پڑ گئی۔ اب سلطان نے فوج اور دوستوں پر مہربانی کی اور انہیں روزینے دیئے، ان سے حسن سلوک کیا۔ اس نے پھر عبداللہ بن ابوالحسنین کو جو حکومت کے آغاز میں اسے چھوڑ گیا تھا، دوبارہ بلا لیا جبکہ ابن یہدی اپنے عہدے سے ہٹ گیا اور اس کی طوالت سے کمزور ہو گیا لہذا وہ اپنے حال کی طرف لوٹ آیا اور حالات درست ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان کے پاس اس کے غلام ظافر کی شکایت کی گئی اور انہوں نے ان فتوؤں کو جو وہ بلا جرم اس کے چچا کے قتل کے لئے لایا تھا، ختم کر دیا لہذا وہ اس سے چونکا ہو گیا اور حملے سے ڈر گیا۔ وہ پھر زوادہ کے ساتھ جامل۔ اس شکایت میں اس کے غلام ہلال نے بڑا کردار ادا کیا۔ لہذا اس نے اسے اس کی جگہ مقرر کر دیا اور وہ بھاگ کر عربوں کے پڑوس میں رہنے لگا یہاں تک کہ اس کے حالات میں وہ بات ہو گئی جس کا ہم ذکر ابھی کریں گے گے۔ انشاء اللہ۔

سرکاری کاموں کا ذکر

سلطان کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے شاہی محلات کے نقشے بنائے، اسی نے سب سے پہلے نزات کی طرف سنہ 50 میں شکار کے لئے ایک شکار گاہ بنائی لہذا اس نے زمین پر ایک باڑ بنائی جس کا حلقہ حد بندی سے باہر تھا جس میں وحشی جانوروں کا کوئی ریوڑ نہیں چر سکتا تھا۔ جب وہ شکار کے لئے سوار ہوتا تھا تو وہ اس باڑ کو قورا تک اپنے خاص غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ پھاند جاتا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے وہ اصحاب بھی نکلتے تھے جن کے پاس کتے، باز، شکرے، سلوتی کتے اور چیتے ہوتے تھے لہذا وہ انہیں وحشی جانوروں پر چھوڑتے تھے۔ انہوں نے اس کے آگے چوڑائی میں ایک دیوار بنائی تھی وہ بقیہ دن اس شکار سے اپنی ضروریات پوری کرتا تھا۔ یہ اس کے بڑے کاموں میں سے ایک کام تھا اس نے پھر اپنے محلات اور طالبیہ کے سرے کے باغات میں دو دیواروں سے رابطہ پیدا کر دیا جو دس ہاتھ کی چوڑائی سے گزرتی تھیں اور دس ہاتھ اونچی تھیں۔ ان باغات کی طرف جاتے ہوئے اس کی بیویاں لوگوں کی نگاہوں سے پردے میں رہتی تھیں۔ وہ دراصل ایک بڑا عظیم الشان محل تھا اور اب حکومت کے دور کا ایک ہمیشہ رہنے والا کارنامہ تھا۔ اس نے پھر گھر کے صحن میں ایک بلند عمارت بنائی جو مصمودی زبان میں قباہ اساراک کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بلند عمارت وہ ایوان ہے جو بہت بلند اور وسیع اطراف والی ہے۔ اس کے دونوں اطراف میں مین دروازے ہیں اور ہر دروازے کے دو کواڑ نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں۔ ہر کواڑ کو ایک طاقتور جماعت بند کرتی اور کھولتی ہے۔ اس کا بڑا دروازہ مغرب کی طرف ان سیڑھیوں تک پہنچاتا ہے جو اس پر چڑھنے کے لئے نصب کی گئی ہیں ان کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ ہے۔ دونوں جانب کے دونوں دروازے دو راستوں کی طرف پہنچاتے ہیں جو قورا کی دیوار تک لے جاتے ہیں۔ وہ پھر قورا کے میدان کی طرف مڑ جاتے ہیں جس میں بادشاہ عید کی مجالس اور وفود سے ملاقات کے لئے اپنے تخت پر بیٹھتا ہے۔ یوں یہ بادشاہ کی بڑائی اور حکومت کی جلالت کے اظہار کا بہت بڑا محل ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے سامنے کے صحن سے باہر بھی ایک شہرہ آفاق محل بنایا ہے جو ابو فھر کے نام سے مشہور ہے اور جو کہ چھتے ہوئے اور بغیر چھتے ہوئے باغوں پر مشتمل ہے۔ ان میں انجیر، زیتون، انار، کھجور اور انگور اور دیگر ہر قسم کے پھل اور درخت پائے جاتے ہیں۔ ہر درخت کی قسم ایک ترتیب کے ساتھ لگائی گئی ہے یہاں تک کہ اس میں سرو، کیلے اور جنگلی درخت لگائے گئے ہیں۔ ان کے درمیان لیموں، نارنگیوں، بیرولوں، خوشبودار پودوں، چنبیلی، خیری اور نیلوفر کے باغات ہیں۔ ان باغات کے درمیان میں اس نے ایک وسیع باغ بنایا ہے جس میں چنار کی لکڑیوں سے پانی کے لئے روک بنائی ہے۔ اس میں ایک قدیم نہر سے پانی لایا جاتا ہے جو زغوان اور قرطابیہ کے چشموں کے وسط میں واقع ہے اور زیر زمین چلتی ہے۔ اس پر بھی بڑی بڑی عمارتیں بنائی گئی ہیں۔ وہ ایک نہایت گہرے کنویں سے جو مضبوط بنیاد والا اور چوکور صحن والا ہے، پھوٹی ہے۔ جب اس میں زیادہ پانی ہو جاتا ہے تو اس زائد پانی کو دوسری نہر میں ڈال دیتی ہے جو قریب فاصلے پر واقع ہے پھر وہ ایک حوض میں جا گرتی ہے۔ جب وہ حوض بھر جاتا ہے اور لہریں لینے لگتا ہے تو کھڑی کشتیوں میں سوار ہو کر سیر کی جاتی ہے۔ جب ابن جمیل زیان بن ابی الحمالات مدافع بن ابی الحجاج بن سید مرویش بلنسیہ میں خود مختار بن بیٹھا تو بلنسیہ پر سید ابو زید ابو حفص غالب آ گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اندلس میں عبدالمومن کی ہوا اکھڑ گئی تھی اور ابن عود نے بغاوت کی۔ اس کے بعد ار جوناہ میں ابن احمر نے خروج کیا اور اندلس لڑائی سے مضطرب ہو گیا۔ ارغون کے بادشاہ نے پھر بلنسیہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کے محاصرے کے لئے دشمنوں کے پاس سنہ 33 میں سات اترنے کی جگہیں تھیں جن میں سے دو بلنسیہ اور جزیرہ شغرا اور شاطبہ اور ایک ایک جیان،

بلطیرہ، مرسیہ اور لیلہ میں تھیں۔ اہل جنوہ اس کے پیچھے سبتہ میں تھے۔ بعد ازاں طاغیہ نے فشتالہ پر قبضہ کر لیا جو قرطبہ کا شہر ہے۔ پھر طاغیہ ارغون نے بلنسیہ اور الجزیرہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔ بلنسیہ کے محاصرے کے لئے اس نے اینسہ کا قلعہ بنایا جہاں اس نے اپنی فوج کو اتارا اور واپس لوٹ آیا۔ اس کے بعد زیان بن مرویش سے اس کی باقیماندہ فوج سے لڑائی کرنے کا ارادہ کیا اور اہل شاطبہ اور شغریائی کے لئے نکلے۔ اس نے ان پر چڑھائی کی لہذا مسلمان تتر ہتر ہو گئے اور ان میں سے اکثر مارے گئے۔ لڑائی میں ابوالریج بن سالم بھی جو اندلس میں شیخ الحدیث تھا، شہید ہو گیا اور وہ ایک عظیم دن تھا اور بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا دیباچہ تھا۔ بعد ازاں دشمن کے دستوں نے اس پر بار بار حملے کے لئے پھر رمضان سنہ 35 میں طاغیہ ارغون نے اس پر چڑھائی کی، اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے خوب تکلیف پہنچائی۔ ان دنوں عبدالمومن مراکش میں تھا لہذا اس کی ہوا اکھڑ گئی اور افریقہ میں بنی ابی حفص کی حکومت غالب آگئی۔ اس دوران ابن مرویش اور مشرقی اندلس کے باشندوں نے امیر ابوزکریا سے حملہ کرنے کی توقع کی اور پھر انہوں نے الحضرۃ میں جمعہ کے روز اسے اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں۔ اس محفل میں اس نے اپنا وہ قصیدہ پڑھا جس میں اس نے مسلمانوں سے مدد طلب کی ہے۔ وہ قصیدہ یہ ہے۔

”تو اپنے سواروں کے ساتھ جو خدا کے سوار ہیں، اندلس پہنچ اور ہمیں ضرورت کے مطابق مدد دے۔ تجھ سے ہمیشہ ہی مدد طلب کی جاتی ہے اور وہاں کے زخمی جو تکلیف برداشت کر رہے ہیں اس سے بچ اب ان کی مصیبت لمبی ہو گئی ہے۔ یہ وہ جزیرہ ہے جس کے باشندے مصائب کا شکار ہو گئے ہیں اور ان کے نصیب بھی برباد ہو گئے ہیں۔ ہر صبح ان کا ماتم دشمنوں کے نزدیک خوشی کا باعث بنتا ہے جبکہ ہر شام مصیبت کا مقابلہ کرنا، خوف اور خوشی کو غم میں بدل دیتا ہے۔ بلنسیہ اور قرطبہ میں وہ کچھ ہو رہا ہے جسے سن کر جان نکلی جاتی ہے۔ اب شہروں میں شرک آ گیا ہے اور اسلام کوچ کر گیا ہے۔ ہائے وہ مساجد، جو دشمنوں کے لئے گرے بن گئی ہیں اور اب وہاں سے نداد کے لئے گھٹنے بجائے جاتے ہیں۔ ہائے افسوس! قرآن شریف پڑھانے والے مدارس مٹ گئے ہیں، وہ شہر آنکھوں کے لئے بہت خوبصورت تھے، نگاہیں ان کے سرسبز درختوں سے لطف اندوز ہوتی تھیں لیکن اب ان کی حالت کا ایک عجیب منظر ہو گیا ہے جو قافلے کو روک لیتا ہے اور بیٹھنے والے کو سوار کر دیتا ہے۔ وہ عیش کدھر گیا جس سے ہم داستانیں بناتے تھے، وہ شاخیں کہاں گئیں ہیں جن سے ہم شہد حاصل کرتے تھے۔ اس کی خوبیوں کو ایک سرکش نے مٹا دیا ہے۔ جس نے اس کی توڑ پھوڑ میں غفلت سے کام نہیں لیا۔ اس کے لئے فضاء خالی ہو گئی ہے۔ جس چیز کو اس کی ٹانگیں نہیں اچک سکیں اسے اس نے ہاتھ لبا کر کے لے لیا ہے۔ اے مولیٰ جو کچھ دشمنوں نے مٹا دیا ہے اسے زندہ کر دے جیسے تو نے مہدی کی دعوت سے گمشدہ چیزوں کو زندہ کر دیا تھا۔ ان ایام میں، میں نصرت حق کے لئے سبقت کرنے والا تھا اور ساتھ ساتھ میں نور ہدایت سے نور حاصل کرتے ہوئے رات گزارتا تھا۔ اے منصور بادشاہ، اپنے شہروں کو ان سے پاک کر کیونکہ وہ نجس ہیں اور نجس کو دھوئے بغیر طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ کاٹنے والی فوج کے ساتھ ان کی زمین کو روند ڈال یہاں تک کہ ان کے ہر سردار کے سر کو کچل دے۔ تو شرق اندلس کے لوگوں کی مدد کر جن کی آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں اور وہ ہر دم برستی رہتی ہیں۔ تجھے مبارک ہو، ان کے صحن کو کم مودراز پشت گھوڑوں اور خطمی نیزوں سے بھر دے، بعد ازاں فتح کا ایک وقت مقرر کر دے۔ شاید دشمنوں کا وقت قریب آ گیا ہے، یا آنے والا ہے۔“

لہذا امیر ابوزکریا نے ان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور ان کی طرف اپنے بحری بیڑے کو کھانے، اسلحے اور مال سے بھر کر ابو یحییٰ بن یحییٰ بن الشہید بن اسحاق بن ابی حفص کے ساتھ بھیجا۔ ان تمام چیزوں کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ جب بحری بیڑا ان کی مدد کو پہنچا تو وہ محاصرے کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے لہذا وہ دانیہ کی بندرگاہ پر اتر اور وہاں سے انہیں مدد پہنچائی۔ وہ پھر فاس کو لوٹ آیا۔ ابن مرویش کی طرف سے کوئی آدمی اس کے پاس نہیں آیا جو اس سے چیزوں کو لیتا، یوں بلنسیہ کے باشندوں کا محاصرہ سخت ہو گیا اور خوراک ختم ہو گئی۔ اس دوران بہت سے آدمی بھوک سے مر گئے لہذا شہر سپرد کرنے کے متعلق خواہش ہوئی تو اس کی ایک جانب صفر سنہ 36 میں ارغون کے بادشاہ نے لے لی۔ اس کے بعد ابن مرویش وہاں سے نکل کر جزیرہ شغریہ کی طرف چلا گیا اور وہاں کے باشندوں سے امیر ابوزکریا کی بیعت لی۔ وہ پھر اہل مرسیہ کے پاس گیا جہاں پر سال کے آغاز میں ابو بکر عزیز بن عبد الملک بن خطاب کی بیعت ہو چکی تھی لہذا اس نے اس سال کے رمضان میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ان کی بیعت امیر ابوزکریا کو بھیج دی۔ یوں بلاد شرقیہ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ سنہ 37 میں ابن مرویش کا وفد تونس سے اس کی طرف لوٹ آیا یہاں تک

کہ ابن ہود کا مرسیہ پر غلبہ ہو گیا۔ وہ پھر وہاں سے نکل کر سنہ 38 میں لنت الحسون کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ طاغیہ برشلونہ نے سنہ 22 میں اس کے ہاتھ سے مرسیہ کو چھین لیا۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف چلا گیا۔

الجوہری کی روداد

اس آدمی کا پورا نام محمد بن محمد الجوہری تھا۔ یہ سبتہ اور غمارہ جو مغرب کے مضافات میں سے تھے، کے حکمران اکمازیر ہنتاتی کی خدمت کی وجہ سے مشہور تھا۔ یہ بہت اچھا منتظم اور ریاست کا خواہش مند تھا۔ جب یہ تونس میں آیا اور سلطان کے والیوں سے وابستہ ہوا تو اس نے ان امور پر غور کیا جو اسے سلطان کے قریب کرنے والی اور اس کے مقام کو بلند کرنے والی ہوں۔ اس نے اس دوران افریقہ میں جنگلات میں رہنے والے بربری اہل خیام کے خرچ کو غیر منضبط پایا جس کا رجسٹر میں بھی کوئی اندراج و شمار نہیں تھا۔ جب اسے اس بات کا پتہ چلا کہ یہ تو والیوں اور عمال کا کھا جا ہے۔ لہذا ان کی طرف گیا اور ان کے خرچ کو سلطان کے پاس پہنچایا جس کی وجہ سے عمال کے درمیان اس کی شہرت ہو گئی۔ وہ اب سلطان ابوزکریا اس کی طرف مائل ہو گیا، اس کے مشوروں پر اعتماد کرنے لگا اور اسے اپنا خاص آدمی بنا لیا۔ اس نے پھر ابو ربیع کنفیسی جو ابن القریر کے نام سے مشہور تھا، کی موت پر اتفاق کیا۔ یہ شخص الحضرة میں بڑا کاروبار کرتا تھا لہذا اس نے اس کی جگہ اس کو عامل مقرر کر دیا۔ اس خطے میں موحدین کے مشائخ کا کوئی بڑا آدمی ہی والی بنا تھا لہذا سلطان نے اسے اس کی کارگزاری اور کفایت کی وجہ سے وہاں عامل مقرر کر دیا جس سے اس کی خواہش پوری ہو گئی۔ لیکن اسے اس نے اپنی خواہش تک پہنچنے کے لئے ایک ذریعہ شمار کیا لہذا اس نے شمشیر زنوں کا لباس تیار کیا اور پھر سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑوں کو تیار کیا۔ بعد ازاں بیابانی لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے آ رہا تیار کیا۔ اس اثناء میں اسے ابو علی بن نعمان اور ابو عبید اللہ بن الحسین کے سرانگندہ ہونے پر افسوس ہوا لہذا ان دونوں نے اس سے دشمنی کی، سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اس کی نافرمانی کے شر سے متنبہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز سلطان نے بعض مخالفوں اور نافرمانوں کی تقدیم کے سلسلے میں اس سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے اسے کہا میرے پاس تیرے دروازے پر ہزاروں لشکر موجود ہیں، اگر تو ان کے ذریعہ ان جیسے لوگوں میں جس کو تیرا مارنا چاہتا ہے مار دے۔ سلطان نے پھر اس سے منہ پھیر لیا اور اسے اس شکایت کا مصداق پایا جو اس کے متعلق کی گئی تھی۔ جب اس نے عبدالحق یوسف بن یاسین کو زکریا بن سلطان کے ساتھ بجایہ میں کاروبار میں مقدم کیا تو جوہری نے اسے بتایا کہ ایسا اس نے اس کی شکایت کی وجہ سے کیا ہے۔ اس نے پھر اسے وصیت کی کہ وہ اس کے معاملے کے سلسلے میں آگاہی حاصل کرے اور اس کے خط کے مطابق عمل کرے لہذا عبدالحق نے یہ بات امیر زکریا کو بتادی۔ اب وہ پریشان ہو گیا اور جوہری کے سامنے آنے پر برامنا یا۔ یوں ہمیشہ ہی اس کے متعلق اس قسم کی باتیں کی جاتی رہیں یہاں تک کہ اس پر فرد جرم عائد کر دی گئی۔ اس کے بعد امیر ابوزکریا نے اچانک اس پر حملہ کر کے اسے سنہ 89 میں گرفتار کر لیا اور اسے آزمائش کے لئے اس کے دشمنوں ابن لمان اور اللندی کے سپرد کر دیا۔ اس نے بہر حال اس عذاب پر صبر دکھایا اور ایک روز اس کے قید خانے میں مر گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو راستے کے وسط میں پھینک دیا گیا۔ اہل شامت نے اس کے ساتھ طرح طرح کی بیہودگی کی۔ جب سے امیر ابوزکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھالی اور اس نے بنی عبدالمومن سے حاصل کی تھی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے وہ تب سے مراکش میں الحضرة کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا اور تخت دعوت پر غالب تھا۔ اس کا خیال تھا کہ زاناتہ کی مدد سے وہ جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے مل جائے گا لہذا وہ امرائے زاناتہ کو اس طرف رغبت دلانا اور ان سے بنی مرین، بنی عبدالواد اور تو جین اور مغرادرہ کے احیا کے لئے مراسلت کرتا تھا۔ اس دوران یغمر اس نے جب سے آل عبدالمومن کی اطاعت اختیار کر لی تھی وہ عملی طور پر ان کی دعوت کو قائم کر رہا تھا۔ وہ پھر ان کے پاس آ گیا اور ان کے دوست کے ساتھ صلح اور ان کے دشمن کے ساتھ لڑائی کرتا تھا۔ ان میں سے رشیدان سے بہت حسن سلوک کرتا اور خلوص رکھتا تھا۔ اس نے اس سے پھر مزید دوستی چاہی۔ مغرب اور حکومت پر اس جیسے چڑھائی کرنے والے بنی مرین کی طرف مائل ہونے اور اس کی خوشی کے ارادے سے اس نے اسے مختلف قسم کے تحائف دیئے۔ لہذا سلطان ابوزکریا نے یغمر اس کے ساتھ رشید کے اس رابطے پر برامنا یا اور انہیں اپنے قریب میں ایک قریبی جگہ پر پابند کر دیا۔ اسی دوران میں بنی تو جین کا امیر عبدالقوی اور بنی مندیل بن عبدالرحمن امرائے مغرادرہ کا ایک وفد اس کے پاس یغمر اس کے خلاف مدد مانگنے کے لئے آیا۔ لہذا انہوں نے اس کے معاملے کو آسان کر دیا اور اسے تلمسان کا

خود مختار حاکم بننے کے سلسلے میں خوش کن باتیں بتائیں اس نے زنا تہ کو متفق کیا اور پھر مراکش میں موحدین کے بادشاہ کو کچلنے کے لئے سواریاں تیار کیں۔ یوں اس نے موحدین اور باقیماندہ دوستوں اور فوجوں کو تلمسان کی طرف جانے کے لئے تیار کر دیا۔ بنی مسلم اور ریاح کے جو اعراب اس کی اطاعت میں تھے، وہ بھی اپنی سواریوں کے ساتھ لڑائی کے لئے نکل پڑے۔ لہذا انہوں نے حفاظتی فوج کو اتار دیا۔ یوں وہ سنہ 39 میں ایک بہت بڑی فوج اور عظیم لشکر کے ساتھ اٹھا۔ اس نے پھر عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے لڑکوں کو اپنے اپنے وطنوں سے آنے والے لوگوں، ذوبان اور زغبہ کے قبیلوں اور عربوں کی فوج کے ساتھ اپنی فوج کے آگے آگے بھیجا۔ اس نے ان کے ملک کی سرحدوں میں ان سے مقابلے کے لئے جگہ مقرر کی۔ جب وہ مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کے میدانوں کے منتہی پر صحرائے زامن میں اتر تو عرب سلطان کی رکاب میں چلتے ہوئے سستی کرنے لگے اور عذر کرنے لگے لہذا امیر ابو زکریا نے انہیں لڑائی کے لئے کھڑا کرنے اور ان کے عزم کو بیدار کرنے کے لئے ایک لطیف جیلہ کیا۔ بعد ازاں وہ اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین کی تمام فوجوں کے ساتھ شہر کے میدان میں تلمسان سے لڑائی کی۔ جب یغمر اس اور اس کی فوجیں تیر اندازی کرتے ہوئے سلطان کے مقابلے میں نکلیں تو وہ تتر بتر ہو گئے اور دیواروں کی پناہ لینے لگے۔ وہ فیصلوں کو بچانے سے عاجز آ گئے لہذا بلندی سے خوب لڑائی ہوئی۔ جب یغمر اس نے دیکھا کہ شہر میں اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص میں چھپ کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا۔ اس پر موحدین کی فوجوں نے اسے روکا تو اس نے بھی ان کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس نے ان کے بعض بہادروں کو پچھا ڈیا تو انہوں نے اسے راستہ دے دیا اور وہ صحرا کی طرف چلا گیا۔ بعد ازاں ہر جانب سے فوجیں شہر کی طرف کھسک گئیں پھر انہوں نے اس میں گھس کر عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے اور احوال کے لوٹنے سے فساد پیدا کر دیا۔ جب اس نے دیکھا تو اس نے اس گھبراہٹ اور صدمے کو دور کر دیا، یوں لڑائی کی آگ سرد ہو گئی۔ اب موحدین اور امیر نے ان لوگوں کے متعلق سوچ بچار کی جو اسے تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ اسے بنی عبدالمومن کی دعوت اور اس کی مدافعت کے لئے اس کی سرحد پر اتار رہے تھے۔ ان کے اشراف نے اس بات کو برا سمجھا اور امرائے زنا تہ نے اسے یغمر اس کے مقابلے میں کمزور سمجھتے ہوئے بھگا دیا۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ وہ سردار ہے جو نہ اپنے آپ کو زخمی کر سکتا ہے، نہ اچانک حملہ کر سکتا ہے اور نہ اپنے شکار سے روک سکتا ہے۔ اس کے بعد یغمر اس نے پڑاؤ کے ارد گرد غارت گروں کو بھیجا جنہوں نے لوگوں کو اچک لیا۔ پھر انہوں نے کمین گاہوں سے اسے دیکھ لیا لہذا اس نے سلطان کے پاس ایک وفد بھیجا جس نے تلمسان اور افریقہ کے بدلہ کا مطالبہ کرتے ہوئے مراکش کے حاکم پر اتفاق کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ بھی کہ وہ اس اکیلے کو محمدی دعوت دے دے، سلطان نے یہ بات قبول کر لی۔ بعد ازاں اس کی ماں سوط النساء شرط قبول کے لئے اس کے پاس آئی تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے بڑا انعام بھی دیا۔ اس نے اس کے آنے کی تحسین کی۔ اس نے پھر یغمر اس کے لئے افریقہ کے بعض علاقوں کی شرط لگائی اور اس کے خراج کے لئے اپنے عمال کے ہاتھوں کو کھول دیا۔ بعد ازاں وہ اپنی آمد کے سترہ روز بعد الحضرة کی طرف لوٹ گیا۔ راستے میں موحدین نے اس کے دل میں یغمر اس کی سختی کا دوسوہ ڈالا اور اسے بتایا کہ وہ زنا تہ اور امرائے مغرب میں سے اس کے حاسدوں کو کھڑا کر سکتا ہے تاکہ وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ انہوں نے پھر اسے سلطان کا لباس زیب تن کروا دیا تو اس نے اس کی بات مان لی۔ اس کے بعد عبدالقوی بن عطیہ تو جینی اور عباس بن مندیل مغرادی اور منصور ملکیشی کو اپنی اپنی قوم کا سردار بنا دیا گیا اور انہیں آلہ بنانے اور یغمر اس کے طریقے پر بادشاہی بنانے کی اجازت دے دی لہذا انہوں نے اس کی اور موحدین کے رہنماؤں کی موجودگی میں انہیں تیار کر لیا۔ انہوں نے پھر اس کے دروازے پر ان مراسم کو قائم کیا اور وہ اپنے ملک کی وسعت اور خواہش کی تکمیل، اس کی حکومت کے سامنے مغرب کی اطاعت اور اس میں بنی عبدالمومن کی دعوت کے سلسلے میں ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ تونس کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد وہ الحضرة میں داخل ہوا اور اس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اب شعراء نے فتح کے شعر پڑھے، اس نے انہیں انعامات دیئے اور لوگوں کی گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں۔

حفصی دعوت میں اہل اندلس کی شمولیت

اس وقت ابوالولید کی اولاد میں سے ابومروان احمد الباجی اشبیلیہ میں موجود تھا۔ جبکہ حافظ ابو بکر جو نہایت مشہور آدمی ہے، اس کی اولاد میں

سے ابو عمر بن الجعد موجود تھا۔ یہ اپنے اجداد سے بزرگی اور بڑائی کے وارث تھے اور خلفاء نے انہیں ان کے طریقوں پر چلایا۔ یہ دونوں اپنے اپنے ملک کے لوگوں کے متبوع و مطاع تھے۔ بعد ازاں ابوالقاسم امیر زکریا کے جملہ مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اس نے اس بات کی اپنے بیٹے کو بھی وصیت کی یہاں تک کہ اس کے نفس نے اسے حملے اور بغاوت کرنے کی ترغیب دی۔ اس پر اس بات کا رعب چھا گیا کہ لوگوں کا گروہ اس کی تشہیر کرے گا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ سلطان نے تانبے کے نئے پیسے بنائے جو پہلے چاندی سے بنائے جاتے تھے، اس طرح اس نے مشرق کے سکے کی مشابہت اختیار کی تاکہ بازاروں میں لوگوں کو معاملات اور ضروریات پورا کرنے میں آسانی ہو۔ ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ چاندی کے سکے لینے والے یہودیوں نے اس کے بنانے اور خرچنے میں فریب کاری شروع کر دی۔ اس نے اپنے نئے سکے کا نام حدوس رکھا لیکن پھر لوگوں نے اسے خیانت سے خراب کر دیا جبکہ صاحب مرتبہ لوگوں نے اسے کم وزن بیان کیا۔ یوں اس میں خرابی پھیل گئی لہذا سلطان نے اس کی سزا میں سختی کر دی۔ اس نے لوگوں کے ہاتھ کاٹے اور انہیں قتل کیا۔ جو اس سکے کو پلتا وہ شہبے میں پڑ جاتا۔ لوگوں نے پھر اس کے بارے میں فکر کی اور سلطان کو اسے ختم کرنے کو کہا۔ اس سلسلے میں بہت باتیں ہونے لگیں اور فتنہ پیدا ہو گیا۔ نئے انداز سے عوام کو یہ بات بھی برداشت کرنا پڑی کہ باہر سے جو شخص فتنہ بھڑکاتا ہے اس کا نام قاسم بن ابی زید ہے۔ لہذا سلطان نے یہ سکہ ختم کر دیا اور اس کے عم زاد ابوالقاسم کی حالت نے اسے غمگین کر دیا اس دوران اسے اطلاع ملی تو اس کا نفس جو اسے بغاوت کی ترغیب دیتا تھا، اس کے متعلق اس پر رعب چھا گیا۔ پھر سنہ 61 میں الحضرة سے بھاگ کر ریح سے جا ملا اور ان کے امیر شبیل بن موسیٰ بن محمد انیس زواودہ کے ہاں اترا۔ یوں اس نے اس کی حکومت کی تابعداری کی۔ جب اسے اطلاع ملی کہ سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے تو وہ اس کے حملے سے ڈر گیا۔ اس کے بعد اس کے قبیلہ سے عربوں کی حکومت مضطرب ہو گئی۔ جب ابوالقاسم نے ان کے اضطراب کو محسوس کیا تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گیا کہ جب سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اسے اس کے سپرد کر دیں گے لہذا وہ جلد ہی وہاں سے تلمسان چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس میں رہنے لگا۔ اس نے پھر وہاں بھی برے کام کرنے شروع کر دیئے اور حکومت نے بھی اس کی عیب گیری شروع کر دی۔ وہ پھر وہاں سے مغرب کی طرف چلا گیا اور مدت تک نیپل میں قیام پذیر رہا اور پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ وہ وہیں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ امیر ابواسحاق، ابن احمر کی پناہ سے کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

مسیلہ کی طرف روانگی

جب سلطان کو اس کے عم زاد قاسم بن ابی زید کے متعلق اطلاع ملی کہ ریح کی بیعت کے بعد وہ مغرب کی طرف چلا گیا ہے اور انہوں نے اس کے ساتھ شہروں پر چڑھائی کی ہے تو وہ سنہ 64 میں موحدین کی افواج کے ساتھ وطن کو درست کرنے، اس سے فساد کے آثار کو مٹانے اور عربوں کو طاغیہ سے چھڑانے کے لئے نکلا۔ وہ جہات سے ہوتا ہوا بلادریح میں پہنچا، ان پر قبضہ کر لیا اور ان کی اطراف کو درست کیا۔ اس دوران شبیل بن موسیٰ اور اس کی زواودہ قوم بیابان کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان پھر ریح کے آخری وطن مسیلہ میں اتر پڑا اور وہاں اس سے بنی تو جین کے امیر محمد بن عبدالقوی نے ملاقات کی۔ اس نے اس کی ملاقات سے برکت حاصل کرتے ہوئے نئے سرے سے تجدید اطاعت کی لہذا اس نے اس کے ساتھ بڑا امثال کا سا حسن سلوک کیا، اسے سامان اور انعامات سے مدد دی اور اسے کوتل گھوڑے اور سونے سے بھری ہوئی کشتیاں دیں۔ اس کے علاوہ کتان اور بہترین روئی کے کپڑوں کے خیمے لگائے اور ان کے ساتھ مال، سواریاں، گھوڑے اور ہتھیار دیئے۔ اس نے الزاب کی عملداری میں اسے او ماش کا شہر ہیڈ کوارٹر کے طور پر اسے جاگیر میں دیا اور وہ پھر اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا۔ سلطان بھی تونس کی طرف واپس آ گیا لیکن اس کے دل میں ریح کے متعلق کینہ تھا یہاں تک کہ اس نے اپنی تدبیر کا رخ اس طرف کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ وہ دوسری بار الحضرة میں اترا جو اس کے مولیٰ ہلال کی وفات کی جگہ ہے اور جو کہ قائد کے نام سے مشہور تھا۔ اسے حکومت میں سلطان کی طرح قدیمی مرتبہ حاصل تھا۔ وہ بہادر، سخی، خوش اخلاق اور اہل علم اور حاجتمندوں کی طرف توجہ دینے والا تھا۔ اس کے بہت سے اچھے کارنامے منقول ہیں جن سے اس کی بہت شہرت ہوئی لہذا سلطان کو اس کی وفات کا بہت غم ہوا۔

اس دوران شبیل بن موسیٰ اور اس کی زواودہ قوم نے طاغیہ کو پریشان کرنے کے لئے بہت کام کئے اس گھرانے میں سے جو آدمی ان کے

ساتھ ملا انہوں نے اسے بادشاہ بننے کی رائے دی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے پہلے امیر ابو اسحاق کی اور پھر اس کے عم زاد یعنی ابو القاسم بن ابی زید کی پیروی کی۔ سلطان سنہ 64 میں ان سے مقابلے کے لئے گیا اور ان کے اوطان پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر صحرا میں چلے گئے اور یہ تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے پھر ابی ہلال عباد عامل بجایہ جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، اشارہ کیا کہ وہ ان سے حسن سلوک اور دوستی کرے تاکہ وہ اس کے پاس آتے جاتے رہیں۔ بعد ازاں سلطان نے کعب بن سلیم، ذیاب اور بنی ہلال کے فریقوں سے اپنے حلیفوں کو جمع کیا اور سنہ 60 میں موحدین کی فوجوں کے ساتھ تونس سے نکلا۔ اس سے پھر بنو عسا کر بن سلطان نے جو مسعود بن سلطان کے بھائی ہیں، ملاقات کی لہذا اس نے محمد بن عسا کر کو اس کی قوم اور دیگر ریح پر امیر بنا دیا۔ اس کے بعد بنو مسعود بن سلطان صحرا کی طرف بھاگ گئے تو سلطان نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ نقاوس میں اترا۔ انہوں نے پھر الزاب کی گھاٹیوں میں پڑاؤ ڈال لیا۔ اس کے بعد ان کے ایلچی ابی ہلال کے پاس میدان میں داخل ہونے کے لئے اسے مراجعت سے مانوس کرنے کے لئے آنے جانے لگے لہذا اس نے اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لئے انہیں سلطان کے پاس جانے کو کہا، انہوں نے اس کے اشارے کو قبول کر لیا۔ بعد ازاں ان کا امیر شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کا بھائی گئے تو اس نے انہیں اور درید بن تازیر کو گرفتار کر لیا جو کرفہ کے شیوخ میں شامل تھا، اس نے ان کا سامان لوٹ لیا اور انہیں قتل کر دیا، پھر ان کے جسموں کو نقاوس کی جہات کے کناروں پر نصب کر دیا جہاں پر انہوں نے ابو القاسم بن ابی زید کی بیعت کی تھی۔ اس نے ان کے سروں کو بسکرہ کی طرف بھجوا دیا جہاں ان کو نصب کر دیا گیا۔ وہ پھر لڑتا ہوا ان کے قبائل کی طرف چلا گیا اور اس نے انہیں الزاب کی گھاٹیوں میں ان کی جگہوں پر اتار دیا اور وہاں پر ان کے ساتھ رہا لہذا وہ بھاگ گئے اور جاتے جاتے سوار یوں اور گھوڑوں اور خیموں کو چھوڑ گئے۔ یوں وسدریکش کے ہاتھ ان سے بھر گئے۔ وہ کجاووں پر بیٹھ کر بچوں اور عیال کے ساتھ بھاگ گئے۔ فوجیں ان کا پیچھا کر رہی تھیں یہاں تک کہ وہ الزاب کے سامنے وادی عسدی سے آگے گزر گئے۔ یہ ہی وہ وادی ہے جو مغرب اوسط کے سامنے سے جبل راشد سے نکل کر پھر الزاب سے گزرتی ہوئی مشرق کی طرف چلی جاتی ہے اور سنجہ نفاذہ میں جا گرتی ہے جو کہ بلاد الجریڈ میں سے ہے لہذا جب ان کا دستہ وادی سے گزر گیا تو وہ اس بے آب و گیاہ جنگل اور سیاہ پتھریلی زمین میں چلے گئے جسے الحمد اہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد فوجیں ان کے تعاقب سے واپس آ گئیں اور سلطان اپنی لڑائی سے کامیاب و کامران ہو کر واپس آیا۔ بعد ازاں شعراء نے مبارکباد کے قصائد پڑھے۔ زواوہ کی جماعت پھر ملوک زنا تہ کے ساتھ جا ملی اور بنو یحییٰ بن درید، یغمر اس بن زیان کے ہاں اور بنو محمد بن مسعود، یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اترے۔ اس کے بعد انہوں نے انہیں بہت عطیات دیئے اور ان کے ہاتھوں کو انعامات، اصطبلوں کو گھوڑوں اور قبیلوں کو اونٹوں سے بھر دیا۔ وہ پھر اپنے وطنوں کو لوٹ آئے اور انہوں نے دارکلمہ اور ریغہ کے محلات پر قبضہ کر لیا یوں انہیں سلطان کی حکومت سے الگ کر لیا پھر وہ الزاب کی طرف مڑ گئے۔ بعد ازاں اس کے عامل نے ان کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور یہ مقررہ کاٹھکا نہ تھا۔ لہذا اس نے الزاب کی حدود پر ان سے لڑائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور بطاوہ تک اس کا تعاقب کیا، اس نے پھر اس کے نزدیک اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر الزاب، جبل اور اس اور بلاد حصنہ پر چڑھائی کی یہاں تک کہ حکومتوں نے انہیں یہ علاقے دے دیئے اور یہ ان کی ملکیت ہو گئے۔

سلطان کی نصرانیوں سے لڑائی

یہ قوم افرنجہ کے نام سے مشہور ہے تاہم عوام اسے افرانسہ شہر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے افرانس کہتے ہیں۔ ان کا نسب یافت بن لوح کے ساتھ جا ملتا ہے۔ یہ لوگ بحر روم کے دونوں کناروں میں سے شمالی کنارے پر رہتے ہیں جو جزیرہ اندلس اور خلیج قسطنطنیہ کے درمیان واقع ہے۔ یہ لوگ مشرق کی جانب سے رومیوں اور مغرب کی جانب سے جلالقہ کے پڑوسی ہیں۔ انہوں نے رومیوں کے ساتھ ہی عیسائیت کو اختیار کر لیا تھا۔ شاہ روم کی واپسی کے بعد ان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ پھر یہ رومیوں کے ساتھ سمندر پار کر کے افریقہ چلے گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ اس کے بڑے بڑے شہروں مثلاً سبیطلہ، جلولا، قرطاجنہ، مرناق اور باغایہ میں اتر پڑے اور وہاں پر جو بربری رہتے تھے، ان پر غالب آ گئے یہاں تک کہ وہ بھی عیسائی ہو گئے اور ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد اسلام آیا تو اعراب نے ان کے ہاتھوں سے افریقہ کے باقی ماندہ شہروں مشرقی کنارے اور سمندری جزائر مثلاً افریطش، مالطہ، صقلیہ اور میورقہ کو چھین کر فتح حاصل کر لی۔ انہوں نے پھر خلیج طنجہ کو پار کیا اور القوط، جلالقہ اور البشکنس پر غلبہ پا

لیا۔ یوں وہ جزیرہ اندلس پر قابض ہو گئے اور اس کی گھاٹیوں اور گھروں سے نکل کر ان افرنجیہ کے میدانوں کی طرف آ گئے۔ انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور ان میں فساد برپا کر دیا۔ اس طرح وہ ہمیشہ ہی اون والے اندلس میں نئی امیہ کے آغاز میں اس طرف آتے رہے۔ افرنجیہ کے والی اعالیہ میں سے تھے جب کہ ان سے پہلے بھی مسلمانوں کی فوجیں اور ان کے بحری بیڑے اس کنارے سے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ سمندری جزیروں میں ان پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے پھر اپنے کنارے کے میدانوں سے ان سے لڑائی کی۔ ان کے دلوں میں ہمیشہ ہی کینہ قائم رہا کیونکہ وہ اپنے چھنے ہوئے علاقوں کی واپسی کا طمع کرتے تھے۔ جب رومی حکومت قسطنطنیہ اور رومہ پہنچی اور خرنجیہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو انہوں نے مشرق میں اسے خذفت کا نام دیا۔ اس کے بعد وہ شام کے قلعوں اور سرحدوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے بڑھے اور ان پر چڑھائی کی۔ انہوں نے ان میں سے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور مسجد اقصیٰ پر قابض ہو گئے جس میں مسجد کے بجائے ایک بہت بڑا گرجا بنایا اور کئی بار مصر اور قاہرہ سے لڑائی کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حاکم مصر اور شام صلاح الدین ابویوب کردی کو چھٹی صدی کے وسط میں مسلمانوں کے لئے بچانے والا باغ اور اہل کفر پر عذاب بنا کر بھیجا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ جہاد میں بڑی بہادری دکھائی، اور جو کچھ انہوں نے قبضہ میں کیا تھا، اسے واپس لے لیا۔ مسجد اقصیٰ کو ان کے جھوٹ اور کفر سے پاک کیا۔ وہ پھر اپنے جہاد کی کارروائیوں میں فوت ہو گیا، تو پھر انہوں نے دوبارہ حملہ کیا اور ساتویں صدی میں حاکم مصر اور شام ملک صالح کے عہد میں اور تونس میں امیر ابوزکریا کے دور میں مصر سے لڑائی کی پس انہوں نے دمیاط میں اپنے خیمے لگائے اور اسے فتح کر لیا۔ انہوں نے پھر رفتہ رفتہ مصر کی بستیوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس دوران میں ملک صالح فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا معظم حکمران بنا۔ جب مسلمانوں کو نبل کے بہاؤ کے دور میں لڑائی سے فرصت ملی تو انہوں نے الغیاض کو فتح کیا اور پانی کی فراوانی کو دور کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے بڑاؤ کا گھیراؤ کر لیا اور ان میں سے ایک عالم فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے سلطان کو لڑائی سے بیڑیاں ڈال کر سلطان کی طرف بھیج دیا اور اس نے اسے اسندریہ میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ مسلمانوں کو دمیاط پر قبضہ دلائے گا۔ لہذا انہوں نے صلح کی شرط پر اس سے وعدہ و قائی کی۔ لیکن اس نے تھوڑی مدت میں ہی عہد شکنی کی اور اپنے علاقے کے تاجروں کے مال کے ضامن ہونے کے سلسلے میں اس نے ازراہ قلم تونس پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے ایلیمانی کو قرض دیا اور جب سلطان نے اسے ہٹا دیا تو انہوں نے بغیر کسی سبب کے اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو تین سو دینار تھا۔ لہذا انہوں نے غنیمتاً کہ ہو کر اپنے طاغیہ کے پاس شکایت کی تو وہ بھی ان کے لئے برا فروختہ ہو گیا، انہوں نے اسے تونس سے لڑائی کرنے کی طرف رغبت دلائی کیونکہ اس میں بھوک اور جانوروں کی وبا پڑی ہوئی تھی لہذا اس نے پھر افرنجیہ کے طاغیہ انفرنسیس کو بھیجا جس کا نام سلوئس بن یولیس تھا اور جس نے افرنجی زبان میں ریڈفرنس کا لقب اختیار کیا تھا، اس کے معنی شاہ فرانس کے ہیں لہذا اس نے اس کو ملوک نصاریٰ کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں تونس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے نکالے۔ اس نے اس دوران خلیفہ اسحٰب کی طرف بھی آ دی بھیجا، اس نے بھی ملوک نصاریٰ کو اس کی مدد کرنے کی طرف اشارہ کیا اور گرجوں کے احوال بھی اسے مدد کے لئے لگے ہاتھوں دیئے۔ یوں باقی ماندہ شہروں میں بھی نصاریٰ کی لڑائی کی تیاری کی خبر مشہور ہو گئی۔ مسلمان ممالک میں سے جن نصرانی بادشاہوں نے اسے لڑائی کے متعلق جواب دیا، وہ شاہ انگلستان، شاہ اسکوسا، شاہ نزول اور شاہ برشلوز تھے۔ جس کا نام زیدراکون بھی تھا۔ اس کے علاوہ افرنجی بادشاہوں کی ایک اور جماعت نے بھی اسے جواب دیا۔ ابن اثیر نے یہ بات اسی طرح بیان کی ہے۔ اب مسلمانوں کو ان کے غصے نے پریشان کر دیا اور سلطان نے اپنی باقی ماندہ عملداریوں میں خوب تیاری کرنے کا حکم دے دیا اور ساتھ ساتھ سرحدوں میں فیصلوں کو درست کرنے اور خوراک جمع کرنے کا حکم دے دیا۔ اب نصرانی تاجر مسلمانوں کے شہروں کے ساتھ معاہدہ کرنے سے احتراز کرنے لگے۔ سلطان نے اپنے ایلیمانیوں کو انفرنسیس کی طرف اس کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کے ساتھ ایسی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا جس سے وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ وہ اپنی شروط کی تکمیل کے لئے اسی ہزار (80,000) دینار کا سونا اٹھا کر لے گئے لہذا اس نے ان کے ہاتھوں سے مال لے لیا اور انہیں بتایا کہ لڑائی ان کے علاقے میں ہو گی۔ جب انہوں نے اپنا مال طلب کیا تو وہ بہانے کرنے لگے کہ اس نے مال لیا ہی نہیں ہے، یوں ان کا معاملہ اس کے ساتھ حاکم مصر کے ایلیمانی کے پہنچنے کا سا ہو گیا لہذا اسے انفرنسیس کے پاس حاضر کیا گیا تو اس نے اسے بیٹھنے کو کہا، اس نے بیٹھنے سے انکار کیا اور اسے سلطان مصر کے شاہی شاعر ابی مطروح کے یہ اشعار سنائے

”جب تو فرسیس کے پاس پہنچ جائے تو اسے خیر خواہ وزیر کی سچی باتیں کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ تجھے عیسیٰ کے عبادت گزار نصاریٰ کے قتل کا اجر عطا کرے۔ تو مصر میں اس کی حکومت طلب کرتے ہوئے آیا ہے لیکن تو خیال کرتا ہے کہ ڈھول کے ساتھ بزدل طاقتور ہو جاتا ہے لہذا موت تجھے اودھم کی طرف لے آئی اور تیری آنکھوں کے سامنے جگہ بھی تنگ ہو گئی۔ بعد ازاں تیرے تمام اصحاب کو تیری بد تدبیری نے قبر میں ڈال دیا اور ستر ہزار میں سے ہر آدمی مقتول ہے یا مجروح ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے ایسی ہی باتوں کا الہام کرے، شاید مسیح کو تم سے راحت محسوس ہو۔ اگر تمہارا پوپ اس بات سے راضی ہے تو کئی دفعہ خیر خواہ بھی دھوکہ بازی کرتا ہے لہذا انہوں نے اسے کاہن بنا لیا اور وہ تمہاری جماعت اور تمہارے سست آدمی سے زیادہ تمہارا خیر خواہ ہے۔ انہیں کہہ دو کہ اگر انہوں نے بدلہ لینے یا کسی برے کام کے لئے دوبارہ آنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو ابن لقمان کا گھرا اپنی جگہ پر قائم ہے، بیڑیاں بھی پڑی ہوئی ہیں اور آختہ کیا ہوا بہت خوبصورت ہوتا ہے۔“

اس کا مطلب ہے کہ ابن لقمان کے گھر میں اسکندریہ میں اس کے قید کرنے کی جگہ ہے اور اہل مصر کے عرف میں طواشی آختہ کو کہتے ہیں لہذا جب وہ یہ اشعار کو پڑھ چکا تو اس بات نے طاغیہ کو سرکشی اور تکبر میں بڑھا دیا، اس نے تونس کی لڑائی میں عہد شکنی سے معذرت کی اور باقی ماندہ علاقوں سے ایلیچیوں کو اسی روز واپس بلا لیا۔ اس کے بعد سلطان کے ایلیچی ان کی حالت سے اغتباہ کرتے ہوئے پہنچ گئے اور طاغیہ نے اپنی فوجوں کو اکٹھا کیا۔ وہ ذوالقعدہ سنہ 68 کے آخر میں اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر تونس کی طرف گیا لہذا یہ لوگ سردانیہ یا صقلیہ میں جمع ہو گئے۔ اس نے پھر ان سے تونس کی بندرگاہ کا وعدہ کیا اور وہاں چل پڑے۔ سلطان نے پھر لوگوں میں دشمن کے متعلق جو کس رہنے، تیاری کرنے اور قریب ترین شہر میں لڑائی کے لئے جانے کا اعلان کر دیا۔ اس نے پھر الشوانی کو حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا، وہ کئی دن تک حالات کو معلوم کرتا رہا پھر قرطاجنہ کی بندرگاہ پر پے در پے بحری بیڑے آنے لگے۔ سلطان نے اس دوران اندلس کے اہل شوریٰ سے اور موحدین سے ان کے جانے، ساحل پر اترنے یا اس سے انہیں روکنے کے متعلق گفتگو کی۔ بعض لوگوں نے انہیں اس وقت تک رکنے کا مشورہ دیا کہ ان کی خوراک کے ذخائر ختم ہو جائیں تاکہ وہ اس جگہ سے جانے پر مجبور ہو جائیں جبکہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ جب وہ الحضرۃ کی بندرگاہ سے جو محافظوں اور فوجوں والی ہے، جائیں گے تو وہ ایک سرحد پر حملہ کریں گے اور اس پر قبضہ کر کے لوٹ لیں گے لیکن اس پر ان کا غلبہ پانا مشکل ہوگا۔ سلطان نے اس بات سے اتفاق کیا اور انہیں اس طرف جانے کے لئے چھوڑ دیا۔ یوں وہ قرطاجنہ کے ساحل پر اتر پڑے۔ اس سے قبل روس کے سواہل اندلسی فوج اور رضا کاروں کی چوکیوں سے بھر چکے تھے، ان میں تقریباً چار ہزار سوار تھے جو رئیس الدولہ محمد بن الحسین کی نگرانی کے لئے اترے ہوئے تھے۔ جب عیسائی فوجی ساحل پر اترے تو وہ تقریباً چھ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے، یہ بات مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ سے بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بڑے تین سو بحری بیڑے تھے جبکہ وہ سات بادشاہ تھے جن میں انفرسیس اور حاکم صقلیہ جرون کے بھائی اور جزر اور علیجہ کا حاکم جو طاغیہ کا ساتھی تھا، جس کا نام الرنیہ تھا اور البرابکر کا حاکم شامل تھے، عام مورخین خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے الگ الگ تونس پر حملہ کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ حملہ کرنے والا ایک ہی شخص تھا جس کا نام طاغیہ فرنجہ تھا۔ دراصل اس کے ساتھ اس کے بھائی اور جرنیل تھے جن میں سے ہر ایک اپنی قوت اور کثرت کی وجہ سے بادشاہ شمار ہوتا تھا۔ لہذا انہوں نے قرطاجنہ کے قدیم شہر میں اپنی فوجیں اتار دیں اور وہ دیواروں کی طرح تھے۔ اس کے بعد شہر کے اندر کے پڑاؤ میں فوج برافروختہ ہو گئی اور انہوں نے فصیلوں کی خرابی کو لکڑی کے تختوں سے درست کیا۔ انہوں نے پھر ان کی برجیوں کو مرتب کیا اور فصیل پر ایک بڑی گہری خندق بنائی یوں وہ خاصی حد تک محفوظ ہو گئے۔ سلطان اب اس کی تخریب میں اپنی دانائی کے ضائع کرنے پر پشیمان ہوا۔ بہر حال فرنجہ کا بادشاہ اور اس کی قوم چھ ماہ تک تونس میں نبرد آزما رہے اور ان کے پاس برابر صقلیہ اور عدوہ کے بحری بیڑوں سے جوانوں، اسلحہ اور خوراک کی مدد پہنچتی رہی۔ اس نے بعض مسلمانوں کو بحیرہ کے ایک راستے میں داخل کر دیا تو عربوں نے ان کا پیچھا کیا۔ لہذا انہوں نے اچانک دشمن کو آلیا اور فتح حاصل کی اور غنیمت لی۔ انہوں نے ان کی جگہ کو بھی معلوم کر لیا لہذا انہیں بحیرہ کی نگرانی کا مکلف کیا گیا۔ اس کے بعد الشوانی نے بحیرہ میں تیر انداز بھیجے اور انہوں نے ان کی طرف جانے والے راستے کو روک دیا۔ سلطان نے پھر اپنے ممالک میں فوج کو اکٹھے کرنے والے بھیجے اور خوش قسمتی سے اسے ہر جانب سے امداد ملی۔ حاکم بجایہ ابوہلال بھی پہنچ گیا اور عربوں، سدیکش، دلہاصہ اور ہوارہ کی فوجیں بھی آگئیں یہاں تک کہ زاناتہ کے ملوک مغرب نے بھی اسے مدد دی۔ اس کے علاوہ محمد بن عبدالقوی نے بھی اپنے بیٹے زیان کی نگرانی کے لئے بنی تو جین کی فوج اس کی

طرف بھیجی۔ اس کے بعد سلطان نے باقی ماندہ تنخواہ دار اور رضا کار فوج پر سات موحدین کو سالار مقرر کیا جن کے نام یہ ہیں: اسماعیل بن ابی کلاس عیسیٰ بن داؤد، یحییٰ بن ابی بکر، یحییٰ بن صالح، ابو ہلال عیاد، حاکم بجایہ اور محمد بن عبو۔ ان سب کے کمانڈر یحییٰ بن صالح اور یحییٰ بن ابی بکر تھے۔ یوں مسلمانوں کی اتنی تعداد جمع ہو گئی تھی جسے شمار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کے علاوہ صلحاء اور فقہاء اور درویش بھی خود جہاد کے لئے نکلے۔ بعد ازاں سلطان خود اپنے خواص اور دلی دوستوں کے ساتھ ایوا میں بیٹھ گیا اور وہ خواص اور دلی دوست یہ تھے: شیخ ابوسعید جو العود کے نام سے مشہور تھا، ابن ابی الحسین اور قاضی ابوالقاسم بن البراء اور اخوالعیش۔ اس کے بعد محرم سنہ 9 میں منصف مقام پر ان کی لڑائی ہوئی لہذا اس روز یحییٰ بن صالح اور جرون نے حملہ کیا اور فریقین میں سے بہت سی مخلوق مر گئی۔ انہوں نے پھر عشاء کے بعد پڑاؤ پر حملہ کیا اور مسلمان اس کے نزدیک ہلاک ہو گئے لیکن پانچ سو (500) نصاریٰ کے قتل کے بعد وہ اس پر غالب آ گئے اور اس کے خیمے جس طرح لگے تھے، لگے رہے۔ اس نے پھر پڑاؤ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا لہذا اسے لوگوں نے دست بدست کھودا حتیٰ کہ شیخ ابوسعید نے خود بھی کھدائی کی لیکن پھر مسلمان تونس میں مصیبت میں پڑ گئے اور بدگمانی کرنے لگے۔ سلطان پر تونس سے قیروان جانے کا الزام لگایا گیا لیکن اس دوران پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا اور فرنجہ کا بادشاہ مر گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت مرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے ایک جنگ میں اچانک تیر آ لگا تھا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اسے وبائی مرض ہو گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ سلطان نے ابن جرام دلامی کے ساتھ جن کے پاس ایک زہر آلود تلوار بھی تھی، اسے ہلاک کیا تھا مگر یہ بات بعید از عقل ہے۔ بہر حال جب وہ فوت ہو گیا تو نصاریٰ نے اس کے بیٹے دمیاط پر اتفاق کر لیا۔ اس کا یہ نام اس وجہ سے ہے کہ وہ یہیں پر پیدا ہوا تھا لہذا انہوں نے اس کی بیعت کی اور جانے کا ارادہ کر لیا۔ اب ان کا دار و مدار علجہ پر تھا لہذا اس نے المستنصر سے خط و کتابت کی کہ جو کچھ وہ اپنے آنے پر اخراجات کر چکے ہیں، وہ انہیں دے دیئے جائیں۔ اس وقت کیونکہ عربوں نے اپنے سرمائی مقامات کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا تھا لہذا سلطان نے ان کی مدد کی اور اس نے ربیع الاول سنہ 69 میں مصالحت کرنے کے لئے فقہاء کے مشائخ کو بھجوایا۔ بعد ازاں قاضی ابن زیتون نے پندرہ سالوں کے لئے مصالحت کے انعقاد کی ذمہ داری لی اور ابوالحسن علی بن عمرو اور احمد بن العماز اور زیان بن محمد بن عبدالقوی امیر بنی تو جین حاضر ہوئے۔ حاکم صقلیہ جرون اپنے جزیرے پر صلح کے لئے مخصوص ہوا۔ یوں نصاریٰ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ چلے گئے۔ راستے میں انہیں سخت آندھی نے آیا جس سے وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان نے جو مال دشمن کو دیا تھا اس کا تاوان رعایا پر ڈال دیا جو انہوں نے رضا کارانہ طور پر اسے دے دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ مال دس اونٹوں کے بوجھ جتنا تھا۔ نصاریٰ قرطاجنہ میں تیس بجھتیں بھی چھوڑ گئے تھے۔ بعد ازاں سلطان نے حاکم مغرب اور نواح کے ملوک سے صورت حال کے متعلق اور مسلمانوں سے اپنے دفاع اور اپنی صلح کے متعلق بات چیت کی۔ اس نے پھر قرطاجنہ کو اس کی بنیادوں سے مٹا دینے کا حکم دیا اور فرنجہ اپنی دعوت کی طرف لوٹ آئے، یہ ان کے غلبے کا آخری زمانہ تھا پھر وہ مسلسل کمزور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ ان کی حکومت عملدار یوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس کے بعد حاکم صقلیہ اور حاکم نایل، حنہ، اور نردانیہ اپنے آپ کو دوسروں سے ترجیح دینے لگے اور اس دور میں ان کا قدیم ترین دار الخلافہ حد درجہ کمزور ہو گیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

دراصل یہ آدمی بنی سعید میں سے تھا جو غرناطہ کے قریبی قلعے کے رؤساء تھے۔ ان میں سے بہت سے آدمی موحدین کے زمانے میں عدد تین کے عامل تھے۔ اس کا دادا ابوالحسن سعید قیروان میں بہت بڑا تاجر تھا اور اس کا یہ پوتا جس کا نام محمد ہے اس نے اس کی کفالت میں نشوونما پائی۔ جب یہ معزول ہو کر مغرب کی طرف لوٹا تو سنہ 604 میں بونہ میں فوت ہو گیا اور اس کا پوتا محمد، تونس کی طرف لوٹ آیا۔ اس دور میں شیخ ابو محمد بن ابی حفص افریقہ کا حاکم تھا لہذا یہ اس کے بیٹے ابی زید کی خدمت میں لگ گیا۔ جب اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت سنبھالی تو محمد اس کی خواہشات پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں سید ابو علی مراکش سے آیا اور افریقہ کا حاکم محمد بن ابی الحسین اس کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ مراکش میں مسکورہ کے محاصرے میں فوت ہو گیا تھا۔ بعد ازاں ابن ابی الحسین تونس کی طرف واپس آ گیا۔ جب المستنصر حاکم بنا تو اس نے تھوڑی دیر اسے اپنے طریقے پر چلنے دیا پھر وہ اللجیانی کے واقعے کے بعد اس سے بگڑ گیا، یوں باطنیہ فرقے میں سے اس کے دشمنوں کی چغلی کا اثر بڑھ گیا۔ انہوں نے ابوالقاسم بن عزومہ ابی زید ابن الشیخ ابی محمد کے ساتھ اس کی مداخلت کو نشر کیا تو سلطان نے اسے ہٹا کر اس کے گھر میں نو ماہ تک قید کر دیا لیکن پھر اسے رہا کر دیا اور دوبارہ اسے اس کی جگہ مقرر کر لیا، اس نے پھر اپنے دشمنوں سے بدلہ لیا۔ سلطان کے احکام پر

اس کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ سنہ 91 میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے اس کے عم زاد سعید بن یوسف بن ابی الحسین کو الحضرۃ کے کاموں کا مکلف کیا اور اس نے بہت سال جمع کر لیا اور الحضرۃ سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ رئیس ابو عبد اللہ مختلف علوم کا جامع اور شعر و لغت اور نظم و نثر کا بڑا ماہر تھے۔ اس کی ایک تالیف ترتیب الحکم ہے جو صحاح جوہری اور اس کے اختصار کی ترتیب کے مطابق ہے۔ وہ اپنی ریاست میں مضبوط رائے، خوددار، بہادر اور خدمت میں بڑا محتاط تھا اور اس کے کچھ اشعار بھی ہیں جن میں سے التیجانی وغیرہ نے کچھ اشعار نقل کئے ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور وہ ہیں جو اس نے امیر ابوزکریا کی طرف سے عنان بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہے ہیں کیونکہ اس نے مخالف ہو کر ابن غانیہ کی اتباع کر لی تھی۔ وہ اشعار ”ر“ کی ردیف میں ہیں۔ جبکہ ان سے قبل دوسرے اشعار ”ذ“ کی ردیف میں ہیں۔ اس کا ایک بیٹا سعید کا نام تھا جو اپنے باپ کی زندگی میں مراتب سلطانیہ میں فوت ہو گیا لیکن پھر وہ اپنی انتہا سے پہلے ہی شادمان ہو گیا اور اس کی تیسری موت شیخ ابو سعید عثمان بن محمد ہنتاتی کی جو العود الرطب کے نام سے مشہور تھا موت تھی۔ مغرب میں اس کے اہل بیت بنی ابی زید کے نام سے معروف تھے، ان میں ایک عبدالعزیز بھی تھا جو صاحب الاشغال کے نام سے معروف تھا۔ وہ سعید کے زمانے میں تیسری بدسلوکی سے مغرب سے بھاگ گیا اور سنہ 41 میں جلماسہ چلا گیا۔ وہاں عبداللہ الحضر و جی نے بہت اچھل کود کی اور امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی لہذا عبداللہ نے اسے موحدین کے مشائخ کے درجے اور اپنے اہل مجلس میں شامل کر لیا۔ اس نے پھر بنی نعمان کی مصیبت کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے ہاں وہ مقام حاصل کیا کہ کوئی اس کی ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اس کی رائے اور تدبیر پر غالب آ گیا یہاں تک کہ سنہ 73 میں فوت ہو گیا اور عوام و خواص میں اس کا ذکر خیر باقی رہ گیا۔

جزائر والوں کے خروج کا بیان

جب اہل جزائر نے زنا تہ اور اہالیان مغرب اوسط کی حکومت کے سائے کو چھوٹا ہوتے دیکھا تو انھیں اپنی حکومت کے قیام کی سوچھی، لہذا انہوں نے اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی۔ اس کے بعد سنہ 69 میں سلطان نے ان کی طرف فوج بھیجی اور اس نے صاحب فقر ابو ہلال عیاد بن سعید ہنتاتی کو جو اس کا ساتھی تھا، اشارہ کیا لہذا وہ سنہ 71 میں موحدین کی فوجیں لے کر آ گیا۔ اس نے ایک سال تک ان سے لڑائی کی مگر وہ فتح حاصل نہیں کر سکا وہ پھر وہاں سے ہٹ کر بجایہ واپس آ گیا اور سنہ 73 میں بنی دراء کے پڑاؤ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سنہ 74 میں سلطان نے خود ان کے ساتھ لڑائی کرنے کا قصد کیا لہذا خشکی میں ان کی طرف فوج بھیجی اور سمندر میں بحری بیڑے بھی بھیجے۔ اس نے تونس کی فوج پر ابوالحسن بن یاسین کو سالار مقرر کیا اور عامل بجایہ کو اشارہ کیا کہ وہ ایک اور فوج بھیجے لہذا اس نے ابوالعباس بن ابی العلام کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی۔ اب ان بری اور بحری فوجوں نے جزائر کو چاروں جانب سے گھیر لیا اور اس کا محاصرہ سخت کر دیا، یوں انہوں نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور ان میں خوب قتلام کیا۔ گھروں کو لوٹا اور عمدہ احوال ضائع ہوئے۔ اس نے پھر شہر کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں پابہ زنجیر تونس لایا گیا۔ بعد ازاں انہیں قصبہ میں قید کر دیا گیا یہاں تک کہ سلطان کی وفات کے بعد واثق نے انہیں رہا کر دیا۔

الجزائر کی فتح کے بعد سلطان تونس سے شکار کے لئے باہر نکلا اور عملدار یوں کا جائزہ لیا لیکن دوران سفر میں اسے مرض نے آیا اور وہ اپنے گھر واپس آ گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا اور اس کی موت کی افواہیں پھیل گئیں۔ وہ سنہ 55 کو عید الاضحیٰ کے روز لڑکھڑاتی ناگلوں کے ساتھ نکلا۔ اس عالم میں اس کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے لیکن وہ لوگوں کی خاطر بڑے صبر کا اظہار کرتے ہوئے منبر پر بیٹھا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر میں داخل ہوا اور اسی شب کو فوت ہو گیا۔ آل حفص کے ملوک میں یہ سلطان بہت عظیم آدمی تھا، اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی حتیٰ کہ عدد تین سے القاصیہ کی سرحدوں نے بھی اس کے دامن کو تھامنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہوا تھا۔ بڑے بڑے لوگ خصوصاً اندلس سے عجیب کلام کہنے والے شاعر، بلغ، کاتب، سمجھدار عالم، پرہیزگار شاہ اور پر جوش بہادر اس کے بیٹے کی حکومت کی پناہ لیتے ہوئے مشرق و مغرب میں خلافت کے نشانات کو مٹانے اور ایوان حکومت کے سوا بادشاہ کی آواز دبانے کے لئے جمع ہو گئے۔ طاغیہ نے مشرقی اور مغربی اندلس میں سلطنت کی بنیادوں کو ختم کر دیا تھا لہذا قرطبہ پر سنہ 33 میں اور بلنسیہ پر سنہ 36 میں اور اشبیلیہ پر سنہ 46 میں قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سنہ 56 میں مشرق میں عربوں اور اسلام کے دار الخلافہ بغداد پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں بنو مرین نے بنی عبدالمومن کی حکومت چھین لی اور وہ سنہ 68 میں موحدین کے دار الخلافہ

مراکش میں اکٹھے ہو گئے۔ یہ سب کچھ اس کے اور اس کے باپ کے عہد میں ہوا۔ ان کی حکومت بڑی مضبوط، مرفہ الحال، جتھے دار اور بکثرت افواج والی تھی۔ اس کی لڑائیوں، فتوحات اور جلال و عظمت کے بہت سے واقعات ہیں۔ اس کے زمانے میں تونس کے تمدن نے بڑی ترقی کی اور اس کے باشندے بہت خوش حال ہو گئے۔ یوں لوگ سواریوں، ملبوسات، عمارات، خانگی اشیاء اور برتنوں میں اچھی اور عمدہ چیزوں کا پیچھا کرنے لگے یوں انہوں نے ان چیزوں کو بہت اچھے طریقے پر تیار کیا یہاں تک کہ انتہا کو پہنچ گئے لیکن پھر ان کی صف پلٹ دی گئی۔ واللہ مالک الامور۔

واثق یحییٰ کی بیعت کا بیان

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان المستنصر سنہ 75 میں فوت ہو گیا تو موحدین اور دوسرے افراد نے اس کے باپ کی وفات کی شب جمع ہو کر اس کے بیٹے کی بیعت کر لی جس نے بعد میں الواثق کا لقب اختیار کر لیا۔ اس نے اپنی حکومت کا آغاز مظالم کے دور کرنے، قیدیوں کو رہا کرنے، فوج اور اہل دیوان کو عطیات دینے، مساجد کی اصلاح کرنے اور لوگوں سے کئی ٹیکسوں کو دور کرنے سے کیا۔ لہذا شعراء نے اس کی مدح کی تو اس نے انہیں قیمتی انعامات دیئے۔ اس نے عیسیٰ بن داؤد کو اپنی قید سے رہا کر کے پھر اسے پہلا مقام دیدیا۔ لوگوں سے بیعت لینے اور اس کی حکومت کے قیام کا متولی سعید بن یوسف بن ابی الحسین تھا کیونکہ اسے حکومت میں بڑا مقام اور شہرت میں بڑا سوخ حاصل تھا لہذا اس نے حکومت سنبھال لی اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ اس نے اسے ہٹا دیا۔ اس نے پھر ایک اور کو مقرر کیا، آدمی کا نام یحییٰ بن عبد الملک غانفی تھا، کنیت ابوالحسن تھی اور وہ اندلس کا باشندہ تھا۔ وہ مرسیہ کے مضافات میں رہتا تھا، یہ دشمن کے غلبے کے زمانے میں شرق اندلس سے غیر ملکی مسافروں کے ساتھ آیا۔ وہ بہت اچھی کتابت کرتا تھا اور اس کے سوا اور کوئی کام نہیں جانتا تھا لہذا وہ مضافات میں گھومتا رہا پھر ابوالحسن کی خدمت میں چلا گیا، اس نے اسے کاتب بنا لیا لیکن پھر وہ اسے ولایت دیوان میں لے گیا تو اس کی شان بڑھ گئی۔ اس دوران میں اس کا واثق بن سلطان کے پاس آنا جانا ہو گیا۔ جب واثق کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے اس کا مرتبہ بڑھا دیا اور شوریٰ کے لئے خاص کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنی علامت کی کتاب عطا کی۔ سعید بن الحسین اس کی تقدیم پر متاسف تھا اور اس سے حسد کرتا تھا لہذا اس نے سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اسے اس کے مال میں رغبت دلائی۔ اس کے بعد اس نے ابو سعید بن ابی الحسین کو چھ ماہ کے لئے گرفتار کر لیا اور قصبے میں قید کر دیا۔ اس نے پھر معلہ بن یاسین اور ابن صیاد وغیرہ کی طرف پیادہ فوج بھیجی جبکہ موحدین میں سے ابو زید بن ابی الاعلام کو ابن ابی الحسین سے مال لینے اور اس کی آزمائش کرنے پر مقرر کیا۔ وہ مسلسل اس سے مال لیتا رہا یہاں تک کہ اس نے ناڈری کا ادعاء کر دیا۔ جب اس سے حلف طلب کیا گیا تو اس نے حلف اٹھا دیا لیکن اسے مارا گیا تو اس نے بتایا کہ اس نے کچھ لوگوں کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے اسے کہا کہ اس کے متعلق کچھ بتاؤ تو انہوں نے وہ مال ادا کر دیا۔ اس نے پھر اپنے ایک غلام کو اپنے گھر کے ایک مدفن ذخیرے کے متعلق بتایا جس نے اس سے تقریباً چھ ہزار دینار نکالے۔ اس کے بعد اس نے اس کی کسی بات کو قبول نہیں کیا اور اسے خوفناک عذاب دیا یہاں تک کہ وہ اسی سال ذوالحجہ میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو ایسی جگہ دفن کیا گیا کہ اس کے مدفن کو کوئی نہیں جانتا۔ یوں ابوالحسن الخیر حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوالعلاء کو بجایہ کا والی بنا کر بھیجا۔ مشائخ اور خواص نے اس کی سرکشی اور اس کے کبر و نخوت سے جو تکلیف اٹھائی، اس نے اس پر افسوس کیا یہاں تک کہ اس کا وبال پلٹ کر حکومت پر آ پڑا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اندلس میں سلطان ابواسحاق کے داخلے کی روداد اور دیگر واقعات

سلطان المستنصر نے سنہ 60 میں ابوہلال عیاد بن سعید ہنتاتی کو بجایہ کا والی مقرر کیا اور اسے اس کے بھائی امیر حفص سے حکومت دلائی۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ اس پر بنی وراء کی ہلاکت تک جو سنہ 73 میں ہوئی، حکمران رہا۔ اس کے بعد اس نے اس کے بیٹے محمد کو وہاں کا والی مقرر کیا جسے اس کی حکومت میں بڑی قوت حاصل تھی۔ اس کے بعد المستنصر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا الواثق حکمران بن گیا۔ اس نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور بجایہ کی بیعت کا وفد اس کی طرف بھجوایا۔ بعد ازاں ابوالحسن القائم الدولہ نے اپنے بھائی ادیس کو بجایہ کی حکومت کا کاروبار سونپا تو اس نے کارسلطنت کو سنبھالا اور احوال کو فنانا کر دیا۔ وہ مشائخ میں پھر اپنا حکم چلانے لگا تو محمد بن ابی ہلال نے اس کی زیادتی پر برا منایا لہذا ادیس نے اسے گزند پہنچانے کا ارادہ کیا۔ اس سے محمد بن ابی ہلال اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اپنے بعض دلی دوستوں کو اس کے قتل میں شامل کیا۔ اس نے پھر سرداروں سے بھی اس کے متعلق گفتگو کی لہذا انہوں نے یکم ذوالقعدہ سنہ 77 کو سلطان کے دروازے میں اسے جو نشست حاصل تھی، اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو مختلف لوگوں میں پھینک دیا لہذا انہوں نے اسے بھیج دیا۔ یہ واقعہ سلطان ابی اسحاق کے تلمسان میں قیام کرنے کے ساتھ ہوا۔ جب اسے اپنے بھائی المستنصر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے تھوڑی دیر تردد کے بعد اپنا حق لینے کا ارادہ کر لیا لہذا وہ تلمسان واپس لوٹ آیا اور انخیر اس بن زیان کے ہاں اترا۔ وہ اس کی آمد پر کھڑا ہو گیا اور اس کی فیاضی کے متعلق مبالغہ آرائی کی۔ اس دوران اہل بجایہ اور ابن ابی ہلال نے بھی اپنا اپنا کام کیا اور الحضرۃ پر سلطان کے حملوں سے خوفزدہ ہو گئے۔ بعد ازاں اس نے سلطان ابواسحاق سے بات چیت کی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اس کے پاس وفد بھیجا جس نے اسے حکومت کے متعلق اکسایا لہذا اس نے انہیں جواب دیا اور وہ ذوالقعدہ کے آخر میں آیا۔ یوں موحدین اور اہل بجایہ کے سرداروں نے اس کی بیعت کی اور پھر محمد بن ہلال نے اس کی حکومت کو سنبھال لیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کے ساتھ قسنطینہ پر چڑھائی کی اور اس سے لڑائی کی۔ وہاں پر عبدالعزیز بن عیسیٰ بن داؤد موجود تھا لہذا وہ اسے فتح نہیں کر سکا اور وہ وہاں سے چلا گیا یہاں تک کہ وہ بات ظہور پذیر ہوئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔

جب الواثق اور اس کے وزیر ابن المبرک کو بجایہ میں سلطان ابواسحاق کے داخلے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی فوجوں کو اس کے پیچھے پیچھے لڑائی کے لئے بھیجا اور اپنے چچا ابو حفص کو ان کا سالار مقرر کیا جبکہ ابوزید بن جامع کو اس کا وزیر بنایا لہذا وہ تونس سے نکلا اور بجایہ میں اس کی فوج موجیں مارنے لگی۔ الواثق پھر قسنطینہ کی طرف بڑھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے امیر ابواسحاق کو قسنطینہ جانے سے روکا۔ اس دوران امیر ابو حفص کی بغاوت کے متعلق ابن الجید کی رائے میں تردد پیدا ہو گیا اور اس نے اپنی فوج کو روکنے کا ارادہ کر لیا لہذا الواثق نے ابو حفص اور اس کے وزیر ابن جامع کو لکھا اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو ترغیب دیتا تھا لہذا ان دونوں نے بات چیت کے بعد امیر ابواسحاق کے بلانے پر اتفاق کر لیا اور اسے یہ اطلاع بھی بھجوا دی۔ الواثق کو بھی تونس میں یہ خبر اس وقت پہنچ گئی۔ جب وہ محافظوں اور دلی دوستوں سے الگ تھلگ ہو چکا تھا۔ لہذا اسے حکومت کے چلے جانے کے متعلق یقین ہو گیا، اس نے پھر سرداروں کو بلایا اور اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے ماہ ربیع الاول سنہ 73 کو حکومت چھوڑ دی۔ وہ قصبہ کے شاہی محلات کو چھوڑ کر دارالاقوری کی طرف چلا آیا اور یوں اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

سلطان ابواسحاق کا الحضرہ پر قبضہ

جب سلطان ابواسحاق کو بجایہ سے اپنے امیر ابو حفص اور ابن جامع کا خط ملا تو اس نے صبح صبح ان کے پاس پہنچنے میں جلدی کی پھر اسے اپنے

بھیجے واثق کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے تونس میں حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے لہذا وہ سب سردار اور الحضرۃ کے باقی ماندہ باشندے اپنے اپنے مراتب کے مطابق اس کی ملاقات کو گئے اور اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر وہ اور محمد بن ہلال جو اس کی حکومت کا شیخ تھا، نصف ذوالحجہ سنہ 78 کے آخر میں الحضرۃ میں داخل ہوئے۔ اس نے اپنی درباری پر ابوالقاسم بن شیخ، کاتب ابی الحسن کو اور کارسلطنت کے انجام دینے کے لئے ابن ابی بکر بن حسن بن خلدون کو مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ اشبیلیہ سے اپنے بیٹے حسن کے ساتھ امیر ابو زکریا کے پاس گیا کیونکہ اس نے ان کے ساتھ ایک عہد کیا تھا۔ بعد ازاں حسن مشرق کی طرف چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔ جبکہ اس کا بیٹا ابو بکر الحضرۃ میں باقی رہ گیا لہذا امیر ابواسحاق نے اس کے کارسلطنت میں داخل ہوتے ہی عامل مقرر کر دیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کارسلطنت کے منتظم صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لہذا اس نے فضل بن علی بن مری کو الزاب کا حاکم مقرر کیا حالانکہ اس کے والی بھی صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لیکن اس نے فضل بن علی کے اس عہد کا پاس کیا جو اس نے اس کے ساتھ اندلس جانے کے سلسلے میں کیا تھا لہذا اس نے اسے الزاب پر اور اس کے بھائی عبدالواحد کو قسطلیہ پر والی مقرر کر دیا۔ اس نے پھر ابو الخیر کو گرفتار کر لیا اور اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ بعد ازاں اس نے اسے امتحان و آزمائش کے لئے موسیٰ بن یاسین کے پاس بھیج دیا۔ اس نے پھر تعویذات کی جگہ مختلف اشکال کی جادو کی لکیریں دیکھیں جن کے ذریعے ان کے خیال میں اس کا مخدوم جادو کرتا تھا لہذا اس نے اس کے ساتھ بات چیت کی۔ اس کی حالت آزمائش کی تھی اور اس کی سطوت کے ایام میں سعید ابی الحسن کی شان قسم دینے اور ہلاک ہونے کی تھی یہاں تک کہ وہ اسی سال جمادی الاول کے مہینے میں فوت ہو گیا۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ جب سلطان ابواسحاق اپنے تخت حکومت پر قائم ہو گیا اور اس کی خلافت کا کڑا مضبوط ہو گیا تو اس نے محمد بن ابی ہلال کو بھی گرفتار کر لیا اور اسے سنہ 73 میں مصیبت لانے کی وجہ سے قتل کر دیا کیونکہ اسے اس سے حکومت میں خرابی لانے کی امید تھی اور اسے اس کی فتنہ انگیز کوششوں کا بھی علم ہو چکا تھا۔

جب واثق حکومت سے الگ ہو گیا اور دارالاقوری کی طرف چلا آیا تو وہ وہاں کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ اس کے تین چھوٹے چھوٹے بیٹے یعنی فضل، طاہر اور طیب بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد اس کے متعلق سلطان ابواسحاق کے پاس شکایت کی گئی کہ وہ خروج کا ارادہ رکھتا ہے اور اس نے اس کام میں فوج کے بعض عیسائی رؤسا کو بھی شامل کیا ہے لہذا اس کے مقام تربیت نے اسے پریشان کر دیا۔ اس نے پھر قصبے میں اس کے بیٹوں کی جگہ پر اسے اس کے بھائی المستنصر کے زنا تہ میں قید کر دیا لیکن اس نے پھر ماہ صفر سنہ 79 میں سب کو قتل کروا دیا اور یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر عنان امارت اپنے بیٹے کو دے دی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

سلطان ابواسحاق کے بڑے بیٹے کی بجایہ پر حکمرانی

سلطان ابواسحاق کے پانچ بیٹے تھے یعنی ابوفارس عبدالعزیز، ابو محمد عبدالواحد، ابو زکریا یحییٰ خالد اور عمر۔ ان میں ابوفارس عبدالعزیز سب سے بڑا تھا۔ سلطان المستنصر نے انہیں اپنے دور حکومت میں ان کے باپ کے ریاچ کی طرف بھاگ جانے کے وقت سے محل کے ایک کمرے میں محبوس کر کے ان کا راشن مقرر کیا ہوا تھا لہذا انہوں نے اس کی زیر کفالت اور اس کے وافر رزق کے تحت پرورش پائی یہاں تک کہ ان کا باپ ابواسحاق حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اس کے کناروں تک گئے اور پھلے پھولے اور عزت حاصل کی۔ انہوں نے پھر سبقت کرنے والے جوانوں کو چنا اور سلطان نے انہیں ہر طرح سے آزادی دے دی۔ ان میں سب سے لائق فائق ان کا بڑا بھائی ابوفارس تھا کیونکہ اسے ولی عہدی کے لئے تربیت دی گئی تھی، وہ سلطان کے چنیدہ لوگوں میں سے تھا۔ احمد بن ابی بکر بن سید الناس اور اس کے بھائی ابوالحسین نے ایک نیکی کی وجہ سے اس پر اپنی محبت و عنایت کی چادر ڈال دی تھی، وہ یہ کہ ان کا باپ ابو بکر بن سید الناس اشبیلیہ کے معززین میں سے تھا اور حافظ حدیث تھا۔ وہ داؤد اور اس کے اصحاب کے مذہب پر ظاہری فقہ کا راوی تھا، یہ فقہ اہل اشبیلیہ اور خصوصاً اندلس کے لوگوں کے درمیان اس وقت مروج تھا لہذا جب طاغیہ نے حکومت پر حملہ کیا، اس کی سرحدوں کو ہڑپ کر گیا اور اس کے میدانوں کو چھین کر لے گیا اور اس کے دیار و امصار کی طرف گیا تو اس نے وہاں کے سرداروں اور اشراف کو مغربین اور افریقہ کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ ان میں سے زیادہ تر کا قصد حفصی حکومت کی مضبوطی کے لئے تونس جانے کا تھا لہذا جب حافظ ابو بکر نے اندلس کے حالات کے اختلال، اس کے بد انجام اور اس کے باشندوں کے جانے کو دیکھا تو اس نے خلفائے

ونس کے ساتھ جو نیکی کی تھی اس کی وجہ سے ان کے پاس جانے کی نیت کر لی۔ یوں وہ سمندر پار کر کے تونس میں جا اترے تو سلطان اسے بڑی عزت کے ساتھ ملا اور اسے اس مدرسے میں جو حمام الہواء کے پاس ہے اور جسے اس کی ماں ام الخلائف نے بنایا تھا، تدریس علم پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹوں احمد اور ابوالحسن نے اپنے باپ کے اختصاص کی وجہ سے حکومت کے ماحول اور کفالت میں پرورش پائی۔ یوں وہ طلب علم سے طلب دنیا کی طرف مائل ہو گئے۔ اور سلطان کے مراتب کی طرف دیکھنے لگے۔ انہوں نے رفتہ رفتہ سلطان ابواسحاق کے بیٹوں کے ساتھ محل کے ان کمروں سے رابطہ پیدا کر لیا جن میں ان کے چچا نے انہیں ان کے باپ کے جانے کے بعد رہائش دی تھی لہذا وہ ان سے مل جل گئے اور ان کی خدمت کرنے لگے۔ جب سلطان حکومت پر قابض ہو گیا تو اس نے اپنے بڑے بیٹے ابوفارس کو ولی عہدی کی تربیت دی اور اسے وزارت کے طریقوں پر چلایا۔ اس نے پھر احمد بن سید الناس کو چنا، اس کی تعریف کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے اسے خلعت دیئے۔ اس نے اسے اپنے حاجب کے لقب سے مختص کیا۔ اس کا بھائی ابوالحسین اس سلسلے میں اس سے زبردستی کے رنگ میں مقابلہ کرتا تھا جس کی وجہ سے خواص ان دونوں سے حسد کرنے لگے لہذا انہوں نے سلطان ابواسحاق کو دوبارہ بھڑکا دیا اور اس کے مقام سے اسے یہ کہہ کر خوفزدہ کر دیا کہ احمد بن سید الناس نے اسے حکومت پر حملہ کرنے میں شامل کیا ہے۔ اس چغلی میں عبدالوہاب بن قائد الکلامی نے جو اعلیٰ درجہ کے کاتبوں میں سے تھا، بڑا کردار ادا کیا۔ وہ ان دنوں عوام کے لئے لکھتا تھا لہذا سلطان نے سنہ 69 ربيع کے آخر میں محل کے دروازے کی طرف بلا کر سید الناس پر حملہ کر دیا اور اسے تلواروں نے اسے کاٹ دیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو ایک گڑھے میں چھپا دیا گیا۔ جب امیر ابوفارس کو بھی یہ اطلاع مل گئی تو وہ نہایت غمگین ہو کر اپنے باپ کے پاس سوار ہو کر آیا، اس کے باپ نے اسے تسلی دی اور بتایا کہ اسے معلوم ہوا ہے کہ ابن سید الناس حکومت کے ساتھ فریب کرنے لگا تھا لہذا اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی سیاہی کو مٹایا اور یوں ابوالحسین اس ہلاکت سے بچ گیا۔ اس کے بعد کئی روز روپوش رہنے کے بعد امیر ابوفارس کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا پھر اسے قید خانے سے رہا کر دیا گیا۔ اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔ بعد ازاں سلطان نے اس کے بیٹے کو مانوس کرنے کے لئے بہت کوشش کی اور اس کے سینے سے کینے کو دور کر دیا۔ اس نے پھر اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا حاکم مقرر کر دیا اور آخر کار اسے وہاں کا مستقل امیر بنا کر بھیجا۔ ساتھ ہی اس کے ساتھ دربانی کے لئے جدی محمد کو بھیجا جو ابو بکر بن حسن بن خلدون کا بیٹا تھا لہذا وہ سنہ 69 میں بجایہ کی طرف گیا اور اس کی حکومت کو سنبھالا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے وہ اس کی حکومت کے آخر تک وہاں کا والی رہا۔

اس آدمی کا نام ابو بکر بن موسیٰ بن عیسیٰ ہے، اس کی نسبت کو میہ میں ہے جو موحدین کے گھرانوں میں سے ہے۔ یہ ابن کادائی والی قسطنطنیہ کا خادم اور دوست تھا۔ بعد ازاں سلطان ابواسحاق نے اسے قسطنطنیہ کا نگہبان مقرر کیا اور اس کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ جب المستنصر فوت ہو گیا تو حالات بگڑ گئے۔ اس کے بعد واثق نے اسے حاکم مقرر کیا پھر سلطان ابواسحاق نے کیا۔ ابن وزیر بڑا طامع تھا، اسے لوگوں کے احوال کو اکٹھا کرنے سے ملول نہیں ہوتا تھا جب اسے پتہ چلا کہ قسطنطنیہ اس فتح کا قلعہ اور پناہ گاہ ہے تو اسے اس میں پناہ لینے اور حکومت پر حملہ کرنے کی سوجھی۔ جب اہل حکومت پر اس کا برا اثر پڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ سلطان ابواسحاق کے سامنے پیش کر دیا اور اس کے لئے تیار ہو گئے لہذا جب اس نے طاغیہ کی طرف سے لڑائی کے آثار دیکھے تو ان سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ طاغیہ نے اس معاملے کے متعلق جو اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا، نکیر و معذرت کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور اسے مبارکباد دی۔ جب امیر ابوفارس سنہ 79 میں اپنے مقام امارت بجایہ کے رخ جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کی ملاقات سے مختلف کیا۔ اس نے پھر صلحاء کی ایک جماعت کو معذرت کرنے اور مہربانی طلب کرنے کے لئے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی مرضی کے مطابق ایسا ہی کر دیا۔ جب امیر ابوفارس بجایہ کی جانب چلا گیا تو ملک ارغون کے کاتب نے عیسائیوں کی ایک فوج کے ساتھ حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جو کہ اس کی سرحد میں ان کے ساتھ ہوتا تھا اور انہیں لڑائی کے لئے ادھر ادھر لے جاتا تھا تا کہ لوگ اسے اس کا داعی خیال کریں لہذا اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کے پاس اپنا بحری بیڑا بھیجنے کا وعدہ کیا تو اس نے اس کی کھلم کھلا علیحدگی اختیار کر لی۔ وہ پھر قسطنطنیہ کی سرحد پر اپنی طرف دعوت دینے لگا۔ بعد ازاں امیر ابوفارس نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی اور اعراب اور قبیلوں کے سواروں کو اکٹھا کر لیا۔ وہ پھر میلہ میں جا اترے۔ اہل قسطنطنیہ کی رعیت میں سے ایک گروہ اس کے پاس گیا جسے ابن وزیر نے بھیجا تھا لیکن اس نے ان سے اعراض کیا۔ اس نے پھر سنہ 81 ربيع کے آغاز میں قسطنطنیہ کا قصد کیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے محاصرے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کر لیا، نجیقین نصب کر دیں اور

تیر اندازوں کی جگہیں بھی مقرر کر دیں۔ اس نے ایک دن یادن کا کچھ حصہ قسطنطنیہ سے لڑائی کی اور ایک جانب سے معقل فصیل پر چڑھ گیا۔ اس چڑھائی کے منتظم ٹکراؤ کے وقت محمد بن ابی بن خلدون اور ابان بن وزیر تھے۔ وہ اور اس کا بھائی اور ان دونوں کے پیروکار آخر کار گھیرے میں آ کر قتل ہو گئے اور ان کے سروں کو شہر کی فصیل پر نصب کر دیا گیا۔ اس کے بعد امیر شہر کے گلی کوچوں میں تسلی دیتا ہوا چلا اور فصیلوں اور پلوں کا جو حصہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا، اس کی مرمت کا حکم دیا۔ وہ پھر محل میں چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس الحضرة میں فتح کی خوشخبری بھیجی۔ اس کے بعد نصاریٰ کا بحری بیڑا فل کی بندرگاہ پر ابن وزیر کے وعدہ کے مطابق آیا لیکن ان کی مساعی ناکام ہو گئیں اور امیر ابو فارس تیسری فتح کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا۔ وہ اس میں ربیع کے آخر میں داخل ہو گیا۔

جہاد کے لئے ابن سلطان کی روانگی

سلطان اپنی حکومت کے مراتب کے سلسلے میں اپنے بیٹوں کو ترجیح دیتا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں اپنی حکومت کے منصوبوں میں شغف اور تربیت دلانے کے لئے منتظم مقرر کرتا تھا۔ لہذا اس نے رجب سنہ 81 میں اپنے بیٹے امیر زکریا کو موحدین کی ایک فوج پر سالار مقرر کیا اور پھر اسے قفصہ کی جہات کی نگرانی، اس کے خراج کو اکٹھا کرنے کے لئے قفصہ کی طرف روانہ کیا لہذا وہ ان کی طرف گیا اور اپنے کام کو پورا کر کے رمضان میں تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے اپنے دوسرے بیٹے محمد عبدالواحد کو اپنی ایک اور فوج کا سالار مقرر کیا اور اسے ہوارہ کے وطن کی طرف ان کے تاوان جمع کرنے اور ٹیکس جمع کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کے ساتھ اس نے عبدالوہاب بن قائد الکلاعی کو اس کے اور لوگوں کے درمیان ثالث بنا کر بھیجا لہذا وہ قیروان پہنچا۔ وہیں اسے طرابلس کے نواح، ذباب میں دعی کے ظہور اور اس کے احوال کی اطلاع ملی لہذا اس نے سلطان کو اطلاع بھجوائی اور اپنا کام شروع کر دیا۔ اس دوران دعی کا معاملہ چوپٹ ہو گیا اور وہ تونس کی طرف واپس لوٹ گیا۔

جب سلطان نے اپنی حکومت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اندلس سے سمندر پار کیا تو تلمسان میں یغمر اس بن زیان کے ہاں اترا۔ اس نے اس کی پیشوائی اور ملاقات کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور سوار کروایا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حکومت کا زیادہ حقدار ہے تو وہ اپنے اسلاف کے دستور کے مطابق اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلے میں اور حکومت کے معاملے میں اس کی مدد کرے گا۔ اس نے پھر اپنی ایک بیٹی کا جو خیام خلافت میں بیٹھی تھی، اس کے بیٹے عثمان کے ساتھ رشتہ کر دیا۔ جب سلطان الحضرة پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے ملک کے حالات پر قابو پایا تو یغمر اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو ابو عامر کنیت کرتا تھا، اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اس عقد کی تکمیل کے لئے بھیجا۔ یوں سلطان نے ان کی نیکی پر اعتماد کیا اور ان کے مطالبہ میں ان کی مدد کی۔ وہ پھر الحضرة میں کئی روز قیام پذیر رہے۔ انہوں نے پھر دعا کے فتنے میں بڑے کارنامے دکھائے اور سنہ 81 میں اپنی عورت کے ساتھ واپس آ گئے۔ عثمان بیوی کے پہنچنے کے وقت اس کے پاس گیا اور وہ آخر تک ان کے محلات کی نفیس چیز اور ان کی حکومت کے اور ان کے اور ان کی قوم کے لئے شہرت کا باعث رہی۔

ابو عمارہ دعی کے فتنے کا بیان

احمد بن مرزوق ابو عمارہ بجایہ کے ان معززین میں سے تھا جو میلہ سے وہاں آئے تھے، اس نے پھر بجایہ میں پرورش پائی۔ وہ جہالت سے درزی کا پیشہ کرتا تھا لیکن وہ اپنے آپ کو بادشاہ خیال کرتا تھا کیونکہ اس کے زعم میں عارفین اسے اس بات کی خبر دیتے تھے۔ وہ پھر اپنا شہر چھوڑ کر صحرائے سحلماسہ میں چلا گیا اور معقلی عربوں سے مل جل گیا۔ یوں وہ اہل بیت کی طرف منسوب ہونے لگا اور دعویٰ کرنے لگا کہ وہ جہلاء کے نزدیک فاطمی منتظر ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ کانوں کو اپنی فنکاری سے سونے میں تبدیل کر دے گا لہذا لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کئی روز تک اس کے مقام کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ مجھے عمارہ کے شیوخ میں سے (جو عمارہ معقل کا ایک لطن ہے) طلحہ بن مظفر نے بتایا کہ اس نے اسے اس کے ظہور کے ایام میں معقل میں دیکھا کہ وہ اس دعویٰ میں التباس کر رہا تھا یہاں تک کہ عجز نے اسے رسوا کر دیا۔ جب لوگوں نے اس کے سونا بنانے کے ادعاء میں اسے عاجز پایا تو آخر کار اس سے بے رغبتی اختیار کر لی۔ وہ پھر زمین میں پھرتا ہوا جہات طرابلس میں پہنچ گیا اور ذباب کے ہاں

اترا۔ ان میں سے ایک نوجوان نصیر نے جو واثق بن المستنصر کا غلام تھا اور بری لقب کرتا تھا، اس کی مصاحبت اختیار کر لی۔ جب اس نے اسے دیکھا تو اسے اس میں اپنے آقا کے بیٹے فضل کی شبیہ نظر آئی تو وہ رونے لگا اور اس کے پاؤں چومنے لگا اس پر ابن ابی عمارہ نے اسے کہا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے پھر اسے سب واقعہ سنایا۔ اس نے کہا تو نے مجھے اس دعویٰ میں سچا قرار دیا ہے لہذا میں ان لوگوں سے جو ان سے لڑیں گے، تجھے ترجیح دوں گا۔ اس کے بعد نصیر امرائے عرب کے پاس خوشی کے ساتھ اپنے آقا کے بیٹے کی منادی کرتا ہوا آیا یہاں تک کہ ان پر شک کرنے لگا۔ بعد ازاں بادس ابن ابی عمارہ کے پاس ان گفتگوؤں کے لئے آیا جو عربوں اور واثق کے درمیان ہوئیں تھیں۔ ابن ابی عمارہ نے اپنی حکومت کے شبہ کے ازالے کے لئے انہیں بیان کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور مطمئن ہو گئے اور پھر اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس کی حکومت امیر ذباب حرعم بن صابر بن عسکر نے سنبھالی اور عربوں کو اس کی خاطر جمع ہونے کو کہا۔ انہوں نے پھر طرابلس سے لڑائی کی۔ ان دنوں وہاں محمد بن عیسیٰ بنتی حکمران تھا جو عنق الفضہ کے نام سے معروف تھا لہذا وہ طرابلس کو سرنہ کر سکے۔ وہ پھر سمندر کی طرف زیز در اور اس کی جہات کی طرف جہاں ہوارہ رہتے تھے، چلے گئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر ان نواح میں چلا گیا اور لمایہ اور زواوہہ کا ٹیکس لیا۔ اس نے بطون ہوارہ میں سے نفوسہ، غریان، نفزہہ پر تاوان ڈالے اور انہیں وصول کیا۔ اس نے پھر قابس پر چڑھائی کی۔ آخر جب سنہ 81 میں عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے آباء کے حق کو پورا کرنے کے لئے برضاء و رغبت اس سے عہد و پیمانہ کر لیا۔ اس نے پھر اس کی خلافت کا اعلان کر دیا اور اپنی قوم کو پورا اور بنی کعب بن سلم کو اس کا خادم بنا لیا۔ اس وقت ان کی سرداری ان کے شیخ، عبدالرحمن کے بیٹوں میں تھی لہذا انہوں نے اس کے داعی کو قبول کیا اور اس کی خدمت میں لگ گئے۔ رفتہ رفتہ اس کی پارٹی کے لوگ اور محافظ اور نفزادہ کی بستیوں کے لوگ اس کی بیعت کو آنے لگے۔ اس نے پھر بلا دتوز اور قسطیلہ پر چڑھائی کی تو انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ وہ پھر قفصہ کی طرف واپس آیا تو وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی بیعت کر لی یوں اس کی حیثیت بڑھ گئی اور شہرت پھیل گئی۔ اس کے بعد سلطان ابواسحاق نے تونس سے اس کی جانب فوج بھیجی جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

جب طرابلس کے نواح میں دعی کا معاملہ عظیم ہو گیا اور اہل انصار میں سے بہت سے لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے تو سلطان نے اپنی فوجوں کو تیار کیا، اس نے پھر اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر مقرر کیا لہذا وہ تونس سے نکلا، اس نے قیروان سے لڑائی کی اور وہاں سے ٹیکس اور تاوان حاصل کئے۔ وہ پھر دعی کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے چل پڑا اور نمودہ تک پہنچ گیا۔ اسے وہیں خبر ملی کہ دعی نے قفصہ پر قبضہ کر لیا ہے لہذا فوج میں زلزلہ آ گیا اور وہ اس کے ارد گرد سے منتشر ہو گئے۔ پھر یہ تونس کی طرف لوٹ آیا اور رمضان کے آخری دن اس میں داخل ہو گیا۔ اب دعی بھی قفصہ سے اس کے پیچھے پیچھے آیا اور قیروان میں فروکش میں ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے بعد مہدیہ، صفاقس اور سوسہ کے باشندوں نے بھی اس کی اقتداء کی اور اس کی بیعت کر لی۔ تونس میں بہت فوجیں بھیجی گئیں لہذا سلطان پریشان ہو گیا، اس نے پھر شوال کے وسط میں شہر کے باہر اپنا پڑاؤ کر لیا اور لوگوں پر لڑائی فرض کر دی، یوں ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان شہر سے باہر اپنے پڑاؤ میں آیا۔ اس دوران دعی نے بھی قیروان سے اس پر چڑھائی کرنے کے لئے کوچ کیا۔ اب اس کے پاس فوج اور موحدین کے مشائخ آ گئے۔ طاغیہ بنی المستنصر نے جو ان کا طویل خلیفہ تھا، جب اس نے واثق اور اس کے بیٹوں کے ساتھ ان کی عملداریوں میں لڑائی کی تو ان پر ازراہ شفقت حکومت کو لمبا کر دیا۔ اس کے بعد حکومت کا بڑا آدمی موسیٰ بن یاسین موحدین کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ سلطان سے الگ ہو گیا۔ یوں راستے ہی میں دعی کے ساتھ جا ملا لہذا وہ اقتدار سے اتر گیا اور اس کی حکومت کا کڑا ٹوٹ گیا وہ پھر بجایہ کی طرف بھاگ گیا جس کا تذکرہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

دعی بن ابوعمارہ کا تونس میں داخلہ

جب آخر شوال سنہ 81 میں سلطان ابواسحاق کی فوج منتشر ہو گئی تو وہ اپنے خواص اور ایک فوج کے ساتھ سوار ہو کر بجایہ جاتے ہوئے تونس کے پاس سے گزرا۔ وہ پھر اس کے پاس ٹھہر گیا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر کلب البرد میں چلا گیا۔ وہ خوراک کی قلت، تیز بارش اور برفباری کے باعث بڑی تکلیف برداشت کر رہا تھا۔ وہ اپنے راستے میں آنے والے قبائل کو رشوت دیتا تا کہ وہ اس سے صلح رکھیں۔ وہ پھر قسنطینہ کے پاس سے

گزر تو اس کے عامل عبداللہ بن توفیان لھر غی نے اسے وہاں داخل ہونے سے روکا لیکن بعض بستیوں نے اسے پھر خوراک دی اور وہ بجایہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کا پھر وہ حال ہوا جو بیان کیا جاتا ہے۔ جب دعی بن ابی عمارہ الحضرة میں آیا تو اس نے موسیٰ بن یاسین کو اپنی وزارت اور ابوالقاسم احمد بن الشیخ کو اپنی حجابت کی ذمہ داری سونپی۔ بعد ازاں صاحب اشغال ابی بکر بن الحسین بن خلدون کو گرفتار کر لیا اور اس سے سب مال لے لیا۔ بطور آزمائش اصرار کے ساتھ اس نے اس سے مال کا مطالبہ کیا پھر اسے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ بجایہ کا خطہ اس نے عبدالملک بن مکی انیس قابس کو دے دیا اور حکومت کی مقدار پوری کر لی۔ اس نے پھر زمین کے ٹکڑے حکومت کے آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دیئے اور اپنی پوری توجہ بجایہ کی لڑائی کی طرف لگا دی۔

جب سلطان ابواسحاق اپنے ملک سے فرار ہو کر اور اپنی حکومت کی کرسی سے بے پرواہ ہو کر ذوالقعدہ کے مہینے میں بجایہ پہنچا تو اس کا بیٹا امیر ابو فارس اس کے پاس آیا اور اسے اس کے محل میں داخل ہونے سے روک دیا لہذا وہ پھر روض الریح میں اتر آیا۔ اس نے پھر اسے حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کو کہا تو وہ اس کے لئے حکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ اس نے پھر موحدین کے سرداروں اور بجایہ کے مشائخ کو اس پر گواہ بنایا اور اسے کوب میں جاتا اور آخرد والقعدہ میں لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی۔ انہوں نے اس کی بیعت کر لی جب محمد علی اللہ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنے ریاحی اور سدویشی دوستوں میں اعلان کر دیا۔ وہ پھر بجایہ سے دعی پر چڑھائی کرنے کے لئے نکلا اور اپنے بھائی امیر ابو زکریا کو اپنا جانشین بنایا۔ امیر ابو حفص اور اس کے دو بھائی بھی اس کے ساتھ نکلے اور جو کچھ ہوا اس کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

دعی کے ساتھ امیر ابو فارس کی جنگ اور بعد کے حالات

جب دعی کو امیر ابو فارس کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے اپنے باپ پر برتری حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ وہ لڑائی کے لئے تیار ہے تو اس نے حفصی گھرانے کے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اس نے ان کے قتل کے ارادے کے بعد انہیں قید کر دیا۔ وہ پھر موحدین کی فوج کے ساتھ صفر سنہ 82 میں تونس سے نکلا اور مراجنہ جا پہنچا۔ دونوں فوجوں نے تین ربیع الاول کو ایک دوسرے کو دیکھا پھر ان میں اکثر حصہ لڑائی ہوتی رہی۔ اس دوران امیر ابو فارس کا میدان جنگ خراب ہو گیا اور اس کے مددگاروں نے مدد چھوڑ دی، یوں وہ معرکے میں قتل ہو گیا اور اس کا پڑاؤ لٹ گیا جبکہ اس کے بھائی باندھ کر قتل کئے گئے۔ عبدالواحد، عمر، خالد اور ابو محمد عبدالواحد دعی نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور ان کے سروں کو تونس بھجوادیا جہاں انہیں تیروں پر چڑھا کر پھرایا گیا اور اس کے بعد شہر کی فصیلوں میں نصب کر دیا گیا۔ اس کا چچا امیر ابو حفص جنگ سے بھاگ گیا، اس کے حالات کا ذکر ہم بعد میں بیان کریں گے۔ جب لڑائی کی خبر بجایہ پہنچی تو وہاں کے باشندے مضطرب ہو گئے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے۔ سلطان ابواسحاق اور اس کا بیٹا امیر ابو زکریا پھر تلمسان کی طرف فرار ہو گئے۔ بعد ازاں اہل بجایہ نے محمد بن السید کو اپنا سردار بنایا جو ان میں دعی کی اطاعت پر قائم تھا۔ وہ پھر اقتدار کے دوران نکلا تو اسے جبل بنی غبوین میں زواوہ نے آ لیا۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور امیر ابو زکریا تلمسان کی طرف بھاگ گیا۔ یوں سلطان ابواسحاق ہی بجایہ میں قید ہو کر باقی رہ گیا۔ جونہی یہ خبر تونس پہنچی تو دعی نے محمد بن عیسیٰ بن داؤد کو بھیجا جس نے اسے ربیع الاول سنہ 82 کے آخر میں قتل کر دیا۔ یوں اس کی حکومت ختم ہو گئی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو حفص اپنے بھتیجے کی لڑائی میں دعی کے ساتھ مراجنہ میں حاضر تھا لہذا اس نے پیدل چل کر لڑائی سے جان بچائی اور قلعہ سنان کی طرف چلا گیا جو لڑائی کی جگہ سے قریب ہوارہ کی پناہ گاہ ہے۔ اس کے جانے اور نجات پانے تک وہاں ان کے تین پروردہ آدمیوں نے بھی پناہ لی جو یہ ہیں ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس اور الفازازی اور محمد بن ابی بکر بن خلدون جو مولف کا جد قرب ہے۔ بسا اوقات جب وہ تھک جاتا تو وہ اسے اپنی پشتوں پر اٹھالیتے۔ جب وہ بچ کر قلعہ سنان میں آ گیا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور اس کے بچ کر قلعہ کی طرف آ جانے کی خبر مشہور ہو گئی۔ دعی نے عربوں کو کمزور کر دیا تھا لہذا اس نے انہیں بری طرح دبا یا۔ اس کی آمد کے روز لوگوں نے اس کے پاس ان کے فساد کی شکایت کی تو اس نے ان میں سے تین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور صلیب دے دی۔ اس نے پھر موحدین کے سردار عبدالحق بن تافراکین کو ان کی بیماریوں کے قلع قمع کے لئے بھیجا اور اسے ان میں خونریزی کرنے کا اشارہ کیا لہذا ان کا جو آدمی بھی اسے ملا، اس نے قتل کر دیا۔ اس نے پھر بنی علال کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور اسی (80) کے قریب آدمیوں کو جیل میں دے دیا لہذا ان پر اس کا

بہت برا اثر پڑا اور انہوں نے اعیاص کو بار بار طلب کیا۔ انہوں نے قلعہ سنان میں امیر ابو حفص کے مقام کے متعلق ایک دوسرے کو خبر سنائی لہذا وہ اس کی طرف چلے گئے اور ربیع سنہ 83 میں اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اس کے لئے آلات اور خیمے اکٹھے کر لئے اور ان کے امیر ابو یسئل بن احمد نے اس کی حکومت سنبھال لی۔ جب دعی کو یہ اطلاع ملی تو اسے اپنے ارباب حکومت کے متعلق بدظنی پیدا ہو گئی اور اس نے اپنی حکومت کے سرداروں یعنی ابو عمران بن یاسین، ابوالحسن بن یاسین، ابن دانودین اور حسن بن عبدالرحمن سردار زناہ کو گرفتار کر لیا اور ان کی آزمائش کی۔ اس نے ان کے احوال لے لئے اور آخر میں انہیں قتل کر دیا۔ اس طرح لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق نرمی پیدا ہو گئی اور دعی کی حکومت مضطرب ہو گئی یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

سلطان ابو حفص کا حکمران بننا

جب سلطان ابو حفص کا غلبہ حاصل ہو گیا اور عربوں نے اس کی بیعت کر لی تو الحضرة کے باشندوں نے اس کے متعلق ایک دوسرے سے باتیں سنیں اور لوگ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے۔ دعی نے اہل حکومت پر حملہ کر دیا تو انہوں نے اس سے بغض رکھا۔ وہ پھر تونس سے اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے ارادے سے نکلا۔ اس دوران فوجیوں نے اس کے متعلق بری افواہیں اڑادیں لہذا وہ شکست کھا کر واپس لوٹ آیا۔ یوں ملک نے سلطان ابو حفص کی اطاعت قبول کر لی۔ اس نے پھر تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور سموم کے قریب اترا۔ دعی نے شہر سے باہر اس کے مقابل میں پڑاؤ ڈال لیا۔ کئی روز تک لڑائی نے ان کے درمیان طول پکڑے رکھا۔ لوگ ہر روز دعی کے مکر و فریب کو دیکھتے یہاں تک کہ انہوں نے اس سے اظہار بیزاری کر کے اسے چھوڑ دیا لہذا وہ پھر اپنے پڑاؤ کو چھوڑ کر روپوش ہو گیا۔ سلطان ربیع الاخر سنہ 83 کو شہر میں داخل ہوا اور اس کے تحت حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے دوروزدیک کو خرابی سے پاک کیا۔ دعی تونس میں روپوش ہو گیا اور وہاں سے باشندوں کے جملگھے میں گم ہو گیا۔ اب چاروں طرف اس کی تلاش شروع ہو گئی تو پتہ چلا کہ وہ سلطان کی آمد کی راتوں میں رعیت کے ایک آدمی ابو قاسم القرمادی کے گھروں میں ہے۔ اس اطلاع پر اسی وقت ان گھروں کو منہدم کر دیا گیا۔ جب وہاں سلطان کے پاس گیا تو اس نے سرداروں کو بلایا، اسے توبخ کی اور اس سے برا سلوک کیا۔ آخر کار اس نے ان کے نسب کی طرف منسوب ہونے کا اعتراف کر لیا لہذا اس نے اس کی آزمائش اور قتل کا حکم دے دیا۔ اس نے اس سے بے رحمانہ سلوک کیا، اس کے جسم کو پھرایا اور سر کو نصب کر دیا۔ عبداللہ بن یغمور اس کے قتل میں شامل تھا اور اس کے حالات بڑے عبرتناک ہیں۔ اس کے بعد سلطان نے خود حکومت سنبھال لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ طرابلس اور تلمسان سے اہل قاصیہ نے اور ان دونوں شہروں کے درمیانی علاقے کے لوگوں نے بھی اس کو اپنی بیعت میں بھیج دیں۔ اس نے پھر شیخ ابو عبداللہ الفزازی کو لڑائیوں میں اپنی فوجوں اور ضابطہ پر امیر مقرر کیا اور ان کے ساتھ اپنی حکومت کے کئے گئے عہد پورے کئے۔ اس سے پہلے خلفاء اس بات سے کنارہ کشی کرتے تھے اور اپنے خلاف کوئی دروازہ نہیں کھولتے تھے۔ یوں وہ اپنے مال اور الحضرة میں لطف اندوز ہو کر قیام پذیر رہا یہاں تک کہ وہ کچھ واقعہ ہوا جس کا ہم تذکرہ کریں گے انشاء اللہ۔

عظیم واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس سلطان کے دور حکومت میں دشمن نے سمندری جزیروں پر حملہ کر دیا۔ ان کے بحری بیڑے رجب سنہ 88 میں جزیرہ جربہ میں آ کر ٹھہر گئے۔ ان دنوں جزائر کی ریاست محمد بن مہوش اللوہبیہ اور شیخ الزکازہ کے پاس تھی، یہ دونوں خوارج کے فرقتے ہیں۔ اس وقت صقلیہ کے حکمران المرانیا نے، عدریک بن البرید اکون جو برشلونہ کے سمندری ساحلوں کا بادشاہ تھا، کا نائب بن کر ان پر چڑھائی کی۔ کہتے ہیں کہ غربان اور شوائی کے اس وقت ستر بحری بیڑے تھے اور اس نے انہیں کئی بار تنگ کیا۔ انہوں نے پھر ان پر قبضہ کر لیا اور ان کے احوال کو لوٹ لیا۔ وہ وہاں سے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ گرم پتھر مارنے کے بعد ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے نہایت افسوسناک تھا۔ انہوں نے پھر اس کے ساحل پر ایک قلعہ بنایا اور اسے محافظوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا۔ انہوں نے ہر سال ان پر آٹھ ہزار دینار ٹیکس مقرر کیا اور صدی کے سرے تک المرانیا کو اس پر قائم رکھا۔ یوں الجزیرہ نصاریٰ کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سنہ 740 کے آخر میں یہ لوگ مالقہ کی طرف واپس آ گئے جیسا کہ ہم اس کا حال بیان کریں گے۔ آخر کار سنہ 85 میں دشمن نے جزیرہ میورقہ کو فتح

کر لیا۔ اس کے بعد طاغیہ برشلونہ بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر اس کی طرف گیا۔ جب یہ لوگ میورقہ کے قریب سے گزرے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ ایک سمندر ہیں۔ انہوں نے پھر ابی عمر بن حکیم وردیس سے پانی پینے کے لئے اترنے کی اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دے دی۔ جب یہ لوگ ساحل پر آگئے تو انہوں نے وہاں کے باشندوں کو لڑائی کا الارم دے دیا۔ لہذا وہ تین دن لڑتے رہے۔ مسلمانوں نے ان کے ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا اور زخم لگائے۔ لیکن جب تیسرا دن ہوا اور شکست اس کی قوم پر چھا گئی اور طاغیہ نے فوج کے ساتھ حملہ کر دیا، یوں مسلمان شکست کھا گئے اور انہوں نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی۔ وہ جوانوں سمیت ان میں محصور ہو گئے۔ انہوں نے پھر ابن حکم کو اپنے اہل اور خواص کا ذمہ دار بنایا اور سبتہ کی طرف چلے گئے جب بقیہ لوگوں نے دشمن کے فیصلے کو قبول کر لیا۔ وہ پھر میورقہ کی طرف گیا اور وہاں کے ذخائر اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد انہوں نے سنہ 86 میں خزور کی بندرگاہ میں خیانت کی اور اس کی فصیلوں کو توڑ کر اس کے اندر گھس گئے اور جو کچھ اس کے اندر موجود تھا اٹھا لے گئے۔ وہ وہاں کے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے اور گھروں کو جلا دیا۔ وہ پھر تونس کی بندرگاہ سے گزرے اور اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اسی سال یا اس کے بعد سنہ 89 میں دشمن کے بحری بیڑے نے الحمہد یہ سے لڑائی کی جس میں لڑائی کے لئے سوار موجود تھے لہذا انہوں نے تین بار اس پر چڑھائی کی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تمام الحمہد یہ کو فتح کر لیا پھر اہل عجم کی مدد آگئی اور یوں دشمن شکست کھا گیا یہاں تک کہ انہوں نے بحری بیڑے کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا لیکن پھر وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے۔

الجزائر قسنطینیہ پر امیر ابو بکر کے قبضے کا بیان اور دیگر واقعات

امیر ابو بکر زکریا بن سلطان کو اپنی بہادری، قابلیت اور اہل علم سے مخالفت کی وجہ سے حکومت کی لیاقت حاصل تھی۔ یہ امور اس کے حسن حال کی گواہی دیتے تھے۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے دارالاقوری کے سامنے جہاں وہ تونس میں سکونت پذیر تھا، ایک علمی مدر سے کا نقشہ بنایا۔ جب وہ بجایہ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد بیچ کر تلمسان پہنچا تو اپنے داماد عثمان بن یغمر اس کے پاس اترا۔ اس دوران ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس بھی جو اس کے باپ اور بھائی کا پروردہ تھا، جنہ کی لڑائی سے بیچ جانے کے بعد سلطان ابی حفص کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔ جب عربوں نے اس کی بیعت کر لی اور حکومت کے آثار نمایاں ہو گئے تو ابوالحسن نے دیکھا کہ سلطان الفزازی کو ان پر ترجیح دیتا ہے لہذا وہ اس سے الگ ہو گیا، وہ پھر تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جا ملا اور اسے اپنی حکومت کو حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اس نے پھر بجایہ کے تاجروں سے مال قرض لیا، اسے اس کی حکومت کی سطوت کے لئے خرچ کیا اور آدمیوں کو اکٹھا کیا۔ اس نے ساتھیوں سے حسن سلوک کیا۔ جب اس کے ارادوں کی خبر پھیل گئی تو عثمان بن یغمر اس نے اسے روکا کیونکہ اس نے سلطان ابی حفص کی اس شرط پر اطاعت اختیار کی ہوئی تھی کہ وہ اس سے وہی سلوک روار کھے گا جو اس سے پہلے الحضرة کے خلفاء کے ساتھ انہوں نے روار کھا تھا لہذا امیر ابوزکریا نے جب اپنے کام کا ارادہ کر لیا اور تلمسان سے شکار کا ارادہ کر کے داؤد بن حلال بن عطف امیر بنی یعقوب اور زغبہ کے بنی عامر کے ساتھ جا کر مل گیا۔ اس کے بعد عثمان بن یغمر اس نے داؤد کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس کے پاس لوٹا دے تو اس نے اس کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ اپنی قوم سمیت بلاد زغبہ کے آخر میں چلا گیا۔ یہ لوگ پھر عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں اترے جو زواوہ کے رؤساء میں سے تھا لہذا اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ سب پھر قسنطینیہ کے نواح میں چلے گئے۔ بعد ازاں عرب اور سوری کش بھی اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اس نے پھر سنہ 83 میں البلاء سے لڑائی کی۔ ان دنوں جس کا عامل ابونوخیان تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا جبکہ بجایہ کا حکمران ابوالحسن بن طفیل تھا جس کی عامل کے ساتھ رشتہ داری تھی لہذا اس نے امیر ابوزکریا کو البلاء کے معاملات میں شامل کر لیا۔ اس نے اس کے لئے اور اس کے رشتے دار کے لئے شرط لگا دی لہذا سلطان نے ان کی شرط کو پورا کر دیا۔ انہوں نے پھر اسے البلاء پر قبضہ دلادیا اور وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا۔ وہ پھر بجایہ کی طرف چلا گیا جہاں کے باشندوں میں ایسا اضطراب پیدا ہو چکا تھا جس نے انہیں اختلاف و انشقاق تک پہنچا دیا تھا لہذا انہوں نے امیر ابوزکریا کو برا بیچتے کیا تو وہ جلدی سے ان کی طرف گیا اور سنہ 84 میں بجایہ میں داخل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ قسنطینیہ پر حکومت سے پہلے اسے بجایہ پر حکومت حاصل تھی۔ ہم نے جو کچھ اپنے شیوخ سے سنا ہے اس میں یہی بات سب سے زیادہ درست اور صحیح ہے۔ بعد ازاں اہل جزائر نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور یہ قریبی سرحدوں پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر منتخب الاحیاء دین اللہ کا لقب اختیار کر لیا۔ اس نے اپنے چچا کے ادب کی وجہ سے جو الحضرة میں خلیفہ تھا، امیر المؤمنین کے نام کو چھوڑ دیا۔ بعد ازاں جماعت کے اہل حل و عقد نے موحدین کی مدد کی۔ اس نے ابوالحسن بن سید الناس کو حاجب مقرر کیا۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر غربی جانب اپنے بیٹوں کو بادشاہ بنایا اور حکومت تقسیم ہو گئی یہاں تک کہ خالصتہ اس کی اولاد بادشاہوں کے لئے ہو گئی۔ انہوں نے پھر الحضرة پر قبضہ کر لیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔ جب امیر ابوزکریا نے غربی جانب پر قبضہ کر لیا اور الحضرة کے علاقوں کو حاصل کر لیا تو اس نے تونس پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا لہذا اس نے سنہ 85 میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا۔ اس کے بعد عبد اللہ بن رحاب بن محمود جو ذیاب کے مشائخ میں سے تھا، اس کے پاس گیا اور الفزازی نے اسے احواز تونس سے روکا لہذا اس نے قابس سے لڑائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے ساتھ لڑائی کرنا اس کا کارنامہ تھا لہذا ایک روز اس کے جانبازوں پر شکست حاوی ہو گئی تو اس نے ان میں خوب قتلام کیا اور قیدی بنائے۔ انہوں

بننے اس کی شہر پناہ کو گرا دیا جبکہ گھروں اور کھجوروں کو جلا دیا۔ وہ پھر مسرات کی طرف چلا گیا۔ اس کے واقعات میں سے ایک یہ معروف واقعہ بھی ہے کہ جب امیر ابوزکریا بادل خواستہ اپنی حکومت کے حصول کے لئے تلمسان سے نکلا تو اس کا پڑوسی داؤد بن عطف اسے واپس لانے سے باز رہا۔ اس پر اس کے بغض و عداوت سے اس کا دل لبریز ہو گیا اس نے پھر ازسرنو حاکم تونس کی بیعت کی اور وہاں اپنے پروردہ علی بن محمد خراسانی کو بھیجا۔ اس دوران میں علی بن تو جین اور مغراد کا مغرب اوسط میں ظہور ہو گیا جبکہ الحضرۃ کے لوگ امیر ابوزکریا کے مقام سے تنگدل ہو گئے کیونکہ وہ ان سے مطالبات کرتا اور ان کے دور دراز کے آدمیوں کو ذلیل کرتا تھا لہذا انہوں نے عثمان بن یغمر اس کو بجایہ کے بعد اس کے قلعہ سے لڑائی کرنے میں شامل کیا تا کہ وہ اسے اس کی اولاد کو لوٹا دیں۔ اس نے پھر سنہ 86 میں بجایہ پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتا رہا مگر وہ اسے باقی ماندہ مضافات کے ساتھ سر نہیں کر سکا، صرف چند ٹیلوں کو فتح کر سکا۔ بعد ازاں امیر ابوزکریا سنہ 86 میں بجایہ کی طرف لوٹ آیا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ایک روز تقویس کی کارروائی سے سداوہ اور کثومہ کے درمیان لڑائی چھڑ گئی جس میں سداوہ کے شیخ کا بیٹا مارا گیا۔ اس نے پھر قسم کھائی کہ وہ خود شیخ کثومہ سے اس کا بدلہ لے گا۔ اس وقت توزر کا عامل محمد بن ابی بکر تیممل تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا لہذا اس نے شیخ کثومہ کی ذمہ داری لی اور اس کے دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد کے لئے مال خرچ کیا۔ اس نے پھر الحضرۃ سے خط و کتابت کی اور اہل سواد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یوں اہل نغظہ اور تقویس ان کے مقابلے میں اکٹھے ہو گئے۔ وہ پھر اہل توزر کی جمعیت میں نکلا اور ان کے شہر میں ان کے ساتھ لڑائی کی ضمانت دینے اور مال خرچ کرنے سے پناہ طلب کی لیکن اس نے قبول نہیں کیا لہذا اہل نفرادہ نے انہیں مدد دی اور اس پر چڑھائی کی۔ اس کی فوج شکست کھا گئی اور انہوں نے ان میں خوب قلام کیا اور قیدی بنا کر توزر لے آئے۔ یہ واقعہ سنہ 86 کا ہے۔ اس کے بعد ان کی دوبارہ لڑائی ہوئی تو انہوں نے اس پر فتح حاصل کی۔ اس نے پھر تاوان دینے پر ان سے صلح کی اور یہ شرط لگائی کہ اس کے سوا ان پر اور کوئی حکم لاگو نہیں ہوگا اور یہ نفرادہ کے رؤساء ان میں سے ہوں گے لہذا اس نے ان کی شرط کو پورا کیا اور یہ اہل الجرید کے اختصاص کا آغاز تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔ ابودبوس، مراکش میں بنی عبدالمومن کا آخری خلیفہ تھا جسے سنہ 658 میں قتل کر دیا گیا تھا۔ یوں اس کے بیٹے پراگندہ ہو گئے اور زمین میں پھرنے لگے۔ ان میں سے عثمان شرق اندلس میں چلا گیا اور طاغیہ برشلونہ کے ہاں جلا ترا۔ اس نے اس کی عزت افزائی کی۔ وہاں پر اس نے اپنے چچا سید ابی زید المختصر کی اولاد کو پایا جو دشمن کی رعیت میں سے ان کے ٹھکانوں میں ابی دبوس کا بھائی تھا۔ اس وقت وہاں پر سید ابی زید کو اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین میں آنے کی وجہ سے ایک مقام حاصل تھا لہذا انہوں نے اپنے قریبی رشتے دار کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کی اطاعت کے سلسلے میں تقاریر کیں۔ اس نے پھر مرغم بن صابر بن عسکر کو جو بنی ذیاب میں سے الجواری کا شیخ تھا، اسے اس کی قید سے چھڑانے پر اتفاق کر لیا جسے اہل صقلیہ میں سے الغزی نے طرابلس کے نواح میں سنہ 82 میں قیدی بنایا تھا۔ انہوں نے پھر اہل برشلونہ میں سے ایک آدمی کے پاس اسے فروخت کر دیا لیکن اسے طاغیہ نے خرید لیا اور وہ اس کے پاس قیدی بن کر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عثمان بن ابی دبوس اس کے پاس گیا۔ رفتہ رفتہ وہ موحدی دعوت کے حق کے طلب کرنے کی وجہ سے شہرت پا گیا۔ اس نے پھر اطراف کے لوگوں میں کامیابی کی امید پیدا کی کیونکہ وہ محافظوں سے دور رہتے تھے لہذا وہ سمندر کو عبور کر کے پھر طرابلس چلا گیا۔ طاغیہ کے ہاں یہ بھی اس کی خوش بختی کی علامت ہے کہ اس نے مرغم بن صابر کو اس کی خاطر رہا کر دیا تھا اور اس کے ساتھ اس کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے لئے بحری بیڑے تیار کئے اور اس کے ساتھ جو مالی شرط طے کی جس کے مطابق اس نے بحری بیڑوں کو فوجیوں اور رسد سے بھر دیا لہذا وہ سنہ 88 میں طرابلس اترے۔ مرغم نے پھر اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور انہیں ابن ابی دبوس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے اور اس کی نصرانی فوج کے ساتھ البلاء سے لڑائی کی لہذا انہوں نے تین دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس کا برا اثر ان پر پڑا، بعد ازاں نصاریٰ اپنے بحری کے ساتھ چلے گئے اور البلاء کے قریب ترین ساحل پر لنگر انداز ہو گئے۔ اس کے بعد وہ ابن ابی دبوس اور مرغم طرابلس کے محاصرے کے لئے فوج اتارنے کے بعد طرابلس کے نواح میں چلے گئے۔ لہذا انہوں نے ان سے وہ تاوان لئے جو انہوں نے اپنی شرائط میں نصاریٰ کو بھی نہیں دیئے تھے وہ پھر اپنے بحری بیڑے میں واپس آ گئے تاہم ابن ابی دبوس عربوں کے ساتھ گھومتا رہا اور اس کے بعد ابن مکی نے اسے بلا لیا تا کہ وہ اپنے اختصاص میں سنت ہو جائے لیکن ابھی اس کی بات پوری نہیں

ہوئی تھی کہ وہ ایک برچھا لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

بجایہ کے حاجب ابوالحسن بن سید الناس کی وفات

ہم اس سے قبل اس شخص کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جا ملا تھا، اس نے پھر اس کی خوب خدمت کی لہذا جب امیر ابوزکریا غربی سرحد پر قابض ہو گیا اور اس نے اسے الحضرۃ کے نواح سے الگ کر لیا تو بجایہ میں اتر اور وہاں سے تونس کی مدد کی۔ اس نے پھر ابوالحسن بن سید الناس کو اپنا حاجب مقرر کیا اور اس کے دروازوں کے پیچھے جو کچھ تھا، اس نے اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے پھر اسے اس کی ریاست کو ابوالحسن کے طریقوں پر چلایا جو اس سے قبل اس المستنصر کی حکومت میں حاجب تھا اور جس کے طریقوں پر یہ لوگ چلتے اور اس کے مقاصد کے دلدادہ تھے۔ بلکہ اس کی ریاست حجابت کے معاملہ میں ابوالحسن کی ریاست سے زیادہ بہتر تھی کیونکہ بجایہ کی حکومت کی فضا اس زمانے میں موحدین کے ان مشائخ سے صاف ہو چکی تھی جو اس سے مزاحمت کرتے تھے۔ لہذا اس نے اپنے مخدوم کی حکومت کو نہایت شاندار طریقے سے چلایا اور اس کی طرف لوگوں کی توجہ ہو گئی۔ زمام حکومت اس کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ سنہ 90 میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد امیر ابوزکریا نے اس کی جگہ اپنے کاتب ابوالقاسم بن ابی حمی کو مقرر کیا۔ میں اس کی اولیت کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی جانتا ہوں کہ وہ اندلس کے مسافروں میں سے تھا جو حکومت کے پاس آیا اور پھر اس کے مضافات میں تصرف کرنے لگا۔ اس نے پھر ابوالحسن بن سید الناس کے ساتھ رابطہ کیا تو اس نے اس سے لکھوایا پھر اسے ترقی دے دی، اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور اسے آزادی دے دی۔ اس نے پھر سید الناس کے ہاتھ سے زمام حکومت لے لی۔ اس کی خدمت گزاری اسے مظفر کے ہاتھ میں لے گئی یہاں تک کہ کئی سردار اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور خواص نے اسے امید دلائی۔ یوں سلطان کو اس کے متعلق علم ہوا کہ وہ اپنے مخدوم کے امور کی سرانجام دہی کی قوت رکھتا ہے اسے دوسروں کی کارگزاری سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس دوران ابوالحسن بن سید الناس فوت ہو گیا تو سلطان نے اسے اس کے کام پر مقرر کر دیا۔ یوں وہ اس کے باقی ماندہ ایام حکومت اور اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء کی حکومت کے آغاز میں اس کام پر مقرر رہا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے انشاء اللہ۔

الزاب کی بغاوت کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے الزاب پر فضل بن علی بن مزنی کو حاکم مقرر کیا تھا جو بسکرہ کے مشائخ میں سے تھا لہذا اس نے اپنی حکومت کو سنبھال لیا۔ جب سلطان فوت ہو گیا تو الزاب کی بستیوں میں بسنے والے عربوں کے چند گروہوں نے اس کی ایک دشمن قوم کی مداخلت سے اس پر حملہ کر کے اسے سنہ 83 میں قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر البلاء میں اپنی حکومت قائم کرنی چاہی تو بنی زیان کے مشائخ نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور پھر بلا شرکت غیرے اپنی شہر کی حکومت سنبھال لی۔ انہوں نے پھر الحضرۃ کے حاکم امیر ابو حفص کی بیعت کر لی اور دستور کے مطابق اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس دوران انہوں نے دانیہ میں منصور بن فضل بن مزنی کے ساتھ لڑائی کی۔ یہ شخص کرفہ میں اپنے بیٹے کی وفات کے وقت الحضرۃ چلا گیا تھا جو ہلال بن عامر کے قبیلوں میں سے ہے۔ یہ وہ عرب ہیں جو جبل اور اس کی حکومت کے ذمے دار ہیں۔ یہ پھر ان گروہوں کے ہمسروں کے ہاں اتر اتوا انہوں نے اسے سواری دی اور ساتھ ساتھ مال جمع کر دیا۔ یہ پھر سنہ 72 میں بجایہ چلا گیا اور سلطان کے دروازے پر اترا۔ اس نے پھر اسے الزاب کی حکومت کی رغبت دلائی اور حاجب ابن ابی حمی کو مختلف قسم کے تحائف دیئے اس نے اسے یہ ضمانت بھی دی کہ وہ الزاب میں دعوت کو سلطان کے حق میں پھیر دے گا اور وہاں کا خراج بھی نہیں دے گا۔ لہذا اس نے اسے اس بات سے مائل کر لیا۔ اس نے پھر اسے الزاب کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے اپنی فوج سے مدد دی۔ اس نے پھر بسکرہ سے لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکا جب وہاں کے مشائخ بنو دمار نے تونس کی حکومت سے اپنی دوری اور اپنے دشمن فضل بن منصور کو دیکھا تو انہوں نے امیر ابوزکریا کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے پھر اس کی طرف اپنا وفد اور بیعتیں بھیج دیں اور اس نے عادیہ ابن مزنی کو ان سے ہٹا دیا لہذا انہوں نے اس سے قبولیت کی جو توقع کی تھی، اس نے اس کے ساتھ انہیں واپس کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ ان کے احکام اس کے سالار فوج کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اس نے پھر ابن مزنی کو بجایہ کی طرف جاتے دیکھا

جب وفد بسرہ پہنچا تو وہ قائد اور منصور بن مزنی کی طرف نکل آئے اور اسے شہر میں داخل کر لیا۔ انہوں نے پھر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور حالات یہاں تک تبدیل ہو گئے کہ منصور بن مزنی کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم اس کے حالات میں کریں گے۔ اس کے بعد الزاب ہمیشہ ہی امیر ابو زکریا اور اس کے بیٹوں کی دعوت کے تحت رہا یہاں تک کہ وہ الحضرہ پر قابض ہو گیا۔ اب آپ بعد میں اس کے بیٹوں کے حالات کا مطالعہ کریں گے انشاء اللہ۔

حکومت کے امراء کی روداد

عبداللہ الفزازی موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور ساتھ ہی سلطان ابو حفص کا خاص دوست تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے اسے فوج کا امیر مقرر کیا تھا پھر اسے لڑائیاں کرنے اور نواح کے ہموار کرنے کے لئے بھیجا تھا، لہذا اس نے ان معاملات میں قابل رشک مقام حاصل کیا۔ اس نے جہات پر قبضہ کر لیا، باغیوں کو رام کیا، انہیں نکال باہر کیا اور خراج بھی جمع کیا اس سلسلے میں اس نے قابل ذکر کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ بلاد الجرید اور ان کے مشائخ کے ساتھ بھی اس کے احوال اور کاروائیاں ہوتی رہی ہیں۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے اہل توزر کے مشائخ کی شکایت پر احمد بن بہلول کی آرائش کی اور اسے ان پر حکومت کرنے کے ارادے سے روکا۔ وہ اپنے آخری سفر میں تونس سے دودن کے فاصلہ پر سنہ 93 میں وفات پا گیا۔ اسی سال حاجب ابو القاسم بن الشیخ کی بھی وفات ہوئی۔ اس کی اولیت کا واقعہ یہ ہے کہ یہ سنہ 26 میں اپنے شہر دانیہ سے بجایہ آیا اور اس نے اس کے عامل محمد بن یاسین سے رابطہ پیدا کر لیا لہذا اس نے اسے کاتب بنا لیا اور یہ پھر اس پر حاوی ہو گیا۔ جب ابن یاسین کو الحضرہ بلا یا گیا تو ابن الشیخ بھی اس کے ساتھیوں میں سے تھا لہذا سلطان نے پھر جستجو کی کہ وہ کتابت کے لئے کسے اپنا نمائندہ بنائے۔ اس وقت ابن یاسین نے اپنے کاتب ابو القاسم بن الشیخ کی بہت تعریف کی، جب سلطان نے اس کا امتحان لیا تو یہ اسے پسند نہیں آیا لیکن پھر اس نے اس کے بارے میں رائے پر نظر ثانی کی، اس کی تحسین کی اور اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس نے پھر ابن ابی الحسن کو اسے آداب اور خدمت کے طور پر پتے سکھانے کا حکم دیا اور یوں اس نے اپنے مخدوم کا بار ہلکا کر دیا یہاں تک کہ ابو الحسن فوت ہو گیا۔ اس وقت سلطان کے گھر کے اخراجات اس کی نگرانی پر موقوف تھے اور اس بارے میں اس کا قلم کام کرتا تھا لہذا اس نے اس کی وفات کے بعد ابن الشیخ کو سلطان المنصرہ کے آخری ایام تک اس کام کے لئے مخصوص کر لیا۔ جب سلطان واثق حاکم بنا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ابن ابی الحسن اس کے سامنے آیا تو اس نے اسے اس کے کام پر باقی رکھا بلکہ اسے اپنے لئے مختص کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا۔ بعد ازاں سلطان ابو اسحاق کی حکومت آئی تو اس نے بھی اسے اس کے کام پر قائم رکھا اور اسے ابی بکر بن خلدون صاحب اشغال کے ساتھ لکرادیا۔ اس کی حکومت میں ریاست کبریٰ اس کے بیٹوں ابی فارس اور اس کے بعد ابوزکریا عبدالمومن کے پاس تھی بعد ازاں دعویٰ کا قضیہ سامنے آیا، اور وہ اس کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس نے بھی ابو القاسم بن الشیخ کو چن لیا اور اسے کتاب العلامتہ فی فوائح السجلات دے کر شغیر کے علاقے کی طرف بھیج دیا۔ جب سلطان ابو حفص کو دوبارہ اپنی حکومت مل گئی اور دعویٰ مارا گیا تو ابن الشیخ کو اپنے اس رتبے کی وجہ سے جو اسے دعویٰ نے دیا تھا، خوف پیدا ہوا، اس نے پھر بھلائی اور عبادت کی علامت کے طور پر صلحاء کی پناہ لی۔ انہوں نے اس کی سفارش کی تو اسے سلطان نے قبول کر لیا۔ اس نے پھر از خود ان کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ اس کے سپرد کوئی کام کیا جائے لہذا اس نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور ساتھ ہی کتاب العلامتہ فی فوائح السجلات کی تنقید کا کام دے دیا۔ اس کے بعد جب سلطان ابو حفص کو اپنی حکومت مل گئی، باغی قتل ہو گیا اور علامت، حکومت کے کسی اور آدمی کی طرف چلی گئی تو وہ اپنی وفات تک جو سنہ 94 میں ہوئی، اس عہدے پر مسلسل کام کرتا رہا اور اس کے بعد بھی حجابت کا نام ان تینوں خطوط پر قائم رہا۔ اس نے پھر تدبیر و حرب کا حکم دیا اور اس کی ریاست موحدین کے مشائخ کی طرف راجع رہی یہاں تک کہ احوال بدل کر الٹ پلٹ گئے جیسا کہ آپ کو آئندہ بیان ہونے والے حالات سے پتہ چلے گا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنا حاجب ابو عبداللہ الحسبی کو مقرر کیا جو اختیار کے طبقے میں سے تھا اور وہ حکومت کے آخر تک اس عہدے پر قائم رہا۔

سلطان ابو حفص کی موت

سلطان ابو حفص اپنے زمانے میں ہمیشہ ہی غالب اور آسودہ حال میں رہا یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو گئی۔ سنہ 94 ذوالحجہ کے آغاز میں

اسے درد اٹھا جو جلد ہی شدت اختیار کر گیا۔ دراصل مسلمانوں کے معاملات نے اسے بے قرار کر دیا تھا، بعد ازاں اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے ایام التشریق کے دوسرے دن خلافت کی وصیت کی۔ اس وقت موحدین نے اس کی صغریٰ کی وجہ سے اس کے مراتب سے تخلف کے باعث اسے اچھا نہیں سمجھا پھر یہ بھی بات تھی کہ وہ بالغ نہ تھا لہذا انہوں نے اس بارے میں باتیں کی جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ناراض ہوا اور انہیں چھوڑ کر ولی ابی محمد المرحابی کے ساتھ شوریٰ کی طرف آیا۔ اس کے متعلق اس کی رائے بہت اچھی تھی اور ظن بھی نیک تھا۔ قصہ یہ ہے کہ جب واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹوں کو ان کے قید خانے میں قتل کر دیا گیا تو اس کی ایک بیٹی اس ولی کو حمل میں لئے ہوئے رباط کی طرف بھاگ گئی اور اسے اس کے گھر میں جنا۔ یوں اس کا نام شیخ محمد رکھا گیا اور اس کا عقیدہ کیا۔ اس نے فقراء کو گندم کے آٹے اور گھی کا کھانا پکا کر کھلایا اور یوں ہمیشہ کے لئے اس کا لقب ابو عسیدہ پڑ گیا۔ وہ پھر روپوشی کے بعد ان کے محلات میں چلا گیا، اس نے اپنی قوم کے خلفاء زیر سایہ پرورش پائی، جوان ہوا اور ولی ابی محمد کے ساتھ اس کا عہد باقی رہا۔ وہ دونوں اس پر ہمیشہ قائم رہے۔ جب سلطان ابو حفص نے اس کے ساتھ عہد کے متعلق گفتگو کی اور اس کے بیٹے پر موحدین کی نکتہ چینی کا ذکر کیا تو شیخ نے اسے بتایا کہ وہ عہد کو محمد بن واثق کی طرف پھیر دے، اس پر اس نے اس کے اشارہ کو قبول کیا اور اسے ولی عہدی کی تربیت دی۔ اس نے پھر موحدین کے مشائخ اور سرداروں کی موجودگی میں اپنے اس عہد کو نافذ کیا اور آخردوالحجہ سنہ 94 میں فوت ہو گیا۔

سلطان ابو عسیدہ کا حکمران بننا

جب سلطان ابو حفص فوت ہو گیا تو موحدین کے سردار، ساتھی، فوج اور دیگر سب لوگ قصبے میں جمع ہوئے اور انہوں نے پھر اس کے ولی عہد سلطان ابو عبداللہ محمد کی 24۔ ذوالحجہ سنہ 94 کو بیعت کر لی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کا لقب ابو عسیدہ بن سلطان واثق تھا لہذا اس کی بیعت سے لوگوں کا شرح صدر ہو گیا، سب لوگوں نے اسے پسند کیا اس نے پھر المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور اس نے اپنی حکومت کا آغاز عبداللہ بن سلطان ابی حفص کے قتل سے کیا کیونکہ وہ بھی ولی عہدی کی خواہش رکھتا تھا اس نے پھر محمد بن پرزیکش کو اپنا وزیر بنایا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا جبکہ محمد اشعش کو حجابت، تدابیر اور فوج کے امور کی سرانجام دہی پر قائم رکھا۔ اس وقت موحدین کی ریاست ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللجانی کے پاس تھی لہذا اس نے جو کام اس کے سپرد کیا اس نے اسے ذمہ داری سے سرانجام دیا۔ لیکن اس سلسلے میں عبدالحق بن سلیمان نے جو اس سے پہلے موحدین کا رئیس تھا، اسے کافی تنگ کیا یہاں تک کہ وہ الگ ہو گیا اور پھر فوت ہو گیا۔ یوں وہ بلا شرکت غیرے حکومت پر قابض ہو گیا جبکہ اشعش اس کی حجابت کا بااختیار منتظم بن گیا۔ اس کام میں محمد بن ابراہیم بن الدباغ اس کا معاون تھا۔ ابن دباغ کے حالات میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ جب اس کا باپ ابراہیم سنہ 46 میں اشبیلیہ کے مسافروں میں شامل ہو کر تونس آیا تو یہ تونس میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس نے پھر حساب دانوں مثلاً ابوالحسن اور ابوالحکم سے رجسٹریار کرنے اور حساب کرنے کی تربیت لی۔ بعد ازاں ابوالحسن کی بیٹی کے متعلق ان دونوں سے رشتے داری کر لی لہذا ان دونوں نے اس کا نکاح کر دیا اور اسے دیوان اعمال کی سیکریٹری شپ کے لئے تربیت دی۔ جب ابو عبداللہ الغازی بااختیار رئیس بن گیا تو اسے اپنا کاتب بنا لیا لیکن وہ بڑا کمزور عقل اور خلیفہ کا نافرمان تھا۔ اس کا کاتب محمد بن دباغ اسے خلیفہ کی اغراض کے لئے تیار کر رہا تھا کہ اچانک حاجب بن الشیخ نے اس کے متعلق سازش کی، یوں اسے خلیفہ کے پاس اس سلسلے میں بات کرنے کا اچھا موقع مل گیا۔ جب سلطان ابو عسیدہ حکمران بنا تو اس نے اس کی سابقہ فرمانبرداری کا لحاظ رکھا حالانکہ اس کا حاجب اشعش بکری کی طرح تحریر سے بے بہرہ تھا لہذا سلطان نے ابن دباغ کو کاتب بنا لیا پھر اسے سنہ 95 میں اپنی علامت کی کتابت پر ترقی دے دی۔ وہ اس کام میں بڑا ماہر تھا لہذا وہ حجابت میں اشعش کا معاون بن گیا۔ یوں سلطنت کے کاروبار اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ سنہ 99 میں اشعش فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ اس کام پر بااختیار ہو گیا۔ اس وقت تدبیر و حرب کا کام موحدین کے مشائخ کے پاس تھا۔

عبدالحق بن سلیمان کی روداد

ابو محمد عبدالحق بن سلیمان سلطان ابو حفص کے زمانے میں موحدین کا رئیس تھا۔ اس کی اصل وہ تینمائل ہیں جو حکومت کے آغاز سے تپوس میں

رہتے ہیں۔ اسے اور اس کے اسلاف کو ان پر حکومت حاصل تھی۔ اس سلطان کے زمانے میں اسے الحضرۃ میں تمام موحدین کی سرداری حاصل ہو گئی جو اس کے دوست اور معاون بھی تھے۔ یہ اپنے بیٹے عبداللہ کی ولی عہدی کا بہت حریص تھا اور اس سلسلے میں موحدین کی نکتہ چینیوں کا جواب دیتا رہتا تھا لہذا سلطان ابو عسیدہ نے اسے مال سمیت قیدی بنالیا۔ جب اس کی حکومت طاقت ور ہو گئی تو عبداللہ اپنے قید خانے میں قتل ہو گیا۔ اس نے پھر ابو محمد محمد بن سلیمان کو گرفتار کر لیا اور صفر سنہ 95 میں اسے قید کر دیا یہاں تک کہ وہ اپنے قید خانے میں صدی کے سرے پر قتل ہو گیا۔ جب اس پر یہ مصیبت پڑی تو اس کے دونوں بیٹے محمد اور عبداللہ بھاگ گئے۔ عبداللہ امیر ابوزکریا کے ساتھ جا ملا اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹے سلطان ابو البقاء خالد کے ساتھ تونس میں داخل ہو گیا۔ جب کہ محمد بھاگنے کے بعد مغرب اقصیٰ چلا گیا اور بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کے ہاں تلمسان کا محاصرہ کرنے والی فوج کے پڑاؤ میں اترا۔ اس نے اس کی بہت عزت کی اور وہ ایک مدت تک اس کے پاس رہا۔ وہ پھر اپنے وطن کو واپس آ گیا اور پہلے طور طریقے چھوڑ کر زہد و عبادت کا طریقہ اختیار کر لیا۔ یعنی اونی لباس پہن لیا اور صلحاء کی صحبت اختیار کر لی۔ اس لئے پھر فریضہ حج ادا کیا اور لمبی عمر پائی۔ یوں تمام لوگوں کو اس سے حسن ظن ہو گیا اور اس پر اور اس کی دعاؤں پر یقین پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے ملنے جلنے والوں کی تعداد بکثرت ہو گئی۔ ساتھ ساتھ خلفاء نے اسے ایک اور عظمت دی یعنی اسے کئی بار ملوک زناتہ کے پاس بھیجا۔ جب سلطان ابوالحسن کی فوجوں نے جبل فتح سے لڑائی کی تو وہ جبل فتح کے ایک جہاد میں بھی شامل ہوا اور وہ ہمیشہ اسی طریقے پر قائم رہا یہاں تک کہ وہ آٹھویں صدی کے نصف میں طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔

بجایہ پر حملہ

جب سلطان ابو عسیدہ کی حکومت طاقتور ہو گئی تو اسے غربی جانب سے لڑائی کرنے اور اس کی سرحدوں کو امیر ابوزکریا سے واپس لینے کی سوجھی۔ اس وقت امیر ابوزکریا کا یہ حال تھا کہ اہل جزائر نے اپنے موحد عامل کی وفات کے بعد اس کے خلاف خروج کر دیا تھا۔ اس کے بعد ان کے مشائخ میں سے محمد بن علان وہاں کود پڑا اور یوں عثمان بن یغمر اس اور اس کے پیچھے بنی عبدالواد کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ انہوں نے پھر تو جین مغرادرہ اور بلکین پر غلبہ پالیا اور اس کی سعی و کوشش الحضرۃ کے حکمران کے لئے تھی کیونکہ وہ ان کی دعوت سے متمسک تھا بلکہ وہ ان کی بیعت میں اپنے باپ کے مذہب کا پابند تھا لہذا سلطان ابو عسیدہ کے عزائم اس بات کے لئے مضبوط ہو گئے اور وہ سنہ 95 میں الحضرۃ سے چلا۔ جب وہ اپنی عملداری کی سرحدوں سے گزر کر قسطنطنیہ کے مضافات میں جا پہنچا تو وہاں کی رعایا اور قبائل اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ وہ پھر میلہ تک پہنچ گیا اور وہیں سے وہ رمضان میں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ جب اس نے بجایہ کی عملداری کو اپنی لڑائی سے تنگ کر دیا تو امیر ابوزکریا نے غربی جانب کو تسکین دینے کی خاطر اپنی نظر دوڑائی تاکہ وہ اس سے فارغ ہو کر سلطان صاحب الحضرۃ کی مدافعت کر سکے یوں اس کا ہاتھ عثمان بن یغمر اس تک پہنچ گیا، اس نے پھر اس کے ساتھ محبت و تعلق کے باعث قدیم رشتے مضبوط کر لئے۔ اس دوران سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر حملہ کر دیا اور فتح کے لئے اپنا پورا زور لگا دیا اس دوران عثمان بن یغمر اس نے امیر ابوزکریا سے کمک طلب کی تو اس نے اسے موحدین کی ایک فوج کے ساتھ مدد دی جس کے ساتھ بنی مرین کی ایک فوج نے لڑائی کی انہوں نے اسے شکست دی اور ان میں خوب خونریزی کی۔ اس کے بعد ان کی فوج بجایہ کی طرف واپس آ گئی۔ بعد ازاں یوسف بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کو بجایہ کی طرف بھیجا اور ان پر اپنے بھائی ابو یحییٰ کو سالار مقرر کیا۔ اس سے قبل عثمان بن سباع، حاکم بجایہ سے الگ ہو کر اس کے پاس آ گیا۔ اسے اس کی سلطنت میں رغبت دلانے لگا لہذا اس نے اسے خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب عزت افزائی کی۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اس فوج کو بھیجا لہذا وہ بجایا جا پہنچے اور اس پر دباؤ ڈالا۔ وہ پھر اس سے گزر کر تارکرات اور بلاد سد و نکش میں چلے گئے اور ان علاقوں میں تباہی و بربادی، اور فساد پھیلا کر ان پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پڑاؤ میں لوٹ آئے۔ جب حاکم الحضرۃ سلطان ابو عسیدہ کو اس بات کا پتہ چلا کہ امیر ابوزکریا نے عثمان بن یغمر اس کو امداد دی ہے تو اس نے ان کے دشمن یوسف بن یعقوب کو اطلاع دے دی اور اسے بجایہ اور اس کے علاقوں پر حملہ کرنے پر اکسایا۔ اس سلسلے میں اس نے رئیس الموحدین ابو عبداللہ بن الکجار کو اپنا سفیر بنایا۔ اس نے پھر دوسری بار سنہ 73 میں عظیم تحائف کے ساتھ اسے سفیر بنا کر بھیجا۔ وہ سنہری زین،

تلوار اور مہینز لے کر گیا جو یا قوت اور جواہر کے قیمتی زیورات کی طرز پر بنی ہوئی تھیں۔ اس دوسری بار میں وزیر الدولہ ابو عبد اللہ بن پرزکین بھی اس کا ساتھی تھا۔ وہ پھر یعقوب بن یوسف سے بہت تحائف لے کر لوٹا جن میں تین سو خچریں بھی تھیں۔ یوں تحائف و ملاطفت اور سفارات و مخاطبات کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔ یوسف بن یعقوب سلطان کو تعریفاً یہ حالات لکھتا اور رئیس الموحدین، ابو یحییٰ اللحیانی کو لکھتا۔ اس کے بعد بنی مرین کی فوجیں بجایہ کی نواح میں آنے جانے لگیں یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

کعب کے فتنے کا بیان

جب سے کعب نے امیر ابو حفص کی حکومت کا ساتھ دیا تھا ان کی دولت اور ثروت میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آسودگی نے انہیں متکبر بنا دیا لہذا انہوں نے بہت فساد اور خرابی پیدا کر دی۔ جب ان کی رہنمی، باغیوں کی توڑ پھوڑ اور کھیتوں کی لوٹ مار طویل عرصے تک جاری رہی تو عوام ان سے کینہ رکھنے لگے اور ان کے برے حالات کے منتظر رہنے لگے۔ بعد ازاں ان کا رئیس ہداج بن عبید سنہ 705 میں البلد آیا تو جاسوس اس کے پاس آگئے اور عوام نے بھی اس کے متعلق برے ارادے قائم کر لئے۔ جب وہ نماز جمعہ کے لئے مسجد میں گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ مسجد میں جوتوں سمیت چلا گیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ مجھ پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جاسکتی، میں تو سلطان کی مجلس میں بھی جوتوں سمیت چلا جاتا ہوں۔ بہر حال لوگوں نے نماز کے بعد اسے لاکارا، اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹا۔ اس کے بعد سلطان کے خلاف ان کا فساد بہت بڑھ گیا۔ اس کے بعد اس دور کے شیخ الکعب احمد بن ابی اللیل نے عثمان بن ابی دبوس کو اس کے مقام سے جو نواح طرابلس میں تھا، بلایا اور اسے امیر مقرر کر دیا۔ بعد ازاں اس نے الحضرة پر چڑھائی کر دی لہذا وہ دونوں ہمیشہ اس حالت میں رہے۔ جب وزیر ابو عبد اللہ بن پرزکین فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو اس نے انہیں شکست دی۔ وہ پھر فوج کے ساتھ علاقوں کی درستگی اور عربوں کے شور و غل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے نکلا لہذا احمد بن ابی اللیل اس کے پاس آیا۔ اس وقت ہوارہ کے جوانوں میں سے سلیمان بھی دوبارہ اطاعت اختیار کر کے اس کے ساتھ تھا۔ بعد ازاں ابن ابی دبوس اپنے مقام کی طرف چلا گیا اور اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے الحضرة کی طرف بھیج دیا، یوں وہ ہمیشہ قید ہی میں رہے یہاں تک کہ احمد سنہ 708 میں اپنے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ اس دوران کعب کی امارت محمد بن ابی اللیل نے سنبھال لی جبکہ اس کے ساتھ حمزہ اور اس کے بھائی عمر کا بیٹا مولاہم اس کے معاون تھے۔ بعد ازاں وزیر سنہ 707 میں اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور مولاہم ابن عمر و فد بن کر گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور الحضرة کی طرف بھیج دیا۔ یوں اسے بھی اپنے چچا احمد کے ہمراہ قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی حمزہ نے اعلانیہ طور پر مخالفت شروع کر دی اور اس کی قوم نے بھی مخالفت کرنے میں اس کا پیچھا کیا تو ان کا فساد بڑھ گیا۔ انہوں نے پھر رعایا کو تکلیف پہنچائی۔ رفتہ رفتہ عوام کی طرف سے عام شکایات ہونے لگیں لہذا انہوں نے پھر بازاروں میں شور و شغب برپا کر دیا۔ ایک دن پھر وہ ایک دروازے پر بغاوت کے ارادے سے آئے تو دروازے کو ان پر بند کر دیا گیا۔ انہوں نے پھر پتھر اڑا کر دیا۔ انہیں یقین تھا کہ ان پر جو مصیبت آئی ہے وہ حاجب ابن دباغ کی وجہ سے آئی ہے لہذا وہ اس کے قتل سے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔ جب حاجب نے ان کے معاملے کو اٹھایا اور سب کو قتل کرنا چاہا تو سلطان نے اس بات سے انکار کر دیا اور اسے ان کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کی بیعت مضبوط ہو جائے۔ اس کے بعد وہ اس شخص کے سزا دینے کے درپے ہو گیا جس نے ان میں بڑا کردار ادا کیا تھا، یہ واقعہ رمضان سنہ 708 کا ہے۔ اس دوران عرب مسلسل اپنی بد مستیوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ سلطان وفات پا گیا جس کا تذکرہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ۔

جزائر والوں کا خروج

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ المستنصر کے ایام میں الجزائر نے خروج کر دیا تھا۔ اس کے بعد موحدین کی فوجیں بزور قوت ان کے پاس آگئی تھیں اور ان کے مشائخ کو انہوں نے تونس میں قید کر دیا تھا یہاں تک کہ اس کی وفات کے بعد انہوں نے تونس کو آزاد کر دیا۔ اس دوران جب امیر ابو زکریا الاوسط بجایہ کی مغربی سرحدوں اور قسنطینہ کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو موحدین کے دور میں الجزائر کا حکمران ابن الحکم تھا لہذا اس نے جزائر

کے مشائخ کے اتفاق سے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ وہ پھر اس کے پاس گیا اور اس نے ابن الکجار کو اس کی ولایت لکھ دی۔ وہ وہاں ہمیشہ ہی ان کا حکمران رہا یہاں تک کہ بنو مرین نے بجایہ پر حملہ کر دیا۔ اس وقت تک ابن الکجار عمر رسیدہ اور بوڑھا ہو چکا تھا اور اس دوران میں اس کی وفات ہو گئی۔ ابن علان الجزائر کے مشائخ میں سے تھا اور اس کے ادا امر و نواہی پر عمل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ امارت کا منبع تھا جس کی وجہ سے اسے باقی ایام میں اہل جزائر پر سرداری حاصل تھی۔ کہتے ہیں کہ اسے اس کے ساتھ رشتے داری کا تعلق بھی تھا۔ بہر حال جب ابن الکجار وہاں پہنچا تو اسے اپنی مخصوص حکومت کے قیام اور الجزائر میں کود پڑنے کی سوجھی۔ اس نے پھر بطوانہ سے امیر کی وفات کی شب اہل قوت کے سلسلے میں پیغام بھیجا۔ جس کے بعد انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح وہ اپنی مخصوص حکومت کا داعی بن گیا۔ اس وقت امیر ابوزکریا بنی مرین سے لڑائی کی وجہ سے اس کے پاس موجود تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔ بعد ازاں بجایہ آخر تک موحدین کا باغی رہا تا آنکہ بنو عبدالواد نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا انشاء اللہ۔

امیر ابوالبقا کی بیعت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابوزکریا نے مغربی سرحدوں پر قبضہ کر لیا تھا پھر انہیں الحضرة کی عملداریوں سے علیحدہ کر لیا تھا۔ اس نے دعوت حفصی کو دو حکومتوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ حقیقت میں اتنا درجہ محتاط، بیدار مغز اور پختہ رائے آدمی تھا کہ کوئی دوسرا ان امور میں اس کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ اپنے وطن کی بہت دیکھ بھال کرنے والا، خود اپنے علاقوں کا دورہ کرنے والا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا تھا۔ وہ ہمیشہ اسی طریقے پر کار بند رہا یہاں تک کہ ساتویں صدی کے سرے پر وفات پا گیا۔ اس نے اس دوران اپنے بیٹے ابوالبقا خالد کو سنہ 98 میں ولی عہد بنایا تھا اور اسے قسنطینہ کی امارت دی تھی۔ اس نے اسے وہیں رکھا ہوا تھا لہذا جب امیر ابوزکریا فوت ہو گیا تو حاجب ابوالقاسم بن ابی حمی نے موحدین کے مشائخ اور فوجی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور پھر ان سے امیر ابوالبقا کے لئے بیعت لی۔ جب اسے اطلاع ملی تو وہ وہاں آیا اور اس کی بیعت عامہ ہوئی۔ ابن ابی حمی اس کی حمایت پر قائم رہا۔ اس نے پھر یحییٰ بن ابی الاعلام کو وزیر بنایا اور اس کے علاوہ منہاجہ پر ابو عبدالرحمن بن یعقوب بن حلوب کو ان کا امیر بنایا جو المزم دار کہلاتا تھا۔ اس نے موحدین کی سرداری ابوزکریا یحییٰ بن زکریا کو دی جو حفصی گھرانے سے تھا۔ یہ صورت حال اسی طرح قائم رہی یہاں تک کہ وہ حالات پیدا ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

قاضی الغیونین کا قتل ہونا

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بنی مرین نے حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالبقا نے حکومت سنبھالی تو اس نے حاکم تونس سے علیحدگی کو ختم کرنے کے لئے اس سے تعلقات قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس سلسلے میں سفارت کے لئے ابوزکریا یحییٰ بن زکریا حفصی کو مقرر کیا تا کہ ان دونوں کے درمیان اچھے تعلقات قائم ہو جائیں۔ اس نے پھر اس کے ساتھ قاضی ابوالعباس الغیونین کو بھی جو بجایہ کا عظیم سردار اور ان کا مشیر تھا، بھیجا۔ جب وہ پیغام رسانی کے بعد بجایہ کی طرف واپس آیا تو اس نے سلطان کے جاسوسوں کو الغیونین کے راستے میں دیکھا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے خلاف لوگوں کو برا بیچنے اور مشہور کر دیا کہ اس نے الحضرة کے حاکم کو سلطان پر حملہ کرنے میں شامل کیا تھا اور اس میں ظافرا بکیر نے بڑا کردار ادا کیا تھا۔ اس کی باتوں کو بیان کیا۔ اس نے جو کچھ سلطان ابوالعباس کے ساتھ کیا تھا اس کا بھی ذکر کیا کہ اس نے بنی غیونین کو اس کے خلاف بھڑکایا تھا لہذا سلطان اس سے وحشت محسوس کرنے لگا۔ اس نے پھر سنہ 704 میں اسے گرفتار کر لیا۔ انہوں نے پھر اسے اس کے قتل پر اکسایا تو سنہ 703 میں منصور ترکی نے اسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔

حاجب بن ابی حنیہ کا سلطان ابوالبقاء کے ہاتھوں معزول ہونے کا بیان

ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالبقاء حکمران بنا تو اس وقت بنی مرین کی فوجیں حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ کے نواح میں گشت کرتی پھرتی تھیں لہذا انہوں نے اس کے نواح پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت ابن ابی حنیہ اپنی حجابت میں حکومت میں با اختیار تھا لہذا ان کے احوال کو دیکھ کر اس کا دل تنگ پڑ گیا اور ان کے ساتھ حکومت کے رویہ نے اسے فکر مند کر دیا۔ اس نے پھر خیال کیا کہ الحضرۃ کے حکمران کے ساتھ دوستی کرنے سے یہ اپنے عزائم سے رک جائیں گے لہذا اس نے سلطان پر اعتماد کی وجہ سے یہ کام خود ہی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ سنہ 705 میں بجایہ سے نکلا اور اپنے سلطان کی جانب سے ایچی بن کر الحضرۃ آیا جس سے حکومت خوش ہو گئی۔ انہوں نے اس کے ساتھ اور اس کے بھیجنے والے کے ساتھ جو مناسب سلوک تھا، وہ کیا۔ اس کے بعد شیخ الموحدین مدبر الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللخیمانی نے اس کی حد درجہ تکریم اور عزت افزائی کرتے ہوئے اسے اپنے گھر میں اتارا۔ اس نے ایچی بن کر اپنے دل کی بات کو پورا کیا۔ اس دوران جب سلطان کے جاسوسوں نے دیکھا کہ اس کے چلے جانے سے اب سلطان کی طرف جانے کا راستہ صاف ہے تو وہ اسے مشورے دینے اور ابن ابی حنیہ کی چغلیاں کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ اس دوران یعقوب بن عمر اس سے ڈرتا ڈرتا اس کام کے لئے تیار ہو گیا جب کہ عبداللہ رخامی نے جو ابن ابی حنیہ کا کاتب تھا، اس سے موافقت کی۔ مزید یہ اس کا دوست بھی تھا اس وقت ابن طفیل اس کا قریب ہونے کے باعث لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکا تا تھا اور اس کے دل میں اس کی عداوت بیٹھ گئی تھی۔ اس دوران اس نے اسے عبداللہ رخامی سے ناراض کروا دیا حالانکہ یہ اس کا دوست اور راز دار تھا لہذا اس نے پھر یعقوب کے ساتھ مل کر اس کی چغلی کھانے کی ذمہ داری لی۔ اس ضمن میں یعقوب نے بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابن ابی حنیہ نے الحضرۃ کے حکمران کو خود ہی قوت فراہم کر کے قسطنطینہ کی سرحدوں میں داخل کیا ہے کیونکہ قسطنطینہ میں ابن ابی حنیہ کا داماد عامل ہے اور اسی نے اسے وہاں عامل مقرر کیا ہے۔ اس بات سے سلطان پریشان ہو گیا اور وہ پھر اس کے تونس سے واپس آنے کے بعد اس سے بدل گیا۔ اب دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے حملے سے ڈرنے لگا۔ اس کے باوجود ابن ابی حنیہ اپنے فرائض کی سرانجام دہی اور سلطان کے ہاں اپنا راستہ صاف کرنے میں مشغول ہو گیا۔ وہ پھر بجایہ سے حج کو جانے کے لئے نکلا اور قسطنطینہ اور بجایہ کے نواح میں رہنے والے قبیلوں کے پاس چلا گیا۔ وہ ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر تونس چلا گیا۔ جہاں پر وہ سلطان ابو عسیدہ کی وفات اور ابو بکر شہید کی بیعت کے وقت تک ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں امیر ابوالبقاء کے تونس آنے پر وہ اس کے پاس گیا اور اس نکر او کی لہر سے بچ گیا۔ وہ پھر مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مغرب کی طرف واپس آ گیا اور افریقہ بھاگ کر تلمسان پہنچ گیا۔ اس نے پھر ابو جود کو بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا جس کا تذکرہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

ابو عبد الرحمن بن عمر کی روداد

اس کا پورا نام یعقوب بن ابی بکر بن محمد بن عمر المسلمی ہے جب کہ کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ اس کے دادا محمد کے متعلق اس کے اہل بیت نے مجھے بتایا کہ وہ شاطبہ میں قاضی تھا۔ وہ پھر دشمن کے زمانے میں مسافروں کے ساتھ تونس چلا گیا اور سلطان ابو عسیدہ کے زمانے میں رابع الجو میں اترا۔ بعد ازاں اس کے بیٹے ابو بکر بن محمد قسطنطینہ چلے گئے اور امیر ابو زکریا الاوسط کے زمانے میں ابن اوقتان کے ہاں اترے جو وہاں کا عامل اور موحدین کے معزز مشائخ میں سے تھا۔ اس نے ان کی بہت عزت و تکریم کی اور بعد میں ابو بکر کو کچھہری کا کام سپرد کیا پھر اسے اپنے لئے منتخب کر لیا۔ وہ اپنے کام کے سلسلے میں الحضرۃ آیا کرتا تھا لہذا اس نے امیر ابی زکریا کے غلام اور اس کے گھر کے خاص آدمی مرجان الحضی سے تعلقات پیدا کر لئے۔ جب اس نے سلطان کے اونٹوں کے لئے امیر خالد اور اس کی ماں سے خادم طلب کیا تو یہ ان کے ہاں بڑا صاحب مرتبہ ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے

بیٹے یعقوب نے محل کی بیٹیوں اور خادماؤں میں سے ایک سے شادی کر لی لہذا اس نے شاہی محل میں پرورش پائی وہ پھر دارالسلطان کے قہرمان الحاج فضل اور اس کے خواص کی صحبت سے وابستہ ہو گیا۔ الحاج فضل عمدہ کپڑوں کے حصول کے لئے بکثرت اندلس آیا کرتا تھا۔ جب سلطان نے اسے اپنی حکومت کے آخر میں اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ابن عمر کو بھی اس کے ساتھ لے لیا۔ جب الحاج فضل وہیں فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بیٹے محمد کو ابن عمر سے مخاطب کرنے کی طرف عدول کیا اور پھر اسے کام کی تکمیل کرنے اور آنے کا حکم دیا۔ یوں وہ اور الحاج فضل کا بیٹا آئے تو سلطان نے ان کے کام کو اچھا نہیں سمجھا۔ اس وقت ابن عمر اپنے ساتھی سے زیادہ سمجھدار تھا، لہذا وہ اس کی خدمت میں لگ گیا جس نے اسے سلطان کے ہاں ترقی اور مرتبہ دلایا۔ اس کے بعد سلطان نے اسے خراج اکٹھا کرنے پر لگا دیا پھر اشغال کے نواح اس کے سپرد کر دیئے۔ جب اس نے ابن ابی حمی اور عبداللہ رخامی کو تنگ کیا تو وہ اس سے ناراض ہو گئے لہذا انہوں نے پھر سلطان کو اسے برطرف کرنے کے لئے اکسایا تو اس نے اسے برطرف کر کے اسے اندلس بھجوادیا۔ یوں وہ وہاں پر قیام پذیر رہا۔ جب اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد سلطان ابوالبقاء سے رحم کی اپیل کی تو اس کے معاونوں میں شامل ہو گیا۔ اس دوران جب وہ ابن الرنداجی کے بیٹوں علی اور حسین کے پاس آیا تو ان کے ساتھ سمندر پر سوار ہو کر ابن ابی حمی کی غیر حاضری میں بجایہ چلا گیا لہذا سلطان نے یعقوب بن عمر کو اپنا حاجب بنا لیا اور اشغال پر عبداللہ رخامی کو سردار مقرر کیا۔ وہ اپنے مخدوم کے ساتھ عرصہ دراز تک رہنے کی وجہ سے امور حجابت کے سرانجام دینے میں بڑا مستعد تھا لہذا وہ ابن عمر کا معاون بن گیا اور اس کے مقام سے رقابت کرنے لگا۔ اس نے پھر سلطان کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کی عداوت اور قبیح کاموں کے متعلق اسے بتایا لہذا اس نے اسے ہٹا کر میورقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے اسے اس کی قید سے چھڑایا۔ اس دوران عبداللہ بن ابی مرین سے بگڑنے کے بعد اسے اشغال کی ذمہ داری سونپنے کے لئے قلام کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ لیکن یوسف بن یعقوب اپنی امید کے پورا کرنے سے قبل ہی فوت ہو گیا۔ رخامی نے پھر تلمسان میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی جبکہ یعقوب بن عمر نے اپنے کام کا بار خود ہی اٹھایا اور وہاں پر قوت حاصل کی۔ اس دوران سلطان نے جوڑ توڑ کے کام بھی اس کے سپرد کر دیئے لہذا اس کی نگاہ میں مراتب گھوم گئے اور اس نے اپنی غرض کے مطابق کاموں کو چلایا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے محسن المر جان کو مراد دیا لیکن اس کام سے اس نے سلطان کے سینے کو اس کے بغض سے بھر دیا اور اسے اس کی غیر حاضری سے محتاط کر دیا لہذا اس نے اسے گرفتار کر کے سمندر میں پھینک دیا، سمندر میں اسے ایک مچھلی نکل گئی۔ یوں سلطان کی توجہ ابن عمر کے لئے خالی ہو گئی اور وہ حل و عقد کے لئے منفرد ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالبقاء نے الحضرۃ پر قبضہ کر لیا اور اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

ابن امیر کا خروج اور سلطان ابو عسیدہ کی بیعت کا بیان

اس دوران یوسف بن امیر الہمدانی کو طنبجہ میں ابو یحییٰ بن مرین کے بیٹوں نے قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں آئندہ بیان ہوگا بعد ازاں المستنصر کے دور حکومت میں اس کے بیٹے تونس چلے گئے۔ سلطان نے سبتہ میں علی بن خلاص کے دور حکومت میں ان کے دعوتِ حفصی کے قیام کا وسیلہ ہونے کی وجہ سے ان کا لحاظ کیا اور اس کے بعد بھی ان کا خیال رکھا یہاں تک کہ الغزنی نے سبتہ پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد اس نے ان کی عزت و تکریم کی اور وہ اس کی آسودگی کے زمانے میں الحضرۃ چلے گئے۔ لیکن ان کا سردار بڑا احمق اور متکبر تھا جس کی وجہ سے بعض اوقات اسے حکومت کی جانب سے تباہی کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس طرح ان کا رحم کرنا ان پر ظلم کرنے سے مانع رہا اور اس کے بیٹے اس آسودگی میں پروان چڑھے۔ اس کے بعد سلطان فوت ہو گیا اور حالات دگرگوں ہو گئے پھر زمانے نے حوادث اور آفتیں ڈالیں اور علی ان میں سے غربی سرحد پر چلا گیا۔ اس طرح ابن ابی حمی کے ساتھ اس کے نسبتی اور دامادی کے تعلقات پختہ ہو گئے۔ جب ابن ابی حمی امیر ابوزکریا کی حجابت پر با اختیار ہو گیا تو اس نے علی بن امیر کی مشارکت اور اس کی عہدوں کی ترقی میں کوئی کمی نہیں کی یہاں تک کہ اس نے اسے قسطنطینہ کی سرحد کا خود مختار حکمران اور سلطان ابی بکر بن امیر ابی زکریا کا حاجب بنا دیا اور اسے اس کے ساتھ اتارا تو وہ اس کی حجابت پر مقرر ہو گیا۔ جب اس نے حجابت کے معاملے میں اپنی بے پروائی اور دانائی کا اظہار کیا تو سلطان ابن ابی حمی نے ناراض ہو کر اسے حجابت سے ہٹا دیا، اس سے ابوالحسن بن الامیر بگڑ گیا اور سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے پھر الحضرۃ کے حکمران کی دعوت دینی شروع کر دی حتیٰ کہ اس کی بیعت کے لئے اس کے پاس گیا اور اس سے مدد مانگی۔ لہذا رئیس الموحدین ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللخیمانی نے اس سے تعلق پیدا کر لیا اور سنہ 704 میں اس نے اس کے سلطان کی بیعت کر لی۔ جب سلطان ابوالبقاء کو بجایہ میں یہ خبر پہنچی تو وہ سنہ 704 کے آخر میں اس پر اپنی فوجوں کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے آیا۔ وہ کئی روز تک اس سے نبرد آزار ہا مگروہ اس پر قابو نہیں پاسکا لہذا پھر اسے چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس دوران امیر کے رازداروں میں سے ایک آدمی نے جو ابن نوزہ کے نام سے مشہور تھا، ابوالحسن بن عثمان کے ساتھ جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، ساز باز کی اور اس کا پڑاؤ باب الوادی میں تھا لہذا لڑائی انہیں وہاں سے فصیل تک لے آئی۔ اس مڈبھیڑ کے وقت سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر آیا اور شہر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت اس کے ساتھی کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے لہذا بنو المعتمد اور بنو بادلیس اور شہر کے مشائخ اس کے پاس آئے اور وہ پھر بزور قوت شہر میں داخل ہو گیا۔ بعد ازاں ابو محمد الرخامی نے جا کر اس سے اپنا حکم ماننے کا مطالبہ کیا وہ پھر اسے سلطان کے آدمیوں کے ساتھ ابن الامیر کے گھر لایا تو اس نے وہاں اس پر حملہ کر دیا اور لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد وہ اس کے ایک کمرے میں چھپ گیا لہذا الرخامی نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور اس سے حکم ماننے کا مطالبہ کیا۔ اس نے پھر اسے پشت سے ترکی گھوڑے پر سوار کروا کر سلطان کے سامنے پیش کیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو بازار میں نصب کر دیا۔ یوں وہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان بن گیا۔ واللہ اعلم۔

ہم پہلے امیر ابوزکریا کے خلاف الجزائر کی بغاوت اور وہاں پر ابن علان کے ترجیح حاصل کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں لہذا جب سلطان ابوالبقاء نے حکومت پر قبضہ کیا تو اس کے حالات درست ہو گئے۔ بعد ازاں یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین تلمسان سے چلے گئے تو سلطان نے اس پر چڑھائی کرنے کے متعلق سوچ بچار کی اور سنہ 6 یا سنہ 7 میں ان کی طرف گیا اور منبجہ تک پہنچا۔ وہاں پر ملکین کا سردار منصور بن محمد اور اس کی قوم کا ایک گروہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ جب کہ امیر مغرادرہ راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بنی عبدالواد کے سامنے

بھاگتے ہوئے اس کی پناہ لی لہذا اس نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی اور ان نواح میں رہنے والے تمام قبیلوں کو اکٹھا کیا اور الجزائر پر چڑھائی کر دی۔ وہ کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا مگر وہ اسے فتح نہیں کر سکا لہذا بجایہ کی طرف لوٹ آیا۔ یوں الجزائر میں اس کی جنگ طویل ہو گئی یہاں تک کہ بنو عبدالواد اس پر غالب آگئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے ساتھ راشد بن محمد بھی اس کی خدمت کا عہد کر کے آیا لیکن عبدالرحمن بن خلوفا نے اسے قتل کر دیا جیسا کہ اس کا تذکرہ اپنے موقع پر ہوگا انشاء اللہ۔

تونس اور بجایہ کے مابین شرط

جب سلطان ابوالبقاء خالد نے قسطنطنیہ فتح کیا اور ابن الامیر قتل ہو گیا تو اس کام سے فراغت پانے کے بعد الحضرة کے باشندوں کو اس کے جانے اور صاحب ثغر سے مصالحت کرنے پر ندامت ہوئی۔ اس کے ساتھ یوسف بن یعقوب کی وفات کا واقعہ بھی شامل ہو گیا جس کے متعلق وہ امید رکھتے تھے کہ وہ اسے مصروف رکھے گا۔ لہذا اب وہ صلح کی طرف مائل ہوئے انہوں نے پھر اس بارے میں اس کی طرف ایک وفد بھیجا لہذا انہوں نے سب امور کو درست کیا سلطان ابوالبقاء نے پھر ان پر یہ شرط عائد کی کہ ان میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا اس کے بعد حکومت اور بیعت اس کے دوسرے ساتھی کے لئے ہوگی، لہذا یہ شرط طے ہو گئی۔ اس کے بعد سردار اور موحدین کے مشائخ بجایہ میں اور پھر تونس میں حاضر ہوئے، انہوں نے گواہی دی اور اس عہد کو پختہ کیا یہاں تک کہ سلطان ابو عصیدہ کی وفات کے موقع پر الحضرة کے باشندوں نے اسے توڑ دیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

شیخ الدولہ کی روداد

جب اس صلح کی بات مکمل ہو گئی تو پھر رئیس الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللحمیانی نے اپنے متعلق نظر ثانی کی اور اس نے ان لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے متعلق سوچا جنہوں نے اسے وطن بنا لیا تھا۔ وہ دراصل دیار مصر کے امراء کے مقربین کے وفد کی جو ہدیہ سے یوسف بن یعقوب کی طرف گیا تھا، واپسی کی امید رکھتا تھا لہذا اس نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے ان کی مصیبت کی۔ اس نے پھر ان کے کام کو موخر کر دیا اور اپنے ارادے کو پختہ کر لیا۔ بعد ازاں اس نے نصاریٰ کے ہاتھوں سے جزیرہ جربہ کو واپس لینے کے لئے آل جزیرہ جربہ پر حملے کو پوشیدہ رکھا لہذا وہ اس کے بعد اپنے احوال درست کرنے کے لئے الجریہ کی طرف بھاگ گیا اور بظاہر سلطان کی رائے بھی حاصل کر لی۔ اس نے اسے اجازت دے دی بلکہ اس کے ساتھ اپنی فوجوں کو بھیجا لہذا وہ جمادی سنہ 706 میں تونس سے آل جربہ سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا اور چلتا چلتا اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ پھر وہاں سے چل کر الجزیرہ پہنچ گیا۔ جب نصاریٰ نے سنہ 88 میں اس پر قبضہ کیا تھا تو انہوں نے اپنے محافظوں کے تحفظ کے لئے فشتیل میں ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا لہذا فوجیں وہاں اتر پڑیں۔ بعد ازاں شیخ ابو یحییٰ نے اپنے عمال کو بجایہ بھیج دیا اور دو ماہ تک اس سے نبرد آزما رہا۔ جب رسد ختم ہو گئی اور رضامندی کے بغیر قلعہ فتح کرنا مشکل ہو گیا تو وہ قابس کی طرف لوٹ آیا پھر بلاد الجریہ کی طرف گیا اور توزر پہنچا۔ اس نے پھر وہاں اتر کر محمد بن بہلول کو جو وہاں کے مشائخ میں سے تھا، اپنی خدمت میں لگایا اور وہاں کے خراج پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر قابس کی طرف لوٹ آیا جہاں عبدالملک بن عثمان مکی نے اسے اپنے گھر میں اتارا۔ اس نے پھر وہاں صراحت کے ساتھ اپنے حج کے متعلق بتایا اور فوجوں کو الحضرة کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد موحدین کی سرداری اور حکومت کی باگ ڈور ابو ایوب بن یزدوتن نے سنبھالی۔ بعد ازاں وہ قابس سے اس کی خراب آب و ہوا کے باعث وہاں کے ایک پہاڑ میں چلا گیا اور حجازی قافلے کی انتظار کرنے لگا۔ وہ بیمار تھا لہذا پھر طرابلس آ گیا اور وہاں پر ڈیڑھ سال تک قیام پذیر رہا یہاں تک کہ سنہ 708 کے آخر میں غرب اقصیٰ کا ترکی وفد وہاں پہنچا، پھر ان کے ساتھ حج کو چلا گیا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد منصب خلافت پر قابض ہو گیا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ وہ پھر فوجوں کی واپسی کے بعد سنہ 708 میں نصرانیہ سے فشتیل پہنچا، ان فوجوں میں مدرک بن طاغیہ حاکم صقلیہ بھی تھا لہذا اہل جزیرہ میں سے مکاریہ نے ابو عبداللہ بن الحسین کی نگرانی میں ان سے لڑائی کی۔ اس کے ساتھ اہل جربہ میں سے ابن اومغار بھی اپنی قوم کے ساتھ شامل تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر فتح دی۔ منہاجی حکومت کے آغاز سے ہی دشمن کے ساتھ اس جزیرہ کا ایک مقام

تھا اور بسا اوقات مکاریہ کے درمیان لڑائی ہو جاتی تو ایک گروہ نصاریٰ کے ساتھ دوستی کر لیتا تھا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابویحییٰ کے عہد میں اس کی واپسی ہوئی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابو عصیدہ کا دنیا چھوڑ دینا

جب سلطان ابو عصیدہ کی سلطنت و حکومت تیار ہو گئی تو اسے استسقاء کا مرض لاحق ہو گیا جو مزمن ہو گیا لہذا وہ ربیع الاخر سنہ 709 میں اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ اس کا کوئی بیٹا نہ تھا لیکن ان کے محل میں امیر ابوزکریا کی اولاد میں سے ایک نواسہ تھا جن کا دادا، ابو بکر کی اولاد میں سے تھا، اس بیٹے کی وفات کا ذکر ہم نے اس کے سگے بھائی ابو حفص کے حالات میں مفصل کیا ہے جس نے سلطان المستنصر کے زمانے میں ملیانہ پر قبضہ کیا تھا لہذا ہمیشہ ہی اس کے بیٹے ان کے محلات اور سلطنت کے سایہ عاطفت میں رہے۔ جبکہ ان میں سے ابو بکر بن عبدالرحمن بن ابی بکر نے سلطان ابو عصیدہ کی حکومت میں پرورش پائی۔ جب سلطان ابو عصیدہ نے وفات پائی تو اس نے کوئی بیٹا نہیں چھوڑا۔ پھر سلطان ابو البقاء خالد نے حمزہ بن عمر کو اس کے بھائی کے قید خانے سے بغاوت کرنے کے وقت اس کے پاس بھیجا لہذا اس نے اسے الحضرہ کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور اسے حکومت حاصل کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن برزکین نے سلطان ابو عصیدہ سے رابطہ پیدا کیا تو اس نے سلطان ابو البقاء کو تونس سے اٹھایا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اب موحدین تونس میں اس کی چڑھائی کے متعلق پریشان ہو گئے اور ڈر گئے۔ انہوں نے پھر امیر ابو بکر کی بیعت کر لی جو شہید کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے ابو عبداللہ بن برزکین اپنی وزارت پر قائم رکھا لیکن محمد بن دباغ کو حجابت کے عہدہ سے ہٹا دیا اور اسے دھمکی دی کیونکہ وہ اس کے ساتھ کینہ رکھتا تھا اور اس کا مخالف تھا یہاں تک کہ وہ سلطان ابو البقاء کے غلبے کے وقت فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

ابو البقاء کا الحضرہ پر قبضہ

جب سلطان ابو البقاء کو بجایہ اور اس کے نواح میں اپنے مقام پر سلطان ابو عصیدہ کی بیماری کی اطلاع ملی (تو چونکہ ان دونوں کے درمیان یہ عہد ہو چکا تھا کہ جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا تو ساری حکومت دوسرے کے لئے ہوگی) لہذا اس کے دل میں پہلا خیال آیا کہ الحضرہ کے باشندے اس شرط کی مخالفت کریں گے لیکن پھر اس نے الحضرہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس دوران حمزہ بن عمر بھی ان سے الگ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا لہذا اس نے اسے رغبت دلائی تو وہ بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا۔ اس نے پھر الجزائر پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ انہوں نے اس کے باپ کے خلاف خروج کیا تھا اور ابن علان وہاں خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا لیکن پھر وہ قصر جابر کی طرف چلا گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو سلطان ابو عصیدہ کی وفات اور اس کے بعد موحدین کے ابو بکر بن عبدالرحمن بن ابی بکر ابن الامیر ابی زکریا کی بیعت کرنے کی خبر بھی اس تک پہنچ گئی جس نے اسے موحدین پر غصہ دلادیا۔ وہ پھر تیزی کے ساتھ چلا۔ اس دوران اولاد ابو اللیل کے تمام لوگ اس کے پاس اور اولاد مہمل میں سے ان جیسے لوگ حاکم تونس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ان کے ساتھ پھر شیخ الدولہ ابو یعقوب بن یزوتن اور وزیر ابوزنکن ابو عبداللہ بن تمکن بھی لڑائی کے لئے نکلے، انہوں نے پھر اپنے سلطان کو اپنی جانوں کی قربانی دے کر بچایا۔ جب سلطان ابو البقاء نے ان پر چڑھائی کی تو ان کے میدان جنگ میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گئے۔ اس طرح ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور وزیر ابوزنکن قتل ہو گیا۔ عرب قبیلے بیابان کی طرف بھاگ گئے اور فوج شہر میں داخل ہو گئی اور حالات خراب ہو گئے۔ اس دوران امیر ابو بکر بن عبدالرحمن باہر نکلا اور شہر کے میدان میں تھوڑا عرصہ ٹھہرا۔ اس کے بعد فوج اس سے الگ ہو گئی اور وہ لوگ سلطان ابو البقاء کے پاس سائل بن کر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر ابو بکر بھاگ گیا پھر اسے ایک جانب سے گرفتار کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کے ساتھ مل کر الحضرہ کے باشندوں کے مشائخ، موحدین، فقہاء اور دیگر سب لوگوں نے لڑائی کی اور اس کی بیعت بھی کی۔ اس کے بعد وہ قتل ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کا نام شہید پڑ گیا۔ اسے اس کے عم زاد شیخ الموحدین ابو زکریا یحییٰ بن زکریا نے قتل کیا۔ اس کے بعد دوسرے روز وہ الحضرہ میں آیا اور خلافت سنبھال کر اس نے ابو المنصور کا لقب اختیار کر لیا۔ بعد ازاں

اس کے لقب میں المتوکل کا اضافہ کیا گیا اور اس نے ابو یعقوب، ابوزکریا یحییٰ بن ابی الاعلام کو اپنے عہدے پر قائم رکھا۔ ابوزکریا اس کے ہاں پہلے بھی رئیس تھا۔ اس نے پھر بن عمر کو حجابت کے کاموں پر قائم رکھا جبکہ اشغال پر منصور بن فضل بن مرنی کو حاکم مقرر کیا اس کے بعد وہ حالات پیدا ہوئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مرنی یحییٰ بن خالد کی روداد

یہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابواسحاق، سلطان ابوالبقاء خالد کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جب حکومت کسی اختلاف کی وجہ سے اس سے بگڑ گئی تو وہ حملے کے خوف سے بھاگ کر منصور بن مرنی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت منصور ابن عمر سے وحشت محسوس کرتا تھا لہذا اس نے اسے اپنا کام سنبھالنے کو کہا تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنی حجابت پر مقرر کیا اور اس نے عربوں کو اس کے لئے اکٹھا کیا۔ بعد ازاں اس نے قسطنطینہ پر انہیں حملہ کرنے کے لئے متفق کر لیا۔ ان دنوں وہاں ابن طفیل حکمران تھا۔ رفتہ رفتہ یحییٰ بن خالد کے پاس بھی کمینوں کے مخلوط گروہ اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے پھر اسے ابن مرنی کے متعلق برا بیچتے کیا تو اس نے ان سے اپنی فتح کا وعدہ کیا۔ اس دوران ابن مرنی کو بھی اس کی بری نیت کی خبر مل گئی تو لہذا اس نے اس کی اطاعت سے دست کشی اختیار کر لی اور اسے چھوڑ کر اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد اس کی فوج منتشر ہو گئی اور ابن مرنی نے دوبارہ ابوالبقاء کی اطاعت اور دوستی اختیار کر لی۔ انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ بعد ازاں یحییٰ بن خالد کمک مانگتا ہوا تلمسان گیا اور وہاں کے امیر ابوزیان محمد بن عثمان بن یحییٰ بن عمر اس کے ہاں اتر لیکن وہ پھر اس کی آمد کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابو جوموسیٰ بن عثمان حکمران بنا تو اس نے اسے مدد دی اور وہ قسطنطینہ سے لڑائی کرنے کے لئے گیا مگر اسے سر نہیں کر سکا پھر ابن مرنی نے اسے بسکرہ میں لایا لہذا وہ اس کے ہاں ٹھہرا۔ اس نے اس کے لئے بڑا وظیفہ اور باڈی گارڈ مقرر کئے۔ سلطان ابن اللحیانی بھی تونس سے اس کے پاس عطیات و انعامات بھیجتا تھا یہاں تک کہ اس نے تونس میں اسے مضافات کی کچھ بستیاں جاگیر میں دے دی تھیں جو سلطان اور اس کے بیٹے کے لئے تھیں۔ وہ دراصل ہمیشہ ہی اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے حصہ میں تھیں۔ یہاں تک کہ یحییٰ بن خالد اس کے پاس سنہ 721 میں فوت ہو گیا۔

سلطان ابوبکر کی بیعت کرنا

جب سلطان ابوالبقاء نے الحضرة پر حملہ کیا تھا تو اس نے عبدالرحمن بن یعقوب بن مخلوف کو اپنی قوم کی سرداری کے ساتھ بجایہ کا حاکم بھی مقرر کر دیا تھا بالکل اسی طرح اس کے آباء وہاں سے سفر کرتے وقت نائب مقرر کیا کرتے تھے۔ وہ المز و ارقب کرتا تھا۔ اس نے پھر اسے اپنے بھائی امیر ابوبکر کا جو قسطنطینہ کا حاکم تھا، حاجب مقرر کر دیا، لہذا وہ وہاں چلا گیا، جبکہ سلطان ابوالبقاء تونس میں ٹھہر گیا اور اس کی گرفت وہاں مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر سد و نکش کے جوانوں میں سے عدوان بن مہدی کو اور ابن امانج کے جوانوں میں سے دعار بن حریر کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں ارباب حکومت نے اس کے بارے میں آپس میں گفتگو کی اور وہ پھر اس کی خیانت سے خوفزدہ ہو گئے۔ اس کے بعد حاجب بن عمر اور اس کے ساتھی منصور بن عامل الزاب نے اس کی حکومت سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ بازی کی جبکہ امیر مغرادرہ راشد بن محمد نے ایک جماعت بنالی۔ وہ ان کے پاس اس وقت گیا تھا جب بنی عبدالواد اپنے وطن پر غالب آ گئے تھے لہذا انہوں نے اس کا مناسب حال جان کر اس کی تکریم کی اور وہ بھی ان کے دوستوں میں شامل ہو گیا۔ یوں اس پر اور اس کی قوم پر ان کی لڑائی کی چکی گھومتی رہی۔ اس کے بعد سلطان ابوالبقاء نے امیر زنا تہ کے پاس الحضرة جاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ رکھا تو ان میں سے کسی آدمی نے اپنے نوکر کو حاجب کی طرف بھیجا۔ جب اس پر ایک خادم نے زیادتی کی تو اس نے اسی وقت اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا جس سے امیر راشد بن محمد سخت طیش میں آ گیا۔ اس نے اسی وقت اپنے عزائم کو مرتب کر کے اپنے خیمے اکھاڑ لئے۔ حاجب کو بھی اس کے ارادے کا پتہ چل گیا، یوں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا حیلہ مکمل ہو گیا۔ اس دوران سلطان کو بجایہ اور اس کے مضافات کے حالات نے پریشان کر دیا، اس کے علاوہ وہ اس کے بارے میں راشد سے بہت خوفزدہ تھا کیونکہ وہ عبدالرحمن بن مخلوف کا مہربان دوست تھا۔ اس نے پھر دونوں سے بات چیت کی کہ کون اسے وہاں بھجوائے گا لہذا حاجب نے اسے منصور بن مرنی کے متعلق اور منصور نے اسے حاجب کے

متعلق بتایا۔ وہ دونوں پھر کئی روز تک ایک دوسرے کے ذمے بات لگاتے رہے یہاں تک کہ سب اس کی طرف چلے گئے۔ بعد ازاں ابن عمر نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بھائی ابو بکر کو قسطنطینہ کا حکمران بنا دے لہذا اس نے اسے حکمران بنا دیا۔ اس کے علاوہ اس نے عم زاد علی کو تونس میں حجابت میں اس کا نائب مقرر کر دیا اور وہ الحضرۃ کو چھوڑ کر قسطنطینہ چلا گیا۔ یوں منصور بن فضل الزاب میں اپنے کام پر چلا گیا اور اس کے اختلاف کا ذکر ایک مشہور بات ہے۔ بعد ازاں ابن عمر نے سلطان ابو بکر کی حجابت کا کام سنبھال لیا پھر اسے اپنے بھائی کے خلاف خروج کی سوجھی اور اس کے آثار ان پر واضح ہو گئے لہذا سلطان ابوالبقاء کو ان کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا۔ جلد ہی علی بن الغمر نے بھی اس کے شک کو بھانپ لیا اور وہ قسطنطینہ چلا گیا۔ بعد ازاں سلطان ابوالبقاء نے فوج تیار کی اور اپنے غلام ظافر کو جو بیکر کے نام سے مشہور تھا، اس کا سالار مقرر کیا اور اسے قسطنطینہ کی طرف بھیجا لہذا وہ باجہ تک پہنچا اور وہاں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو بیان کیا جاتا ہے۔ اس دوران ابن عمر نے مجاہد کی طرف جلدی کی اور مولانا سلطان ابو بکر کو اس کی طرف بلایا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا۔ اس نے پھر لوگوں سے اس کی بیعت لی اور سنہ 711 میں بیعت کی تکمیل ہو گئی۔ اس نے پھر المتوکل کا لقب اختیار کیا اور قسطنطینہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا یہاں تک کہ اسے ابن مخلوف کی بغاوت کی اطلاع ملی جس کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مخلوف کا قتل

یہ یعقوب بن مخلوف جس کی کنیت عبدالرحمن تھی، بجایہ کے مضافات میں رہنے والی شاہی فوج میں منہاجہ کا بڑا سردار تھا۔ اسے حکومت، ان کی جنگوں اور ان کے دشمن کے دفاع میں بڑا مقام حاصل تھا۔ جب سنہ 703 میں بنی مرین کی فوجیں ابو یحییٰ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ بجایہ میں آئیں تو اس نے ان لڑائیوں میں بڑے کارنامے دکھائے۔ امیر ابوزکریا اور اس کا بیٹا اسے بجایہ سے سفر کرنے کے دوران اپنا چانشین بنایا کرتے تھے۔ اس کا لقب المرز دار بھی تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبدالرحمن اس کا چانشین ہوا۔ اس کے بعد سلطان ابوالبقاء خالد نے سنہ 709 میں تونس پر چڑھائی کے وقت بجایہ میں اسے اپنا چانشین بنایا اور اسے وہاں اتارا۔ وہ اپنی جنگجوی اور حکومت میں اپنے برتر مقام کی وجہ سے بڑا متکبر اور جھگڑا لوتھا لہذا جب سلطان ابو بکر نے اسے اپنے لئے اور اپنے بھائی کی اطاعت چھوڑنے کی دعوت دی تو ابو عبدالرحمن نے لوگوں سے اس کی بیعت لی۔ انہوں نے اسے کہا کہ وہ بجایہ اور اس کے نواح کے حکمران کی بھی بیعت لے تو اس نے انکار کر دیا۔ اپنے صاحب کی دعوت سے متمسک رہا۔ اس دوران ابن عمر اپنے مقام کی وجہ سے لوگوں کا محسود بن گیا لہذا اس نے لوگوں کو جمع کر کے صاحب اشغال عبدالواحد بن قاضی ابوالعباس غماری اور صاحب دیوان محمد بن یحییٰ القالون کو جو اہل مریہ میں سے حاجب بن عمر کا پروردہ تھا، گرفتار کر لیا۔ واضح رہے اس نے جب وہ اس کے پاس سے گزرا تھا، اس کے ساتھ ایک نیکی کی تھی۔ جب علی بجایہ کا والی بنا تو اس نے اسے اس کی نیکی کا بدلہ دیا اور اسے بلند مرتبہ عطا کیا۔ اس نے اسے خراج کے معاملات میں لگایا اور بجایہ کی پکھری کا منتظم مقرر کیا لہذا عبدالرحمن بن مخلوف نے اسے اور اس کے ساتھی کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر لوگوں کو اکٹھا کر کے سلطان ابوالبقاء خالد کی دعوت کا اعلان کر دیا۔ اس وقت سلطان ابو بکر اپنے پڑاؤ سے جو قسطنطینہ کے باہر تھا، کوچ کر گیا اور جلدی کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا۔ وہ پھر اس کے قریب جا ترا۔ بعد ازاں ابن مخلوف نے سلطان کے سامنے ابن عمر کی عزولی کی شرط پیش کی اور اس بارے میں دونوں کے درمیان ایلیچیوں کی آمدورفت ہوتی رہی۔ اس کا وزیر ابوزکریا بن ابی الاعلام اس معاملے کی اصلاح کرنے والوں میں شامل تھا کیونکہ اسے علی بن مخلوف سے دامادی کا تعلق تھا۔ لیکن جس وقت وہ پلٹ کر اس کے پاس واپس آیا سلطان نے اس کی شرط کو قبول نہیں کیا اور اسے ان کے پاس واپس جانے سے روک دیا۔ جب اس نے اسے اپنے پاس قید کر لیا تو فوج نے سلطان کے ساتھ حملہ کر دیا اس وقت منہاجہ اور ان کے مفرادی ساتھیوں کے ساتھ جو بڑے طاقتور تھے لڑائی نہیں کر سکے اور سلطان اپنے پڑاؤ سے بھاگ گیا۔ یوں پڑاؤ میں جو کچھ تھا، وہ لوٹ لیا گیا اور سلطان اپنے ایک فوجی دستے کے ساتھ قسطنطینہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد ابن مخلوف نے اس کے تعاقب میں ایک فوج بھیجی لہذا وہ میلہ پہنچ گئے اور اس میں زبردستی داخل ہو گئے۔ وہ پھر قسطنطینہ پہنچے اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتے رہے پھر بجایہ کی طرف لوٹ آئے۔ اب سلطان کی حکومت مضطرب ہو گئی اور اسے خیال ہوا کہ باجہ سے ظافر اس پر حملہ کرے گا۔ اسی دوران اسے اطلاع ملی کہ یحییٰ بن زکریا بن احمد اللحمیانی مشرق سے واپس آ گیا ہے

لہذا جب وہ طرابلس پہنچا تو اس نے افریقہ کے اضطراب کو دیکھ کر اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔ یوں اس کی بیعت ہوئی۔ اس کے بعد ہر جانب سے غرب اس کے پاس آنے لگے لہذا سلطان نے دیکھا کہ دانائی کی بات یہ ہے کہ وہ حاجب بن عبدالرحمن بن عمر کو اس کے پاس بھیجے تاکہ وہ اس کی حکومت کی تعریف کرے جبکہ الحضرة کے باشندے اس کی طرف توجہ نہ دیں لہذا اس نے سلطان سے فرار کے بارے میں تو یہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ابن مخلوف کے متعلق تدبیر کے حصول کے متعلق اکسایا۔ اس نے اسے بتایا کہ یہ ایک معمولی امر ہے۔ وہ پھر ابن عمر کے جانے کے وقت سلطان اس کے مقابلے میں گیا اور اسے اس کے خواص میں رگید کر رکھ دیا۔ اس نے پھر اپنی حجابت حسن بن ابراہیم بن ابی بکر بن ثابت رئیس اہل جبل کے سپرد کی جو قسطنطینہ اور کتامہ کے لعقل کے قریب ہے اور جس کی قوم بنی نہلان کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے اس سے قبل بھی اسے منتخب کیا تھا۔ وہ پھر سنہ 712 میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا، وہاں اس نے قسطنطینہ پر حاجب کے بھائی عبداللہ بن ثابت کو اپنا جانشین بنایا جبکہ اس علاقے میں یہ بات مشہور کر دی کہ سلطان ابن عمر سے ناراض ہو گیا ہے۔ وہ پھر ابن اللخیمانی کے پاس چلا گیا ہے اور الحضرة کے خلاف حملہ کے لئے اس سے کمک طلب کی ہے اس دوران یہ خبر ابن مخلوف کو بھی پہنچ گئی تو اسے یقین ہو گیا کہ تونس میں سلطان خالد کا حال خراب ہے لہذا اس نے سلطان ابو بکر کی حکومت کا لالچ کیا۔ اس دوران اسے عنان بن سل بن عثمان بن سباع بن یحییٰ جو زواودہ کے جوانوں میں سے ہے اور ولی یعقوب ملاذی کی مداخلت سے اپنے لئے اس سے نواح قسطنطینہ کے متعلق پختہ عہد لینے کا یقین ہو گیا۔ وہ پھر بجایہ سے تیزی سے چلا اور بلا سد و نکش میں برجیوہ مقام پر اس سے ملاقات کی۔ اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے پھر اسے نصف شب اپنے خیمے میں اپنے غلاموں کے ساتھ شراب نوشی کے لئے بلایا لہذا اس نے ان کے ساتھ شراب پی یہاں تک کہ مدہوش ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے کسی مخالفت کی وجہ سے اسے غضبناک کر دیا لہذا وہ غضبناک ہو گیا اور انہیں خوفزدہ کرنے لگا۔ اس کے بعد انہوں نے اسے خنجر مار مار کر ہلاک کر دیا پھر اس کے جسم کو گھسیٹا اور اسے خیموں کے درمیان پھینک دیا۔ بعد ازاں انہوں نے اس کی باقی ماندہ قوم اور اس کے خواص کو گرفتار کر لیا جبکہ اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال بھاگ کر مغرب چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان جلدی سے بجایہ کی طرف آیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ اس کی حکومت کو عزت حاصل ہو گئی۔ وہ بجایہ میں اس وقت داخل ہوا جب لوگ غفلت کی نیند میں پڑے تھے۔ یوں سلطان اپنے باپ کی باقی ماندہ سلطنت پر بھی قابض ہو گیا جو غربی جانب کے نام سے مشہور ہے۔ یوں اس کی حکومت مکمل طور پر قائم ہو گئی اور وہ اپنے ساتھی ابن عمر کے انتظار میں اقامت پذیر ہو گیا یہاں تک کہ وہ حالات سامنے آئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابو یحییٰ کا الحضرة پر قبضہ

جب قسطنطینہ میں سلطان ابو بکر کی بیعت ہوئی تو اس کے بعد سلطان ابو البقاء خالد کے حالات خراب ہو گئے۔ اس نے پھر قسطنطینہ سے مقابلہ کے لئے فوجوں کو بھیجا۔ اس نے اپنے غلام ظافر کو جو کبیر کے نام سے معروف تھا، ان کا سالار مقرر کیا لہذا اس نے بجایہ میں پڑاؤ ڈال لیا۔ وہ پھر سلطان کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ جب ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد بن اللخیمانی ابن ابی محمد عبدالواحد بن الشیخ ابی حفص مشرق سے واپس لوٹا تو اس نے حالات کی خرابی کو غور سے دیکھا۔ بعد ازاں طرابلس میں اس کی بیعت کی گئی۔ اس کے بعد حاجب ابو عبدالرحمن بن عمر سلطان ابو بکر کی طرف سے تحائف لے کر اس کے پاس گیا اور یہ کہا کہ وہ اس کی امداد کرے گا۔ اس نے پھر اپنے اس عہد کو بہت پختہ کیا۔ بعد ازاں اولاد ابو اللیل سے کعب کے جوان اس کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اس کی حکومت کا شیخ ابو عبداللہ محمد بن محمد المزوری بھی تھا۔ یوں وہ الحضرة کی طرف تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے آئے۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے غلام ظافر سے جہاں وہ باجہ میں مقیم تھا، کمک طلب کرنے کے لئے پیغام بھیجا لہذا انہوں نے اس کے پہنچنے سے قبل ہی اس کا راستہ روک لیا، اس پر حملہ کر دیا اور ظافر کو قید کر لیا۔ انہوں نے پھر 8۔ جمادی سنہ 711 کو تونس پر حملہ کر دیا اور اس کے صحن میں جا کھڑے ہوئے۔ اس وقت شہر میں بڑی گھبراہٹ تھی۔ شیخ الدولہ ابو زکریا حفصی کو وہاں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد قاضی ابو اسحاق بن عبدالرفیع جو بڑا خوددار، متبوع اور دلیر تھا، سلطان کے پاس گیا لہذا اس نے اسے دشمن کی مدافعت پر اکسایا مگر اس نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے سے بزدلی دکھائی اور بیماری کا عذر کیا۔ اس نے پھر حکومت سے علیحدگی کی گواہی دی اور بیعت چھوڑ دی۔ جب ابو عبداللہ المزوری محل میں داخل ہوا

تو اس نے اسے قید کر لیا۔ بعد ازاں بلا تاخیر اس کے پیچھے پیچھے سلطان ابو یحییٰ آیا اور اس کی بیعت عامہ ہوئی یوں وہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے کاتب ابو زکریا یحییٰ بن علی بن یعقوب کو اس کے عم زاد محمد بن یعقوب کی موجودگی میں الحضرۃ میں اپنی حجابت پر مقرر کیا۔ اس وقت بنو یعقوب شاطبہ میں صاحب علم و قضاء گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور بجایہ کے سامنے الحضرۃ کی طرف آگئے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان میں سے ابوالقاسم عبدالرحمن بن یعقوب ابن الامین حاکم طنجہ کے ساتھ گیا تھا اور پھر افریقہ میں قضاء کے امور پر فائز ہوا تھا۔ اس کے بعد سلطان المستنصر نے اسے الحضرۃ کی قضا کا کام سپرد کیا تھا اور وہ اسے چھوڑ کر شاہان مصر کے پاس چلا گیا۔ بنو علی، عبدالواحد، یحییٰ اور محمد جیسے لوگ اس کے اقارب میں سے تھے اور انہیں سلطان ابو حفص کی حکومت میں اور اس کے بعد بھی بڑا غلبہ حاصل رہا ہے۔ ان میں سے عبدالواحد الجریدہ کے خراج کا منتظم تھا جو سنہ 702 میں توزر میں مر گیا تھا۔ سلطان ابو یحییٰ بن اللخیمانی نے پھر اس کے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو جبکہ وہ موحدین کا رئیس تھا، اپنا کاتب بنایا۔ اس نے اس کے ہاں بڑا مقام حاصل کیا۔ وہ اس کے ساتھ مسلسل رہا اور اس کے ساتھ حج کیا۔ جب اس نے خلافت سنبجالی تو اسے ترجیح دی اور اسے اپنا حاجب مقرر کیا۔ اس کے بعد جب وہ تونس میں مقیم ہوا اور اس کی حکومت قائم ہو گئی تو اس نے حاجب ابو عبدالرحمن بن عمر کو اسے بھیجنے والے سلطان ابوبکر کے پاس دوبارہ بھیج دیا کیونکہ اس نے ابو یحییٰ کے متعلق اس سے پختہ عہد کیا تھا جبکہ ابن عمر اس کا ضامن ہوا تھا لہذا وہ اس کے ہاں بڑے وظیفہ پر باعزت طور پر رہتا رہا یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا تذکرہ ہم آگے کریں گے۔ انشاء اللہ۔

بجایہ پر ابن عمر کی حکمرانی اور دیگر واقعات کا بیان

جب ابن عمر کو بجایہ کا حکمران مقرر کیا گیا تو وہ پہلے کی طرح لڑائی اور کفالت میں خود مختار بن بیٹھا، خصوصاً اس روز سے جب عبد اللہ بن بلال سے اس کا میل جول ہوا۔ بعد ازاں ابن مخلوف نے اس کے ساتھ خط و کتابت کی اور وہ پھر تلمسان چلا گیا۔ تب ابن عمر نے اس کے حالات کو معلوم کرنے کے لئے اپنے عزائم کو ہمیز دی اور حسن بن ابراہیم بن ثابت کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا لیکن وہ ایک روز بھی نہیں ہٹا۔ وہ پھر وطن کے خراج جمع کرنے کے لئے نکلا تو سلطان نے اسے بھڑکایا اور قسطنطینہ میں اس کی خود مختاری سے اسے ڈرایا کیونکہ اس کی پناہ گاہ اس کے قریب ہی تھی۔ اس کے بعد سلطان بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لئے قسطنطینہ کی طرف گیا۔ جب وہ برجیہ پہنچا تو اسے عبد اللہ بن ثابت ملا لہذا اس نے اسے اور اس کے بھائی حسن بن حاجب کو ان کے احوال چھیننے کے بعد گرفتار کر لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے حسن بن ثابت کے قسطنطینہ کی عملداری کی طرف چلے جانے کے بعد اس کے پیچھے اپنے بعض غلاموں کو بھیجا۔ اس دوران وہ پھر ان کے ساتھ عبدالکریم بن مندیل کی عملداری کی طرف سد و نکش کے جوانوں کے ساتھ بڑھا لہذا انہوں نے اسے وادی قطن میں قتل کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سلطان اس پر مصیبت نہیں لایا بلکہ ظافر الکبیر پر شکست کھانے اور عربوں کی قید میں آ جانے کے بعد، عربوں نے اس پر بہت احسان کیا اور پھر اسے رہا کر دیا۔ وہ پھر سلطان ابو بکر کے پاس چلا گیا لہذا اس نے اسے اس کے بھائی کی طرح اپنا مخلص دوست بنا لیا اور پھر ابن ثابت کی مصیبت کے وقت اسے قسطنطینہ کا حکمران بنا دیا جبکہ ابوالقاسم بن عبدالعزیز کوریاستوں سے الگ رہنے کے باعث کاتب بنا لیا۔ یوں اس نے ظافر کو قسطنطینہ کا والی بنا لیا۔ پھر سلطان اسے بجایہ لے آیا۔ جب ابن عمر اس کے مقام سے تنگدل ہونے لگا تو سلطان نے اسے بھڑکایا لہذا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے شکایت سے ناراض ہو کر اندلس روانہ کر دیا۔

بنی عبدالواد کی فوجوں سے مقابلہ

اس دوران سلطان ابویحییٰ نے سنہ 710 میں بجایہ میں اپنی فوج کے شکست کھانے کے بعد اپنے غلاموں کے حالات معلوم کرنے کے لئے سعید بن بشر بن مخلف کو ابو حموموسیٰ بن عثمان بن یغمر اس کی طرف بھیجا۔ مغرب اوسط کے زناہ میں اس کے لئے فتح اور غلبہ مقدر تھا لہذا اس نے یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنی مرین کے ہاتھوں سے ان کے شہر چھین کر تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس کے نواح پر غلبہ پالیا۔ اس نے پھر مغرادہ تو جین کے مضافات اور الجزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باغی ابن علان کو اس کے عہدے سے اتار دیا۔ بعد ازاں ابن مخلوف کے ہاتھ سے اندلس کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ لہذا اس وجہ سے موسیٰ بن عثمان نے بجایہ کی حکومت کے حصول کا لالچ کیا۔ اسی دوران اسے ابن مخلوف کے مرنے کی خبر پہنچی تو سلطان نے اس کی طرف تعلقات قائم کرنے اور اس کی سرحد پر سلطان کے غلبے کی اطلاع بھیجی لیکن وہ اپنے مطالبے پر قائم رہا اور یہ ادعا بھی کیا کہ اس کی شرط کے مطابق بجایہ کی حکومت اس کے لئے ہے۔ اس دوران منہلجہ بھی اپنے حکمران کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ مل گئے لہذا انہوں نے بھی بجایہ کی حکومت میں رغبت کی۔ اس کے بعد عثمان بن سباع بن یحییٰ سلطان کو غصہ دلانے کے لئے آیا کیونکہ اسے ابن مخلوف پر اس کی عہد شکنی اور اپنے بارے میں اس کے زمانے کے متعلق ناراضگی تھی۔ بعد ازاں ابی یحییٰ اس کے حجاب سے ہٹ جانے اور حج سے واپس آ کر اس کے پاس ٹھہرا۔ لہذا اب انہوں نے اس بات میں رغبت کی اور اسے بجایہ کی حکومت کے حصول کے لئے بھڑکایا۔ اس نے پھر اپنے چچا یوسف بن یغمر اس کے بیٹے محمد اور اپنے دوسرے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود اور اس کے غلام مسامح کی نگرانی کے لئے بجایہ کی طرف اپنی فوجوں کو بھیجا۔

اس نے ان کے ساتھ ابوالقاسم بن ابی یحییٰ حاجب کو بھیجا۔ لہذا وہ شلف میں اس کے ٹھہرنے کی جگہ سے ہی الگ ہو گئے۔ وہ پھر تیزی سے روانہ ہوئے لیکن ابن ابی یحییٰ اپنے راستے ہی میں جبل میں فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر البلا سے لڑائی کی پھر وہاں سے شرقی جہات کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے وہاں پر خوب خونریزی کی پھر ابن ثابت کے سواروں نے وہاں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور سنہ 713 میں اسے لوٹ لیا۔ اس دوران محافظوں کو اس کی مدافعت میں مقتول اور مجروح ہو کر بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ انہوں نے پھر واپس آ کر باوضعوں کے قلعے کو مضبوط کیا تھا، لہذا وہ بھی تباہ و برباد ہو گیا۔ بعد ازاں اس کی فوج اور رسد لوٹ لی گئی۔ اس کے بعد ابو جہم نے بجایہ کے محاصرے کے لئے ایک دوسری فوج بھیجی جس کا سالار مسعود بن عمر بن عامر بن ابراہیم بن یغمر اس کو مقرر کیا۔ انہوں نے پھر سنہ 715 میں اس سے لڑائی کی اور محمد بن یوسف بن یغمر اس بھی بغاوت میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس وقت ابو جہم کی مخالفت میں بنو تو جین بھی اس کے ساتھ تھے لہذا انہوں نے اس پر حملہ کیا، اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا۔ یوں مسعود بن ابی عامر اور اس کی فوج فرار ہو گئی اور وہ بجایہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد محمد بن یوسف کا پیغام اطاعت و اجتماع پہنچ گیا۔ لہذا سلطان نے محمد بن الحاج کو اس کی طرف تحائف اور آلات بھیجے، اس کے علاوہ اسے مدد دینے اور فریقہ سے یغمر اس کو جو حصہ ملتا تھا، اس کے دینے کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں ابن عبدالواد، بجایہ سے غافل ہو گیا اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے وطن جانے کے لئے نکلا یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن عمر کا خود مختار ہونا

ابن عمر ہمیشہ ہی سلطان کی حجابت میں خود مختار رہتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کی مہار اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا حکم اس کے نفاذ پر موقوف ہے۔ وہ مسلسل اسے اس کے خواص کے متعلق اکساتا رہتا تھا، وہ انہیں قتل کرتا اور ان پر تاوان ڈالتا رہتا تھا۔ بسا اوقات سلطان اس کی خود مختاری سے برا بھی مان جاتا تھا۔ سنہ 713 میں اہل قسطنطینہ کے ایک آدمی نے اس کے ساتھ مداخلت کی کیونکہ اس نے قسطنطینہ کے محاصرے کے دوران فکر مند کر دیا تھا۔ وہ آدمی خود مختاری کے سلسلے میں اس جیسا ہی تھا۔ جب یہ منحوس خبر سلطان تک پہنچی تو اس نے اپنی دھار کو تیز کیا۔ اس کے بعد محمد بن فضل نے انہیں خلوت میں اس کے قرب کے باوجود حاجب کے ساتھ بغیر کسی مشورہ کے قتل کر دیا۔ ابن عمر پھر صبح صبح سلطان کے دروازے پر اپنی جگہ پر آیا تو اس نے اس کے جسم کو کپڑے میں لپیٹا ہوا پڑا پایا۔ اسے بتایا گیا کہ سلطان نے اس پر حملہ کیا ہے۔ اس کے بعد اسے سلطان کی خود مختاری اور اس کی دھار کی تیزی کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا، یوں وہ اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے پھر خیال کیا کہ یہ خواص اور خلوتیان راز نے شکایت ہے لہذا اس نے اس سے دور ہونے اور سرحد میں اپنی خود مختاری کے متعلق سوچا۔ اس نے پھر انہیں ابن اللحیانی کے ہاتھ سے افریقہ چھیننے کے لئے اکسایا اور اس کے لئے انہیں خیمے، فوجیں، آلات، ہتھیار اور خادم بھی دیئے۔ بعد ازاں سلطان سنہ 715 میں قسطنطینہ چلا گیا پھر لڑائی کرتا ہوا بلاد ہوارہ میں آیا۔ وہ سنہ 716 میں قسطنطینہ کی طرف لوٹ آیا اور یوں ابن عمر بجایہ میں اور زنائی دشمنوں کو وہاں سے ہٹانے میں خود مختار بن گیا۔ بعد ازاں اس نے سلطان کی حجابت پر محمد بن قانون کو جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک تھا، جانشین بنایا کیونکہ وہ اس کی خود مختاری کا امیدوار تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہو جس کا ذکر آگے چل کر کریں گے انشاء اللہ۔

قابس کی طرف سلطان ابو یحییٰ کا سفر

سلطان ابو یحییٰ اللحیانی بوڑھا، شاطر سیاستدان اور تجربہ کار آدمی تھا لیکن وہ اپنے آپ کو خلافت کے قابل نہیں سمجھتا تھا اور امیر ابو زکریا کے بیٹوں کے ساتھ اس کا استحقاق رکھتا تھا۔ اس دوران امیر ابو زکریا کی فوج میں اعیانہ زنائی اور شول کے سرداروں کے شامل ہونے پر جو تو جین، مغرادرہ، بنی عبدالواد اور بنی مرین میں سے تھے۔ اس کی حیثیت بہت مضبوط ہو گئی۔ وہ اپنے امام کے ساتھ جوان کے ملوک میں سے ہوتا تھا، اپنی اپنی زندگیوں کے خوف سے اس کے پاس پناہ لیتے تھے کیونکہ ان کے نسب، قبیلے کی سرداری اور شول کی ریاست میں ان کے ساتھ حصے داری کی تھی۔ اس کے علاوہ ان میں سے کچھ لوگوں نے ان کے ٹھکانوں پر غلبہ پالیا تھا لہذا انہوں نے بعد میں ان پر مغرادرہ، بنی تو جین اور ملکشیش کو قبضہ دلایا جس پر

سلطان کی فوج برامان گئی۔ اس کی فوج پھر بہت بڑھ گئی حتیٰ کہ بادشاہ اس سے ڈرنے لگے۔ وہ بعد ازاں سنہ 716 میں افریقہ کی طرف گیا، بلاد ہوارہ میں گھوما اور وہاں کا ٹیکس لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد سلطان ابن اللخیمانی کو خیال آیا کہ وہ تونس میں اس پر حملہ کرے گا۔ اس وقت افریقہ اس کے خلاف مضطرب تھا جبکہ اس کا اعتماد محافظوں پر تھا، مدافعت کا کام اس کے عرب معاونوں کے سپرد تھا۔ اس نے پھر ان میں سے حمزہ بن عمر بن ابی اللیل کو حکمران بنایا اور اس نے اسے عربوں کی ریاست سوئپ دی یوں اس کی باگیں ڈھیلی کر دیں اور اسے اموال دیئے جس کی وجہ سے عربوں کی مخالفت رفتہ رفتہ زیادہ ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے افریقہ سے جانے اور خلافت چھوڑنے کا اتفاق کر لیا لہذا اس نے اموال اور ذخائر کو اکٹھا کر لیا اور ان کے برتنوں، قالینوں، گھنیا سامان استعمال کے برتنوں حتیٰ کہ ان کتب کو بھی فروخت کر دیا جو امیر ابوزکریا نے جمع کی تھیں۔ اس طرح انہوں نے بیس قنطار سے زیادہ سونا اور یاقوت اور موتیوں کی بوریاں جمع کئے۔ وہ پھر تونس سے محافظوں کو الحضرۃ، باجہ اور حمامات میں مقرر کرنے کے بعد اپنی عملداری کی نگرانی کے لئے جانے کا توریہ کر کے تونس سے قابس کے رخ گیا اور اس نے الحضرۃ میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ وہ قابس پہنچ کر وہیں رہنے لگا اور مال کو اس کے علاقوں میں صرف کیا یہاں تک کہ تونس میں اس کے بیٹے کی بیعت ہو گئی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

الحضرۃ پر سلطان ابو بکر کا حملہ

اس دوران سلطان سنہ 716 میں ہوارہ سے قسنطینہ کی طرف واپس آیا تو اس نے تونس پر دوسری بار حملہ کرنے کے لئے بڑی کوشش کی۔ اس نے پھر فوج کو جمع کیا، عطیات تقسیم کئے اور کمزوریوں کو دور کیا۔ بعد ازاں اس نے زنا تہ، عربوں اور سدو نکش کے لشکروں کو طبقہ وار پیش کیا اور قسنطینہ پر حاجب محمد بن قانون کو اپنا جانشین بنایا۔ اس نے پھر اپنے سب سے بڑے حاجب بن عمر کی طرف بجایہ کی امارت سے پیغام بھیجوا یا کہ وہ عطیات اور اخراجات کے لئے مالی مدد کرے لہذا اس نے اس کی طرف منصور بن فضل موزنی کو جو الزاب کا عامل تھا، بھیجا۔ اس دوران جب ابن عمر نے دیکھا کہ وہ اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے اور اس کے پاس مال کے خرچ کے لئے ایک جماعت ہے تو اس نے اس کے ساتھ ساتھ جبل ادراس، الحضرۃ، سدو نکش، عیاص اور الضاحبہ کے علاقوں کو بھی شامل کر لیا۔ اس وقت خراج کی تمام عملداریاں اور ان کی آمد و خرچ کا حساب بھی اس کی نظروں میں تھا لہذا ابن عمر نے اسے سلطان کے اخراجات کو قائم کرنے کے لئے بھیجا جس نے اسے اپنی حجابت کے کاموں پر جانشین مقرر کر دیا۔ اس کے بعد سلطان جمادی سنہ 717 میں قسنطینہ سے مرحلے پر مرحلے طے کرتے ہوئے چلا۔ راستے میں اسے عربوں کے کئی وفود ملے۔ وہ پھر باجہ کے محافظوں سے مدد طلب کرتا ہوا تونس پہنچ گیا۔ ہم بتا چکے ہیں کہ سلطان ابو یحییٰ اللخیمانی تونس سے قابس کی طرف چلا آیا تھا۔ اس نے پھر وہاں پر ابو الحسن بن واتودین کو جانشین مقرر کیا۔ بعد ازاں اس نے اس کی طرف سلطان ابو بکر کے تونس پر حملہ کرنے کا پیغام بھیجا اور یہ بھی کہ وہ مدافعت کا محتاج ہے۔ لہذا اللخیمانی نے پہلے اموال کے متعلق ان سے معذرت کی اور پھر فوج اور مال میں ان کے ساتھ کو کھول دیا۔ اس کے بعد وہ سوار ہوئے اور انہوں نے رئیس الدیوان سے نسبی تعلق پیدا کیا۔ انہوں نے اس کے بیٹے محمد کو جو ابو حزمہ کہتے تھے، نکالا اور اسے اس کی قید سے رہا کر دیا۔ جب انہیں سلطان ابو بکر کے باجہ آنے کی خبر ملی تو وہ سب تونس سے نکلے۔ اس کے بعد ان کی مخالفت میں مولاہم ابن عمر بن ابی اللیل سلطان کی طرف گیا جو حکومت سے ناراضی رکھتا تھا اور اس پر گردش آنے کا منتظر تھا جیسا کہ اللخیمانی نے اپنے بھائی حمزہ کو اس پر اثر انداز کیا ہوا تھا لہذا وہ سلطان کو باجہ کے قریب ملا، اس سے معاہدہ کیا اور اسے حملے کی ترغیب دی۔ وہ پھر تونس پہنچا اور شعبان سنہ 717 میں سلطان کے باغات میں سے سنا فرہ کے باغ میں اترا۔ اس دوران سردار اس کے پاس آئے اور ابو حزمہ اور اس کے اصحاب کے انتظار میں بیعت میں تردد کرنے لگے۔ ان کے واقعات میں سے ایک معروف واقعہ یہ بھی ہے کہ جب سلطان باجہ سے جلدی جلدی چلا تو حمزہ بن عمر نے اللخیمانی کے ساتھیوں اور خواص سے تونس میں ملاقات کرنے میں جلدی کی، وہ تونس سے باہر آ چکے تھے لہذا اس نے انہیں ابو فرہ بن سلطان اللخیمانی کی بیعت کرنے اور اس کے ساتھ قوم سے لڑائی کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی، وہ پھر سلطان سے لڑائی کرنے کے لئے گئے۔ اس دوران حمزہ نے اس کے بھائی مولاہم سے سازش کی کہ وہ پڑاؤ پر حملہ کر دے لہذا سلطان نے سنا فرہ کے باغ میں جہاں مقیم تھا، وہاں سے ساتویں روز بیعت کی تکمیل سے قبل ہی

بھاگ گیا اور قسطنطینہ چلا گیا۔ اس کے بعد مولاہم اس کے پاس سے وطنہ کی سرحدوں سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر منصور بن مرنی کو باجہ میں ابن عمر کے پاس بھیجا۔ اس دوران ابو فریبہ بن اللخیمانی اور موحدین نصف شعبان کو اسی سال تونس میں داخل ہو گئے اور الحضرۃ میں اس کی بیعت عامہ ہوئی۔ اس نے پھر المستنصر کا لقب اختیار کیا۔ اہل تونس نے فیصلوں کا احاطہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ باڑ بن جائے لہذا انہوں نے اس کی بات مان لی اور اپنا کام شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ عربوں نے اپنے اپنے مطالبات کے ساتھ اسے کمزور کر دیا اور وہ شروط میں اس پر زیادتی کرنے لگے یہاں تک کہ مولانا سلطان نے دوبارہ حملہ کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابو بکر کا الحضرۃ پر حملہ

جب سلطان تونس سے قسطنطینہ کی طرف آیا تو اس نے اپنے نامور جرنیل محمد بن سید الناس کو بجایہ کی طرف بھیجا، اس سے ابن عمر کو پریشانی لاحق ہو گئی اور وہ اس سے بگڑ گیا۔ جلد ہی سلطان نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا لیکن اس نے اس سے چشم پوشی کی اور اس سے مدد مانگی لہذا اس نے فوج، ہتھیار اور خیمے اکٹھے کئے۔ اس نے پھر اس کی طرف ارباب حکومت میں سے سات آدمی سات لشکروں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ تھے محمد بن سید الناس، محمد بن الحکم، ظفر السنان اور اس کا بھائی جو امیر ابوزکریا الاوسط کے غلاموں میں سے تھا، محمد المدیونی، محمد المحر سی اور محمد البطوی۔ اس نے ساتھ ساتھ زنائہ کے عظماء اور امراء میں سے عبدالحق بن عثمان کو بھی بھیجا جو بنی مرین کے اعیاص میں سے ایک تھا اور اندلس سے اس کے پاس آیا تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے علاوہ اس نے ابو رشید بن محمد بن یوسف کو جو بنی عبدالواد کے اعیاص میں سے تھا، اس کی قوم کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ بھیجا۔ وہ پھر اپنے لشکروں کے ساتھ قسطنطینہ میں سلطان کے پاس پہنچے لہذا اس نے تونس پر دوبارہ حملے کا ارادہ کیا۔ اس نے پہلے ہی سے افریقہ کے حالات کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا لہذا صفر سنہ 718 میں نکلا اور اپنی حجابت پر ابو عبداللہ بن القانون کو مقرر کیا جبکہ ابوالحسن بن عمرو اس کا ردیف تھا۔ اندلس میں ہوارہ کا وفد اور ان کا بڑا سردار سلیمان بن جامع اسے ملا جنہوں نے اسے بتایا کہ ابو فریبہ بن اللخیمانی باجہ سے مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے لڑائی کے ارادے سے چلا ہے لہذا مولانا سلطان نے بڑی جلدی سے وہاں سے کوچ کیا۔ راستے میں اسے مولاہم بن عمر ملا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کی۔ وہ پھر ابو فریبہ اور اس کی فوج کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ قیروان کے قریب پہنچ گئے اب وہاں کا عامل اور مشائخ اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر اس کی اطاعت اختیار کی۔ سلطان پھر اپنے دشمن کے تعاقب سے ہٹ کر الحضرۃ کی طرف چلا گیا۔ اس وقت وہاں پر ابو فریبہ بن اللخیمانی جو محمد بن الفلاق کے خواص میں سے تھا، اتر رہا تھا۔ لہذا اس نے اپنے تیر اندازوں کو میدان میں نکالا اور فوجیں دن کی ایک گھڑی میں واپس آ گئیں۔ انہوں نے پھر اس پر حملہ کر دیا، اب ان کی عام پناہ گاہوں کو لوٹ لیا گیا اور ابن الفلاق قتل ہو گیا۔ سلطان پھر اسی سال ماہ ربیع الاول میں الحضرۃ میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر عوام کے درمیان پیدا ہونے والے فسادات کو درست کیا اور میمون بن ابی زید کو وہاں کی پولیس کا افسر مقرر کیا اور اسے البلاء پر نائب بنایا۔ وہ ایک بار پھر ابو فریبہ بن اللخیمانی اور اس کی فوج کے تعاقب میں چل پڑا لہذا اس نے جہات ہوارہ میں مصبوح مقام پر ان پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں موحدین کے مشائخ میں سے ابو عبداللہ بن الشہید جو حفصی گھرانے میں سے تھا اور ابو عبداللہ بن یاسین قتل ہو گئے جبکہ ضبہ میں سے کتاب ابی الفضل الجبائی مارا گیا۔ اس نے پھر شیخ الدولہ ابو محمد عبداللہ بن یمور کو گرفتار کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال کر سلطان کے پاس لایا گیا۔ اس نے اسے اور اس کی قوم کو معاف کر دیا اور پھر دوبارہ اس نے اسے اس کے کام پر لگا دیا۔ سلطان پھر اسی سال واپس تونس آ گیا۔ جب ابو عیسیٰ بن اللخیمانی کو خبر ملی کہ سلطان سنہ 717 میں دوبارہ تونس پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے تو وہ ان موحدین اور عربوں کو جو اس کے بیٹے ابو فریبہ کی بیعت میں شامل تھے، لے کر قابس سے نواح طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اسے پھر سلطان کے قسطنطینہ کی طرف واپس آنے کی اطلاع ملی تو اس نے ابو عبداللہ بن یعقوب کو اپنے حاجب کے قریب طرابلس میں ٹھہرایا، اس کے ساتھ ہجرس بن مرغم بھی تھا جو ذئاب میں سے الجوازی کا بڑا سردار تھا لہذا اس نے ملوک اور قلعوں کو فتح کیا، اموال کو اکٹھا کیا اور برقہ تک جا پہنچا۔ اس نے پھر ذئاب کے گروہ میں سے آل سالم اور آل سلیمان سے خادم مانگے۔ اس دوران طرابلس میں اپنے بادشاہ کے پاس واپس آ گیا اور ابو فریبہ کی شکست دینے کے بعد فوج اسے ملی لہذا اس نے اپنے حاجب ابوزکریا بن یعقوب اور وزیر ابو عبداللہ بن یاسین کو مال دے کر عربوں کو اکٹھا

کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے اموال کو علان اور ذناب میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد ابو فرہ نے قیروان پر چڑھائی کی جب اس کی خبر سلطان ابو بکر کو ملی تو وہ آخر شعبان سنہ 718 میں تونس سے باہر نکلا۔ یہ دیکھ کر وہ قیروان سے بھاگ گئے۔ وہ پھر برافروختہ ہو گئے اور انہوں نے موت کا طلبگار بن کر اپنی سواریاں روک لیں یہاں تک کہ فوج النعام کے مقام پر فوجیں ان پر چڑھ آئیں۔ اس کے بعد ان کی فوج تتر بتر ہو گئی اور سواریاں بھاگ گئیں۔ یوں وہ شکست کھا کر کوچ کر گئے اور قتل اور لوٹنے سے بھی ان سے اپنا حصہ وصول کیا۔ اس دوران ابو فرہ نے ایک دستے کے ساتھ مہدیہ میں پناہ لی جو کہ اس کے باپ کی دعوت پر قائم تھے لہذا وہ وہاں سے بچ گیا۔ اس کے بعد اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم آگے کریں گے۔ جب اس کے باپ کو طرابلس میں اپنے مقام پر اس کے متعلق اطلاع ملی تو اس کی فوج بے چین ہو گئی۔ اس نے پھر نصاریٰ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے بحری بیڑے میں سوار کروا کر اسکندریہ لے جائیں لہذا اسے چھ بحری بیڑے ملے جنہوں نے اس کے خاندان اور اولاد کو اٹھالایا۔ یوں وہ سمندر پر سوار ہو کر اپنے حاجب ابو زکریا بن یعقوب کے ساتھ اسکندریہ آ گیا۔ اس نے پھر ابو عبد اللہ بن ابی عمران کو جو اس کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ طرابلس پر اپنا جانشین بنایا اور وہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ کعب نے اسے بلا لیا اور اسے امیر مقرر کیا۔ انہوں نے پھر سلطان پر کئی بار چڑھائی کی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔ اس دوران سلطان ابو یحییٰ بن اللخیان سمندر پر سوار ہو کر اسکندریہ آ گیا اور وہاں سلطان محمد بن قلاوون کے ہاں اترا جو مصر و شام کے ترکی ملوک میں سے تھا وہ پھر اسے مصر لے آیا۔ وہ اس کی آمد اور ملاقات سے بہت خوش ہوا، اسے عزت والا رتبہ دیا اور بہت وظیفہ اور جاگیریں بھی دیں یہاں تک کہ وہ سنہ 728 میں فوت ہو گیا۔ اس دوران سلطان ابو بکر فوج النعام میں ابو فرہ اور اس کی قوم پر حملہ کے بعد تونس کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال شوال میں اس میں داخل ہو گیا۔ یوں افریقہ اس کی اطاعت پر دوبارہ قائم ہو گیا اور اس کے شہر اور ملک کی سرحدیں مہدیہ اور طرابلس کو اس کی دعوت دینے کے لئے منظم ہو گئیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا کچھ ذکر آئندہ آئے گا۔

حاجب محمد بن القانون کی روداد

جب حاجب بن عمر سنہ 715 میں بجایہ میں خود مختار بن گیا تو سلطان قسطنطین کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد وہ اسے واپس نہیں لے سکا جب وہ دوبارہ تونس سے سنہ 717 میں واپس آیا تو منصور بن فضل اس کے پاس گیا۔ اس نے پھر اسی کے پیچھے اپنے جرنیل ابو عبد اللہ محمد بن حاجب ابیہ محمد بن سید الناس کو بھیجا کہ وہ بجایہ میں واپس آنے کی وجہ سے اسے اس کے محل مہیا کر دیئے۔ لہذا ابن عمر نے اسے واپس کر دیا اور اس سے بگڑ بیٹھا۔ بعد ازاں سلطان نے اس سے مدد مانگی تو اس نے جلدی سے مدد دی۔ اس نے پھر رضامندی سے اسے جاگیر دی لیکن ساتھ ساتھ بجایہ اور قسطنطین کی امارت بھی عنایت کر دی جیسا کہ ہم یہ سب باتیں بیان کر آئے ہیں۔ یوں ابن عمر تفر اور اس کے نواح میں خطبے میں سلطان کے ذکر کرنے اور سکھ میں اس کے نام پر اکتفا کرتے ہوئے خود مختار بن بیٹھا۔ وہ پھر اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ سلطان نے تونس اور اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اس کے پاس اپنے عم زاد علی بن محمد بن عمر کو بھیجا تو عبدالرحمن حاجب نے اسے قسطنطین کا امیر مقرر کر دیا، یوں وہ اس کی طرف چلا گیا۔ اس دوران میں وہ زنانہ کی فوجوں کو بجایہ سے ہٹا تا رہا۔ اس وقت ابو جوحا کم تلمسان اس کے محمد بن یوسف پر مغلوب ہونے اور اس کے ہاتھ سے بلاد مغرادرہ اور تونس چین کو واپس لینے کے بعد فوجوں کو اس کے محاصرے کے لئے بھیجا کرتا تھا۔ اس نے پھر وادی میں جو وہاں سے دو دن کے فاصلہ پر ہے، ایک قلعہ تعمیر کیا جہاں وہ فوجوں کو اس کے محاصرے کے لئے تیار کرتا تھا۔ اس دوران ابو جوحا فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابوتاشیفین سنہ 718 میں حکمران بنا۔ بعد ازاں جونہی سلطان نے تونس کی طرف چڑھائی کر کے اسے فتح کیا، بجایہ کے حصار کی خدمت میں کمی ہو گئی۔ اس کے بعد ابوتاشیفین اپنی عملداریوں کی درستگی کے لئے تلمسان سے نکلا۔ بعد ازاں محمد بن یوسف جبل دانستر میں اپنے قلعے میں قتل ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ وہ پھر وہاں سے تلمسان کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس کے بعد ابن عمر بیمار ہو گیا تو اس نے اپنے عم زاد علی کے متعلق اس کی عملداری کی قسطنطین میں اطلاع دی اور سلطان کا حکم پہنچنے تک اسے وہاں کا ولی عہد بنانے اور بجایہ کی حکومت قائم کرنے کی وصیت کی۔ اس نے پھر بستر علالت پر کچھ دن گزارے پھر وہ شوال سنہ 719 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد علی بن عمر نے بجایہ کی حکومت سنبھال لی۔ جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو اسے تفر کے حالات نے پریشان کر دیا۔ بعد ازاں ابن سید الناس اپنے گھر کے وکیل آمدنی و مصارف کے ساتھ

اس کے خزانہ کے لئے اور اس کے ذخیرہ کی تلاش میں اس کے پاس گیا۔ یوں اس نے سونا چاندی کے بہت سے ذخائر حاصل کئے اور علی بن عمر بھی اس کے ساتھ آیا، سلطان نے اسے اپنی رضامندی سے دیا۔ وہ پھر الحضرۃ میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کا ابن ابی عمران سے اختلاف ہو گیا۔ اس نے پھر ان کی دوبارہ اطاعت اختیار کی اور سلطان کو اس کے دشمن کی حکومت نے برا فروختہ کر دیا لہذا جب وہ تونس کی طرف واپس آیا تو اس نے اپنے غلام نجاح اور جلال کو اس کے قتل کا اشارہ کیا۔ انہوں نے پھر بستاز کے باہر اسے دھوکے سے قتل کر دیا، اسے کاری زخم لگائے، یوں وہ اپنے زخموں کے باعث ہلاک ہو گیا۔

امیر ابوزکریا کی امارت

جب ابن عمرو فوت ہو گیا تو سلطان کو بجایہ کے معاملات نے فکر مند کر دیا کیونکہ وہ محاصرے اور بنی عبدالواد کے مطالبہ کی حالت میں تھا لہذا اس نے سوچا کہ وہ محافظوں کو قریبی سرحدوں میں بھیج دے پھر وہاں مدافعت و محافظت اپنے بیٹوں کو اتارے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو قسطنطنیہ کا اور دوسرے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کیا۔ بعد ازاں اس نے اس کی حجابت ابو عبداللہ بن القانون کو دی جو ان دونوں کی صفر سنی کی وجہ سے وہاں خود مختار تھا اور اس کے لئے فوج کو اکٹھا کیا۔ اس کے بعد اسے بجایہ میں دشمن کو روکنے اور اس کے محاصرے پر زور دینے کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا۔ لہذا وہ تونس سے سنہ 720 کے آغاز میں فوج اور اصحاب کے جلوس میں کوچ کر گئے۔ حجابت کا کام اب ابن القانون پر مہربانی کے باعث خالی رہ گیا۔ اس کے علاوہ امور میں تصرف کے لئے سلطان کے آدمیوں میں سے ابو عبداللہ بن عبدالعزیز کردی جس نے المرز دار کا لقب اختیار کر لیا تھا، باقی رہ گیا۔ اس وقت سلطان کے خواص میں سے وہ شخص سب سے مقدم تھا جو الدخلہ کے نام سے معروف تھا جبکہ اشغال پر کاتب ابو القاسم بن عبدالعزیز مقدم تھا ابھی ہم ان کی اولیت کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد وہ سر بلندی اور عزت کے لباس میں فخر سے چلتا بجایہ واپس لوٹ آیا۔ اس کے بعد اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن سید الناس کا بجایہ آنا

اس دوران جب ابو عبداللہ بن یحییٰ بجایہ کی طرف واپس لوٹا تو سلطان کی توجہ اپنے خواص کے لئے بجایہ میں اپنی حکمرانی کے وقت خالی ہو گئی۔ انہوں نے پھر اس کے متعلق چغلیاں کھائیں اور یوں انہوں نے اس کے لئے مصیبتیں کھڑی کیں۔ اس سلسلے میں المرز دار بن عبدالعزیز نے صاحب الاشغال ابو القاسم بن عبدالعزیز کی مداخلت سے بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے ہاں اس کی بہت چغلیاں ہوئیں آخر کار اسے اس کے متعلق بدظنی ہو گئی۔ اس نے پھر محمد بن سید الناس کو بجایہ کا امیر مقرر کر دیا جس نے اس کے حصار اور اس کے امیر کی حجابت کا کام سنبھال لیا۔ اس دوران اس نے اسے حجابت کے لئے مقدم کیا اور اس کے حالات کو ہم آگے بیان کریں گے۔ جب ابن القانون الحضرۃ جاتے ہوئے قسطنطنیہ سے گزرا تو اسے وہاں پناہ لینے کی سوجھی، اس دوران وہاں کے مشائخ نے اس بارے میں مداخلت کی اور اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا لہذا اس نے انہیں سزا کے طور پر الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ جب یہ اطلاع سلطان کو پہنچ گئی تو اس نے ابن القانون کو قید کر لیا اور پھر قسطنطنیہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دینے کا فیصلہ کر لیا لہذا اس نے وہاں کے مشائخ نے معافی طلب کی اور اسے بتایا کہ امین اس کا قریبی اور بھتیجا بھی ہے۔ جب انہوں نے اس کے باپ کی مالداری کا بھی ذکر کیا تو وہ اس بات سے رک گیا، اس نے اپنے فیصلے کو اپنے غلام ظافر الکبیر کی طرف پھیر دیا، یہ بات اس وقت ہوئی جب وہ مغرب سے آیا۔ اس کے مشہور واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ امیر ابوزکریا کے غلاموں میں سے تھا۔ اسے اس وقت اس کے بیٹے سلطان ابو البقاء کی حکومت میں بڑا غلبہ حاصل تھا لہذا جب سلطان ابو بکر کو پریشانی لاحق ہوئی اور اس نے فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی تو اس نے بجاہ میں قیام کیا۔ اس دوران المرز دوری اور عرب ابن اللحمیانی کی ہراول فوج میں تونس کی طرف آئے تو اس نے ان پر چڑھائی کی لہذا انہوں نے اسے الگ کر کے گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر آئے ہیں۔ اس کے بعد وہ مولانا سلطان ابو یحییٰ سے مل گیا تو اس نے اسے دوبارہ حکومت میں وہی حیثیت دلا دی جو اسے پہلے حاصل تھی۔ بعد ازاں سنہ 713 میں ابن ثابت کی وفات پر اسے قسطنطنیہ کا والی بنا دیا لیکن پھر ابن عمر اس سے تنگ ہو گیا

اور اس کے متعلق سلطان کو بھڑکایا تو اس نے اسے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اندلس بھیج دیا۔ یوں وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابو سعید کے ہاں اتر آیا یہاں تک کہ اسے ابن عمر کی موت کی اطلاع ملی تو وہ دوبارہ تونس کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے ساتھ سلطان بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا۔ اس دوران اس کے ساتھ ہی بجایہ سے حاجب بن قانون بھی پہنچ گیا لہذا سلطان نے ظافر کو قسطنطینہ میں اپنے بیٹے امیر ابو عبد اللہ کا حاجب مقرر کیا، یوں یہ قسطنطینہ آیا اور اس کے کام کو سنبھالا۔ اس نے پھر اپنے خواص کو بڑی بڑی خدمات پر مامور کیا اور وہاں پر الحضرۃ کے جو خدام تھے، انہیں ان کے شہر کی طرف واپس بھیج دیا۔ اس وقت امیر ابو عبد اللہ کے ہاں ابو العباس بن یاسین متصرف تھا جبکہ کاتب ابوزکریا بن الدباغ خراج کے امور کا متصرف تھا، یہ دونوں دراصل امیر ابو عبد اللہ کی رکاب میں الحضرۃ سے آئے تھے لہذا ظافر نے وہاں پہنچتے ہی ان دونوں کو ہٹا دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

ابن ابی عمران کی روداد

واضح رہے کہ محمد بن ابی عمران، ابو عمران موسیٰ بن ابراہیم، ابن الشیخ ابی حفص کی اولاد میں سے تھا، یہ دراصل وہی شخص ہے جو ابو محمد عبد اللہ ابن عمر الشیخ ابو محمد عبد الواحد کا نائب بن کر افریقہ کا والی بنا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اسے مراکش سے وہاں خط لکھا تھا لہذا یہ آٹھ ماہ تک وہاں پر حکمرانی کرتا رہا۔ پھر وہ سنہ 623 کے آخر میں آ گیا اور ابو عمران اس کے جملہ مددگاروں میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔ بعد ازاں اس کے بیٹوں نے ان کی حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی، اس کے بیٹوں میں ایک بیٹا ابو بکر بھی تھا جو اس محمد کا والد تھا۔ اس کی بہت شہرت تھی اسی لئے سلطان ابو یحییٰ زکریا بن اللخیمانی اس کی قرابت داری کا لحاظ کرتا تھا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا اور تونس سے جاتے وقت اسے جانشین بنایا۔ اس کے بعد اسے کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف جاتے ہوئے طرابلس پر اپنا جانشین بنایا۔ اس نے ابو فرہ نے شکست کھانے اور اپنی فوج کے بھاگ جانے کے بعد مہدیہ میں پناہ لی تھی۔ اس کے بعد سلطان ابو بکر نے وہاں پر اس سے مقابلہ کیا مگر وہ مہدیہ کو سر نہیں کر سکا اور ابو فرہ سے صلح کر کے وہاں سے چلا آیا۔ اس وقت حمزہ بن عمر سلطان کی مخالفت میں افریقہ کے علاقوں میں گھومتا پھرتا تھا۔ آخر سلطان کو اس کی مخالفت گراں گزری اور بہت سے بدو بھی اس کے پاس چلے آئے، یوں اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ اس کے بعد محمد بن ابی عمران اپنی حکومت کے مقام سے طرابلس کی سرحد پر آیا اور پھر سلطان کے پاس ہوشیاری سے کمال تیاری کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے گیا۔ اب سلطان ابو بکر سنہ 621 کے رمضان میں تونس سے نکلا اور قسطنطینہ چلا گیا، اس کے ساتھ مولاہم ابن عمر بھی تھا۔ اس دوران خواص نے سلطان کے پاس چغلیاں کر کے حاجب محمد بن یحییٰ بن قالون کو ناراض کر دیا تھا اور اس کا انحراف بھی اس پر واضح ہو گیا تھا۔ اس وقت معن بن مطاع خزاری جو حمزہ بن عمر کا وزیر اور مشیر تھا، ابن قالون کا بھی دوست تھا لہذا اس نے ابن ابی عمران کے لانے میں مداخلت کی۔ جب سلطان ان کی فوج کے آگے آگے نکلا تو ابن قالون تونس میں ہی رہ گیا۔ وہ پھر دوسرے دن شہر میں ایک منادی پر سوار ہو کر ابن ابی عمران کی دعوت دینے لگا۔ یوں ابن ابی عمران نے سلطان کے خروج کے وقت دوسری دفعہ مداخلت کی اور الحضرۃ پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں بقیہ سال وہیں پر مقیم رہا اور دوسرے سال کے آغاز میں بھی وہیں رہا۔ اس دوران سلطان قسطنطینہ چلا گیا۔ اس نے پھر اپنی فوج کو جمع کیا، کمزوریوں کو دور کیا اور تیاری مکمل کی وہ پھر صفر سنہ 622 کو وہاں سے چلا۔ ابن ابی عمران بھی حمزہ بن عمر کی معیت میں فوج کے ساتھ اس سے لڑائی کرنے کو نکلا۔ سلطان نے الرحلتہ میں ان سے پہلی اور دوسری مرتبہ لڑائی کی پھر ان پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں شیخ الموحدین ابو عبد اللہ بن ابی بکرفوت ہو گیا اور ان کے ہراول میں محمد بن ابی منصور بن مزنی وغیرہ تھے۔ اب فوج نے ان میں خوب قتل کیا اور قیدی بنائے۔ یوں سلطان کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کوئی اس کا ہمسر نہیں تھا پھر اس نے مولاہم بن عمر کو بھی گرفتار کر لیا جس کے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

مولاہم بن عمر کا قتل

جب سلطان کو ابن ابی عمران اور اس کے پیروکاروں پر غلبہ اور فتح حاصل ہو گئی تو اس نے اس فتح میں ان سے مولاہم بن عمر کی منشاء کے خلاف

سلوک کیا۔ اس دوران اس کے اصحاب نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ان کی خرابی کا پتہ چلتا تھا۔ اس کے بعد سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ مولاہم نے اس پر حملہ کرنے والوں میں اپنے بیٹے منصور یا اپنے ربیب جعدان کو بھی شامل کیا تھا۔ اس وقت جعدان بن عبد اللہ بن احمد بن کعب اور سلیمان بن جامع ہوارہ کے شیوخ میں سے تھے۔ اس نے پھر ان کے عم زاد عون بن عبد اللہ بن احمد کو جبکہ انہوں نے اسے اس بات میں شامل کر لیا تھا، ان سے روک لیا لہذا اس نے سلطان کو بہت نصیحتیں کیں لیکن جب انہوں نے سلطان پر حملہ کیا تو اس نے انہیں گرفتار کر کے تونس کی طرف بھیج دیا۔ یوں انہیں وہاں قید کر دیا گیا، اس کے بعد وہ خود الحضرة کی طرف لوٹ آیا اور اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں اس میں داخل ہو گیا۔ لوگوں سے از سر نو بیعت لی جبکہ عربوں نے اس کی اتباع میں چڑھائی کی یہاں تک کہ شہر کے باہر اترے۔ اس پر مولاہم اور اس کے اصحاب کی رہائی کی شرط کی لہذا سلطان نے ان کے قتل کا حکم دے دیا، یوں انہیں ان کے قید خانوں میں قتل کر دیا گیا پھر ان کے جسموں کو حمزہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ انہیں دیکھ کر اسے بہت صدمہ ہوا اور اس نے اپنی قوم سے فریاد کی، انہوں نے اپنے ساتھی کے بدلہ لینے کا مشورہ کیا لہذا وہ جلدی سے الحضرة کی طرف گیا۔ اس دوران انہیں خیال ہوا کہ یہ لوگ موقع کی تلاش میں ہیں لہذا سلطان ان کی آمد کے چالیس روز بعد تونس سے نکل کر قسنطینہ چلا گیا۔ بعد ازاں ابن ابی عمران تونس میں آیا اور چھ ماہ تک یہاں قیام پذیر رہا۔ اس دوران میں سلطان نے اپنی فوج اکٹھی کر کے مکمل تیاری کر لی۔ وہ پھر قسنطینہ سے اٹھا تو ابن ابی عمران نے اس پر چڑھائی کی۔ اب ابن عمر نے اسے شکست دی اور سلطان نے ان پر حملہ کر دیا، اس نے خوب قتلام کیا، انہیں نواح میں بھگا دیا اور خود تونس واپس لوٹ آیا۔ وہ پھر صفر سنہ 633 میں اس میں داخل ہو گیا اور حمزہ سیدھا آگے چلا گیا جس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جنگوں کے واقعات کی روداد

جب حمزہ بن عمر اور ابن ابی عمران نے یکے بعد دیگرے تونس سے شکست کھائی۔ جب حمزہ نے دیکھا کہ ابن ابی عمران اس کے کچھ کام نہیں آ سکتا تو اس نے اسے طرابلس میں اس کے علاقے میں بھیج دیا اس نے پھر ابو فرہ کی طرف ابن سلطان اللخیمانی کو بھیجا کیونکہ مہدیہ میں اسے عزت والا مقام حاصل تھا لہذا اس نے اسے زنا تہ کے دادخواہوں اور بنی عبدالواد کے سلطان کے وفود میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد ابو فرہ نے اس کے ساتھ کوچ کیا اور وہ تلمسان کے حکمران ابوتاشیفین کے پاس گیا۔ اس نے اسے بجایہ پر فتح پانے کے بارے میں رغبت دلائی اور یہ بھی بتایا کہ حاکم تونس فوج بھجوا کر بجایہ کی مدد کرنے سے غافل رہے گا لہذا سلطان نے ان کے ساتھ کئی ہزار کی فوج بھجوا دی۔ اس نے اس کا سالار موسیٰ بن علی کر دی کو مقرر کیا جو تیز دکت میں ثغر کا حاکم تھا، علاوہ ازیں بہت سے خواص اور عظیم آدمیوں کو بھی بھجوا دیا۔ پھر وہ تلمسان سے بسرعت تمام چلے۔ اس دوران سلطان کو بھی ان کے تلمسان سے چلنے کی خبر پہنچ گئی لہذا وہ تونس سے اپنی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا یہاں تک کہ بونہ اور قسنطینہ کے درمیان رغبیس کے مقام تک پہنچ گیا۔ وہ قلب میں نہایت پختہ فیصلے کے ساتھ ڈنار ہالہذا ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شعبان سنہ 633 میں شکست کھا گئے۔ یوں فوج کے ساتھ ان کے کپڑوں اور زنا تہ کی قیدی عورتوں سے بھر گئے۔ لیکن جب سلطان ان کے پاس سے گزرا تو اس نے عورتوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد ابو موسیٰ اور موسیٰ بن علی کر دی اپنی فوج کے ساتھ تلمسان واپس آ گئے۔ سلطان ان کی شکست کے چند روز بعد الحضرة کی طرف واپس چلا گیا لیکن راستے میں اسے یہ اطلاع ملی کہ عرب قیردان کے نواح میں جمع ہو رہے ہیں لہذا وہ الحضرة سے گزر کر الشقہ میں انہیں جا ملا اور ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر شوال سنہ 624 میں تونس کی طرف لوٹ آیا۔ لہذا حمزہ اور اس کے ساتھیوں نے فوجوں کو علیحدگی کے وقت اس کا تعاقب کیا، اس کے ساتھ ابراہیم بن شہید حفصی بھی تھا۔ اس دوران عامر ابو علی بن کثیر ان کی خبر لے کر اس کے پاس پہنچ گیا تو بجاہ میں رکنے کے بعد وہ ان کے مقابلے کے لئے تھوڑی سی فوج کے ساتھ نکلا۔ اس وقت اس کا سالار عبد اللہ عاقل تھا لہذا عربوں نے شاذلہ کے نواح میں اس پر حملہ کر دیا اور اس کے ہراول دستے سے لڑائی کی۔ اب میدان کارزار گرم ہو گیا۔ عبد اللہ عاقل اور لوگ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے کہ لڑائی نے شدت اختیار کر لی پھر عربوں کو شکست ہو گئی، یوں ان کی بیویاں لوٹ لی گئیں اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی پھر سلطان شہر کی طرف واپس آ گیا اور الحضرة میں مقیم ہو گیا۔

حمزہ کا الحضرہ پر قبضہ

جب ابو فرہ بن اللخیمانی اور حمزہ بن عمر اور بنی عبدالواد کی افواج شکست کھا گئیں تو ابو فرہ تلمسان چلا گیا اور وہیں پر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حمزہ نے بھی سلطان کے ساتھ کچھ لڑائیاں کیں لیکن پھر کعب اس پر غالب آنے اور اس پر چڑھائی کرنے سے مایوس ہو گئے۔ بعد ازاں حمزہ بن عمر داد خواہی کے لئے ابن تاشفین کے پاس گیا اور اس کے ساتھ طالب بن مہلب بھی تھا جو اس کی قوم میں اس کا ہمسر تھا۔ اس کے علاوہ اولاد قوس میں سے بنی حکیم کا شیخ، محمد بن مسکین بھی اس کے ساتھ تھا، یہ سب کے سب دراصل سلیم میں سے تھے۔ ان کے ساتھ حاجب بن قالون بھی تھا لہذا انہوں نے اس کی فوج کو ان کے دادخواہ کی مدد پر آمادہ کیا۔ بعد ازاں سلطان نے ان کے لئے ایک فوج تیار کی جس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو بنایا اور اسے دوبارہ ان کے ساتھ بھیجا۔ اس نے پھر تونس کی حکومت کے لئے ان میں اعیاص ابی حفص سے ابراہیم بن شہید کو امیر مقرر کیا۔ اس کا باپ جو شہید ہوا تھا وہ ابو بکر بن ابی الخطاب عبدالرحمن تھا جسے سلطان ابو عسیدہ کی وفات پر امیر مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت ان کا یہ باپ عربوں سے جا ملا تھا اور انہوں نے اسے امیر بنا لیا تھا۔ وہ جنگ رعیس کے بعد اسے تونس پر چڑھالائے تھے لیکن جب فوجیں ان کے مقابلے میں نکلیں تو وہ شکست کھا گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر تلمسان چلا گیا اور یہ وفد اس کے بعد آیا لہذا سلطان ابو تاشفین نے اسے ان کا امیر مقرر کر دیا جبکہ محمد بن یحییٰ بن قالون کو اپنا حاجب بنا لیا پھر موسیٰ بن علی کردی کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں یوں انہوں نے افریقہ پر چڑھائی کی۔ سلطان ابو بکر ذوالقعدہ سنہ 624 میں ان کی مدافعت کے لئے تونس سے نکلا اور پھر قسنطینہ تک جا پہنچا لیکن انہوں نے اسے تیاری مکمل کرنے سے قبل جلد ہی جالیا لہذا وہ ان کے صحن میں جا ترا۔ اس کے بعد موسیٰ بن علی، بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوا اور ابراہیم بن شہید اور حمزہ بن عمر تونس کی طرف آئے۔ وہ پھر جب سنہ 625 میں تونس میں داخل ہو گیا اور اس پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں اس نے بلبہ پر محمد بن داؤد کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، امیر مقرر کیا۔ لیکن رمضان کی ایک شب کو سلطان کے بعض خاص آدمیوں نے جو البلاء میں چھپے بیٹھے تھے، اس پر حملہ کر دیا۔ ان میں یوسف بن عامر بن عثمان بھی شامل تھا جو عبدالحق بن عثمان کا بھتیجا تھا اور اعیاص بن مرین میں سے تھا۔ اس کے علاوہ ان میں قائد بلاط بھی تھا جو الحضرہ کے پیچھے سوار ہونے والے سرداروں میں تھا۔ علاوہ ازیں ابن حسان نقیب الشرفاء بھی تھا لہذا انہوں نے اکٹھے ہو کر سلطان کی دعوت کا نعرہ لگایا اور قصبہ میں گھومے لیکن اسے سر نہیں کر سکے۔ وہ پھر وارکشلی کے گھر گئے جو پیچھے سوار ہونے والے ترک سرداروں میں سے تھا اور ابن القالون کا خاص آدمی تھا لہذا انہوں نے قصبہ کے ساتھ لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکے پھر صبح نے انہیں اپنا مقصد پورا کرنے پر جلد بازی پر آمادہ کیا تو وہ قتل کے درپے ہو گئے، یوں وہ ان کے کام سے فارغ ہو گیا۔ اس دوران جب موسیٰ بن علی اور اس کی ساتھی افواج ابن الشہید سے قسنطینہ کے محاصرے کے لئے پیچھے رہ گئیں تو وہ کئی روز تک وہاں مقیم رہا۔ بعد ازاں پندرہ راتیں مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا اور اپنے صاحب کے پاس تلمسان میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد سلطان قسنطینہ سے نکلا، اس نے فوج اور تیاری کو مکمل کیا اور تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی۔ لہذا ابن الشہید اور ابن القالون وہاں سے بھاگ گئے۔ اس طرح سلطان نے شوال سنہ 625 میں تونس میں داخل ہو کر اس کے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا اور وہاں قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ اس کے وہ حالات ہوئے جن کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

سلطان کی فوجوں کو شکست ہوتی ہے

جب سے ابو تاشفین کے لئے فضا صاف ہوئی تھی اور قوم میں اس کی حکومت طاقت ور ہوئی تھی، وہ بجایہ میں فوجیں بھیجنے اور محاصرے کو لمبا کرنے پر اصرار کرتا تھا۔ اسی طرح سلطان ابو بکر اپنی حکومت کے جوانوں اور اپنے عظیم وزراء اول کے ذریعہ اس کے تحفظ کے لئے دفاع کرتا تھا۔ اس وقت اول بڑا طاقتور اور اہل کفایت میں سے تھا لہذا اس نے انہیں اموال اسلحہ اور فوج کی مدد بھیجی اور انہیں لڑائیوں میں صبر و ثبات کی وصیت کی۔ اس وقت اس کے ہمسر اس کے پیچھے تھے۔ ابو تاشفین جب محسوس کرتا کہ سلطان ابو بکر بجایہ کی مدافعت کے لئے تیار ہے یا لڑائی کے لئے فوج تیار کرنے کا فیصلہ کر رہا ہے تو وہ اسے کسی ایسے کام میں مشغول کر دیتا جو اس کے فیصلے کو کمزور کر دیتا اور ساتھ ساتھ اس کی گرفت کی لگام تھام لیتا۔ اس

سلسلے میں ابن عمر کا فتنہ سب سے بھیانک تھا کیونکہ وہ عربوں کو اطاعت سے ڈرگتا تھا اور ساتھ ساتھ اعراب کو الحضرة پر چڑھائی کرنے کے لئے اکٹھا کرتا تھا، وہ اعیاص کو ایسی باتوں کا لالچ دیتا تھا جو انہیں مخالفت سے حاصل نہیں ہو سکتی تھیں، اس تمام عرصے میں اس کی یہی عادت رہی۔ جب ابو تاشفین نے سنہ 625 میں ابراہیم بن الشہید اور حمزہ بن عمر اور ان کے افریقی معاونوں کی طرف فوجیں بھیجیں تو اس نے ان کا سالار موسیٰ بن علی کو مقرر کیا جس نے قسطنطینہ سے لڑائی کی پھر وہاں سے چلا آیا لیکن پھر سنہ 628 میں دوبارہ اس کا محاصرہ کیا اور اس کے نواح میں غارت گری کی۔ اس نے ان کے سب اموال کو لے لیا اور پھر وادی بجایہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے بعد ازاں بجایہ سے ایک دن کے فاصلے پر بسکلات شہر کی حد بندی کی اور راستے کے درمیان میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک سڑک بنائی کیونکہ بجایہ سمندر کی جانب اس سے ٹیڑھی طرف تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اس شہر کی حد بندی کی، اسے مضبوط بنایا اور اسے مسافروں کی شکل میں فوج پر تقسیم کر دیا۔ یہ کام چالیس روز میں مکمل ہو گیا۔ انہوں نے پھر جبل قبالہ اور جدہ میں اپنے سب سے زیادہ قدیم قلعے کے نام پر اس کا نام تیمزدکت رکھا جہاں پر یغمر اس نے سعید کے مقابلے میں پناہ لی تھی۔ اس نے پھر اس سے لڑائی کی اور وہیں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے پھر اس شہر کو فوج اور رسد سے بھر دیا اور اپنے پیادہ فوج، سواروں اور قبیلوں سے لڑنے کے لئے آباد کیا جس سے سلطان کو بہت اضطراب پیدا ہوا، اس نے پھر اپنی فوج کے جرنیلوں اور اپنے عاملوں سے کہا کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ حاکم ثغر محمد بن سید الناس کی طرف چلے جائیں اور اس کے ساتھ مل کر اس برباد شہر پر حملہ کریں اس تخریب کے سلسلے میں اپنے لئے موت قبول کریں لہذا قسطنطینہ سے ظافر الکبیر اور ہوارہ سے عبداللہ عاقل، اور پونہ سے ظافر السنان اٹھے اور سنہ 627 میں بجایہ آئے۔ اس دوران موسیٰ بن علی کو بھی ان کی اطلاع مل گئی تو وہ بھی بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ نکلا اور تمام فوجیں بجایہ سے ابن سید الناس کے جھنڈے تلے نکلیں۔ اس نے پھر دشمن پر بسکلات میں چڑھائی کی مگر اسے اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور لڑائی میں ظافر الکبیر قتل ہو گیا، یوں ان کی فوج بجایہ واپس آ گئی۔ اس دوران ابن سید الناس کو ان کے متعلق بدظنی ہو گئی جیسے موسیٰ بن علی بن زبون کو اپنے ساتھیوں کے متعلق ہو گئی تھی لہذا اس نے انہیں اس رات شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ صبح کو وہ اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلے گئے۔ سلطان نے پھر قسطنطینہ پر ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو کچھ روز کے لئے امیر مقرر کیا لیکن پھر اسے الحضرة لے آیا تا کہ محمد بن عبدالعزیز المز دار اس سے حجابت کے کاموں میں مدد دے کیونکہ وہ حجابت کے ضروری کاموں سے نا آشنا تھا۔ اس نے پھر قسطنطینہ میں امیر ابو عبداللہ کی حجابت پر اپنے غلام ظافر السنان کو مقرر کیا یہاں تک کہ اس کا حال تبدیل ہوگا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

حاجب ابن سید الناس کا حاکم بننا

یہ شخص یعنی محمد بن القالون، دراصل المز دار کے نام سے معروف ہے۔ ہمیں اس کی اولیت کے متعلق صرف اسی قدر علم ہے کہ وہ ان کردوں میں سے ایک ہے جن کے رؤسا ملوک مغرب کے پاس اس وقت وفد بن کر گئے تھے جب تاتاریوں نے انہیں ان کے وطن شہر زور سے سنہ 656 میں بغداد پر غالب آنے کے بعد جلا وطن کر دیا تھا۔ اس وقت ان میں سے کچھ تو تونس میں ٹھہر گئے اور کچھ مغرب کی جانب چلے آئے اور مراکش میں مرتضیٰ کے ہاں اترے، اس نے پھر انہیں اچھا پڑوسی بنایا۔ بعد ازاں ان میں سے کچھ لوگ بنی مرین کی طرف اور کچھ بنی عبدالواد کی طرف چلے گئے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت الحضرة میں اقامت اختیار کرنے والوں میں سلف بن عبدالعزیز بھی تھا جس نے امیر ابو زکریا الاوسط کی حکومت میں پرورش پائی اور پھر اس کے بیٹوں کے ساتھ مل جل گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابو بکر کے مددگاروں کے ساتھ تونس آیا، یہ اس کے خواص میں دجلہ کے نام سے معروف تھے، ان میں یہ مقدم تھا اور اسی وجہ سے المز دار کے نام سے مشہور تھا۔ یہ بڑا بہادر، باوقار، اور شریف آدمی تھا اور حکومت میں اسے بڑا سوخ حاصل تھا۔ اسی نے حاجب بن قالون کے متعلق چغلی کرنے میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ وہ اس کے مقام سے پریشان ہو گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پھر سنہ 621 میں ابی عمران کے پاس گیا اور سلطان نے اسے اس کی جگہ حاجب مقرر کر دیا۔ یوں یہ کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز سے حجابت کے متعلق مدد لینے لگا کیونکہ یہ حجابت کے آداب نہیں جانتا تھا اس کے باوجود بہت باہمت اور دلیر انسان تھا، یہ ہمیشہ اسی حیثیت میں رہا یہاں تک کہ شعبان سنہ 627 میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان نے محمد بن خلدون کو جو

ہمارا جد اقرب ہے، حاجب مقرر کرنا چاہا مگر اس نے انکار کر لیا اور اقالہ (بیچ فسخ کرنا) میں رغبت ظاہر کی۔ اس نے پھر حاکم ثغر محمد بن ابی الحسین سید الناس کو سلطان کے سلف کے ساتھ اس کے سلف کو آگے کرنے کا اشارہ کیا کیونکہ اس کے مددگار بہت تھے اور وہ خود بھی بہت خوددار آدمی تھا، مجھے یہ بات میرے باپ رحمہ اللہ اور ہمارے ساتھی محمد بن منصور بن مزنی نے بتائی ہے۔ اس نے مجھے مزید یہ بتایا کہ میں المزدار کی وفات کے دن تمہارے دادا کو بجاہ میں سلطان کی چھاؤنی کی طرف بلانے کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت سلطان نے اسے اپنے برآمدے میں داخل کر لیا لیکن وہ کچھ دیر غائب رہا پھر باہر نکل آیا اس دوران نوکروں کے درمیان یہ خبر پھیل گئی کہ اسے زمین کے لئے بلایا گیا ہے لیکن اس نے اسے ناپسند کیا ہے۔ ان دنوں سلطان نے حجابت پر کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے پھر اپنے مخلص دوست محمد بن حاجب ابیہ ابی الحسن بن سید الناس کو اپنے پاس بلایا۔ وہ سنہ 628 کے محرم کے آغاز میں آیا، اس نے پھر اسے اپنی حجابت سپرد کر دی لہذا اس نے اسے اچھی طرح نبھایا۔ بعد ازاں اس نے اسے ازسرنو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اس کے بیٹے کو حجابت دی۔ جبکہ حجابت میں نیابت کے لئے اس کے پاس محمد بن فردون کو بھجوایا جس کے ساتھ اس کا کاتب ابوالقاسم بن المرید بھی تھا۔ یوں مسلسل بجایہ کے یہی حالات رہے۔ اس دوران زنانہ کی فوجیں گھومتی رہیں اور ان کے قلعے اس کو تنگ کرتے رہے۔ بعد ازاں ابن قالون ابن سید الناس کی آمد سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے مہمان زواودہ کے سردار علی بن احمد کی سفارش کے لئے آیا اور اس نے زمین کی طرف اس کے لوٹنے کی خواہش کی۔ اس کا ایک اور یہ واقعہ بھی ہے کہ جب وہ ابن ابی عمران کی خدمت میں تونس میں سلطان سے پیچھے رہ گیا تو اس نے اندلس کی طرف جہازوں کو جاتے دیکھا لہذا سلطان نے انہیں جلدی کرنے کو کہا، یہ پھر ابن ابی عمران کے ساتھ نکلا۔ اس نے اس کے ساتھ کئی بار الحضرہ پر حملہ کیا، اور پھر تلمسان چلا گیا۔ وہ پھر ابن الشہید کے ساتھ آیا اور کئی کارنامے کئے۔ اسی دوران الشہید کی حکومت کمزور پڑ گئی اور وہ ریاحی زواودہ کے پاس چلا گیا۔ وہ پھر ابن علی بن احمد کے ہاں اترتا تو اس نے اسے پناہ دے دی اور اسے طوقہ بھجوا دیا جو بلاد الزاب میں ہے۔ سلطان نے پھر اس کے متعلق تقریر کی اور اسے امان دے دی یہاں تک کہ اسے قریب کر لیا۔ وہ پھر اپنے بھائی موسیٰ بن احمد کے ساتھ الحضرہ آیا۔ اس وقت ابن قالون کے دل میں زمین کی خواہش تھی لیکن ابن سید الناس اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے مشغول کر دیا۔ اس کے بعد جب ابن قالون آیا تو سلطان اسے اپنے پاس لے گیا اور اس سے معذرت کی۔ اس نے پھر وعدہ کیا اور اسے قفصہ کی امارت دے دی لہذا یہ وہاں گیا اور سلطان کے سلو جی غلاموں شہیر اور فارح کے ساتھ رہا۔ اس دوران ابن سید الناس نے قفصہ کے مشائخ کو اس کے محافظوں کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا تا کہ غلام اس پر قابو پالیں۔ لہذا جب یہ شہر کے میدان میں اترتا تو اسے اس کی سرکوں میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے وقت ایک مضطرب کرنے والی آواز پیدا ہوئی جسے لوگوں نے شہر کے باہر سنا۔ بعد ازاں ابن قالون اپنے خیمے سے حملہ کرنا ہوا نکلا لہذا اس کے ساتھ جو غلام آئے تھے، انہوں نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اسے خنجر مار مار کر وہیں لٹا دیا۔

یاد رہے کہ سلطان نے اپنی حکومت کے شروع ہی سے بونہ پر اپنے غلام مسرور معلو جی کو حاکم مقرر کیا تھا لہذا اس نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور اس کی حکمرانی سے قوت حاصل کی۔ اسے گرفت کرنے اور لڑائی لڑنے میں ایک مقام حاصل تھا، ساتھ ساتھ وہ ظالم اور جابر بھی تھا۔ بعد ازاں یہ دلہاصہ کی طرف نکلا اور اس نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے اموال کے ساتھ اس کی مدافعت کو نکلے لہذا اس نے ان سے لڑائی کی۔ جب اس کی ہلاکت کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے اس کے بیٹے ابوالعباس فضل کو بونہ کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے وہاں بھیج دیا۔ اس نے پھر اپنے معلو جی غلاموں میں سے ظافر السنان کو اس کی حجابت اور اس کی فوج کی قیادت پر مقرر کیا جس نے اس کام کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔

ابو فارس کا قتل

جب سلطان ابو بکر تونس آیا تو اس کے ساتھ اس کے تین بھائی محمد، عبدالعزیز اور عبدالرحمن بھی تھے، ان میں سے عبدالرحمن تو مر گیا باقی دو زندہ رہ گئے جنہیں آسودگی اور جاہ و حشمت میں سب کچھ حاصل تھا۔ اس وقت امیر ابو فارس کے دل میں رتبے اور حکومت حاصل کرنے کا بہت خیال تھا۔ اس وقت عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق، بنی مرین کے سرداروں اور ان کی حکومت کے اعیان میں سے تھا، یہ اندلس سے بڑے اشتیاق کے ساتھ الحضرہ آیا تھا۔ یہ پھر بجایہ میں ابن عمر کے پاس اس کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل سنہ 618 میں اترے۔ جب یہ سلطان کے پاس گیا تو اس نے

اسے خوش آمدید کہا اور اسے اور اس کے خواص کو وظائف اور جاگیروں سے معقول حصہ عطا کیا۔ اس نے اسے کھلی زمین میں کھیتی باڑی کرنے اور سوار ہونے کے لئے جگہ دی۔ وہ اپنی لڑائیوں میں اس سے مدد مانگتا تھا اور لڑائیوں میں آزاد آدمیوں کی طرح بن ٹھن کر نکلتا گویا یہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ اس کے اہل وطن نے دراصل اس کی بیعت کی تھی اور اس میں بڑا غرور و تکبر تھا۔ ایک روز یہ حاجب بن سید الناس کے پاس گیا تو اس نے اجازت دینے سے معذرت کر دی، اس پر وہ غضبناک ہو کر چلا گیا۔ جب وہ امیر ابو فارس کے گھر کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے بغاوت کرنے پر آمادہ کیا۔ بعد ازاں یہ دونوں ربیع سنہ 627 میں ایک دن باہر نکل گئے اور ایک عرب قبیلے کے پاس سے گزرے، وہاں ان دونوں کو قبیلے کا امیر ملا اور اس نے انہیں مہمان بننے کی پیشکش کی۔ عبدالحق نے تو اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سیدھا چلا گیا یہاں تک کہ تلمسان پہنچ گیا لیکن امیر ابو فارس نے اس کی یہ پیشکش قبول کر لی اور وہاں اتر گیا۔ جب لوگوں نے یہ خبر سلطان کو پہنچائی تو اس نے اسی وقت محمد بن الحکیم کو جو اس کی حکومت کے جرنیلوں میں سے تھا، نصاریٰ اور فوج کے ایک رستے کے ساتھ بھیجا۔ فوج نے صبح قبیلے پر حملہ کر دیا اور جس گھر میں وہ اتر تھا، اس کا زبردست محاصرہ کر لیا۔ اس نے جان توڑ مقابلہ کیا مگر انہوں نے اسے نیزوں سے فوراً قتل کر دیا۔ اس کے جسم کو الحضرۃ لے آئے جہاں اسے دفن کر دیا گیا۔ اس دوران عبدالحق بن عنان ابوتاشیفین کے ہاں اتر اور اسے حفصی حکومت کے حصول اور اس کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں رغبت دلائی۔ اسی دوران اس کے پیچھے پیچھے حمزہ بن عمر اور سلیم کے جوان اپنے دستور کے مطابق مدد طلب کرتے ہوئے گئے لہذا ابوتاشیفین نے ان کے داد خواہ کی بات کو قبول کیا اور محمد بن عمران کو ان پر امیر مقرر کیا۔ اس کا ایک معروف واقعہ یہ ہے کہ سلطان اللخیمانی نے اسے طرابلس کا عامل چھوڑا لہذا جب ابو فریبہ کو شکست ہوئی اور اس کی حکومت کمزور پڑ گئی تو عربوں نے اسے بلایا اور اسے سنہ 621 میں الحضرۃ پر چڑھالائے۔ یوں اس نے چھ ماہ تک اس پر قبضہ رکھا لیکن پھر سلطان کی واپسی پر وہ وہاں سے بھاگ گیا اور طرابلس چلا گیا یہاں تک کہ سنہ 624 میں وہاں کے باشندوں نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اس پر حملہ کر کے اسے وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد یہ عربوں کے پاس چلا گیا اور وہ اسے کئی بار سلطان پر حملے کے لئے لائے مگر ہر بار شکست کھاتے رہے۔ اس کے بعد وہ تلمسان چلا گیا اور ابوتاشیفین کے پاس بڑی عزت کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اسی دوران سنہ 629 میں یہ وفد اس کے پاس پہنچا، اس نے پھر اسے افریقہ کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں زنا تہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی۔ اس نے یحییٰ بن موسیٰ کو جو اس کے خواص میں سے تھا، ان کا سالار مقرر کیا۔ یوں عبدالحق بن عثمان اپنے بیٹوں، غلاموں، خانان کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ واپس آیا، وہ سب جم کر لڑائی کرنے والے بہادر تھے لہذا ان سب نے فوراً تونس پر حملہ کر دیا۔ سلطان بھی ان سے لڑائی کرنے کے لئے گیا۔ سنہ 629 میں حوارہ کے نواح میں ریاس کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمناسا منا ہوا۔ آخر سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔ یوں اس کا محاصرہ ہو گیا اور تھوک خشک ہو جانے اور لڑائی میں زخم کھانے کے بعد اس کی فوج بھاگ گئی اور اس کے بہت سے خواص مارے گئے جن میں سب سے مشہور محمد المدیونی تھا۔ اس طرح ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور سلطان کے بیٹے احمد اور عمر گرفتار ہو گئے۔ انہیں پھر تونس لایا گیا۔ بعد ازاں ابوتاشیفین اور سلطان کے درمیان خط و کتابت ہوئی جس کے بعد ابوتاشیفین نے انہیں رہا کر دیا۔ اس خط و کتابت کا آغاز ابوتاشیفین نے کیا تھا لہذا وہ صلح کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو رہا کر دیا۔ تاہم اس کے بعد مکمل صلح نہیں ہوئی اور اس لڑائی کے بعد ابن ابی عمران تونس آ گیا اور صفر سنہ 630 میں اس میں داخل ہو گیا۔ اس دوران یحییٰ بن موسیٰ قائد بنی عبدالواد نے اس پر اپنے آپ کو ترجیح دی اور اسے اپنی حکومت کے کسی کام میں تصرف کرنے سے روک دیا۔ بعد ازاں یحییٰ بن موسیٰ فوج کو جمع کرنے اور تیاری کرنے کے بعد قسطنطنیہ سے سلطان ابو بکر کے پاس آ گیا۔ یہ دیکھ کر ابن عمران وہاں سے بھاگ گیا۔ سلطان اس سال رجب کے مہینے میں تونس میں داخل ہو گیا اس کے بعد وہ واقعات رونما ہوئے جس کا ذکر ہم کریں گے۔

غرب کے حکمران کا خط

جب سلطان ابو بکر نے ریاس کے واقعہ سے فراغت پائی تو وہ بونہ کی طرف چلا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے سمندری سفر کے ذریعہ بجایہ گیا۔ اس دوران اس کا دل اس بات سے بہت تنگ ہو گیا تھا کہ بنی عبدالواد اس کے علاقوں کو حاصل کرنے پر اصرار کرتے تھے اور اس کی سرحد اور وطن کی

طرف فوجوں کو بھیجتے تھے لہذا اس نے مغرب کے بادشاہ سلطان ابی سعید کے پاس جانے کے لئے سوچ بچار کی تاکہ اسے اپنے اور اس کے اسلاف کے گزشتہ تعلقات کی یاد دہانی کرائے اور یہ بھی بتائے کہ بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا کیا تعلق تھا تاکہ وہ انہیں روکے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے امیر ابو زکریا کو قاصد مقرر کیا اور اس کے ساتھ ہی ابو محمد عبداللہ بن تافراکین کو بھیجا جو موحدین کے مشائخ میں سے بڑا خطیب اور اس کی شور مئی کا مشیر تھا۔ انہوں نے بجایہ سے سمندر کا سفر کیا اور پھر عناسہ کی بندرگاہ پر اترے۔ حاکم مغرب ان کی آمد سے بہت خوش ہوا اور اس نے وفد کی عزت افزائی کی۔ اس نے پھر اس شرط پر ان کے اور اپنے دشمن سے لڑائی کرنے کو قبول کیا کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے۔ بعد ازاں سلطان ابوسعید اور سلطان ابویحییٰ دونوں اپنے لشکروں کے ساتھ تلمسان میں مقررہ جگہ پر پہنچے۔ اس کے بعد سلطان ابوسعید نے سنہ 621 میں سبتہ کے بحری بیڑے کے سالار یحییٰ الرنداجی کو مولانا سلطان ابوبکر کے پاس بہترین مال دے کر بھیجا تو وہ ابن ابی عمران کے سلسلے میں بات کرنے سے رک گیا۔ اس دوران جب ابن السلطان اور اس کے معاون اس کے پاس آئے تو اس نے اس سلسلے میں باتوں کو دہرایا اور تقریر کے دوران سلطان ابراہیم بن ابی حاتم العزنی کو اپنی نیابت کے لئے مقرر کیا اور اسے وفد کے ساتھ بھیجا۔ یوں وہ سلطان کو سنہ 630 کے آخر میں ملے اور اس نے اپنے دشمن کو نکال باہر کیا، اس طرح اس کے دل نے شفا پائی لہذا امیر کے دوست دشوار راستوں کو طے کر کے اس کے پاس آئے اور اس نے انہیں سنہ 631 میں اپنے بحری بیڑوں کو اس کے پاس بھیجا۔ اس نے ان کے بھیجنے کے لئے موحدین کے مشائخ میں سے ابوالقاسم بن عتو اور محمد بن سلیمان ناسک کو بھیجا جس کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے لہذا وہ بڑی عزت کے ساتھ و شیر کے ہاں اترے۔ ان کے جلوسوں، دعوتوں اور سامانوں کی شان و شوکت دونوں حکومتوں کے لئے باعث فخر تھی اور جن کا زمانے میں ہمیشہ تذکرہ ہوتا رہے گا۔

بنو عبدالواد کی فوج کے فرار ہونے کا بیان

ہم جیسے کہ سنہ 631 کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا تو اس کے بعد سلطان ابوالحسن حکمران بنا۔ اس نے ابوتاشفین کو پیغام بھیجا کہ وہ عمان کو ابلا دموحدین میں فساد کرنے اور ان پر زیادتی کرنے کے باعث انہیں گرفتار کر لے تو اس نے ضد اور تکبر سے کام لیا اور بہت سخت جواب دیا لہذا وہ سنہ 632 میں ان کے دادخواہ کے طور پر اس پر حملہ آور ہوا اور شہروں کو تیزی سے طے کرتا ہوا تلمسان پہنچ گیا۔ اس دوران اس کی فوجیں بجایہ سے ہٹ کر ان کے سلطان کے پاس چلی گئیں۔ بعد ازاں سلطان ابوالحسن تلمسان سے بجایہ کے حالات معلوم کرنے اور اس کا محاصرہ کر کے دشمن کو روکنے کے لئے آیا۔ اس نے پھر اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک بڑی فوج بھیجی جس کا سالار محمد البطوی کو مقرر کیا۔ اس کے بحری بیڑوں نے اس فوج کو سواحل دھران سے سوار کروایا لہذا وہاں آگئے اور ان کا مناسب عزت اور وظائف سے استقبال کیا گیا۔ بعد ازاں سلطان ابوالحسن نے ابوبکر کو اپنے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کرنے کے لئے اٹھایا جیسا کہ اس کے باپ اور اس کے بیٹے امیر ابوزکریا کے درمیان یہ شرط طے ہوئی تھی لہذا سلطان حملے کی تیاری اور رکاوٹوں کے دور کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سلطان ابوالحسن تا سالہ میں ایک ماہ تک اس کے انتظار میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا۔ اس دوران اسے تا سالہ سے اطلاع ملی کہ اس کے بھائی سلطان ابوعلی حاکم جلماسہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا ہے اور اس نے درعہ جا کر وہاں اس کے عامل کے ساتھ صلح کرنے اور جلماسہ میں اس کی حیثیت کے پیش نظر اس سے دور رہنے کی شرط کے بعد قتل کر دیا ہے۔ جب اسے یہ اطلاع پہنچی تو وہ اسے دور کرنے کے لئے مغرب کی طرف واپس چلا گیا۔ دوسری طرف ابوبکر اس دوران میں تونس سے فوج اور تیاری کے ساتھ جا چکا تھا لہذا وہ بجایہ پہنچا۔ اس نے پھر اپنے ہراول دستوں کو بنی عبدالواد کی ان سرحدوں کی طرف بھیجا جو بجایہ کا احاطہ کئے ہوئے تھیں۔ انہوں نے اس کی فوج کو شکست دے دی۔ اس نے پھر اپنی تمام فوج کے ساتھ تیز دکت پر حملہ کیا۔ وہاں جو فوج حملہ روکنے کے لئے تیار کی گئی تھی وہ بھاگ گئی۔ اس نے پھر وہاں ٹھہر کے اسے برباد کر دیا اور اس کے اموال اور اسلحہ کو لوٹ لیا۔ یوں اس نے اس کے آثار کو مٹا دیا اور وہاں سے پھر سیلہ چلا آیا جو گمراہی میں تیز دکت کی بہن تھی۔ وہ دراصل زوادہ میں سے اولاد سباع کا وطن تھی اور ان کے مشائخ سلیمان اور یحییٰ تھے جو علی بن سباع کے بیٹے تھے۔ جبکہ ان کا چچا عثمان بن سباع اور اس کا بیٹا سعید، ابوتاشفین کی اطاعت سے متمسک تھے۔ اس دوران اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا تو اس کی فوجیں بلاد موحدین کو روندنے اور ان میں فساد برپا کرنے کے لئے چل پڑیں۔ اس دوران ابو تاشفین نے انہیں بلاد مسیلہ، جبال مشنان، دانوغہ اور جبل عیاض جاگیر میں دیدیئے لہذا انہوں نے ان جاگیروں کو اس کے علاقوں میں بدل دیا۔ جب سلطان نے بجایہ سے ان کی فوجوں کو بھگا دیا اور ان کی سرحد کو گرا دیا تو بجایہ کے علاقوں کو واپس لے لیا، وہ اس تمام علاقے میں از سر نو اپنی دعوت دینا چاہتا تھا۔ اس دوران اس نے علی بن احمد کو جو اولاد محمد کا سردار تھا، اولاد سباع سے لڑنے کے لئے بہت اکسایا، یہ لوگ ان کے ہمسرا اور ان سے کینہ رکھنے والے تھے لہذا اس نے لڑائی کرتے ہوئے مسیلہ کی طرف کوچ کیا یہاں کہ وہ پہنچ گیا اس نے پھر ان کی نعمتوں کو کاٹ دیا اور فیصلوں کو برباد کر دیا۔ اس دوران اسے اپنے مقام پر عبدالواحد بن سلطان اللحمیانی کی حالت کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اسے تونس کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے باپ سلطان ابی یحییٰ کی وفات کے بعد جب سنہ 629 میں مشرق سے آیا تو ذباب کے ہاں اترا۔ بعد ازاں عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کی جو قابس میں مشائخ کا رئیس تھا، لوگوں نے پھر ایک دوسرے سے باتیں سنیں۔ اس وقت افریقہ فوجوں اور محافظوں سے دور تھا کیونکہ وہ سلطان کے ساتھ چلے گئے تھے لہذا حمزہ بن عمر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کے پاس آ کر اس کی بیعت کر لی۔ وہ پھر الحضرۃ چلا گیا اور اس کے صحن میں جا اترا۔ اس دوران وہ عبدالواحد بن اللحمیانی ابن مکی کے ساتھیوں کے ساتھ البلاء کی طرف گیا اور وہاں جا کر

انہوں نے اقامت اختیار کر لی جو یہی یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ الحضرة سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر اپنے آگے آگے محمد بن البطوی کو جو اس کے خواص میں سے تھا، ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا جو انہوں نے اسی کام کے لئے منتخب کی تھی۔ یہ خبر سن کر ابن اللخیمانی اور اس کی فوج اپنی آمد کے پندرہ روز بعد تونس سے بھاگ گئے اور البطوی تونس پہنچ گیا۔ سلطان بعد ازاں عید الفطر سنہ 632 کے ایام میں وہاں آ گیا۔

ابن سید الناس کے فتنے کی روداد

ہم قبل ازیں اس آدمی کی اولیت کے متعلق عرض کر چکے ہیں کہ اس کا باپ ابوالحسن بجایہ میں امیر ابوزکریا کا حاجب تھا۔ جب اس نے سنہ 690 میں وفات پائی تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو سلطان کی کفالت میں پیچھے چھوڑا لہذا اس نے اس کے زیر سایہ پرورش پائی۔ یہ اپنے باپ کے بعد ابن ابی حمی اور الرخامی کی طرح جو اس کے باپ کے پروردہ تھے، حکومت کا حاجب بنا۔ وہ اس کے حق کو پہنچاتے اور بڑائی میں اسے اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے۔ اس دوران اسے ابن عمر کے زمانے کے سوا بچپن اور جوانی کی عمر میں کبھی بزرگی سے ہٹایا نہیں گیا۔ جب سلطان ابو یحییٰ نے تونس حاصل کرنے کے لئے قسطنطینہ کی طرف کوچ کیا اور ابن عمر نے فوجیں اور ہتھیار فراہم کئے اور اس کے لئے حاجب، وزیر اور جرنیل مقرر کئے تو یہ ان لوگوں میں شامل تھا، جو محمد بن سید الناس نے اس کے ساتھ فوج پر جرنیل بنا کر بھیجے تھے۔ یہ سلطان کا سفر تھا اور اسے اس کے ہاں خصوصیت حاصل تھی۔ اس کے بعد اس نے ابن عمر کی وفات کے بعد جب اس نے ابن قائلون کو بجایہ سے جدا کر دیا، اسے وہاں کا امیر مقرر کیا لہذا اس نے زنا تہ کی افواج کے مقابلے میں بجایہ کی حفاظت کی اور بہت بڑے کارنامے دکھائے۔ اس وقت اس کے اور قائد زنا تہ موسیٰ بن علی بن زبون کے درمیان اختلافات پائے جاتے تھے اور دونوں سلطان کے ہاں اپنے دوست کے مقام کو حاصل کرنا چاہتے تھے لہذا اس نے ان دونوں کی بات کو سمجھ لیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے سنہ 627 میں اسے حجابت کا عہدہ سپرد کر دیا۔ اس نے پھر بجایہ میں محمد بن فرمون اور احمد بن مزید کو اپنا جانشین بنایا تاکہ وہ دشمن کی مدافعت اور امیر ابوزکریا بن سلطان کی کفالت کا کام سنبھال سکیں۔ اس کے بعد وہ سلطان کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے شاہی محلات میں ٹھہرایا اور اسے اپنی سلطنت کے امور آزادانہ طور پر عطا کر دیئے۔ اس پر وہ بے قابو ہو گیا اور سلطان نے اسے ڈھیل دے دی۔ اس نے پھر کچھ ایسی لغزشیں شمار کیں جو اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ دشمن کا دوست بن رہا ہے۔ اور انہیں طاقتور کر کے اپنے آقا کو ہٹا رہا ہے۔ اس دوران بجایہ کی سرحد کی حفاظت کی وجہ سے جو مقام اسے حاصل ہو چکا تھا، سلطان نے اسے مہلت دیدی اور دوسرے کاموں میں معروف رہا۔ جب مطلع صاف ہو گیا اور ابوالحسن نے اپنی گھات سے ان پر جھانکا تو سلطان ابوبکر نے بجایہ پر حملہ کیا اور تیز زوکت کو برباد کر دیا۔ اس وقت خواص نے حاجب محمد بن سید الناس کے متعلق اسے اکسایا تو اس کی آزادی نے اسے غصہ دلایا اور اس نے اسے گرفتار کر لیا جب ربیع سنہ 633 میں اس حملے سے اس کی واپسی ہوئی تو اس نے اسے قید کر دیا پھر اس نے مال وصول کرنے کے لئے اسے طرح طرح کے عذاب دیئے مگر وہ مال کا ایک قطرہ بھی حاصل نہیں کر سکا۔ وہ پھر مسلسل اسے رضاعت اور اس کے اسلاف کے ساتھ اپنے باپ کے احسانات کے واسطے دیتا رہا یہاں تک کہ عذاب نے اسے ڈس لیا۔ اس کے بعد اس نے فحش باتیں شروع کر دیں، اس نے پھر سلطان سے مقابلہ کیا لہذا لاشی سے اس کا سر کچل کر اسے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو گھسیٹا گیا اور الحضرة کے باہر جلا دیا گیا، یوں اس کے نشانات منادیئے گئے گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھا۔ جب سلطان نے علی بن سید الناس کو گرفتار کیا اور اس کی آزادی کے اثرات منائے تو اس نے اپنی حجابت، کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو سپرد کی۔ وہ حج سے اس وقت واپس آیا جب ابن مکی نے عبدالواحد بن اللخیمانی کی بیعت کی لہذا وہ پھر تیز زوکت جاتے ہوئے سلطان کو راستے میں جا ملا اور الحضرة میں داخل ہونے تک اس کے ساتھ رہا۔ اس نے علی بن سید الناس کو گرفتار کرنے کے بعد حجابت اس کے سپرد کر دی۔ لیکن وہ کمزور آدمی تھا جو لڑائی نہیں کر سکتا تھا لہذا سلطان نے لڑائی اور تدبیر امور کا کام محمد بن عبدالکحیم کو سپرد کر دیا جو ان دنوں اس کا عظیم راز دار تھا۔ اس نے پھر الحضرة کے پیچھے جو علاقہ تھا، وہ محمد بن علی بن محمد بن حمزہ بن ابراہیم بن احمد کے سپرد کر دیا۔ یاد رہے کہ اس کا نسب بنی الغر فی سے ملتا ہے جو سب سے رو ساء ہیں۔ اس کا دادا احمد بن محمد بن ابوالعباس کہتے ہیں اور وہ علم، دین اور رائے میں بہت مشہور ہے جبکہ ابن القاسم موحدین کے بعد سب سے کا خود مختار سردار ہے۔ اس کی اولیت واقعہ محمد بن یحییٰ بن ابی طالب الغر فی نے خود بتایا ہے جو سب سے میں الغر فیوں کا آخری سردار ہے۔ حسین نے بھی مجھے بتایا جو اس کے چچا عبدالرحمن

بن ابی طالب کا بیٹا ہے۔ اسی طرح دوسرے ثقہ آدمیوں نے مجھے ابراہیم کے متعلق بتایا جو ان دونوں کے چچا ابو حاتم کا بیٹا ہے۔ وہ سب بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم الغرنی کا ایک بھائی ابراہیم نام کا تھا جو اپنی جان پر بہت ظلم کرتا تھا ایک بار اس نے سبتہ میں ایک آدمی کو قتل کر دیا تو اس کے بھائی ابوالقاسم نے حلف اٹھایا کہ وہ اس سے قصاص لے گا لہذا وہ بھاگ کر دیا مشرق میں چلا گیا اور یہ ان کا آخری واقعہ ہے جو کہ محمد اس کے بیٹوں میں سے ہے۔ ان کے سرداروں کی روایت کے مطابق بقیہ واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم کے ہاں پھر محمد پیدا ہوا پھر محمد کے ہاں حمزہ اور حمزہ کے ہاں علی پیدا ہوا جس نے سلطان ابو بکر کی حکمرانی کے زمانے میں غربی سرحدوں میں قرأت اور طب کا علم حاصل کیا۔ جب ایک دن سلطان کو درد ہوا اور وہ دو اؤں سے عاجز آ گیا تو اطباء کو اس کے لئے اکٹھا کیا گیا، ان میں یہ علی بھی موجود تھا لہذا اس نے مرض کا اندازہ لگا کر اس کی اچھی دوا دی، یوں اسے سلطان کے ہاں اچھا مقام مل گیا اور اس نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا۔ بعد ازاں اپنے خواص اور خلوتیان راز میں شامل کر لیا اور اسے حکومت میں ایسا مقام حاصل ہوا کہ کوئی شخص بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اسے حکومت میں حکیم کے نام سے بلایا جاتا تھا، اس کے بعد اس کا فرزند بھی اسی نام سے مشہور ہوا۔ اس نے قسطنطینہ کے ایک گھرانے میں رشتہ داری کی تو انہوں نے اس کی شادی کروادی اور پھر اس کے خاندان والے سلطان کے حرم سے مل گئے۔ بعد ازاں اس کا بیٹا محمد سلطان کے محل میں پیدا ہوا اور اس کے بیٹے نے امیر ابو بکر کے ساتھ دودھ پیا۔ اس نے حکومت کی گود اور کفالت میں بہت اچھی تربیت پائی۔ جب وہ جوان ہو کر انتہا کو پہنچا تو رئیس الدولت یعقوب بن عمر نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیری، یہ سلطان کے خواص اور مخلصین کے درمیان سب سے زیادہ سرداری کا مستحق تھا۔ جب سلطان نے افریقہ پر حملہ کیا تھا تو اسے ایک بڑی فوج کی قیادت دی تھی پھر ابن عمر کی وفات کے بعد جب ابن سید الناس بلجہ سے بجایہ چلا گیا تو اس نے اسے بلجہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ بلجہ حکومت کا سب سے بڑا علاقہ تھا لہذا اس نے وہاں خوب طاقت حاصل کی۔ اس کے بعد جب سلطان نے ابن سید الناس کے فتنے میں اپنے خواص سے مشورہ کیا تو اسے اس کے سپرد کیا لہذا اس نے اسے گرفتار کر کے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ ریاض راس الطابیہ کے ایک کمرے میں بیڑیوں سے جکڑ دیا۔ بعد ازاں ابن سید الناس نے سلطان اور صاحب مرتبہ لوگوں سے استدعا کی لہذا جب یہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اس کی مشکلیں باندھ دیں اور اسے برج میں موجود اس کے قید خانے میں کھینچ کر لے گئے جو اس جیسے لوگوں کو عذاب دینے کے لئے قصبے میں خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ بعد ازاں ابن حکیم نے اس کی آزمائش اور عذاب کی ذمہ داری لی، یہاں تک کہ یہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اسے لڑائی اور اس کے منصوبوں کی تدبیر پر مقرر کیا اور ساتھ ساتھ الحضرة کے پرے کا علاقہ اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے پھر اموال کے دینے اور اوامر کی تحریر کا کام ابن عبدالعزیز کے سپرد کیا لہذا وہ حکومت کا بار اٹھانے میں اس کے برابر تھا لیکن ابن عبدالحکیم نے جبکہ اسے جنگی تدابیر اور کتابت کی ریاست حاصل تھی، تلوار کو قلم پر ترجیح دی لہذا اس نے اپنی سرداری سے قوت اور آسودگی حاصل کی۔ اس کے اور حکومت کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ابوالعباس کا دور حکمرانی

جب غربی سرحدوں، الحضرة اور اس کے نواحی علاقوں کی تقسیم کی وجہ سے اہل جرید سے حکومت کا سایہ سمٹا تو ان کی حکومت مشائخ کے مشورے سے چلنے لگی، سوائے ان اوقات کے جب وہ خود مختاری کی آرزو کرنے لگے جیسا کہ موحدین سے قبل ان کی حالت تھی۔ اس کے بعد عبدالمومن افریقہ آیا۔ اس وقت بنی الاندلس، قفصہ اور قسطنطینہ پر اور ابن طاؤس تو زور پر اور ابن مطروح، طرابلس پر حکمران تھے۔ سلطان ابو بکر پھر اپنی مشتعل حکومت کے قیام کے بعد ان سے غافل ہو گیا۔ یوں اس کا حفصی دعوت کے ساتھ منفرد ہونا، آل یمن اس بن زیان کے ساتھ لڑائی کرنے اور ان کی فوجوں کو حمزہ بن عمر کے ساتھ اپنے اوطان پر حملہ کرانے کا باعث بن گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے انہیں روکنا اور اپنی کمین گاہوں سے ان پر جھانکنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد وہ خود مختاری کے بعد اپنے گھونسلوں میں واپس آ گئے اور غربی سرحدوں سے ان کا محاصرہ نرم پڑ گیا، یوں حکومت کے کندھوں سے ان کا بوجھ ہٹ گیا اور حکومت کے خلاف باغیوں کا اضطراب ماند پڑ گیا۔ رفتہ رفتہ بری افواہیں اڑانے والوں کی آوازیں ان کی ہلاکت کی جگہوں میں دب گئیں۔ اس کے بعد سلطان نے گمراہ کرنے والے بھیڑیوں اور بھونکنے والے کتوں کی جانب اپنی نظر پھیری جو شہروں کے رہنما اور بیابانوں کے اعراب تھے لہذا اس نے سنہ 635 میں قفصہ پر حملہ کیا جہاں یحییٰ بن محمد بن علی بن عبدالجلیل بن العابد الشریدی

آزاد حکمران بنا بیٹھا تھا۔ اس نے کئی روز تک قفصہ سے لڑائی کی اور فوجیں ان پر کئی طرح سے حملہ آور ہوتیں رہیں۔ اس نے پھر وہاں پر منجیقین نصب کر دیں تو انہوں نے تحفظ اختیار کر لیا لیکن اس نے ان کی تدبیروں کا خاتمہ کر دیا اور ان کی مدد روک دی۔ اس کے بعد انہوں نے امان طلب کر لی تو اس نے انہیں امان دے دی۔ آخر کار ان کا آخری رئیس ابن عبد الجلیل اس کے پاس آیا تو اس نے اسے الحضرۃ کی سمت بھجوا دیا۔ اس نے پھر اسے اور اس کی قوم بنی عابد کے جوانوں کو وہاں اتارا اور ان کے باقی ماندہ لوگ قابس کی طرف بھاگ گئے لہذا وہ ابن مکی کے پڑوس میں اتر اور اہل شہر اس کے حکم کے تحت واپس آ گئے۔ اب اس نے ان سے اچھی طرح درگزر کیا، انصاف کیا اور ضرورت مندوں کو جاگیریں دیں۔ ان کے ہاتھوں میں جو شاہی تحریرات تھیں، اس نے ان کی تجدید کی پھر اس نے کئی آدمیوں کو اپنے مخصوص شہر امیر ابو العباس کے زمانے میں رہائش کے لئے ترجیح دی اور اسے ان کے درمیان اتارا۔ اس نے پھر اسے قسطنطنیہ اور اس کے نواح کی امارت دی اور اس کی حجابت پر ابو القاسم بن عتو کو مقرر کیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ پھر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال رمضان میں اس میں داخل ہو گیا۔

سوسہ پر نئے حکمران آتے ہیں

جب سلطان نے اپنے حاجب ابن سید الناس کو ہٹایا تو اس کے فرزند امیر ابو زکریا کی حجابت محمد بن فرحون نے سنبھالی۔ اس دوران آل بنمر اس کو ان کے دشمن نے جو تکلیف پہنچائی، اس نے اسے درد مند کر دیا۔ اس نے پھر اپنی حکومت کے حالات کو ٹھیک کرنے اور اپنے علاقوں کی بنیادوں کو اچھے آدمیوں کے ذریعے مضبوط کر دینے کے لئے نظر دوڑائی تو اس نے سوسہ اور بلاد ساحلیہ پر اپنے دو بیٹوں عزوز اور خالد کو امیر مقرر کیا، یہ دونوں حکومت میں حصے دار تھے۔ اس نے انہیں سوسہ میں اتارا اور ان کے ساتھ محمد بن ہٹاہر کو بھی اتارا جو حکومت کا معاون اور اہل اندلس کے ان لوگوں میں شامل تھا جو مسافر بن کر یہاں آئے تھے۔ ان کے اسلاف کی مرسیہ میں ریاست تھی جو قبیلوں کے حالات میں ایک مشہور ریاست ہے۔ اس کا بھائی ابو القاسم الحضرۃ میں صاحب الاشراف تھا لہذا وہ دونوں اسی حالت میں وہاں قیام پذیر رہے۔ اس دوران جب محمد بن طاہر فوت ہو گیا تو سلطان نے محمد بن فرحون کو بجایہ سے بلایا اور اسے کہا کہ وہ جسے چاہے اپنی حجابت پر مقرر کر دے۔ اس نے پھر ابن فرحون کو سنہ 635 میں ان دو صغیرن امیروں کے ساتھ اتارا۔ اس دوران امیر ابو زکریا نے اسے بلایا تو وہ اس کے پاس واپس چلا گیا، یہ دونوں امیر سوسہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن الحکم کو ہٹا دیا پھر اس کے رشتے دار محمد بن الزکریا کو مہدیہ جانے کو کہا جسے وہاں ابن الحکم نے اس وقت سے اتارا ہوا تھا جب اس نے مہدیہ کو اہل رحیس کے ایک آدمی سے جو اس پر متغلب تھا، چھین کر فتح کیا تھا۔ اس کا نام عبد الغفار تھا اور اس نے اپنے لئے وہاں ایک قلعہ بنایا تھا اور اپنے اس رشتے دار کو وہاں اتارا تھا، اس نے اسے فوج اور رسد سے بھر دیا تھا مگر یہ چیزیں اسے کچھ کام نہیں آئیں۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ابن الزکریا کو بھی ہٹا دیا گیا۔ سلطان نے پھر اپنے بیٹے امیر ابو البقاء کو ان دونوں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا جبکہ اس نے امیر ابو فارس کو سوسہ کی امارت دی لہذا وہ دونوں اپنی موت تک وہاں رہے۔ ان کی موت کے واقعہ کو ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

قسنطینیہ پر امیر ابی عبداللہ کی حکومت کی روداد

امیر ابو عبداللہ اپنے باپ کے بیٹوں میں اس کی عنایت اور پسندیدگی کے لئے سب سے مخلص تھا لہذا اس نے اس پر پوری توجہ صرف کی اور اسے اپنی محبت کا مرکز بنایا کیونکہ وہ اس میں امیر بننے کی علامات دیکھتا تھا، لوگ بھی اسے اس کا حقدار جانتے تھے۔ اس دوران ہوا یہ کہ ابن عمر غربی سرحدوں بجایہ اور قسنطینیہ پر خود مختار حاکم تھا اور زنا تہ کے دشمنوں کو جوان سرحدوں کا مطالبہ کرتے تھے، ان سے دور کرتا تھا، جب ابن عمر سنہ 619 میں فوت ہو گیا تو سلطان نے اپنے علاقوں پر نظر ڈالی اور بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو امیر مقرر کیا، اس نے اس کی حجابت پر ابن القالون کو مقرر کیا اور اسے اس کے ساتھ دشمن کی مدافعت کے لئے بھیج دیا۔ اس نے پھر قسنطینیہ پر امیر ابو عبداللہ کو امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ احمد بن یاسین کو بھی بھیجا۔ یہ سب سنہ 620 میں تونس سے چلے اور ہر کوئی اپنی عملداری میں جا ترا۔ اس دوران ظافر الکبیر عرب سے آیا تو سلطان نے اسے قسنطینیہ میں اپنے بیٹے کا حاجب مقرر کر دیا اور اسے وہاں اتارا یہاں تک کہ وہ سنہ 627 میں تیز روکت میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حجابت کے لئے ابوالقاسم بن عبدالعزیز الکاتب تونس سے آیا لہذا اس نے چالیس روز قیام کیا لیکن پھر الحضرۃ کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے بجایہ کی حجابت کے ساتھ قسنطینیہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دے دی جس نے وہاں اپنے غلام کو ہلال کو نائب بنا کر بھیج دیا جو موسیٰ بن علی قائد بنی عبدالواد کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا تھا۔ یوں وہ امیر ابو عبداللہ کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ جب امیر ابو عبداللہ اس کے پیچھے پیچھے آیا تو ابن سید الناس مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور پھر خود مختاری کرنے لگا۔ بعد ازاں سلطان نے اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی اور وہ اپنے کاموں میں اس سے مشورہ کرتا اور خلوت میں راز و نیاز کرتا۔ اس نے پھر قسنطینیہ میں اس کے ساتھ معلوجین میں سے نبیل کو اتارا جو رسم حجابت ادا کرتا تھا۔ اس نے پھر سنہ 634 میں ظافر السنان کو تونس سے سامان کی تیاری اور لڑائی کی قیادت کے لئے بلایا۔ وہ اس کام کے لئے آیا، ڈیڑھ سال رہنے کے بعد پھر واپس چلا گیا اور پھر پہلے کی طرح نبیل اس کی حجابت کا کام کرنے لگا۔ اس نے بعد ازاں یعیش کو فوجوں کی قیادت اور وطن کی حفاظت کے لئے بھیجا لہذا اس نے اس سے مراسم خدمت اور حکومت کے مراتب تقسیم کر لئے۔ اس دوران امیر ابو عبداللہ کا یہی حال رہا اور اس کا ملوکانہ جلال اور غلبہ بڑھتا رہا کہ اسے موت نے آیا۔ وہ سنہ 637 کے آخر میں مر گیا، اس کے بعد اس کے بڑے بیٹے امیر ابوزید عبدالرحمن نے حکومت سنبھالی لہذا سلطان ابو بکر نے اسے اس کے باپ کے کام پر مقرر کر دیا تاکہ نبیل مولا ہم کی اس صغریٰ کی وجہ سے نگرانی کرتا رہے۔ حکومت کے آخری دنوں تک ان کا یہی حال رہا اور اس کے بعد کے حالات کا تذکرہ ہم ابھی کریں گے۔

حمزہ کی وفات اور دیگر واقعات

جب سلطان ابوالحسن تلمسان اور اس کے علاقوں پر قابض ہو گیا اور آل زیان کی جڑ کٹ گئی تو زنا تہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور کئی لوگ اس کے جھنڈے تلے آگئے قبیلوں نے بھی اس کی اطاعت اختیار کر لی اور دل اس کے رعب سے دھڑکنے لگے۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر افریقی ممالک کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا۔ اس سے قبل دیدنہ نے بھی ابوتاشیفین کے ساتھ اسے ان ممالک کے بارے میں بھڑکایا تھا لہذا اس نے حمزہ کی سرکشی اور مستی سے مایوس ہو کر اسے روکا اور سلطان کی مخالفت پر توبخ کی۔ اس نے پھر اس کے لئے دوبارہ اطاعت اختیار کرنے اور اس کی مرضی کے مطابق کام کرنے کے لئے سفارش کا طریقہ استعمال کیا لہذا حمزہ سلطان کے حلم اور اپنے دوست کی سفارش کو وسیلہ بنا کر سلطان کی طرف واپس آیا اور اسے یقین دلایا کہ وہ اپنی بہادری سے عربوں کے دلوں سے اختلاف کا مواد اکھاڑ پھینکے گا۔ آخر سلطان نے اس کی

بات کو قبول کر لیا اور اسے خیر خواہی اور خلوص نیت کی تلقین کی۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر ہمیشہ ہی اپنی فوج کے سالار محمد بن الحکیم کے مشورے کو صحیح نیت سے مانتا رہا اور سلطان بھی اس سے راضی رہا۔ یوں اس نے افریقہ اور اس کے علاقوں پر غلبہ پا کر وہاں سے فساد کا قلع قمع کر دیا اور بدوؤں کے تمام اونٹوں کا صدقہ لیا۔ اس نے تمام سرکش قبائل کو سرحدوں پر اطاعت اختیار کرنے اور خراج کے اموال سے دست کش رہنے کے لئے جمع کر دیا۔ اس نے اس سلسلے میں بہت سے کارنامے سرانجام دیئے جن سے حکومت ہموار ہو گئی جبکہ قاصیہ میں خود مختاری اختیار کرنے والے ذلیل ہو گئے اور اختلافات کا خاتمہ ہو گیا۔ اس نے پھر سنہ 635 میں مہدیہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عبدالغفار المنزلی نے جواہل رحیس میں سے تھا، مہدیہ پر غلبہ پا لیا۔ اس نے پھر سمعہ پر قبضہ کر کے اس کے والی محمد بن عبدون کو جو اس کے مشائخ میں سے تھا، گرفتار کر لیا اور اسے مہدیہ کے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ اسے اس کی مصیبت کے بعد رہا کر دیا۔ اس کے بعد اس نے توزر سے لڑائی کی یہاں تک کہ ابن بہلول نے عصیبت کے طور پر اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اس کے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے لئے طلب کیا اور بعد ازاں اس نے کئی بار بسکرہ سے لڑائی کی۔ اس دوران یوسف بن منصور مزنی نے اسے اس عہد کی وجہ سے روکا جو سلطان ابو بکر اور اس کے سلف کے درمیان ہوا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ وہ سلطان ابوالحسن کی خدمت کے تعلق کی وجہ سے اسے خراج بھی دیتا تھا لہذا ابن الحکیم اس کے خراج کے پورا ہونے کے بعد اس سے الگ ہو گیا جلد ہی بلا دروغہ پر حملہ کر کے اس کے دار الخلافہ تغرت کو فتح کر لیا۔ اس نے اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور پھر جبل اور اس کی طرف چلا گیا۔ اس نے اس کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس اثناء میں مخالفین کے خلاف ہر جانب سے حکومت نے پرزور تحریک چلائی اور پھر سلطان کی فوجیں ہر علاقے میں گھس گئیں۔ اسی دوران حمزہ بن عمر سنہ 642 میں ابن عون بن ابی علی کے ہاتھوں اچانک نیزہ لگنے سے مر گیا، اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اس کی حکومت کو سنبھالا۔ اس وقت اس کا بڑا بیٹا عمر تھا، اس دوران انہیں یہ بدگمانی ہو گئی کہ حمزہ کا قتل حکومت کے ایماء سے ہوا ہے لہذا وہ اکٹھے ہو گئے اور مشورے کرنے لگے۔ انہوں نے پھر اپنے ہمسروں اولاد مہلہل سے کمک طلب کی۔ لہذا انہوں نے ان کے ساتھ جتھہ بندی کی۔ بعد ازاں ابن الحکیم نے سلطان کی زنا تہ افواج کے ساتھ حملہ کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور ان کے بہت سے سردار مارے گئے۔ پھر وہ الحضرة کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران وہاں اس کی تلاش کی گئی اور انہوں نے اس کا تعاقب کیا لہذا وہ اس کے میدان میں اترا۔ انہوں نے پھر سات روز تک فوجوں سے لڑائی کی لیکن پھر ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ آخر کار طالب بن مہلہل نے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی اور پھر وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد سلطان ماہ جمادی میں اپنی فوجوں اور ہوارہ عربوں کے دستوں کے ساتھ نکلا اور اس نے قیروان کے مضافات میں رقادہ کے مقام پر ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر رمضان کے آخر میں الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور یہ شکست کھا کر بیابان کی طرف چلے گئے۔ وہ اس دوران اپنے راستے میں قفصہ میں امیر ابوالعباس کے پاس سے گزرے اور اسے ان کے باپ کی مخالفت میں رغبت دلانے لگے۔ یہ بھی کہا کہ وہ اس سے الحضرة پر حملہ کروا دیں لہذا اس نے انہیں اس بارے میں مہلت دی یہاں تک کہ اس نے حمزہ کے وزیر المعز بن مطاع پر کامیابی حاصل کر لی جو بغاوت اور جھوٹ کا سرغنہ تھا۔ اس نے پھر اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو الحضرة کی طرف بھیج دیا۔ جہاں اسے نمایاں جگہ پر نصب کر دیا گیا۔ اس سے اسے سلطان کے ہاں اچھا مقام حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ الحضرة گیا اور ایک تقریب میں جس میں بڑے بڑے سردار اور حکومت کے کارکنان جمع تھے، اس کی بیعت کر لی۔ وہ ایک بڑے اجتماع کا دن تھا جس میں سب کے سامنے عہد کو پڑھا گیا۔ اس کے بعد وہ سلطان کے داعی بن کر وہاں سے نکلے۔ بعد ازاں بنو حمزہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور وہ اس پر قائم رہے یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

ابو محمد بن تافراکین کی حکمرانی کا دور

اس آدمی کا پورا نام احمد بن اسماعیل بن عبدالعزیز الغانی تھا جبکہ کنیت ابوالقاسم تھی۔ اس کے اسلاف دراصل اندلسی تھے جو مراکش چلے آئے تھے۔ انہوں نے پھر وہاں پر موحدین کی خدمت کی اور اس کا باپ اسماعیل پھر تونس میں ٹھہر گیا۔ القاسم نے وہیں پرورش پائی، بڑا ہوا تو حاجب ابن الدباغ نے اسے اپنا کاتب بنا لیا۔ جب سلطان ابوالبقاء خالد تونس میں آیا اور اس نے ابن الدباغ کو برطرف کر دیا تو عبدالعزیز نے حاجب بن عمر کی پناہ لی بعد ازاں تونس سے نکل کر قسطنطنیہ چلا گیا اور ظافر الکبیر وہاں ٹھہر گیا لہذا اس نے اسے خادم بنا لیا یہاں تک کہ اسے اندلس کی طرف جلا وطن

محمد عبداللہ کو جن لیا، اس نے پھر اس کی صحبت کو ترجیح دی اور وہ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ مصوح کی لڑائی ہوئی اور اس نے بہت سے موحدین کو گرفتار لیا جن میں یہ بھی شامل تھا۔ بعد ازاں سلطان ابو بکر نے اس پر احسان کیا اور یہ اس کی عنایت سے بلند مراتب حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے شیخ ابی محمد بن القاسم کے بعد اسے سنہ 742 میں موحدین کے شیخ بنا دیا۔ اس نے پھر اسے اپنے بیٹے امیر ابو زکریا یعنی والی بجایہ کے ہمراہ مغرب کے شاہ کے پاس بنی عبدالواد کے خلاف دادخواہی کے لئے بھیجا لہذا وہ سلطان کی خدمت میں اتر اور اپنی سفارت پیش کی، بعد ازاں انبار کی طرف چلا گیا اور وہ اپنی زندگی کے باقی دنوں میں بھی مغرب کے حکمران کی طرف سفارت کے لئے مختص رہا۔ اس وقت حاجب ابن سید الناس اس کے مقام سے جلتا تھا لہذا اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو سلطان نے اس کی مدافعت کی۔ کہتے ہیں کہ اس کے دل میں اسے مصیبت میں ڈالنے کا جو خیال تھا اس نے اسے اس تک پہنچا دیا۔ اس دوران جب ابن عبدالعزیز حاجب اور ابن الحکیم قائد کے درمیان لڑائی، تدبیر اور سلطان سے دوستی اور اس کے احکام کی تعمیل کے کام تقسیم ہوئے تو وہ مشورے اور تدبیر میں سب سے فائق تھا، اسی لئے وہ اس کی طرف اشارہ کرتے اور اس کی رائے پر اعتماد کرتے تھے۔ یہ ان کے چولہوں کا تیسرا پایہ تھا۔ وہ جب حاجب بن عبدالعزیز سلطان کے پاس گیا تو انہوں نے خیال کیا کہ اس کی وفات ابن الحکیم کی تحذیر اور اس کی بری سازش کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس نے تونس کے میدان میں سنہ 742 میں اس کے ساتھ اس وقت مذاکرات کئے تھے جب عرب اس کے پاس آئے تھے جیسا کہ ہم پہلے سلطان کے ان حالات میں بیان کر آئے ہیں جو بنی ابی دوس کے چند آدمیوں پر غلبہ پانے کے سلسلے میں ہیں جو الحضرة میں قید کئے گئے تھے۔ اس کے بعد خیانت نے اس کی زبان پر سلطان کے نفس نفیس عربوں کی بغاوت نہ کرنے کے سلسلے میں شور ڈلوادیا اور ابن عبدالعزیز نے یہ بات اس کی موت کے وقت سلطان تک پہنچا دی۔ اس کے بعد وہ خود برأت کا اظہار کرتا ہوا اس کے پاس آ گیا لہذا اس نے اسے یاد رکھنے والے کانوں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابن الحکیم کی وفات ہو گئی۔ جب وہ مر گیا تو شیخ الموحدین ابو محمد بن تافراکین والی بنا، اس نے پھر ابن الحکیم کی مصیبت کے بارے میں اس سے گفتگو کی، وہ اس کا انتظار کرتا تھا کیونکہ ان کے مابین محبت تھی اور اس وقت ابن الحکیم قاصیہ پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں الحضرة سے غائب تھا، اس نے پھر جبل اور اس سے لڑائی کی، وہ اس میں گھس گیا اور اس کا خراج حاصل کیا۔ بعد ازاں وہ الزاب کے علاقے میں چلا گیا اور اس کے عامل یوسف بن منصور سے اس کا خراج لیا۔ وہ پھر ریغہ کی طرف بڑھا، تغرت سے لڑائی کی اور اس میں گھس گیا۔ اس طرح اس کی فوج کے ہاتھ ان کی بھائی اور گھوڑوں سے بھر گئے۔ جب اسے ابن عبدالعزیز کی وفات اور ابو محمد بن تافراکین کے حاجب بننے کی خبر ملی تو اس نے اس بات کو برا خیال کیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ سلطان اس کی ولایت کے بارے میں اس سے مکاری نہیں کرے گا اور وہ اس کے لئے اپنے کاتب ابو القاسم دازار و پری کو تیار کر رہا تھا کیونکہ اس سے قبل ابن عبدالعزیز نے اس پر ترجیح دیتے ہوئے اس سے امتیاز نہیں کیا تھا لہذا جو کچھ ہوا، وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ یوں اس نے بہت اندیشہ کیا اور اپنے اصحاب کو اکٹھا کر کے سرعت تمام الحضرة کی طرف چل دیا۔ اس کے بعد سلطان نے ابو محمد بن تافراکین سے اس کی مصیبت کے متعلق مشورہ کیا۔ بعد ازاں خواص کو اس کی گرفتاری کے لئے تیار کیا۔ وہ پھر نصف ربیع سنہ 744 کو الحضرة آیا تو سلطان نے اس کے لئے بہت بڑا جلسہ کیا اور پھر اپنے تحائف جو چوپاؤں اور غلاموں وغیرہ پر مشتمل تھے، پیش کئے۔ جب جلسہ ختم ہوا تو سلطان کے وزراء نے اس کی مشایعت کی اور وہ اپنے دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے پھر اپنے خواص کو اشارہ کیا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اٹھا کر قید خانے میں لے گئے۔ انہوں نے پھر اس سے اموال حاصل کرنے کے لئے اسے بہت عذاب دیئے لہذا اس نے اموال کو اپنے ہاں سے نکالا جہاں اس نے انہیں چھپایا ہوا تھا۔ اس طرح شاہ کے خزانے میں اس سے چار لاکھ کا خالص سونا اور اتنی ہی قیمت کے جواہرات جمع ہوئے۔ یوں اس کے مال کا صفایا ہو گیا۔ جب اس کا مال ختم ہو گیا تو اسی سال رجب میں قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ دیا گیا، یوں وہ زمانے کے لئے عبرت بن گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے بیٹوں کو ان کی ماں کے ساتھ مشرق کی طرف جلا وطن کر دیا۔ ان میں سے کچھ غربت ہی میں ہلاک ہو گئے اور وہ ان کے اصغر کو کچھ دنوں کے بعد غلام بنا کر الحضرة کی طرف واپس آ گیا۔

جزیرہ جرہہ پر احمد بن مکی کی حکمرانی

جب سے زاناتہ کی حکومت بنی عبدالواد کے مطالبے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی پریشانی سے دوچار ہوئی تھی، البحرید کا معاملہ شوری کے

سپرد تھا اور ہر شہر کے مشائخ خود مختار ہو گئے تھے ان میں سے کوئی ایک آدمی حکومت سنبھال لیتا تھا۔ اس وقت محمد بن بہلول توزر کے مشائخ میں سے تھا اور وہاں کا خود مختار حاکم بھی تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ جب حکومت خود مختاری کی طرف مائل ہوئی تو سلطان نے حملے کے لئے اپنی دھار تیز کر دی۔ اس نے پھر قفصہ میں مشائخ کے آثار مٹا دیئے اور اپنے بیٹے امیر ابو العباس کو بلا دقسطیلہ کا والی مقرر کیا اور پھر اسے قفصہ میں اتارا اس نے وہاں اپنی امارت استوار کرنے کے لئے قیام کیا۔ اس نے پھر شہروں میں اس بات کے آزمانے کے لئے کہ وہ اس کی اطاعت کے متعلق کیا اظہار کرتے ہیں، کئی وفد بھیجے اس نے اپنے حاجب ابو القاسم بن عتو کو نفظہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ وہاں کے امراء بنی مدافع کی اطاعت کی آزمائش کرے جو بنی خلف کے نام سے معروف تھے۔ وہ چار بھائی تھے جو حکومت کی غفلت کے باعث نفظہ کے خود مختار رئیس بن گئے تھے لہذا اس نے انہیں برے عذاب دیئے تو وہ ان قلعوں میں جا کر پناہ گزیں رہنے لگے جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ انہیں روک دیں گے۔ اس دوران رعایا نے ان سے بیزاری کا اظہار کر دیا تو وہ ششدر رہ گئے، انہوں نے پھر سلطان کا حاکم ماننے کے متعلق دریافت کیا تو انہیں عبرت کے لئے قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دیا گیا۔ تاہم لڑائی سے پہلے ان کا چھوٹا بھائی علی تلوار سے بچ گیا کیونکہ وہ فوج کی طرف چلا آیا تھا لہذا اسے موت سے پناہ دے دی گئی تھی۔ اس کے بعد امیر ابو العباس نے نفظہ شہر کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اس کے باپ نے ازسرنو اس کی بیعت لی۔ رفتہ رفتہ اس نے بہت سے نذرانہ کو قابو کر لیا جب نفظہ اور نذرانہ کی پوچھ گچھ ہوئی تو اس کا خیال توزر کے بادشاہ کی طرف گیا جو اختلاف و انشقاق کی جڑ تھا، اب محمد بن بہلول اس کے برے حال سے ڈر گیا وہ پھر اپنے دل کی بات کے سلسلے میں ساتھی تلاش کرنے کے لئے قائد الدولتہ محمد بن الحکیم کے پاس گیا لیکن وہ اس سے الگ ہو گیا یہاں تک کہ دونوں کی وفات ایک ہی سال میں ہو گئی۔ اس کے بعد توزر کے حالات خراب ہو گئے اور اس کے بیٹے اور بھائی ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے۔ انہوں نے پھر ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔ اس کا ایک بھائی ابو بکر الحضرة میں قید تھا جسے سلطان نے اطاعت اور خراج کے پختہ عہد لینے کے بعد رہا کر دیا۔ اس نے پھر توزر جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ جب امیر ابو العباس حاکم قفصہ و بلاد مقطیلہ نے اس سے معبودہ اطاعت کا مطالبہ کیا تو اس نے اپنی خود مختاری کے ضمن میں اس سے جھگڑا کیا اور پھر توزر اس کی امارت کے سینے میں چوڑی ہڈی بن کر اٹک گیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے باپ سلطان ابو بکر کو مخاطب کیا اور اسے اس کے خلاف اکسایا لہذا اس نے سنہ 745 میں اس سے لڑائی کی تو وہ بھاگ کر قفصہ چلا گیا۔ جب اس امر کی اطلاع وہاں کے رئیس ابو بکر بن بہلول کو پہنچی تو وہ حیران رہ گیا اور اس کے معاون اسے چھوڑ گئے۔ اس نے پھر اعلانیہ سلطان کی اطاعت اور اس سے ملاقات کی لہذا اس کے پاس سے اس کا اور اس کے باپ کا کاتب علی بن محمد العمودی جو اس کی حکومت پر حاوی تھا، بھاگ کر یوسف بن مزنی کی پناہ میں بسرہ کی طرف چلا گیا۔ بعد ازاں سلطان جلدی سے توزر کی طرف گیا تو ابو بکر بن بہلول نے اس کے پاس آ کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا، یوں اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اسے پھر اپنی کوتاہی پر ندامت ہوئی، اس نے حکومت کی برائی کو محسوس کر لیا اور اسے موت کا انتباہ کیا گیا لہذا وہ پھر الزاب چلا گیا اور بسرہ میں یوسف بن منصور کے ہاں اتر آ جس نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی جس کا لوگوں میں بہت چرچا ہوا۔ جب سلطان نے توزر پر قبضہ کیا تو اسے اپنی عملداری میں شامل کیا، اس نے پھر اس پر اپنے بیٹے امیر ابو العباس کو امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا جس نے وہاں کے لوگوں پر اسے قدرت بخشی۔ یوں سلطان مظفر و منصور ہو کر الحضرة کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں وہ مسلسل حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ اس طرح امیر ابو العباس کی سلطنت بلاد جرید کے ساتھ متصل ہو گئی۔ اس کے بعد ابو بکر بن بہلول نے کئی بار توزر پر حملہ کیا لیکن وہ ان سب حملوں میں موت سے بچ گیا یہاں تک کہ سنہ 747 میں لوگوں کی ہلاکت سے تھوڑا عرصہ قبل بسرہ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابو العباس نے اس کی جگہ امارت سنبھالی اور وہ ہمیشہ حالات کو سازگار بنا تا رہا اور ساتھ ساتھ حملہ آوروں کو رام کرتا رہا۔ اس دوران قابس میں ابو بکی نے اس کی سرکشی کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب عبدالملک اپنے حاجب عبدالواحد اللحمیانی کے ساتھ تونس واپس لوٹا تو ابن اللحمیانی مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد وہ قابس میں ٹھہرا رہا۔ اس دوران آل زیان کے بادشاہ کے جانے کے وقت اسے سلطان کے ساتھ اپنے معاملے کے سلسلے میں شک گزرا تو اس نے پھر اپنے گناہوں سے دست کش ہوتے ہوئے اپنے بھائی احمد بن مکی کو سلطان ابو بکر کے پاس سفارشی بنا کر بھیجا۔ اس نے اس کی اچھے طور پر سفارش کی اور سلطان نے دوبارہ اس کی ریاست اسے دے دی، یوں وہ اطاعت پر دوبارہ قائم ہو گیا اور فتنے اور سرکشی کے طریقوں سے الگ ہو گیا۔ اس وقت احمد بن مکی کے پاس بڑا مال اور سامان تھا اور

اس کا دل ریاست اور شرف کا بہت دلدادہ تھا۔ وہ بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا۔ اس کا خط مشرقی طرز کا تھا جو نہایت عمدہ تھا، ان سب خصوصیات کی وجہ سے امیر ابو العباس کے دل کا میلان اس کی طرف تھا لیکن وہ اس کے گذشتہ آثار کے باعث اس کی مخالفت کو شبہ کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس دوران امیر ابو العباس ہمیشہ ہی اس کی فریب دہی کے لئے چکر لگاتا رہا یہاں تک کہ اسے اپنی ماں کی مجلس میں لے آیا جو مولانا سلطان کی بہن تھی اور حج کر کے واپس آ رہی تھی لہذا اس نے اس کے دلی شکوک کو دور کیا اور اس سے دوستی کا پختہ عہد کر کے اسے اپنے لئے چن لیا یوں اس کے بعد وہ اس کی امارت میں قابل رشک مقام پر آ گیا۔ بعد ازاں سلطان نے اسے جزیرہ جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں شامل کر دیا۔ بعد ازاں اس نے مخلوف بن الکناد کو برطرف کر دیا جس نے اسے سنہ 688 میں فتح کیا تھا، یوں احمد بن مکی وہاں آیا اور اس کا بھائی عبدالملک قابس بن خود مختار حاکم بن گیا۔ وہ دونوں مسلسل اسی حالت میں رہے۔ اس کے بعد اس نے ابو العباس کی امارت میں جو جریدہ کے مضافات کا حاکم تھا، اپنے عزائم کو نمایاں کیا۔ بعد ازاں وہ اسی حالت میں رہے، ان سب کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

علی ابو العباس بن تافراکین کی موت

سلطان ابو بکر نے قائد بن الحکیم کے فتنے کے وقت اپنی حجابت پر شیخ الموحدین ابو محمد بن تافراکین کو مقرر کیا تھا، اس نے پھر اپنے دروازے کے اندر کے تمام معاملات بھی اس کے سپرد کر دیئے تھے جبکہ وزارت پر اس کے بھائی ابو العباس احمد کو مقرر کیا۔ اس وقت ابو محمد حجابت کے عہدے کی وجہ سے دروازہ نشین تھا لہذا اس نے فوجوں کو لڑائی کی طرف بھیج دیا اور الضاحبہ کی امارت اپنے بھائی ابو العباس کو دے دی۔ اس نے اس کام کو اچھی طرح سنبھال لیا۔ اس زمانے میں بنو سلیم، حمزہ بن عمر کی وفات کے بعد اس کی اطاعت سے ناراض تھے لہذا انہوں نے اختلاف و عناد کا طریقہ اختیار کر لیا۔ یہ یاد رہے کہ حمزہ کے حالات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ اس نے الحضرة پر چڑھائی کی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ نجم تو بن حکیم کی اولاد میں سے تھا اور ان کے اور اس کے درمیان اختلاف و عناد اور دھوکے بازی چلتی تھی۔ اس دوران سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابو العباس کی حجابت پر الجربیدہ کے مضافات میں ابو القاسم بن عتو کو مقرر کیا تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ بزعم خویش شرف میں تافراکین کا ہمسر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مقام دیا تھا، وہ اس پر حسد کرتا تھا لہذا جب ابو محمد حاجب بنا تو اس کا دل حسد اور کینے سے بھر گیا۔ اس نے پھر مورخین کے خیال کے مطابق اس بستی میں نجم کو ابو العباس بن تافراکین سے انتقام لینے کے لئے داخل کیا۔ اس دوران اس نے جو کچھ اسے دیا تھا اس پر اس سے شرط کی۔ انہوں نے پھر اپنی بات کو پوشیدہ رکھا۔ بعد ازاں ابو العباس بن تافراکین سنہ 7 کے شروع میں فوجوں کے ساتھ ہوا۔ اس کا خراج لینے کے لئے گیا تو اس کے پاس نجم اور اس کی قوم آئی جس نے اسے خراج کے حصول میں تنگ کیا۔ انہوں نے پھر ایک دن موقع پا کر اس پر حملہ کر دیا تو اس کی فوج اور اس کا گھوڑا کبابہ بھاگ گئے لہذا وہ قتل ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو الحضرة لا کر دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد نجم نے کھلا مخالفت شروع کر دی اور الرمال کی طرف چلا گیا۔ وہ سلطان کی وفات تک اسی حالت میں رہا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

بجایہ والوں کا خروج

جب حاجب بن عمرو فوت ہو گیا تو سلطان ابو بکر نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابو زکریا کو بجایہ کا حکمران مقرر کر دیا، اس نے اسے اپنے حاجب محمد بن قالون کے ساتھ بجایہ روانہ کر دیا، لیکن ساتھ ساتھ اس کے امور کو اس نگرانی میں رکھا پھر قالون تونس کی طرف لوٹ آیا تو اس نے اس کے ساتھ ابن سید الناس کو اتارا لہذا جب سید الناس الحضرة کی حجابت پر مستقل ہو گیا تو اس نے اپنی حجابت پر ابو عبد اللہ بن فرمون کو مقرر کیا۔ اس کے بعد جب اس نے ابن سید الناس اور ابن فرمون کو گرفتار کر لیا تو امیر ابو زکریا اپنی حکومت میں خود مختار ہو گیا لہذا سلطان نے اسے بجایہ کی حکومت سپرد کر دی۔ بعد ازاں اس کے پاس اپنے باپ امیر ابو زکریا الاوسط کے غلام ظافر السنان کو اس کی فوجوں کا سپہ سالار جبکہ کاتب ابو اسحاق بن علاق کو اس کا حاجب بنا کر بھیجا۔ لہذا وہ دونوں مدت تک اس کے دروازے پر کھڑے رہے۔ اس نے پھر انہیں الحضرة کی طرف بھیج دیا۔ اس دوران اس نے اس کی حجابت کے لئے ابو العباس احمد بن زکریا الرندی کو پیش کیا جس کا باپ الععل میں سے تھا۔ وہ دراصل العلات کے صوفیا کے مذہب کی طرف

منسوب ہوتا تھا اور عبدالحق بن سبعین کی کتابیں اکثر مطالعہ کرتا تھا۔ اس احمد نے بجایہ میں پرورش پائی اور اس کے بعد سلطان کی خدمت میں لگ گیا۔ اس نے رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی کی کہ امیر ابوزکریا نے اسے عامل مقرر کر دیا۔ وہ پھر فوت ہو گیا سلطان ابوبکر نے پھر ان امراء کو اپنے بیٹے کی حجابت کے لئے ناپسند کیا لہذا اس نے حجابت کے لئے الحضرة سے موحدین کے سردار اور سفیر ابو محمد بن تافراکین کو سنہ 740 میں بھیجا جس نے آ کر اس کی حکومت کے حالات کو درست کیا، یوں اس کی سلطنت کا رعب بڑھ گیا۔ اس نے پھر اس کے سفر کے لئے فوج تیار کی اور اسے اس کے علاقوں کی طرف بھجوایا۔ بعد ازاں وہ خود وہاں کے حالات کی تحقیق کرتا ہوا مسیلہ اور مقررہ کی سرحدوں تک جا پہنچا۔ لیکن ابھی سال پورا نہیں ہوا تھا کہ اہل بجایہ کے مشائخ نے اسے ناراض کر دیا کیونکہ وہ رعب داب کو پسند نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سلطان کا دروازہ ان پر سختی سے بند ہو گیا۔ اس طرح قاضی ابن یوسف نے منہ کے بل گر کر اور تنگدلی کے ساتھ اس میں بڑا کردار ادا کیا جب اس نے اس بات سے معافی چاہی جو اسے دیدی گئی اور وہ پھر الحضرة میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ بعد ازاں امیر ابوزکریا نے اپنے پہلے حاجب ابو عبد اللہ محمد بن فرمون کو ابن سید الناس کے دور میں بلایا۔ بعد ازاں سلطان نے اسے مغرب کے حکمران کی طرف اس بحری بیڑے میں اپنی بنا کر بھیجا جسے اس نے مسلمانوں کی مدد کے لئے اس وقت بھیجا تھا جب سلطان ابوالحسن طریف کی سمت جا رہا تھا۔ اس کا بھائی زید بن فرمون اس بحری بیڑے کا سپہ سالار تھا کیونکہ وہ بجایہ کے سمندر میں اس کا سالار تھا۔ اس کے بعد جب ابو عبد اللہ بن فرحون اپنی سفارت سے واپس لوٹا اس نے اسے ابوزکریا کے پاس قیام کرنے کی اجازت دیدی بلکہ اسے اس کی حجابت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا اور بعد ازاں اس علاقے میں ابن القشاش والی بنا جس نے اسے پھر معزول کر دیا اور ابوالقاسم بن علناس کو حکمران مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقے میں سے تھا۔ اس نے پھر اس امیر کے گھر سے تعلق پیدا کر لیا اور اس کی کونسل میں ترقی کرنے لگا، آخر کار اس نے اسے حجابت کا کام دیدیا لیکن پھر اسے معزول کر دیا۔ اس نے پھر یحییٰ بن محمد الممنت الحضری کو اپنا حاجب مقرر کیا، اس کا چچا اور باپ اندلس کے مسافروں کے ساتھ آئے تھے اور قاری تھے۔ اہل بجایہ نے اس کے چچا ابوالحسن سے علم قرأت سیکھا تھا وہ شاہی مسجد کا خطیب بھی تھا۔ لیکن اس نے اپنے بھتیجے کی پرورش کی اور اسے کچھری میں کام پر لگا دیا۔ لیکن وہ ریاست کا بہت طلبگار تھا لہذا اس نے ابوزکریا کے غلام کی چیتنی لونڈی ام الحکم سے رابطہ استوار کیا اور وہ اس کی خواہشات پر غالب آ گئی۔ اس نے پھر ابن الممنت کو حجابت کے کام کے لئے لکھا لہذا اس نے اسے وہاں کام پر لگایا اس کے بعد اس نے سلطان کے سفر کی ضروریات اور مقامات کے احوال کو درست کیا حتیٰ کہ اس کے لئے فوجیں بھی تیار کیں اور اس کی عملداریوں میں دور تک گھوما۔ یہ امیر ربیع الاول سنہ 747 میں ایک مزن مرض کی وجہ سے ایک سفر میں فوت ہو گیا۔ اس وقت یہ تکرارت میں جو بجایہ کے مضافات میں سے ہے، اس کی حجابت پر مقرر تھا۔ جبکہ اس کا بیٹا امیر ابو عبد اللہ اس کے غلام فارح بن معلوجی بن سید الناس کی گود میں تھا لہذا انہوں نے اسے امارت کے لئے آتے پایا لہذا وہ اپنے غلام کے ساتھ خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ اس دوران اس کے پہلے حاجب ابوالقاسم بن علناس نے الحضرة جانے میں جلدی کی اور خلیفہ تک بات پہنچائی تو اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابو حفص کو حکمران مقرر کر دیا جو الحضرة میں اس کے ساتھ تھا لہذا وہ بجایہ پہنچا اور لوگوں کی غفلت کے وقت اس میں داخل ہو گیا۔ پھر خواص میں سے کینے آدمیوں نے اسے تلوار کی دھار پر رکھ لیا لہذا وہ لوگوں کے حملے سے ڈر گیا، اب انہوں نے بھی مشورہ کیا پھر ایک گھبراہٹ والے دن تمام لوگوں نے آنے والے امیر پر حملہ کرنے میں مدد کی لہذا انہوں نے ہتھیار لگا کر قبضہ کا چکر لگایا اور پھر ابن مولاہم کی امارت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور اس کے گھر میں گھس گئے، یوں اس کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر ان کا تمام سامان لوٹنے کے بعد اسے بوسیدہ رسی کے ساتھ باہر نکال دیا۔ وہ پھر مولاہم امیر ابو عبد اللہ محمد بن امیر کے گھر گئے جبکہ وہ انہیں چھوڑ کر جانے اور خلیفہ سے تعلق پیدا کرنے کا عزم کر چکا تھا۔ بعد ازاں اس کے آنے والے چچا نے اس بارے میں اسے اجازت دی تو انہوں نے اس کے گھر میں اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد وہ دوسرے دن اسے قصبے کے محل میں لے آئے اور انہوں نے اسے اپنی حکومت کا مالک بنا دیا۔ یوں اس کی حکومت کو اس کے غلام فارح نے سنبھالا اور اس نے اسے حاجب کا لقب دیا۔ اس کے بعد مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔ لیکن امیر ابو حفص کی امارت پر ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ وہ اسی سال کے جمادی الاول کے آخر میں الحضرة چلا گیا۔ اس کے بعد مولاہم سلطان کی وفات کے بعد اس کے جو حالات ہوئے اس کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ اس دوران سلطان نے بجایہ کی حکومت حاصل کر لی۔ اس نے پھر ان کی طرف ابو عبد اللہ بن سلیمان کو جو کبار صالحین اور موحدین کے مشائخ میں سے تھا، انہیں تسکین دینے اور مانوس کرنے

کے لئے بھیجا۔ اس نے اس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں اپنے پوتے امیر ابوزکریا کی تقرری کے لئے ان کی رضامندی کو طلب کیا گیا تھا لہذا پھر ان کے دل پر سکون ہو گئے اور وہ ابن مولاہم کی امارت سے مانوس ہو گئے۔ یوں معاملات اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

امیر ابو حفص کا حکمران بننا

اس وقت لوگ ہر طرح کے امن و امان، عدل و انصاف، آسودگی اور عزت کے سایے میں پڑے تھے کہ بدھ کے دن سنہ 740 کو آدھی رات کے وقت تونس میں سلطان ابوبکر کے مرنے کی خبر آ گئی، اس کے بعد لوگ اپنے بستروں سے اٹھ کر قصر امارت کی طرف ایک دوسرے سے موت کی خبر پوچھتے اور سنتے ہوئے چل پڑے۔ کئی لوگ ساری رات مدہوش آدمیوں کی طرح پھرتے رہے حالانکہ وہ مدہوش نہیں تھے۔ اس کے بعد امیر ابو حفص جلدی سے گھر سے اٹھ کر محل کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر کے اس کے دروازوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر ابو محمد بن تافراکین حاجب کو اس کے گھر سے بلایا نیز موحدین کے مشائخ، غلاموں اور فوج کے آدمیوں کو بھی بلایا۔ اس کے بعد حاجب نے ان سے امیر ابو حفص کی بیعت لی پھر دوسرے دن اس نے حکومت کی طرف سے ایک عظیم تقریب منعقد کی جسے ابو محمد نے قوانین کا ماہر ہونے کے باعث اچھی طرح ترتیب دی۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گئی اور اس میں اس کی بیعت ہو گئی، یوں اس کی خلافت مضبوط ہو گئی۔ امیر خالد بن مولانا سلطان جب الحضرة میں مقیم تھا تب اس نے وفات کی خبر سنی تو اسی رات بھاگ گیا لیکن اسے مندیل بن کعب کے لڑکوں نے گرفتار کر لیا اور اسے الحضرة واپس لا کر قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے باپ محمد بن تافراکین نے پہلے کی طرح حجابت کا کام سنبھال لیا یہاں تک کہ سلطان کے خواص نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کرنی شروع کر دیں، وہ مسلسل اسے اس کے خلاف بھڑکاتے رہے اور اس کے حسد کا ذکر کرتے رہے، اس کے علاوہ اس کے باپ کے دور میں حاجب اور امیر کے درمیان جو چپقلش پائی جاتی تھی، وہ اس کا تذکرہ بھی کرتے رہے۔ اس نے پھر اپنے مرتبے کے لحاظ سے ان سے حصہ لیا اور اس نے حاجب کو ان سے ڈرایا۔ بعد ازاں اس نے ان کے ساتھیوں سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا جائے گا۔

امیر ابو العباس کا قتل

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابوبکر نے اپنے بیٹے امیر ابو العباس جو الجرید کا والی تھا کو اپنا ولی عہد بنایا تھا لہذا جب اسے اپنے باپ کی وفات اور اپنے بھائی کی بیعت کی اطلاع ملی تو اسے الحضرة کے باشندوں پر عہد شکنی کرنے کی وجہ سے بہت طیش آیا۔ اس نے پھر عربوں کو اپنی حکومت کی مدد کے لئے بلایا تو انہوں نے اس کی پکار کا جواب دیا، وہ سب کے سب اس کے بھائی کی اطاعت چھوڑ کر اس کی مدد کو آ گئے کیونکہ وہ عرب ارباب حکومت اور دوسرے لوگوں پر اپنی تلوار کی دھارتیز رکھتا اور انہیں مارتا رہتا تھا۔ اس نے پھر الحضرة پر چڑھائی کی۔ اس کے بھائی ابو فارس نے جو سوسہ کا حکمران تھا، قیروان میں اس سے لڑائی کی تو اس نے اطاعت اختیار کر لی، یوں وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ سلطان ابو حفص عمر نے بعد ازاں اپنی فوج کو اکٹھا کیا، اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور شعبان کو تونس سے کوچ کر گیا۔ اب اس کا حاجب ابو محمد بن تافراکین اس سے اپنی موت سے ڈر گیا اور اپنے بچاؤ کی تدابیر کرنے لگا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حاجب ایک کام کے لئے تونس واپس آ گیا اور رات کو سوار ہو کر مغرب کی طرف چلا گیا۔ جب سلطان کو اس کے بھاگ جانے کی اطلاع ملی تو وہ بھی بھاگ گیا، یوں اس کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابو البقاء کو اپنی قید سے رہا کر دیا اور پھر اپنی حکومت کی ساتویں رات کو اپنے محل میں داخل ہوا۔ لیکن آٹھویں دن امیر ابو حفص نے اس پر حملہ کر دیا لہذا شہر نے اس پر چڑھائی کر دی کیونکہ عوام کے دلوں میں اس کے متعلق کینہ تھا کیونکہ وہ ان کی عورتوں کو اغوا کر کے لے آیا تھا۔ وہ جوانی کے جنون میں اکثر رات کے وقت ان کے گھروں میں چلا جاتا تھا، وہ اکثر مچانوں میں اپنی لذات کو پورا کرتا تھا لہذا اس نے پھر اپنے بھائی امیر ابو العباس پر حملہ کر دیا اور نہایت تیزی کے ساتھ اس کے سر کو نیزے پر چڑھا دیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو فوج نے روند ڈالا اور وہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بن گیا۔ اس کے بعد شہر میں جو عام عرب سردار اور ان کے جوان تھے، وہ بھڑک اٹھے۔ اس

افرا تفری میں جن لوگوں کے لئے قتل ہونا مقدر تھا، وہ قتل ہو گئے۔ بعد ازاں بہت سے لوگوں کو کھینچ کر سلطان کے پاس لے جایا گیا تو اس نے انہیں قید کر دیا۔ اس نے پھر ان میں سے ابوالھون بن حمزہ بن عمر کو قتل کر دیا اور اپنے دونوں بھائیوں خالد اور عزوز کو گرفتار کر لیا۔ اس نے مخالف اطراف سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دے دیا لہذا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد الحضرۃ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر حجابت پر ابوالعباس احمد بن علی بن زین کو مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ فحشی حاجب کا کاتب تھا اور پھر وہ ظافر الکبیر کا کاتب بنا۔ اس دوران سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے آغاز میں الحضرۃ پہنچا لہذا علی بن عمر نے ابن قالون حاجب کی ولایت پر افسوس کیا۔ بعد ازاں سلطان نے اس کے متعلق گفتگو کی اور اسے ہٹا دیا پھر اسے قید خانے سے رہا کر دیا۔ وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابن السعید کے ہاں اترتا تو اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور سلطان کے تمام عہد حکومت میں جلاوطن رہا۔ اس دوران امیر ابو حفص نے اس کے بیٹے کو کاتب بنا لیا تھا اور اس کا اس کے ساتھ تعلق تھا۔ جب ابی محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اس کی حکومت طاقت ور ہو گئی تو اس نے اس کے باپ ابوالعباس کو اپنی حجابت پر مقرر کیا جبکہ لڑائی اور فوج کا سالار اپنے باپ اور دادا کے غلام ظافر کو مقرر کیا جو انسان کے نام سے معروف تھا۔ اس نے اپنے مشورے اور راز کے لئے دراصل اسے پسند کیا تھا۔ اس نے پھر ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن نوار کو اپنا کاتب بنایا جو تونس کے شریف گھرانوں کے فقہاء اور قضاة کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے اسلاف بھی معروف آدمی تھے اور وہ پھر سلطان کے گھر آ گیا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے کے لئے مکتب بنایا اور اسی امیر ابو حفص نے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے یہاں علم پڑھا، اسے سنایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ بڑی عنایت کرتا تھا۔ جب اس نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی تو وہ اس کا مستقل مشیر تھا۔ اس کا حال اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ کیفیت ہوئی جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابوالحسن کی افریقہ پر حکمرانی

اس دوران سلطان ابوالحسن نے سب سے پہلے تلمسان پر قبضہ کیا تھا اگرچہ اس سے قبل بھی وہ افریقہ پر قبضہ کرنے کے متعلق سوچا کرتا تھا۔ وہ مسلسل سلطان ابوبکر کے ضمن میں گردش روزگار کا منتظر رہا کرتا تھا۔ وہ دراصل اس کے ارتقاء کے سلسلے میں پوشیدہ طور پر حسد کرتا تھا لہذا جب اس کی وفات کے بعد اس کا حاجب محمد بن تافراکین اسے ملا تو اس نے اسے افریقہ کی سلطنت کے متعلق لالچ دلایا اور اسے وہاں جانے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر اس کے لئے نئی کشتیاں بنا کیں تو اس بات سے اس کے عزائم بیدار ہو گئے۔ بعد ازاں ولی عہد اور اس کے دونوں بھائیوں کی وفات کی خبر اور لڑائی کی خبر بھی اس کے پاس پہنچ گئی لہذا اس بات نے اسے غصہ دلادیا کیونکہ وہ اس کی ولی عہدی پر رضامند تھا کیونکہ ولی عہدی کے متعلق اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر اس کے رجسٹر میں موجود تھی، یہ واقعہ کچھ یوں ہوا کہ امیر ابوالعباس، ابوالقاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، سلطان کے آخری ایام میں سلطان ابوالحسن کے پاس تحائف لے کر گیا تھا، وہ اس وقت معاہدے کے رجسٹر کو بھی لیتا گیا اور سلطان ابوالحسن کے والد کو اس سے آگاہ کیا۔ اس نے پھر اس سے اس عہد کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور اس نے یہ بات اس کے رجسٹر میں اپنے خط میں لکھی لہذا اس نے اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھا اور اس کے عہد کو پختہ کر دیا۔ جب اسے ولی عہد کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ بہانے کرنے لگا تا کہ جو بات اس نے پختہ کی ہے، وہ اسے توڑ دے لہذا اس نے پھر افریقہ اور وہاں جو لوگ رہتے تھے، ان سے لڑائی کرنے کی ٹھان لی اور تلمسان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے ان میں عطیات تقسیم کئے، کمزوریوں کو دور کیا اور پھر صرف سنہ 748 میں ان کے ہمراہ سامان سمیت گھسینتا ہوا کوچ کر گیا۔ بعد ازاں حمزہ کے بیٹوں نے جو افریقہ میں بدوؤں کے امراء تھے اور کعب کے آدمیوں نے ان کے بھائی خالد کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ لڑائی کے روز اپنے ہلاک ہونے والے بھائی ابوالحول کے بدلہ کے لئے اس سے مدد مانگے، اس نے ان کی بات مان لی۔ اسی دوران افریقہ سے اہل قاصیہ بھی ان کی اطاعت میں آ گئے لہذا قابس کا امیر ابن مکی اور توزر کا امیر ابن نملول، قفصہ کا امیر ابن العابد، الحامہ کا امیر ابن ابی عنان اور نلفہ کا امیر ابن الخلف یعنی ایک وفد کی صورت میں اس کے پاس آئے اور بوهران میں اسے ملے۔ انہوں نے پھر رغبت اور خوف سے اس کی بیعت کی اور امیر طرابلس ابن ثابت کی بیعت بھی اس کے سامنے پیش کی۔ یہ ہی آدمی ان سے پیچھے رہ گیا کیونکہ اس کا گھر دور تھا۔ ان کے بعد پھر الزاب کا امیر یوسف بن منصور بن مزنی

بھی آیا جس کے ساتھ زواودہ کے موحدین کے مشائخ بھی تھے۔ ان کا سردار یعقوب بن علی تھا لہذا بجایہ کے مضافات سے بنو حسن اسے ملے تو اس نے ان کی خوب عزت افزائی کی، اس نے انہیں نہایت قیمتی عطیات و انعامات دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے شہر اور عملداری پر حکمران مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اہل جزائر کے ساتھ خراج کے لئے والی بھیجے کہ وہ مسعود بن پر سادی کی جو طبقہ وزراء میں سے تھا، نگرانی کریں۔ بعد ازاں وہ تیزی کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا لہذا جب اس کی فوجیں بجایہ کے قریب آئیں تو وہاں کے باشندوں نے نہایت بہتر انداز میں اپنا تحفظ کیا پھر اس کی طرف جھکاؤ اختیار کر لیا۔ لہذا بجایہ کے حکمران ابو عبد اللہ محمد بن الامیر نے باہر نکل کر اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اسے اس کے بھائیوں سمیت مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے مذرومہ شہر میں اتارا۔ اس نے اسے ضروریات پورا کرنے کے لئے اس کے ٹیکس سے حصہ دیا۔ بعد ازاں اس نے ٹیکس کی وصولی کے لئے اپنے عمال اور خلفاء کو بھیجا اور خود قسطنطینہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں پر امیر ابو عبد اللہ کے بیٹے اس کی پیشوائی کو نکلے جن کے آگے آگے ان کا بڑا بھائی ابوزید بھی تھا، وہ ان کے پاس آیا اور انہیں مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس نے انہیں وجدہ شہر میں اتارا اور وہاں کا ٹیکس انہیں دیا۔ اس نے پھر اپنے عمال اور خلفاء کو قسطنطینہ میں اتارا اور اپنے قرابتداروں کو جہاں پر قید تھے، وہاں سے انہیں رہا کر دیا۔ ان رہا ہونے والوں میں ابو عبد اللہ محمد، سلطان ابو بکر کا بھائی اور اس کے بیٹے، محمد بن امیر خالد، اس کے بھائی اور اس کے بیٹے بھی شامل تھے۔ اس نے انہیں پھر اپنے ساتھیوں میں شامل کر کے الحضرہ سے مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس دوران وہاں پر اس کے پاس بنو حمزہ بن عمر اور ان کی کعبہ قوم کے مشائخ آئے اور انہوں نے اسے تونس سے اولاد مہلہل کے اونٹوں کے ساتھ مولیٰ ابی حفص کی طرف بھاگ جانے کی اطلاع دی۔ اس کے علاوہ اسے ان کے بیابان میں چلے جانے سے قبل انہیں روکنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ اس کی تلاش میں فوجیں بھیجیں تاکہ وہ اس کے غلام حمولعسری کی نگرانی کریں۔ اس کے بعد اس نے بنی عکسر کے یحییٰ بن سلیمان کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج تونس کی طرف بھیجی جس کے ساتھ ابو العباس مکی بھی تھا۔ جلد ہی فوجیں امیر ابو حفص کی تلاش میں چل پڑیں، آخر کار انہوں نے اسے قابس کی جہات میں الحامہ کے علاقے میں پکڑ لیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے معمولی سا دفاع کیا پھر وہ اور امیر ابو حفص کا گھوڑا کبابہ جنگلی چوہوں کے سوراخ میں گھس گئے۔ یوں پیادہ پا چلتے ہوئے اس سے اور اس کے غلام ظافر سے تاریکیاں دور ہو گئیں۔ لیکن جلد ہی ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ فوج کے سپہ سالار نے انہیں اپنے ہاتھ سے باندھ دیا۔ جب رات ہو گئی تو اسے خیال آیا کہ کہیں اپنے آقا کے حضور انہیں پیش کرنے سے قبل عرب انہیں اس کی قید سے چھڑانہ لیں لہذا اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پھر ان کے سروں کو سلطان ابوالحسن کے پاس بھیج دیا۔ یوں وہ باجہ میں اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد فوج کا ایک دستہ لڑائی سے قابس کی طرف بھاگ گیا تو عبد الملک بن مکی نے حکومت کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں ابو القاسم بن عتو بھی شامل تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ اس کے علاوہ صحر بن موسیٰ بھی تھا جو سد ویکش کے جوانوں میں سے تھا اور دیگر اعیان حکومت بھی شامل تھے لہذا ابن مکی نے انہیں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس نے پھر ابن عتو، صحر بن موسیٰ اور علی بن منصور کے ہاتھ پاؤں مخالف اطراف سے کاٹ دیئے اور باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔ یوں اس کی فوجیں تونس کی طرف بڑھ گئیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے سلطان آیا اور اسی سال جمادی الاخرہ کے مہینے میں بڑے تڑک اور احتشام کے ساتھ الحضرہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد، آوازیں ماند پڑ گئیں اور لوگ پرسکون ہو گئے اور مفسد پردازوں کے ہاتھ رک گئے۔ یوں بونہ کی ازیال کے سوا موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ اس نے وہاں پر مولانا فضل بن مولانا ابی بکر کو اس کی دامادی کے مقام کی وجہ سے اور اپنے باپ کی وفات پر اس کے پاس حاضر ہونے کی وجہ سے حکمران مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان قیردان کی طرف اور پھر سوسہ اور مہدیہ کی طرف کوچ کر گیا، اس نے وہاں کے آثار کا طواف کیا اور شیعہ اور منہاجہ کے ملوک کے آثار اور عمارات پر کھڑا ہوا۔ اس دوران اس نے وہاں کی قبور کی زیارت سے برکت حاصل کی جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ صحابہ، تابعین اور اولیاء کی قبور ہیں۔ بعد ازاں تونس کی طرف لوٹ آیا اور آخر شعبان میں اس میں داخل ہو گیا۔

امیر ابو العباس فضل کی بونہ پر حکمرانی

سلطان ابوالحسن نے سلطان ابو بکر کی موت سے قبل اس کی ایک بیٹی سے رشتہ کیا تھا۔ لہذا اس نے اس سلسلے میں عریف بن یحییٰ کو جو زغبہ میں

سے بنی سوید کا سردار، اس کا مشیر اور خاص رازدار تھا، ارباب حکومت کے ایک وفد کے ساتھ جو طبقہ فقہاء کتاب اور موالی سے تعلق رکھتا تھا، اس کے پاس بھیجا۔ اس وفد میں اس کی مجلس کا مفتی ابو عبد اللہ السطی، اس کی حکومت کا کاتب ابو الفضل عبد اللہ بن ابی مدین اور امیر الحرم عنبر الحفی بھی شامل تھے لہذا سلطان نے اس کی مدد کی اور اپنی چہیتی لونڈی عزونہ متبنقہ کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔ اس نے پھر اسے اس کی وفات سے قبل اس کے بھائی فضل کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا۔ اس وقت اس کے ساتھ ابو محمد عبد الواحد بن الجماز بھی تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ انہیں راستے میں سلطان کی وفات کی خبر مل گئی لہذا جب وہ سلطان ابو الحسن کے پاس آئے تو اس نے انہیں اچھی طرح قبول کیا اور ان کے فضل کے رتبہ کو بلند کر دیا اور ساتھ ساتھ اس کی حکومت کو اس کے لئے درست کر دیا۔ اس نے پھر اس بات کے ذکر سے پرہیز کیا لیکن اس نے دامادی کا تعلق اور سابقہ وعدے کا لحاظ کیا لہذا اس نے بونہ پر اس کے امیر مقرر ہونے میں اس کی مدد کی جو اس کے باپ کے دور میں ہی اس کی عملداری تھا۔ اس کے بعد جب وہ وہاں سے تونس گیا تو اس نے اسے وہاں اتارا لیکن مولیٰ فضل اس کی کہنے کی وجہ سے الگ ہو گیا کیونکہ اس کی خواہش تھی کہ وہ اس کے پاس جانے کی وجہ سے اور اس کی دامادی کے حق کی وجہ سے اس کے آباء کے ملک کو اس کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اس کے بعد وہ اپنی عملداری میں حملہ کرنے کی امید پر رہنے لگا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم آگے بیان کریں گے۔

ابن دبوس کا بیان

جب سلطان ابو الحسن کے لئے افریقہ کی حکومت ٹھیک ہو گئی تو عربوں نے اپنے بادشاہوں سے شہر بطور جاگیر دینے اور ان پر ٹیکس لگانے پر افسوس کا اظہار کیا لہذا غم و غصہ کی وجہ سے انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اور اس کے غلبے کے سامنے عجز اختیار کر لیا لیکن وہ ساتھ ساتھ گردش روزگار کا انتظار کرنے لگے۔ بعض اوقات کچھ بد اطراف پر غارت گری بھی کرتے جنہیں سلطان ان کے بڑوں کی حرکت شمار کرتا۔ اس دوران اکثر انہوں نے تونس کے مضافات پر بھی غارت گری کی اور چراگا ہوں سے کئی اونٹ ہانک کر لے گئے۔ یوں اس کے دوران کے درمیان فضا تاریک ہو گئی۔ اس کے بعد وہ اس کی قتل و غارتگری کرنے والی فوج سے ڈر گئے اور اس کی لڑائی کی توقع کرنے لگے۔ بعد ازاں انگور کے موسم میں ان کے جوانوں میں سے خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد جو بنو کعب میں سے تھا اور خلیفہ بن عبد اللہ جو بنی مسکین میں سے تھا اور خلیفہ بن بوزید جو حکیم کے جوانوں میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ اس کے بعد ان کے برے افعال کی وجہ سے ان کے خیالات سلطان کے بارے میں بگڑ گئے لہذا انہوں نے سلطان کے خلاف خروج کرنے میں عبد الواحد بن اللحیانی کو بھی شامل کر لیا۔ عبد الواحد کا واقعہ یہ ہے کہ وہ سنہ 732 میں تونس سے فرار ہونے کے بعد ابو تاشفین کی طرف چلا گیا اور وہاں عزت و احترام کے ساتھ مقیم رہا۔ جب سلطان ابو الحسن نے تلمسان کا محاصرہ کیا اور اس کا یہ محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو عبد الواحد نے ابو تاشفین سے کہا کہ وہ بغاوت کے لئے اس سے الگ ہونا چاہتا ہے لہذا اس نے اسے الوداع کیا اور وہ پھر سلطان ابو الحسن کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی اس کے ساتھیوں میں شامل رہا یہاں تک کہ وہ افریقہ میں جا اترا۔ اس کے بعد جب اس کے اور کعب کے درمیان درشتگی پیدا ہو گئی تو انہوں نے بنی ابی حفص سے اعیاص کو طلب کیا۔ اس وقت وہ عبد المؤمن سے بچنے کے لئے انہیں حکومت کے لئے منتخب کرتے تھے لہذا انہوں نے اسے داخل کر لیا اور یہ اس بات سے پریشان ہو گیا کیونکہ وہ سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس دوران سلطان کو بھی اطلاع مل گئی اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر انہیں اس کے ساتھ بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور ہمت لگائی لہذا اس نے انہیں ڈانٹا اور قید کر دیا بعد ازاں ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے الحضرة کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا، اس نے عطیات کے دینے میں دیر کر دی اور کمزوریوں کو دور کیا۔ ان کے قبائل کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو ناامیدی نے ان کی امید کے اسباب قطع کر دیئے اور وہ جتھہ بندی کرتے ہوئے چل پڑے۔ وہ پھر اعیاص کی حکومت کے لئے اصلاح کرنے لگے۔ اس وقت مہلبہل کے لڑکے ان کے سردار تھے جنہیں سلطان نے اپنی ریضا مندی اور قبولیت سے مایوس کر دیا تھا کیونکہ انہوں نے حد سے زیادہ مولیٰ ابی حفص کی خیر خواہی اور مدد کی تھی لہذا وہ پھر جنگل میں چلے گئے اور الرمال میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد قتیہ بن حمزہ اور اس کی ماں ان کے پاس آئے، ان کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کی عورتیں بھی تھیں۔ انہوں نے پھر مہلبہل کے لڑکوں کو عصبیت اور قرابت کا واسطہ دیا تو انہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور قسطیلہ میں اکٹھے ہو گئے۔ وہ پھر مٹی اور خون کو اکسانے لگے اور سلطان کی

لڑائی اور خوف کے دامن گیر ہونے پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اس دوران وہ موحدین کے اعیان سے امارت کے لئے آدمی تلاش کرنے لگے۔ اس وقت احمد بن دہوس جو مراکش میں بنی عبدالمومن کا آخری خلیفہ تھا، توزر میں موجود تھا ہم طرابلس کے علاقوں میں اس کے خروج اور سلطان ابو عسیدہ کے عہد میں عربوں کے ساتھ اس کے تونس پر حملہ کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ منتشر ہو گئے اور عثمان قابس اور طرابلس کی جہات میں باقی رہ گیا یہاں تک کہ جزیرہ جربہ میں مر گیا۔ اس دوران اس کے باپ عبدالسلام کے بیٹے کچھ وقت کے بعد الحضرۃ میں مقیم ہو گئے لیکن انہیں سلطان ابو بکر کے دور میں وہاں قید کر دیا گیا۔ اس نے پھر انہیں ابن الحکیم کے لڑکوں کے ساتھ اس کی مصیبت کے وقت اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ اسکندریہ میں اترے اور اپنی معاش کے لئے متفرق پٹے سیکھنے لگے۔ بعد ازاں ان میں سے احمد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور توزر میں مقیم ہو گیا۔ اس نے پھر سلائی کا کام سیکھ لیا۔ جب عربوں نے اعیان کو تلاش کیا تو اس کے بعض جاننے والوں نے اس کی عدم شہرت کے باوجود اس کے متعلق انہیں بتا دیا۔ اس طرح وہ اس کے پاس جا کر اسے لے آئے اور ہتھیار لے کر اس کے پاس آ گئے۔ انہوں نے پھر اسے امیر بنالیا اور موت پر اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد سلطان اپنی فوج کے ساتھ ایام حج میں تونس سے سنہ 8 میں ان کے پاس واپس آیا اور قیروان سے ورے قینہ میں ان کے ساتھ لڑائی کی لہذا اس نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ اس کے آگے آگے قیروان کی طرف بھاگ گئے۔ وہ پھر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور 2- محرم سنہ 9 کو موت کے طلبگار بن کر لوٹ آئے۔ یوں اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ قیروان میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے پھر اس کے پڑاؤ کو سامان سمیت لوٹ لیا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ان میں اختلاف نے جنم لیا اور وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

شیخ ابو محمد کی روداد

اس زمانے میں شیخ ابو محمد بن تافراکین سلطان ابو بکر کی حجابت کے ایام میں اپنے کام میں آزاد تھا اور اس کے بقیہ کام بھی اسی کے سپرد تھے لیکن جب سلطان ابوالحسن نے اسے اپنا وزیر بنایا تو وہ اسے اپنے پسندیدہ کام پر نہیں لاسکا کیونکہ وہ اپنے کام پر نگران تھا اور وزراء کو کام تفویض کرنا اس کی شان نہیں تھی۔ اس کا خیال تھا کہ سلطان ابوالحسن اسے افریقہ کی حکومت سپرد کرے گا۔ حتیٰ کہ اکثر اوقات وہ خیال کرتے تھے کہ اس نے اس کے متعلق اس سے وعدہ کیا تھا۔ اس وقت اس کے دل میں حکومت کے متعلق بیماری تھی جبکہ عرب اس کے ساتھ اپنے دلی اختلافات اور حملے کے متعلق باتیں کرتے تھے لہذا جب سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج پر ان کے مغلوب ہونے کی خواہش پوری ہو گئی تو انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن تافراکین نے سلطان کے خلاف بغاوت کرنے کی تدبیر کی کیونکہ اس ہی سے اس کی اور اس کی قوم واضح ہوتی تھی۔ اس نے پھر عربوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور یہ بھی کہ وہ اسے اپنی بیعت کی باتیں سنا کر اطاعت پر آمادہ کریں لہذا اس نے اسے اجازت دی اور وہ ان کے پاس گیا۔ انہوں نے پھر اسے اپنے سلطان کی حجابت سپرد کر دی اور پھر اسے قصبہ کے محاصرے کے لئے بھیج دیا۔ بعد ازاں اس نے تونس سے کوچ کرتے وقت اپنے بہت سے بیٹوں اور اپنی قوم کے بہت سے سرداروں کو پیچھے چھوڑا۔ اس کے بعد اس نے سلطان کی فوج کو ان پر اپنا جانشین بنایا لہذا تونس کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے، انہوں نے قصبہ میں پناہ لے لی۔ بعد ازاں عوام نے انہیں گھیر لیا مگر وہ قصبہ کو سر نہیں کر سکے۔ انہوں نے پھر کئی ہتھیار بنائے اور لوگوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ اس دوران ان میں معلوجین کے بشیر کی سرمایہ داری کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ بعد ازاں امیر ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مغرب سے آیا تو اسے قیروان سے ورے ہی خبر مل گئی لہذا اس کی فوج منتشر ہو گئی جبکہ وہ خود تونس کی طرف واپس آ گیا۔ یہ قصبہ میں ان کے ساتھ تھا۔ جب ابن تافراکین قیروان کے حصار کے گڑھے سے نکلا تو انہوں نے تونس کے قصبہ پر قبضہ کرنے کا لالچ کیا لہذا اس نے اس کی مہر توڑ دی۔ وہ پھر سلطان ابن ابی دہوس سے ملا، جو لوگ وہاں موجود تھے، ان کی وجہ سے ابن تافراکین نے بہت تنگی برداشت کی اور پھر وہاں مجتہدین نصب کر دیں مگر وہ کچھ کام نہیں آئیں۔ وہ اس دوران قوانین کے اختلال اور کاموں کے اضطراب کی وجہ سے خود ہی بجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اسے سلطان کے متعلق خبر ملی کہ وہ قیروان سے سوسہ کی سمت چلا گیا ہے۔ اس کا ایک واقعہ کچھ یوں ہے کہ عربوں نے اس کی فوج پر دھاوا بولنے کے بعد قیروان کا محاصرہ کر لیا اور وہ اس کے محاصرے میں شدت اختیار کرتے گئے۔ اس

دوران سلطان اور لعوب میں سے مہاہل کے لڑکوں اور بنی سلیم میں سے حکیم نے اس کے چھوڑنے کے سلسلے میں دخل اندازی کی تو اس نے ان سے اموال کی شرط لگائی جس کے باعث بعد میں عربوں کی رائے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس دوران قیروان سے قتیبہ بن حمزہ اطاعت کے خیال سے اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کیا، اس نے پھر اس کے دونوں بھائیوں خالد اور احمد کو رہا کر دیا اور ان سے کوئی پیمانہ نہیں کیا۔ اس کے بعد مہاہل کی اولاد میں سے محمد بن طالب اور خلیفہ بن ابی زید اور قوس کی اولاد میں سے ابوالہول بن یعقوب اس کے پاس آئے۔ بعد ازاں وہ اپنی فوج سمیت ان کے ساتھ سوسہ کی طرف گیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر تونس کی طرف آیا۔ اس دوران تونس میں ابن تافراکین کے پاس بھی یہ خبر پہنچ گئی لہذا وہ اپنے اصحاب سے کھسک کر اور ایک کشتی پر سوار ہو کر ربیع سنہ 43 میں اسکندریہ کی طرف چلا گیا۔ جب اس کے اصحاب نے صبح کو اسے گم پایا تو وہ مضطرب ہو کر تونس سے بھاگ گئے۔ اس کے بعد اہل قصبہ نے جو سلطان کے ساتھی تھے، باہر نکل کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے خواص کے گھروں کو تباہ کر دیا۔ بعد ازاں سلطان ربیع الاخر میں اپنے بحری بیڑے سے وہاں اتر اور اس کے پاؤں وہاں جم گئے۔ اگر اس کے بیٹوں نے مغرب میں جا کر اس کے اسباب کو قطع نہیں کیا ہوتا تو وہ واپسی کی امید کرتا لیکن اس کا ذکر ہم ان کے حالات میں کریں گے۔ بعد ازاں عربوں اور ابن ابی دبوس نے ان کے ساتھ الحضرۃ پر چڑھائی کی اور وہاں پر سلطان سے لڑائی کی مگر وہ الحضرۃ کو سر نہیں کر سکے لہذا وہ پھر مصالحت کی طرف آ گئے اور اس نے ان سے صلح کر لی۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے ابن ابی دبوس کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر اسے اس پر قدرت دیدی اور وہ ہمیشہ اس کی قید میں رہا یہاں تک کہ وہ مغرب کی طرف چلا گیا۔ وہ خود پھر اندلس چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس دوران سلطان نے تونس میں قیام کیا۔ جب احمد بن مکی اس کے پاس گیا تو اس نے عبدالواحد بن الجبلی کو شرقی سرحدوں طرابلس، قابس، صفاقس اور جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے ابن مکی کے ساتھ بھیج دیا لیکن وہ وہاں پہنچتے ہی طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔ اس نے پھر ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، امارت دے دی۔ یہ وہی شخص ہے جسے اس نے ابو محمد بن تافراکین کے اکسانے پر قلع کر دیا تھا لہذا جب اس کا اختلاف نمایاں ہو گیا تو اس نے ابن عتو کو دوبارہ اس کا عہدہ دے دیا بلکہ اسے بلاد قسطلیہ کا امیر بنا کر اسے وہاں بھجوا دیا۔ بعد ازاں وہ خود تونس میں مقیم ہو گیا، اس کے اگلے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

امیر فضل کا بجایہ پر قبضہ

مغرب میں سلطان ابوالحسن کی حکومت کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر سال کے آخر میں عمال کے وفد اپنے خراج اور اپنے اعمال کے محاسبے کے لئے اس کے پاس آتے تھے لہذا وہ قاصیہ المغرب سے اس سال بھی اس کے پاس آئے جب انہیں قسطنطنیہ کی لڑائی کی خبر ملی۔ اس دوران الزاب کا عامل ابن مزنی بھی ان کے ساتھ اپنے خراج اور تحائف کے ساتھ آیا، ان کے ساتھ اس کا عم زاد تاشیف بن سلطان ابی الحسن بھی تھا جو جنگ طریف کے دن سے قید تھا لیکن جب طاغیہ اور اس کے باپ کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے اسے رہا کر دیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اپنے جرنیلوں کی ایک جماعت بھیجی جو اس کے ساتھ اس کے باپ کے پاس آئے۔ اس دوران مغرب سے اس کا بھائی عبداللہ بھی اس کے ساتھ آیا اور ان کے ساتھ اہل مالی کا ایک سوڈانی وفد بھی سفارت کی غرض سے آیا لہذا یہ سب قسطنطنیہ میں اکٹھے ہو گئے۔ اس کے بعد جب انہیں سلطان پر حملے کی خبر ملی تو پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ بعد ازاں عوام کے بیوقوفوں نے جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا، اسے چھیننے کا ارادہ کیا، اس پر سرداروں کو اہل شہر سے اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا۔ انہوں نے پھر ابوالعباس فضل کو اس کی عملداری بونہ سے بلایا۔ جب وہ قسطنطنیہ آیا تو عوام نے ان تمام وفد اور عمال پر حملہ کر دیا اور جو وہاں موجود تھے ان کے اموال لوٹ لئے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کچھ آدمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کے بیٹے سلطان اور جلالقہ کے وفد کے ساتھ ابن مزنی کی معیت میں بسکرہ میں زواودہ کے امیر یعقوب بن علی کی حفاظت میں آ گئے۔ ابن مزنی نے پھر ان کی خوب مہمان نوازی کی اور عزت افزائی کی یہاں تک کہ وہ رجب سنہ 9 میں سلطان ابوالحسن کے پاس تونس چلے گئے۔ اس دوران مولیٰ فضل قسطنطنیہ کی طرف آ گیا اور اس نے اپنی قوم کی کھوئی ہوئی حکومت کو دوبارہ قائم کیا، یوں لوگوں کو اس نے اپنے عدل و احسان سے شاد کام کر دیا اور ان میں

جاگیریں اور انعامات دیئے۔ لیکن جب اس نے صاغیہ کے اہل کو دیکھا کہ وہ دعوتِ حنسی کی طرف مائل ہیں تو وہ بجایہ چلا گیا جب وہ وہاں پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے ان عمال پر حملہ کر دیا جنہیں سلطان نے وہاں اتارا تھا اور انہیں لوٹ لیا۔ ان کی یہ مصیبت دیکھ کر حریفۃ الرفل کی سمت بھاگ گئے۔ بعد ازاں فضل نے بجایہ میں آ کر تخت پر قبضہ کر لیا اور پھر اسے قسطنطینہ اور بونہ کے ساتھ اپنی حکومت میں شامل کر دیا۔ یوں اس نے پہلے کی طرح دوبارہ حکومت کے القاب اور آداب کو اختیار کر لیا اور الحضرة کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ ابھی یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ مغرب سے بجایہ اور قسطنطینہ کے امراء کے آنے کی خبر آ گئی۔ یہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب امیر ابو عنان کو اپنے باپ کے ساتھ لڑائی کرنے اور اپنے بھتیجے منصور کی اپنے ملک کے نئے دار الخلافہ کی طرف جانے کی خبر ملی تو اس نے محسوس کر لیا کہ اس کا باپ قیروان میں حصار کے گڑھے سے نکل رہا ہے لہذا اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف دعوت دینے لگا اور مغرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں ذکر کریں گے۔ اس نے پھر امیر ابو عبد اللہ محمد بن الامیر ابی زکریا کو جو بجایہ اور انباء کا حکمران تھا، اس کی عملداری کی طرف بھجوایا، اس نے اسے مالی مدد دی اور اس سے عہد لئے کہ وہ اس کے باپ کے مقابلے میں اس کا ساتھی ہوگا اور وہ پھر اس کے درمیان حائل ہو جائے گا جبکہ وہ وہاں سے گزرے گا لہذا ابو عبد اللہ بجایہ کی طرف چلا گیا۔ واضح رہے کہ اس سے قبل اس کے چچا نے وہاں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا تھا لہذا اس نے بجایہ میں اس کے ساتھ لڑائی کی اور لمبے عرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ بعد ازاں نبیل مولیٰ بن معلوجی مولیٰ امیر ابو عبد اللہ لڑائی کو چھوڑ کر اس کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کی۔ اس کے بعد وہ قسطنطینہ کی طرف چلا گیا جہاں اس سے قبل فضل عامل تھا لہذا لوگوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر دیا پھر نبیل نے اندر داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر امیر بنی زید بن امیر عبد اللہ کی دعوت دینے لگا۔ اس دوران امیر ابو عنان اسے اور اس کے بھائیوں کو مغرب کی طرف لے گیا تھا لہذا اس نے فاس میں مقیم ہونے کے بعد ان سے اپنے باپ کے متعلق ان کے چچا کی طرح پختہ عہد لینے کے بعد ان کے مقام امارت قسطنطینہ کی طرف بھیج دیا۔ یوں وہ نبیل مولا ہم کے پیچھے پیچھے وہاں آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے اور پھر ابوزید اپنی امارت کی جگہ مقیم ہو گیا جیسا کہ وہ مغرب کی طرف ان کے کوچ کرنے سے قبل فروکش تھا۔ اس دوران امیر ابو عبد اللہ نے ہمیشہ بجایہ سے لڑائی کی یہاں تک کہ اس نے رمضان کی ایک شب بعض ان جیسے لوگوں کی مدد کے ساتھ جنہیں اس کے غلام نے داخل کیا تھا، بجایہ پر شب خون مارا اور اس بارے میں فارح نے اس کی مدد کی لہذا اس نے انہیں اموال دیئے اور انہوں نے پھر اس سے شب خون مارنے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے دروازوں میں سے باب البر کو اس کے لئے کھول دیا اور وہ اس میں داخل ہو گیا۔ اچانک لوگوں کو یوں ڈھولوں کی آواز نے آیا اور سلطان اپنی نیند سے بیدار ہوا۔ وہ پھر اپنے محل سے نکل کر اس پہاڑ پر چڑھ گیا جو بجایہ پر جھانکتا ہے اور بعد ازاں اس کی گھاٹیوں میں گھس گیا یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔ جب اس پر حملہ کر کے اسے اس کے بھتیجے کے پاس بلا لیا گیا تو اس نے اس پر احسان کیا اور اسے زندہ رہنے دیا لیکن اس نے اسے کشتی پر سوار کروا کر شوال سنہ 49 میں بونہ شہر کی طرف بھجوادیا۔ اس دوران بعض اعیاص کو اس کی قربت سے غم ہوا جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا، ان میں محمد بن عبد الواحد تھا جو ابو بکر بن امیر ابو زکریا اکبر کی اولاد میں سے تھا، وہ اور اس کا بھائی عمر اس وقت الحضرة میں تھے اور عمر کی نظر قربت پر تھی لہذا جب یہ اضطراب پیدا ہوا تو وہ فضل کے پاس چلے گئے۔ وہ پھر انہیں بجایہ کی طرف سفر کرنے کے وقت بونہ میں چھوڑ گیا۔ انہیں پھر حکومت پر قبضہ کرنے کی سوجھی مگر ابھی ان کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ عوام و خواص نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اسی ہنگامے میں قتل ہو گئے۔ بعد ازاں فضل بونہ کی طرف آ گیا جبکہ ان کے آثار مٹ چکے تھے اور ان کے بادل چھٹ چکے تھے لہذا وہ اپنے محل میں داخل ہو گیا اور اس نے سفر کا عصا پھینک دیا۔ اس کے بعد امیر ابو عبد اللہ بن امیر ابو زکریا بجایہ میں اپنے باپ کی حکمرانی کی جگہ خود مختار امیر بن گیا۔ اس طرح امیر ابو زید بن امیر ابو عبد اللہ قسطنطینہ میں اپنے باپ کی حکمرانی کی جگہ، امیر ابو العباس فضل بونہ میں اپنی حکمرانی کی جگہ اور سلطان ابو الحسن تونس میں مستقل حاکم بن گئے یہاں تک کہ ان کے وہ حالات ہوئے جن کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

تونس پر فضل کا حملہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عرب سلطان ابو دوس کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد سلطان ابو الحسن سے الگ ہو گئے تھے، انہوں نے پھر

دوسری بار اس پر چڑھائی کر دی اور اس میں قتیبہ بن حمزہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ اس کا بھائی خالد مہلبہل کی اولاد کے ساتھ سلطان کے پاس گیا، بعد ازاں ان میں انتشار پیدا ہو گیا۔ پھر جب ان کا سردار عمر بن حمزہ حج کے لئے نکلا تو قتیبہ اور اس کے اصحاب امیر فضل اپنے مقام امارت بونہ سے اپنے حق اور اپنے اجداد کی حکومت کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے لہذا اس نے انہیں جواب دیا اور سنہ 9 کے آخر میں ان کے قبیلوں کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پھر تونس سے لڑائی کی اور اس پر چڑھائی کر دی لیکن پھر سنہ 50 کے آغاز میں اس سے لڑائی کو ترک کر دیا اور موسم گرما کے آخر میں وہاں سے چلے آئے جب اس دوران ابوالقاسم بن عتو نے صاحب الجرید کو اپنی عملداری تو زور سے بلایا لہذا وہ فضل کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر تمام اہل جرید کو اطاعت پر آمادہ کیا، اس سلسلے میں بنو مکی نے اس کی اتباع کی یوں افریقہ اپنی اطراف سے سلطان ابوالحسن کے قبضے سے نکل گیا۔ وہ پھر سنہ 50 میں اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہو کر انگور کے موسم میں مغرب کی طرف آیا۔ اس دوران مولیٰ فضل تونس کی طرف چلا گیا، اس وقت وہاں ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن موجود تھا جسے اس کے باپ نے مغرب کی طرف سفر کرنے کے وقت عوام کے حملوں اور ان کی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے حکمران مقرر کیا تھا۔ وہ اس وجہ سے بھی اس سے مطمئن تھا کہ اس نے عمر بن حمزہ کی بیٹی کے ساتھ اس کا رشتہ کیا تھا۔ جب حج کے ایام میں مولیٰ فضل کے جھنڈے تونس پر لہرائے تو دعوتِ حفصی دینے کے لئے شیعوں کی نبض پھڑکنے لگی اور عوام نے محل کا محاصرہ کر لیا، انہوں نے اسے پھر مارے تو ابوالفضل نے بنی حمزہ کو اپنے رشتہ کے تعلق کا واسطہ دیا۔ اس دوران ابواللیل اس کے پاس آیا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو نکال کر قبیلے کے پاس لے گیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ بنو کعب کے جوانوں کو سوار کرا کر بھیجا جنہوں نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا اور اسے اس کے وطن کی راہ بتائی۔ یوں فضل الحضرة میں داخل ہوا اور اپنے آباء کی خلافت کی نشست پر بیٹھا، بنو مرین نے حکومت کے جن آثار کو مٹا دیا تھا اس نے پھر ان کی تجدید کی۔ اس کی مسلسل یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم آگے ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابو اسحاق کی بیعت

جب ابوالعباس الحضرة میں داخل ہو کر اس کا حاکم بن گیا تو اس نے الجرید سے واپس آتے ہی اپنے چچا ابوالقاسم کی نیابت میں احمد بن محمد بن عتو کو اپنی جماعت کا امیر مقرر کر دیا جبکہ جنگ اور فوج کا سپہ سالار اپنے خاص دوست محمد بن الشواش کو مقرر کیا۔ اس وقت ابواللیل قتیبہ بن حمزہ اس کے دیگر امور میں اس پر حاوی تھا اور اس سے مطالبات کرنے میں بڑا جری تھا، لہذا اس کے خاص دوست نے اس بات سے برا منایا تو انہوں نے برا منانے کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی خالد کو اور اس نے ابوالقاسم بن عتو کو جسے اس نے حجابت اور اپنی حکومت دی ہوئی تھی اور حکومت کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں دے دی ہوئی تھی، یہ پیغام بھیجا تو وہ سوسہ سے سمندری سفر کے ذریعہ اس کے پاس آیا۔ اس کے بعد خالد بن حمزہ نے ترک عہد کے بعد اس سے اپنے بھائی کے خلاف معاون بننے کی خواہش کی۔ ابواللیل بن حمزہ نے بھی اس دوران ان کے امور کے استحکام سے قبل ان سے بات چیت کی لہذا اس نے سلطان پر غلبہ پالیا اور اسے اس کے سالار محمد بن الشواش کو معزول کرنے پر آمادہ کر لیا۔

اس نے پھر اسے بونہ کی فوجوں کا سالار بنا کر مال بھیج دیا، یوں ابواللیل بن حمزہ اور اس کے بھائی خالد کے درمیان لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی، قریب تھا کہ جمات پریشان ہو جاتی اور اسی دوران میں کہ وہ لڑائی کی آگ کو ہوادے رہے تھے اور فوجوں کو جمع کر رہے تھے کہ اچانک ان کا بڑا سردار عمر اور ابو محمد عبداللہ بن تافراکین حج کر کے واپس آ گئے۔ جب ابن تافراکین اسکندریہ میں اتر تو سلطان نے اس کے بارے میں اہل مشرق کی طرف پیغام بھیجا، ملوک مصر نے اسے کہا کہ وہ اس سلسلے میں پنچایت مقرر کرے لہذا اسقاروس نے جوانوں کو حکومت پر حاوی تھا، اسے اس کے خلاف پناہ دی۔ وہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے پہلے مصر سے نکلا اور عمر بن حمزہ بھی اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے نکلا۔ وہ دونوں سنہ 50 کے آخر میں حجاج کی مجالس میں اکٹھے ہو گئے۔ ان دونوں نے پھر افریقہ کی طرف واپس جانے اور ان دونوں کے معاملے میں ان کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا۔ یوں وہ واپس لوٹ آئے۔ ان دونوں نے خالد اور قتیبہ کو صغیر میں پایا لہذا عمر بن داہیہ کے اشارے سے وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور ٹھہر گئے۔ انہوں نے پھر ان کے دلوں سے کینوں کو دور کیا اور اس نے سلطان کے خلاف سازش کرنے پر اتفاق کیا۔ جب اس کے دوست قتیبہ نے اسے واپس آنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ انہوں نے پھر اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ اپنی حجابت اپنے باپ کے ساتھی اور ان کی حکومت کے معزز

بندے ابو محمد تافراکین کے سپرد کر دے اور اسے ابن عتو سے لے کر اسے دے دے لیکن اس نے انکار کر دیا پھر ان کے قبائل شہر کے باہر اتر پڑے اور انہوں نے سلطان کو ان کی طرف جانے پر بھڑکایا تاکہ وہ اس عہد کو پورا کریں۔ یوں وہ شہر کے میدان میں کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے گھیر لیا۔ انہوں نے پھر ان کے گھروں تک ان کی اقتداء کی اور ابن تافراکین کو شہر میں داخل ہونے کے لئے کہا لہذا وہ جمادی الاولیٰ سنہ 51 کو اس میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد مولیٰ ابواسحاق ابراہیم بن مولانا سلطان ابوبکر کے گھر گیا اور اس سے اس کی مرضی کے مطابق عہد کر کے اسے محل میں لے آیا۔ اس نے پھر اسے تخت خلافت پر بٹھا دیا اور تب عوام و خاص نے اس کی بیعت کی۔ ان دنوں وہ ایک نوخیز جوان تھا اس کے باوجود اس کی بیعت منعقد ہو گئی اور سب قبائل نے آ کر اس کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں اس شب اس کے بھائی فضل کو بھی اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا۔ نصف رات کو اسے پانی میں ڈبو دیا گیا یہاں تک وہ جان بحق ہو گیا جبکہ اس کا حاجب ابوالقاسم بن عتو شہر کی چھنگیوں میں روپوش ہو گیا۔ تاہم کئی راتوں کے بعد اسے اس کے متعلق اطلاع مل گئی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور آزمائش میں ڈال دیا۔ وہ اپنی آزمائش ہی میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جہات کے عمال کو بیعت لینے کے لئے کہا گیا تو وہ انہوں نے بھیج دیں اور حاکم توزرا بن بہلول بھی اس کی اطاعت پر کمر بستہ ہو گیا۔ اس نے پھر خراج اور تحائف بھیجے اور حاکم قفصہ اور حاکم نقلحہ نے بھی اس کی اتباع کی لیکن ابن مکی نے ان کی مخالفت کی لہذا ابن تافراکین اس پر چڑھائی کرنے گیا کیونکہ اس نے سلطان کی کفالت کی تھی اور اسے اس کی حکومت میں تصرف نہیں کرنے دیا تھا، یوں وہ اس پر حاوی ہو گیا تھا یہاں تک کہ اس کا وہ جال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مکی کی روداد

جب ابو محمد بن تافراکین نے تونس پر قبضہ کر لیا تو ابواسحاق کی بیعت خلافت لی اور اس پر حاوی ہو گیا۔ لیکن اس دوران امراء اس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے اور ابن مکی بھی اس کے چغلی کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان سلطان ابوبکر کے زمانے سے بڑا حسد پایا جاتا تھا۔ اس نے پھر اپنی اولاد سے اس کے خلاف مدد طلب کی جو کعب کے علاقے میں اولاد ابواللیل کے حصے دار اور امارت میں ان سے رسد کشی کرنے والے تھے۔ لہذا جب انہوں نے صاغیہ ابن تافراکین کو اولاد ابواللیل کی طرف اپنا ہمسرد دیکھا تو انہوں نے اس کے متعلق اتفاق کر لیا اور قبائل علان میں سے بنی حکم کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ بعد ازاں انہوں نے الضواحی پر چڑھائی کر دی اور غارت گری کرنے لگے پھر وہ حاکم قسنطینہ امیر ابوزبد کے پاس پہنچے اور اسے افریقہ پر حملہ کرنے اور اس کے باپ کی حکومت کو غاصبوں سے چھڑانے پر اکسانے کے لئے بھڑکایا لہذا اس نے اپنے غلام میمون بن منصور الجاہل اور اپنے والد کے غلاموں کی نگرانی کے لئے دونوں جی دستے ان کے ساتھ بھیجے، یوں وہ قسنطینہ سے کوچ کر گئے۔ ان کے ساتھ ساتھ زوادہ کا سردار یعقوب بن علی بھی اپنی قوم اور اپنے مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ اس دوران ابو محمد تافراکین نے الحضرہ سے قاسم کے لئے ابواللیل کے ساتھ ایک فوج بھیجی۔ ان ہی دنوں ابواللیل قتیہ بن حمزہ، یعقوب بن تحیم کے ہاتھوں قتل ہو گیا جو اولاد قوس میں سے تھا اور جو کہ بنی حکم کے شیوخ تھے۔ بعد ازاں ان کی فوج تونس واپس آ گئی اور اولاد مہلہل کے ہاتھ لے ہو گئے، یوں قسنطینہ کی فوجیں علاقے میں پھیل گئیں۔ انہوں نے پھر معوارہ کے اوطان سے اموال کو جمع کیا اور ابدہ تک چلے گئے۔ بعد ازاں قسنطینہ کو لوٹ گئے اور اولاد ابواللیل پر قتیہ کی جگہ اس کا بھائی خالد بن حمزہ حکمران بن گیا، اس نے پھر ان کی حکومت سنبھال لی۔ اس دوران ابوالعباس بن مکی قاس سے حاکم قسنطینہ مولیٰ زبد کے ساتھ خط اور کتابت کرتا رہا تاکہ اسے عربوں کو فوجی، مالی امداد اور عطیات دینے کے لئے تیار کیا جاسکے۔ جب سردیوں کا موسم ختم ہو گیا تو وہ اولاد مہلہل کے ساتھ اس کے پاس گیا۔ وہ اس کے ساتھ نہایت عزت اور احترام کے ساتھ پیش آیا اور اسے اپنی حجابت پر مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں اور ہتھیاروں کو جمع کیا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور سنہ 53 میں قسنطینہ سے کوچ کر گیا۔ دوسری طرف ابو محمد بن تافراکین نے اپنے سلطان ابواسحاق کو ضروری فوجیں اور ہتھیار مہیا کر دیئے اور اس کی لڑائی کا منتظم ابو عبد اللہ محمد بن نزار کو مقرر کیا جو فقہاء اور کاتبوں کے مشائخ کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ سلطان کے بیٹوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتا اور قرآن پڑھاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ وہ پوری تیاری کے ساتھ تونس سے چلا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو محمد نے حملہ کر دیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ اس دوران سلطان ابواسحاق کے میدان

کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور ان کی فوج منتشر ہو گئی۔ پھر وہ شکست کھا کر بھاگ گئے اور ان لوگوں نے شام تک ان کا تعاقب کیا۔ اس کے بعد سلطان اپنے دوست ابو محمد بن تافراکین کے پاس تونس چلا گیا اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے۔ انہوں نے پھر کئی روز تک تونس سے لڑائی کی مگر وہ اسے سر نہیں کر سکے اور وہ پھر قیروان اور پھر قفصہ کی طرف چلے گئے۔ اس دوران انہیں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کا بادشاہ سلطان ابو عبد اللہ، ابو محمد بن تافراکین کی مداخلت سے قسطنطینہ کی طرف چلا گیا ہے اور اس نے اس سے مکہ مانگی ہے اور جہات قسطنطینہ سے لڑائی کی ہے اور ساتھ ساتھ اس کی کھیتیوں کو لوٹ لیا ہے اور اس پر اور اس کے میدانوں پر غارت گری کی ہے۔ انہیں پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ وہ بنی مرین کی فوج سے قوت حاصل کر کے بجایہ کی طرف لوٹ آیا ہے اور امیر ابو زید نے اس کی سرحد اور اس کے دارالامارت قسطنطینہ پر دھاوا بولنے کا ارادہ کر لیا۔ اس دوران ابو العباس بن مکی اور اولاد مہلہل نے اسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے بھائیوں کے درمیان جو اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ مل کر لڑائی کرتے ہیں، جانشین مقرر کر دے تو اس نے اپنے بھائی عباس کو ان پر حکمران مقرر کر دیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ اس نے اور اس کے حقیقی بھائی ابو یحییٰ زکریا نے پھر ان ہی میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔ اس موقع پر امیر ابو زید قفصہ سے تیزی کے ساتھ قسطنطینہ کی طرف آ گیا اور اسی سال کے ماہ جمادی میں وہاں اتر پڑا۔

ابو عنان کی روداد

یہ یاد رہے کہ امیر ابو عبد اللہ حاکم بجایہ اور امیر ابو عنان کے درمیان اس وقت سے بہت دوستی تھی جب وہ تلمسان کا امیر تھا اور جبکہ حفصی اعیان ندر و مر اور وجہ میں اترے ہوئے تھے۔ جوانی کے ان تعلقات کو حکومت اور سابقہ رشتے داری نے بہت مضبوط کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ امیر ابو عبد اللہ بن مرین کی طرف فطری جھکاؤ رکھتا تھا جن کی وجہ سے اس نے اپنی حکومت کے حصول کی طرف راہ پائی تھی اور جیسا کہ ہم قبل ازیں کہہ چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالحسن تونس سے جاتے ہوئے اپنے بحری بیڑے میں گزرا تو اس نے امیر ابو عنان سے کئے ہوئے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اہل مواعیل کو حکم دیا کہ وہ سلطان ابوالحسن کو خوراک اور پانی نہیں دیں۔ جب سنہ 53 میں سلطان ابو عنان نے بنی عبدالواد پر حملہ کیا اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا تو ان کی فوج بجایہ کی طرف بھاگ گئی۔ اس نے پھر امیر ابو عبد اللہ کو اشارہ کیا کہ وہ اپنے علاقوں میں انہیں روکے اور گرفتار کرے لہذا اس نے اس کی اس بات کو مان لیا اور پھر بجایہ کے مضافات کی کمین گاہوں میں محمد بن سلطان ابو سعید عنان بن عبد الرحمان، اس کے بھائی ابو ثابت زعیم بن عبد الرحمن اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد بن سلطان کی گرفتاری کے لئے جاسوس بھیجے۔ بعد ازاں انہوں نے انہیں گرفتار کر کے قید کر لیا اور انہیں سلطان ابو عنان کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد جب وہ اس کے پاس آیا تو وہ اسے بہت عزت و احترام کے ساتھ خوب ملا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی۔ اس نے پھر اس کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خلاف سازش کی تو اس نے اسے اس برائی کے مقابل بجایہ کی حکومت کو چھوڑ کر مکناسنہ المغرب کی حکومت دلانے پر بھڑکایا اور یہ بھی کہا کہ وہ یہ بات اپنے سوا کسی بے اعتماد آدمی پر ظاہر نہ کرے مگر اس نے اسے مایوسانہ جواب دیا۔ اس نے پھر سلطان کی مجلس اور بنی مرین کے سرداروں کے سامنے اس میں رغبت کا اظہار کیا لہذا اس نے اس کی مدد دی اور اس کا انعام بھی بڑھا دیا۔ اس کے بعد امیر ابو عنان نے اپنے غلام فارح کو بھیجا کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو لے آئے پھر اس نے بجایہ پر عمر بن وزیر و الطالسی کو امیر مقرر کر دیا۔ اس دوران بنی واطاس اپنے خیال میں امیر لتونہ علی بن یوسف کی طرف متوجہ ہوئے ہیں لہذا ابو عنان نے اس کے نسب صنہاجی کی مضبوطی کی وجہ سے جو اس کے اور اس کے اہل وطن کے درمیان پایا جاتا تھا، اسے وہاں کی ولایت کے لئے مخصوص کر لیا۔ وہ پھر سب کے سب المریہ سے واپس لوٹ آئے۔ جب وہ بجایہ میں مقیم ہوئے تو دعوت حفصی کے ساتھیوں اور وہاں کے منہاجہ اور موالی نے آپس میں مشورہ کیا، ان کے جوانوں نے وزیر عمر بن علی اور بنی مرین کے مددگاروں کے قتل کے متعلق چپکے چپکے باتیں کہیں۔ بعد ازاں منہاجہ کا رہنما منصور بن ابراہیم بن الحاج اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ فارح کے مشورے سے اس بات کا درپے ہو گیا۔ وہ پھر قبصے میں اس کے گھر گئے تو منصور نے اس سے باتیں کرتے ہوئے اس پر نیزے سے حملہ کر دیا جبکہ ایک دوسرے آدمی نے قاضی ابن مرکان کو نیزہ مار دیا کیوں کہ وہ بنی مرین کا مددگار تھا انہوں نے پھر عمر بن علی کا بھی کام تمام کر دیا اور قاضی اپنے گھر جا کر مر گیا۔ اس کے بعد فارح کو گھبراہٹ نے آیا اور وہ سوار ہو کر اس کے پاس آ گیا۔ جب ایک آدمی نے حاکم

قسنطینہ مولیٰ ابی زید کی دعوت کی آواز لگائی تو اس کے پاس یہ اطلاع لے کر گئے اور اسے آنے پر آمادہ کیا۔ وہ پھر کئی روز تک اس امر پر قائم رہے۔ بعد ازاں اہل بجایہ کے سرداروں نے حاکم مغرب کے حملے کے خوف کی وجہ سے اس کی دعوت عام کرنے کے متعلق مشورہ کیا لہذا انہوں نے فارح پر حملہ کر دیا اور سنہ 53 کے ایام تشریق میں قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر اس کے سر کو تلمسان میں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس سلسلے میں ابن سید الناس کے غلام ہلال اور محمد بن حاجب ابی عبداللہ بن سید الناس اور مشائخ نے بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے پھر عامل مواس کو بلایا جو بنی مرین میں سے تھا اور جس کا نام یحییٰ بن عمر بن عبدالمومن تھا جو بنی و نکاس میں سے تھا لہذا وہ جلدی سے ان کے پاس آیا۔ بعد ازاں سلطان ابو عنان نے اپنے حاجب ابو عبداللہ محمد بن ابی عمر کو ان کے ساتھ بجایہ کی طرف بھیجا جو سنہ 54 کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا۔ بعد ازاں وہ منہاجہ کی طرف چلے گئے جبکہ ان کے بڑے اور کام کے آدمی تونس چلے گئے۔ اس نے پھر مولیٰ بن سید الناس کے علاقوں پر چھاپہ مارا کیونکہ اسے اس کے متعلق بدگمانی ہو گئی تھی۔ اس نے پھر قاضی محمد بن عمر کو گرفتار کر لیا کیونکہ وہ فارح کا مددگار تھا۔ اس نے پھر شہر کے عوام کے رہنماؤں کو بھی گرفتار کر لیا اور انہیں قید کر کے مغرب کی طرف بھیج دیا اور پھر اپنی توجہ اصلاح وطن کی طرف پھیر دی۔ اس نے پھر عربوں کے معزز آدمیوں اور بجایہ اور قسنطینہ کے نواح کے باشندوں کو بلایا۔ الزاب کا حاکم اور زواوہ کا بزرگ یوسف بن مری بھی ان کے پاس آئے اس نے اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور وہ پھر ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس دوران ابو عنان نے بجایہ پر موسیٰ بن ابراہیم پر نیانی کو عامل مقرر کیا جو وزراء کے طبقے میں سے تھا اور اسے دمال بھیج دیا۔ جب وہ سلطان کے پاس گئے تو اس نے ان کے ساتھ بڑی نشست کی، وہ انہیں عزت و احترام کے ساتھ ملا اور پھر بڑی جاگیریں اور عطیات دیئے۔ اس نے پھر ان کے لئے اقرار نامے جاری کئے اور ان سے اطاعت پر عہد و موافقت لئے۔ بعد ازاں اس نے ان کی چیزیں گروی رکھیں اور وہ اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ اس نے پھر ابن ابی عمر کو اپنا حاجب اور بجایہ اور اس کے نواح کا حکمران اور جنگ قسنطینہ کا سالار مقرر کیا۔ وہ اسی سال رجب کے مہینے میں بجایہ میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم سر و یکیش کی ولایت اور بنی بادرار کی ایک فوج کے ساتھ جو اس نے قسنطینہ کو ستانے اور وطن کا خراج لینے کے لئے تیار کی ہوئی تھی، اترنے کا اشارہ کیا۔ یہ سارا کام بجایہ میں حاجب کی نگرانی کے لئے کیا جا رہا تھا۔ یاد رہے کہ ابو عمر تاشیفین بن سلطان ابوالحسن بنی مرین کے واقعہ سے قسنطینہ میں قید تھا۔ وہ دراصل اپنی قوم میں فاتر العقل اور جنونی مشہور تھا تاہم امرائے قسنطینہ نے اس کی قید کے زمانے میں اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کے نسب کے مطابق اس سے سلوک کیا۔ اس کے بعد جب بنی مرین کی فوجوں نے بنی یادرار پر چڑھائی کی جو بجایہ کی عملداری کے آخر میں ہے تو انہوں نے قسنطینہ اور وہاں کی لڑائیوں اور حصار کو ذلیل کر دیا۔ اس کے بعد ابو زید نے اس جنونی ابو عمر کو بنی مرین کے جوانوں کو جو بجایہ اور بنی یادرار کی فوج میں شامل تھے، بلانے کے لئے مقرر کیا اور اسے ہتھیار مہیا کر کے دیئے۔ انہوں نے پھر اس سلسلے میں ایک دوسرے سے بات چیت کی۔ ان کا سردار پھر فریادری کے لئے ان کے پاس آیا اور اس دوران امیر ابو زید کا حاجب نبیل بونہ کے ان منہاجہ سر و یکیش اور زواوہ کے پاس گیا جو اس کی دعوت پر قائم تھے لہذا اس نے انہیں اکٹھا کیا اور ان سب نے بجایہ پر چڑھائی کر دی۔ اس دوران بجایہ میں حاجب کو بھی اطلاع مل گئی لہذا اس نے زواوہ کو ان کے سرمائی صحرائی مقامات میں اطلاع بھیجی، وہ فوراً اس کے پاس آگئے یہاں تک کہ تکول میں مقیم ہو گئے۔ بعد ازاں ابو دینار بنی علی بن احمد نے اس کے پاس جا کر اسے قسنطینہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا لہذا وہ اپنی ایک ایک فوج کے پاس گیا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور ربیع سنہ 50ھ میں بجایہ سے روانہ ہوا۔ یوں ابو بکر اور اس کے ساتھیوں نے قسنطینہ کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کر دیا جبکہ حاجب نے بنی مرین، زواوہ اور سد و یکیش کے ساتھ حملہ کیا۔ نبیل نے پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی مگر اس نے شکست کھائی اور بونہ کے اموال کا صفایا ہو گیا۔ اس کے بعد ابن ابی عمر اپنی فوجوں کے ساتھ قسنطینہ کی طرف لوٹ آیا اور سات روز تک وہاں مقیم رہا، وہ پھر وہاں سے میلہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد یعقوب بن علی نے فریقین کی اس شرط پر صلح کروادی کہ وہ اسے ابو عمر فاتر العقل پر قابو دلا دیں لہذا انہوں نے اسے اس کے بھائی سلطان ابو عنان کے پاس بھیجا تو اس نے اسے ایک کمرے میں اتارا اور اس پر پہرے دار مقرر کر دیئے۔ اس کے بعد حاجب اپنے عملداری کے مضافات میں گیا اور میلہ تک پہنچ گیا اور وہاں کا خراج حاصل کیا۔ وہ پھر بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے سنہ 56 کے آغاز میں اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں قسنطینہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہیں کر سکا تو بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔

اس نے پھر اگلے سال سنہ 57 میں دوبارہ حملہ کیا اور وہاں منجیقین نصب کر دیں لیکن اسے سر نہیں کر سکا۔ بعد ازاں اس کی فوج میں سلطان کی وفات کی افواہ پھیل گئی تو وہ منتشر ہو گئی۔ اس نے پھر اپنی منجیقوں کو چلا دیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں اس نے بنی یاورار کے دستوں کو موسیٰ بن ابراہیم پر نیانی عامل سد و پیکش کی نگرانی کے لئے ٹھہرا لیا یہاں تک کہ اس پر اور اس کی فوج پر حملہ ہوا جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

طرابلس کی جنگ کا بیان

قدیم حکومتوں کے دور سے طرابلس ایک سرحد ہے جس کی حفاظت کی طرف وہ بہت توجہ دیا کرتی تھیں کیونکہ یہ میدانی علاقہ میں ہے اور اس کے علاقے قبیلوں سے خالی پڑے ہیں۔ اہل صقلیہ کے نصاریٰ اکثر اس کی حکومت کے متعلق آپس میں باتیں کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد سے میخائیل انطاکی نے جو اسلول رجاز کا حکمران تھا، اسے بنی حزروق کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یاد رہے بنی حزروق مغراروہ میں سے تھے اور یہ ان کی اور منہاجہ کی آخری حکومت تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ابن مطروح نے طرابلس کو واپس لے لیا اور یہ موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ ایک زمانے کے بعد ابن ثابت اس کا خود مختار حاکم بن گیا۔ اس کے بعد سنہ 750 میں اس کا بیٹا الحضرہ سے الگ ہو کر اور دعوت کے آداب کو قائم کر کے اس کا حکمران بن گیا۔ وہاں تاجر اکثر آیا کرتے تھے لہذا انہوں نے اس کی کمزوریوں پر اطلاع پالی اور اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور اس لڑائی کے لئے جگہ بھی مقرر کر لی۔ اس کے بعد وہ سنہ 755 میں یہاں آئے اور اپنے اپنے کاموں کے لئے شہر میں پھیل گئے۔ انہوں نے پھر ایک شب اس پر شب خون مارا اور اس کی فصیلوں پر چڑھ کر ان پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں ان کے ایک آدمی نے لڑائی کا نعرہ لگایا حالانکہ وہ ہتھیار بند تھے لیکن وہ پھر بھی ڈر گئے اور اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب انہوں نے انہیں فصیلوں پر قبضہ کئے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنی جانیں بچانے کا خیال آیا۔ لہذا ان کے پیش رو ثابت بن محمد نے اپنے وطن کے اعراب کے خیمے میں پناہ لے کر اپنی جان بچائی لیکن وہ جلد ہی زخم لگنے کے باعث ہلاک ہو گیا۔ اس کے دونوں بھائی پھر اسکندریہ چلے گئے لیکن نصاریٰ نے اسے لوٹ لیا۔ یوں انہیں وہاں پر جو مال و متاع، اونٹ اور قیدی ملے، وہ کشتیوں میں لاد کر لے آئے اور وہاں رہنے لگے۔ اس کے بعد والی عباس ابو العباس بن مکی نے ان کے فدیے کی بات کی تو انہوں نے اس کے ساتھ پچاس ہزار کے سونے خالص کی شرط لگائی۔ لہذا اس نے شاہ مغرب کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ وہ رقم دے دے۔ انہوں نے پھر جلدی کی تو اس کے پاس جو کچھ تھا، اس نے جمع کر دیا جبکہ باقی قابس، جامہ اور بلاد جرید سے لیا۔ یوں اس نے سب مال باوجود مال کی رغبت کے انہیں جمع کر کے دے دیا۔ بعد ازاں نصاریٰ نے اسے طرابلس پر قبضہ دے دیا لہذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے کفر کی میل کو دور کیا۔ اس دوران سلطان ابو عنان نے بھی اسے مال بھیج دیا کہ وہ اسے ان لوگوں کو دے دے جنہوں نے اس کو مال دیا ہے تاکہ وہ اسکندریہ کا فدیہ دینے میں مفرد رہے لیکن چند لوگوں کے سوا، سب نے مال لینے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر مال کو ابن مکی کے پاس رکھ دیا اور ابن مکی ہمیشہ اس کا حکمران رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

سلطان ابو العباس کی حکمرانی کا دور

امیر ابوزید نے اپنے والد امیر ابو عبد اللہ کے بعد اپنے دادا خلیفہ ابو بکر کی حکومت سنبھالا، اس میں اس کے سب بھائی اس کے ساتھی تھے جن میں امیر المومنین سلطان ابو العباس بھی شامل تھا جو اپنے باپ کی وفات کے وقت سے دعوتِ حفصی کے دینے میں مشہور تھا۔ ان کا خیال تھا کہ وراثت ان کے لئے ہے اور حکومت بھی ان کے لئے ہے۔ اپنے زمانے کے مشہور شیخ، والی ابی ہادی سے بیان کیا جاتا ہے جو کہ صاحب کشف آدمی تھا یہ سب بھائی اپنے اور اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق اولیاء سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کی ملاقات کو آتے رہتے تھے، ایک بار اس نے ان کے لئے دعا کر کے کہا کہ انشاء اللہ برکت اس گھرانے میں رہے گی، اس نے پھر ان سب بھائیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اسی طرح حذاق اور منجم بھی یہی اطلاع دیتے تھے جبکہ ابو العباس میں انہیں اس بات کے آثار و علامات نظر آتے تھے۔ اس کے بعد جب سنہ 53 میں تونس میں اس کی اپنے بھائی ابوزید کے ساتھ لڑائی ہوئی تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اس نے ان افواہوں کے باعث قسنطینہ واپس جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ سلطان ابو

عثمان سے دریافت کرے کہ اصل بات کیا ہے۔ اس نے پھر اپنی عملداری کے آخر میں جو بجایہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے، حملہ کیا۔ اس وقت اس بات کی طرف اسے اولاد مہلہل نے رغبت دلائی تھی جو عربوں میں سے اس کے مددگار اور ساتھی تھے۔ جبکہ ابوالعباس بن مکی نے جو قابس کی عملداری کا والی تھا، اس کی مصاحبت کی کہ وہ اس کے بھائیوں میں سے کسی ایک کو ان پر عامل مقرر کر دے جو ان کے ساتھ رہ کر محاصرے کے ذریعے تونس کو دوبارہ واپس لے۔ لہذا اس نے اس کے بھائی مولانا عباس کو بھیجا، یوں وہ اس کام کے لئے ان کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ اس کے ساتھیوں میں اس کا حقیقی بھائی ابویحییٰ بھی شامل تھا لہذا وہ دونوں قابس میں مقیم ہو گئے۔ اس وقت حاکم طرابلس محمد بن ثابت نے محاصرے کے لئے اپنا بحری بیڑا بھیجا ہوا تھا۔ لہذا امیر ابوالعباس اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ میں داخل ہو گیا اور وہ وہاں سے سمندر میں گھس گئے، یوں ابن ثابت کی فوج بھاگ گئی اور قلعے کو چھوڑ گئی۔ اس کے بعد سلطان قابس کی طرف واپس آ گیا۔ عرب اولاد مہلہل نے پھر تونس پر چڑھائی کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ جاری رکھا مگر اسے سر نہیں کر سکے۔ وہ پھر الجرید کے نواح کی طرف واپس آ گیا اور پھر اس نے اپنے بھائی ابوزکریا یحییٰ کو سنہ 755 میں سلطان کے پاس داد خواہ بنا کر بھیجا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا، اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور اچھا انعام بھی دیا انہوں نے اس کے ساتھ بہت اچھے وعدے کئے اور وہ پھر وہاں سے اپنے وطن لوٹ آیا۔ قسطنطینہ چھوڑتے وقت وہ پھر حاجب ابی عمر کے پاس سے گزرا۔ اس دوران قاصیہ افریقہ میں اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور دونوں اپنے حق کے طلب کرنے میں متفق ہو گئے۔ اس دوران ابو محمد بن تافراکین حاکم تونس اور اولاد ابواللیل کے سردار خالد بن حمزہ کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی۔ لہذا وہ اسے چھوڑ کر اس کے ہمسروں اور اولاد مہلہل کے پاس چلا گیا اور انہیں مدد کے لئے بلایا۔ اس کے بعد وہ سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا لہذا انہوں نے اس کے ساتھ تونس پر چڑھائی کی اور سنہ 56 میں اس سے لڑائی کی مگر وہ اسے سر نہیں کر سکے اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابوزید نے اسے بلایا تاکہ وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کرے کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ اس سلسلے میں خط و کتابت کی تھی، یوں اس کا محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے انہیں جواب دیا۔ بعد ازاں اس کے پاس خالد اور اس کی قوم کے ساتھ آیا اور امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس سے لڑائی کرنے گیا۔ اس نے پھر قسطنطینہ پر اپنے بھائی ابوالعباس کو نائب مقرر کیا۔

اس کے بعد وہ اس میں داخل ہو گیا اور شاہی محلات میں جا ترا، وہ ایک مدت تک وہاں مقیم رہا پھر بنی مرین کی فوجوں نے الضاحیہ کو بھردیا لہذا اس نے آغاز کار میں اسے خود مختاری کی طرف دعوت دی۔ اس نے حفاظت و مدافعت میں جہت زور لگایا کیونکہ انہیں امید تھی کہ بجایہ کی جانب سے فوجیں ان پر حملہ کریں گی، سنہ 56 میں اس کی وہاں بیعت ہو گی اور اس کی حکومت قائم ہو گی۔ اس دوران اسی سال حاکم بجایہ عبداللہ بن علی نے قسطنطینہ پر حملہ کیا اور سنہ 57 میں اس کا محاصرہ کر کے حقیقیں نصب کر دیں لیکن آخر کار وہ بھاگ گیا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ یوں قسطنطینہ کا حصار ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد جب اس کا بھائی امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس کی طرف گیا تو اس سے لڑائی کی تو وہ اسے سر نہیں کر سکا اور واپس لوٹ آیا، یوں اس کا بھائی قسطنطینہ کا خود مختار حاکم بن گیا لہذا وہ بونہ کی طرف آیا اور اس نے پھر ابو محمد تافراکین کو الحضرہ بھیجا اور ان کے لئے بونہ چھوڑ دیا۔ یوں اس نے اسے جواب دے دیا اور امیر ابوزید نے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے بونہ کو چھوڑ دیا، وہ پھر تونس کی طرف چلا آیا تو انہوں نے اسے بہت سے گھر اور وظائف اور انعامات دیئے۔ وہ پھر اپنے چچا کی کفالت میں رہتا رہا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

ابو عثمان کا بیان

جب سلطان ابوالعباس نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی اور بجایہ اور بنو مرین کی فوجیں اس کے مقابلے کے لئے گئیں، اس نے اپنے شہر کا شاندار دفاع کیا اور اہل ضاحیہ کو اس میں غلبے کے آثار نظر آئے لہذا اسد ویکش کے جوانوں نے، جو مہدی بن یوسف کی اولاد میں سے تھے، اسے موسیٰ بن ابراہیم اور اس کے مددگاروں کے ساتھ جو بنی یاورار میں سے تھے، شامل کر دیا۔ انہوں نے پھر میمون بن علی بن احمد کو اس طرف دعوت دی جو کہ اپنے بھائی یعقوب سے جو بنی مرین کا ساتھی اور خیر خواہ تھا، منحرف تھا۔ لہذا اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ بعد ازاں سلطان نے اپنے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو اس کی ساتھی فوجوں میں بھیجا اور انہوں نے پھر در در دور تک غارت گری کی، لہذا جب وہ ان کے قریب ہوئے تو وہ سوار ہو کر ان کے پاس آئے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے پھر وہ رک گئے اور ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی۔ یوں ان کا گھیراؤ ہو گیا پھر فوج کے سالار موسیٰ بن ابراہیم

نے زخم اگا کر خوب خونریزی کی اور اس کے بیٹوں زیان، اور ابوالقاسم اور ان کے ساتھیوں نے جو بڑے جنگجو تھے، خوب لڑائی کی اور انہیں قتل کرتے ہوئے اور لوٹ مار کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی بیخ کنی ہو گئی۔ اس دوران ان کا ایک دستہ بھاگ کر بجایا پہنچ گیا اور سلطان ابو عنان کے ساتھ جا ملا۔ جب اسے اطلاع ملی تو وہ اپنے سواروں کی خبر گیری کے لئے اٹھا، عطیات کے دفتر کو کھولا اور وزراء کو متفرق علاقوں میں فوج اکٹھی کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے پھر فوجوں کو تیار کیا، کمزوریوں کو دور کیا۔ اس دوران موسیٰ بن ابراہیم نے اس سے عبداللہ بن علی کے متعلق شکایت کی کہ وہ اپنے ارادے کو پورا کئے بغیر بجایا میں بیٹھا ہے تو وہ اس سے ناراض ہوا اور اس نے اسے برطرف کر دیا۔ اس کی جگہ اس نے یحییٰ بن میمون بن معمود کو مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ ایک ماہ تک افواج کی تیاری میں لگا رہا۔ اس دوران سلطان ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو داد خواہی کے لئے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے پاس بھیجا لہذا ابو عنان اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے ہراول دستے میں اپنے وزیر فارس بن میمون بن ودرار کو بھیجا۔ وہ ربیع سنہ 758 میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور تیزی سے قسطنطنیہ کی طرف گیا۔ بعد ازاں اس کے وزیر ابن ودرار نے اس کے قبل اس کے ساتھ لڑائی کی لہذا جب وہ اس کے میدان میں اترا، انہوں نے پھر زمین کو اپنی فوجوں اور اہل شہر کے ساتھ ڈھانپ دیا تو وہ حیران رہ گئے اور وہاں سے بھاگ کر اس کے پاس کھسک گئے۔ سلطان ابوالعباس نے پھر قصبے کی طرف جا کر وہاں تحفظ اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس نے اپنے متعلق عہد حاصل کر لیا۔ وہ پھر اس کے پاس گیا تو وہ اسے نہایت احترام کے ساتھ ملا، اس نے اپنے پڑوس میں اس کے لئے قیمتی خیمے لگوائے لیکن پھر اس نے تھوڑے عرصے کے بعد اپنا عہد توڑ دیا اور اس نے اسے جہاز میں سوار کروا کر مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس نے پھر اسے اتار کر اس پر پہریدار مقرر کر دیئے۔ اس دوران میں اس نے بونہ کی طرف فوج بھیجی کیونکہ بونہ اس کی اطاعت سے دست کش ہو گیا تھا اور وہاں الحضرہ کے عامل بھاگ گئے تھے جب وہ وہاں غالب آ گیا تو اس نے قسطنطنیہ پر منصور بن مخلوف کو حکمران مقرر کیا جو بنی مرین سے قبل بنی بابان کا شیخ تھا۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو ابو محمد بن تافراکین کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کر لے اور تونس کی ولایت کو چھوڑ دے لیکن اس نے انہیں واپس کر دیا اور اس کے سلطان نے مولیٰ ابواسحاق کو اولاد ابواللیل اور اس کے ساتھی عربوں کے ساتھ نکال دیا کیونکہ اس نے اس کے مقابلے میں اپنی فوج کو تیار کر کے اور ضروری ہتھیار دے کر بھیجا تھا۔ بعد ازاں وہ خود تونس میں قیام پذیر ہو گیا۔ پھر ابو عنان نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اولاد مہلبیل اس کام پر اسے بھڑکانے کے لئے اس کے پاس گئی لہذا اس نے ان کے ساتھ یحییٰ بن رحو بن تاشفین کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی۔ اس نے دوسری فوج کو محمد بن یوسف کی نگرانی کے لئے بھیجا جو اکیم کے نام سے مشہور تھا اور بنی احمر میں سے تھا جو کہ اندلس میں بادشاہوں کے بیٹے تھے۔ اس کے بعد بحری بیڑے نے سبقت کی اور انہوں نے تونس پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے ڈیڑھ دن تک اس سے لڑائی کی اور غلبہ ان کے لئے مقدر بن گیا لہذا ابو محمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر مہدیہ چلا گیا اور رمضان سنہ 758 میں بنی مرین کی فوجیں تونس پر قابض ہو گئیں۔ اس کے بعد ابو محمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر یحییٰ بن رحو کی فوج میں شامل ہو گیا لہذا وہ شہر میں داخل ہوا اور اس نے اس میں سلطان کے احکام کو نافذ کیا۔ بعد ازاں اولاد ابو مہلبیل نے اسے اولاد ابواللیل اور ان کے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی دعوت دی تو وہ اس سلسلے میں ان کے ساتھ چلا گیا اور اس دوران میں ابن احمر اور بحری بیڑے والے شہر میں ٹھہرے رہے۔

جب یعقوب بن علی کو سلطان ابو عنان کی ناراضی، عربوں کے لئے اس کی تلوار کی تیزی اور ان کے یرغمال کے مطالبے اور خراج سے ان کے ہاتھوں کو روکنے کا علم ہوا تو اس نے اس کی اعلانیہ مخالفت شروع کر دی جب اس نے اس کی مدارات کی تو اس نے اس بات کو قبول نہیں کیا لہذا یعقوب، الرطل چلا گیا تب سلطان نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے اسے درماندہ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے صحرائی اور شہری محلات پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا، وہ پھر قسطنطنیہ کی طرف آ گیا اور وہاں سے افریقہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ اس دوران مولیٰ ابواسحاق اپنے عرب ساتھیوں کے ساتھ اس کی ملاقات کو گیا اور وہ اس کے قلعے تک پہنچ گئے۔ اس دوران بنی مرین کے آدمی پیادہ پا چل پڑے اور انہوں نے پھر اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں انہیں بھی افریقہ میں وہ مصیبت نہ پہنچ جائے جو ان سے پہلے لوگوں کو پہنچی تھی، آپس میں مشورے کئے۔

اس کے بعد وہ چوری چھپے مغرب کی طرف چلے گئے۔ لیکن جب فوج چلی تو اس نے افریقہ آنے میں کوتاہی سے کام لیا لہذا وہ پھر اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں عربوں نے اس کا تعاقب کیا۔ ابو محمد بن تافراکین کو مہدیہ سے نکل کر اپنی پناہ گاہ میں اس

بات کی خبر ملی تو وہ تونس چلا گیا۔ جب اہل شہر نے بنی مرین اور اس کے عمال کی فوج پر دست درازی شروع کر دی تو وہ بحری بیڑے کی طرف بھاگ گئے اور ابو محمد بن تافراکین الحضرہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے وہاں حکومت کو دوبارہ قائم کیا۔ اس دوران سلطان ابواسحاق بھی امیر ابوزید کی فوج کے ساتھ بنی مرین کے تعاقب کرنے اور قسطنطینہ سے لڑائی کرنے کے بعد اس کے پاس چلا گیا لہذا اس نے ان کی عملداری کی سرحدوں تک ان کا تعاقب کیا پھر ابوزید قسطنطینہ کی طرف واپس آ گیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتا رہا مگر وہ اس پر فتح نہیں پاسکا تو الحضرہ کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر اپنی وفات تک وہیں مقیم رہا۔ اس کا بھائی یحییٰ بن زکریا اس سے قبل دادخواہ بن کر تونس گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہذا جب انہیں پتہ چلا کہ قسطنطینہ کا محاصرہ ہو گیا ہے تو وہ اس کے پاس چلے گئے۔ اس دوران ان کے غلاموں اور پروردہ لوگوں کا ایک دستہ بھی ان کے ساتھ آ ملا اور وہ اس کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خیر اور سعادت کے اسباب پیدا کر دیئے۔ ہوایہ کہ سلطان نے ابو عنان کی وفات کے بعد دوبارہ ابوالعباس کو حکومت دے دی لہذا اس نے عدل و انصاف، امن و امان اور عافیت و احسان کے ساتھ رعایا کی دیکھ بھال کی اور ظلم و زیادتی کا قلع قمع کر دیا۔ یوں اس کی حکومت میں لوگ آسودہ حالی میں بڑھ گئے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

ابو یحییٰ زکریا کا خروج

اس دوران حاجب ابو محمد نے الحضرہ کی طرف واپس آتے ہی مہدیہ کو مضبوط کرنے کی طرف اپنی توجہ پھیر دی کیونکہ وہ اسے مغرب اور اہل مغرب کی طرف سے متوقع حملوں کے پیش نظر حکومت کے لئے ایک بوجھ خیال کرتا تھا لہذا اس نے اس کی فیصلوں کو مضبوط کیا اور اس کے خزانوں کو رسد اور اسلحہ سے بھر دیا۔ اس وقت اس کا دوست احمد بن خلف وہاں پر خود مختار حاکم تھا۔ لہذا وہ سال یا سال کا کچھ حصہ وہاں حاکم رہا پھر ابو یحییٰ زکریا اس کی خود مختاری سے اکتا گیا۔ بعد ازاں احمد بن خلف نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ابوالعباس احمد بن مکی حاکم جرہہ اور قابس کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی رسم حجابت کو ادا کرے کیونکہ وہ ابو محمد بن تافراکین سے دشمنی رکھتا تھا لہذا وہ اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس دوران لوگوں نے حاکم مغرب سلطان ابو عنان کو بھی خبر پہنچادی اور انہوں نے اپنی بیعت بھی اسے بھیج دیں، انہوں نے اسے اپنے دادخواہ کی امداد اور اپنی حکومت کی خرابی کے متعلق بھڑکایا ابو محمد بن تافراکین نے اس کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ بعد ازاں مولیٰ ابو یحییٰ زکریا قابس چلا گیا پھر ابو محمد بن تافراکین نے محمد بن الحکاک کو اس کا حکمران مقرر کیا کیونکہ وہ ابن ثابت کا رشتہ دار تھا، اس نے اسے حادثہ طرابلس کے وقت جن لیا تھا لہذا وہ اس کے پاس چلا گیا۔ اس نے پھر اسے مہدیہ پر عامل مقرر کیا۔ اس دوران جب ابو عنان کو مہدیہ کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے جانبازوں اور جوانوں سے ایک بحری بیڑا بھر کر بھیجا اور غلاموں اور خواص کو مقرر کیا، یوں وہ الحضرہ کی حکومت میں واپس آ گیا۔ بعد ازاں ابن الحکاک نے وہاں پہنچ کر قیام کیا اور نہایت اچھا کام کیا، اس کا حال ہم آئندہ بیان کریں گے۔ اس کے بعد امیر زکریا نے قابس میں قیام کیا اور ابوالعباس بن مکی اسے تونس لے آیا۔ انہوں نے پھر اسے زواودہ کے ساتھ بھیج دیا اور وہ یعقوب بن علی کے ہاں اترا، بعد ازاں اس کے بھائی سعید کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اسے وہاں کا حکمران مقرر کر دیا۔ جب اس کا بھائی ابواسحاق بجایہ پر غالب آیا تو اس نے اسے سد و یکیش کا عامل مقرر کر دیا۔

سلطان ابواسحاق کا بجایہ پر حملہ

جب سلطان ابو عنان، قسطنطینہ سے مغرب کی سمت آیا تو شام کے وقت وہاں گیا اور اس نے اگلے سال اپنے وزیر داؤد کی نگرانی کے لئے اپنی فوجوں کو افریقہ بھیجا، یوں وہ قسطنطینہ کی نواح میں گیا، اس کے ساتھ میمون بن علی بن احمد بھی تھا جسے اس کی قوم زواودہ پر یعقوب سے حکومت ملی تھی۔ وہ شیخ اولاد سباع یعنی عثمان بن یوسف میں سے تھا اور ان کے ساتھ الزاب کا عامل یوسف بن مری بھی موجود تھا جسے سلطان نے اس طرف آنے کا اشارہ کیا تھا لہذا اس نے جہات پر قبضہ کر لیا اور بونہ کے علاقے کے آخر تک جا پہنچا۔ اس نے وہاں خراج لیا پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا۔ اس کی واپسی کے بعد سنہ 59 میں سلطان ابو عنان فوت ہو گیا اور یوں مغرب کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ وہ پھر اس کے بھائی سلطان ابوسالم کی اطاعت پر کمر بستہ ہو گیا۔ اس وقت اہل بجایہ اپنے عامل یحییٰ بن میمون سے جو سلطان ابو عنان کا خاص آدمی تھا، ناراض تھے کیونکہ وہ بد اخلاق اور سخت گیر

آدمی تھا لہذا انہوں نے دوری کے باوجود ابو محمد بن تافراکین کو اس پر حملہ کرنے میں شامل کیا، بعد ازاں سلطان ابواسحاق نے ان کے پاس ضرورت کے مطابق فوج بھیجی، وہ یعقوب بن علی فوج سے ملا اور اس کی مدد کی، اس دوران اس کا بھائی ابودینار بھی شامل ہو گیا۔ جب وہ بجایہ گیا تو عوام نے یحییٰ بن میمون پر حملہ کر دیا جو سلطان ابوعنان کے زمانے سے ان کا حکمران تھا لہذا اس نے اسے اور اس کی قوم کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا، پھر وہ اور کشتیوں پر سوار ہو کر الحضرہ آگئے تو ابو محمد بن تافراکین نے انہیں عزت کے ساتھ اور وظیفہ مقرر کر کے اپنے قید خانوں میں ڈال دیا اور اس کے بعد ان پر احسان کر کے انہیں چھوڑ دیا۔ اس نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا۔ بعد ازاں سلطان ابواسحاق سنہ 61 میں بجایہ میں آیا اور وہاں پر کچھ خود مختاری حاصل کر لی۔ اس وقت اس کا حاجب اور کفیل ابو محمد الحضرہ سے اس کا انتظام کرتا تھا، اس نے پھر اپنے بیٹے کو بلا لیا اور اسے سلطان ابو محمد عبدالواحد بن محمد بن اکماقربی کا وزیر مقرر کر دیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ دراصل اس کی رسم حجابت کو ادا کرتا تھا۔ اس نے پھر شہر کے ایک عام آدمی علی بن صالح کے مسئلے کو سنبھالا جو بجایہ کے مخلوط آدمیوں میں سے تھا اور جس سے خروج اور خباثت لپٹی ہوئی تھی تاہم اسے ان لوگوں کے باعث حکومت پر قوت و شوکت حاصل تھی ہم اس کا بیان آگے بیان کریں گے۔

الحضرہ کے حاکم کی روداد

یہ جزیرہ اس سمندر کے جزیروں میں سے ایک ہے جو قابس کے قریب ہے اور اس سے تھوڑا سا آگے مشرق میں ہے۔ مغرب سے مشرق تک اس کا طول ساٹھ میل ہے جبکہ مغرب کی جانب سے اس کا عرض بیس میل اور مشرق کی جانب سے پندرہ میل ہے۔ مغرب کی جانب سے اس کی دونوں بندرگاہوں کے مابین ساٹھ میل کا فاصلہ ہے جزیرے پر انجیر، کھجور، زیتون اور انگور کے درخت پائے جاتے ہیں اور کپڑے کی بنائی اور اون کے کام کے لئے مشہور ہے۔

جزیرے کے لوگ اس سے اوڑھنے کے لئے منقش چادریں اور لباس کے لئے غیر منقش چادریں بناتے ہیں جو کہ وہاں سے دوسرے علاقوں میں بھی لے جاتی ہیں لہذا لوگ انہیں لباس کے لئے پسند کر لیتے ہیں۔ وہاں کے اصلی باشندے برابر ہیں جو کتامہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وقت تک ان میں سدویکش اور صدغیان کے بطون بھی پائے جاتے ہیں جبکہ ہوارہ اور برابر کے باقی ماندہ قبیلے بھی موجود ہیں۔ وہ قدیم سے خوارج کے مذہب پر ہیں اور اب بھی وہاں دو فرقے موجود ہیں جن میں سے ایک الوہبیہ ہے، یہ غربی جانب رہتے ہیں۔ ان کی سرداری بنی سمر میں ہے جبکہ دوسرا الزکارہ ہے جو مشرقی جانب رہتا ہے۔ جرہ ان دونوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ ان دونوں پر بنی نجار کوریاست اور غلبہ حاصل ہے جو مضری انصار ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت معاویہؓ نے سنہ 46 میں اسے طرابلس کا حکمران مقرر کیا لہذا وہ افریقہ آیا اور سنہ 47 میں اس نے جرہ کو فتح کیا۔ فتح کے وقت حسین بن عبداللہ صنعانی بھی موجود تھا جو برقہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ یوں یہ ہمیشہ ہی مسلمانوں کی ملکیت میں رہا یہاں تک کہ خارجی مذہب برابر یون کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اختیار کر لیا۔ جب سنہ 331 میں ابوزید کا مسئلہ پیش آیا تو انہوں نے اس کے بزور برقہ میں داخل ہونے کے بعد اس کے دین کو اختیار کر لیا اور ان دنوں یہاں کا حکمران ابن کلوس تھا جسے قتل کر کے صلیب دیا گیا۔ بعد ازاں منصور بن اسماعیل نے برقہ کو واپس لے لیا اور ابوزید کے اصحاب مارے گئے۔ جب منہاجی عربوں نے پرغلبہ پایا تو اہل جرہ بحری بیڑے تیار کرنے اور ساحل سے لڑائی کرنے میں مصروف ہو گئے پھر علی بن یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس نے سنہ 509 میں اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت قبول کر لی اور ان کا خسارہ ختم کرنے کی ضمانت دی، یوں حالات درست ہو گئے۔

سنہ 529 میں پھر نصاریٰ نے اس وقت اس پر غلبہ پایا جب انہوں نے سواحل افریقہ پر غلبہ پایا تھا۔ اس کے بعد اہل افریقہ ان کے خلاف بھڑک اٹھے اور انہوں نے انہیں سنہ 548 میں نکال باہر کیا۔ انہوں نے پھر دوبارہ اس پر قبضہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو قید کر لیا، انہوں نے پھر رعیت پر اہل علم کو عامل مقرر کیا لیکن یہ علاقہ جلد مسلمانوں کو واپس مل گیا اور ہمیشہ ہی یہ مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبدالمومن بن علی کے زمانے میں اس پر مسلمانوں کا غلبہ حاصل ہوا اور اس کی حالت درست ہو گئی۔ بعد ازاں جب افریقہ میں امرائے بنی حفص خود مختار بن گئے تو پھر کچھ عرصے کے بعد ان میں انتشار پیدا ہو گیا اور مولیٰ ابی زکریا بن سلطان ابواسحاق غربی جانب خود مختار حاکم بن گیا۔ اس

دوران الحضرة کا حاکم اپنے کاموں میں مصروف رہا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں لہذا سنہ 688 میں اس جزیرہ پر اہل صقلیہ نے غلبہ حاصل کر لیا، انہوں نے وہاں پر مربع شکل کا قشتیل نامی قلعہ بنایا جس کے ہر جانب ایک برج تھا۔ اس کے دونوں جانبوں کے درمیان ایک ایسا برج تھا جس کے ساتھ ایک گڑھا اور دو فصیلیں بھی تھیں۔ یوں اس جزیرہ نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا اور اس کے بعد ہمیشہ ہی الحضرة کی فوجیں یہاں آتی رہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس دوران سلطان ابوبکر کے زمانے میں سنہ 38 میں مخلوف بن کمد کے ہاتھ پر یہ فتح ہو گیا جو سلطان کے خواص میں سے تھا۔ بعد میں ابن مکی حاکم قابس نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو اس نے اسے دے دیا اور اسے اس پر والی مقرر کر دیا۔ بعد ازاں وہ سلطان کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی اس کی عملداری میں رہا تاہم ابومحمد بن تافراکین اور ابن مکی کے درمیان مسلسل لڑائی جاری رہی۔ اس کے بعد حاجب ابومحمد بن تافراکین نے اپنے باپ ابو عبد اللہ کے پاس آدمی بھیجا جو بجایہ میں سلطان کے خواص میں سے تھا، جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے اپنی فوج کے ساتھ جرہہ کے محاصرے کے لئے بھیج دیا جہاں کے باشندے ابن مکی کے کردار کی وجہ سے اس سے پریشان تھے۔ انہوں نے پھر ابومحمد بن تافراکین کے ساتھ سازش کی تو اس نے سنہ 63 میں اپنے بیٹے کو فوج کے ہمراہ بھیجا۔ اس وقت احمد بن مکی طرابلس میں موجود نہیں تھا، جب سے اس نے نصاریٰ کے ساتھیوں سے جرہہ چھینا تھا تو اس نے اسے دارالامارت بنایا وہیں رہنے لگا لہذا ابو عبد اللہ ابی محمد کی نگرانی کے لئے جب الحضرة سے فوج اٹھی اور بحری بیڑے میں بیٹھ کر جزیرہ میں آگئی تو اس نے محاصرے سے قشتیل کا ناطقہ بند کر دیا اور وہ اس پر غالب آگئی۔ اس نے پھر اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ بعد ازاں ابو عبد اللہ بن تافراکین نے اپنے کاتب محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کے آغاز سے ہی اس کا کاتب تھا اور اس کی اس کے باپ ابو عبد العزیز حاجب سے قرابت داری بھی تھی، اس کا عامل مقرر کیا جو ترقی کرتے کرتے تونس میں اشغال کا حکمران بن گیا۔ یہ ابومحمد حاجب کے زمانے سے وہاں خود مختار ہو گیا اور اس کے بیٹے نے بھی ابن حاجب کی خدمت سے رابطہ رکھا، یوں وہ اس کا کاتب بن گیا یہاں تک کہ اس نے اسے جرہہ کا عامل بنا دیا۔ اس کے بعد وہ الحضرة کی طرف واپس آ گیا۔ محمد بن العیون مسلسل اس کا حاکم رہا، اس نے پھر حاجب کی وفات کے بعد سلطان کے مقابلہ میں خود مختاری اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 74 میں سلطان ابو العباس اس پر غالب آ گیا۔

قسنطینہ پر ابو العباس کا حملہ

جب سلطان ابو عنان فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے اس کی حکومت سنبھالی اور اپنے بیٹے محمد سعید کو حکمران مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ وہ اس وقت بجایہ کے امیر ابو عبد اللہ کے ساتھ کینہ رکھتا تھا لہذا اس نے اپنی حکومت کے آغاز ہی میں اسے پکڑ کر اس خوف سے قید کر دیا کہ کہیں وہ اس کے علاقے پر حملہ نہ کر دے۔ اس وقت جب سے سلطان ابو عنان نے سلطان ابو العباس کو سبتہ میں بھیجا تھا، وہ وہیں پر مقیم تھا اور اس نے اس پر سخت پہرہ لگایا ہوا تھا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ لہذا جب اس نے منصور بن سلیمان پر جو اس کی حکومت کے امراء میں سے تھا، حملہ کیا اور نئے شہر کے ساتھ جو دار السلطنت بھی تھا، مقابلہ کیا تو دیگر ممالک اور عملدار یہاں اس کی اطاعت میں شامل ہو گئیں۔ اس نے پھر سلطان ابو العباس کے متعلق پیغام بھیجا اور اسے سبتہ سے بلایا تو وہ اس کی طرف چل پڑا اور طنجہ پہنچا۔ اس دوران سلطان ابو سالم نے اپنی حکومت طلب کرنے کے لئے اس سے موافقت کی اور پھر مغرب کی عملداریوں میں سب سے پہلے اسی نے طنجہ اور سبتہ پر قبضہ کر لیا لہذا سلطان ابو العباس نے اس سے رابطہ کیا اور اس کی مدد کی یہاں تک کہ قبیلہ بنی مرین منصور بن یحیمان الممتزی کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا، یوں اس کی حکومت منظم ہو گئی اور وہ فاس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر امیر ابو عبد اللہ کو حسن بن عمر کی قید سے چھڑایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے سلطان ابو العباس کے قدیم اور جدید تعلقات کا لحاظ کیا، اسے اعلیٰ رتبہ دیا، اس کے وظیفے میں اضافہ کیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ مدد کا وعدہ کیا اور وہ سب اس کی حکومت میں شامل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان ابو سالم تلمان اور مغرب اوسط پر غالب آ گیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی اہل بجایہ نے اپنے عامل یحییٰ بن میمون کے خلاف خروج کر دیا لہذا وہ غضب ناک ہو گیا۔ جب وہ مشرق کی طرف لوٹا تو اس نے مشرقی علاقوں سے اپنا ہاتھ جھاڑ دیا اور اپنے دارالامارت قسنطینہ کو سلطان ابو العباس کے لئے چھوڑ دیا۔ اس نے پھر اس کے عامل

منصور بن مخلوف کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے لئے معزول ہو جائے لہذا اس نے اسے قسطنطنیہ کی طرف بھیجا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اپنے عم زاد امیر ابو عبد اللہ کو اپنے حق کے مطالبہ کے لئے اور اپنے چچا سلطان عبدالحق پر چڑھائی کرنے کے لئے بجایا بھیجا کیونکہ اس کی فتح کے وقت بنی مرین سے اسے تکلیف پہنچی تھی۔ وہ پھر جمادی سنہ 61 میں تلمسان سے کوچ کر گئے اور وہ اپنی حکومت کے تحت پر بیٹھ گیا۔ یوں اس کی واپسی سے اس کے محلات کے راستے بہترین ہو گئے اور یہ اس کی بادشاہت کا آغاز اور سعادت کا مظہر تھا۔

اس کے بعد امیر ابو عبد اللہ حاکم بجایہ پہلے اپنے وطن گیا اور اس کے نواح اور جنگلات اور زواوہ میں سے اولاد سباع اس کے پاس آگئی، اس نے پھر اس پر چڑھائی کی اور کئی روز تک لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکا تو وہ وہاں سے کوچ کر کے بنی یاورار کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اولاد محمد بن یوسف اور عزیز کو جو سدویکیش میں سے اہل مضافات کے درمیان رہتے تھے، اپنا خادم بنایا پھر وہ اسے چھوڑ کر بجایہ میں اس کے چچا کے پاس چلے گئے لہذا وہ زواوہ کے ساتھ صحرا کی طرف چلا گیا، اس کے حالات کو ہم آئندہ تفصیل سے بیان کریں گے۔

بونہ کی فتح کی روداد

جب سے امیر ابو یحییٰ زکریا کو اس کے بھائی ابو العباس نے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے پاس داد خواہ بنا کر بھیجا تھا تو وہ تونس میں ہی رہ رہا تھا۔ اور تونس میں ہی اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان ابو عنان نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد جب مولانا ابو العباس مغرب سے واپس آیا تو اس نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا۔ اب حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا کیونکہ وہ سمجھا کہ وہ اپنے بھائی سے شفقت کرے گا اور اس سے عہد و پیمان کرے گا لہذا اس نے اسے قصبہ میں قید کر دیا۔ اس دوران سلطان ابو الحسن نے صلح کے متعلق کافی جھگڑا کرنے کے بعد اس کے سلسلے میں اسے پیغام بھیجا تو اس نے اسے رہا کر دیا اور ان کے درمیان صلح ہو گئی۔ جب امیر ابو یحییٰ اپنے بھتیجے کے پاس قسطنطنیہ پہنچا تو اس نے اسے فوج کا سالار مقرر کر دیا اور پھر اسے اپنی عملداری کا حصہ بنا لیا۔ اس کی مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

بجایہ پر امیر عبد اللہ کا حملہ

جب سلطان ابو عبد اللہ مغرب سے آ کر بجایہ میں اترتا تو وہ اسے سر نہیں کر سکا پھر وہ عرب قبائل کی طرف چلا گیا اس دوران اس کے ساتھی مسلسل وہاں آنے کے بعد یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد کے ساتھ رہنے لگے اور یہ ان کے درمیان اور ان کے خیموں میں ٹھہر گیا۔ وہ پھر بجایہ کی جستجو میں اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے لئے گرمی اور سردی کے سفر کا انتظار کرنے لگا۔ انہوں نے پھر اسے سیلہ میں اتارا اور اسے وہاں کا خراج بھی بخوشی ادا کر دیا۔ اسی طور پانچ سال تک وہیں رہا اور ہر سال بجایہ سے کئی بار لڑائی کرتا۔ بعد ازاں پانچویں سال وہ ان کو چھوڑ کر علی بن احمد کی اولاد کے پاس آ گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں اتر لہذا اس نے اسے اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر میں ٹھہرایا یہاں تک کہ اس کے چچا مولیٰ ابو اسحاق کو معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفیل محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس جانے کا ارادہ رکھتا تھا لہذا اسے ایک فوجی نے قید کر لیا تو اس نے اسے اپنی غیر حاضری سے ڈرایا اس کے بعد اسے اہل بجایہ کے دل میں اس کے انحراف کرنے کے متعلق خیال آیا لہذا انہوں نے اپنے پہلے امیر ابو عبد اللہ سے مراسلت کی۔ اس معاملے میں یعقوب بن علی نے بھی اس کی مدد کی جس سے سدویکیش اور اہل ضاحبہ کے متعلق وعدہ لیا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ بجایہ چلے گئے، اس نے پھر کئی روز تک بجایہ سے لڑائی کی لیکن پھر عوام کو یہ یقین ہو گیا کہ ان کا سلطان ان کے پاس سے چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اپنے نمبردار علی بن صالح کی عادات سے اکتا گئے، آخر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے عہد کو توڑ دیا۔ وہ پھر اسے چھوڑ کر امیر ابو عبد اللہ کے پاس حرسہ میں چلے گئے جو شہر کے میدان میں تھا، جو پھر اپنے چچا ابو اسحاق کو لے کر اس کے پاس لے آیا۔ لہذا وہ اس کے پاس سے گزرا اور اس نے الحضرة تک اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ وہ پھر وہاں چلا گیا اور ابو عبد اللہ رمضان سنہ 65 میں اس کے دارالامارت بجایہ پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر علی بن صالح اور اس کے مددگاروں کو جو فتنہ پرداز عوام کے سرغننے تھے، گرفتار کر لیا لہذا اس نے ان کے تمام اموال چھین لئے پھر ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد اس نے بجایہ سے تدلس پر حملہ کیا جو دو ماہ تک جاری رہا، یوں عمر بن موسیٰ نے جو بنی عبدالواد کا عامل تھا، غلبہ پالیا۔ ان سے قبل

اعتصام نے اس پر قبضہ کیا تھا۔ یوں اس نے سنہ 50 کے آخر میں اس پر قبضہ کیا اور میرے متعلق اندلس سے پیغام بھیجا جبکہ میں مسافرت میں سلطان ابو عبد اللہ بن ابی الحجاج بن احمد کا مہمان تھا اور سلطان ابو سالم کی خط و کتابت کی ترسیل و توفیق اور مظالم وغیرہ کے سلسلے میں غور و فکر کرتا تھا۔ اس کے بعد جب مجھے امیر ابو عبد اللہ نے بلایا تو میں نے اس کی تعمیل میں جلدی کی لہذا میں نے جمادی سنہ 6 میں سمندر پار کیا اور وہاں پہنچا۔ اس نے مجھے اپنی حجابت اور امور مملکت کا کام سپرد کیا اور میں اس قابل رشک عہدے پر قائم رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کے خاتمے کا فرمان جاری کر دیا۔

ابو محمد بن تافراکین کی روداد

ہم بتا چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے بجایہ میں اپنی حکومت کے آخر میں اپنے خود مختار حاجب ابو محمد بن تافراکین کی حکومت پر بزور قبضہ کر لیا تھا کیونکہ اہل منہاجہ کے نجومی اسے یہ بات بتایا کرتے تھے لہذا اس نے بجایہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اہل بجایہ اسے چھوڑ کر اس کے بھتیجے کے پاس چلے گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے پھر اس پر غلبہ پالیا اور اسے الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ وہ خود رمضان سنہ 65 وہاں پہنچ گیا۔ ابو محمد بن تافراکین نے پھر اس سے ملاقات کی تو اسے بجایہ کی خود مختاری کے لئے شمشیر براں پایا لہذا اس نے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے اونٹنیاں، ذخائر اور اموال دیئے۔ وہ پھر اس کے لئے خراج سے بھی الگ ہو گیا۔ سلطان نے بعد ازاں اس کی بیٹی سے رشتہ داری کی اور اسے بجایہ کا حاکم بنا دیا۔ سلطان نے پھر وہاں شادی کی۔ اس کے بعد سنہ 66 کے آغاز میں اس کی وفات ہو گئی۔ لہذا سلطان کو اس کی موت کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ وہ اس کے جنازہ میں حاضر ہوا اور اس کے لحد میں اترنے تک وہیں رہا۔ اس کے بعد اس کی قبر اس مدرسہ میں تیار کی گئی جو اس نے شہر کے وسط میں علم دینے کے لئے بنایا تھا۔ وہ پھر اس کی قبر پر کھڑا ہو کر روتا رہا اور اس کے خواص مٹیوں میں خاک لے کر اس کی قبر پر ڈالتے رہے۔ لہذا اس نے اس کے ساتھ وفاداری کی جس کا لوگوں میں چرچا ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی۔ اس وقت حاجب ابو عبد اللہ الحضرہ میں موجود نہیں تھا۔ وہ پھر فوج کے ساتھ خراج اکٹھا کرنے اور ملک کی اصلاح کرنے کے لئے نکلا لہذا جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو اسے اس سے بدگمانی ہو گئی اور اس نے خوف محسوس کیا۔ اس نے پھر فوج کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور بنی سلیم کے حکیم کے ساتھ اپنے علاقے کو چلا گیا یعنی افریقہ کے ان قلعوں کی طرف چلا گیا جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ خاص ان کے لئے ہیں۔ اس دوران اس کے کاتب محمد بن ابی العیون نے اسے اس کے ارادے سے باز رکھا لہذا حکیم نے اس کے سلوک کی تعریف کی اور وہ انہیں محل میں لے گیا۔ بعد ازاں سلطان نے اسے اس کی مرضی کے مطابق امان دے دی اور اس نے بھاگنے کے بعد اسے مصاحب بنا لیا۔ پھر تیزی سے الحضرہ کی طرف گیا اور سلطان نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنی حجابت سپرد کر دی۔ اس نے اسے معزز عہدے دیئے۔ حاجب بننے کی وجہ سے اسے سلطان کا لوگوار کے ساتھ ملنا ناگوار محسوس ہوتا تھا لہذا وہ ہمیشہ ہی اپنے باپ کے زمانے سے خود مختاری سے مالوف ہونے کی وجہ سے اسے پھیلاتا رہا لہذا جلد ہی سلطان اور اس کے درمیان فضا اندھیر ہو گئی اور اس کے نرم بستر کے سلسلے میں چغلیاں ہونے لگیں۔ اب وہ بھیس بدل کر تونس سے نکلا اور قسطنطنیہ چلا گیا، وہ وہاں سلطان ابوالعباس کے ہاں اتر اور اسے تونس کی حکومت کے حصول پر بھڑکانے لگا۔ اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اس سے وعدہ کر لیا کہ وہ بجایہ کے معاملے سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ افریقہ جائے گا کیونکہ اس کے ہمراز کے درمیان لڑائی جاری تھی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔ اس کے بعد سلطان ابواسحاق ابن تافراکین کے فرار کے بعد خود مختار بن گیا، اس نے پھر اپنی حکومت کے اطراف پر نظر کیا اور اپنی حجابت پر احمد بن ابراہیم ماتقی کو مقرر کیا جو حاجب ابو محمد کا پروردہ تھا، وہ اس وقت طبقہ اعمال میں سے تھا۔ اس نے پھر فوج اور لڑائی پر اپنے غلام منصور سریحہ اور معلوجی کو مقرر کیا۔ اپنے اور ارباب حکومت اور اپنی حکومت کے پروردہ لوگوں کے درمیان حجاب اٹھا دیئے یہاں تک کہ اس نے خود خراج لیا، وہ پھر نوکروں کے نمبرداروں سے ملا اور اس نے انہیں اپنے ساتھ ملایا اور اپنی وفات تک اپنے اور لوگوں کے درمیان وساطت کو لغو قرار دے دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

سلطان ابوالعباس کا بجایہ پر قبضہ

اس دوران جب امیر ابو عبد اللہ نے بجایہ پر قبضہ کر کے وہاں اپنی خود مختار حکمرانی قائم کر لی تو وہ رعیت کے ساتھ بگڑ گیا، اس نے پھر سب کو تلوار کی دھار پر رکھ کر بری سیرت اختیار کر لی اور خواص کو آزاد چھوڑ دیا لہذا لوگوں کے دل اس سے بگڑ گئے اور ان میں نفرت مستحکم ہو گئی۔ پھر صاغیہ سلطان ابوالعباس کے پاس قسطنطنیہ چلا گیا کیونکہ وہ اس کا مخالف تھا، اس نے پھر اپنی قوم حکومت کو مضبوط کر لیا۔ آباء کے زمانے سے دونوں علاقوں کی سرحدوں میں حسد کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان لڑائیاں جاری تھیں۔ سلطان ابوالعباس سلطان ابوسالم کے معاملے میں جو اس کی مسافرت کا ٹھکانہ تھا، بہت اچھی سیرت کا حامل تھا لیکن بسا اوقات وہ اپنے عم زاد سے قابل ملامت افعال پر ناراض ہو جاتا تھا۔ لہذا وہ اس کی صحبت میں رہا۔ جب وہ بجایہ پر غالب آیا تو فتنہ میں بڑھ گیا، اس نے پھر آگاہ ہو کر اپنے عزائم کو تیار کر لیا۔ اس دوران یعقوب بن علی نے سلطان ابوالعباس کے خلاف درودینے کے متعلق اس سے معاہدہ کیا مگر وہ اس کے کچھ کام نہیں آیا۔ یعقوب نے پھر اپنے سلطان سے بات کی جس نے قسطنطنیہ کی سرحدوں سے لڑائی کرنے کے لئے بجایہ سے فوج بھجوائی جس میں مولانا ابوالعباس بھی شامل تھا۔

اس نے پھر بنفس نفیس دوبارہ فوجیوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور یوں اولاد سباع بن یحییٰ کے عرب واپس آ گئے۔ اس نے پھر اولاد محمد کو اکٹھا کیا اور وہ ان کی اور زنا تہ کی فوج لے کر آگے بڑھا۔ سطیف کی جانب دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا اور پھر اہل بجایہ کے میدان میں کھلبلی مچ گئی، یوں وہ شکست کھا گئے۔ سلطان ابوالعباس نے پھر ان کا تکرار تک تعاقب کیا۔ بعد ازاں وہ اپنی عملداری اور وطن میں گھوما اور اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر امیر ابو عبد اللہ بجایہ کی طرف گیا جس کے اور اہل شہر کے درمیان بڑی نفرت پیدا ہو گئی تھی لہذا انہوں نے سلطان ابوالعباس سے سازش کر کے اسے اپنے پاس آنے کو کہا تو اس نے ان سے آئندہ سال آنے کا وعدہ کیا۔ اس نے پھر سنہ 67 میں اپنی فوجوں اور ان مددگاروں کے ساتھ جو زوادہ اولاد محمد سے تھے، حملہ کیا۔ اس وقت اولاد سباع جو پڑوس کی وجہ سے بجایہ کے ساتھی تھے، وہ بھی سابقہ تعلقات کی وجہ سے اپنے سلطان کے خراب حالات کو دیکھ کر اس کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد امیر ابو عبد اللہ نے اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ لیزوا میں پڑاؤ کیا اور اپنے عم زاد کی مدافعت کی امید پر وہاں قیام پذیر ہو گیا لہذا لیزوا میں سلطان نے اس کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور در در دور تک غارت گری کی، اس کے بعد اس کی فوج منتشر ہو گئی، اس کا گھیراؤ ہو گیا اور پڑاؤ بھی الٹ گیا، وہ پھر بجایہ کی طرف بھاگ گیا لیکن راستے ہی میں پکڑا گیا اور نیزہ لگنے سے فوراً ہلاک ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان ابوالعباس جلدی سے بجایہ گیا اور اس نے 19 شعبان سنہ 67 کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھی۔ اس وقت میں بھی شہر میں مقیم تھا لہذا میں سرداروں کے ساتھ نکلا تو وہ مجھے بہت اچھی طرح ملا اور میری عزت افزائی کی، اس نے پھر مجھے منتخب کر لینے کے متعلق بتایا۔ یوں سرحدوں میں اس کے دادا امیر ابوزکریا کی حکومت اس کے لئے منظم ہو گئی۔ میں چند ماہ اس کی خدمت میں رہا لیکن پھر مجھے ناراضی پیدا ہو گئی تو میں نے اس سے جانے کی اجازت چاہی، اس نے فراخ دلی کے ساتھ مجھے اجازت دے دی۔ میں پھر یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اتر ا پھر وہاں سے بسکرہ آ گیا اور علی بنی موسیٰ کے ہاں مہمان اتر آیا تک کہ فضا صاف ہو گئی۔ میں نے پھر تیرہ سال بعد اس سے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے بخوشی اجازت دی۔ میں پھر اس کے پاس گیا تو اس نے میری بہت مہارت کی اس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔ انشاء اللہ۔

حمود اور بنی عبدالواد کا حملہ

اس کے بعد امیر ابو عبد اللہ حاکم بجایہ اور اس کے چچا سلطان ابوالعباس کے مابین (جب کہ اس کے اور بنی عبدالواد کے مابین اس کے تدلس میں ان پر غالب آنے کی وجہ سے لڑائی جاری تھی)۔ جب لڑائی نے شدت اختیار کر لی تو اسے اس عداوت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لہذا وہ بنی عبدالواد کے ساتھ صلح کرنے کے لئے مائل ہوا، اس نے پھر ان کی خاطر تدلس کو چھوڑ دیا اور فوج کے اس سالار کو تدلس پر قبضہ دے دیا جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو تلمسان میں ان کے بادشاہ ابوہمو کے پاس بھیجا، بعد ازاں ابوہمو نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کیا لہذا اس نے اسے وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالعباس نے اسے بجایہ پر غالب کیا اور وہ میدان جنگ میں مارا

گیا تو ابو جومانی رشتے داری کی وجہ سے اس کی خاطر غضب ناک ہو گیا اور اس نے اس رات کو بجایہ پر چڑھائی کا ذریعہ بنا لیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے ہزاروں لوگوں اور فوجوں کے ساتھ تلمسان سے چل پڑا حتیٰ کہ عرب بھی واپس آ گئے یہاں تک کہ وہ حمزہ کے وطن تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد ابو اللیل موسیٰ بن زعلی اپنی قوم بنی یزید کے ساتھ اس کے آگے آگے بھاگ کھڑا ہوا اور انہوں نے زواودہ کے ان پہاڑوں میں پناہ لے لی جو وطن حمزہ پر جھانکتے ہیں۔ اس نے پھر اس کی اطاعت حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف اپنے اپنی بھیجے تو اس نے ان کی مشکلیں کس دیں جس میں ابو محمد صالح کا پوتا یحییٰ بھی شامل تھا جو سلطان ابو العباس سے علیحدہ ہو کر ابو جومانی کی سمت چلا گیا تھا، وہ اس وقت ابو اللیل کے غازیوں پر جاسوس مقرر تھا کیونکہ ان کے درمیان، محبت، پڑوس اور وطن کے تعلقات پائے جاتے تھے۔ وہ دراصل ابو جومانی کے سفارتی وفد میں بھی آیا تھا لہذا اس نے ممبران وفد اور اسے گرفتار کر لیا اور پھر قتل کر دیا۔ اس نے اس کے سر کو بجایہ کی طرف بھجوا دیا اور وہ پھر ابو جومانی کی فوجوں کے سامنے ڈٹ گیا لہذا وہ بجایہ آئے اور اس کی فوج بجایہ کے میدان میں اتر پڑی۔ وہ کئی روز تک اس کے ساتھ لڑائی کرتا رہا اور اس نے پھر محاصرے کے ہتھیاروں کو جمع کر لیا۔ اسی وقت سلطان ابو العباس شہر میں تھا جبکہ اس کی فوج اس کے غلام بشیر کے ساتھ تکرارت میں تھی، ان کے ساتھ ابوزیان، بن عثمان، بن عبدالرحمان بھی تھا جو کہ ابو جومانی کا چچا تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ وہ مغرب سے نکلا جیسا کہ ہم اس کے حالات یہاں بیان کریں گے اور پھر الحضرۃ میں سلطان ابواسحاق کے پاس آیا۔ وہاں ابو محمد حاجب نے اس کی خوب عزت کی۔ جب امیر ابو عبداللہ تملس پر غالب آ گیا تو اس نے اسے تونس سے بھیجا کہ اسے تملس کا حکمران مقرر کر دے اور وہ اس کے اور جومانی کے درمیان ساتھی بن جائے اور پھر وہ قسنطینہ پر حملے کے لئے فارغ ہو جائے لہذا اس نے جواب میں تیزی دکھائی اور تونس سے نکلا۔ جب سلطان ابو العباس قسنطینہ میں اس کے مکان کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کا راستہ روک لیا، یوں وہ عزت کے ساتھ اس کے پاس قیدی بن کر رہا۔ اس کے بعد جب وہ بجایہ پر غالب آ گیا اور اسے ابو جومانی کے حملے کی خبر ملی تو اس نے اسے اپنی قید سے رہا کر دیا۔ اس نے پھر اس کی خوب عزت کی، عطیات دیئے اور اسے بادشاہ مقرر کر دیا۔ اس نے اس کے لئے کچھ ہتھیار بھی تیار کئے۔ بعد ازاں اس کا غلام بشیر اپنی فوج کے ساتھ نکلا تا کہ اسے اپنے عم زاد ابو جومانی سے بنو عبدالواد کو روکے کیونکہ وہ اس کی حکومت سے تنگ آ گئے تھے۔ اس وقت مغرب اوسط کے زعمی عرب ابو جومانی کی فوج میں تھے لہذا انہوں نے ابوزیان سے مراسلت کی اور فوج میں انواہیں اڑانے کے متعلق مشورہ کیا۔ انہوں نے پھر اہل شہر اور فوجیوں کے درمیان لڑائی کا وقت مقرر کیا اور وہ 5 ذوالحجہ کو بھاگ گئے، یوں فوج منتشر ہو گئی اور شہر کے میدان کے تنگ راستوں میں چلی گئی۔ اس طرح ان کی بھیڑ سے راستے بند ہو گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی مر گئے۔ وہ اپنے پیچھے اس قدر مال و متاع، اہل و عیال، ہتھیار اور گھوڑے چھوڑ گئے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ابو جومانی نے اپنے اموال و عیال کو چھوڑ دیا۔ یوں ابو جومانی کا دل بھیڑ میں پھنس جانے کے بعد خراب ہو گیا لیکن وہ خود بخوبی گیا۔ اس کے بعد اس کا وزیر عمران بن موسیٰ اس کے لئے اپنی سواری سے اتر پڑا لہذا اس کی نجات صرف اسی کی وجہ سے ہوئی۔ وہ پھر الجزائر میں اتر اور وہاں سے تلمسان چلا گیا۔ ابوزیان بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا اور یوں مغرب اوسط کا حال خراب ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اب سلطان ابو العباس اس واقعہ کے بعد بجایہ سے نکلا اور تملس کے ساتھ لڑائی کی اور اسے فتح کیا۔ یوں وہ بنو عبدالواد کے جو عمال بھی وہاں موجود تھے، ان پر غالب آ گیا اور تمام مغربی سرحدیں اس کی سلطنت میں شامل ہو گئیں جیسا کہ اس کے دادا امیر ابوزکریا اوسط کی حکومت میں اس وقت شامل تھیں جب انہوں نے دعوتِ حفصی کو بانٹا تھا۔ اس کے بعد کے حالات کو ہم انشاء اللہ بیان کریں گے۔

تونس پر حملہ

اس دوران ابو عبداللہ بن حاجب ابو محمد بن تافراکین جب الحضرۃ کے حاکم سلطان ابواسحاق سے الگ ہو تو وہ عرب اولاد مہلبیل کے خیموں میں چلا گیا۔ بعد ازاں وہ سنہ 67 کے آغاز میں سب کے سب سلطان ابو العباس کے پاس گئے اور اسے اس کی حکومت کی رغبت دلانے لگے۔ بعد ازاں اپنے بھتیجے کے ساتھ جو بجایہ کا حاکم تھا، لڑائی کی وجہ سے اس نے ان سے معذرت کی پھر اس نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ جب بجایہ کی فتح مکمل ہو گئی تو اس نے اپنے بھائی مولا ابو یحییٰ زکریا کو فوج سمیت ان کے ساتھ بھیجا لہذا وہ اس کے ساتھ الحضرۃ کی طرف گئے اور ابن تافراکین بھی اس کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ انہوں نے پھر کئی روز تک الحضرۃ سے لڑائی کی مگر اسے سر

نہیں کر سکے۔ اس کے بعد الحضرة کے حاکم اور ان کے درمیان صلح ہو گئی لہذا وہاں سے چلے آئے اور مولا ابو یحییٰ بھی اپنی فوج کے ساتھ اپنے علاقے میں واپس آ گیا۔ بعد ازاں ابن تافراکین سلطان کے پاس چلا گیا اور وہ پھر تونس کی فتح تک اس کے ساتھ رہا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جب سلطان ابواسحاق الحضرة میں آیا اور اس نے سلطان ابوالعباس کے ساتھ صلح کرتے ہوئے کئی بار تخلف کیا، اس نے پھر ان کی حکومت کے لئے منصور بن حمزہ امیر ابی کعب کو چنا جس سے وہ اپنی حکومت کے لئے مدد مانگتا تھا اور اس کے مشورے اور شوکت سے مدد لیتا تھا۔ لہذا وہ باقی ماندہ ایام میں اس کا مخلص دوست رہا۔ اس نے پھر سنہ 69 میں اپنے بیٹے خالد کو فوج کا سالار مقرر کیا تاکہ وہ محمد بن رافع کو مغربی فوج کے طبقات میں رکھے کیونکہ وہ اس کے بیٹے کے مقابلے میں خود مختار بنا ہوا تھا۔ اس نے پھر اسے منصور بن حمزہ اور اس کی قوم کے ساتھ بھیجا اور انہیں بونہ کے نواح پر قبضہ کرنے، اس کی نعمتوں کو حاصل کرنے اور اس کے نواحی علاقوں کے خراج کو حاصل کرنے کا اشارہ کیا لہذا وہ اس کی طرف گئے۔ بعد ازاں امیر ابو یحییٰ زکریا حاکم بونہ نے اپنی فوج کو اہل ضاحیہ کے ساتھ بھیجا تو اس نے ان کی مدافعت کی، وہ پھر اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ آئے اور یہ ان کے غلبے کا آخری زمانہ تھا۔ جب وہ الحضرة کی طرف واپس آئے تو سلطان سالار فوج یعنی محمد بن رافع سے ناراض ہو گیا لہذا وہ الحضرة سے نکل گیا۔ اس کے بعد معاویہ تونس کے نواح سے اپنے مددگاروں کے ساتھ ان کے مقام پر گیا۔ سلطان نے پھر اسے رضامند کرنے کے بعد بلا لیا۔ جب وہ آیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ اس کے بعد سنہ 70 میں ایک رات محفل کے بعد سلطان کی وفات ہو گئی، اس رات کے آخر میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ سو گیا۔ جب خادم نے اسے جگایا تو وہ نہیں اٹھا لہذا اس کا سرور جاتا رہا اور غم بڑھ گیا۔ اس کے بعد خواص پر حیرت طاری ہو گئی پھر انہوں نے اپنی عقل سے غور و فکر کیا اور حیرت کو دور کیا یعنی انہوں نے اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء خالد کی بیعت کر کے اپنے مسئلے کو حل کر دیا۔ بعد ازاں اس کے غلام منصور سریحہ معلوجی اور اس کے حاجب احمد بن ابراہیم الیاتی نے لوگوں سے اس کی بیعت لی۔ انہوں نے پھر سب سے پہلے قاضی محمد بن خلف اللہ فقیہ کو گرفتار کر لیا لہذا اس نے اس کے اپنے پاس آنے کا لحاظ کیا۔ اس نے پھر اسے ابو علی عمر بن عبدالریح کے مرنے کے بعد تونس میں قاضی مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اسے بلاد جرید کی طرف فوجوں کو لے کر جانے اور ان سے لڑنے پر مقرر کیا۔ اسے پھر ان سے تکلیف اٹھانی پڑی اور کئی بار انہوں نے اپنے خراج سے اس کی مدد کی جسے کہ وہ سلطان کو دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کئی بار انہوں نے اپنے خراج پڑاؤ میں انواہیں اڑادیں۔ اس وقت ابن الیاتی سلطان کے ہاں اس کے عہدہ پانے سے ناراض تھا لہذا جب اس نے اس کے بیٹے پر سختی کی تو اس کے متعلق چغلیوں میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے پھر اسے گرفتار کر کے محمد بن علی بن رافع کے ساتھ قید میں ڈال دیا۔ بعد میں اس نے ان دونوں کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مل کر قید سے بھاگنے کی سازش تیار کرے لہذا انہوں نے اس کے ساتھ مل کر سوچ بچار کی۔ اس دوران اس نے ان کے حال سے مطلع ہو کر ان دونوں کو ان کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد الیاتی نے لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنا، ان کے اموال لوٹنا اور معزز لوگوں کو ذلیل کرنا شروع کر دیا۔ آخر انہوں نے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ انہیں اس کی حکومت سے نجات دے، ایسا مولا نا سلطان ابوالعباس کے ہاتھوں ہوا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

حضری دعوت کا بیان

جب الحضرة کا والی سلطان ابواسحاق سنہ 70 میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے غلام منصور سریحہ اور اس کے مددگار الیاتی نے حکومت کو سنبھالا اور اس کے نابالغ فرزند امیر خالد کو حکمران مقرر کیا مگر وہ اس کی حکومت کو اچھی طرح نہیں چلا سکے۔ انہوں نے اپنا وقت گزارنے کے لئے منصور بن حمزہ کو چین لیا جو الضاحیہ پر غالب آنے والے بنو کعب کا امیر تھا، انہوں نے اپنی بے تدبیری سے اسے اپنے ساتھ حکومت میں شامل ہونے کا لالچ دیا لیکن پھر اس سے منحرف ہو گئے تو وہ ان پر ناراض ہوا اور سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا جو غربی سرحدوں سے ان پر حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا لہذا اس نے اسے ان کی حکومت کے حاصل کرنے، اس کا تدارک کرنے اور ان کے بگاڑ کی اصلاح کرنے پر اسے آمادہ کیا۔ حقیقت میں وہ اپنی شرافت نفس، جلالت، حکومت کی مضبوطی، عدل و انصاف اور حسن سیرت کی وجہ سے اس کا سب سے بڑا حقدار تھا۔ جب اس کی حکومت کے لوگوں نے اس کے سوا کسی اور کو وہاں خود مختار دیکھا تو اس نے اس کے دادخواہ کو جواب دیا اور حملے کے لئے اپنے ارادے کو تیار کیا۔ اہل

قسنطینہ نے بھی اسی طرح ایک داد خواہ بھیجا تھا لہذا اس نے ابو عبد اللہ بن حاجب ابو محمد بن تافراکین کو ان کی اطاعت کا حال معلوم کرنے اور ان کی اندرون کی آزمائش کرنے کے لئے ان کے پاس بھیجا۔ وہ ان کے پاس گیا اور ان کی سمع و اطاعت کو حاصل کیا، اس دوران تو زور کا سردار یحییٰ بن یسول اور خلف بن خلف نقطہ کا سردار بھی وہاں گئے تو انہوں نے برضا و رغبت اطاعت کر لی اور یہ ان کے پاس سے واپس آ گئے۔ اس کے بعد سلطان کی دعوت سے متمسک ہو کر وہ اسے شہروں میں قائم کرنے لگے پھر سلطان بجایہ سے فوجوں کے ساتھ نکلا اور تیزی سے مسیلہ کی طرف گیا جہاں ابراہیم بن امیر ابی زکریا الاخیر رہتا تھا۔ بعد ازاں اسے زواودہ میں سے اولاد سلیمان بن علی نے تلمسان میں اپنی جائے غربت سے جواب دیا اور اسے اپنے بھائی امیر ابو عبد اللہ کے بعد بجایہ میں اپنے حق کے مطالبے کے لئے نمائندہ مقرر کیا۔ یہ سب کچھ حاکم تلمسان ابو جموں کی مداخلت اور اس کے مختلف امدادی وعدوں کی وجہ سے ہوا لہذا جب سلطان مسیلہ پہنچا تو انہوں نے ابراہیم کا عہد کو چھوڑ دیا، اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے۔ اس کے بعد سلطان بجایہ کی طرف واپس آ گیا پھر وہاں سے الحضرة آیاتو سے افریقہ کے وفد اطاعت کرتے ہوئے ملے۔ بعد ازاں اس نے وہاں پہنچ کر اس کے میدان میں کئی روز تک خیمے لگائے رکھے اور صبح و شام اس سے لڑائی کرتا رہا۔ اس نے پھر اس کی سچائی سے پردہ اٹھایا اور اس کی فضیلوں پر حملہ کر دیا۔ اس کے بھائی، بہت سے خواص اور ساتھی پیادہ تھے لہذا وہ ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے یہاں تک کہ اس الطابیہ کے باغات سے فضیلوں پر چڑھ گئے اس کے بعد جانبازوں نے فضیلوں کو چھوڑ دیا اور شہر کے اندر کی طرف دوڑے، یوں لوگوں پر حیرت طاری ہو گئی اور وہ ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔ اس وقت ارباب حکومت اپنی سواری میں قصبے کے دروازوں میں سے باب العذر پر کھڑے تھے لہذا جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ ایڑیوں کے بل بھاگ اٹھے اور باب الجزیرہ کا رخ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے سامنے نعرہ تکبیر بلند کیا اور سب اہل شہر نے ان پر حملہ کر دیا۔ یوں تھوک خشک ہونے کے بعد انہوں نے شہر میں ان کا محاصرہ کر لیا اور پھر فوج ان کے تعاقب میں گئی۔ اس نے احمد بن الیاتی کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کا سر سلطان کے پاس لایا گیا جبکہ اس نے امیر خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ لڑائی کے دوران منصور سریحہ، اس الحمہ میں بھاگ گیا اور دوستوں کے تحفظ میں لڑائی کرنے سے ناکام رہا۔ اب سلطان محل میں داخل ہو کر اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور فساد یوں نے ارباب حکومت کے گھروں میں ہاتھ مارے۔ اس دوران لوگوں نے ان سے کہنے کے باعث ان کے اموال لوٹ لئے کیونکہ وہ رعیت پر ظلم کرتے اور ان کے اموال غصب کیا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ فساد کی آگ ان کے گھروں اور راستوں میں بھڑک اٹھی اور وہ بجھنے میں نہ آتی تھی۔ اس دوران بعض اہل عافیت کو بھی عام لوٹ مار کی رو سے تکلیف پہنچی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کی برکت، اس کی حسن نیت اور اس کی حکومت کی سعادت سے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ اب لوگوں نے رحمدل اور انصاف پسند سلطان کے سایے میں پناہ لی اور اس پر شمع کے پردانوں کی طرح ٹوٹ کر اس کے ہاتھ پاؤں کو چومنے لگے اور اس کے لئے زوردار دعائیں کرنے لگے۔ وہ اس کے کارناموں پر رشک کرنے لگے یہاں تک کہ رات چھا گئی اور سلطان اپنے محلات میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر امیر خالد کو بحری بیڑے کے ساتھ قسنطینہ کی طرف بھیجا تو راہ میں سخت آندھی چلی اور کشتی میں سوراخ ہو گیا، یوں وہ موجوں کی نذر ہو کر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان خود مختار حاکم بن گیا، اس نے پھر بھائی امیر ابو یحییٰ کو اپنا حاجب مقرر کیا اور ابن تافراکین کے حق کا لحاظ کرتے ہوئے کیونکہ وہ اس کے پاس چلا آیا تھا، اسے اپنے بھائی کا مددگار مقرر کر دیا۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہو گئی جس کا ہم ذکر کریں گے، انشاء اللہ۔

منصور بن حمزہ کا خروج

منصور بن حمزہ بنی سلیم میں سے امیر شہر تھا۔ سلطان ابو یحییٰ اس پر اپنی عنایات بھی کرتا تھا اور اسے اپنی قوم پر امتیاز حاصل تھا۔ جب بنو حمزہ نے افریقہ میں سلطان ابوالحسن پر غلبہ پایا اور اسے وہاں سے دھتکار کر نکال دیا تو انہوں نے وہاں پر دست درازی شروع کر دی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کر لیا تھا۔ الحضرة کے امراء نے انہیں خراج کے دو حصے رشتہ داری، اقامت دعوت اور غربی سرحدوں کے باشندوں کی حفاظت کی غرض کے لئے زائد دیئے تھے لہذا انہوں نے اس کے اکثر حصے پر قبضہ کر لیا اور سلطان کے دو حصے زائد ہو گئے۔ جب سلطان ابوالعباس نے الحضرة پر قبضہ کیا اور وہ دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا تو اس نے تغلب و اختصاص سے ان کی لگاموں کو روکا اور ان کے ہاتھوں سے وہ شہر اور علاقے

چھین لئے جو پہلے سلطان کے لئے تھے۔ یوں انہیں وہ کچھ معلوم ہوا جو ان کے گمان میں بھی نہیں تھا، اب اس بات نے انہیں برا فروختہ کر دیا اور اس کی حیثیت نے انہیں پریشان کر دیا۔ لہذا منصور بن حمزہ بگڑ گیا اور اطاعت سے دستکش ہو کر اس کی مخالفت میں لگ گیا۔ سلطان کے خلاف بغاوت کرنے میں ابو معنوںہ احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مسکین نے اس کی موافقت کی جو کا شیخ تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے قبیلوں کے ساتھ زواوہ کے پاس داد خواہ بن کر اور امیر ابو یحییٰ بن سلطان ابو بکر کے پاس مہدیہ سے واپس آتے وقت اور وہاں سے اپنے بھائی مولا ابواسحاق کے پاس جاتے وقت کمک مانگنے گیا۔ اس نے پھر اسے امیر بنایا، لوگوں نے اس کی بیعت کی اور وہ ان کے ساتھ کوچ کر گیا۔ وہ سب چلتے ہوئے تونس گئے۔ منصور بن حمزہ پھر انہیں اپنے گھرانوں کے قبیلوں میں ملا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اپنے مشائخ کو یحییٰ بن علول کے پاس بھیجا جو مخالفت کی گمراہی کا بلند غبار تھا تا کہ وہ اسے اطاعت اور مدد پر آمادہ کریں۔ اس نے پھر ان کے ساتھ سچے جھوٹے وعدے کئے اور انہیں مہلت دی۔ جب انہوں نے اپنے ہاتھوں کو پوری طرح نفاق و اختلاف میں ڈبولیا تو وہ اپنے مال کے ساتھ انہیں اپنے حمایت کے وعدوں سے نالتا رہا، یوں منصور نے اپنے دل میں اس روز اطاعت کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ وہ پھر الحضرۃ پر چڑھائی کرنے کے لئے چلے گئے تو سلطان ابوالعباس نے اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ زکریا کو فوجوں کے ساتھ اس سے لڑائی کرنے کو بھیجا۔ منصور کو سلطان کی فوج اور اس کے ساتھیوں پر فتح حاصل ہوئی۔ اس کے بعد سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ اس کے حاجب ابو عبد اللہ بن تافراکین نے انہیں شہر پر شب خون مارنے میں شامل کیا ہے تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے سمندری سفر کے ذریعے قسطنطنیہ بھجوا دیا۔ یوں وہ اپنی وفات تک جو سنہ 78 میں ہوئی، وہاں قید رہا۔ اس کے بعد سلطان نے جب اپنے اموال عربوں کو دیئے تو منصور کی قوم نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اس کا حال خراب ہو گیا۔ آخر رحم دل سلطان نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تو اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو یرغمال رکھا۔ بعد ازاں سلطان زکریا کے بعد عہد کو توڑ دیا تو اس نے اسے اس کی اولاد کو زواوہ کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر اس نے سلطان کی امداد اور اطاعت سے وابستگی اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 76 میں فوت ہو گیا۔ اسے محمد بن احمیہ نے آپس کے ایک جھگڑے میں قتل کر دیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس نے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا، وہ زخمی ہو کر اپنے گھر کی طرف لوٹا اور گھر پہنچنے کے بعد دن کے آخری حصے میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد بنو کعب کی حکومت صولہ بن احمیہ خالد نے سنبھالی اور مولا سلطان نے اسے ان کا حکمران مقرر کیا۔ یہ صورت حال یونہی قائم رہی یہاں تک کہ وہ حال ہو گیا جس کا ہم تذکرہ کریں گے۔

جب سے قیروان میں بنی مرین کا مرکز بنا، اس وقت سے عربوں نے عملداریوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ سلطان ابوالحسن نے خلیفہ عبد اللہ بن مسکین کو سوسہ ان شہروں اور جاگیروں میں دے دیا تھا جو ان کے لئے نہیں تھیں لہذا یہ خلیفہ اس پر قابض ہو گیا اور وہاں اترا، وہ پھر خود اس کے خراج کو لینے لگا اور سلطان کے مقابلے میں خود مختار بن گیا۔ وہ اپنی وفات تک اسی حالت میں رہا۔ اس کے بعد اس کی قوم کی امارت عامر بن عمہ محمد بن مسکین نے ابو محمد بن تافراکین کے دور میں سنبھالی۔ اس نے بھی اسے اسی طرح حکومت دی اور وہ اپنے قتل سے خوف زدہ رہا یہاں تک کہ بنو کعب نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد امارت احمد نے سنبھالی جس کا لقب ابو معنوںہ بن محمد تھا اور جو کہ خلیفہ بن عبد اللہ بن مسکین کا بھائی تھا لہذا وہ سوسہ میں سلطان کے بالمقابل خود مختار بن گیا اور اس کے دارالامارت میں بیٹھ گیا۔ اکثر اوقات وہ الحضرۃ کے والی کے خلاف خروج بھی کر دیتا اور سوسہ سے اس پر چڑھائی کرتا اور اس کے نواح میں لوٹ مار کرتا یہاں تک کہ اس نے ایک روز منصور سریحہ، مولیٰ سلطان ابواسحاق اور اس کی فوج کے سالار پر حملہ کر دیا۔ اس حرکت پر اس نے اسے گرفتار کر کے سوسہ میں چند روز قید کر دیا لیکن اس پر احسان کر کے اسے رہا کر دیا۔ یوں اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ہمیشہ ان کا یہی وطر رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ رعایا کے ساتھ سچ اور بری حرکات کرتے تھے لہذا رعایا کے لوگ ہمیشہ ہی اللہ سے دعا کرتے رہے کہ وہ ان کے ظلم و جور سے انہیں نجات دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اہل افریقہ کو اطلاع دی اور پھر مغرب کے تمام مضافات میں غلبے کی ہوا چل پڑی۔ اہل سوسہ اب اپنے عامل ابو معنوںہ سے بگڑ گئے اور اس نے بھی ان کے بگڑنے کو محسوس کر لیا لہذا وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور سلطان کی خاطر شہر سے الگ ہو گیا۔ بعد ازاں عوام نے اس کے عمال پر حملہ کر دیا اور ان پر غالب آ گئے۔ پھر سلطان کے عمال وہاں اترے۔ بعد ازاں مولیٰ ابی یحییٰ اسے طرابلس کے نواح پر حملہ کرنے کے لئے لے گیا اور اس نے اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اس کی عملداریوں کا خراج کو حاصل کیا۔ یاد رہے کہ مہدیہ میں محمد بن الجکجاک کو حاجب ابو محمد بن تافراکین نے اس وقت حکمران مقرر کیا تھا جب اس نے اسے ابوالعباس بن مکی اور امیر ابو یحییٰ زکریا المشرقی

بن مولانا سلطان ابوبکر کے ہاتھوں سے اسے واپس لیا تھا۔ حاجب کے بعد بھی ابن الحکجاک وہاں کا حکمران مقرر رہا۔ لہذا جب حکومت کی درازی کا کٹنا اسے چھتا تو فوج کا غبار اس کی طرف بڑھا، اب وہ اس پر قابض رہنے سے ڈر گیا اور اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر طرابلس چلا گیا۔ وہ امیر طرابلس ابوبکر بن ثابت کے ہاں قدیم رشتے داری اور تعلقات کی وجہ سے اترا۔ اس کے بعد مولانا سلطان نے مہدیہ کے سپرد کرنے میں جلدی کی اور وہاں اپنے عمال کو بھیجا، یوں وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا اور غلبے اور کامیابی کے اموال درست ہو گئے۔ اس کے بعد کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

جرہ کی طرف سلطان کا جانا

جب سے ابو عبد اللہ محمد بن تافراکین نے محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو اس جزیرے کا حکمران بنایا تھا، اس نے اپنے پڑوسیوں یعنی اہل قابس، اہل طرابلس اور الجریدہ کے دیگر علاقوں کے طریقوں کو قبول کر لیا تھا کہ سلطان کی بات کو نہ مانا جائے اور خود مختاری اور امارت حاصل کی جائے۔ اس کے برے حالات کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اس کا والد حاجب ابو محمد بن تافراکین کے دور میں الحضرة میں اشغال کا حکمران تھا اور وہ اس کے بیٹے ابو عبد اللہ کو جو جرہ کا حاکم تھا، کتابت سکھاتا تھا، اس نے پھر مولانا ابوالسحاق سے بھاگتے وقت اس کا مقصد کیا تا کہ جرہ میں قدیم تعلقات کی وجہ سے اترا تو اس نے روک دیا۔ اس نے پھر جزیرے کے شیوخ کو بھی سلطان کی بات نہ ماننے پر اپنی آزاد حکومت قائم کرنے میں شامل کر لیا۔ یوں وہ مولانا سلطان اور اس کے بعد اس کے بیٹے کی حکومت میں محفوظ رہا۔ جب مولانا سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو اسے خوف اور دہشت محسوس ہونے لگی۔ وہ پھر جرید کے رؤساء کے مقابلے میں مدد کرنے کے لئے گیا اور قدیم و جدید زمانے میں تحلف اختیار کرنے کے باوجود اس معاملے میں بہت دور تک چلا گیا۔ یوں اس نے سلطان کی بات ماننے، اطاعت کرنے اور خراج روکنے میں بہت بری مثال پیش کی جس کی وجہ سے سلطان کو غصہ آ گیا۔ جب اس نے ساحلی شہروں اور ان کی سرحدوں کو فتح کی تو اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو فوج دے کر جرہ کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ حکومت کا مخلص مددگار محمد بن علی بن ابراہیم بھی تھا۔ جو کہ شیخ الموحدین ابو ہلال کی اولاد میں سے تھا اور المستنصر کے زمانے میں بجایہ کا والی تھا۔ اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ بہر حال اس نے اسے اس کے محاصرہ کے لئے بحری بیڑے سے مدد دی، یوں امیر اپنی فوج کے ساتھ اس کے راستے میں اتر پڑا اور پھر بحری بیڑا اس کے محافظوں تک پہنچ گیا۔ اس نے پھر قلعہ قشیل کا محاصرہ کر لیا۔ ابن ابی العیون نے اس کی دیواروں کی پناہ لے لی لیکن اس دوران جزیرے کے بربری شیوخ اس سے الگ ہو گئے اس کی فوج کے خاص آدمی اس کے پاس آ گئے۔ یوں انہوں نے وہ بات دیکھی جس کی انہیں طاقت نہیں تھی۔

جب سلطان کی فوجوں نے بروجر سے ان کا گھیراؤ کر لیا تو وہ بحری بیڑے کے پاس آئے اور اس کے گھر پر قابض ہو گئے۔ یوں انہوں نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس سلطان کی طرف چلے گئے۔ محمد بن ابی العیون الحضرة کی طرف چلا گیا اور کچھری میں اترا۔ اسے پھر ملک میں اونٹ پر سوار کروا کر شہر کے متفرق بازاروں میں پھرایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی سزا اس پر نازل ہوتی ہے۔ اس کے بعد سلطان نے اسے بلایا اور امرائے جرید کے گمراہوں کے ساتھ شامل ہو کر اس سے انحراف کرنے پر توجیح کی۔ وہ پھر اس کی خونریزی سے الگ ہو گیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ سنہ 79 میں فوت ہو گیا۔

امرائے ابناء کا خروج

جب سلطان نے اہالیان افریقہ کے بھڑکانے اور شیخ منصور بن حمزہ کے رغبت دلانے پر افریقہ کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کر لیا تو اسے غربی سرحدوں کے حالات نے پریشان کر دیا۔ وہ پھر ان سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے بیٹوں کے حالات کا جائزہ لینے لگا۔ اس کی نظر سب سے پہلے اپنے بڑے بیٹے امیر ابو عبد اللہ پر پڑی تو اس نے اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے بادشاہ کے محلات میں اتارا۔ اس نے پھر خراج کے مال اور فوج کا رجسٹر کھول دیا۔ قسطنطنیہ اور اس کے نواح پر اپنے غلام بشیر کو عامل مقرر کیا جو اس کی حکومت کی تلوار، لڑائی کی مہار اور

اس کے ارادے کو بھارنے والا آدمی تھا۔ اور اس شخص میں رائے کی پختگی اور خودداری پائی جاتی تھی۔ بسا اوقات اسے قسطنطینہ آنے پر بڑی مشقت اور قید برداشت کرنی پڑی جس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے اسے خوشی عطا کی تھی۔ اس نے پھر اپنی خواہش کے مطابق عہدے حاصل کئے اور سلطان فوج میں اس کی نگرانی پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔ وہ اسے اکثر لڑائیوں کے ہراول دستوں میں بھیجتا تھا۔ جب سلطان نے بجایہ پر قبضہ کیا تو اسے قسطنطینہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا۔ اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابواسحاق کو اتارا یعنی اس نے اسے اس کا گارڈین مقرر کیا۔ بعد ازاں افریقہ جاتے وقت اسے فوج کے ساتھ بھیجا لہذا وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو کر گیا اور فتح میں اس کے ساتھ رہا۔ اس نے پھر اسے قسطنطینہ میں مزید آزادی اور اختیارات دے کر واپس کر دیا اور وہ اپنی وفات تک اسی مقام پر رہا۔ سلطان نے اس کے بعد اپنے بیٹے ابواسحاق کو ملک بن مقرب اور سلطان عبدالعزیز کے پاس بھیجا تا کہ وہ انہیں تلمسان کو فتح کرنے کی مبارک باد دے اور رشتہ محبت کو استوار کرے اس نے اس کے ساتھ شیخ الموحدین کو بھی بھیجا جو ابواسحاق بن ابی ہلال کا گارڈین تھا لہذا ملک بن مقرب ان دونوں سے نہایت عزت و احترام سے ملا اور انہیں سنہ 73 میں اس حال میں واپس کیا کہ یہ اس کا بہت ذکر خیر کرتے تھے۔ جب امیر ابواسحاق قسطنطینہ میں اپنے دارالامارت میں اترا تو سلطان نے اسے وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ قائد بشر اس کے باپ کا غلام تھا، اس کی صغریٰ کی وجہ سے وہ اس پر حاوی تھا۔ جب امیر ابواسحاق کی حالت ٹھیک ہو گئی تو بشیر سنہ 78 میں فوت ہو گیا لہذا سلطان نے اسے ازسرنو امارت سے سرفراز کیا۔ اس نے پھر نہایت احسن رنگ سے اپنے فرائض ادا کئے اور اس نے اپنے بارے میں اس کے خیالات کو سچ کر دکھایا۔

یوں وہ دونوں امیر بجایہ اور قسطنطینہ کے عہد میں مستقل رہے اور ان کے نواح کے امور بھی انہیں کے سپرد تھے۔ انہیں ہتھیار بنانے، شاہانہ آداب قائم کرنے اور شاہانہ سامان تیار کرنے کی اجازت تھی۔ اس دوران امیر ابوزکریا جو ایک شریف بھائی تھا، بونہ پر مستقل حکمران مقرر تھا۔ لہذا جب وہ فتح کے سال افریقہ کی طرف گئے تو ابو یحییٰ کو اپنی طویل وابستگی کے باعث یہ یقین ہو گیا کہ سلطان اس کے بھائی کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے لہذا اس نے اپنے بیٹے امیر ابو عبد اللہ محمد کو سہانہ کا حکمران مقرر کیا اور اسے اپنے محل میں اتارا۔ اس نے اسے امارت میں ایسے امور سپرد کئے جن کی وجہ سے اس کا ذکر خیر ہونے لگا اور یہ صورت حال سنہ 783 تک قائم رہی۔

توزر اور قفصہ پر قبضہ

سلطان ابوبکر کی حکومت سے قبل الجریڈ کی حکومت کے مسئلے شہروں کے رؤساء کے مشوروں سے طے پاتے تھے کیونکہ اس وقت حکومت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے لہذا جب سلطان ابوبکر دعوتِ حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا اور دیگر مسائل سے فارغ ہو گیا تو اس نے اپنی نظر ان کی طرف پھیری، یوں اس کی فوج نے انہیں روند دیا۔ وہ پھر شوریٰ کے بعد خود آیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کی وفات کے بعد جب افریقہ کے حالات کے دگرگوں ہوئے اور اعراب کے اس کے علاقوں پر غالب آنے کا واقعہ ہوا تو یہ سب سلطان ابوالحسن کی شکست اور ان کے رؤساء کے جھگڑوں کے بعد بازاری آدمیوں کی طرح حکومت چلانے کی وجہ سے تختوں پر بیٹھتے تھے اور راستوں ہی میں سواریاں کرتے تھے۔ وہ لڑائی کے دنوں میں ہتھیار تیار کرتے تھے جو گردشِ زمانہ سے عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان ہوتے تھے۔ اس کے بعد وہ شام کے علاقوں کے حکمران بن گئے یہاں تک کہ ان کے نفوس کو القابِ خلافت کے اختیار کرنے کی سوجھی۔ اس دوران جب سلطان ابوالعباس افریقہ اور اس کے علاقوں کا خود مختار حکمران بن گیا تو وہ الحضرة کا باز اور اپنی کچھار میں رہنے والا شیر بن گیا۔ یوں منافقت اور مخالفت کرنے والے اصحاب اس سے خوف کھانے لگے۔ اس کے عزائم کو مضبوط کرتے اور اس کا خوف ان کی مہلت کی رسی کو ڈھیلا کر دیتا اور وہ معاونت اور وعدے کے ذریعے الفت کے میدان کو اس امید پر کھلا کر دیتا کہ یہ اطاعت کی طرف واپس آ جائیں مگر پھر وہ عناد اور نفاق میں بڑھتے چلے گئے۔

لہذا اس نے ان کے عزائم کا پردہ چاک کیا اور ان کے معاہدے کو برابری کی سطح پر توڑ دیا۔ وہ سنہ 77 میں اپنی فوج کے ساتھ جو موحدین، موالی، قبائل زناتہ، اولادِ مہلبیل اور حکیم ساہی عربوں اور ابواللیل کے رشتے داروں پر مشتمل تھی، الحضرة اہل جریڈ کی مدافعت کے لئے چلا۔ انہوں

نے کئی روز سلطان سے موافقت کی پھر اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ یوں سلطان ان کی رعایا پر غالب آ گیا۔ سلطان نے پھر ان پر بڑے ٹیکس لگائے تھے لہذا جب مقرب افریقی میدانوں پر غالب آ گیا تو وہ جاگیروں میں ایک دوسرے سے حسد کرنے لگے۔ اس طرح یہ مقام اولاد حمزہ کی جاگیروں میں آ گیا۔ انہیں یہاں سے وافر خراج اور مال ملتا تھا۔ وہ یہ مال گھوڑوں، زرہوں، چمڑوں اور سواروں سے مدد کرنے اور ان میں سے کچھ لوگوں سے وہ سلطان کے ساتھ لڑائی کرنے میں مدد مانگتے لہذا سلطان اس سال ان پر غالب آ گیا اور ان کے سب اموال کو لے گیا۔ اس نے ان کے جوانوں کو قید کر کے الحضرۃ کے قید خانوں میں ڈال دیا اور ان کے سب سے بڑے امدادی مواد کو ختم کر دیا۔ جس کے بعد سے ان کی سرکشی ٹھنڈی پڑ گئی، ہمیشہ کے لئے ان کا بازو ٹوٹ گیا اور وہ کمزور پڑ گئے۔ بعد ازاں سلطان الحضرۃ کی طرف آیا اور اس کے پیروکار منتشر ہو گئے۔ بعد ازاں ان سے علیحدگی کر لی اور اولاد ابواللیل کا بناؤنی دوست بن گیا۔ انہوں نے پھر الحضرۃ پر حملہ کیا اور کئی روز تک اس کے میدان میں فرودکش رہے۔ اس پر غارت گری کرتے ہوئے پھر وہاں سے چلے گئے یہ موسم سرما کے شروع میں ان کے پیچھے پیچھے گیا اور سوسہ اور مہدیہ کے ساحل پر اتر آئے۔ اس نے ان کو طمان سے خراج طلب کیا جو ابی کے تحت تھے لیکن پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں سے اپنے مقام پر واپس آ گیا۔ اس نے پھر اولاد ابواللیل کو اس کی مدافعت کے لئے جمع کیا، حاکم تو زرنے ان میں اموال تقسیم کئے مگر یہ اس کے کچھ کام نہ آئے۔ سلطان نے قفصہ پر چڑھائی کی اور تین روز تک اس سے لڑائی کی۔ وہ اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے اور مجتمع ہو کر انہوں نے اس سے لڑائی کی، یوں رعیت اپنی جگہوں سے اٹھ کر اس کے پاس آ گئی۔ انہوں نے پھر ان کے رہنماء احمد بن قائد اور اس کے بیٹے کو اس کی کبر سنی اور دخول کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ لہذا وہ سلطان کے پاس گیا اور اس نے اپنی مرضی کے مطابق اس سے اطاعت اور خراج کی شرط مقرر کیں۔ وہ پھر شہر کی طرف واپس آ گیا تو اہل شہر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے خروج کرنے کا ارادہ کر لیا لہذا اس کا بیٹا احمد جو اپنے باپ پر حاوی تھا، ان سے آگے بڑھ گیا۔ بعد ازاں سلطان نے اپنے بھائی ابویحییٰ کو خواص اور ساتھیوں کے ساتھ شہر کی طرف بھیجا تو میدان کے نواح میں محمد سے ملا جس نے اسے سلطان کے پاس بھجوا دیا، یوں وہ قبضے میں داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے پھر محمد بن قائد کو اسی وقت گرفتار کر لیا اور احمد کو بھی شہر سے اس کے پاس لایا گیا۔ وہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے گھر اور ذخائر پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد فوج اور اہل شہر اکٹھے ہو کر سلطان کے پاس آئے اور اس کی بیعت کر لی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے ابوبکر کو وہاں کا حکمران مقرر کیا اور پھر تو زرنے چلا گیا۔ جب قفصہ کی فتح کی خبر ابن یملول کو ملی تو وہ اسی وقت سوار ہو کر اپنے خاندان اور تھوڑے سے ذخائر کو اٹھا کر اڑا ب چلا گیا۔ اہل تو زرنے یہ اطلاع سلطان تک پہنچادی تو اس نے راستے ہی میں اس سے ملاقات کی اور شہر کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس کے ذخیرے پر ابن یملول قابض ہو گیا۔ جب وہ اس کے محلات میں اترتا تو اس نے وہاں استعمال کی اشیاء، متاع و سلاح اور سونے چاندی کے ایسے برتن پائے جو روئے زمین کے کسی بڑے بادشاہ کے لئے بھی تیار نہیں کئے گئے تھے۔ بعض لوگ جو اہرات، زیورات اور کپڑوں کی وہ امانتیں بھی لائے جو ان کے پاس پڑی تھیں اور وہ ان سے علیحدگی اختیار کر کے سلطان کے پاس چلے گئے تھے۔ بعد ازاں سلطان نے تو زرنے پر اپنے بیٹے المنصر کو حکمران مقرر کیا اور اسے ابن یملول کے محلات میں اتار کر اسے تو زرنے کی امارت دی۔ اس نے پھر سلطان خلف بن خلف کو بلایا تو اس نے آ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی لہذا اس نے اسے تو زرنے میں اپنے بیٹے کی حجابت پر مقرر کر دیا اور اسے اس کے ساتھ اتارا۔ وہ پھر خود الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ یوں الجرید کے شہروں پر قبضے کے وقت اس کے عرب مخالفین تلول کی طرف چلے گئے۔

جب اس نے الحضرۃ جانے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے راستے میں روکا جس پر اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے عزائم کو ڈبو دیا۔ وہ پھر غربی جہات کی طرف کامیابی کی امید میں بھاگ گئے کیونکہ ابن یملول انہیں حاکم تلمسان کی خدمت میں کمک حاصل کرنے کے لئے لایا تھا۔ اس کے بعد ان میں سے منصور بن خالد اور نصر جو اس کے چچا منصور کا بیٹا تھا، دونوں دادخواہ بن کر ابوتاشیفین کے پاس آئے۔ اس نے ان سے وعدہ کیا اور انہیں واپس کر دیا۔ یوں وہ اس کی ذرباندگی دیکھ کر واپس چلے گئے۔ صولہ اپنے متعلق عہد و پیمانہ لینے کے بعد سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی قوم پر اپنی مرضی کی شرط عائد کیں۔ وہ پھر ان کے پاس واپس آ گیا مگر وہ اس کی شرط سے راضی نہ ہوئے تو سلطان، فوجوں اور عرب ساتھیوں کے ہمراہ الحضرۃ سے حملہ کرنے گیا تو وہ آگے بھاگ کھڑے ہوئے جس پر اس نے ان کا تعاقب کیا اور تین بار ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کر قیروان چلے گئے پھر ان کا وفد سلطان کے پاس آیا اور اسے کہا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق شرائط عائد کرے لہذا اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور انہیں عام معافی

دے دی وہ پھر سلطان کی اطاعت اختیار کر کے اس کی مرضی کے مطابق چلنے لگے۔

قفصہ والوں کا خروج

جب خلف بن خلف، المنصور ابن سلطان کی حجابت پر با اختیار ہو گیا اور اس نے اسے ساتھ ہی نفظہ کا حکمران مقرر کر دیا تو اس نے پھر اپنے عامل کو اس پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود المنصور کے ساتھ توزر میں فروکش ہو گیا۔ اس دوران اس کے متعلق چغلی ہوئی کہ وہ ابن یملول کے ساتھ ساز باز کرتا اور اس سے مراسلت کرتا ہے لہذا اس نے اس کے خلاف جاسوس مقرر کئے۔ اس دوران وہ اس کے ایک خط پر مطلع ہو گیا جو اس کے مشہور کاتب کی تحریر میں تھا اور جو کہ ابن یملول اور امیر زواوہ یعقوب علی کی طرف لکھا تھا جس میں ان دونوں کو لڑائی کی ترغیب دی گئی تھی۔ لہذا اس نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے عمال کو نفظہ کی طرف بھیج دیا جبکہ اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اس کے باپ کے ساتھ اس کے متعلق بات چیت کی، لہذا اس نے اس کی مخالفت اور اس کی اطاعت کے واضح ہو جانے کے بعد اسے مہلت دے دی۔ نفظہ کی فتح سے قبل نفظہ کے خدانوں میں سے احمد بن ابی یزید کا گھرانہ سلطان کے پاس آ گیا اور وہ پھر اس کی رکاب میں اس کی طرف گیا تھا۔

جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے پاس آنے کی وجہ سے اس کا لحاظ کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے ابو بکر کو وصیت کی اور وہ اس کے مشورے اور اس کے حل و عقد پر حاوی ہو گیا۔ اس دوران اس کے دل میں خود مختار ہونے کا خیال آیا تو اس نے اس کے لئے وقت مقرر کیا، اسی وقت اتفاق سے امیر ابو بکر نفظہ سے اپنے بھائی المنصور کی ملاقات کے لئے توزر گیا تو شہر میں اپنے غلام عبداللہ ترکی کو جانشین بنایا۔ سلطان نے اسے پھر اپنے ساتھ اتارا اور اسے اپنی حجابت سپرد کی، اس کے بعد جب امیر شہر سے دور چلا گیا تو ابن ابی یزید نے کچھ کمینے لوگوں سے سازش کی، شہر کی گلیوں میں گھوما، خروج کرنے اور اطاعت چھوڑنے کے نعرے لگائے۔ وہ پھر قصبہ کی طرف بڑھا لہذا قائد عبداللہ نے قصبہ کو بند کر دیا، اس نے قصبے سے لڑائی کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکا۔ عبداللہ نے پھر قصبے میں ڈھول بجایا تو بستیوں کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے انہیں قصبے کے اس دروازے سے داخل کیا جو جنگل تک لے جاتا تھا لہذا وہ لوگ بہت زیادہ ہو گئے اور یوں اس نے ابن ابی یزید کو روک دیا۔ اب لوگ اس کے پاس سے چپکے سے کھسک گئے اور وہ خود روپوش ہو گیا۔ قائد پھر قصبے سے نکلا اور اس نے بہت سے باغیوں کو پکڑ کر انہیں قید میں ڈال دیا۔ یوں وہ شہر پر قابض ہو گیا اور گھبراہٹ کا خاتمہ ہو گیا۔ جب مولیٰ ابو بکر تک اطلاع پہنچی تو وہ بسرعت تمام قفصہ کی طرف واپس لوٹا، اس کے آتے ہی باغی قیدیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس نے پھر منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں ابن ابی یزید اور اس کے بھائی سے بیزاری کے اظہار کا اعلان کرے۔ اس کی آمد کے کچھ دنوں بعد دروازے کے پاس عورتوں کے لباس میں چھپ کر بیٹھنے والے پہریداروں کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنے امیر کے پاس لے گئے، اس نے انہیں قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دی۔ وہ دونوں بڑے مالدار تھے لیکن پھر بھی لوگوں کے لئے عبرت کا سامان بن گئے اور ان کا دین و دنیا برباد ہو گئی۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ اس کے بعد حاکم توزر المنصور کو اس وقت ابن خلف کے متعلق شک گزرا تو وہ اس کی روپوشی کے حالات سے محتاط ہو گیا۔ اس نے پھر اسے قید خانے میں قتل کر دیا اور یوں بے رحمی کا طریقہ اختیار کیا۔ اس طرح سلطان نے تمام شہروں کو اپنی اطاعت میں شامل کر لیا اور اس کا غلبہ مسلسل قائم رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہوئی جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

قابس پر قبضہ

یہ شہر مسلسل باہمی بنی کی کی حفصی حکومت میں شامل رہا جن کی شہرت اس دور میں بہت تھی اور عنقریب ان کے حالات، نسب اور ادریت کا ذکر ایک الگ فصل میں ہوگا۔ ان کی ریاست کی اصل یہ ہے کہ قابس کی ولایت کے ابتدائی ایام میں سنہ 633 میں ان کا اتحاد امیر ابو زکریا کی خدمت سے ہو گیا لہذا یہ اس کے ساتھ مختص ہو گئے۔ جب اس نے ان سے ابو محمد عبداللہ کے خلاف خروج کرنے میں شمولیت کے لئے کہا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور پھر اس کے پیچھے چل پڑے۔ جب اسے افریقہ میں خود مختاری ملی تو اس نے ان کی پاسداری کی اور انہیں اپنے ملک میں شوریٰ

کی سرداری کے لئے الگ کر دیا۔ اس کے بعد جب حکومت غربی سرحدوں کی علیحدگی اختیار کرنے اور نئے نئے فتنوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے نافرمانوں کا مقابلہ میں ناکام ہو گئی تو وہ خود مختاری کی طرف بڑھنے لگے پھر ہمیشہ ہی خود مختاری حاصل کرنے، سلطان کے خلاف خروج کرنے، باغیوں کے مداخلت کرنے اور الحضرة پر چڑھائی کرنے کی طرف مائل رہے۔ اس دوران میں حکومت ان سے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں سے بھی سے طویل زمانے سے غافل تھی کیونکہ حکومت تقسیم ہو چکی تھی اور غربی سرحدوں کا حکمران الحضرة کے مطالبے پر مصر تھا۔ بعد ازاں مولانا سلطان ابوبکر افریقہ کی دوسرے علاقوں میں دعوتِ حفصی کا مستقل داعی بن گیا۔ وہ پھر حاکم تلمسان کے ساتھ لڑائی کرنے، بجایہ کی سرحد سے مقابلہ کرنے اور بنی عبدالواد کی فوجوں کو یکے بعد دیگرے اعراب اور بنی حفص کے اعیاص کے ساتھ افریقہ کی طرف بھیجنے سے غافل ہو گیا۔ ان دنوں قابس کی ریاست کا متولی عبدالملک بن مکی بن احمد بن عبدالملک تھا جبکہ اس کام میں اس کا مددگار اس کا بھائی احمد تھا۔ یہ دونوں حاکم تلمسان ابوتاشیفین کے ساتھ سازش کرتے تھے کہ وہ اپنی فوجوں اور اپنے ساتھ آنے والے باغیوں کے ساتھ الحضرة پر حملہ کرے۔ بسا اوقات سلطان الحضرة میں موجود نہ تھا تو یہ الحضرة کی طرف جانے میں سلطان کی مخالفت کرتے جیسا کہ انہوں نے عبدالواحدین کے ساتھ کیا تھا اور جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا اور بنی زیان کے آثار مٹ گئے تو سلطان ان باغی سرداروں کو بھگانے سے پریشان ہو گیا جو دیگر ایام میں خروج کرتے رہتے تھے اس نے پھر قفصہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا تو وہ ڈر گئے۔ بعد ازاں احمد بن مکی مقرب سے مجازی قافلے کے قابس کے پاس سے گزرنے کے بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارش کے پیمان پر چلا گیا جہاں سلطان کے آدمی موجود تھے، انہوں نے انہیں اور قافلے کے دوسرے لوگوں کو خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب مہمان نوازی کی، یوں انہوں نے اس بات کو اس کے ہاں جانے کا وسیلہ بنایا۔

اس کے بعد سلطان نے ان کے وسیلوں کو قبولیت بخشی اور مولانا سلطان ابوبکر کی طرف سلطان کے دور اور رشتے داری کی بناء پر ان کے متعلق سفارش کرتے ہوئے خط لکھا، اس نے اس کی سفارش کو قبول کر لیا اور ان کے انتقام سے درگزر کیا۔ بعد ازاں سلطان ابوبکر فوت ہو گیا اور فتنے کا سمندر موجیں مارنے لگا، حکومت دوبارہ تقسیم کی حالت کی طرف لوٹ آئی، یوں الحضرة کے حاکم کے لئے ان سے انتقام لینے کے راستے بند ہو گئے اس کے بعد بنو مکی اور الجرید کے دیگر رؤساء حکومت کے معاملے میں خود مختار ہونے، اطاعت ترک کرنے اور خراج روکنے کی حالت کی طرف پلٹ آئے۔ اس دوران جب مولانا سلطان ابوالعباس دعوتِ حفصی اور اتفاق کے لئے مختص ہو گیا تو وہ بہت سی باغی ریاستوں پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد الجرید کے اس دور کے لوگوں نے آپس میں مراسلت کی اور اچانک جو مصیبت آپڑی تھی، اس کے متعلق بھی گفتگو کی اور اس سے نجات پانے کے لئے راستہ تلاش کیا۔ اس دوران عبدالملک بن مکی لڑائیوں کی مراسلت کے طویل ہو جانے اور اس کے باغیوں کی طرف چلے جانے کی وجہ سے انہیں روکے ہوئے تھا جبکہ اس کا بھائی احمد جو اس کا معاون بھی تھا، سنہ 65 میں فوت ہو گیا۔ یوں وہ قابس کا تنہا سردار بن گیا لہذا انہوں نے اس کے ساتھ اور اس نے ان کے ساتھ مراسلت کی اور پھر سب نے سلطان کے خلاف عربوں کو جتھہ بند کرنے، اموال تقسیم کرنے اور افریقہ کی حکومت میں حاکم تلمسان کو راغب کرنے میں ایک دوسرے کو مدد دینے پر اتفاق کیا۔ سب نے پھر اس بات کا جواب دیا اور انہوں نے اپنے ہر کارے کو حاکم تلمسان کے پاس بھیجا جس نے انہیں اپنی طرف سے امید دلائی اور جھوٹے وعدوں سے بہلایا۔ اس وقت سلطان ابوالعباس اپنی تیاری پر توجہ مرکوز کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ اولاد ابواللیل پر غالب آ گیا جو ان کے ساتھ ان کی مدافعت میں لڑائی کیا کرتی تھی۔ اس نے پھر قفصہ، توزر اور نطفہ کو فتح کر لیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ حاکم تلمسان ان کی مدد سے در ماندہ ہو چکا ہے۔

اسی وقت عبدالملک نے سلطان کی طرف مراسلہ لکھنے میں تیزی دکھائی اور اسے اپنی طرف سے اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے کا وعدہ دیا۔ بعد ازاں اس کے بعض نوکروں چاکروں نے اس سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے ادا کر دیا اور اس نے اپنا معاملہ اسے بھیج دیا۔ اس دوران اس کی انتظار میں الحضرة واپس لوٹ آیا لہذا ابن مکی نے اس کے پیش کرنے میں دیر کی اور اسے وعدہ کر کے واپس کر دیا۔ یوں اس کی حکومت میں خرابی پیدا ہو گئی اور اہل ضاحیہ بنو احمد نے اس کے خلاف خروج کر دیا جو ذباب کا ایک لٹن ہیں۔ وہ پھر سوار ہو کر اس کی طرف گئے، انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر سختی کی۔ انہوں نے پھر حاکم قفصہ امیر ابوبکر سے مدد مانگی تو اس نے اپنی فوج اور سالار کے ساتھ انہیں مدد دی لہذا انہوں نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور محاصرہ سمٹ گیا ابن مکی نے پھر بعض اہل شہر پر سازش کا الزام لگایا لہذا اس نے انہیں ان کے گھروں میں بند کر کے قتل

کر دیا۔ ایسا کرنے پر رعیت اس سے بگڑ گئی اور اس کا برا حال ہو گیا۔ اس نے پھر بنی علی کے بعض عرب مفسدہ بردازوں سے اس فوج پر بھی جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے شیخون مارنے کی سازش کی اور ان سے یہ شرط لگائی کہ تم جس قدر چاہو مال لے لینا لہذا انہوں نے اکٹھے ہو کر ان پر شیخون مارا تو وہ منتشر ہو گئے اور ان سے تکلیف اٹھالی۔ جب سلطان کو ان کی خبر ملی تو وہ برا فروختہ ہو گیا اور اس نے قابس پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔ اس نے جب سنہ 81 میں الحضرہ کے باہر کئی روز تک پڑاؤ ڈال دیا یہاں تک کہ عطیات لئے، فوجیں اس کے ساتھی قبائل کے پاس آئیں جو اولاد مہلبہل اور سلیم کے دیگر قبائل میں سے تھے۔ وہ پھر قیروان کی طرف اور وہاں سے قابس چلا گیا۔ اس نے اپنی تیاری مکمل کر لی تھی۔ وہاں ذباب کے مشائخ جو بنی سلیم کے اعراب میں سے تھے، انہوں نے اس کی ملاقات اور اطاعت اختیار کرنے میں تیزی دکھائی۔ ان میں سے خالد بن سباع بن یعقوب شیخ الحامید اور اس کا عم زاد علی بن راشد دیگر لوگوں کے ساتھ اسے قابس سے مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے لہذا وہ جلدی سے جلدی اس کی طرف گیا۔ اس نے پہلے اپنے آگے آگے اپنے ایلچیوں کو ابن مکی سے معذرت کرنے کے لئے بھیجا، وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے انہیں انقیاد و اطاعت کے ساتھ واپس کیا۔ اس نے پھر اپنی سواریوں اور ذخائر کو اٹھایا اور شہر سے باہر نکل گیا۔ وہ اور اس کا بیٹا یحییٰ اور پوتا عبدالوہاب ذباب کے قبیلے کے پاس اترے۔ اس دوران سلطان کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ جلدی سے شہر کی طرف آیا اور اسی سال کے ذوالقعدہ میں اس میں داخل ہو گیا۔ وہ پھر ابن مکی کے مکانات اور محلات پر قابض ہو گیا اور اہل شہر نے بھی اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو وہاں کا حکمران مقرر کیا۔ اس وقت حاکم طرابلس ابو بکر بن ثابت نے سلطان کو اپنی اطاعت اور طرفداری کی اطلاع بھیج دی اور اس کے ایلچی اسے قابس سے ورے ملے لہذا جب اس نے شہر کو مکمل طور پر فتح کر لیا تو اس نے اپنے بعض خاص آدمیوں کو اس بات کی خاطر اس کے پاس بھیجا۔ اس نے انہیں اطاعت کے ساتھ واپس بھیجا۔ اس دوران عبدالملک بن مکی نے قابس سے نکلنے کے بعد چند راتیں عرب قبائل کے درمیان گزاریں پھر اسے موت نے آیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اور پوتا طرابلس چلے گئے لہذا ابن ثابت نے انہیں اپنے پاس آنے سے روکا تو وہ بنزور بستی میں الجواری کی کفالت میں جو ذباب کا بطن ہے، اترے۔ جب سلطان نے فتح اور اس کے معاملات کو طے کر لیا تو الحضرہ کی طرف واپس آ گیا اور سنہ 82 کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا ایلچی طرابلس سے ابن ثابت کا تحفہ جو سامان اور غلاموں پر مشتمل تھا، لے کر آیا۔ اس تحفے میں اس نے اپنے خیال کے مطابق اس کے خراج کو پورا کر دیا تھا۔ اس کے بعد الحضرہ میں استقرار کے بعد اولاد ابواللیل کے ایلچی اس کے پاس غنوا اور قبولیت چاہتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی بات قبول کر لی۔ بعد ازاں ان کا شیخ صولہ بن خالد گیا اور حکیم کے شیخ ابو صعونہ نے اسے قبول کر لیا۔ انہوں نے پھر اپنے بیٹوں کو وفاداری کی تربیت دی اور وہ اطاعت پر قائم رہے۔ کامیابی اور غلبہ مسلسل ان کے شامل حال رہا۔ سنہ 783 کے آغاز تک ان کا یہی حال تھا۔

ابواللیل کا خروج

جب سلطان قابس کی فتح کے بعد واپس آیا تو اس وقت ہم اولاد ابواللیل کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات کو بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر الحضرہ میں اس کے پاس گئے تو اس نے انہیں قبول کیا اور ان کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیا۔ اس نے پھر اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور وفاداری کرنے کے ضمن میں ان سے قسمیں طلب کیں۔ بعد ازاں ابو یحییٰ زکریا ہوارہ سے خراج لینے کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا جسے ان فتنوں کی مدت میں انہوں نے دبا لیا تھا۔ اولاد ابواللیل اور ان کے حلیف جو حکیم قبیلے سے تھے، وہ بھی اس کے ساتھ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنا خراج لیا۔ وہ پھر اپنی عملداری کے علاقوں میں گھوما اور الحضرہ کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سلطان کے پاس گئے تاکہ اس سے فوج لے کر بلاد الجرید سے حسب عادت اپنا خراج وصول کریں لہذا سلطان نے اس کام کے لئے ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابو فارس کو بھیجا، وہ اس کے ہمراہ ان کے قبائل میں گئے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے ابن مزنی ابن یملول اور یعقوب بن علی بکثرت ان کے ساتھ خط و کتابت کرتے تھے اور انہیں بغاوت اختیار کرنے اور حاکم تلمسان کی مدد کی دعوت دیتے تھے۔ جب انہوں نے ابوزیان کو بسکرہ میں قید کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو پھر اولاد ابواللیل کی رگوں میں مخالفت نے جوش مارا اور وہ یعقوب بن علی سے تعلق پیدا کرنے کی طرف مائل ہو گئے کیونکہ انہیں

حاکم تلمسان کے ساتھ اپنی بات کی مضبوطی اور فریقہ کے نواح پر دوبارہ غلبہ پانے سے مایوسی ہو چکی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے امیر فارس کو قفصہ میں اس کی امن گاہ تک پہنچانے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور الزاب کی طرف اپنے قبائل میں چلے گئے۔

اس کے باوجود انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا، وہ پھر یعقوب اور ابن مزنی سے بھی ملے۔ اس دوران ان کے پاس ابی حموکا اپنی پیغام لے کر آیا کہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ لہذا امیر ابو زیان انہیں چھوڑ کر اسی راستے پر چلا گیا۔ انہیں اپنی حکومت سے پیٹھ پھیرنے پر دوبارہ ندامت ہوئی جس پر یعقوب نے انہیں دوبارہ سلطان سے بات چیت کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے محمد کو، الفر بن ابی عبداللہ محمد بن ابی جلال کے ساتھ بھیجا تو اس نے انہیں قبول کیا اور ان سے اچھی طرح درگزر کیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی یحییٰ کو انہیں امان دینے اور ان سے محبت پیدا کرنے کے لئے بھیجا، اس نے پھر ان پر ان کی توقع سے بھی بڑھ کر ان کی رضامندی کے لئے خرچ کیا اور کامیابی اور غلبے آپس میں باہم مل گئے۔

توزر کے حالات کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب یحییٰ بن یملول بسکرہ میں فوت ہو گیا تو اس نے ابو یحییٰ کے نام سے ایک بچہ پیچھے چھوڑا۔ ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس نے سنہ 82 میں اعراب اور ریح مرداس کی فوجوں کے ساتھ توزر پر کیسے حملہ کیا۔ اس کے بعد جب سنہ 83 کا برس آیا تو سلطان اور کعب کی اولاد مہلہل کے درمیان ناراضی پیدا ہو گئی اور وہ اپنے صحرائی سرمائی علاقوں کی طرف آگئے لہذا ان کے امیر یحییٰ بن طالب نے اس بچے ابو یحییٰ کے متعلق بسکرہ سے آدمی بھیجا جو توزر کے میدان میں اپنے قبائل میں اترا اور بچے کو اس کے حصار میں پھینک دیا۔ اس کے بعد شہر کے مضافات سے اس کے ساتھی اور صحرائی عربوں کے اشراف اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے شہر پر چڑھائی کر کے اس کے باشندوں سے لڑائی شروع کر دی۔ اس دوران وہاں پر المنصر، یحییٰ ابن طالب کے گھر بھاگ کر آیا تھا اور اس سے پناہ لی تھی لہذا اس نے اسے پناہ دی اور اسے اس کے مامن قفصہ میں پہنچا دیا، جہاں کا عامل عبداللہ التریکی تھا۔ اس کے بعد ابن یملول نے توزر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے پاس جو کچھ تھا اور اس نے توزر کے ذخائر سے جو کچھ نکالا تھا، عربوں کو عطیات دینے میں ختم کر دیا اور ساتھ ہی انہیں پورے ایک سال کا خراج زائد بھی ادا کیا۔ پھر اس نے فوج کو درست کیا، اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور اربص کی طرف کوچ کر گیا۔ وہ اس دوران اعراب کو دوست بنا تا رہا، اولاد مہلہل سے لڑائی کرنے کے لئے ان جیسے لوگوں اور ان کے دشمنوں اولاد ابو اللیل اور ان کے حلیفوں کو جمع کرتا یہاں تک کہ وہ سبتہ کے محل میں اترا، اس نے پھر انہیں کئی روز تک آرام دیا یہاں تک کہ ہر جانب سے اسے مدد پہنچ گئی۔ وہ پھر توزر جانے کے ارادے سے اٹھا اور جب وہ قفصہ میں اترا تو اس نے اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ اور اس کے بیٹے امیر المنصر کو فوج کا سالار بنایا۔ اس وقت اس کے ساتھ صولہ بن خالد بھی اپنی قوم اولاد ابو اللیل کے ساتھ موجود تھا لہذا یہ ان کے پیچھے تیاری کر کے چلا۔ جب اس کا بھائی اور اس کا بیٹا توزر پہنچے تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ خوب سختی کی، پھر اس کے دوران سلطان پہنچ گیا تو فوجوں نے اس کی اطراف سے حملہ کیا۔ وہ ایک روز شام تک اس سے لڑائی کرتے رہے پھر انہوں نے بھی صبح سویرے لڑائی شروع کر دی جس میں ابن یملول کا بیٹا اپنے ساتھیوں کو بے یار و مددگار چھوڑ گیا۔ انہوں نے پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ اپنی جان بچاتے ہوئے عربوں کے خیموں میں گیا، یوں سلطان نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو اس کے دارالامارت میں پہنچا دیا اور خود قفصہ کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں وہ سنہ 84 کے نصف میں وہاں سے تونس آ گیا۔

ابن یملول کا حملہ

اگلے سال پھر ابن یملول توزر پر حملہ کرنے کے لئے دوبارہ واپس آیا تو سلطان بھی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا جس پر وہ الزاب کی طرف واپس لوٹ گیا۔ بعد ازاں سلطان قفصہ میں آیا تو وہاں اس کا بیٹا المنصر اسے ملا۔ اس دوران اہل توزر نے المنصر کے حاجب ابو القاسم شہزدری کی شکایت کی لہذا اس نے ان کی شکایت کو سنا، خواص نے بھی اسے اس کی بد اخلاقی اور قبیح افعال کی اطلاع دی تو اس نے اسے قفصہ میں گرفتار کر لیا۔ اسے پھر بیڑیاں ڈال کر تونس لایا گیا تو یہ سن کر المنصر ناراض ہو گیا، اس نے قسم کھائی کہ وہ توزر کا حکمران نہیں بنے گا۔ وہ پھر سلطان

کے ساتھ تونس گیا اور سلطان نے امیر زکریا کو توزر کا حکمران بنا دیا جو اس کے چھوٹے بیٹوں میں سے تھا کیونکہ وہ اس میں نجابت کے آثار دیکھتا تھا۔ اس کے بارے میں اس کی فراست درست نکلی اور اس نے اس کی حکومت اچھی طرح سنبھالی اور اس کی خوب مدافعت کی۔ اس نے پھر عربوں کے بھاگ جانے والے قبیلوں اور ان کے امراء کے ساتھ موانعت کی یہاں تک کہ اس کی حکومت بہتر ہو گئی۔

امیر عبداللہ کی موت

جب سلطان تونس کی فتح کے لئے روانہ ہوا تو جیسے بیان ہو چکا ہے اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے محمد کو حکمران بنایا، اس کا حاجب مقرر کیا اور اسے وصیت کی کہ وہ شہر کے رہنماء، اہل شطارہ اور جوالیہ کے بحری بیڑے کے پہلے سالار اور ان کے تیراندازوں کے سردار محمد بن ابی مہدی کی طرف رجوع کرے۔ لہذا امیر ابو عبداللہ نے بجایہ میں نہایت شاندار طریقے پر حکومت قائم کی اور ابن مہدی کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ وہ اس کے محلوں میں چلتا پھرتا اور اس کی مہمات میں اسے کفایت کرتا تھا۔ وہ سلطان کے احوال میں اس کی رضامندی کا خیال رکھتا اور امیر بھی اس کی اس بات کو سمجھتا تھا لہذا وہ اسے اس کا حق دیتا یہاں تک کہ سنہ 85 کے اوائل میں موت نے اسے آ لیا اور وہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ جب اس کے باپ کو تونس میں اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے اپنے اس بیٹے کی جگہ اس کے بیٹے ابو العباس احمد کے لئے بجایہ کی ولایت کے عہد کو نافذ کرنے کے لئے جلدی کی اور اس کی حکومت کا کفیل ابن ابی مہدی کو بنایا جو اس پر حاوی تھا، یوں اس کے باعث اس کے معاملات درست ہو گئے۔

سلطان کا الزاب پر حملہ

میں نے اس کتاب کی تالیف کو ابن یملول کے ہاتھوں سے توزر کو واپس لینے تک پہنچا دیا تھا۔ ان دنوں میں تونس میں مقیم تھا پھر میں سنہ 84 کے درمیان فرض کی ادائیگی کے لئے سمندری سفر کے ذریعے بلاد مشرق کی طرف گیا اور اسکندریہ اور پھر مصر میں اترا۔ اس دوران ہمیں آنے والوں کی زبان سے مقرب کی خبریں ملنے لگیں۔ مجھے سب سے پہلے سنہ 85 میں بجایہ میں اس امیر ابن سلطان کی وفات کی خبر ملی۔ اس کے بعد سنہ 86 میں ہمیں خبر ملی کہ الزاب کی طرف سلطان نے حملہ کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بسکرہ اور الزاب کا حاکم احمد بن مزنی اپنے دور میں اطاعت کے سلسلے میں مضطرب تھا اور اکثر برسوں کا خراج، ان عربوں کی مدافعت پر اعتماد کرتے ہوئے روک لیتا تھا جو الزاب کے مضافات اور تلول کی حفاظت میں ہلاک ہو گئے تھے۔ اس سلسلے میں اس کا زیادہ اعتماد یعقوب بن علی اور اس کی زواوہ قوم پر تھا، اس کے کچھ عجیب و غریب حالات حکومت کے حالات میں لکھے گئے ہیں۔ اس دوران ابن یملول نے اس کے شہر میں پناہ لی تھی اور اس کی فضا میں ایک گھر بنایا تھا۔ اس نے پھر اس کے مشورے اور مدد سے کئی بار توزر پر حملہ کیا جس سے سلطان کو غصہ آ گیا اور اس نے اسے اپنے عزائم سے آگاہ کیا۔ پھر وہ سنہ 86 میں فوجوں کے جمع کرنے کے بعد الزاب جانے کے لئے تیار ہوا اور بنی سلیم کے عربوں سے دوستی کی لہذا وہ سب اس کے ساتھ چل پڑے۔ وہ پھر تب سے گزرا اور جبل اور اس کی طرف بہودا شہر کی طرف چلا گیا جو الزاب کے نواح میں سے ہے۔ اس نے پھر زواوہ اور ان کے مددگار ریاحی قبیلوں کو بنی سلیم کی غیرت سے بسکرہ اور الزاب کی مدافعت کے لئے اکٹھا کیا تاکہ وہ شہل زواوہ میں سے بنی سباع کے سوا ان کے اوطان اور چراگا ہوں میں نہ چلے جائیں کیونکہ وہ سلطان کے ساتھی بن گئے تھے۔ اس کے بعد ابن مزنی اپنے وطن کے مخالفوں اور اپنی قوم کے جوانوں کے ہمراہ نکلا لہذا انہوں نے اپنی فوجوں کے ساتھ بسکرہ کو بھردیا۔ اس کے بعد فریقین ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور سلطان نے کئی روز تک ان سے لڑائی کی۔ اس دوران وہ یعقوب بن علی سے بھی مراسلت کرتا رہا کیونکہ وہ اسے لالچ دیتا رہتا تھا کہ وہ ابن مزنی کے خلاف اس کی مدد کرے گا۔ ساتھ ساتھ یعقوب اس کی قوم کو اس سے منحرف کر کے انہیں ابن مزنی کے ساتھ شامل کر کے اسے دھوکہ دیتا رہا اور اس کی اطاعت قبول کرنے کے سلسلے میں اسے رغبت دلاتا رہا۔ آخر کار اس نے ریاح کے ساتھ لڑائی ختم کر دی یہاں تک کہ اسے لڑائی کا دوبارہ موقع مل گیا تو سلطان نے اس کے مشورے کو قبول کر لیا۔ اس نے پھر ابن مزنی اور ریاح سے نگاہ پھیر لی اور اس کی اطاعت اور اس کا معین خراج قبول کر لیا۔ پھر وہ واپس لوٹ آیا اور اس کے پاس سے گزرا، وہ پھر قسطنطنیہ آیا۔ اس نے وہاں آرام کیا پھر تونس کی طرف کوچ کیا اور سنہ 80 کے نصف میں وہاں پہنچ گیا۔

سلطان کا قابس پر حملہ

سلطان نے سنہ 81 میں قابس فتح کر کے اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور وہاں سے بنی مکی کو بھگا دیا لہذا یہ پھر طرابلس کی طرف گیا۔ اس دوران ان کے بڑے سردار یعنی عبدالملک اور عبدالرحمن جو اس کے بھائی احمد کا لڑکا تھا، نوٹ ہو گئے اور اس کا بیٹا یحییٰ حج کرنے چلا گیا۔ عبدالوہاب نے پھر توزر میں اقامت اختیار کر لی۔ بعد ازاں وہ اپنے ملک کے متعلق کوشش کرتا ہوا جہاں قابس کی طرف لوٹ آیا۔ یوں اس کا یہ کام اس وجہ سے درست ہو گیا کہ اہل شہر کے ایک گروہ نے وہاں کے عامل یوسف بن الابرار پر اس کی بدکرداری اور پری سیاست کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا لہذا انہوں نے ابن مکی کے پیروکاروں کی ایک جماعت کو قابس کے نواح اور اس کی بستیوں میں داخل کیا اور ان سے وعدے کئے۔ وہ پھر اپنی معیاد مقررہ پر آئے اور عبدالوہاب بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے دروازے میں گھس کر دربان کو قتل کر دیا اور ابن الابرار کو بھی سنہ 82 میں اس کے گھر پر قتل کر دیا، یوں عبدالوہاب نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اپنے اسلاف کی طرح وہ وہاں کا خود مختار والی بن گیا۔ اس کا بھائی یحییٰ جب مشرق سے آیا تو اس نے کئی بار اس شہر کی حکومت لینے کے لئے اس پر حملہ کیا مگر اسے کامیابی نہ ملی وہ پھر الحامہ کے حاکم کے ہاں اترا اور اس کے ہاں قیام کر کے اس سے شہر کی حکومت لینے کی کوشش کرنے لگا۔ بعد ازاں عبدالوہاب نے الحامہ کے حاکم کو پیغام بھیجا اور اسے مال دیا کہ وہ اسے اس پر قابو دے دے لہذا اس نے اسے اس کی طرف بھیجا تو اسے بعض عروسیوں نے قید کر لیا۔ وہ پھر سلطان کو اطاعت کے متعلق بھڑکانے لگا اور الضاحیہ کے اعراب میں جو ذتاب وغیرہ سے تھے اپنا مال خرچ کرنے لگا تا کہ وہ اس کی موافقت کریں، اس نے پھر اس خراج کو بھی روک لیا جو وہ اطاعت کے ایام میں سلطان کو ادا کرتے تھے۔ اس دوران سلطان اپنی فکر مندی کی وجہ سے ان سے غافل تھا۔

بعد ازاں جب وہ افریقہ اور الزاب میں اپنے مشاغل سے فارغ ہوا تو اس نے سنہ 89 میں اپنی فوج تیار کرنے کے بعد اس پر حملہ کیا اور عربوں میں اپنے دوست بنائے، انہیں عطیات دیئے اور قابس میں اترا۔ اس نے پھر اس کے محاصرے کے لئے ہتھیار جمع کئے اور اس کے نواح کو لوٹا۔ وہ پھر اس سے لڑائی کرتا ہوا اور اس کی کھجوروں کے درختوں کو کاٹتا ہوا اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ بہت سے لوگوں کو واضح طور پر واپس لے آیا۔ بعد ازاں اس کے میدان میں خواہش موجیں مارنے لگی اور وہ درختوں کے درمیان گھنے سایوں میں اس کے روپوش ہونے اور بدبو کی وجہ سے اسے صحت کے لئے برا خیال کرنے لگے لہذا وہ گند جسے وہ وہاں دیکھا کرتا تھا، خدا کی رحمت سے ختم ہو گیا۔ اکثر اوقات بیماریوں سے بھی جسم تندرست ہو جاتے ہیں۔ بہر حال جب ان کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو ابن مکی کو اپنے محصور ہو جانے کا خیال آیا۔ اس نے پھر سلطان سے اس کی رضامندی اور امان طلب کی جس پر وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے امان دے دی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے کو اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے پر یرغمال بنایا اور سلطان نے اس کا محاصرہ چھوڑ دیا۔ وہ تونس واپس لوٹ آیا اور یوں ابن مکی کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ اس کا چچا یحییٰ اس پر غالب آ گیا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

توزر کے واقعات کی روداد

جن دنوں المختصر توزر پر حکمران تھا، عرب اس کی سیرت کی تعریف کرتے اور اس کے ساتھ پیار کرتے اور اس کی پیروی کرتے تھے۔ بعد ازاں جب سلطان قابس سے واپس لوٹا تو وہ اس کے راستے میں کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نے المختصر کو بلا و جرید کا حکمران بنا دیا۔ جونہی وہ اس کی عملداری توزر میں آیا تو اس نے اس کی حکمرانی بنو مہلبہل کو دے دی۔ انہوں نے پھر اپنی عورتوں کو اونٹوں کے کجاووں میں سوار کر لیا اور وہ ان کے منہ برہنہ کر کے ان کے ساتھ سلطان کو ملے تاکہ وہ دوبارہ المختصر کو توزر بھیجے کیونکہ اس میں ان کا فائدہ ہے، اس پر سلطان نے ان کی بات کو قبول کیا اور اسے توزر کی طرف واپس کر دیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے زکریا کو نقطہ کی طرف منتقل کر دیا اور اس کے ساتھ نغزادہ کا علاقہ بھی شامل کر دیا لہذا وہ وہاں گیا اور اس نے وہاں جا کر خوب کام کیا، اس نے وہاں ایسی قوت حاصل کی جس کا لوگوں میں چرچا ہوا اور اس کی ولایت سنہ 90 کے آغاز میں تھی۔

امیر ابراہیم کی زواودہ کے ساتھ لڑائی

زواودہ کو اس وقت قسطنطینہ میں حسب مراتب مقررہ عطیات ملتے تھے۔ بعد ازاں سلطنت کے خاتمہ کے ساتھ ہی ان کے ہاتھوں میں تلوں اور الزاب کے کچھ شہر بھی آگئے تھے، اس زمانے میں حکومت کا حلقہ تنگ ہو گیا اور خراج بھی کم ہو گیا۔ کیونکہ عرب مسیل میں اپنے شہروں میں اپنی اراضی کاشت کرنے لگے اور اس کے خراج کا خیال نہ رکھتے، یوں ان کے خراج روکنے سے آمد کم ہو گئی اور ان کی اطاعت میں بھی خرابی پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ فساد اور لوٹ مار کرنے لگے۔ جب امیر ابراہیم اپنے باپ کی رکاب میں اپنی چڑھائی سے قابس کی طرف واپس لوٹا تو برسوں سے اس کے خراج میں کمی آگئی تھی لہذا وہ انہیں وعدوں سے بہلانے لگا۔ جب وہ قابس سے لوٹا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس سے اپنا عطیہ مانگا جس پر وہ ان پر سوار ہو گیا۔ واپسی پر اس کے پاس ابن علی آیا تو اس نے اسے کہا کہ عربوں کے مطالبات کے سلسلے میں انصاف سے کام لو تو اس نے اس سے منہ پھیر لیا اور ایک طرف چلا گیا، یوں اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے پھر عربوں میں اس کے ساتھ لڑائی کرنے کا اعلان کیا، اس سے اس کا مقصد اس کے دشمنوں کو جمع کرنا تھا لہذا اولاد سباع بن یحییٰ، ان کے ذوبانی اور ریاحی بدوؤں میں سے کئی آدمیوں نے اسے جواب دیا۔ اس کے بعد یعقوب باہر نکل کر نفاوس میں اتر اور وہاں قیام کیا۔ اس کی قوم پھر تلول قسطنطینہ میں لوٹ مار کرنے لگی اور کھیتوں کو اجاڑنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے عوام کے مال کا صفایا کر دیا۔ وہ پھر تھڑے ہاتھوں اور بو جھل کمر کے ساتھ اس کے ساتھ جا ملے لیکن پھر اسے بیماری لاحق ہو گئی اور وہ سنہ 90 میں فوت ہو گیا۔ اس کی لاش کو بسکرہ لاکر دفن کر دیا گیا۔ بعد ازاں اس کی جگہ اس کی قوم میں اس کا بیٹا محمد کھڑا ہوا اور وہ مسلسل سرکشی پر قائم رہا۔ سنہ 91 کے نصف میں امیر ابراہیم نے اس کے زواودی دشمنوں سے دوستی کر لی۔ بعد ازاں ابوستہ بن عمر نے جو یعقوب بن علی کا بھائی تھا، اولاد عائشہ ام عمر کے ہمراہ اس پر حملہ کیا تو اس کا بھائی صمیت اس کی مخالفت میں محمد بن یعقوب کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے پھر امیر ابراہیم کے ساتھ لڑائی کی اور انہوں نے اسے شکست دی۔ لڑائی میں ابوستہ قتل ہو گیا پھر سلطان نے ان سے لڑائی کرنے کے لئے اکٹھا کیا اور اس سال انہیں ان کے گرمائی مقام میں آنے سے روک دیا۔ لہذا وہ پھر اپنے سرمائی مقامات میں چلے گئے اور اس کے بعد التلول کی طرف آنے سے درماندہ ہو گئے۔ انہوں نے پھر گرمی کا موسم الزاب میں گزارا اور وہاں سے سرمائی مقامات میں آگئے۔ اس وقت تک ان کے پاس سے خوراک ختم ہو چکی تھی لہذا انہوں نے الزاب کے مضافات میں کھیتوں کو اجاڑ دیا۔ قریب تھا کہ ان کے اور ابن مزنی کے درمیان جس نے فتنے کے خلاف مدد کی تھی، اس کا معاملہ خراب ہو جاتا لہذا وہ پھر التلول کی طرف چلے گئے۔ امیر ابراہیم نے پھر اسے اپنے سے دور کرنے کے لئے اکٹھا کیا لیکن اسی دوران میں اسے ایک بیماری لاحق ہو گئی اور وہ سنہ 92 میں فوت ہو گیا، یوں اس کی فوج منتشر ہو گئی۔ بعد ازاں محمد بن یعقوب بسرعت تمام قسطنطینہ کے نواح میں گیا اور وہاں اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے اور مخالفت سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے فروکش ہو گیا۔ اس نے پھر شہر کے لوگوں میں امان اور امارت کا اعلان کر دیا۔

یوں رعایا اور راستوں کے احوال درست ہو گئے، انہوں نے پھر سلطان کے پاس تونس میں امان اور رضامندی طلب کرتے ہوئے آدمی بھیجا لہذا اس نے انہیں امان اور اپنی رضامندی دے دی۔ اس نے پھر ابراہیم کی جگہ اس کے بیٹے کو قائم کیا اور اس کی کنالت اور اس کی حکومت کے مستقل قیام کے لئے الحضرہ سے اپنے غلام بشیر کے لڑکے کو بھیجا۔ یوں اس نے قسطنطینہ کی حکومت کو سنبھالا اور رفتہ رفتہ اس کے احوال درست ہو گئے۔

نصار یوں سے لڑائی

فرنجی قوم بحر روم سے پرے شمال میں رہتی تھی اور رومی حکومت کے خاتمے کے بعد انہیں غلبہ اور حکومت حاصل ہو گئی تھی لہذا انہوں نے اس کے جزائر یعنی سردانیہ، میورقہ اور صقلیہ پر قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ ان کے بحری بیڑوں نے اس کی فضا کو پر کر دیا، انہوں نے پھر سواحل شام اور بیت المقدس کی طرف آ کر ان پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس طرف کے سمندر میں دوبارہ ان کے غلبے کا دبدبہ چھا گیا حالانکہ پہلے اس میں مسلمانوں کا دبدبہ تھا۔ موحدین کی حکومت کے آخر تک بحری بیڑوں اور جہازوں کی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا لہذا فرنج نے انہیں مغلوب کر لیا

اور دوبارہ انہیں غلبہ حاصل ہو گیا۔ مقرب کے بحری بیڑے ایک زمانے تک اس سے دور رہے لیکن پھر فرنجیوں کی ہوا اکھڑ گئی اور افرنسہ میں ان کی حکومت کے مرکز میں کھلبلی مچ گئی۔ جلد ہی اہل برشلونہ، جنوہ اور بناوقہ وغیرہ کی افرنجی نصرانی جماعتیں منتشر ہو گئیں اور کئی حکومتیں بن گئیں۔ اس کے بعد سواحل افریقہ کے شہروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کے بہت سے عزائم پورے ہو گئے جبکہ اہل بجایہ نے تیس سال سے لڑائی کا آغاز کر دیا ہوا تھا لہذا سمندری غازیوں کا ایک طائفہ اکٹھا ہو جاتا جو بحری بیڑے کو انتخاب کرتے پھر اس کے لئے بہادر جوانوں کو منتخب کرتے اور پھر اس پر سوار ہو کر غفلت کے وقت سواحل افرنجہ اور ان کے جزائر کی طرف چلے جاتے انہیں وہاں جو کچھ ملتا وہ اسے اچک لیتے اور پھر کافروں کے بحری بیڑوں سے لڑائی کرتے۔ اکثر انہیں غلبہ حاصل ہو جاتا وہ غنائم اور قیدیوں کے ساتھ واپس لوٹتے یہاں تک کہ بجایہ کی مغربی سرحدوں کے سواحل ان کے قیدیوں سے بھر گئے۔ جب وہ اپنی حاجات کے لئے منتشر ہوتے تو شہروں کے راستے زنجیروں اور بیڑیوں کی آوازوں سے گونج اٹھتے۔ وہ پھر ان کا بہت گراں فدیہ مانگتے جس کی ادائیگی ان کے لئے مشکل ہوتی لہذا یہ بات فرنجی اقوام پر گراں گزری اور ان کے دل ذلت اور حسرت سے لبریز ہو گئے۔ پھر اس کے بدلے سے عاجز آ گئے۔ دوری کے باوجود انہوں نے سلطان کے پاس افریقہ میں شکایت کی لیکن وہ اس کے سننے سے بہرہ ہو گیا انہوں نے پھر آپس میں اپنے حصول اور غالب آنے والے جوانوں کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے اور ان سے بدلہ لینے کے لئے ایک دوسرے کو پکارا۔ جلد ہی ان کی تیاری کی خبر سلطان تک پہنچ گئی لہذا اس نے اپنے بیٹے امیر ابو فارس کو مضافات سے فوج جمع کرنے کے لئے بھیجا نیز یہ بھی کہ وہ بحری بیڑے کی نگرانی کرے۔ اس کے بعد جنوہ اور برشلونہ اور ان کے پرے کے بحری بیڑے اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت ان کے پڑوس میں نصرانی اقوام تھیں۔ وہ پھر جنوہ سے چلے اور سنہ 92 کے وسط میں مہدیہ کی بندرگاہ پر اترے۔ بعد ازاں وہ غفلت کے وقت رات کو وہاں آ گئے۔ خشکی کی جانب سے وہ راستہ سمندر میں یوں داخل ہوتا تھا جیسے زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوتی ہے۔

یوں وہ وہاں لنگر انداز ہو گئے، انہوں نے پہلے تو راستے کے پاس اس کے اور خشکی کے درمیان لکڑی کی دیوار بنا دی یہاں تک کہ وہ ان کے لئے پناہ گاہ بن گئی۔ اس کے اوپر پھر انہوں نے برج بنائے اور انہیں بہادروں سے بھر دیا تا کہ وہ شہر کے جانبازوں اور مسلمانوں کے شہروں سے ان کے پاس آنے والوں سے اچھی طرح لڑ سکیں۔ انہوں نے پھر لکڑی کا ایک برج قلعے کی طرف بنایا جو پناہ گاہ کی دیواروں پر جھانکتا تھا تا کہ ان کی مصیبت بڑھ جائے۔ اس کے بعد اہل شہر قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے بڑی دلجمعی اور ثواب کے حصول کی خاطر ان سے لڑائی کی پھر شہر کے مضافات سے ان کے پاس فوج بھی آ گئی لیکن ان کے درمیان فرنجی حائل ہو گئے جب یہ خبر سلطان کو بھی مل گئی تو وہ فکر مند ہو گیا، اس نے پھر اس کی امداد کے لئے پے در پے فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ اس کا بھائی ابوزکریا بھیجی اور باقی ماندہ بیٹے موجودہ فوج کے ساتھ دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلے۔ اس دوران اعراب کے جنگجو وغیرہ بھی آ گئے اور اس کے میدان میں جمع ہو گئے جہاں ان کے اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی جاری تھی جس میں سلطان کے بیٹے بڑے نمایاں تھے۔ سچ ہے کہ اگر الہی حمایت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ امیر ابو فارس مشکل میں پھنس جاتا لیکن پھر شہر کی فصیلوں سے ان پر پتھر، تیر اور پٹرول پڑا اور یوں سمندر کی طرف سے جھانکنے والا برج جل گیا لہذا وہ اس کے جلنے سے غمگین ہو گئے اور پھر دوسرے دن اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر اپنے ملک کو چلے گئے۔ اس کے بعد اہل مہدیہ ایک دوسرے کو نجات کی خوشخبری دیتے ہوئے اور امراء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر نکل آئے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے غصے سمیت واپس کر دیا اور انہوں نے کوئی بھلائی حاصل نہیں کی اور فوجوں کو اللہ ہی لڑائی کے لئے کافی ہو گیا۔ بعد ازاں امیر ابو یحییٰ نے فصیلوں کی مرمت کا حکم دیا اور ان کی خرابی کو درست کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف واپس آ گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادے کو پورا کیا اور انہیں اپنے اور ان کے دشمن پر کامیابی دی۔

قفصہ والوں کا خروج

سلطان ابو العباس نے قفصہ پر قبضہ کرتے ہوئے اپنے بیٹے امیر ابو بکر کو اس کا حکمران بنایا اور اس کی خدمت کے لئے اپنی حکومت کے آدمیوں میں سے عبداللہ الزبکی کو کھڑا کیا جو اس کے دادا سلطان ابو یحییٰ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا، لہذا اس نے اس کی حکومت کو منظم کیا۔ وہ ایک سال تک وہاں رہا پھر وہاں کی حکومت سے الگ ہو کر سنہ 82 میں اس کے باپ کے پاس تونس آ گیا، یوں سلطان نے قفصہ کی حکومت عبداللہ

الزکی کو دے دی اور اسے اس اعتماد پر وہاں کا حکمران مقرر کیا کہ وہ اس کے امور کو سرانجام دے گا۔ وہ اپنی وفات تک جو سنہ 94 میں ہوئی، وہاں کا حکمران رہا۔ سلطان نے پھر اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو حکمران بنایا۔ اس کے اور بھائی بھی تھے جو بہت زبردست تھے لہذا اس پر ایسی مصیبت نہیں آئی جیسے اس کی قوم پر آئی۔ سلطان نے پھر اسے ملک کی حکومت پر باقی رکھا لہذا ان بھائیوں نے اپنے کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر کے سرکشی کا اظہار کیا۔ بعد ازاں شہر کے بڑے آدمیوں نے اسے بنی عبداللہ الزکی سے بیزاری کے اظہار پر آمادہ کیا کیونکہ انہیں ان کے متعلق شک تھا کہ وہ دوبارہ سلطان کی اطاعت کر لیں گے لہذا اس نے ان پر حملہ کیا اور انہیں نکال باہر کیا پھر ان کا صفایا کر دیا، یوں وہ اپنی قوم کی طرح خود مختار رئیس بن بیٹھا۔ اس دوران میں سلطان انہیں مسلسل ڈراتا دھمکاتا اور معذرت کرتا رہا حالانکہ وہ اپنی سرکشی میں مست تھے۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو جمع کیا، اعراب سے دوستی کی، انہیں بہت عطیات دیئے اور قفصہ پر حملہ کر دیا۔ سنہ 95 کے نصف میں اس کے میدان میں جا ترا۔ انہوں نے بھی تیاری کر لی اور قلعہ بند ہو گئے لہذا اس نے ان کے ساتھ مسلسل لڑائی کی اور انہیں عذاب کا مزہ چکھایا۔ اس نے اس کی رسد بند کر دی یوں ان کا گلا گھونٹ دیا۔ اس نے پھر ان کی کھجوروں کو کاٹ دیا یہاں تک کہ ان کے تنے گر گئے، یوں میدان کھلا ہو گیا اور ان کا گلا گھٹ گیا۔

اس کے بعد ان کا شیخ دین سلطان کے پاس اپنے شہر اور قوم کی صلح کے لئے آیا تو اس نے اس سے دھوکہ کیا اور اسے اس امید پر قید کر دیا کہ وہ شہر پر قبضہ نہ کرے۔ اس دوران بنی العابد کا ایک آدمی جس کا نام عمر بن حسن تھا، ان کی مصیبت کے ایام میں قفصہ سے چلا گیا۔ لیکن پھر واپس آ کر الزاب کی اطراف میں اتر گیا۔ جب دین قفصہ کا مستقل حاکم بن گیا تو وہ اس کے پاس آیا۔ اس نے اسے کئی روز تک اپنے ساتھ رکھا لیکن پھر اسے اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جب سلطان نے اس سے دھوکہ کیا تو مشائخ نے اکٹھے ہو کر اسے امارت دے دی۔ انہوں نے پھر عربوں کی طرف آدمی بھیجے جو ان سے اپنے ان ذخائر کے سلسلے میں مہربانی کے طالب تھے جو ان کے پاس پڑے تھے۔ انہوں نے پھر انہیں اموال دیئے۔ لہذا اصولہ بن خالد بن حمزہ امیر اولاد ابو اللیل نے ان کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی۔ وہ پھر اپنی فوج کے ساتھ شہر کے باہر سے سلطان پر چڑھائی کرنے گیا۔ اس دوران اس کے عرب ساتھی جہات میں اپنے اونٹوں کے لئے گھاس تلاش کرنے کے لئے اس سے بہت دور چلے گئے لہذا اسے اس بات نے خوفزدہ کر دیا کہ صولہ اپنی قوم میں اپنے جھنڈے کے ساتھ نکلا ہے، وہ پھر وہاں سے بھاگ گیا اور اس کی قوم نے اس کی اتباع کی۔ وہ پھر اپنے بیٹوں اور خواص کے ساتھ مسلسل ان پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے انہیں ایڑیوں کے بل واپس لوٹا دیا اور وہ جلدی سے تونس کی طرف چلا گیا۔ وہ بھی مسلسل اس کے تعاقب میں تھے لیکن وہ تلواریں اور نیزے مارنے کے سوا اس سے ایک رسی بھی حاصل نہیں کر سکے یہاں تک کہ وہ الحضرة پہنچ گیا۔ اس کے بعد صولہ اپنے کئے پر پچھتایا اور سلطان سے اپنی اطاعت کے متعلق مراسلت کی لیکن وہ نہیں مانا اور سنہ 96 میں اپنے سرمائی مقام کی طرف آ گیا۔ ابن یملول نے پھر صولہ کو بلایا اور اسے تو زر کے محاصرے پر آمادہ کیا اور وہاں اس کے ساتھ اپنی قوم کو بھی اتارا لہذا امیر المنتصر بن سلطان ان کے دفاع کے لئے آیا یہاں تک کہ یہ ناامید ہو گئے، اس دوران ان کی آراء میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ تو زر سے الگ الگ ہو کر چلے آئے۔ اس کے بعد صولہ گرمی گزارنے کے لئے تلال چلا گیا اور اس نے سلطان کو دوبارہ اپنی اطاعت کے متعلق رغبت دلائی۔ یہ یاد رہے کہ جب سلطان قفصہ سے بھاگا تھا دین نے اسے اس جانب میں چھوڑ دیا تھا لہذا جب وہ تونس پہنچا تو اہل قفصہ نے اسے واپس آنے کے لئے پیغام بھیجا۔ اس کے بعض مددگاروں نے انہیں پھر جواب دیا اور وہ شہر میں داخل ہو گیا لہذا عمر بن العابد نے جلدی سے اسے اس مکان میں پکڑ لیا جہاں وہ اتر تھا اور اسے قتل کر دیا۔ یوں وہ قفصہ کا خود مختار سردار بن گیا۔ اس کے بعد اہل قفصہ سلطان کے حملے اور نافرمانی کے برے انجام سے ڈر گئے لہذا انہوں نے سلطان کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیج دی۔ اس نے ان پر اپنے عامل کے آنے کی شرط لگائی، یہ ہماری ان کے متعلق آخری اطلاع ہے۔

سفاقس پر عمر بن سلطان کی حکومت

امیر عمر بن سلطان قسنطینہ کے حکمران ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا، یہ اپنے بھائی ابراہیم کی کفالت میں رہتا تھا جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا سلطان کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس رہنے لگا۔ جب شیخ طرابلس ابو بکر بن ثابت کی وفات کے بعد اس کی قوم فکر مند ہو گئی اور ان کا رئیس ابن

خلف سلطان کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے عمر کو سنہ 92 میں طرابلس کے محاصرے کے لئے بھیجا۔ اس نے ایک سال تک ان کا محاصرہ جاری رکھا اور اس کی رسد بند کر دی یہاں تک کہ وہ اکتا گئے، وہ خود بھی طویل قیام سے اکتا گیا لہذا انہوں نے اسے ٹیکس ادا کیا تو یہ سنہ 95 میں اپنے باپ کے واپس آ گیا۔ وہ اسے قفسہ کے ارد گرد چکر لگاتا ملا جب کہ ان لوگوں نے اس کے خلاف خروج کر دیا تھا۔ وہ پھر راستے میں جرہہ کے پاس سے گزرا تو اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس کے باپ کے عامل نے جو معلوم جی موالی میں سے تھا، اسے داخل ہونے سے روک دیا۔ اس بات پر اس نے برا منایا اور اپنے باپ کے پاس شکایت کی جس پر اس نے اسے سفاس کا والی بنا دیا اور اس کے ساتھ جرہہ کی ولایت کا وعدہ کیا۔ وہ پھر سمندر پار کر کے جزیرہ جرہہ میں پہنچا اور وہاں کے تمام قبیلے اس کے ساتھ مل گئے۔ اس دوران منصور عامل اس کے قلعے میں جسے افرنج کی زبان میں قشتبل کہتے تھے، قلعہ بند ہو گیا یہاں تک کہ اس نے سلطان سے خط و کتابت کی لہذا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ قلعے سے اپنے بیٹے پر قابو دے دے اور جزیرہ سے الگ ہو جائے۔ یوں وہ وہاں خود مختار ہو گیا پھر امیر عمر شاہ قابس کی طرف گیا اور الحامہ کے باشندوں سے اس سلسلے میں ساز باز کی تو انہوں نے اس بات کو قبول کیا۔ وہ پھر سنہ 96 میں اپنی فوج سمیت اس کے ساتھ چل پڑے لہذا اس نے اس پر شیخون مارا اور پھر اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کے رئیس یحییٰ بن عبدالملک مکی کو گرفتار کر کے قتل کر دیا، اس طرح قابس سے بنی مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہاں امیر عمر خود مختار والی بن گیا۔

ابو فارس عزوز کا دور حکمرانی

سلطان ابو العباس کونفرس کا پرانا درو تھا اور اسی لئے اسے اکثر سفروں میں خچروں پر سوار کرایا جاتا۔ آخری عمر میں یہ مرض شدت اختیار کر گیا اور سنہ 96 میں وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت اس کا بھائی زکریا حکومت میں اس کا معاون اور اس کے بعد ولی عہد تھا جبکہ اس کا بیٹا محمد، بونہ کا حکمران تھا لہذا اس نے پہلے اپنی امارت کو چھوڑ دیا۔ اس وقت سلطان کے بہت سے لڑکے تھے جو اپنے باپ پر زیادتی کرتے اور اپنے چچا زکریا سے ناراض تھے لیکن وہ اپنے باپ کے بعد اس کے حملے سے ڈرتے تھے لہذا جب سلطان قریب المرگ ہوا تو وہ اپنے چچا سے زیادہ گھبرانے اور خوف کھانے لگے۔ یاد رہے کہ سلطان نے اپنے زمانے میں ان کے بڑے بھائی کو قسطنطنیہ بھیجا تو وہ اس کی موت سے پہلے ان کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد بقیہ سارے بھائی اپنے بڑے بھائی ابو فارس عزوز کے پاس جمع ہو گئے لہذا انہوں نے اپنے چچا زکریا کو اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اپنے بھائی کی عیادت کے لئے آیا، انہوں نے اسے ایک کمرے میں بند کر دیا اور اس پر پہرہ لگا دیا۔ جب سلطان اس کے تین روز بعد فوت ہو گیا تو انہوں نے 4 شعبان سنہ 86 کو اپنے بڑے بھائی ابو فارس کی بیعت کر لی۔ اہل شہر خواہ وہ سردار تھے یا عوام، اس کی بیعت کو جوق در جوق آئے اور یوں اس کی بیعت مکمل ہو گئی۔ اس نے پھر حکم دیا کہ اس کے چچا کے گھر جو مال اور ذخائر جمع ہیں، انہیں اٹھا کر اس کے محل میں لے جایا جائے، اس طرح اس نے اس کا سب کچھ لے لیا۔ قید خانے میں پھر اس پر سختی کی گئی اور وہ اپنی سلطنت کے سنبھالنے کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائیوں کو افریقہ میں اپنے علاقوں کے منابر کا حکمران بنایا۔ اس نے اپنے بھائی اسماعیل کی تونس کی حکومت کے قیام میں مدد کی جبکہ باقی بھائیوں کو شوریٰ اور مذاکرات کے مقام میں اتارا۔ جب اس کے بھائی المنتصر کو توزر میں یہ خبر ملی تو اس کی حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ پھر الحامہ جا کر وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ اسی طرح اس کا بھائی زکریا نطفہ میں تھا لہذا وہ جبال نضرادہ میں چلا گیا۔ اس کا بھائی ابو بکر جب اپنے باپ کی وفات سے پہلے اپنے باپ کی ولایت کے لئے قسطنطنیہ گیا اور بونہ سے گزرا تو وہاں کے امیر محمد نے جو اس کے چچا زکریا کا بیٹا تھا، اس کی بہت عزت کی وہ پھر قسطنطنیہ چلا گیا تو وہاں کے ذمے دار لوگوں نے اس سے سلطان کی چشمی طلب کی، اس نے انہیں وہ خط دکھا دیا تو انہوں نے اس کے لئے دروازے کھول دیئے، یوں وہ اس میں داخل ہو کر اس کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ وہ سلطان ابو فارس عبدالعزیز کا جو اپنے باپ سلطان ابو العباس بن سالم کی وفات کے بعد جو صفر کے مہینے میں ہوئی، مقرب اور متولی بنا، بہت مخلص دوست تھا۔ اس کے بعد وہ اس کے پاس اس کی شان کے مطابق ہدایا اور تحائف لے کر گیا لہذا جب وہ مسیلہ پہنچا تو اس کے بھیجنے والے نے اسے سلطان کی وفات کی خبر بھیجی۔ اس دوران امیر ابو بکر نے قسطنطنیہ سے اسے اپنے پاس واپس آنے کا اشارہ کیا لہذا وہ اپنے تحائف کے ساتھ واپس آ گیا اور اس کے پاس مقیم ہو گیا۔ یہ وہ صحیح واقعات ہیں جو ان برسوں کے حالات

کے متعلق ہم تک پہنچے ہیں۔

بسکرہ کے امراء کا بیان

اس دور میں بسکرہ الزاب کو روندنے کے سلسلے میں صدر دفتر کی حیثیت رکھتا ہے۔ مغرب میں اس کی حد قصر الدوسن سے لے کر مشرق میں حولہ اور بارس کے مخلوں تک ہے۔ اس کے اور الحضر کے درمیان جبل حاتم مقرب سے برقہ کے سامنے تک حد فاصل ہے۔ اس کے مشرق میں جبل اور اس ہے جو اس کے میدان میں قبلے سے اندر کی طرف چوڑائی میں پھیلا ہوا ہے، یہ ایک مشہور پہاڑ ہے جس کے حالات اس کے بعض لوگوں کی زبانی آگے بیان ہوں گے۔ الزاب دراصل ایک بڑا علاقہ ہے جو متعدد بستیوں پر مشتمل ہے اور جو ایک دوسرے کے پڑوس میں اکٹھی آباد ہیں۔ ان میں ہر ایک بستی الزاب کے نام سے مشہور ہے۔ ان میں سب سے پہلی بستی زاب الدوسن ہے اس کے بعد پھر زاب طلوقہ پھر زاب ملیان پھر زاب بسکرہ پھر زاب لبودہ پھر زاب بادس ہے۔ بسکرہ ان سب بستیوں کی ماں ہے۔ اغالہ اور ان کے بعد قدیم زمانے میں ان کے مشائخ، بنی رسان کے مملوک تھے جو یہاں کے باشندوں میں سے تھے کیونکہ وہی اس کے اصل باشندے تھے۔ انہوں نے اس کی جاگیروں پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ ان میں سے بنی مہدی ابی رسان کی بہت شہرت تھی۔ اکثر اوقات انہوں نے صاحب قلعہ بلکین بن محمد بن حماد کی اطاعت کو سنہ 450 میں چھوڑ دیا اور شہر پر غالب آ کر اس میں محفوظ ہو گئے۔ اس امر میں جعفر بن ابی امامہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ بعد ازاں ان کے ساتھ منہاجہ کی فوجوں نے خلف بن ابی حدیدہ کی نگرانی میں جو حکومت کا پروردہ تھا، لڑائی کی، لہذا اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں اٹھا کر قلعہ کی طرف لے گیا۔ بعد میں بلکین نے ان سب کو قتل کر دیا اور یوں آنے والوں کے لئے انہیں عبرت بنا دیا۔ اس نے پھر وہاں کے اہل میں سے بنی سندی کو شوریٰ کا ممبر بنایا۔ بعد ازاں ان میں سے عروس نے حکومت کے سکر نے اور اس کی ہوا اکھڑ جانے کے بعد حکومت کی اطاعت میں خلوص دکھایا اور پھر اسی نے المنصر بن حزر زنائی پر اس کے مشرق سے پہنچنے پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر اس کی قوم مغرادہ کے ساتھ سلطان کے پاس آیا اور اس نے بنی عدی اور بنی ہلال کو بھڑکایا لہذا سلطان نے اس کے ساتھ تدبیر کی اور اسے الزاب اور ریفہ کے نواح میں جاگیر دے دی۔ اس نے پھر عروس کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی ساز باز کی اور اس نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہم اہل حماد کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ یوں بنی سندی کی ریاست، افریقہ میں امرائے منہاجہ کے خاتمے کے ساتھ ختم ہو گئی اور پھر موحدین کی حکومت آ گئی۔ بعد ازاں بنی زیان کے گھرانے کو شہرت حاصل ہو گئی۔ بنو مزنی، اعراب کے دوستوں میں سے تھے۔ جو پانچویں صدی میں بنی ہلال بن عامر کے ہر اول حلیف بن کر افریقہ پہنچے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان کے زعم میں ان کا نسب زیان سے ملتا ہے جو فزارہ سے تعلق رکھتا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ وہ لطیف میں شامل ہیں پھر بنی جزئی بن علوان بن محمد بن لقمان بن خلیفہ بن لطیف سے ہیں۔ ان کے والد کا نام مزنہ بن نفل بن محیا بن جزئی تھا اور اس نے یہی تلقین کی تھی، اسی بات کی گواہی موٹی نے دی ہے کیونکہ الزاب کے تمام باشندے ان گروہوں میں سے ہیں جو سفر سے عاجز آ کر رک گئے تھے۔ فتح کے زمانے کے ابتدائی لوگ وہاں رہتے تھے، انہوں نے ان کی مہمان نوازی کی اور وہ اس نسب کو چھوڑ کر فزارہ کی طرف جاتے ہیں کیونکہ اہل الزاب ان سے خراج لینے آئے تھے۔ لیکن وہ اس بات سے برا مناتے ہوئے عجیب و غریب انساب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ بہر حال بسکرہ کی جس بستی میں سب سے پہلے ان کی آمد ہوئی اس کا نام حساس ہے، وہ پھر بکثرت ہو گئے۔ انہوں نے اہل بسکرہ سے بیابانوں اور پانیوں کی حکومت سے وافر حصہ لیا، وہ پھر شہر کی طرف منتقل ہو گئے اور مکانات اور آسودگی سے متمتع ہوئے۔ انہوں نے اس کے اہل سے شیریں اور تلخ کا حصہ لیا۔ ان کے بڑے آدمی پھر مشائخ کے ارباب شوریٰ میں شامل ہو گئے۔ اس دوران بن زیان نے ان کے اپنے ساتھ شامل ہونے سے برا منایا اور خدا تعالیٰ نے ان پر جو فضل کیا تھا، اس کی وجہ سے ان پر حسد کیا اور انہیں اپنے آپ سے خوف زدہ کیا لہذا ان کے درمیان کینے کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کی شروعات افریقہ میں ابی حفص کے استقلال اور امیر ابوزکریا اور پھر اس کے بیٹے سلطان المنصر کے دور میں تونس میں سلطنت کے چبوترے پر پہنچنے کے متعلق بات چیت سے ہوئی پھر انہوں نے لڑائی کی اور شہر کی گلیوں میں ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ حکومت کا صاغیہ، بنی زیان کے ساتھ انہیں شہر میں ملا تھا۔ اس کے بعد جب امیر ابواسحاق نے اپنے بھائی محمد کے خلاف اس کی بیعت کے شروع میں بغاوت کی تھی اور زوادہ عربوں کے ساتھ جا ملا تھا۔ ان دنوں صحرا کے امیر موسیٰ بن محمد بن مسعود نے اس کی بیعت کی، وہ پھر

اس کے ساتھ بسکرہ اور بلاد الزاب کی زیارت کو آیا اور وہاں اپنی جماعت کو بٹھادیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بعد ازاں فضل بن علی بن احمد بن حسن بن علی بن مزنی اس کی دعوت لے کر کھڑا ہوا تو اہل شہر میں سے کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ لوگوں نے پھر بکثرت اس کی اتباع کی لیکن جلد ہی سلطان کی فوجوں نے انہیں آ لیا اور انہیں الزاب سے دور کر دیا۔

اس کے بعد وہ فضل بن علی کے ساتھ چٹ گیا اور اس کے دامن سے وابستہ ہو گیا، اس نے اندلس کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس کی مصاحبت کی اور اس کے دار غربت میں بھی اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کا بھائی المنصور فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت دے دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ جب اس کا کام ختم ہو گیا تو وہ تونس میں تخت خلافت پر بیٹھا، اس نے پھر فضل بن علی اور اس کے بھائی عبدالواحد کو ان کی خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے الزاب اور بلاد الجریڈ کا حکمران مقرر کیا۔ نیز ناموافق مقام میں ان کے پیار کرنے کا ذکر کیا لہذا وہ حاکم بن کر الزاب آیا اور بسکرہ میں داخل ہوا۔ اس دوران بنوزیان اس کے حملے سے عاجز ہو کر حکومت کی مرضی کے تابع ہو گئے۔ انہوں نے پھر اس کی شان کے متعلق کوئی بات نہیں کی اور اس نے اس حکومت سے حسب منشاء الہی حکومت حاصل کی۔ بعد ازاں داعی بن ابی عمارہ اور اس کے اشتباہ کا معاملہ پیش آیا اور سلطان ابواسحاق اس کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا لیکن پھر سلطان ابو حفص نے اس سے اپنے بھائی کا بدلہ لیا اور اپنی ضائع شدہ حکومت بھی واپس لے لی۔ وہ اس کی حفاظت پر اعتماد کرتا اور الزاب کے معاملے میں اس کی کفایت پر بھروسہ کرتا تھا۔ اس کے دور حکومت میں اس کے دشمن بنوزیان ترقی کر گئے۔ انہوں نے پھر حر کے لڑکوں کے ساتھ جو اٹانج کے ایک لطن سے تھے اور باشاش بستی میں مقیم تھے، شہر کوستانے کے لئے اس وقت سازش کی جب وہ سفر کرنے سے عاجز آ گئے۔ انہوں نے پھر اہل شہر اپنے احوال میں شامل کر لیا اور نسب و رشتہ میں ان سے مل جل گئے۔ انہوں نے پھر انہیں فضل بن علی کے خلاف اکسایا تا کہ انہیں اس پر حملہ کرنے میں اولیت حاصل ہو۔ اور وہ اس کے ہاتھ سے حکومت لے لیں نیز باشاش بستی سے ان کے گھروں کو برباد کر دیں تاکہ ان سے کچھ سکون حاصل کریں۔ مزید اس کے عہد دوستی سے مطمئن ہوں جو انہوں نے ان سے فریب کرتے ہوئے طے کیا تھا۔ اس کے بعد جب انہوں نے سنہ 83 میں اس کے سوار ہونے کے روز شہر سے باہر اس پر چڑھائی کی تو الزاب حکومت لے لی جو وہ انہیں نہیں دیتا تھا اس عہد دوستی کے دو سال گزرنے پر بنوزیان ان سے بگڑ گئے اور ان سے عہد توڑ دیا لہذا وہ شہر کو چھوڑ کر باہر چلے گئے اور وہاں جوان کے قریبی تھے، انہیں کھو دیا۔ وہ پھر بلاد ریفہ میں منتشر ہو گئے جبکہ بنوزیان، بسکرہ اور الزاب کی شوریٰ میں خود مختار ہو گئے۔ انہوں نے پھر ان کے اور سلطان کے اور زواوہ کے خلاف خروج کر دیا۔ جلد ہی انہوں نے اس پر اور اس کے پہرے نشینی شہروں، نقوس مقررہ اور مسیلہ پر غلبہ پالیا۔ اس وقت منصور بن فضل بن علی الحضرة میں اپنے باپ کی موت کے وقت اپنے بعض کاموں میں مصروف تھا لہذا جب اس کا باپ فوت ہو گیا اور بنوزیان خود مختار ہو گئے تو انہوں نے الحضرة میں سلطان کے پاس اس کی چغلیاں گیس جو کامیاب ہو گئیں یعنی اس نے اسے گرفتار کر لیا، یوں سلطان ابو حفص کے دور میں قید رہا۔ اس کے بعد جب مولیٰ ابوزکریا یحییٰ بن امیر ابواسحاق، بجایہ، شیطیت اور بونہ پر غالب آیا تو ان علاقوں کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور آل ابی حفص کی حکومت تقسیم ہو گئی۔ اس دوران منصور بن فضل بن علی تونس سے اپنے قید خانے سے بھاگ گیا اور حاجب قائم رہا ابی الحسین سید الناس کی موت اور اس کی جگہ سلطان ابوزکریا کا حکمران بننے کے بعد بجایہ چلا گیا۔ اس کے بعد ابوالقاسم بن ابی یحییٰ نے سنہ 691 میں اس سے خط و کتابت کی تو وہ اس کی خدمت کرنے لگ گیا۔ اس نے کئی قسم کے تحفے دے کر اس سے حسن سلوک کیا۔ اس نے پھر الزاب میں اس کی سلطنت کی دعوت لے جانے اور اموال کا اخراج اس کی طرف بھجوانے کی ذمہ داری لی لہذا اس نے اسے الزاب کا والی مقرر کر دیا اور فوج سے مدد دی۔ اس نے پھر بسکرہ کے ساتھ لڑائی کی جب وہاں کے باشندے بنوزیان بجایہ میں سلطان کی بیعت کے لئے گئے تو اس نے انہیں ان کے عامل منصور کی طرف ایڑیوں کے بل واپس کر دیا اور پھر اسے ان کی بیعت قبول کرنے کے متعلق لکھا۔ یوں وہ سنہ 93 میں شہر میں داخل ہوا، اس نے پھر اپنے مددگاروں کے لئے ایک محل بنانے کے بارے میں ان سے چال چلی جس کے دوران فوج نے اس کی فصیل میں پناہ لے لی پھر اس نے ان کے عہد کو توڑ کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہر سے نکال دیا۔ یوں وہاں اس کی امارت کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور سلطان کا خراج بھی بڑھ گیا۔ اس طرح اس کی عملداری کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ اس نے پھر رفتہ رفتہ الزاب کی عملداری میں جبل اور اس، اور ریفہ کی بستیوں، دار کلی کے شہر اور الحصنہ کی بستیوں مقررہ، نقاوس اور مسیلہ کو بھی شامل کر لیا۔ بعد ازاں سلطان نے اسے ان سب بستیوں پر حکمران مقرر کر دیا اور اسے ان سے

خراج لینے اور ان کا گوشت نوچنے کے لئے عربوں سے لڑنے کے لئے بھیج دیا کیونکہ انہوں نے باقی ماندہ مضافات پر قبضہ کر لیا تھا۔ یعنی اس نے ان کے خراج کے متعلق ان سے حصے داری کی اور پھر حکومت کے اموال میں اضافہ کر دیا یعنی اسے خراج کو پہنچایا۔ اس نے سلطان کے آدمیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا تو انہوں نے اس سے پیار کیا اور اس کے بازو کو حسن سلوک کے انتہائی مراتب تک کھینچ کر لے گئے۔ یوں وہ مالدار ہو گیا تو اس نے اموال کو روک لیا اور پھر بسکرہ میں اس کی عزت اور حکومت مستحکم ہو گئی۔ مولیٰ ابوزکریا اوسط ساتویں صدی میں مر گیا، انہوں نے پھر اس کی جگہ اس کے فرزند امیر ابوالبقاء خالد کو حکمران بنایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کی حکومت کو پھر اس کے ساتھی ابو عبدالرحمان بن عمرو نے سنبھالا اور منصور بن فضل اس سے خاص ہو گیا۔ وہ پھر اس کے حاجب کے ہاتھ سے چمٹ گیا لہذا وہ اس سے مانوس ہو گیا اور سلطان کے علاقوں کے باقی ماندہ مضافات کو اس کی نگرانی میں دے دیا۔ اس نے پھر اتل کے بلاد پر جو سدو یکش اور عیاض کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، اسے حکمران مقرر کر دیا لہذا اس نے انہیں اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور اس کے خراج کے حصول کے لئے مستقل نظام قائم ہو گیا۔

یوں اس علاقے کی بانجھ حاملہ ہو گئی اور اس کے چشمے پھوٹ پڑے۔ لیکن پھر اس کے اور حکومت کے درمیان منافرت پیدا ہو گئی اور وہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابی اسحاق کے ذریعے اس کے حاجب کو تلمسان سے قسنطینہ پر چڑھا لیا اور اس نے اس کی بیعت کر لی اور پھر اس کی مدد کے لئے زواودہ سے دوستی کر لی۔ اس نے پھر اس کے ذریعے قسنطینہ سے لڑائی کی اس نے جب دشمن کے پوشیدہ علاقوں کی اطلاع پائی تو اس کا عقدہ حل ہو گیا تو وہ بسکرہ چلا گیا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ یحییٰ بن خالد نے وہاں اس کو گرفتار کر لیا یہاں تک کہ سنہ 20 میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے اور اہل سنت کے عرب مراہطین کے درمیان جو سعادت کے اتباع تھے، مشہور لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے رعیت پر نرمی کرنے اور اس طریقے پر عمل پیرا ہونے کے لئے جس پر وہ گامزن تھے، اس سے خراج اور ٹیکس کی وصولی کا کام ترک کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس بات کی خاطر بھی انہوں نے بسکرہ میں اس سے کئی لڑائیاں کیں پھر سعادت ایک لڑائی میں بہت آمدورفت والے رستے پر ہلاک ہو گیا جیسا کہ اس کے ذکر میں سنہ 705 میں بیان کیا جا چکا ہے۔ بعد ازاں منصور بن مزنی نے مراہطین کے لئے فوج جمع کی، اس نے اسے اپنے بیٹے علی بن منصور اور زواودہ کے شیخ علی بن احمد کی قیادت میں بھیجا۔ اس وقت مراہطین کے سالار شیخ اولاد عسا کر ابو یحییٰ بن ادریس اور عطیہ بن سلیمان اور شیخ اولاد طلحہ حسن بن سالمہ تھے لہذا انہوں نے بن مزنی کی فوج کو شکست دے دی اور اس کے بیٹے علی کو قتل کر دیا جبکہ علی بن احمد کو گرفتار کر لیا۔ انہوں نے پھر اس پر احسان کر کے اسے چھوڑ دیا اور بسکرہ کی طرف واپس آ گئے، انہوں نے پھر اس سے لڑائی کی اور اس کے کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دیا۔ یوں انہوں نے دوسری اور تیسری بار اس سے لڑائی کی۔ باقی دنوں میں بھی اس کے اور مراہطین کے درمیان مسلسل لڑائیاں جاری رہیں۔ اس کے بعد حاجب عمر نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا تھا اور اسے با اعتماد مقام دیا تھا۔ جب سلطان ابوالبقاء نے تونس پر چڑھائی کی تو حاجب نے بھی دیگر خواص کے ساتھ اس مصاحبت کی یہاں تک کہ جب اس نے سلطان کے پاس جانے کا سوچا تو اس نے اسے اس تدبیر میں شریک کیا یہاں تک کہ وہ تدبیر مکمل ہو گی جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ بعد ازاں حاجب قسنطینہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے اسے اس کی عملداری الزاب میں واپس بھیج دیا وہ اکثر بجایہ میں اس کے پاس ملاقات کرنے اور اس کے کاموں کو دیکھنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ اس دوران عرب نے راستے میں اس سے خیانت کی اور زواودہ کے امراء نے احمد بن عمر بن محمد بن مسعود اور سلیمان بن علی بن سباح بن یحییٰ کو اس وقت گرفتار کر لیا جب اس نے عثمان بن سباع بن سیل بن موسیٰ بن محمد کے ساتھ حکومت حاصل کی اور ان دونوں کی قوم نے پھر زواودہ کو آپس میں تقسیم کر لیا۔

اس کے بعد ان دونوں نے عامل منصور بن فضل پر جبکہ وہ اپنی عملداری سے واپس آ رہا تھا، قابو پالیا انہوں نے اسے باندھ دیا اور پھر قتل کا ارادہ کیا لیکن اس نے سونے کے پانچ قنطار فدیہ دیا۔ انہوں نے پھر ان کی ریاست کے سرداروں کو اسے بیچ کر ہزار روپیہ لیا۔ اس کے بعد منصور بن فضل نے اسے سفر کرنے سے روک دیا لیکن وہ عربوں سے گروی لینے کے بعد کبھی کبھی پیچھے جاتا تھا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابو یحییٰ نے سنہ 17 میں تونس پر پہلی بار چڑھائی کی اور اس کے ساتھی یعقوب بن عمر نے جب کہ وہ بجایہ کی سرحد پر تھا، اخراجات اور عطیات کے لئے مال کا مطالبہ کیا۔ اس نے پھر منصور بن فضل کو اس کی طرف بھجوا دیا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اس کو اپنی حجابت پر مقرر کر لے تاکہ وہ اس کی حکومت کو سنبھال لے اور امور مہمہ میں اسے کافی ہو۔ لیکن منصور نے اس بات کو ابن عمر کے خلاف خیال کیا جس پر اسے بدگمانی پیدا ہو گئی۔ یوں ابن عمر اس سے بگڑ گیا اور اس کے

پیار کا رنگ بھی بدل گیا۔ بعد ازاں سلطان تونس کے باہر اپنی فوجوں کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے بعد واپس آ گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ قسنطینہ میں مقیم ہوا تو اسے حاکم سرحد یعقوب بن عمر سے رکاوٹ کے آثار نظر آئے تو وہ اس کے پاس جانے سے رک گیا، ان کے درمیان پھر اپنی آنے جانے لگے تو ابن عمر نے منصور بن فضل کے بارے میں پیغام بھیجا۔ اس کے داعی نے پھر اسے جواب دے دیا تو سلطان کا جرنیل، محمد بن ابی الحسن بن سید الناس کے پاس گیا۔ وہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اپنے شہر کی طرف مڑ گیا۔ جب جرنیل نے اس کے لئے ارادہ کیا تو اس کے عرب ساتھیوں عثمان بن ناصر شیخ اولاد حرب، اور یعقوب بن ادریس شیخ اولاد حنفر اور ان کے ساتھیوں نے اسے پناہ دی لہذا وہ پھر بسکرہ چلا گیا۔ جب ابن عمر کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے ندامت سے دانت پیسے۔ بعد ازاں منصور بن مزنی ان کے دشمن صاحب تلمسان ابوتاشقین کے ہمراہ گیا اور اس کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے یوسف کو اس کے پاس اطاعت اور تحفوں کے ساتھ بھیجا۔ اس دوران میں سلطان نے تونس اور باقی بلاد افریقہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عمر سنہ 19 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد منصور بن مزنی ہمیشہ ہی حکومت کے لئے ناممکن الحصول رہا اور بجایہ کی فوجیں اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے آئیں یہاں تک کہ وہ سنہ 725 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عبدالواحد نے سنبھالا۔ اس دوران سلطان نے اسے اس کے باپ کی عملداری الزاب پر حکمران مقرر کر دیا بلکہ صحرائی علاقے کی بستیاں ریفہ اور دار کلی بھی اس کے ساتھ شامل کر دیں۔ ابن عمر کی وفات کے بعد سلطان نے محمد بن ابی الحسین بن سید الناس کو سرحد کا حکمران مقرر کیا اور اسے اپنے بیٹے یحییٰ کا کفیل بھی بنایا۔ یوں اسے اس کے پاس بھیج دیا، اس طرح عبدالواحد اور امیر سرحد کے درمیان سلطان کے ہاں مرتبے میں حسد کی بناء پر نئے سرے سے وحشت پیدا ہو گئی کیونکہ یہ سب حاجب ابن عمر کے پروردہ اور خاص لوگ تھے۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے اور اس کے قلعے سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ بعد ازاں عبدالواحد نے آل زیان کو جو حکومت کو اطراف سے کم کر رہے تھے، اپنی اطاعت کی رسی کا سرا پکڑا دیا۔ اس نے اپنی آخری عمر میں اپنے بیٹے کے مذہب کو قبول کر لیا اور پھر فوجوں کو اس کے خلاف بھڑکانے لگا یہاں تک کہ عبدالواحد نے اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے کر اس سے پناہ لی، اس نے صلح کرنے اور خراج دینے کی شرط لگائی، وہ پھر اپنے کام میں لگ گیا یہاں تک کہ اس کے بھائی یوسف نے ان کے خواص کے ساتھ جو بنی ساط اور بنی ابی کواہیہ سے تھے، ساز باز کر کے اسے سنہ 29 میں قتل کر دیا۔ جب اس کے متعلق ان کی سازش پوری ہو گئی تو اس نے اسے نماز عشاء کے وقت بعض امور مہمہ میں مشورہ کے لئے بلایا اور پھر اسے خنجر ماہد یا جس کی وجہ سے وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا۔ یوسف بن منصور پھر الزاب کا خود مختار حکمران بن گیا بعد ازاں حسب دستور اس کے پاس سلطان کا پروانہ تقرری اور علیحدگی پہنچا اور اس کی عملداری کے منابر پر اس کے لئے دعا کرنے کا قانون بھی شروع ہو گیا۔ سلطان نے پھر بجایہ کی سرحد سے محمد بن سید الناس کو بلایا اور اسے اس کی حکومت کے کام سپرد کئے۔ جس کے بعد الزاب کے عامل یوسف بن منصور اور اس کے درمیان پرانے کینوں کی آگ بھڑک اٹھی اور حاجب پھر سنہ 32 میں سلطان کی مصیبت میں ہلاک ہو گیا اور اس نے محمد بن حکیم کو اپنا جرنیل مقرر کر دیا بلکہ فوجوں کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں دے دی۔ ساتھ ساتھ دیگر بستیاں اور نواح بھی اس کے حوالے کر دیئے، یوں اس نے اپنی حکومت میں اپنا حکم چلایا۔ جب سلطان اپنے دشمن کے خلاف فارغ ہوا تو یہ اپنی حکومت پر غالب آ گیا۔ حکومت کے کندھوں پر ان کا جو کام بھی تھا، اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے آل پر حملہ کر کے ان کے ناخن ختم کر دیئے اور ان کے عزائم کی دھار کاٹ دی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔

اس کے بعد قائد محمد بن حکیم نے یوسف بن منصور کے ساتھ مل کر عداوت کی آگ جلائی اور اس نے سلطان کے چھپے ہوئے غصے کو ابھارا پھر اس کے عزائم کو صحیح راستے پر ڈالنے اور اطاعت کے معاملے میں راست روی اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر تین بار فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جس میں اس نے ہر بار خراج دے کر اس کا دفاع کیا۔ اس کے بعد اس کے اور زواوہ کے سردار علی بن احمد کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ یہ بات تھی کہ اسے خراج میں ترجیح حاصل تھی لہذا اس نے اس کے ساتھ لڑائی چھوڑ دی اور عربوں کو سنت کے مطابق دعا کرنے کے فریب میں اس کے مقابلے کے لئے بلایا اور اس امر کے لئے اہل ریفہ کو اکٹھا کیا۔ اس نے پھر اس سے لڑائی کی۔ اس کا بیٹا یعقوب پھر اس سے منحرف ہو گیا اور بسکرہ چلا گیا تو ابن مرنی نے اپنی بہن کا منصور بن فضل سے اس کا رشتہ کر دیا اور پھر اسے بسکرہ کا حکمران بنا دیا۔ لہذا اس نے اس کا بہت اچھا دفاع کیا۔ ابن مرنی نے پھر سلیمان بن علی رئیس اولاد سباع اور علی بن احمد کے متعلق پیغام بھیجا، یہ بسکرہ میں اس کے پاس صبح و شام لڑائی کے لئے جاتا

یہاں تک کہ ابن مزنی محفوظ ہو گیا اور علی بن احمد بسکرہ سے چلا گیا۔ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال تک وہ ابن مزنی کے ساتھ اتفاق اور صلح کے ساتھ رہا پھر قائد بن حکیم کے غازی اس کے پاس آگئے جس کے بعد یہ بلاد الجریڈ سے لڑائی کے بعد افریقہ سے اٹھا اور ان سے اطاعت اور خراج کا مطالبہ کیا اور ابن یملول کے بیٹے کو یرغمال کے طور پر طلب کیا۔ وہ پھر اپنی فوجوں کے ساتھ الزاب کی طرف چلا گیا، سلم کے عرب بھی اس کے ساتھ تھے لہذا وہ پھر الزاب سے بھاگ کر اس کی ایک بستی اوماش میں آیا۔ اب زواودہ کے عرب اور باقی ماندہ ریاح اس کے آگے بھاگ گئے تو یوسف بن مزنی نے اوماش میں اسے تحفے دے کر واپس کر دیا، یہ پھر وہاں سے بلاد ریفہ کی طرف گیا یوں اس نے ان کے قلعہ کو فتح کر کے لوٹ لیا جبکہ اس کی باقی ماندہ عملداریوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ وہ پھر تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن حکیم کو سنہ 34 میں برطرف کر دیا اور اس کے بیٹے ابو حفص عمر کو حکمران بنایا۔ اس کے بعد حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملے اور اس کے خواص کی چغلیوں سے ڈر گیا لہذا وہ شاہ مقرب کے پاس چلا گیا جس کی دھار سے خوف کھایا جاتا تھا۔ وہ ابو الحسن کے قبیلوں پر اکثر جھانکتا تھا لہذا اس نے اسے افریقہ کی حکومت کے متعلق اکسایا اور اسے وہاں بھیج کر لے گیا۔ اس نے پھر سنہ 46 میں بڑی بڑی اقوام پر حملہ کر دیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد یوسف بن منصور امیر الزاب اپنی بنی حسن کی فوج کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کا استقبال کیا اور اس نے اسے اپنے خواص کے ساتھ قسنطینہ کی طرف چلنے کو کہا۔ اس نے پھر اسے الزاب اور اس کے پرے ریفہ اور دارکلی کی بستیوں کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں بھیج دیا لہذا وہ پھر تونس آ گیا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مقرب اقصیٰ سے آنے والے عمال کے ساتھ اس کے پاس منصفانہ طور پر خراج بھیج دے۔ یہ پھر اس کام کے لئے مستعد ہو گیا۔ جب اس نے ان کے پہنچنے کے بارے میں سنا تو انہیں قسنطینہ میں جا ملا۔ اچانک وہاں ان سب کو قیروان پر سلطان کی مصیبت کی خبر ملی تو اس نے اپنے شہر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ امیر صحراء یعقوب بن علی بن احمد نے پھر افریقہ کی غربی جانب اس رشتے داری اور دوستی کی وجہ سے جوان دونوں کے درمیان تھی، بعد ازاں ان سب کو یوسف بن منصور نے اپنے ہاں جگہ دی اور انہیں اپنے شہر میں اتارا، وہ پھر مہینوں تک ان کی ضروریات پوری کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان قیروان سے تونس گیا، یہ پھر یعقوب بن علی کی معیت میں اس کے ساتھ مل گئے۔ اس دوران منصور نے سلطان ابو الحسن کے ساتھ یہ احسان کیا تھا اور بقیہ ایام میں بھی اس سے ملتا رہا۔ اس کے بعد افریقہ کے نواح کے رؤسا کے درمیان اس کے خلاف خروج کرنے میں اختلاف پیدا ہو گیا اور پھر یہ اس کی اطاعت سے وابستہ رہا۔ جب وہ سمندری مصیبت سے بچ کر وہاں آیا تو وہ تونس اور الجزائر سے اس کے پاس مال بھیجتا رہا جیسا کہ ہم اس کے واقعات کو بعد میں بیان کریں گے۔ اس دوران وہ اپنے منابر پر اس کے ملک کی واپسی کے لئے دعائیں کرتا تھا یہاں تک کہ سلطان سنہ 52 میں مقرب اقصیٰ کے جبل میں وفات پا گیا، اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابو عنان کے لئے مرینی حکومت کا معاملہ درست ہو گیا۔ جب اس نے اپنی حکومت کے ساتھ تلمسان اور محام کی حکومت کو شامل کیا تو بنو عبد الواد نے وہاں نئے سرے سے اپنی حکومت کے لئے قانون بنائے اور زنا تہ کو متفق کیا۔ وہ پھر سنہ 53 میں بلاد شرقیہ کی طرف گیا تو یوسف بن منصور نے اس کی اطاعت جلدی سے اختیار کر لی لہذا اس نے رضا و رغبت سے بیعت کی۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو اپنی بیعت کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجا جس کے بعد وہ خود دوسری دفعہ اپنے حاجب کاتب ابو عبد اللہ محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس کے پاس گیا۔ اس نے پھر اسے افریقہ پر قبضہ کرنے اور اپنی بجایہ کی حکومت درست کرنے کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ بھیجا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے۔ سنہ 54 میں اس کے پاس قبائل کے امراء اور مضافات کے رؤساء آئے۔ ان میں یوسف بن منصور امیر الزاب اور یعقوب بن علی امیر صحراء اور زواودہ کے باقی ماندہ رؤساء بھی شامل تھے۔ سلطان انہیں بڑی عزت اور احترام کے ساتھ ملا کیونکہ وہ اہل افریقہ کے ماہرین اس کے والد اور اس کی قوم سے مخلص تھے اور اس نے انہیں قیمتی تحفے دیئے۔ اس نے پھر یوسف بن مزنی کو الزاب، بلاد ریفہ اور دارکلی کا حکمران مقرر کیا اور وہ شاداں و فرحان واپس لوٹا۔ سلطان کی دوستی سے اسے بہت بڑا حصہ ملا اور اس کی مجلس میں اس کا مقام بلند ہو گیا۔ جب سلطان نے سنہ 58 میں قسنطینہ کے فتح کرنے کے لئے افریقہ پر حملہ کیا تو یوسف بن منصور، قسنطینہ میں اسے ملا، اس نے اسے اپنے ساتھیوں اور طبقہ وزراء میں شامل کر لیا۔ لیکن ان دنوں یعقوب بن علی نے اس سے وحشت بھی محسوس کی کیونکہ اس نے اسے اور اس کی قوم کو یرغمال بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔

اس کے بعد اس نے خروج دیا اور اس کے قبیلے بلاد الزاب اور اس کے پرے کے ریگستان میں بھاگ گئے۔ بعد ازاں سلطان اپنی فوجوں

کے ساتھ ان کی تلاش میں گیا یہاں تک کہ بلاد الزاب میں اترا۔ اس نے پھر الزاب اور اٹل میں یعقوب بن علی کے شہروں کو درخت کاٹ کر، پانی خشک کر کے اور عمارتوں کو گرا کر اور آثار مٹا کر برباد کر دیا۔ اس کے بعد یعقوب اپنے قبائل کے ساتھ الرتل میں داخل ہوا اور انہوں نے سلطان کو عاجز کر دیا لہذا وہ واپس لوٹ آیا اور بسکرہ کے باہر مقیم ہو گیا۔ اس نے پھر فوجوں کو آرام پہنچانے، سفر کی محنت اور صحرا کے غبار سے ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تین دن قیام کیا، یوں یوسف بن منصور نے اپنی فوج کو اپنے قیام کے ایام میں بستیوں میں پھیلا دیا اس کے علاوہ انہیں چارہ، گندم، گوشت اور چمڑے دے دیئے جس سے وہ خوشحال ہو گئے۔ لوگوں نے مدتوں اس فیاضی کا چرچا کیا۔ اسے اس سال کا خراج سونے کے قنطاروں میں دیا گیا جسے اس نے قفصہ کے قہرمانوں کے بیت المال کی طرف بھیج دیا جو اس کے با اعتماد آدمیوں میں سے تھا۔ سلطان نے پھر اسے اس کا بہت بدلہ دیا اور اسے اپنا شاہی لباس عطا کیا۔ اس نے پھر اس کے عیال کو اپنی بیویوں کا لباس اور اپنے محل کے کپڑے دیئے۔ وہ پھر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران موسیٰ بن منصور نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے فاس کے منبر سے سلطان کے پاس اس وقت بھیجا جب اس کا وزیر سلیمان بن داؤد سنہ 59 میں افریقہ پر حملے کے بعد واپس آیا تھا۔ اس نے اس کے ساتھ اصیل گھوڑے اور بہترین غلام تحفے کے طور پر بھجوائے۔ اس نے نہایت عزت اور احترام کے ساتھ وہاں قیام کیا یہاں تک کہ سلطان سنہ 59 کے خاتمہ پر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حکومت سنبھالنے والے نے بھی اسے خوب انعام و اکرام سے نوازا اور پھر اسے اس کی عملداریوں کی طرف بھیج دیا۔ اس نے اس کے متعلق مضافات اور سرحدوں کے امراء کو وصیت کی کہ وہ اس کا راستے میں خیال رکھیں۔ اس دوران سلطان کی وفات کے بعد خوارج جہات سے نکل آئے تو وہ اپنی تکلیف کے بعد اور نجات سے مایوس ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آ گیا حالانکہ اس سے قبل وہ ابو جوم سلطان بنی عبدالواد کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے موقع پر اس کے قبضے میں آ گیا تھا جہاں وہ بنی مرین کے ساتھ رہائش پذیر تھا وہ پھر اپنے وطن جاتے ہوئے ان کے پاس سے گزر لہذا صغیر بن عامر زنجی نے اسے اور اس کے بیٹے یوسف کو حاکم صاحب الزاب کے عہد کا لحاظ کرتے ہوئے اور عربوں کو اس میں اور اس کے اعمال میں رغبت دلانے کے لئے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد اس نے پھر اپنے ہاتھ سے اس سلسلے میں مال خرچ کیا جسے بنو مرین نے اپنے ذخیروں سے اسے بھیجا تھا۔ صغیر نے اس کے ساتھ اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس نے اسے اس کے مامن تک پہنچا دیا، یہ اس کے نجات پانے کا ایک بڑا ہی عجیب واقعہ ہے۔ بعد ازاں موحدین نے بجایہ اور قسنطینہ کے اپنے علاقے، بنی مرین کے قبضے سے واپس لے لئے اور ان کے قبیلوں کے جو لشکر وہاں گھرے ہوئے تھے، انہیں وہاں سے بھگا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یوں یوسف بن منصور نے ان کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 76 میں وہ عاشورہ کے روز فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کی حکومت کو اس کے بیٹے نے سنبھالا اور اس کے طریقے کے مطابق چلا۔ آج کل وہ اپنے باپ کی جگہ الزاب کا حکمران ہے اور اپنے باپ کے طریقے کے مطابق چل رہا ہے البتہ اس کے باپ کا خلق طبعی تھا، جبکہ اس کا تقلیدی ہے کیونکہ وہ ظریف اور ہوشیار بنتا ہے۔ ان کے اور لڑکے بھی ہیں جن میں سب سے بڑا ابو یحییٰ ہے۔ علاوہ ازیں محمد بن یملول کی بیٹی سے یحییٰ کی ایک بہن ہے جو آج کل مرتبے کے قابل ہے، اس وجہ سے بھی کہ اہل جرید پر مصیبت نازل ہوئی ہے۔ بعد ازاں یحییٰ بن یملول کی وجہ سے اس کے وطن پر نحوست نازل ہوئی اور وہ پھر سلطان سے خوف محسوس کرنے لگا لہذا اس نے عربوں کو مال دیئے اور اپنے ہاتھ کو حاکم تلمسان کی رسی کے پکڑنے کے لئے بڑھایا لیکن اس نے اسے قاصر پایا۔ وہ اس دوران اپنی حکومت میں ایک آدمی کو مقدم اور دوسرے کو موخر کرتا رہا پھر اس نے نور ہدایت کو اس کے دل کے قریب کیا اور اسے اس کے رشد کی سند دکھائی۔ اس نے اطاعت میں استقامت اور فریب سے انحراف کرنے میں جلدی کی لہذا سلطان ابو العباس نے پھر شیخ الموحدین ابو العباس بن ابی ہلال کو بھیجا جس نے اس کے لئے علانیہ دوستی کا اظہار کیا اس نے پھر اس کے ساتھ ایک وفد اپنے تحفوں اور استقامت کے ساتھ بھیجا اور سلطان نے اسے قبول کر لیا اور اسے دوبارہ مالا مال کر دیا۔

بنی یملول، بنی خلف اور بنی ابی المہنیج کے حالات کا بیان

علاقے کی وسعت، شہر کے متمدن ہونے اور اس علاقے کی بستیوں کی ام القریٰ میں ہونے کی وجہ سے ان رؤساء کا رہنماء ابن یملول تھا جس کا نام یحییٰ بن محمد بن احمد بن محمد بن یملول تھا۔ ان کے خیال میں ان کا نسب تنوخ کے ان عربوں سے ملتا ہے جو شروع میں یہاں آئے تھے، اس کے بیٹے فتح کے آغاز سے اس علاقے میں رہ رہے تھے پھر وہ یہاں جڑ پکڑ گئے تھے۔ ان کی اولاد نسب اور رشتے داری کے لحاظ سے پھیل گئی یہاں تک کہ وہ شوریٰ کے ان گھرانوں میں شامل ہو گئے جو بادشاہوں کے پاس جاتے تھے۔ وہ دار الخلافت سے آنے والے عمال کو ملتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ آل حماد کے زمانے میں قلعے میں اور آل عبدالمومن کے زمانے میں مراکش میں اور آل ابی حفص کے دور میں تونس میں سب لوگوں کے مصالح پر نظر رکھتے تھے جیسے بنی واطاس، بنی فرقان، بنی مارہ اور بنی عوض تھے۔ عبد اللہ شیبعی کے دور میں، ان میں ابن فرقان کو برتری حاصل تھی جس نے ابو یزید کے متعلق یہ پتہ چلتے ہی کہ وہ ابوالقاسم پر نگران بنا چاہتا ہے، اسے باہر نکال دیا۔ آل حماد کے دور میں یحییٰ بن واطاس کو برتری حاصل تھی جو آل زیری کی حکومت کے وقت قیروان کے ملوک سے اہل قسنطینہ کی اطاعت کو ان کی طرف لے آیا تھا۔ اس کے بعد ان کی حکومت میں انتشار پیدا ہو گیا پھر موحدین کی حکومت کے آغاز میں بنی مردان کو دوبارہ حکومت مل گئی۔ ان میں وہ شخص بھی تھا جو عبدالمومن سے ملا، جب اس نے اپنی اور توزر کے باشندگان کی اطاعت اس کی خدمت میں پیش کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور اسے انعام دیا، یوں حکومت موحدین کو حاصل ہو گئی لہذا انہوں نے وہاں سے سرداری اور خود مختاری کے آثار مٹا دیئے۔ احمد نے پھر اس عظمت کو اس علاقے میں مسلسل سرداری کی طرف لے جاتے پرورش پائی، یوں وہ پھر شہر کے سرداروں اور وطن کے اشراف کا دفاع کرتا رہا۔ اس دوران سلطان ابو حفص محمد فزازمی کے دور میں شیخ الموحدین اور فوج کے سالار کے پاس اس کی چغلی کی گئی تو اس نے اسے برطرف کر دیا۔ اس نے پھر اس سے اصرار کے ساتھ مال کا مطالبہ کیا جو اس نے بطور آزمائش اس سے مانگا تھا، یہ اس کی پہلی مصیبت تھی جس نے اس کے چقماق سے آگ نکالی اور پھر جس کے انکار سے آگ لگائی یوں وہ الحضرہ کی طرف چلا گیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ دار الخلافت میں ٹک جائے گا۔ اس نے پھر اسے ایک زمانے میں تک اسے اپنا وطن بنائے رکھا۔ وہ صبح سویرے وزراء اور خواص کے دروازوں پر جاتا اور معاونین اور خواص کے ہاتھ پاؤں چومتا یہاں تک کہ اسے سمندری کونسل کا عامل مقرر کر دیا گیا لہذا اس نے دار الحرب کے تاجروں سے عشر لینے کے لئے عمال کو کشتیوں میں بٹھایا اور پھر الحضرہ کے باقی عمال سے بھی مدد لی، یوں وہ خراج اور ٹیکس کی وصولی کا عامل بن گیا، مسلسل اس کا یہی حال رہا، یوں اس کا فائدہ بڑھ گیا اور وہ کافی امیر بن گیا۔ اس نے پھر مال کو کھینچا اور حسن سلوک اور تحفوں کے ساتھ چغل خوروں کی زبانوں کو بند کرنے کے لئے ذخیرے کو نکالا یہاں تک کہ مال نے اسے سرکش بنا دیا، بعد ازاں اس کے مقام کے خلاف خروج ہوا اور پھر اس کا معاملہ حاجب تک پہنچا تو اس نے سلطان ابو یحییٰ کے زمانے میں اس کی گرفتاری اور اس کے مال کی ضبطی کے احکام کر دیئے اس نے پھر اسے دوبارہ برطرف کر دیا اور پھر اس کے ہزاروں ذخائر میں سے سینکڑوں کو اصرار کے ساتھ طلب کیا گیا یوں وہ آزمائش میں پڑ گیا۔ اس نے خط پڑھتے ہی اپنا لباس فروخت کر دیا اور برہنہ ان لوگوں کی طرف گیا جو اس سے عمال کی خدمت کے وقت صبح سویرے ان کے دروازوں پر جانے کی وجہ سے ناک بھوں چڑھاتے تھے۔ اس دوران غربی سرحدوں اور ان کے امراء نے الحضرہ کو مشغول کر لیا پھر ان لوگوں سے حکومت کا سایہ کچھ سکڑ گیا، یوں رعایا بلا والجرید میں چلی گئی اور ان کی حکومت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد ہو گیا۔

اس کے بعد جب احمد اس شوریٰ کو ملا جس کے لئے وہ پانی کے حباب کی طرح اٹھتا تھا تو اس کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا، یوں اس کی کوشش کامیاب ہو گئی اور وہ توزر کا خود مختار سردار بن گیا لیکن اس کے بعد وفات پا گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا یحییٰ اس کے طریقے پر چلا جو مرتبے کا بڑا اصرار رکھتا تھا، خود مختاری

کا عاشق اور مصری گھرانوں کے ساتھ مزاحمت کرنے والا تھا۔ اس نے اپنی بقیہ عمر کمینوں اور بدکاروں کے ساتھ شراب نوشی کرنے اور اپنے ہمسروں پر غلبہ حاصل کرتے گزاری یہاں تک کچھ قتل ہو کر اور کچھ جلاوطن ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے۔ اس دوران اسے سلطان اور تقویٰ کے جذبے نے نہیں روکا یہاں تک کہ اس کے لئے فضا صاف ہو گئی اور حکومت مضبوط ہو گئی وہ پھر شہر اور ملک کے معاملات میں اپنے باپ سے بھی زیادہ خود مختار بن گیا۔ اس کی وفات اس کی خود مختاری کے پانچویں سال ہوئی۔ بعد ازاں اس کے بھائی محمد نے جو سرداری کے میدان میں اس کا ہمسرتھا، اس سے گیند لے لی لہذا وہ اسے انتہا تک لے گیا پھر حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے مشائخ کے آثار کو درست کیا اور صحرا کے امراء اور اولاد ابواللیل سے حسن سلوک کیا۔ اس نے پھر ان سے رشتہ کا تعلق پیدا کیا جیسے اس کے باپ احمد نے ان کے نانا ابواللیل کی بہن یا پھوپھی سے کیا تھا۔ یوں وہ حکومت میں دوبارہ اس کے معاون بن گئے، یوں اس کی شہرت پھیل گئی اور غلبہ بڑھ گیا۔ اس کی حکومت کا زمانہ بھی لمبا ہو گیا۔ اس دوران جرنیل محمد بن حکیم اس کے پاس آیا، اس نے پھر اس کے عذر پر درگزر کرتے ہوئے اس کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ اس نے اس کے خلوص کی آزمائش کر لی تھی۔ وہ پھر اسی حال پر قائم رہا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ حکومت کے قیام کے درپے ہو گیا تو اس کے چچا ابوزید بن احمد نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے باپ کی قبر پر قتل کر دیا مگر وہ اس کا وارث نہیں ہو سکا۔

اس کے بعد عوام اسی وقت اس کے خلاف بھڑک اٹھے کیونکہ وہ خونریزی کرنے، عزتوں کو لوٹنے اور اموال کو غصب کرنے پر مصر تھا یہاں تک کہ اسے کبھی جنون اور کبھی کفر کی طرف بھی منسوب کیا جاتا تھا۔ یوں ان کا معاملہ خراب ہو گیا اور ان کے دلوں پر اکتاہٹ طاری ہو گئی۔ اس کا بھائی ابوبکر الحضرة میں قید تھا لہذا اہل توزر نے خفیہ طور پر اس سے خط و کتابت کی پھر سلطان نے اسے اطاعت کرنے اور پورا خراج ادا کرنے کا عہد لے کر اپنے قید خانے سے رہا کر دیا، یوں وہ اپنی جماعت کے عربوں کے پاس گیا اور پھر نفرادہ اور ان کے قرب و جوار کی بستیوں سے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے پھر الحضرة پر شیخون مارا اور اس میں گھس گیا۔ سب لوگوں نے اس کے بھائی یملول کو گرفتار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر اسے اپنے گھر میں قید کر دیا اور اس کے خون سے برأت کا اظہار کیا۔ قید کے تیسرے روز وہ اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ جب جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہوئی تو قفصہ میں یحییٰ بن محمد بن علی عبدالجلیل بن العابدین خود مختار حکمران بن گیا۔ ان کے خیال میں ان کا نسب بلبی میں ہے نیز شرید کے ساتھ ان کا عہد ہے جو سلیم کے بطون میں سے ہے تاہم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ قفصہ میں سب سے پہلے ان کی آمد کب ہوئی یہاں تک کہ وہ اس کے لوگوں میں شامل ہو گئے۔ وہاں پر امیر ابوزکریا اعلیٰ کے زمانے میں بنی ابی حفص کا ایک گھرانہ تھا جسے وہ جرید کے خراجی اموال پر عامل مقرر کیا کرتا تھا پھر جس کے متعلق اس کے پاس شکایت ہوئی کہ وہ ان اموال میں سے کچھ مال کھا جاتا ہے تو اس نے اسے ہٹا دیا اور اس سے ہزاروں کے مال کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔ اس نے پھر اسے ادا کیا اور ان کی ریاست ان خاندانوں میں تقسیم رہی۔ اس دوران جب شہر میں عصبيت پیدا ہو گئی تو جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہو گئی جن میں بنو العابد، دوسروں سے زیادہ عصبيت والے تھے۔ ان کا سردار یحییٰ بن علی، پھر جرید میں خود مختار حکمران بن بیٹھا لہذا جب سلطان زناتہ کے کاموں سے فارغ ہوا اور سلطان ابوالحسن نے تلمسان کے خلاف خیمے لگائے تو اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے ملک اور اپنی سرحدوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور اس نے قفصہ سے لڑائی کا آغاز کیا۔ اس نے پھر سنہ 35 میں موحدین اور عرب معاونوں کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور تقریباً ایک ماہ تک اس کا محاصرہ جاری رکھا۔ اس دوران اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور محاصرے سے ان کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ وہ پھر اطاعت کے بارے میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے سلطان کے پاس اطاعت کے لئے گئے۔ اس دوران بنی العابد کے بہت سے لوگ بھاگ کر قابس میں ابن کئی کی پناہ میں چلے گئے اور پھر اہل شہر نے سلطان کی حکومت تسلیم کر لی۔ اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان سے نہایت احسن طریقے سے درگزر کیا۔ اور ان کے ساتھ انصاف کیا۔ اس نے پھر ضرورت مندوں کی امیدوں کو پورا کیا اور اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو ولی عہد بنا کر اور ان پر حکمران مقرر کر کے واپس الحضرة آ گیا اور اسے بلاد جرید کا امیر مقرر کر دیا۔ وہ پھر روضہ کے سردار یحییٰ بن علی کو الحضرة لے آیا اور اپنی وفات تک جو سنہ 44 میں ہوئی، وہ وہیں رہا۔ امیر ابوالعباس پھر الجرید کا خود مختار حکمران بن گیا اور نطفہ پر قابض ہو گیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بنی خلف جو مدافع ابوبکر، عبداللہ اور محمد اور اس کا بیٹا احمد بن محمد چار بھائی ہیں اور ان کا بھتیجا، مدافع کے بنو خلف ہیں۔ ان کا نسب دراصل عسان

سے جا ملتا ہے جو ان ابتدائی عربوں میں سے ہیں جن کا دادا انفرادہ کی ایک بستی سے نطفہ میں آیا تھا اور پھر وہیں رہنے لگا تھا، وہاں اس کے بیٹوں کا ایک گھرانہ تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں یہ چاروں بھائی شوریٰ کے زمانے میں خود مختار بن گئے تھے۔ جب سلطان ابو بکر نے جرید پر قبضہ کیا اور اپنے بیٹے ابو العباس کو قفصہ میں اتارا تو اس نے اسے دیگر شہروں کا بھی امیر مقرر کیا اور ان کی اطاعت کروائی۔ لہذا یہ اطاعت سے رکے رہے تو اس نے اپنے وزیر ابو القاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، ان کی طرف بھیجا اور اسے الحضرۃ سے فوج تیار کر کے دی، اس نے پھر قفصہ کے ساتھ لڑائی کی، اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے، یوں اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے بزور غالب آنے والے بنی مدافع کو چھوڑ دیا لہذا اس نے انہیں قتل کر دیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بنا کر کھجور کے تنوں پر انہیں صلیب دے دی۔ اس نے پھر ان کے چھوٹے علی کو تلوار سے بچا دیا کیونکہ اس نے اس کے متعلق ابو القاسم بن عتو سے وعدہ کیا تھا کیونکہ وہ لڑائی سے پہلے ہی اس کے پاس آ گیا تھا، یوں یہ بات اسے موت سے بچانے کا باعث بن گئی۔ اس کے بعد امیر ابو العباس نطفہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ بعد ازاں ابو بکر بن یملول نے اس کی اطاعت میں کمزوری دکھائی تو سلطان ابو بکر نے سنہ 45 میں تونس سے اس پر حملہ کیا اور فتح حاصل کی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ بعد ازاں ابو بکر بن یملول بسکرہ چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ اس نے توزر پر حملہ کیا تو یوسف بن مزنی نے اس کا عہد توڑ دیا اور ابن یملول کی وادی کے قلعوں میں منتقل ہو گیا جو توزر کے قریب تھے۔ وہ پھر سنہ 46 میں فوت ہو گیا جس کے بعد سلطان اور اس کا بیٹا ابو العباس بھی جو جرید کے مضافات کا حاکم تھا، سنہ 47 میں فوت ہو گئے۔

اس دوران احمد بن عمر بن العابد، قفصہ سے ابن مکی کی پناہ میں واپس آ گیا اور اپنے عم زاد یحییٰ بن علی کی جگہ اس کے شہر پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد علی بن خلف نطفہ کی طرف لوٹ آیا اور وہاں جلد ہی خود مختار حکمران بن گیا یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول پھر اپنی جائے غربت بسکرہ سے جہاں وہ بچپن کے دور میں اپنے چچا ابو بکر کے ساتھ گیا تھا، توزر کی سمت واپس آ گیا۔ اس کے بعد جب جرید امارت سے خالی ہو گیا تو یحییٰ اپنے گھر سے یوسف بن منصور بن مزنی کی پناہ میں چلا گیا۔ اس نے پھر اولاد مہلہل سے حسن سلوک کیا اور انہیں حصے دار بنانے اور ان کے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے بعد، اسے ان کے ساتھ چھوڑ کر دیا، یوں انہوں نے اسے اس کی امارت گاہ توزر میں پہنچا دیا اور اس کے مددگاروں اور اس کے باپ کے دوستوں نے اسے حکمران مقرر کر دیا۔ اس طرح الجرید کی تمام حکومت پہلے کی طرح اس کے پاس واپس آ گئی۔ اس کے بعد جب سلطان ابو الحسن افریقہ سے واپس آیا تو یہ اس کے پاس گئے اور اسے دہران کے مقام پر ملے، وہ انہیں بڑے تپاک سے ملا اور پھر ہر کوئی اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں الجزیرہ کی آزمائش کے بعد اس نے اس کی ریاست سنجال لی، اسے خوب جاگیریں دیں اور چیک اور اقرار نامے جاری کئے، یوں یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول جب کہ وہ جوان بچہ تھا، توزر کی طرف، علی بن خلف نطفہ کی طرف اور احمد بن العابد قفصہ کی طرف چلے آئے۔ ان میں سے ہر ایک پھر اپنے اپنے شہر کے عامل اور محافظ بن گئے۔ اس نے پھر جرید کے سارے علاقے پر مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ ہرناتی کو جو طبقہ وزراء میں سے تھا، عامل مقرر کیا اور ان سب رؤسا کو اپنے اپنے پڑوس کے ساتھ اچھائی کرنے کی وصیت کی یہاں تک کہ سنہ 49 میں قیروان میں سلطان پر مصیبت آن پڑی۔ بعد ازاں جرید کا عامل مسعود بن ابراہیم کوچ کر کے اپنے عمال اور محافظ ساتھیوں کے ہمراہ مقرب میں چلا گیا۔ جب کرفہ کے اعراب کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے الزاب کے علاقے سے درے سفر کے دوران اس پر چڑھائی کر دی اور اس کے اور اس کے محافظوں کے ساتھ لڑائی کی۔ انہوں نے ان کے خیموں، ذخیروں اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا اور یہ رؤسا پھر اپنے اپنے شہروں میں خود مختار ہو گئے اور بیمار بن کر واپس آ گئے۔ وہ پھر اپنے منابر پر الحضرۃ کے حکمران کے لئے دعا کا اعلان کرنے لگے اور اسی روش پر مسلسل قائم رہے۔ اس دوران یحییٰ بن محمد بن یملول ملوک کے ساتھ جانوروں کے سدھانے، ہتھیاروں کے بنانے، نماز کے لئے مسجد تیار کرنے، تختوں پر بیٹھنے اور اور داستان سرائی کے لئے مقابلہ کرنے لگا۔ اس طرح بے حیائی اور لذات کے حصول کا میدان نہایت وسیع ہو گیا۔ وہ سیاست اور سلطنت کا اکٹھ گردش جام، چنبیلی کے بستر، لوگوں سے پوشیدگی اور ند یملول اور ہمنشینوں پر فدائی کرنے والوں میں سے ہے اس کے ساتھ اس نے اپنی رعایا پر بھی ظلم و ستم کا دروازہ کھول دیا، اس نے ان میں سے مشاہیر کے ایک گھر پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔ یوں اس کی حکومت کا زماہ ان کاموں کو کرتے لمبا ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابو العباس افریقہ پر قابض ہو گیا جس کی حکومت کے حالات ہم بیان کریں گے۔ اس دوران اس کے اجنبی پڑوسی علی بن خلف نے خود مختار حکمران

بننے ہی سنہ 64 میں حج کیا اور پھر نیکی، رضا اور انصاف کے راستوں کو اختیار کیا۔ وہ پھر سنہ 65 میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران بنا، وہ بھی اس کے طریقوں پر چلا اور ایک سال حکمرانی کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بھائی عبداللہ بن علی نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا لہذا اس نے اپنی سیاست کی آگ جلائی اور اپنی دانائی دکھائی۔ اس نے پھر لوگوں کے لئے اپنی دھار کو تیز کیا تو انہوں نے اس کی سیرت پر برا منایا اور اس کی گردن پر چڑھ گئے۔ اس کے بعد قاضی محمد بن خلف اللہ نے جو شرف اور ملک کی سرداری میں ان کا ہمسر تھا، الحضرہ کے حکمران پر اس عہد کی وجہ سے غلبہ پالیا جو اسے قدیم سے حاصل تھا۔ اس نے اسے پھر الحضرہ میں قضا کے کام پر لگا دیا اور اسے اپنے ہاں مرتبہ اور صحبت میں ترجیح دی، یوں اس نے اس عبداللہ کے متعلق خلیفہ کے پاس چغلی کی اور اسے اس کی ہلاکت کی خفیہ جگہوں کے متعلق بتایا اور ساتھ ساتھ اسے اس کے ملک کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ اس نے پھر پیشوائی میں سلطان کی فوجوں کو اس کی طرف لانے کے متعلق بتایا۔ جب وہ شہر کے باہر اترتا تو اس کا رئیس عبداللہ بہت زیادہ طاقتور، زیادہ فوج والا اور اپنے عزائم کو بہت تیزی کے ساتھ کرنے والا تھا۔ اس کے بھائی خلف بن علی بن خلف نے پھر اسے چھوڑ کر مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ دوستی کی اور انہیں اس کے خلاف بھڑکایا جبکہ قاضی کو بھی اس پر شیخوں مارنے میں شامل کیا۔ وہ اپنی گھات لگائے بیٹھا تھا یہاں تک کہ بیعت ہوئی، اس دوران ایک کم عقل نے خفیہ طور پر اس کے بھائی عبداللہ کے قتل کے متعلق اسے بتا دیا۔ اس نے پھر قاضی اور فوج کے متعلق ساز باز کی اور ان کے لئے رکاوٹ بن گیا۔ یوں اس نے ان کے ورے پناہ لے لی اور اپنے شہر کی ریاست میں خود مختار حکمران ہو گیا اور پھر سیرت میں ابن یملول کا مقابلہ کرنے لگا اور ساتھ ساتھ اس کے بہت سے کاموں میں بھی اس کا مقابلہ کرنے لگا۔ اسے ایسی تعریف حاصل ہوئی جو اپنی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ یہ یاد رہے کہ احمد بن عمر بن العابد جب سے اپنے شہر قفصہ میں خود مختار بنا تھا، وہ گنماہی کے راستے پر چل رہا تھا اور تکبر سے دور تھا۔ وہ لباس، سواری اور عدل و انصاف میں اہل خیر کے مذہب کو اپنائے ہوئے تھا اور کمی کی طرف مائل تھا۔ جب وہ بڑی عمر کا ہوا تو اس کے بیٹے محمد نے اپنے آپ کو اس پر ترجیح دے لی اور اکثر حالات میں اپنے باپ سے بھی بڑھ گیا، وہ سرمایہ دار رو سے مقابلہ کرنے لگا۔ اسی دوران میں جبکہ ان رؤسا نے سلطان کے مقابلے میں خود مختاری حاصل کر لی تھی، انہوں نے بادشاہوں کے اخلاق اپنائے، وہ رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگے اور انہوں نے ان پر نئے نئے ٹیکس لگائے۔ اکثر اوقات سلطان ابوالعباس نے الحضرہ میں اپنے عزائم کے تیر کو موڑتے ہوئے انہیں خاص طور پر بتایا کہ وہ مخصوص طور پر اس کی دعوت دیں جس پر انہوں نے غمزدہ ہو کر سر جھکا لئے اور اس سے خوف محسوس کرنے لگے۔ وہ پھر باہم اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا مشورہ کرنے لگے حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے الحضرہ کی طرف جانے کی ترغیب دیا کرتے اور دور ہونے کے باوجود اس کی طرف پیغام بھیجتے تھے کہ وہ الحضرہ کے والی کے خلاف اس کے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد جب سلطان ابوالعباس دعوت میں اپنے آپ کو ترجیح دینے لگا تو انہیں اپنے سلسلے میں شک پڑ گیا، انہوں نے پھر سلطان کے مخالف اعراب کو جو کعب میں سے تھے۔ اس توقع پر اموال دیئے کہ وہ ان کی مدافعت کریں گے لہذا ابواللیل کی اولاد ان کی مدافعت کے لئے تیار ہو گئی کیونکہ ان کے درمیان بڑی نفرت پائی جاتی تھی۔ اس کے بعد سلطان نے ان پر چڑھائی کر دی اور افریقہ کے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جن کا خراج انہیں ملتا تھا۔ یوں اس نے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا پھر دوسری بار اس نے بلاد جرید پر چڑھائی کی تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ سلطان نے پھر اپنی فوجوں اور عرب ساتھیوں کو جو اولاد مہلہل سے تھے، قفصہ کے مقابلے میں بٹھادیا لہذا اس نے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس کا مقابلہ کیا، دوسری بار اس نے ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ کر ان پر زیادتی کی گویا وہ ان کی آنتوں کو کاٹ رہا ہے۔ انہوں نے پھر اپنے رہنماء سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ جلدی سے سلطان کے پاس آیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد اس نے اسے اور ان کے بیٹے کو ذوالقعدہ سنہ 80 میں گرفتار کر لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا یوں وہ ابن العابد کے دیار پر ہر چیز سمیت قابض ہو گیا۔ اس کے غلبے کو اس کی ولایت کی مدت کی طوالت کی وجہ سے لکھا نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے بہر حال اموال کو بہت اکٹھا کیا۔ سلطان نے بعد ازاں قفصہ پر اپنے بیٹے ابو بکر کو امیر مقرر کیا اور خود توزر کی طرف چلا گیا۔ وہ پھر مرداس کے قبائل کے ہاں اتر اور ان میں مال کو تقسیم کیا، یوں وہ اس کے ساتھ الزاب کی طرف گئے اور وہ پھر بسکرہ چلا گیا جو اس کی مصیبتوں کا ٹھکانہ اور اس کے ٹھہرنے کی آخری جگہ تھی۔ وہ وہاں احمد بن یوسف بن مزنی کے پاس اتر اور اس توقع پر وہاں قیام کیا کہ سلطان اس سے اس کا مطالبہ کرے گا اور یوں ابن مزنی اسے اموال کے خسارہ سے بچائے گا لیکن وہ اسی سال میں ان کے پاس سے

جانے کے بعد فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر سلطان کو پیغام بھیجا لہذا وہ اسے راستے میں ملا، وہ پھر شہر کی طرف آ گیا اور یملول کے محلات میں اترا اور اس کے ذخیرے پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں اہل شہر کے پاس اس کی جو امانتیں خالص ذخیرے سے تھیں، انہوں نے وہ سلطان کو دے دیں۔ اس نے پھر اپنے بیٹے المنصر کو توزر کا حکمران مقرر کیا اور پھر خلف بن خلف کو نفظہ سے بلایا کیونکہ وہ اطاعت کرنے میں اس کے اصحاب کی مخالفت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی، یوں جب ان کا محاصرہ ہو گیا تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے پھر سلطان کی اطاعت اختیار کرنے میں تیزی دکھائی اور وہ اطاعت کے ساتھ اس کے پاس حاضر ہوا۔ آخر کار سلطان نے اس کے ظاہری اطاعت کرنے کو قبول کر لیا اور اس کے سدھرنے کی امید پر اسے دوسری جگہ دے دی، اس نے پھر اسے اپنے بیٹے المنصر کی حجابت سے ہٹا دیا، اسے اس کے ساتھ توزر میں اتارا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے نفظہ شہر پر اپنا جانشین بنائے۔ یوں اس نے اسے نفظہ کا حاکم مقرر کر دیا اور الحضرة کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران جب ابن خلف نے اپنے معاملے میں دلیری کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ ہلاکت کے بھنور میں پھنس گیا ہے لہذا اس نے توزر سے ابن یملول سے خط و کتابت کی۔ لیکن سلطان کے ساتھیوں کو اس کے اس خط کے متعلق اطلاع مل گئی جو اس نے ریح کے شیخ یعقوب بن علی کو لکھا تھا جس میں کہ ابن یملول کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی تھی لہذا انہوں نے اسے گرفتار کرنے میں تیزی دکھائی اور نفظہ پر اس کی طرف سے حکمران مقرر کر دیا انہوں نے پھر سلطان سے بدلہ لینے کو کہا اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگا کہ قفصہ کا واقعہ پیش آ گیا لہذا امیر المنصر نے اس کے قتل میں تیزی کی۔ قفصہ کا واقعہ یہ بھی ہے کہ ابن ابی زید وہاں کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ اور اس کا بھائی بنی العابد کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے فتح سے قبل ہی سلطان کے پاس جاتے تھے اور وہ محمد اور احمد بن عبدالعزیز اور ابن عبداللہ بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن ابی زید تھے۔ پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ امیر ابو زکریا اعلیٰ کے دور میں ان کے سلف کو جرید کے خراج کو اکٹھا کرنے پر مقرر کیا گیا تھا۔

یوں جب سلطان نے ملک پر قبضہ کیا تو اس نے اپنی قوم کے ساتھ مدد کرنے اور اطاعت کرنے کی وجہ سے ان دونوں کا لحاظ کیا۔ اس نے پھر قفصہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ ان دونوں کے لئے حکم دیا کہ وہ قفصہ میں رہیں۔ اس وقت اس کا بڑا سردار اس کے حاجب عبداللہ کا مددگار تھا جو ترک غلاموں میں سے تھا اور علاوہ ازیں سلطان کی اطاعت میں شہر کے امور کا منتظم تھا پھر شیطان نے اس کے دل میں خود مختاری کی بات بٹھادی اور اس کام کے لئے وقت مقرر کرنے لگا۔ اس دوران میں امیر ابو بکر توزر میں اپنے بھائی کی ملاقات کو گیا تو اس نے اس سے پیچھے رہنے کی تدبیر کی اور کمینے لوگوں کو جمع کر لیا۔ وہ پھر انہیں قصبے کی طرف لے آیا اور عبداللہ ترکی پر حملہ کرنے کے لئے بستوں میں داد خواہ بھیجا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ دن کے کچھ حصے میں لڑائی کی یہاں تک کہ اسے مدد پہنچ گئی، یوں جب وہ مدد سے مضبوط ہو گیا تو انہیں حیرت نے آیا اور شہر اس کے ارد گرد سے رنو چکر ہو کر شہر کے مکانوں میں روپوش ہو گئے۔ جلد ہی جن لوگوں کو انہوں نے خروج میں شامل کیا تھا، ان میں سے بہت سے لوگ گرفتار ہو گئے۔ جب امیر ابو بکر کو توزر میں یہ اطلاع پہنچی تو وہ جلدی سے اپنی جگہ پر آیا لیکن اس کے دل کو سکون تھا۔ اس نے پھر جن لوگوں کو اس کے حاجب نے گرفتار کیا تھا، ان سب کو قتل کر دیا اور لوگوں میں ابن ابی زید سے برأت کا اعلان کر دیا، جس کے بعد لوگوں نے بھی اس سے برأت کا اظہار کیا۔ اس دوران پہریداروں کو اطلاع ملی کہ وہ اور اس کا بھائی دونوں عورتوں کے کپڑوں میں شہر کے دروازے سے باہر جا رہے ہیں تو وہ انہیں پکڑ کر اس کے پاس لے آئے۔ اس نے پھر انہیں مشلہ کرنے کے بعد قتل کر دیا، یوں سلطان جرید میں خود مختار حاکم بن گیا اور وہاں سے بدی کے آثار مٹ گئے۔

اس وقت الحامہ کا شہر قسطیلہ کی عملداری میں شامل تھا اور حامہ قابس کے نام سے معروف تھا۔ حامہ عظمیٰ کی نسبت اس کے باشندوں کی طرف تھی جو بربری تھے، کہتے ہیں کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے اس شہر کی حد بندی کی تھی۔ اب تک اس میں توجرا اور بنی ورتا جن کے تین قبیلے پائے جاتے ہیں جو کہ عصیت کے لحاظ سے دو گروہ ہیں یعنی اولاد یوسف اور اولاد حجاب۔ اولاد یوسف کی امارت اولاد ابو منیع میں ہے جبکہ اولاد حجاب کی امارت اولاد وشاح میں ہے لیکن مجھے یہ پتہ نہیں کہ ان کے دو گروہ کیوں بنے ہیں۔ ابو منیع کے قوم میں سردار ہونے کے متعلق یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان کے دادا رجا بن یوسف کے تین فرزند تھے: بوشاک، ابو محمد اور ملالہ۔ اس کے بعد اس کی امارت اس کے بیٹے بوشاک پھر اس کے بعد ابو منیع پھر اس کے بیٹے محمد بن حسن پھر اس کے بعد بھائی موسیٰ بن حسن پھر ان دونوں کے بھائی ابو عنان کے پاس تھی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔ اولاد حجاب کی امارت ابتداء میں محمد بن احمد بن وشاح کے پاس تھی جبکہ اس سے پہلے اس کا ماموں قاضی محمد بن کلومی حکمران

تھا۔ الحضرة سے باری باری ان کے پاس عمال آتے تھے یہاں تک کہ سلطان نے ان کے تمام ٹیکس اور خراج ساقط کر دیئے۔ یہ یاد رہے کہ سلطان ابوبکر کی حکومت کے آغاز میں ان کا سردار ابو منیع کی اولاد میں سے موسیٰ بن حسن تھا جبکہ سلطان کا بیٹا المدیونی ان کا حکمران تھا۔ اسے ایک روز ان کے متعلق شک گزرا تو انہوں نے خروج کرنا چاہا لہذا سلطان کے پاس اس بارے میں خفیہ رپورٹ ہوئی تو اس نے خود آ کر لڑائی کی تو یہ بھاگ گئے۔ پھر یوسف کی اولاد میں سے سات آدمی پکڑے گئے۔ جنہیں قتل کر دیا گیا، اس کے بعد امیر واپس آ گیا اور موسیٰ بن حسن کو حکمران بنایا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بھائی ابو عنان حاکم بنا جس کی ولایت کا دور دیر تک قائم رہا، وہ بہت اچھا اور شریف آدمی تھا۔ اس کی وفات سنہ 42 میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کا دوسرا فرزند ابوزیان حکمران بنا پھر ان دونوں کے بعد ان کا عم زاد مولانا محمد بن محمد والی بنا۔ بعد ازاں وہ اہل جرید کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، وہ پھر فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کے عم زادوں میں سے حسان بن ہجرس والی بنا۔ اس کے بعد اولاد حجاج میں سے محمد بن احمد بن وشاح نے اس پر چڑھائی کر کے اسے معزول کر دیا۔ اس نے پھر سنہ 78 تک حکمرانی کی لہذا الحامہ میں اس پر حملہ کیا گیا اور انہوں نے عمر بن کلبی العاص کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں حسان بن ہجرس کو ان کا حکمران مقرر کیا گیا پھر یوسف نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا، یہ یوسف بن عبدالملک بن حجاج بن یوسف بن وشاح تھا جو عامل بجایہ کو بلاتا اور المصدوقیہ اور غلبے اور قبضے کے متعلق دھوکہ دیتا تھا۔ اس نے پھر اسے سب طرف سے گھیر لیا۔ مجھے ان کے بعض نسیوں نے بتایا ہے کہ الحامہ کے باشندوں کے مشائخ بنی بوشاک اور پھر بنی تامل میں ہیں جو بوشاک میں سے اور حامل ان کا سردار تھا۔ جبکہ وشاح، تامل کے لڑکوں میں سے ہے اور ان کے دو گروہ ہیں یعنی بنو حسن اور بنو یوسف اور حسان بن ہجرس اور مولانا ہم اور عمر ابوعلان، یہ سب کے سب بنو حسن میں سے ہیں جبکہ محمد بن احمد بن وشاح بنی یوسف میں سے ہے، یہ بات پہلی بات کے خلاف ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہی ان کے بارے میں صحیح بات کو جانتا ہے۔ وہ نفرادہ اور قسطلیہ کے نواح میں اس دور میں توزر کی طرف منسوب ہوتے تھے اور یہ بہت سی بستیاں ہیں۔ ان کے اور توزر کے مابین قبیلے کی طرف خطرناک مگر چھ پائے جاتے ہیں جو حد درجہ ظالم ہیں، ان کے لئے لکڑی کے نشانات لگائے گئے ہیں جن کے ذریعہ مسافروں کو راستہ معلوم ہوتا ہے۔ بسا اوقات وہ بھول جاتا ہے تو مگر چھ اسے نکل جاتے ہیں۔ ان بستیوں میں ایک قوم رہتی ہے جو کہ بربری نفرادہ کا بقایا ہے اور جو اپنے جمہور کے خاتمے کے بعد وہاں باقی رہ گئے تھے۔ اس کے بعد وہ عرب، بربریوں کے دیگر بطون کے ساتھ مل جل گئے اور ان کے ساتھ فرنجی معاہدہ بھی تھے جو سردانیہ کی طرف منسوب ہوتے تھے اور جنہوں نے امان اور جزیرہ پر وہاں رہائش اختیار کی تھی۔ آج بھی وہاں ان کی اولاد موجود ہے۔ ان کے پاس پھر شریک کے اعراب اور بنی سلیم کے زعب آئے، یہ سب لڑائی سے معذور تھے لہذا انہوں نے وہاں جنگلات اور پانیوں پر قبضہ کر لیا اور نفرادہ بکثرت ہو گئے۔ وہی اس زمانے میں وہاں کے عام باشندے ہیں۔ ان نفرادہ کے صدر دفتر میں کوئی سرداری نہیں کیونکہ یہ لوگ عموماً توزر کے نواح میں واپس چلے جاتے ہیں۔ ان کی سرداری کا یہ حال ان کے ان متقدمین کا ہے جو حفصی حکومت میں بلاد جرید میں رہتے تھے، ہم نے ان کے حالات کو اس حکومت میں بیان کیا ہے کیونکہ وہ اس سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے والیوں اور مولیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

بنی مکی کی روداد

یہ قابس افریقہ کی سرحدوں اور اس کی عملداریوں میں شامل تھا۔ اس کے حکمران اغالبہ اور عبیدیوں کے دور میں قیروان سے آتے تھے جبکہ فتح کے زمانے سے منہاجہ حکمران ہوتے تھے۔ جب ہلالی افریقہ میں آئے اور اس کے حالات خراب ہوئے تو منہاجہ الطوائف کی حکومت جو قابس میں تھی، تقسیم ہو گئی۔ اس کے بعد منہاجہ المعز بن محمد منہاجی سے یونس بن یحییٰ صنبری نے جو مرداس رباح سے تھا، امارت لے کر اپنے بھائی ابراہیم کو دے دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا پھر اس کا بھائی قاضی بن ابراہیم حکمران بنا پھر اہل قابس نے اس سے لڑائی کی تو انہوں نے اسے تمیم بن المعز بن بادیس کے زمانے میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے عمر بن المعز بن بادیس کی بیعت کر لی جو اپنے بھائی کا مخالف تھا، یہ سنہ 489 کا واقعہ ہے۔ بعد ازاں اس کے بھائی تمیم نے قابس پر قبضہ کر لیا جو کہ عربوں سے محبت کرتا تھا۔ قابس اور اس کے نواح اس وقت زغبہ کے حصے میں تھے جو ہلالی عربوں میں سے تھے پھر وہاں ان پر رباح نے غلبہ پالیا۔ بعد ازاں بنی دھمان میں سے دکن بن کامل بن جامع اور اس کا بھائی مارغ وہاں آیا اور یہ

دونوں معاہدے میں سے تھے جو ریاح کا ایک لٹن ہے لہذا اس نے وہاں پر اپنی قوم بنی جامع کے لئے ایک حکومت بنائی اور اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا یہاں تک کہ موحدین نے افریقہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے قابس کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں تو مدافع بن رشید وہاں بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے اسے اپنی حکومت میں شامل کر لیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں بنی جامع کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور قابس اور اس کے علاقے موحدین کے لئے ہو گئے۔ افریقہ کے حکمران جو سرداروں میں سے ہوتے تھے، اس پر موحدین کو والی بناتے تھے یہاں تک کہ بنی غالب اور قریش، طرابلس اور قابس اور اس کے نواحی علاقوں پر غالب آ گئے، ہم نے ان کے حالات میں اس بات کا ذکر کیا۔ بعد ازاں موحدین نے یحییٰ بن غانیہ کو اس پر غالب کر دیا اور انہوں نے اپنے عمال کو وہاں اتارا۔ جب شیخ ابی محمد عبدالواحد کی موت کے بعد بنو ابی حفص سے دوسری مرتبہ افریقہ کی طرف بلایا اور عاقل نے افریقہ پر اپنے فرزند ابو محمد عبداللہ کو حکمران مقرر کیا تو اس کے ہمراہ قابس پر امیر ابو زکریا کے لئے اپنے بھائی کو مقرر کیا، یوں وہ وہاں کا حکمران بن گیا پھر اس نے خود مختار بن کر، اپنے بھائی کو ہٹا کر اور بنی عبدالمومن کی اطاعت کر کے جو کچھ کہا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ اس دور میں قابس کی رشتہ داری اس کے ایک گھرانے میں تھی اور وہ بنو مسلم کا گھرانہ تھا، مجھے یاد نہیں کہ ان کا نسب کس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بہر حال بنو مکی کا نسب، لواتہ میں ہے اور وہ مکی بن قرح بن زیاد کے اللہ بن ابی الحسن بن محمد بن زیاد اللہ بن الحسین اللواتی ہے۔ یہ بنو مکی امیر ابو زکریا کے اچھے دوست تھے، جب اس نے خود مختار بننے کا عزم کیا تو ابو القاسم عثمان بن ابی القاسم بن مکی آیا اور لوگوں سے اس کی بیعت لینے کا متولی بن گیا، اس نے اس وجہ سے اور اس کی قوم کو مولیٰ الی زکریا کے ہاں ایک مقام حاصل تھا، اس نے پھر اس بات کی وجہ سے ان کے مراتب کو بلند کیا اور ان کا لحاظ رکھا۔ بعد ازاں بنو سلیم نے شہر کی سرداری میں، کینہ رکھنے کے باعث اپنے ہمسروں کو ابن غانیہ کی طرف بھیج دیا لہذا اس نے اپنے مال سے ان کے کینوں کو ختم کر دیا اور وہ پھر اپنے شہر کی شوریٰ میں آزاد ہو گئے۔ بعد ازاں وہ مولیٰ ابو زکریا اول اور اس کے بیٹے المختصر کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہے پھر وہ واقعہ ہوا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں، وہ یہ کہ واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے ہاتھوں قتل ہو گئے اور یہ کام داعی بن ابی عمارہ کے حکم سے ہوا جس نے کسی طرح اپنے غلام نصیر کی تدبیر سے فضل بن مخلوع کے ذریعہ لوگوں پر یہ بات مشتبہ کر دی، اس نے پھر تدبیر سے ان کے قاتل سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کیا تو اس کی تدبیر مکمل ہو گئی، وہ یوں کہ جب نصیر نے اپنی حقیقت کو واضح کیا تو عرب اس کی بیعت کو چل پڑے، اس نے پھر سب سے پہلے قابس کے اس زمانے کے رئیس کو مخاطب کیا جو بنی مکی میں سے تھا اور جس کا نام عبدالملک بن عثمان بن مکی تھا۔ اس نے اس کی اطاعت کرنے میں تیزی دکھائی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت پر آمادہ کیا، اس بات کی وجہ سے اسے حکومت میں بڑا سوخ حاصل ہو گیا۔ جب داعی بن ابی عمارہ نے سنہ 81 میں تخت خلافت پر ایک جسم کو ڈال دیا تو اس نے الحضرة میں خراج جمع کرنے کا کام سے سپرد کیا اور بیت المال سے اسے بہت سے عطیات دیئے۔ اس نے پھر اس کے روزینہ میں اضافہ کر دیا اور محل سے اس کے پاس لوٹیاں ہدیہ بھیجنے کے بعد اسے الحضرة میں حکمرانی کرنے، معزول کرنے، ٹیکس عائد کرنے اور حساب کے کام میں خود مختار بنا دیا۔ جب داعی مر گیا اور خلافت کے قدم جم گئے جیسا کہ سنہ 83 کے حالات میں ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔ بعد ازاں عبدالحق بن مکی حکومت کی ہوا اکھڑنے کے بعد اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا۔ یوں وہ پھر اس کی اطاعت میں کمزوری دکھانے لگا۔ اس نے پھر اہل حکومت کو خلیفہ کے واسطے دعا کرنے کے لئے اپنے منابر پر بھیجا پھر سنہ 93 میں اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی۔ اس نے پھر اپنی اطاعت حاکم سرحدات مولیٰ ابو زکریا اوسط کو بھیجی جس کا بیٹا احمد، جو ولی عہد تھا سنہ 97 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد وہ خود بھی ساتویں صدی کے شروع میں فوت ہو گیا، یوں پھر اس کا پوتا اس کی اولاد میں سے حکومت کے لئے پیچھے رہ گیا۔ اس کے عمزاد یوسف بن حسن نے اس کی کفالت کی پھر اس نے خود مختار بن کر اپنی حکومت سنبھالی یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گیا اور اسے احمد بن لیدان کی کفالت میں پیچھے چھوڑ گیا جو اہل قابس، اصہبان اور بنی مکی کے خاندانوں میں سے تھا۔ یوسف کے مرنے سے ان کا کام مکمل ہو گیا لہذا سلطان نے اب لیمانی کو الحضرة کی طرف بھیجا، انہوں نے وہاں کئی دن تک قیام کیا، اس نے پھر اپنی تونس سے علیحدگی اور قابس کی جانب روانگی کے دور میں انہیں ان کے شہر میں واپس بھیج دیا۔ اس دوران میں مکی فوت ہو گیا، وہ اپنے پیچھے دونوں جوان بچے عبدالملک اور احمد چھوڑ گیا لہذا انہوں نے ان کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو کر ادھیڑ عمر کے ہو گئے۔ ان دونوں کو حکومت اور علاقے کے معاملات میں دخل اندازی کی رکاوٹ تھی، ان کا اصل کام اپنے والد کی طرح صرف خلیفہ

کے لئے دعا کرتا تھا، کیونکہ ان کے علاقے سے حکومت کا سایہ سمٹ چکا تھا۔ اس کے بعد سلطان ملک کے دفاع، ان کی فوجوں کو غربی سرحدوں سے ہٹانے اور اپنے اقرباء کو الحضرہ سے جلا وطن کرنے میں مشغول رہا۔ جب سلطان ابو یحییٰ اللخیمانی مصر میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبدالواحد مغرب کی طرف حکومت کے اسباب تلاش کرتا ہوا واپس آ گیا اور ان کے صحن میں اتر آیا کیونکہ اس کے باپ کے ان پر احسانات تھے لہذا انہوں نے اس عہد کو یاد کیا اور حق کو واجب کیا، انہوں نے پھر ان کے بڑے سردار عبدالملک کی بیعت اس کے حکم سے کر لی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت کی دعوت دی۔ جب سلطان ابو یحییٰ سنہ 33 میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے گیا تو اس نے اس کی مخالفت کی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ وہ پھر الحضرہ میں آیا اور نصف ماہ تک وہاں رہا۔ جب سلطان کو ان کے متعلق خبر ملی تو وہ واپس آ گیا جس پر وہ قابس میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گئے۔ اس وقت حکومت انہیں ترچھی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور ان پر گردش کی منتظر تھی یہاں تک کہ سلطان تلمسان پر غالب آ گیا اور آل فنا ہو گئی، یوں حکومت کو ان سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد عمر نے صفاقس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے حاصل کر لیا اور وہ سنہ 57 میں اس پر متغلب ہو گیا۔ جب سلطان ابو عنان فوت ہو گیا تو ابن تافراکین الحضرہ پر غالب آ گیا تھا، اس کا سینہ ان دونوں کی عداوت سے بھرا ہوا تھا لہذا اس نے ان دونوں کو بروجر واپس کر دیا یہاں تک کہ سنہ 64 میں جزیرہ جربہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اس نے ان دونوں پر اپنے فرزند محمد کو امیر مقرر کر دیا۔ اس نے پھر وہاں اپنے کاتب محمد بن ابوالقاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کا پروردہ تھا، اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس دوران احمد بن مکی، حاجب بن تافراکین کی موت کے سائے ہی میں الحضرہ میں یوں فوت ہو گیا گویا ان دونوں نے مرنے کے لئے ایک ہی وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمان کو اپنے غلام ظافر بن علی کی کفالت میں پیچھے چھوڑا لیکن ظافر اس کی موت کے بعد جلد ہی فوت ہو گیا۔ یوں عبدالرحمان طرابلس میں خود مختار حکمران بن گیا۔ اس نے پھر بری سیرت اختیار کر لی یہاں تک کہ ابو بکر بن محمد بن ثابت نے اپنے طاقتور بحری بیڑے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم سنہ 72 کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ وہ پھر اس پر بربر یوں اور عرب ہم وطنوں کو چڑھالایا لہذا اہل شہر نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اس پر چڑھائی کر دی ابو بکر نے اس پر حملہ کرنے میں تیزی دکھائی اور انہوں نے پھر اسے امرائے ذتاب میں سے ایک امیر کے سپرد کر دیا، اس نے اسے پناہ دی یہاں تک کہ اس نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا جو اس کی فرودگاہ اور قابس میں اس کے چچا کی رعیت میں تھا اس کے بعد وہ وہیں سنہ 79 میں فوت ہو گیا جبکہ عبدالملک مسلسل سنہ 81 تک قابس پر حکمران رہا، اس کا بیٹا یحییٰ اعلیٰ کی وزارت پر مخصوص رہا جبکہ اس کا پوتا عبدالوہاب اس کے بیٹے مکی کا معاون رہا۔ ان کے احوال پھر پلٹ گئے اور ان کے ہاتھ سے وہ عملداریاں بھی جاتی رہیں جو اس کے بھائی احمد کے زمانے میں ان کے پاس تھیں جیسے طرابلس، جزیرہ، جربہ اور صفاقس اور اس قسم کی دیگر عملداریاں۔ حتیٰ کہ تخت بھی جاتا رہا جو صرف اس کے بھائی کے لئے مخصوص تھا اور یمن صرف اس کے حملے کے قرب کی وجہ سے قائم تھا۔ ان دونوں کی سیرت عدل کرنا تھی اور ان میں سے ہر ایک اپنے اہل مصر کے مابین فقیہ کہلاتا تھا کیونکہ وہ مذاہب خیر میں دلچسپی رکھتے تھے۔ احمد کو تو ادب سے بھی شغف تھا اور بہت اچھے اشعار کہتا تھا۔ اسے خوش الحانی سے پڑھنے اور بلاغت میں بھی حصہ حاصل تھا۔ وہ اہل مشرق کی طرف حروف کی اشکال اور اوضاع بناتا تھا۔ اس کے بھائی عبدالملک کو بھی مختلف علوم میں بہرہ حاصل تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے زمانے کے نقادوں میں شامل تھا۔ جب سلطان ابوالعباس نے افریقہ کے شہروں کو اپنی سلطنت میں شامل کیا اور اپنی قوم کو دعوتِ حنفی دینے میں مخصوص ہو گیا تو اہل جرید کو اس سے ڈر لگنے لگا، وہ پھر امتناع کے متعلق اس سے معاوضہ کرنے آئے تو اس نے انہیں اس میں داخل کر لیا، انہوں نے پھر افریقہ میں صاحب تلمسان کو ترغیب دینے کی طرف اشارہ کیا تو وہ ان سے عاجز آ گیا۔ جب انہوں نے اس کے ساتھ ضد کی تو وہ اپنی عداوت سے باز آ گیا۔ اس دوران میں مولانا سلطان نے جرید کی طرف حملہ کر دیا اور نطفہ قفصہ اور توزر پر قبضہ کر لیا لہذا ابن مکی نے استقامت کے لئے اشتباہ پیدا کرنے میں تیزی دکھائی اور اسے اپنی اطاعت کا پیغام بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ الحضرہ کی طرف واپس آ گیا اور پھر المصدوقہ سے واپس آ گیا۔ بعد ازاں اہل شہر انہیں حیلے بہانے سے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے چند کو پکڑ لیا اور دوسرے چلے گئے۔ اس دوران بنو احمد نے جو ذتاب میں سے اس کے نواح میں رہتے تھے، اس کے خلاف خروج کر دیا لہذا انہوں نے اس سے لڑائی کی اور قفصہ میں امیر اکبر کو اطلاع دی کہ وہ فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے۔ اس نے پھر ان کی طرف فوج بھیجی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس سنہ ہی موقع سے فائدہ اٹھا کر بنی علی کے بعض عرب پڑاؤ پر شیخون مارنے میں شامل ہو گئے، اس نے اس کام کے لئے ان پر بہت مال خرچ کیا لہذا انہوں

نے اس پر شیخون مارا اور وہ پھر چلا گیا۔ جب سلطان کو اس امر کی اطلاع پہنچی تو وہ الحضرۃ سے سنہ 81 میں نکلا اور قیروان میں اترا۔ یوں دونوں فریق مل گئے، اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو معذرت کے لئے بھیجا تو ابن مکی نے اطاعت کے ساتھ انہیں واپس کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کجاووں کو اٹھایا اور عرب قبائل میں جا ترا لہذا سلطان جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کے محلات پر قابض ہو گیا۔ جلد ہی اہل بلد نے اس کی بیعت کر لی، اس نے پھر اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو ان پر حکمران مقرر کیا اور خود تونس کی طرف واپس لوٹ آیا۔ عبدالملک تھوڑے دنوں بعد عرب قبائل کے درمیان فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمان اور اس کا بھتیجا احمد جو اپنے باپ کے بعد طرابلس کا والی تھا، وہ بھی فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا یحییٰ اور اس کا پوتا عبدالوہاب طرابلس چلے گئے تو ابن ثابت نے انہیں اپنے شہر میں اترنے سے روک دیا کیونکہ وہ سلطان کی اطاعت سے وابستہ تھا لہذا وہ بلاد ذتاب میں سے زنزور میں اترے جو اس کے مضافات میں تھا۔ وہ پھر وہیں قیام پذیر ہو گئے اور شرقی نواح سلطان کی اطاعت پر قائم رہے بعد ازاں اس کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد یحییٰ بن عبدالملک اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اور عبدالوہاب جبال میں برانس کے قبائل میں رہتا رہا۔ جس حکمران کو سلطان نے قابس میں چھوڑا تھا اس کا وہاں کے باشندوں پر برا اثر پڑا تو اس کی جماعت نے عبدالوہاب کے ساتھ اس بارے میں ساز باز کی۔ وہ پھر البلد کی طرف آیا اور اس پر شیخون مارا۔ انہوں نے پھر حکمران پر حملہ کر کے اسے سنہ 83 میں قتل کر دیا، اس طرح عبدالوہاب نے قابس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کا بھائی یحییٰ اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد مشرق سے آیا تو اس نے اس کی حکومت حاصل کرنے کے لئے کئی بار اس پر حملہ کیا۔ آخر اس نے اس کی مشکلیں باندھ دیں اور اسے اس کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اسے قصر العدد میں قید کر دیا وہ کئی سال قید خانے میں مقیم رہا پھر وہاں سے بھاگ گیا اور الحامہ کے والی ابن وشاح سے مدد طلب کرتا ہوا الحامہ چلا گیا جو قابس سے ایک دن کے فاصلے پر ہے۔ اس نے پھر اس کی مدد کی اور وہ مسلسل قابس کے نواح پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی مکی کے بیٹے عبدالوہاب کو گرفتار کر لیا اور سنہ 790 میں اسے قتل کر دیا۔ وہ وہاں سنہ 796 تک وہاں خود مختار حکمران رہا۔ اس کے بعد عمر بن سلطان ابوالعباس کو اس کے باپ نے طرابلس کے محاصرے کے لئے بھیجا تو ان لوگوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ یہاں تک کہ اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی اور اسے ٹیکس ادا کئے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔ اس نے پھر اسے صفاس اور اس کے نواح کا حکمران بنا دیا اور وہ وہاں خود مختار والی ہو گیا۔ اس نے پھر الحامہ کے باشندوں کو قابس کی سلطنت میں شامل کر دیا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا، وہ پھر اس کے ساتھ چل پڑے لہذا اس نے اس پر شیخون مارا اور اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر یحییٰ بن عبدالملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور یوں قابس سے ابن مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

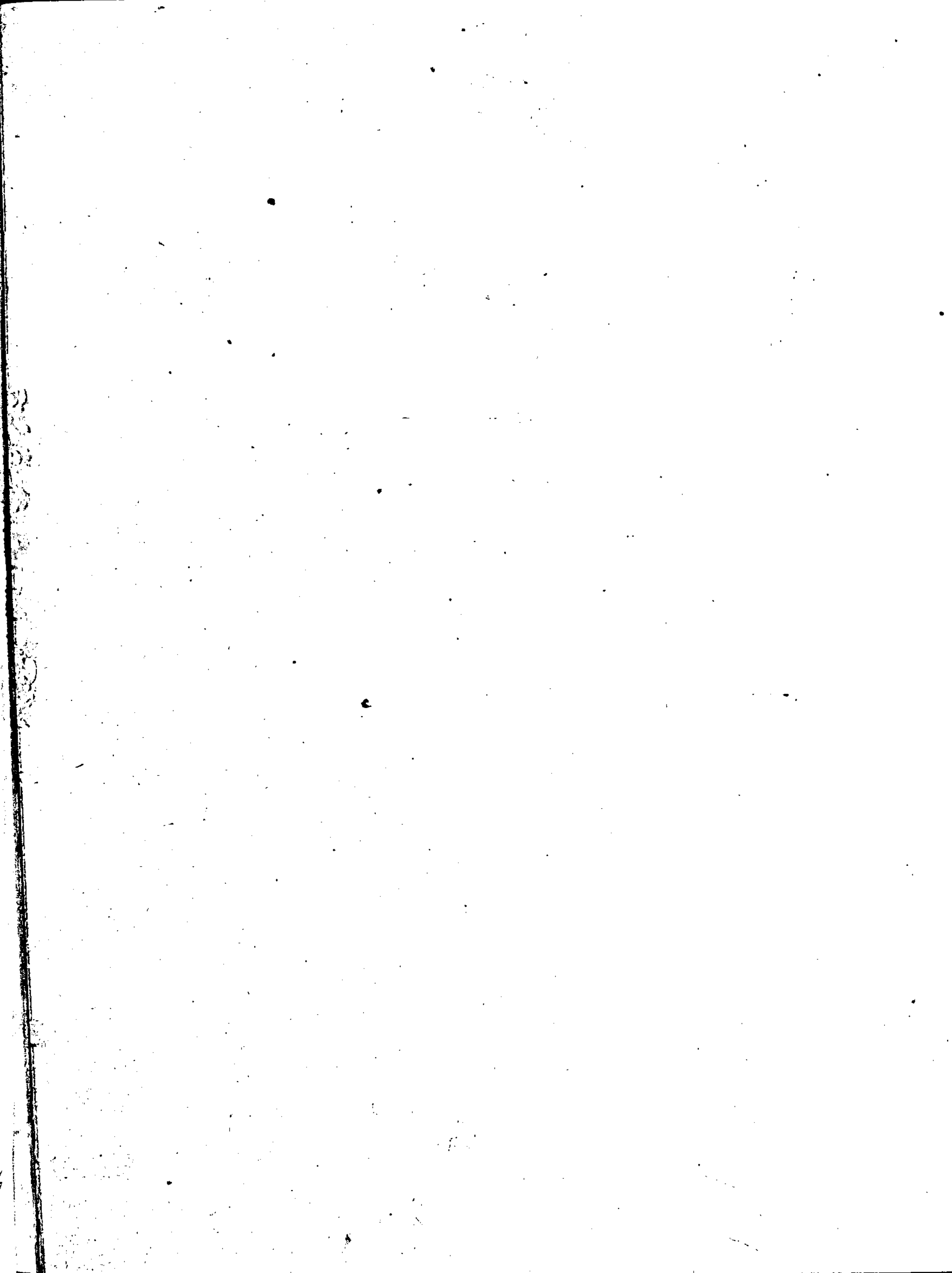
وللہ الامر من قبل ومن بعد وهو خیر الوارثین

حصہ دوازدهم

350ھ سے 800ھ کے درمیان

دنیاے عرب میں پائے جانے والے مختلف قبائل

اور ان کے حکمرانوں کے حالات



بربری قبیلوں میں سے زنا تہ قوم اور اس کی سرکردہ شاخوں کا بیان اور ان کی وقتاً فوقتاً قائم ہونے والی قدیم و جدید حکومتوں کے حالات

آج بھی زنا تہ المغرب کی ایک معزز اور اثر و رسوخ رکھنے والی قوم ہے۔ یہ لوگ خیموں میں بود و باش رکھتے، گھوڑوں اور اونٹوں پر سواری کرتے، زمین پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور صحرائی سفر سے مانوس ہوتے ہیں اور بستیوں سے سواریاں لانے اور لے جانے سے روزی کھاتے ہیں، خادم پیشہ لوگوں کی اطاعت کو عار سمجھتے ہیں۔ گویا ابھی تک ان عادات پر قائم ہیں جو ہمیشہ عربوں کا شعار رہی ہیں۔ بربری قبائل کے درمیان ان کا طرہ امتیاز وہ عجمی زبان ہے جس کے ذریعے وہ بات چیت کرتے ہیں۔ ان کی زبان دیگر بربری زبانوں سے اور ان کے موطن افریقہ اور مغرب کے دیگر بربری موطن سے ممتاز و معروف ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ غدامس اور سوس اقصیٰ کے درمیان بلا نخیل میں آباد ہیں حتیٰ کہ ان صحرائی بے گیاہ بستیوں میں رہنے والے بھی انہی سے تعلق رکھتے ہیں جن کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

ان میں سے ایک قوم طرابلس کے پہاڑوں اور مغرب کے نواح میں رہتی ہے۔ اور ان کے باقی بھائی بند اس زمانے میں جبل اور آس پاس کے ہلالی عربوں کے ساتھ سکونت پذیر ہیں اور انہی کی حکومت کے اطاعت گزار ہیں۔ ان کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی ہے چنانچہ وہ انہی لوگوں کی نسبت سے معروف ہے یعنی اسے زنا تہ کا وطن کہا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ ہم قبیل لوگ مغرب اقصیٰ میں رہتے ہیں جو اس زمانے میں مغربین میں صاحب حکومت ہیں اور قدیم زمانے میں یہاں ان کی کچھ اور حکومتیں بھی قائم تھیں گویا حکومت ہمیشہ انہی قبائل میں باری باری آتی رہی جیسا کہ ہم ان میں سے ہر قبیلے کے حالات بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

زنا تہ کی نسبی تحقیق اور ان کے اختلاف، تعداد اور احوال کا بیان

بربری قبائل کے درمیان ان کے حسب نسب کے متعلق نسابوں کے درمیان اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ شاننا کی اولاد میں سے ہیں۔ شاننا کے سلسلے میں ابو محمد بن حزم نے کتاب ”الجمہرہ“ میں لکھا ہے کہ ایک روایت کے مطابق وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن ورماک بن ضری بن رحیک بن مادغیس بن بربر ہے۔

اسی طرح وہ کتاب الجمہرہ میں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس یوسف الوزاق نے ایوب بن ابی یزید سے، جب وہ ناصر کے دور حکومت میں اپنے انقلابی باپ کی طرف سے قرطبہ آیا تھا، بیان کیا کہ وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن ورماک بن ضری بن مقبو بن قروال بن یسلا بن

مادغیس بن رحیک بن ہمرحق بن کراد بن مازیغ بن ہراک بن ہراک بن براہن بربر بن کنعان بن حام ہے۔ ابن حزم کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مادغیس، بربر سے کوئی قریبی نسبت نہیں رکھتا اور اس سے پیشتر ہم اس کے متعلق پائے جانے والے اختلاف کو بیان کر چکے ہیں۔ لہذا اس بارے میں جو کچھ منقول ہے، یہ اس سے صحیح تر ہے کیونکہ ابن حزم ثقہ ہے اور کوئی دوسرا اس کی برابری نہیں کر سکتا۔

قوم زناۃ کے عظیم شخص ابن ابی زید سے جو کچھ منقول ہے اس کی بنا پر بربری قبائل کو فقط برنس کی نسل سے قرار دیا جاسکتا ہے۔ البتہ التبراء وہ لوگ ہیں جو مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں اور یہ بربریوں میں سے نہیں۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ زناۃ قبائل انہی میں سے ہیں اور یہ بربریوں کے بھائی بند ہیں کیونکہ یہ سب کنعان بن حام کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسا کہ ان کے نسب سے ظاہر ہوتا ہے۔

زناۃ کی نسبی تحقیق

ابو محمد بن قتیبہ سے اس قوم کے نسب کے بارے میں منقول ہے کہ زناۃ، جالوت کی اولاد میں سے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ زناۃ کا نسب جانا بن یحییٰ بن ضریس بن جالوت سے ہے اور جالوت کا نسب ونور بن جزیل بن جدیلان بن جالد بن دیلان بن ہسی بن یاد بن رحیک بن مادغیس الابز بن قیس بن عیلمان سے ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں سے کہ ان کا تعلق جالوت بن جالود بن بروناں بن قحطان بن فارس سے ہے اور فارس مشہور آدمی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ جالوت بن بروناں بن بالود بن دبال بن برنس بن سفک کی اولاد ہیں اور سفک تمام بربری قبائل کا باپ ہے۔

مقامی نسابوں کی رائے

خود زناۃ کے نسابوں کا کہنا ہے کہ قوم زناۃ حمیر سے تعلق رکھتی ہے اور پھر ان میں سے کچھ لوگ تباہہ میں سے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ عمالقہ میں سے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جالوت، عمالقہ میں سے ان کا جد امجد ہے اور ان کے بارے میں سچ بات وہی ہے جو سب سے پہلے ابو محمد بن حزم نے بیان کی ہے، اور جو کچھ بعد میں بیان کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔

پہلی روایت جسے ابو محمد بن قتیبہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے، خاصی بدلی ہوئی ہے یعنی اس میں کتر بیونت اور کمی بیشی کی جا چکی ہے۔ اس کے مطابق مادغیس کا نسب قیس بن عیلمان تک بیان کیا گیا ہے۔ نیز کتاب البربر کے شروع میں ان کے انساب کا تذکرہ ہے جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے، اور نسابوں کے ہاں قیس کے بیٹے مشہور و معروف ہیں۔

جالوت کا نسب، جسے قیس تک بیان کیا گیا ہے، ایک دور از قیاس بات ہے۔ اس کی شہادت اس امر سے بھی ملتی ہے کہ معد بن عدنان خامس، قیس کے آباؤ اجداد میں سے ہے جو نخت نصر کا ہم عصر تھا۔ جیسا کہ ہم نے کتاب کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

نخت نصر کا بیان

جب نخت نصر، عربوں پر غالب آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی ارمیا کی طرف وحی کی کہ وہ معد کو رہائی دلائے اور اسے اپنے علاقے میں لے جائے۔ نخت نصر، حضرت داؤد علیہ السلام کے تقریباً چار سو پچاس سال بعد ہوا ہے۔ اس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تعمیر کرنے کے بعد اتنی ہی مدت میں تباہ و برباد کر دیا تھا۔

پس معد، اتنی ہی مدت حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ہوا ہے اور اس کا بیٹا قیس خامس، حضرت داؤد علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ مدت کے بعد ہوا ہے، اور جالوت جسے قیس کے بیٹوں میں سے بیان کیا گیا ہے، وہ اس سے بھی دگنے زمانے میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ہوا ہے۔ لہذا یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے حالانکہ نص قرآنی کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی جالوت کو قتل کیا تھا۔

بربری قبائل میں جالوت کی شمولیت

اب رہی بات جالوت کو بربری قبیلوں کے نسب میں شامل کرنے کی کہ وہ مادغیس یا سفک کی اولاد میں سے ہے تو یہ غلط بات ہے۔ اسی طرح

جن لوگوں نے اسے عمالقہ کی طرف منسوب کیا ہے، وہ بھی غلطی پر ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ جالوت بنی فلسطین بن کسلو جیم بن مصرایم بن حام میں سے ہے جو حام بن نوح کا ایک قبیلہ ہے اور یہ لوگ قبظ، بربر، حبشہ اور نوبہ کے ہم قبیل ہیں جیسا کہ ہم نے حام کے بیٹوں کے نسب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

بنی اسرائیل اور بنی فلسطین کی دشمنی

بنی فلسطین اور بنی اسرائیل میں بہت سی جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ شام کے علاقے میں ان کے بہت سے بربری بھائی بند تھے اور کنعان کی دیگر اولاد بھی کثرت میں ان کے مشابہ تھی۔ اس زمانے میں فلسطینی اور کنعانی قوم اور ان کے قبائل ہلاک ہو گئے اور بربری قبائل کے سوا کوئی باقی نہ بچا البتہ فلسطین کا نام ان کے اس وطن سے مخصوص ہو گیا اور جالوت کے ذکر کے ساتھ بربری قبیلوں کا نام سننے والے نے خیال کر لیا کہ جالوت ان میں سے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

مقامی نسابوں کے مطابق زنا تہ اور حمیر کی قرابت داری

زنا تہ کے نسابوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ حمیر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دو حافظوں یعنی ابو عمرو بن عبدالبر اور ابو محمد بن حزم نے اس کا انکار کیا ہے، ان دونوں کا کہنا ہے کہ بلاد بربر کی طرف حمیر کے آنے کا ذکر صرف مؤرخین یمن کی من گھڑت روایات میں پایا جاتا ہے۔ مؤرخین زنا تہ کو بربری نسب سے ترفع حاصل کرنے کے جذبے نے ہی حمیر کی طرف منسوب ہونے پر آمادہ کیا ہے کیونکہ وہ اس زمانے میں خراج اکٹھا کرنے کے لیے ان کے خادم بلکہ غلام بنے ہوئے تھے، حالانکہ یہ ایک وہم ہے جب کہ بربری قبائل میں ایسے لوگ بھی تھے جو عصبیت میں زنا تہ کے مد مقابل تھے یا ان سے بھی زیادہ سخت تھے جیسے کہ ہوارہ اور مکنا سہ ہیں۔ پھر ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے عربوں کی حکومت پر قبضہ کر لیا تھا جیسے کتامہ اور منہاجہ۔ نیز وہ بھی تھے جنہوں نے منہاجہ کے ہاتھوں سے ایک مدت تک حکومت چھین لی تھی جیسے کہ مصادمہ ہیں۔ یہ سب قبائل زنا تہ سے بہت زیادہ طاقت ور اور زیادہ جمعیت والے تھے۔ جب یہ لوگ فنا ہو گئے تو انہیں مغلوب ہونا پڑا اور تاوان کی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی۔ اس دور میں بربریوں کا نام تاوان ادا کرنے والوں سے مخصوص ہو گیا۔ پس زنا تہ نے مظلومیت سے فرار چاہتے ہوئے اس نام سے پیچھا چھڑانا مناسب سمجھا اور عربی نسب کے خالص ہونے کی وجہ سے، نیز اس خیال سے کہ اس میں متعدد انبیاء کی فضیلت بھی پائی جاتی ہے، اس میں داخل ہونے اور خصوصاً مضر کے نسب میں شامل ہونے کو بہتر خیال کیا کیونکہ وہ اسماعیل بن ابراہیم بن نوح بن شیث بن آدم یعنی پانچ برگزیدہ انبیاء کی اولاد میں سے ہیں۔ لیکن بربری جب حاکم کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو ان میں یہ فضیلت نہیں پائی جاتی حالانکہ وہ بھی اسی ابراہیم کی نسل سے ہیں جو مخلوقات کا تیسرا باپ ہے، آج دنیا کی اکثر اقوام آپ کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس دور میں آپ کے نسب سے بہت تھوڑے لوگ نکلے ہیں، حالانکہ صحرا میں الگ رہنے کی وجہ سے عربوں میں بھی مخلوق کی مذموم عادات سے وحشت اور بچاؤ کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ پس زنا تہ کو اپنا یہ نسب نامہ اچھا لگا اور ان کے نسابوں نے ان کے سامنے اسے خوبصورت کر کے پیش کیا حالانکہ حقیقت کچھ اور ہے۔ عمومی نسب کے لحاظ سے ان کا بربر ہونا ان کے عزت و غلبہ کے شعار کے منافی نہیں جب کہ بہت سے بربری قبائل اس کی مثل بلکہ اس سے بہت بڑے بھی ہیں۔ انسانوں کے کئی قبائل کئی اوصاف میں زیادہ اہم اور ممتاز ہیں حالانکہ سب آدم کی اولاد ہیں۔ حضرت نوح، ان کے بعد ہوئے ہیں، اسی طرح عرب اور ان کے قبائل بھی ممتاز اور برگزیدہ ہیں حالانکہ سب سام کی اولاد ہیں اور حضرت اسماعیل اس کے بعد ہوئے ہیں۔

سامی اقوام میں انبیاء کی کثرت

اب رہی بات نسب میں متعدد انبیاء آنے کی، تو یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے اور جب حالات کے بدل جانے سے لوگوں میں یک رنگی نہ پائی جائے تو کسی قوم کے عمومی نسب میں اشتراک کرنے سے کچھ نقصان نہ ہوگا حالانکہ بربری قبائل کو جو ذلت حاصل ہوئی وہ قلت تعداد اور ان حکمران اقوام کے ہلاک ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی جو حکومت اور ترفع کی راہ میں جام مرگ نوش کر گئے جیسا کہ ہم نے اپنی

مؤلفہ پہلی کتاب میں بیان کیا ہے، وگرنہ انہیں کثرت آبادی، غلبہ حکومت اور مال و متاع سب کچھ حاصل تھا۔

عمالقم اور زنانہ کا تعلق

زنانہ قوم کا شام کے عمالقم سے ہونا ایک غیر اہم قول اور حقیقت سے دُور بات ہے کیونکہ شام میں رہنے والے عمالقم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عمالقم وہ ہیں جو عیسو بن اسحاق کی اولاد سے ہیں جنہیں نہ کثرت حاصل ہے اور نہ حکومت، اور نہ ہی ان میں سے کسی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مغرب کی طرف گیا تھا بلکہ وہ اپنی تعداد کی کمی اور اپنی قوم کی ہلاکت کی وجہ سے پوشیدہ سے پوشیدہ تر ہیں۔ دوسرے عمالقم بنی اسرائیل سے قبل، شام میں صاحب حکومت و دولت مند تھے اور اریحان کا دار السلطنت تھا۔ بنی اسرائیل نے ان پر غلبہ پا کر شام اور حجاز میں ان سے حکومت چھین لی اور پھر وہ محکوم ان کی تلواروں کا کھا جانے لگے۔ پس یہ قوم ان ہلاک شدہ عمالقم میں سے کیسے ہو سکتی ہے، اگر یہ روایت بیان کی جائے تو اس سے شک پڑ سکتا ہے، لیکن جب اسے بیان ہی نہیں کیا گیا تو یہ شک کیسے پیدا ہو سکتا تھا جب کہ یہ حقیقت سے بھی بعید ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق کو بہتر جانتا ہے۔

زنانہ قوم کے قبیلوں کا ذکر

زنانہ کے قبائل اور ذیلی گروہ بہت سے ہیں، ہم ان میں سے مشہور قبیلوں اور گروہوں کا ذکر کرتے ہیں۔ زنانہ کے نساب اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے تمام ذیلی قبیلے، جانا کے تین بیٹوں کی طرف سے نکلے ہیں اور وہ ورسیک، فرنی اور الدیرات ہیں۔ زنانہ کی انساب کی کتابوں میں ایسے بھی لکھا ہے۔

ورسیک کی اولاد

ابو محمد بن حزم نے اپنی کتاب الجمہرہ میں ورسیک بن جانا کی اولاد کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے نسابوں کے نزدیک وہ مسارت، رعنائی اور واشروجن ہیں اور واشروجن سے واریعن بن واشروجن نکلا ہے۔ اور ابو محمد بن حزم ورسیک کے بیٹوں کے متعلق کہتا ہے کہ وہ مسارت، ناجرت اور واسین ہیں۔

فرنی کی اولاد

زنانہ کے نسابوں کے نزدیک فرنی بن جانا کے بیٹے نیر مرتن، مرنجیصہ، ورکلہ، نمالہ اور سبرترہ ہیں اور ابو محمد بن حزم نے سبرترہ کا ذکر نہیں کیا، باقی چاروں کا ذکر کیا ہے۔

الدیرات کی اولاد

اسی طرح زنانہ کے نسابوں کا کہنا ہے کہ الدیرات بن جانا کا بیٹا جداد بن الدیرات ہے، لیکن ابن حزم نے اس کا ذکر نہیں کیا، اس نے الدیرات کے ذکر پر صرف اتنا کہا ہے کہ اس کے قبائل میں سے بنو ورسیک بن الدیرات بھی ہیں جو دمر بن ورسیک کے دو ذیلی گروہ ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ دمر، لقب ہے اور اس کا نام العانا ہے۔

بنوزا کیا

وہ مزید بیان کرتا ہے کہ زاکیا کے بیٹوں میں سے بنو بغراد، بنو یفرن اور بنو واسین ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ ان کی ماں واسین، مفراد کی ماں کی مملو کہ تھی۔ یہ بنو یصلتن بن مسرا بن زاکیا اور یزید کا ایک تہائی حصہ ہیں اور ان میں زنانہ کے نساب مفراد کے بھائی یرنیات بن نصیلتن، یفرن اور واسین ہیں اور ابن حزم نے واسین کا ذکر نہیں کیا۔

زنانہ قوم کی وجہ تسمیہ اور اس لفظ کی تحقیق

کئی لوگ اس لفظ کے معنی اور اشتقاق کے بارے میں اس طور پر تحقیق کرتے ہیں جو نہ ہی عربوں اور نہ ہی خود اہل قوم کے نزدیک مشہور ہے۔ کہتے ہیں یہ نام عربوں نے اس قوم کے لیے وضع کیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود اس قوم نے اس نام کو اپنے لیے وضع کیا ہے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ نام زانا بن جانا ہے۔ اور وہ نسب میں بھی کچھ اضافہ کرتے ہیں۔ جس کا ان کے نسابوں نے ذکر نہیں کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مشتق لفظ ہے لیکن عربوں کی زبان میں اسماء میں سے کوئی ایسا مستعمل معلوم نہیں ہوتا جو اس کے مادے کے حروف سے وجود میں آیا۔ اس کے علاوہ بعض جہلاء زنا کے لفظ سے اس کا اشتقاق کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی تائید ایک معمولی سی حکایت سے کرتے ہیں جسے حقیقت جھٹلاتی ہے۔ یہ سب اقوال یہ ظاہر کرتے ہیں کہ عربوں نے ہر چیز کے لیے اسماء وضع کیے ہیں اور ان کا استعمال صرف ان حروف کی حرفی ساخت سے ہوتا ہے جو عربی لغت میں حرفی تبدیلی سے قائم کیے گئے ہوں اور اکثر یہی ہوتا ہے۔

عربوں نے بھی بہت سے ان اسماء کو بھی استعمال کیا ہے جو اپنے مسمیٰ میں ان کی زبان سے تعلق نہیں رکھتے، پس ابراہیم، یوسف اور اسحاق جیسے ناموں کو علم ہونے کی وجہ سے عبرانی زبان سے اخذ کرتے ہوئے تبدیل نہیں کیا جاتا۔ نیز اجنبی الفاظ کو زبان زد عام ہونے کی وجہ سے لغوی یا صوتی اعتبار سے عربی تلفظ کے مطابق بدلا جاتا ہے۔ جیسے لجام، دیباج، زنجیل، فیروز، یاسمین اور اجر پس یہ عربوں کے استعمال کی وجہ سے معرب یا دخیل ہو گئے گویا یہ ان کے اوضاع میں سے ہیں اور وہ انہیں معربہ کا نام دیتے ہیں اور کبھی وہ حرکات یا حروف میں معمولی تبدیلی بھی کرتے ہیں اور یہ بات ان کے ہاں مشہور و معروف ہے کیونکہ یہ بمنزلہ وضع جدید کے ہے۔

کبھی ایسے لفظ کا کوئی حرف ایسا بھی ہوتا ہے جو ان کی زبان کے حروف میں سے نہیں ہوتا تو وہ اس کو قریب الخرج حرف سے بدل دیتے ہیں۔ بلاشبہ حروف کے مخارج کثیر اور منضبط ہیں اور ان میں سے عربوں نے صرف اٹھائیس حروف ابجد اختیار کیے ہیں اور ان میں سے ہر دو مخرجوں کے درمیان ایک سے زیادہ حروف آتے ہیں جن میں سے کچھ ان لوگوں نے بولا ہے اور کچھ کو نہیں بولا نیز ان میں سے کچھ کو چند عربوں نے بولا ہے جیسا کہ اہل زبان کی کتب میں مذکور ہے۔

لفظ زنانہ کی ماہیت

پس جب یہ بات ثابت ہو گئی تو جان لیجئے کہ زنانہ کے لفظ کی اصل، جانا کے صیغے سے ہے جو اس قوم کے باپ کا نام ہے اور وہ جانا بن بیٹی ہے جس کا ذکر ان کے نسب میں مذکور ہے۔ جب وہ تعیم میں جنس کا ارادہ کرتے ہیں تو مفرد اسم کے ساتھ تاء ملا دیتے ہیں اور کہتے ہیں جانات۔ اور جب تعیم چاہتے ہیں تو تاء کے ساتھ نون زائد کر دیتے ہیں اور وہ جاناتن بن جاتا ہے۔ ان کا اس جیم کو بولنا عربوں کے نزدیک جیم کے مخرج سے نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے جیم اور شین کے درمیان بولتے ہیں جو شین کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور بعض چھوٹوں سے ان مخارج کو سننا آسان ہوتا ہے پس انہوں نے شین کے ساتھ زاء کے مخرج کے اتصال کی وجہ سے اسے زاء میں بدل دیا اور وہ جنس پر دلالت کرنے والا مفرد لفظ زنانات بن گیا۔ پھر انہوں نے اس کے ساتھ ہائے نسبت لگادی اور زبان زد عام ہونے کی وجہ سے تخفیف کی خاطر زاء کے بعد الف کو حذف کر دیا۔ واللہ اعلم!

باب: ۴

بربری قبائل میں زنا تہ قوم کی اولیت اور اس کے طبقات

افریقہ اور مغرب میں اس قوم کی اولیت طویل صدیوں سے گویا بربری قبیلوں کی اولیت کے مترادف ہے جس کے آغاز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان کے قبائل بے شمار ہیں جیسے مفراوہ، بنی یفرن، جراوہ، بنی یرسان، وجدیجن، عمرہ، تحصر، وزتید اور بنی زنداک وغیرہ۔ پھر ان میں سے ہر ایک قبیلے کے متعدد ذیلی قبیلے ہیں۔ اس قوم کے سکونتی علاقے اطرافِ طرابلس سے لے کر جبلِ اوراس تک اور الزاب سے تلمسان تک اور پھر وادی ملوئیہ تک ہیں۔ ظہور اسلام سے قبل جراوہ کو ان میں کثرت اور حکومت حاصل تھی۔ پھر مفراوہ اور بنی یفرن کو حاصل ہوئی۔

فرنگیوں کی یلغار

جب یورپ کے لوگوں یعنی فرنگیوں نے زنا تہ کے گرد و نواح میں اور بلاؤبربر پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے ان کو مقررہ ٹیکس ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان کی باہمی جنگوں میں ان کے ساتھ پڑاؤ کرنے اور دیگر امور میں بھی ان کی حمایت کرنے لگے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا اور مسلمانوں نے بتدریج افریقہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ ان دنوں فرنگیوں کا بادشاہ گریگوری تھا۔ پس زنا تہ اور بربری قبائل نے مسلمانوں کے مقابلہ میں گریگوری کو مدد دی مگر یہ سب لوگ پراگندہ اور منتشر ہو گئے، گریگوری قتل ہو گیا اور اس کے اموال مال غنیمت بن گئے۔ ان کی عورتیں بھی قیدی بن گئیں اور سبیٹلہ فتح ہو گیا۔

جلولا کی فتح

پھر مسلمان افریقہ کی جنگ سے واپس آ گئے اور انہوں نے جلولا اور دیگر شہروں کو فتح کیا۔ تب وہ فرنگی جوان کی اولادوں پر حکومت کرتے تھے، واپس وطن لوٹ گئے اور بربری قبیلے نے عربوں سے مقابلہ کرنے لگے لہذا وہ اکٹھے ہو کر پہاڑی قلعوں میں مورچہ بند ہو گئے۔ زنا تہ، کاہنہ اور ان کی قوم جراوہ کے ساتھ جبل اوراس میں ان سے جا ملے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ پس عربوں نے ان پر یلغار کر کے خوف ناک خون ریزی کی اور میدانوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہوں نے طوعاً و کرہاً اسلام قبول کر لیا اور مصری حکومت کے مطیع ہو گئے۔ تب انہوں نے ان امور کو سنبھال لیا جنہیں پہلے فرنگی سنبھالا کرتے تھے یہاں تک کہ مغرب میں عرب حاکم کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور اس نے انہیں کتامہ وغیرہ بربری قبیلوں کے افریقہ سے نکال دیا حتیٰ کہ اس زنا تہ نے زناد الملک پر قدح کی جس کے باعث اس نے اس سے پوشیدگی اختیار کی اور پھر ان کے دو طبقوں میں نسل بعد نسل باری باری حکومت چلتی رہی جیسا کہ ہم آپ کے سامنے آگے چل کر بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۵

اقوام کاہنہ اور زنا تہ کے قبیلوں میں سے جراوہ قوم کے حالات اور

مسلمانوں سے ان کا طرز عمل

افریقہ اور مغرب میں یہ بربری قوم بڑی قوت و کثرت اور جمعیت کی مالک تھی۔ یہ لوگ اپنے شہروں میں فرنگیوں کے اطاعت گزار تھے اور گردو

نواح کے تمام حکمران بھی ان کے ساتھ تھے۔ بوقت ضرورت فرنگیوں کی مدد کرنا ان پر واجب تھا۔ جب مسلمان افریقہ کی فتح کے لیے اپنی فوجوں کے ساتھ سایہ فلک ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کے لیے گریگوری کو مدد دی، یہاں تک کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی حکومت منتشر ہو گئی۔ اس کے بعد افریقہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے ان کو جمع کرنے والی کوئی جگہ نہ رہی، کیونکہ وہ تمام بربری اقوام سے ان کے موطن و نواح میں جنگ کر رہے تھے اور جو لوگ فرنگیوں میں سے ان کے ساتھ آئے تھے ان سے بھی برسر پیکار تھے۔

حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ کی لڑائی

جب مسلمان حضرت علیؑ اور معاویہؓ کی جنگ میں مشغول ہو گئے تو انہوں نے افریقہ کے معاملے کو خیر باد کہہ دیا۔ پھر حضرت معاویہؓ نے عام الجامعہ کے بعد عقبہ بن نافع فہری کو اس کا والی بنایا تو اس نے اپنی ولایت ثانیہ میں مغرب میں خون ریزی کی اور سوس تک پہنچ گیا اور واپسی پر الزاب میں قتل ہو گیا۔ چنانچہ بربری قبیلوں نے اور بہ کے عظیم سردار کسیلہ پر اتفاق کر لیا۔ بعد ازاں عبدالملک بن مروان کے زمانے میں زہیر بن قیس بلوی نے اس پر چڑھائی کر کے اسے شکست دی اور قیروان پر قابض ہو گیا، اس نے مسلمانوں کو افریقہ سے نکال باہر کیا۔

حسان بن نعمان بطور فاتح

پھر عبدالملک نے حسان بن نعمان کو مسلمان فوجوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے بربری قبائل کو شکست دی اور کسیلہ کو قتل کر دیا۔ قیروان، قرطاجنہ، افریقہ، افرنجہ اور سسلی اور اندلس واپس لے لیا اور رومیوں کی حکومت ان کے قبائل میں بکھر گئی۔ اس دور میں زناتہ، بربری قبائل کی تمام اقوام میں سے اور اپنے مختلف گروہوں کے لحاظ سے تعداد میں زیادہ تھے۔

جر اوہ قوم کا علاقہ

ان میں سے جر اوہ کا وطن، جبل اور اس میں تھا۔ یہ لوگ کراد بن الدیرات بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کی حکومت کاہنہ کے پاس تھی اور ذہبا بنت۔۔۔۔۔ بن نیعان بن بارد بن مصکری بن افرذ بن وصیلا بن جراد ان کی حکمران تھی، جس کے تین بیٹے تھے، جنہوں نے اپنی قوم کی حکومت اپنے بزرگوں سے وراثت میں حاصل کی اور اس کی گود میں پرورش پائی۔ پس وہ ان بیٹوں کی وجہ سے ان پر اور ان کی قوم پر اپنے آپ کو ترجیح دینے لگی نیز اس وجہ سے بھی کہ اسے کہانت و معرفت سے ان کے احوال غیبیہ اور عواقب امور کو جاننے کا دعویٰ تھا۔ پس اس نے ان کی حکومت حاصل کر لی۔

ہانی بن بکور ضریسی بیان کرتا ہے کہ ذہبانے ان پر پینتیس (35) سال حکومت کی اور ایک سو ستائیس سال تک زندہ رہی اور جبل اور اس کے نواح میں عقبہ بن نافع کا قتل بھی میدان جنگ میں اس کے ایما سے ہوا تھا کیونکہ اس نے بربرہ کو اس کے خلاف بھڑکایا تھا اور مسلمانوں کو اس کی یہ بات معلوم تھی۔

کسیلہ کا انجام

پس جب تمام بربری قبائل کا خاتمہ ہو گیا اور کسیلہ قتل ہو گیا تو انہوں نے جبل اور اس میں اس کاہنہ کی پناہ کے لیے رجوع کیا اور بنو یفرن اور افریقہ کے قبائل زناتہ اور البتراء کے باقی ماندہ لوگ بھی اس سے آئے، پس اس نے اپنے پہاڑ کے سامنے مسلمانوں سے میدان جنگ میں مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو شکست ہو گئی۔ چنانچہ اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ انہیں افریقہ سے نکال دیا۔

حسان نے برقہ پہنچ کر فوجوں کو روک لیا یہاں تک کہ عبدالملک کی طرف سے کمک آگئی، پس اس نے 74ھ میں ان پر دوبارہ چڑھائی کر کے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور پھر پور حملہ کر کے کاہنہ کو قتل کر دیا۔ وہ بزور قوت جبل اور اس میں گھس گیا اور اس جنگ میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کو قتل

کیا گیا۔ کاہنہ کے دو بیٹے، حسان سے جا ملے تھے جو برضا و رغبت اسلام لائے اور ان دونوں کی اطاعت بھی شک و شبہ سے بالاتھی چنانچہ حسان نے انہیں ان کی قوم جراوہ پر، اور جو لوگ جبل اور اس میں ان کے ساتھ آئے تھے، حاکم مقرر کر دیا۔

پھر اس کے بعد ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور ان کی حکومت جاتی رہی۔ جراوہ، بربری قبائل کے درمیان مختلف جماعتوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ایک قوم، ملیلہ کے سواہل پر رہتی تھی، جس کے آثار ان کے پڑوسیوں کے درمیان موجود ہیں۔ جب چوتھی صدی کے شروع میں تلمسان میں موسیٰ بن ابوالعافیہ نے ابوالعیس کی حکومت پر غلبہ حاصل کیا تو وہ بھی انہی کی طرف گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ پس یہ ان کے ہاں مہمان بن کر اتر اور اس نے وہاں ایک قلعہ تعمیر کیا، یہاں تک کہ وہ بعد میں تباہ و برباد ہو گیا۔ اس دور تک اس وطن کی ایک جماعت اس قوم کے ذیلی گروہوں اور ان کی طرف آنے والے قبائل غمارہ میں داخل ہے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

☆☆☆

باب: ۶

زناتہ کی اسلامی حکومت کا آغاز نیز بلاد مغرب اور افریقہ میں ان کا اقتدار اعلیٰ

جب مسلمانوں کو افریقہ اور بلاد مغرب میں مرتدین کے معاملات سے فراغت ملی اور بربری قبیلوں نے اسلامی حکومت کی اطاعت کر لی یعنی عرب ان پر قابض ہو گئے تو بنو امیہ دمشق میں کرسی اقتدار پر بیٹھ کر عربوں کی حکومت اور خلافت کے بلا شرکت غیرے مالک بن گئے یہاں تک کہ دیگر اقوام اور علاقوں پر بھی قابض ہو گئے تو انہوں نے مشرق میں ہند چینی، اور شمال میں فرغانہ، اور جنوب میں حبشہ اور مغرب میں بربر اور اندلس میں بلاد افرنجہ اور جلالقہ تک فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑ دیے۔ یوں اسلام نے اپنے قدم مضبوطی سے جمالیے اور عربوں کی حکومت اقوام عالم پر چھا گئی۔ پھر بنو امیہ نے بنو ہاشم پر سیاسی برتری حاصل کر لی جو عبد مناف کے نسب میں ان کے حصہ دار اور وصیت کے مطابق حکومت کے استحقاق کے مدعی تھے۔ انہوں نے ایک بار پھر ان کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے خوب ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا اور انہیں قیدی بنا لیا یہاں تک کہ سینے غبار سے بھر گئے اور دشمنی مستحکم ہو گئی چنانچہ حضرت علیؑ سے لے کر ان کے بعد آنے والی ہاشمی خلفاء کے مسئلے میں اختلاف کے باعث، شیعان علیؑ کے متعدد فرقے بن گئے۔ کچھ لوگ خلافت کو آل عباسؑ کی طرف اور کچھ آل حسنؑ کی طرف لے گئے اور دیگر لوگ اسے آل حسینؑ کی طرف لے گئے۔

حکومتِ یمن

پس شیعہ آل عباس نے خراسان (ایران) میں حاضر ہونے کا پروپیگنڈہ کیا اور وہاں یمنی حکومت قائم ہو گئی۔ یہ عظیم حکومت خلافت کی جامع تھی، انہوں نے بغداد آ کر بنو امیہ کو قتل کرنے اور انہیں قیدی بنالینے کو مباح قرار دے دیا چنانچہ ان کے باقی ماندہ لوگوں میں سے عبدالرحمن معاویہ بن ہشام جان بچا کر اندلس چلا گیا اور اس نے وہاں پر از سر نو امویوں کی دعوت دی پس ان کا جھنڈا پھر عرب پر نہیں لہرایا۔

عباسیوں سے آل ابوطالب کی رقابت

اللہ تعالیٰ نے آل عباس کو جس خلافت و حکومت سے سرفراز کیا تھا، آل ابوطالب اس پر حسد کرنے لگے چنانچہ آل ابوطالب میں سے مہدی محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ نے ابو جعفر منصور کے خلاف بغاوت کی، جن کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔ بنی عباس کی فوجوں نے متعدد معرکوں میں انہیں گاجرمولی کی طرف کاٹ دیا۔ مہدی کا بھائی ادریس بن عبداللہ ایک جنگ میں مغرب اقصیٰ کی طرف بھاگ یا، پس بربریوں نے اس کی دعوت پر

لیک کہا اور وہ اس کے بعد اس کے بیٹوں کی دعوت پر بھی حلیف بن گئے چنانچہ انہوں نے ان حکومت دے دی اور وہ مغرب اقصیٰ اور اوسط پر غالب آگئے پھر انہوں نے ادریس کی دعوت کو ہاں کے باشندوں میں، اور بعد ازاں اس کے بیٹوں کی دعوت کو زنا تہ کے باشندوں میں پھیلا یا جو بنی یفرن اور مفر اوہ میں سے تھے۔ انہوں نے بنی عباس کے مقبوضات سے بھی کچھ علاقہ اسے لے کر دیا اور ان کی حکومت عبیدیوں کے ہاتھوں بتاہ ہونے تک قائم رہی۔ اس دوران میں طالبی ہمیشہ ہی مشرق میں خلافت کے مشتاق رہے اور اپنے داعیوں کو قاصیہ سے بھیجتے رہے یہاں تک کہ ابو عبد اللہ محتسب نے افریقہ میں امام اسماعیل بن جعفر صادق کے بیٹے مہدی کی طرف دعوت دی تو کتامہ کے بربری اور ان کے ساتھ منہاجہ کے جو آدمی تھے، انہوں نے مقابلہ کر کے اغالبہ کے ہاتھوں سے افریقہ چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ عرب مشرق میں اپنی حکومت کے مرکز کی طرف واپس آگئے اور مغرب کے نواح میں ان کی کوئی حکومت باقی نہ رہی۔ اور جب عربوں میں مذہب راسخ ہو گیا تو انہوں نے بلاد مغرب کی حکومت اور مضر کو پامال کرنے کی ذمہ داری کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکا اور ایمانی بشارت ان کے دلوں میں رچ بس گئی۔ پس انہوں نے خدائے برحق کے وعدے پر یقین کر لیا کہ:

”زمین اللہ کی ملکیت ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔“

لہذا حکومت کے جانے سے مذہب نہیں جاتا اور نہ ہی حکومت کے نشانات مٹنے سے مذہب کی بنیادیں اکھڑتی ہیں۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے جسے وہ اپنے امر کی تکمیل اور تمام مذاہب پر اپنے دین کے غالب کرنے کے بارے میں ضرور پورا کرے گا، پس اس وقت بربری قبائل نے حکومت کے حاصل کرنے اور بنی عبد مناف میں سے عیاض کی دعوت کے قیام کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ وہ ان کی ترقی سے حسد کے باعث لوگوں کو روکتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ افریقہ میں کتامہ جیسے اور مغرب میں مکنا مہ جیسے قبیلوں کو بالآخر ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئے۔

زنا تہ قوم کی رقابت

اس بارے میں زنا تہ قوم نے ان سے حسد کیا اور یہ جمعیت اور قوت کے لحاظ سے ان سب سے بڑھ کر تھے۔ پس انہوں نے اس کے لیے تیاری کی یہاں تک کہ ان کے ساتھ حصہ دار بن گئے۔ بلاد مغرب اور افریقہ میں بنی یفرن کو صاحب الحما را اور پھر یعلیٰ بن محمد اور اس کے بیٹوں کے ذریعے عظیم حکومت حاصل تھی۔ پھر مفر اوہ کو بنی خزرج کی وساطت سے ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس کے بارے میں انہوں نے بنی یفرن اور منہاجہ سے تنازعہ کیا۔ پھر یہ اقوام مٹ گئیں اور ان کے بعد مغرب میں ان کی ایک اور قوم نے حکومت حاصل کر لی۔ اسی طرح مغرب اقصیٰ میں بنی مزین کو بھی حکومت حاصل تھی اور مغرب اوسط میں بنی عبد الواد کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس میں بنو تو جین اور مفر اوہ کی ایک جماعت بھی ان کی شریک کار تھی جیسا کہ ہم اس کے متعلق آگے چل کر مفصل بیان کریں گے اور ان کے سیاسی حالات اور ذیلی قبیلوں کے بیان کے لیے وہی طریق اختیار کریں گے جو ہم نے بربری اقوام کے حالات میں اپنایا ہے۔

والله المعین سبحانه لا رب سواہ ولا معبود الا ایاہ۔

☆☆☆

باب: ۷

زنا تہ قوم کا طبقہء اولیٰ۔۔۔۔۔ افریقہ اور مغرب میں بنی یفرن اور دیگر قبیلوں کی حکومتوں کا احوال

بنو یفرن، زنا تہ کے قبائل میں سے ہیں جن کی ان سے وسیع تر شاخیں اور ذیلی قبیلے ہیں۔ نساہوں کے نزدیک یہ لوگ بنو یفرن بن یصلتن بن

مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرات بن جانا ہیں۔ اور مفراوہ اور بنویر نیان اور بنو اسین ان کے بھائی بند ہیں۔ بربری قبائل کی زبان میں تمام بنو یصلتن اور یفرن، تارکول ہیں اور ان کے بعض نسابوں کا کہنا ہے کہ یفرن، ورتنیز بن جانا کا بیٹا ہے اور مفراوہ اور غمرت اور وجدیجن اس کے ہم قبیل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ یفرن بن مرہ بن ورسیک بن جانا ہے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ جانا کا صلیبی بیٹا ہے۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جسے ہم نے ابو محمد بن حزم کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

بنو یفرن کی شاخیں

ان کے ذیلی قبائل بہت سے ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور بنو وارکو اور مرنجیصہ ہیں۔ فتح کے زمانے میں بنو یفرن، زناتہ کے سب سے بڑے اور طاقت ور حلیف تھے۔ نیز افریقہ، جبل اور اس اور مغرب اوسط میں بھی ان کے بہت سے ذیلی قبائل موجود تھے۔ جب افریقہ فتح ہوا تو اس براعظم کے رہنے والے بربری قبیلوں پر اللہ کی فوجیں یعنی عرب مسلمان چھا گئے جنہوں نے ان کی قوت کا خاتمہ کر دیا یہاں تک کہ دین اسلام نے اپنے قدم جمالیے اور وہ لوگ برضا و رغبت اسلام لے آئے۔

خارجیوں کے مذہب کی ترویج

جب عربوں میں خوارج کے مذہب کی اشاعت ہوئی اور مشرق میں خلفاء نے عربوں کو غالب کر دیا اور انہوں نے ان سے جنگیں کیں تو یہ قاصیہ کی طرف آگئے اور وہاں پر بربری قبائل میں اپنے مذہب کی اشاعت کرنے لگے۔ ان کے رؤساء نے مذہب کے اختلاف کے باوجود اسے معاً اختیار کر لیا، کیونکہ خارجیوں کے رؤساء اپنے احکام میں اباضیہ اور صفریہ وغیرہ سے اختلاف رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے متعلقہ باب میں اسے بیان کیا ہے، پس بربری قبیلوں میں یہ مذہب پھیل گیا اور یفرن نے بھی اسے اختیار کر لیا اور اس کی خاطر جنگیں کیں۔

ابو قرہ کا بیان

مغرب اوسط کے باشندوں میں سے سب سے پہلے ابو قرہ نے اپنے ہم خیال لوگوں کو اس مذہب کے لیے اکٹھا کیا، اس کے بعد ابو یزید صاحب الحمار اور اس کی قوم بنو وارکو اور مرنجیصہ نے ان سے تعاون کیا، پھر خوارج کے مذہب کو چھوڑنے کے بعد ان لوگوں کو مغرب اقصیٰ میں یعلیٰ بن محمد صالح اور اس کے بیٹوں کے ذریعے دو حکومتیں ملیں جسے ہم آگے مفصل بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

الفرن

مرنجیصہ بن یفرن بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرت بن جانا

ابو محمد بن ورسیک

غمرت

مفراوہ

تارکول

مفراوہ

خ

الفرن

باب: ۸

تلمسان میں ابوقرہ اور اس کے ساتھیوں کو ملنے والی حکومت کے حالات

مغرب اوسط میں بنی یفرن کے بہت سے ذیلی قبیلے، تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد تک پائے جاتے ہیں اور وہ اس زمانے تک اسی حوالے سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ جس زمانے میں بنو امیہ سے بنو عباس میں خلافت منتقل ہوئی اس وقت ان کا سردار ابوقرہ تھا اور ہمیں اس کے نسب کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ اسی قوم میں سے تھا۔

میسرہ کی ہلاکت

جب مغرب اقصیٰ میں بربری قبائل کی حالت بگڑ گئی اور میسرہ اور اس کی قوم خوارج کی طرف سے دعوت دینے لگے تو ان قبائل نے اسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ زناتہ میں سے خالد بن حمید کو اپنا سردار بنا لیا۔ چنانچہ جیسا کہ مشہور ہے، اس نے کلثوم بن عیاض سے جنگیں کیں اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابوقرہ زناتہ کا رہنما بن گیا اور جب بنی امیہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو خارجیوں کی تحریک بربر، ریحومتہ القیز وان، ہوارہ، طرابلس کے زناتہ، بھلماسہ کے مکناسہ اور ابن رستم تاہرت قبائل میں بکثرت پھیل گئی۔

افریقہ میں ابن الاشعث کی آمد

ابو جعفر منصور کی طرف سے ابن الاشعث جب افریقہ آیا تو بربر اس سے خوفزدہ ہو گئے چنانچہ اس نے تمام بغاوت کے اسباب کا خاتمہ کر کے جنگوں کا سلسلہ بند کر دیا۔ پھر بنو یفرن نے تلمسان کے نواح میں خروج کیا اور خارجیت کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے 148ھ میں اپنے عظیم رہنما ابوقرہ کی بیعت کر لی۔ ابن الاشعث نے اغلب بن سوادہ تمیمی کو ان کی طرف بھیجا تو وہ الزاب تک پہنچ گیا اور ابوقرہ مغرب اقصیٰ کی طرف بھاگ گیا اور اغلب کے واپس آ جانے کے بعد پھر اپنے وطن میں واپس آ گیا۔

بربری قبائل کی بغاوت

جب 150ھ میں برابرہ نے عمرو بن حفص بن ابی صفرہ، جس کا لقب ہزار مرد تھا، کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا اور طنبہ میں اس کا محاصرہ کر لیا تو محاصرہ کرنے والوں میں ابوقرہ الیفرنی بھی اپنی قوم صفریہ کے چالیس ہزار جوانوں کے ساتھ شریک تھا، جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے ابوقرہ سے ساز باز کی کہ وہ اسے اس شرط پر چھوڑ دے کہ وہ اسے چالیس ہزار اور اس کے بیٹے کو چار ہزار دے دے گا، پس وہ اپنی قوم کے ساتھ چلا گیا اور برابرہ بھی طنبہ سے منتشر ہو گئے۔

اس کے بعد انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔ ابوقرہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار تین سو جوانوں کے ساتھ ان میں شامل تھا جن میں پچاس ہزار گھڑ سوار تھے۔

عمرو بن حفص کا انجام

اس محاصرہ میں عمرو بن حفص مر گیا اور یزید بن حاتم افریقہ کا والی بن کر آیا چنانچہ اس نے بربریوں کی فوجوں کو اور ان کے اتحادیوں کو پارہ پارہ

کر دیا۔ جب خوارج کا سرخیل حاتم کنڈی قتل ہو گیا تو اس کے بعد ابو قرہ اور بنو یفرن تلمسان میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلے گئے۔ پھر اس نے بنی یفرن سے جنگ کی اور یزید بن ابوحاتم، مغرب کے نواح میں دور تک چلا گیا اور بنی یفرن کے باشندوں میں اس قدر قتل و غارت کی کہ وہ مطیع اور محکوم ہو گئے۔ اس کے بعد بنی یفرن نے کوئی بغاوت نہیں کی اور افریقہ میں ابو یزید کو بنی وار کو اور مرجیصہ میں بڑی قدر و منزلت حاصل ہو گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۹

ابو یزید خارجی صاحب الحمار کے حالات اور

شیعوں کے ساتھ اس کے تعلقات

یہ شخص بنی وار کو میں سے تھا جو مرجیصہ کے بھائی بند ہیں اور یہ سب بنی یفرن کے ذیلی قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس کی کنیت ابو یزید اور نام مخلص بن کیداد تھا۔ اس کے نسب کے بارے میں اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہوا۔

”ابو محمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو یوسف الوراق نے ایوب بن ابی یزید کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اس کا نام مخلص بن کیداد بن سعد اللہ بن مغیث بن کرمان بن مخلص بن عثمان بن ورغث بن حویفر بن سمران بن یفرن بن جانانہ ہے جسے زنا تہ کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بزرگوں نے بھی زائدہ بن یفرن اور جانانہ کے ناموں کے بارے میں بتایا ہے۔“

ابن الرقیق کا بیان

اسی طرح ابن الرقیق نے بھی اسے بنی واسین بن ورسیک بن جانانہ کی طرف منسوب کیا ہے جن کے نسب کے متعلق اس فصل کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے۔

کیداد کے حالات

اس کا باپ کیداد، بلا و سوڈان میں تجارت کے لیے آیا جایا کرتا تھا، وہیں پر کر کو شہر میں ابو یزید اس کے ہاں پیدا ہوا، اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سیکہ تھا۔ یہ اسے ساتھ لے کر بلاد قسطلیہ میں قیطون زنا تہ میں واپس آیا اور تورا اور تقیوس کے درمیان پھرتا پھرتا تورا میں فردکش ہو گیا جہاں اس نے قرآن پڑھا اور تربیت پائی۔ نکار یہ سے میل ملاپ بڑھا تو ان کے مذاہب کی طرف مائل ہو گیا اور ان سے ان کے عقائد کا علم حاصل کر کے ان کا راہنما بن گیا پھر تہرت میں ان کے مشائخ کے پاس گیا اور جن دنوں عبید اللہ مہدی سجلماسہ میں قید تھا، اس نے ابو عبیدہ سے علم حاصل کیا اس دوران اس کا باپ کیداد سے فقر و افلاس کی حالت میں ہی چھوڑ کر مر گیا۔

اہل قیطون اسے اپنے زائدہ اموال دینے لگے اور یہ ان کے بچوں کو قرآن اور عقائد نکار یہ کی تعلیم دینے لگا۔ جب اس کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ اہل بیت کی تکفیر کرتا اور حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا ہے تو یہ خوف زدہ ہو کر تقیوس چلا گیا اور تورا اور تقیوس کے درمیان پھرتے پھرتے والیوں پر حملے کرنا لگا۔ پھر اس کے متعلق یہ بات بھی مشہور ہو گئی کہ یہ سلطان کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو والیوں نے اسے قسطلیہ میں قتل کرنے کی منت مانی۔ چنانچہ یہ 310ھ میں حج کو چلا گیا مگر جب اس کو تلاش کرنے والوں نے زچ کر دیا تو یہ طرابلس کے نواح میں تقیوس میں

واپس آگیا۔

ابو یزید کا تعاقب

جب عبد اللہ وفات پا گیا اور قائم نے اہل قسطلیہ کو اس کے گرفتار کرنے پر مجبور کیا تو یہ مشرق میں چلا گیا اور اپنا مقصد پورا کر کے اپنے وطن واپس آگیا۔ پھر 325ھ میں پوشیدہ طور پر توزر میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ اس کے متعلق ابن فرقان نے والی کے پاس شکایت کی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور زنا تہ فوراً اپنے علاقے میں آگئے اور ان کے ساتھ نکاریہ کا سرخیل ابوعمار نابینا بھی تھا۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے اس کا نام عبد الحمید تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے ابو یزید نے علم حاصل کیا تھا پس انہوں نے والی سے اسے رہا کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے ان سے بہانہ کیا کہ وہ اس سے محصول لینا چاہتا ہے، پس وہ ابو یزید کے بیٹوں فضل اور یزید کے پاس گئے، قید خانے پر حملہ کر کے محافظوں کو قتل کر دیا اور اسے قید خانہ سے نکال کر لے گئے۔ پس وہ بنی وارکلا کے علاقے میں چلا گیا اور ایک سال تک وہاں ٹھہرا رہا مگر جبل اور اس میں اور بنی برزال کے علاقوں میں جو جبال میں سیلہ کی جانب واقع ہیں، آتا جاتا رہا نیز مفراوہ میں سے بنی زنداک کے پاس آتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔

اور اس میں جنگی تیاریاں

پس یہ بازہ سواروں کے ساتھ ابوعمار کی معیت میں اور اس آیا اور یہ لوگ نوالات میں نکاریہ کے ہاں فردکش ہو گئے۔ اس کے اقرباء اور خوارج بھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے ساتھی ابوعمار نے اس سے ان شرائط پر بیعت کی کہ وہ شیعوں سے جنگ کریں گے، غنائم کو لوٹیں گے اور انہیں قیدی بنائیں گے نیز اگر وہ مہدیہ اور قیروان میں کامیاب ہو گئے تو ان کی حکومت شوریٰ سے ہوگی۔ یہ واقعہ 331ھ کا ہے۔

باغیہ کے حاکم کی خفیہ نگرانی

یہ لوگ حاکم باغیہ کی پوشیدہ طور پر بعض راستوں پر نگرانی کرنے لگے اور انہوں نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ پھر 332ھ میں وہاں کے بعض محلات کو بھی لوٹ لیا، اس طرح اس نے بربری قبائل کو بھی فتنہ میں ملوث کر دیا۔ اس کے بعد یہ انہیں ساتھ لے کر حاکم باغیہ کی طرف بڑھا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی، چنانچہ وہ جبل کے علاقوں میں چلے گئے اور حاکم باغیہ نے ان پر چڑھائی کی لیکن شکست کھا کر اپنے علاقے میں واپس آیا تو ابو یزید نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابو القاسم نے باغیہ کے حکمران کانون کی مدد کی غرض سے قائم کو مجبور کر کے کتامہ کی طرف بھیجا۔ جب فوجوں کی مدد بھیڑ ہوئی تو ابو یزید نے اپنے ساتھیوں سمیت ان پر شبنون مارا اور انہیں شکست دی لیکن وہ باغیہ کو سرنہ کر سکا۔ ابو یزید نے بنی واسین کے ان بربری قبائل کو خط لکھا جو قسطلیہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے تو انہوں نے 333ھ میں توزر کا محاصرہ کر لیا۔ تب وہ تیبہ کی طرف چلا گیا اور اس میں صلح کر کے داخل ہو گیا۔ پھر اسی طرح وہ بجایہ اور مراجنہ میں بھی داخل ہو گیا، انہوں نے اسے ایک سفیدی مائل سلیٹی رنگ کا گدھا ہدیہ دیا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ اس پر سوار ہوتا رہا یہاں تک کہ صاحب الحمار مشہور ہو گیا۔

ابو یزید کا اربض پر قبضہ

اربض میں اس کی اطلاع کتامہ کی فوجوں کو پہنچی تو وہ منتشر ہو گئیں اور اس نے اربض پر قبضہ کر کے اس کے امام الصلوٰۃ کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے تیبہ کی طرف بھی ایک فوج بھیجی جس نے اس پر قبضہ کر کے اس کے حاکم کو قتل کر دیا۔ جب مہدیہ میں قائم کو خبر پہنچی تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے شہروں اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے فوجوں کو بھیجا۔

بشری الصقلی کی سفارت

اب اس نے اپنے غلام بشری الصقلی کو باجہ کی طرف بھیجا اور لیسوڈ کو فوجوں کا سالار مقرر کیا تو اس نے مہدیہ کی جانب پڑاؤ ڈال دیا۔ خلیل بن اسحق کو قیروان کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ خود ابو یزید باجہ میں بشری کی طرف گیا اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ ابو یزید نے اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنا اعصاب پکڑا تو نکاریہ اس کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے پڑاؤ تک بشری کا مقابلہ کیا تو وہ شکست کھا کر تونس کی طرف چلا گیا۔ ابو یزید باجہ میں داخل ہو گیا اور اسے تاخت و تاراج کیا۔ بشری تونس کی طرف چلا گیا چنانچہ ہر طرف کے بربری مرتد ہو گئے پس اس نے تونس کو خیر باد کہہ دیا اور سوسہ چلا گیا۔ اور اہل تونس نے ابو یزید سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور ان پر والی مقرر کر کے وادی مجدہ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا، وہاں اس کی فوجیں آگئیں اور لوگ اس سے ڈر کر قیروان کی طرف بھاگ گئے، یوں جھوٹی افواہوں میں اضافہ ہو گیا۔

ابو یزید کی فوج کشی

اب ابو یزید نے اپنی فوجوں کو نواح افریقہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے وہاں پر غارت گری کی۔ بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا پھر وہ رفادہ کی طرف گیا تو وہاں کے کتامہ منتشر ہو کر مہدیہ چلے گئے چنانچہ ابو یزید ایک لاکھ فوج کے ساتھ رفادہ گیا پھر وہ قیروان کی طرف بڑھا تو وہاں پر خلیل بن اسحق قلعہ بند ہو گیا، اس نے اسے صلح کا چکمہ ڈے کر پکڑ لیا۔ جب اسے قتل کرنا چاہا تو ابوعمار نے اسے مشورہ دیا کہ اسے زندہ رہنے دیا جائے مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے قیروان میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا۔ مشائخ نے اس سے ملاقات کی تو اس نے ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس شرط پر انہیں امان دی کہ وہ شیعوں کے مددگاروں کو قتل کر دیں۔

قیروان کے ایلچی

اس نے اہل قیروان میں سے اپنے ایلچیوں کا ایک وفد قرطبہ کے اطاعت گزار حاکم ناصر اموی کے پاس بھیجا جو اس کی دعوت قائم کرنے والا اور اس کی مدد کا طالب تھا۔ ایلچیوں کا یہ وفد کامیابی کے ساتھ کچھ وعدے لے کر اس کے پاس واپس آیا، جب بھی اسی طرح کے حالات پیش آتے وہ ہمیشہ ہی ان باتوں کو دہراتا رہا۔ یہاں تک کہ 335ھ کے آخر میں اس نے اپنے بیٹے ایوب کو بھیجا اور ناصر کے باقی ماندہ عہد حکومت میں بھی اس کا اس کے ساتھ رابطہ رہا۔

میسور سے مقابلہ

اب میسور مہدیہ سے فوجوں کے ساتھ گیا اور ہوارہ کے بنو کلان بھاگ کر ابو یزید سے جا ملے۔ چنانچہ انہوں نے اسے میسور سے جنگ کرنے کی ترغیب دی تو وہ اس کے بالمقابل آ گیا۔ خوب جنگ ہوئی اور ابو یزید اور نکاریہ نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ میسور کو شکست ہوئی اور ابو کلان نے میسور کو قتل کر دیا۔ اس کے سر کو پہلے قیروان اور پھر مغرب کی طرف بھیج دیا نیز اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا۔

ابو یزید نے اپنی فوجوں کو شہر کی طرف بھیجا جو بزور قوت اس میں داخل ہو گئیں اور انہوں نے بہت قتل عام اور منڈہ کیا۔ اس طرح افریقہ کے نواح میں بھی بہت قتل عام ہوا اور بستیاں اور گھر خالی ہو گئے چنانچہ جو تلوار سے بچ گئے انہیں بھوک نے تباہ کر دیا۔ میسور کے قتل کے بعد ابو یزید لوگوں کو حقیر سمجھنے لگا پس وہ ریشم پہننے لگا اور چالاکیاں کرنے لگا۔ اسکے ساتھیوں نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر برا منایا اور شہروں کے رؤسا نے بھی اسے خطوط لکھے۔ اس دوران میں قائم مہدیہ میں بیچ و تاب کھا رہا تھا اور کتامہ اور منہاجہ کو اپنے ساتھ محاصرہ کرنے کے لیے جمع کر رہا تھا۔ ابو یزید بھی چل کر مہدیہ میں فروکش ہو گیا اور اس کی فوجوں نے یلغار کی جس میں انہیں ہمیشہ غلبہ حاصل ہوا۔ اس نے زویلہ پر قبضہ کر لیا اور جب وہ مصلیٰ میں ٹھہرا تو

قائم نے اپنے اصحاب سے کہا کہ وہ یہاں سے واپس چلا جائے گا لیکن اس نے مہدیہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ چنانچہ قابس، طرابلس اور نفوسہ کے بربری قبیلے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے ان پر تین بار چڑھائی کی اور ہر بار شکست کھا کر بھی باز نہ آیا اور چوتھی بار بھی یہی ہوا۔ پھر مہدیہ کا محاصرہ سخت کر دیا گیا چنانچہ بھوک سے ان کا برا حال ہو گیا۔ کتامہ نے قسطنطینہ میں اکٹھے ہو کر قائم کی امداد کے لیے پڑاؤ کر لیا۔ ابویزد نے یکموس المزاتی اور رجومہ کو ان کی طرف بھیجا تو قسطنطینہ سے کتامہ کی چھاؤنی کا خاتمہ ہو گیا اور قائم ان کی مدد سے مایوس ہو گیا۔ ابویزد کی فوجیں لوٹ مار کے لیے بکھر گئیں اور چھاؤنی خالی ہو گئی۔ اگرچہ ہوارہ اور بنی کملان کے سردار کے سوا کوئی آدمی وہاں باقی نہ رہا۔ قائم نے بربری قبائل سے بہت نامہ و پیام کیا مگر ابویزد نے انہیں شک میں ڈال دیا۔ لہذا ان میں سے بعض مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور باقی لوگ اپنے اپنے وطنوں کی طرف کوچ کر گئے۔ تب اس کے دوستوں نے اسے مہدیہ سے چلے جانے کا مشورہ دیا تو انہوں نے ان کی چھاؤنی کو خیر باد کہا اور 334ھ میں قیروان آگئے۔ اہل قیروان نے اسے گرفتار کرنے کی سازش کی تو اس نے ان کے مقابلہ میں کوئی مستعدی نہ دکھائی۔

ابویزد کو ابوعمار کی ملامت

ابویزد نے بکثرت دنیاوی مال حاصل کر لیا تھا، اس پر ابوعمار نے اسے برا بھلا کہا۔ تب اس نے ان کاموں سے توبہ کی اور باز آ گیا۔ اب اس نے پھر زہد و تقشف اختیار کر کے اُون پہننا شروع کر دیا۔ مہدیہ سے اس کے چلے جانے کی خبر پھیلی تو نکارنیہ نے تمام شہروں میں قتل عام شروع کر دیا۔ لہذا اس نے بھی اپنی فوجوں کو بھیجا، جنہوں نے نواحی علاقوں میں تباہی مچادی، شہری باشندوں پر بھی حملے کئے اور ان کے بہت سے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

ایوب کا حملہ

ابویزد نے اپنے بیٹے ایوب کو باجہ کی طرف بھیجا جس نے وہاں پر بربری قبائل اور دیگر نواحی علاقوں سے مدد ملنے کے انتظار میں چھاؤنی ڈال دی۔ اچانک حاکم مسیلہ علی بن حمدون اندلسی، کتامہ اور زوارہ کی فوجوں کے ساتھ وہاں آ پہنچا اور قسطنطینہ، اربض اور سفباریہ کے پاس سے بھی گزرا۔ چنانچہ اس نے ان میں سے کچھ فوجوں کو اپنے ساتھ لیا تو ایوب نے اس پر شب خون مارا جس سے اس کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ اس کے گھوڑے نے اسے سخت زمین پر گرا دیا لہذا وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر ایوب اپنی فوج کے ساتھ تونس کی طرف گیا اور تونس کا راز ہنما حسن بن علی شیعہ کے داعیوں میں سے تھا پس اس نے شکست کھائی پھر دوبارہ اسے حملے کا موقع ملا۔

حسن بن علی سے جنگ

حسن بن علی نے کتامہ کے علاقے میں جا کر ان کے ساتھ قسطنطینہ میں چھاؤنی ڈال دی۔ چنانچہ ابویزد نے بربری فوج کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ پھر ہر جانب سے بربری فوجیں ابویزد کے پاس جمع ہو گئیں جس سے اس کی قوت مستحکم ہو گئی۔

قلعہ سوسہ کا محاصرہ

اب اس نے سوسہ کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں منجیقین نصب کر دیں۔ شوال 334ھ میں قائم ہلاک ہو گیا اور اس کا بیٹا اسماعیل منصور خلیفہ بن گیا۔ اس نے بنفس نفیس سوسہ کی طرف جانا چاہا مگر اس کے ساتھیوں نے اسے روکا تو اس نے سوسہ کی طرف فوج بھیجی دی، جب فوج سوسہ پہنچی تو انہوں نے ابویزد سے جنگ کی جس میں ابویزد کو شکست ہوئی اور وہ قیروان چلا گیا جہاں اس کی ناکہ بندی ہو گئی۔ چنانچہ ابویزد کے ساتھی ابوعمار نے اسے دشمنوں کے گھیرے سے رہائی دلوائی اور وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔

قیروان پر قبضہ

اب منصور نے مہدیہ سے سوسہ اور پھر قیروان جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں کو معافی اور امان دے دی۔ اس نے ابویزید اور اس کے اہل و عیال سے حسن سلوک کیا لیکن ابویزید کو تیسری بار مکہ پہنچی تو اس نے حاکم قیروان کے خلاف جنگ کا ارادہ کر کے منصور کی فوج پر چڑھائی کر دی۔ اس پر شب خون مارا چنانچہ گھمسان کارن پڑا اور اس کے دوستوں نے بڑی بے جگری سے جنگ کی مگر دن کے آخری حصے میں پراگندہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے کئی بار حملے کیے لیکن منصور کو بھی گردن و نواح سے مدد مل گئی حتیٰ کہ 15 محرم کو اسے فتح حاصل ہو گئی۔ ابویزید شکست کھا کر پسا ہوا اور بہت سے بربری مارے گئے۔ منصور نے دور تک اس کا تعاقب کیا۔

محمد بن خزرج کا اظہار اطاعت

پھر وہ تبسہ سے گزر کر باغایہ جا پہنچا جہاں اسے محمد بن خزرج کا خط ملا جس میں اس نے اطاعت اور دوستی کے علاوہ مدد دینے کے لیے آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ دوسری طرف منصور نے اسے ابویزید کی نگرانی کرنے اور اسے گرفتار کرنے کے متعلق لکھا نیز اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے اس کام کے کرنے پر مال غنیمت کا بیسواں حصہ دے گا۔

منصور کی پیش قدمی

پھر وہ طنبہ کی طرف کوچ کر گیا جہاں مسیلہ کے حاکم جعفر بن علی نے اس سے تحائف و اموال کے ساتھ ملاقات کی۔ اسی اثناء میں اسے اطلاع ملی کہ ابویزید سکرہ میں مقیم ہے جہاں سے اس نے خط لکھ کر محمد بن خزرج سے مدد طلب کی مگر اسے اس کی خواہش کے مطابق جواب نہیں ملا۔

بسکرہ کی طرف کوچ

اب منصور بسکرہ کی طرف چلا گیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا۔ ابویزید جبل سالات میں بنی برزال کی طرف کوچ کر گیا، وہاں سے جبل کتامہ کی طرف چلا گیا جسے اس زمانے میں جبل عیاض کہتے ہیں۔ چنانچہ منصور بھی اس کے تعاقب میں دمرہ تک گیا جہاں ابویزید نے اس پر شب خون مارا، مگر شکست کھائی اور ناکام ہو کر جبل سالات کی طرف آ گیا۔ وہ پھر مال چلا گیا اور بنو کملان نے اسے چھوڑ دیا آخر کار منصور نے اسے محمد بن خزرج کے ایما پر امان دے دی۔

منصور کا مسلسل تعاقب

ابویزید کے تعاقب میں منصور بھی جبل سالات میں جا ترا پھر اس کے پیچھے مال تک گیا اور واپس آ کر منہاجہ کے علاقے میں داخل ہو گیا، یہاں اسے اطلاع ملی کہ ابویزید جبل کتامہ کی طرف بھاگ گیا ہے لہذا منصور بھی اس کی طرف پلٹا اور کتامہ، عجیہ، زدادہ، بنی زنداک، مزاشہ، مکناسہ اور مکلاشہ کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا، پس انہوں نے ابویزید اور نکاریہ کی فوجوں کے ساتھ جنگ کر کے انہیں شکست دی لیکن انہوں نے جبل کتامہ کی پناہ لے لی اور منصور مسیلہ کی طرف کوچ کر گیا۔

ابویزید قلعہ جبل میں

اب ابویزید قلعہ جبل میں محصور ہو گیا اور منصور نے اس کے سامنے ڈیرے ڈال دیے۔ قلعے کا محاصرہ کر کے اس نے کئی دفعہ قلعہ پر چڑھائی کی لیکن ابویزید نے ایک محل میں پناہ لے لی جو قلعے کی چوٹی پر واقع تھا۔ مگر اس کا بھی گھیراؤ کر لیا گیا اور بالاخر وہ اس میں داخل ہو گیا۔

ابوعمار کا قتل

اس جنگ میں ابوعمار تاہینا اور یکموس المزاتی قتل ہو گئے اور ابویزید بچ گیا مگر اس حالات میں کہ اسے اس کے تین اصحاب کے درمیان لوگوں

نے اٹھا رکھا تھا اور اس کے زخموں سے خون ٹپکتا تھا۔ چنانچہ اسی اثناء میں وہ سخت زمین کے ایک گڑھے میں گر پڑا جس سے مزید کمزور ہو گیا۔ صبح کو اسے منصور کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے علاج کرنے کا حکم دیا پھر اس نے اسے بلا کر اسے لعن طعن کی اور اس پر حجت قائم کی لیکن اس کا خون بہانے سے پہلو پٹی کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر کے اسے مہدیہ کی طرف بھیج دیا۔ اس سے اچھا سلوک کر کے اس پر اجسان کیا۔

ابو یزید کا انجام

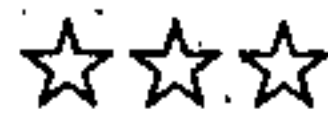
زخموں سے چور ابو یزید کو پنجرے میں واپس لے جایا گیا مگر وہ 335ھ میں ان مہلک زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مر گیا۔ چنانچہ اس کے حکم سے اس کی کھال کھینچی گئی اور اس میں توڑی بھردی گئی تب اسے قیروان میں پھرایا گیا۔ اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھاگ کر اس کے بیٹے فضل کے پاس چلی گئی جو معبد بن خزر کے پاس رہتا تھا۔ اس پر انہوں نے منصور کی فوج کے بچھلے حصے پر حملہ کر دیا اور منہاجہ کے امیر زیری بن مناد نے بھی چھپ کر ان پر حملہ کر دیا، منصور مسلسل ان کے تعاقب میں رہا یہاں تک کہ مسیلہ جا اتر ا جہاں معبد کا اثر ختم ہو گیا۔ اس اثنا میں اسے اپنے پڑاؤ میں تیہرت کے گورنر حمید بن یصل کی بغاوت کی خبر ملی جو ان کے دوستوں میں سے تھا اور یہ کہ وہ تنس سے سمندر کے راستے وادی کے کنارے تک آپہنچا ہے پس وہ تیہرت کی طرف بھاگ گیا اور تیہرت اور تنس پر اس نے وادی مقرر کر دیا۔

قبیلہ لواتہ پر یلغار

پھر اس نے لواتہ پر یلغار کا ارادہ کیا مگر وہ رمال کی طرف بھاگ گئے۔ لہذا وہ 335ھ میں افریقہ کی طرف واپس آ گیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کی فضل بن ابو یزید نے قسطلیہ کے گرد و نواح میں غارت گری کی ہے تو اسی سال وہ اس کی تلاش میں نکلا اور قفصہ پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے الزاب کے نواح میں پہنچا اور اس کے نزدیک ماداس کا جو قلعہ تھا، اسے فتح کر لیا۔

ابو یزید کے بیٹوں کا انجام

اس عرصے میں فضل رمال کی جانب بھاگ گیا اور اس نے منصور کو عاجز کر دیا۔ یہ 336ھ میں قیروان واپس آ گیا اور فضل، جبل اور اس کی طرف چلا گیا۔ پھر وہاں سے اس نے باغایہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس کے ساتھیوں میں سے ماطیط بن یعلیٰ نے اس سے غداری کی اور اس کا سر کاٹ کر منصور کے پاس لے آیا، اس طرح ابو یزید اور اس کے ایک بیٹے کا معاملہ ختم ہو گیا اور ان کی فوج بکھر گئی۔ اس کے بعد مفراوہ کے رؤسا میں سے عبداللہ بن بکار نے ایوب بن ابو یزید کو قتل کر دیا۔ وہ بھی اس کے سر کو منصور کے پاس لے آیا تاکہ اس کا قرب حاصل کرنے۔ اس کے بعد منصور نے بنی یفرن کے قبیلوں کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی دعوت کے اثرات کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ تعالیٰ وحدہ



باب: ۱۰

بنی یفرن کی مغربِ اوسط اور مغربِ اقصیٰ میں پہلی حکومت

زناتہ کے بنی یفرن کے بہت سے ذیلی قبیلے ہیں جو مختلف وطنوں میں رہتے ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، ان میں سے بنی وار کو اور مرغیصہ افریقہ میں اور کچھ تلمسان کے آس پاس رہتے تھے۔ تلمسان اور تاہرت کے درمیان بھی کچھ اقوام رہتی ہیں جن کی تعداد بہت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان شہر کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم آگے چل کر اس کا ذکر کریں گے۔

طنبہ کا محاصرہ

انہی قبیلوں میں سے عباسی دور حکومت کی ابتداء میں اس جانب ابو قرہ المترنی بھی تھا جس نے طنبہ میں عمر بن حفص کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جب ابو یزید کا معاملہ ختم ہو گیا اور منصور نے افریقہ میں رہنے والے بنی یفرن کو قتل کر دیا تو ان لوگوں نے جو تلمسان کے نواح میں رہتے تھے، اپنے وفد بنائے۔ ابو یزید کے زمانے میں ان کا رہنما محمد بن صالح تھا۔

محمد بن صالح کا انجام

جب منصور نے محمد بن زرارہ اور اس کی قوم مفر اوہ کے معاملے کو سنبھالا تو اس کے اور بنی یفرن کے درمیان جنگ ہوئی جس میں محمد بن صالح، بنی یفرن کے عبداللہ بن بکار کے ہاتھوں مارا گیا جو بنی یفرن کے ہاں مقیم تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یعلیٰ نے اس کا کام سنبھال لیا تو اس کی بہت شہرت ہو گئی اور اس نے یفکان شہر کی حد بندی کی۔

الناصر کی دعوت

عبدالرحمن الناصر نے جب وادی کے کنارے پر رہنے والے زناتہ کو امویوں کی اطاعت کی دعوت دی اور ان کے بادشاہوں سے دوستی کرنا چاہی تو یعلیٰ نے جلدی سے اس کی بات کو قبول کر لیا، خیر بن محمد خزر اور اس کی قوم مفر اوہ نے بھی اس معاملے میں اس سے اتفاق کیا۔ اس نے 298ھ میں دہران پر چڑھائی کر کے محمد بن عون سے اسے چھین لیا جسے کتامہ کے صولات اللمیطی نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ یعلیٰ نے بزور قوت اس میں داخل ہو کر اسے برباد کر دیا۔

خیر بن محمد کی یلغار

یعلیٰ نے خیر بن محمد کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی تو میسور انحصی لمایا سے اپنے پیروکاروں کے ساتھ اس کے مقابلے میں نکلا۔ پس اس نے انہیں شکست دی اور تاہرت پر قبضہ کر کے میسور اور عبداللہ بن بکار کو گرفتار کر لیا۔ پھر خیر بن محمد نے اسے یعلیٰ بن محمد کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس سے انتقام لے لے مگر اس نے اپنے خون کا ہم پلہ ہونے کی وجہ سے اس بات کو پسند نہ کیا اور اسے یفرن کے ان لوگوں کی طرف بھیج دیا جن پر اس نے حملہ کیا تھا۔

یعلیٰ کی سرگرمیاں

مغرب کی طرف سلطان یعلیٰ کی عظمت بڑھ گئی تو اس نے تاہرت سے طنجہ تک ہر مسجد کے منبر پر عبدالرحمن الناصر کا خطبہ پڑھایا۔ چنانچہ اس نے الناصر سے درخواست کی کہ وہ اپنے گھرانے کے آدمیوں کو مغرب کے شہروں پر والی مقرر کرے پس اس نے فاس پر محمد بن الخیر بن محمد بن عیشیرہ کو مقرر کیا اور محمد نے اپنی حکمرانی کے ایک سال میں درویشی اختیار کیے رکھی اور اندلس میں جہاد اور پڑاؤ کے لیے اجازت طلب کی تو اس نے اس کی اجازت دے دی۔ اس کے عم زاد احمد بن ابوبکر بن احمد بن عثمان بن سعید کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا جس نے 344ھ میں ماونتہ القرویہ میں کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور سلطان یعلیٰ بن محمد ہمیشہ ہی مغرب میں بڑی عظمت کا حامل رہا یہاں تک کہ 347ھ میں المعز الدین اللہ کے بعد اس کے کاتب جوہر الصقلی نے قیروان سے مغرب تک جنگ کی۔

امیر زناتہ اور جوہر الصقلی

جب جوہر فوجوں کے ساتھ نکلا تو مغرب کے امیر زناتہ یعلیٰ بن محمد ایفرنی نے اس سے ملاقات کر کے اس کی اطاعت کو قبول کرنے اور اپنی قوم بنی یفرن اور زناتہ کے عہد بیعت کو توڑ کر اس کے ساتھ مل جانے میں جلدی کی۔ چنانچہ جوہر نے بظاہر ان باتوں کو قبول کر لیا مگر دل میں اس کو

ٹھکانے لگانے کی ٹھان لی۔ اس مقصد کے لیے اس نے اپنے شہر سے نکلنے کا دن منتخب کیا اور خفیہ طور پر اپنے بعض بااعتماد پیر و کاروں کو یہ بات بتادی جنہوں نے فوج کے عقب میں ایک پارٹی پر حملہ کر دیا۔ پس کتامہ، منہاجہ اور زاناتہ کے سردار نہایت سرعت سے ان کی طرف گئے اور یعلیٰ کو پکڑ لیا اور پھر اس کو ایک تنور میں پھینک دیا گیا بعد ازاں کتامہ اور منہاجہ کے جوانوں نے نیزوں سے اس کا کچھ مر نکال دیا۔ ان قبائل میں اس کا خون رائیگاں چلا گیا۔ جوہر نے یفکان کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ چنانچہ زاناتہ اس کے سامنے سے بھاگ گئے اور ان کے مطالبات کی حقیقت واضح ہو گئی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ جب جوہر الصقلی تاہرت سے جنگ کر کے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں اُسے یعلیٰ ملا، اس نے شلف کے قریب اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، جس کے بعد بنی یفرن کی جماعت منتشر ہو گئی اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ کچھ عرصہ بعد اس کے بیٹے بدوی کے پاس مغرب میں اکٹھے ہوئے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

ان قبیلوں کے بہت سے لوگ اندلس چلے گئے ان کے حالات اپنے موقع پر بیان ہوں گے۔ چنانچہ بنی یفرن کے ان لوگوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن کچھ مدت کے بعد یہ حکومت دوبارہ فاس میں قائم ہوئی پھر بالآخر سلا میں مستقل طور پر قائم ہو گئی اور وہاں ان میں باری باری حاکم مقرر ہوتے رہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ



باب: ۱۱

بنی یفرن کی مغربِ اقصیٰ میں دوسری حکومت

جب جوہر الصقلی نے المعز کے سلطان یعلیٰ بن محمد امیر بنی یفرن پر حملہ کیا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے 347ھ میں مغرب پر قبضہ کر لیا جس سے بنی یفرن کی جمعیت منتشر ہو گئی اور اس کا بیٹا بدوی بن یعلیٰ مغربِ اقصیٰ کو چلا گیا جہاں سے اس نے جوہر کے حالات دریافت کئے تو وہ بھاگ کر صحرا میں چلا گیا اور وہیں رہا۔ یہاں تک کہ جوہر مغرب سے واپس آ گیا۔ کہتے ہیں کہ جوہر نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا لیکن کچھ عرصہ بعد وہ قید خانے سے بھاگ گیا اور اس کی قوم بنی یفرن نے متفقہ طور پر اسے اپنا سردار بنا لیا۔ جوہر نے مغرب سے واپسی پر سبزہ زار کی طرف پناہ لینے والے ادارہ اور بلا دغمارہ پر ان میں سے بنی محمد کے شیخ حسن بن کنون کو حاکم مقرر کیا۔

المستنصر کی سرگرمیاں

الحکم المستنصر نے 305ھ میں اپنی حکومت کے آغاز میں ہی اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلحہ کو مغرب پامال کرنے اور ادارہ کے باقی لوگوں کا قلع قمع کرنے کے لیے فوجوں کے ساتھ بھیجا، چنانچہ وہ فوجوں کے ساتھ گیا اور ان کے شہروں پر غالب آ گیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس نے 365ھ میں ان سب کو مغرب سے اندلس کی طرف بھگا دیا۔

امویوں کی دعوت

تب اس نے مغرب میں امویوں کی دعوت کے لیے راہ ہمواری کی، اس کا آقا الحکم اپنے غلام غالب کے پاس آیا اور اسے سرحد کی ناکہ بندی کے لیے واپس بھیج دیا۔ پھر مغرب پر یحییٰ بن محمد بن ہاشم انجیبی کو حاکم مقرر کیا جو سرحد کا حاکم اعلیٰ تھا اور جس کو اس نے اجازت دی کہ وہ عرب فوجوں اور سرحدی فوجوں کے ساتھ غالب کی مدد کرے۔ یہاں تک کہ الحکم کو فالج کی بیماری نے آلیا۔ چنانچہ مغرب میں مروانیہ کی ہوا تھم گئی اور حکومت سرحدوں کی ناکہ بندی اور دشمن کے دفاع کے لیے اپنے جوانوں کی محتاج ہو گئی۔ لہذا اس نے یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو وادی کے کنارے سے طلب کیا اور حاجت

مضجی کو الزاب اور میلہ کے امیر جعفر بن علی حمدون کے ذریعے مدد دینے کہ کہا جو شیعوں کے بلانے پر ان کی طرف آ رہا تھا۔ ان لوگوں کو حکومت سے وادی کے علاقے میں جس فائدے اور راحت کی امید ہو سکتی تھی اس پر انہوں نے اتفاق کر لیا اور گھنے جنگلات میں جو بربری قبیلے رہتے تھے، ان سے بھی مدد طلب کی کیونکہ انہوں نے بھی مصیبت کے دنوں میں اُسے سرگرداں رکھا تھا اور تکلیف بڑھانے میں کچھ کسر نہ چھوڑی تھی۔

بربری فوج قرطبہ میں

جب قرطبہ میں بربری فوجیں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اسے اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا۔ انہوں نے ان دونوں کو وادی کے کنارے کے ملوک کو خلعتیں دینے کے لیے خلعتیں، بہت سامال اور لباس فاخرہ دیے۔ چنانچہ جعفر 365ھ میں مغرب کی طرف گیا اور وہاں کا نظم و ضبط قائم کیا۔ زناتہ کے ملوک میں سے بدوی بن یعلیٰ امیر بنی یفرن اور اس کا عم زاد بخت بن عبد اللہ بن بکار، محمد بن الخیر بن خزر اور اس کا عم زاد بکاس ابن سید الناس، عطیہ بن تادہا کے دونوں بیٹے زیری اور مقاتل، خزرون اور ابن سعید امیر مفر اوہ، اسماعیل بن البوری امیر مکناسہ، محمد اور ابن محمد الادخی وغیرہ اکٹھے ہو گئے تو ان میں سے بدوی بن یعلیٰ طاقت اور حسن اطاعت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ الحکم نے اس کی جگہ ہشام الموید کو حاکم مقرر کر دیا اور محمد بن ابی عامر حجابت کا کام تنہا کرنے لگا۔ اس نے وادی کے شہر سبتہ پر اپنا حاکم مقرر ہونے پر اکتفا کرتے ہوئے سلطان کی فوجوں اور حکومت کے آدمیوں کے ساتھ مل کر اس کا انتظام کیا، اسے ارباب تیغ و قلم سے زینت دی اور اس کے ماوراء علاقے کا نظم و ضبط سنبھالنے کے لیے ملوک زناتہ پر اعتماد کیا چنانچہ انہیں انعامات اور خلعتوں سے نوازا اور ان کے وفود کا احترام کرنے لگا۔ لہذا جو شخص ان میں سے سلطان کے وظیفہ خواروں کی فہرست میں نام لکھانے میں رغبت کرتا، اس کی عزت کرنے لگا۔ لہذا وہ حکومت کی عملداری اور دعوت کے پھیلائے میں کوشش کرنے لگے۔ پھر اس نے وادی کے کنارے کے امیر جعفر بن علی اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان عداوت پیدا کر دی چنانچہ یحییٰ نے شہر کو اپنے لیے حاصل کیا اور اکثر آدمیوں کو بھی ساتھ لے گیا۔

امیر جعفر کا حال

پھر جعفر پر بھی وہی مصیبت آ پڑی جو اس نے جنگ کے دنوں میں برغواطہ پر ڈالی تھی۔ محمد بن ابی عامر نے اس کی استقامت اور چوکسی کو دیکھ کر اپنی حکومت کے آغاز میں اسے بلایا اور اندلس میں الحکم سے اسے جو تکلیف پہنچی تھی اس کا حساب چکایا۔ پھر وہ اس کے بھائی کے لیے مغرب کی عملداری سے الگ ہو گیا اور سمندر پار کر کے ابن ابی عامر کی طرف گیا جہاں وہ ایک اچھی جگہ پر اتر گیا۔ چنانچہ زناتہ تابعداری کے ذریعے حکومت کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے۔

خزرون کا حملہ

پس خزرون بن فلفول نے 336ھ میں سبلماسہ پر حملہ کیا اور اس میں داخل ہو کر آل مدرار کی حکومت کا خاتمہ کر دیا چنانچہ منصور نے اسے وہاں کا حکم مقرر کر دیا جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔

امیر بلکین کا حملہ

اس فتح کے بعد افریقہ کے امیر بلکین بن زیری نے 369ھ میں شیعہ کے لیے مغرب پر اپنا مشہور حملہ کیا۔ محمد بن ابی عامر نے بنفس نفیس اس کے دفاع کے لیے قرطبہ سے جزیرہ کی طرف کوچ کیا جہاں اس نے بیت المال سے سو توڑے اٹھائے اور پھر لاتعداد فوج لے کر گیا۔ جعفر بن علی بن حمدون سبتہ کی طرف بڑھ گیا اور ملوک زناتہ بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ بلکین اس کو چھوڑ کر برغواطہ سے جنگ کرنے کے لیے واپس آ گیا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں 373ھ میں وفات پا گیا۔ جعفر اپنے مقام کی طرف یعنی ابن ابی عامر کے پاس لوٹ آیا مگر اس نے اس کے قیام سے

موافقت نہ کی۔ اس دوران میں حسن بن کنون قاہرہ سے عبدالعزیز بن نزار بن معد کا خط لے کر افریقہ کے حاکم بلکین کے پاس آیا کہ وہ مغرب کے بادشاہ کو اپنے مال اور فوج سے مدد دے۔ چنانچہ بلکین نے اس مقصد کے لیے اسے خاصا مال عطا کیا نیز بعد میں اس سے دگنا مال دینے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر وہ مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں پر مروانیہ کی اطاعت مستحکم ہو چکی ہے۔ کچھ مدت کے بعد بلکین فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے منصور نے اس کے کاموں سے بے رغبتی اختیار کی، چنانچہ اس نے حسن بن کنون کو اپنے پاس بلا لیا۔

محمد بن عبداللہ عسکراجہ

ابو محمد بن ابی عامر نے اپنے عم زاد محمد بن عبداللہ کو جس کا لقب عسکراجہ تھا، 375ھ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا۔ وہ خود اس کے پیچھے پیچھے جزیرہ کی طرف آیا تا کہ راقصہ پر چڑھائی کرے۔ جب حسن بن کنون کا گھیراؤ ہو گیا تو اس نے امان طلب کی۔ عمرو اور عسکراجہ اس کے ضامن ہوئے اور اس نے اسے الحضرہ کی طرف واپس کر دیا۔ ابن ابی عامر بھی اس سے آگے نہ بڑھا تھا کہ اس نے سوچا، اس کی بکثرت عہد شکنی کی وجہ سے اس کا کوئی اعتبار نہیں لہذا اس نے اپنے ایک قابل اعتبار آدمی کو اس کا سر لانے کو بھیجا۔ اس طرح ادارہ کی حکومت اور ان کے اثر کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اس نے اپنی کارکردگی سے عمرو اور عسکراجہ کو برا فروختہ کر دیا۔ منصور کے پاس اس کے متعلق جن باتوں کی چغلی کی گئی تھی ان کے رد عمل سے بچنے کے لیے وہ فوج کی طرف چلا گیا۔ آخر کار منصور نے اسے وادی کے کنارے سے بلایا اور اسے اس کے مقتول ابن کنون کے پاس پہنچا دیا۔

حسن بن احمد کی وزارت

اس نے وادی کے کنارے پر وزیر حسن بن احمد بن عبدالودود سلمیٰ کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کے منصب میں اضافہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ہاتھوں سے خوب مال دیا اور 376ھ میں اپنی عملداری میں پہنچ گیا۔ اس نے مغرب کا نظم و نسق نہایت اچھی طرح چلایا جس سے برابر اس سے خوفزدہ ہو گئے وادی کے کنارے پر یہ فاس کے مقام پر اترتے تو وہاں کے سلطان نے اس کی مدد کی جس سے اس کی فوج میں اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح مضافات کے ملوک بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے حتیٰ کہ اس نے ابن ابی عامر کو اس کی ہتھیار دھری کے انجام سے ڈرایا اور اس کی اطاعت کی آزمائش کرنے کے لیے اسے بلایا تو وہ جلدی سے اس کے ساتھ مل گیا پس اس نے اس کی عزت میں اضافہ کر دیا اور اسے دوبارہ اس کے کام پر مقرر کر دیا۔

بدوئی کا مقابلہ

ملوک زناتہ میں سے بدوی بن یعلیٰ امویوں کے متعلق بڑا مضطرب اور ان کی اطاعت سے بہت خوفزدہ تھا۔ منصور بن ابی عامر نے اس کے ساتھی زیری بن عطیہ کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کی لیکن دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے مقابلہ میں مسلسل استقامت دکھاتا تھا۔ منصور زیری کی طرف بہت میلان رکھتا تھا اور اس کے خلوص، اس کی اطاعت اور نیک نیتی نیز اس کے پاس بے دھڑک چلے آنے کی وجہ سے اس پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ اس کو امید تھی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کا مقابلہ کر کے اس سے قیادت حاصل کرے گا لہذا اس نے 377ھ میں زیری کو الحضرہ طلب کیا جس پر وہ جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس سے ملاقات کی۔ منصور نے اس کا نہایت شان دار طریق پر استقبال کیا اور اسے بڑے انعامات سے نوازا پھر اس نے بدوی کو بھی یہی زحمت دی مگر وہ نہ آیا بلکہ اس نے اس کے ایلچی سے کہا کہ ابن ابی عامر سے کہنا کہ اس نے جنگلی گدھوں کو کبھی نعل بندوں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے۔ بعد ازاں اس نے خوب کھل کر فساد شروع کر دیا۔

اس کے مقابلے میں حسن بن عبدالودود حاکم مغرب اپنی اور اندلسی فوجوں کے علاوہ وادی کے بادشاہوں کے ساتھ زیری بن عطیہ کی مدد کے لیے گیا اور بدوی نے بھی ان کے مقابلے میں فوج اکٹھی کر کے 381ھ میں ان سے جنگ کی جس میں اسے غلبہ حاصل ہوا اور سلطان کی فوج کے ساتھ مفرادہ کی فوجیں بھی شکست کھا گئیں۔ چنانچہ انہوں نے خوب قتل عام کیا۔ وزیر حسن بن عبدالودود کو بھی کئی زخم آئے جن سے وہ کچھ دن بعد

ہلاک ہو گیا۔ ابن ابی عامر کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ غمگین ہو گیا اور اس نے زیری کو فاس کا نظم و نسق سنبھالنے اور حسن کے ساتھیوں کو مدد دینے کے لیے لکھا پھر اسے مغرب کا والی مقرر کر دیا۔ بدوی نے متعدد بار فاس میں اس کا مقابلہ کیا۔ اس کا مفصل تذکرہ ہم ان کی حکومت کے ذکر میں کریں گے۔

زیری کی بغاوت

ابوالہبار بن زیری بن مناد منہاجی نے اپنی قوم سے الگ ہو کر شیعوں کی اطاعت کو خیر باد کہا پھر اپنے بھائی منصور بن بلکین حاکم قیروان سے بغاوت کر کے سواحل تلمسان میں چلا آیا جہاں اس نے ابن ابی عامر کے ساتھ ماوراء کے علاقے سے گفتگو کی۔ اپنے بھتیجے اور اپنی قوم کے سرداروں کو جب اس کے پاس بھیجا تو اس نے فاس میں زیری کے ساتھ اسے اموال و عطیات دیے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ یوں دونوں کو بدوی کی مدافعت پر اکٹھا کرنے سے اس کی حالت ان دونوں کے درمیان خراب ہو گئی یہاں تک کہ ابوالہبار اپنے بھتیجے منصور کی حکومت میں واپس چلا گیا۔ اب زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی جس میں اس کو فتح حاصل ہوئی۔ ابوالہبار پہلے سبتہ چلا گیا، پھر اپنی قوم کی طرف واپس آیا۔ اس کے بعد زیری کو بڑی عظمت حاصل ہو گئی۔

بدوی اور زیری کی جنگ

زیری اور بدوی کے درمیان جنگ ہوئی جس میں زیری نے اس کی چھاؤنی اور سب مال اسباب لوٹ لیا چنانچہ اس کی بیوی بھی قیدی بنالی گئی۔ اس کی قوم کے تقریباً تین ہزار سواروں کو زیری نے قتل کر دیا اور وہ 383ھ میں فرار ہو کر صحرا کی طرف چلا گیا اور پھر وہیں مر گیا پس اس کی قوم کی امارت اس کے بھائی زیری بن یعلیٰ کے بیٹے حبوس نے سنبھالی۔

بعد ازاں اس کے عم زاد ابوبیداس بن دوناس نے امارت کے لالچ میں اسے قتل کر دیا لیکن اس کی قوم نے اس کے سردار بننے میں اختلاف کیا چنانچہ وہ اپنی آرزو میں ناکام ہو گیا اور اپنی قوم کی ایک بڑی فوج کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔

حمامہ کی امارت

اس کے بعد بنی یفرن کی امارت حبوس مذکور کے بھائی حمامہ بن زیری بن یعلیٰ نے سنبھالی جس سے بنی یفرن کی حالت درست ہو گئی۔ بدوی کے حالات میں کئی دفعہ اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ اس کے اور زیری بن عطیہ کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور یہ دونوں یکے بعد دیگرے فتح حاصل کر کے فاس کی حکومت حاصل کرتے تھے۔ جب زیری منصور کے پاس آیا تو بدوی نے فاس پر قبضہ کر کے مفراوہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب زیری واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہو گیا۔ چنانچہ زیری نے جنگ کی اور مفراوہ اور بنی یفرن کے بہت سے لوگوں کو اس محاصرے سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر زیری نے 383ھ میں بزور قوت فاس میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو دار الخلافہ قرطبہ میں بھیجا۔

واللہ اعلم

اور جب بنی یفرن نے حمامہ پر اتفاق کر لیا تو وہ انہیں مغرب میں شمالہ مقام پر لے گیا اور اس مقام پر نیز اس کے ارد گرد کے علاقے تا ذلہ پر قبضہ کر لیا گویا اسے زیری سے چھین لیا اور بنی یفرن کا سردار ہمیشہ اسی عملداری میں رہا۔ زیری اور مفراوہ کے ساتھ اس کی مسلسل جنگ جاری رہی البتہ حاکم قیروان منصور کے ساتھ اس کو محبت تھی۔ چنانچہ 406ھ میں جب وہ قلعہ میں اپنے چچا حماد کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، اس نے منصور کو ہدیہ بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی زادی بن زیری کو بھیجا تو اس نے ڈھولوں اور جھنڈوں کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔

ابوالکمال کی امارت

جب حمامہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بھائی امیر ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ نے بنی یفرن کی امارت سنبھالی۔ چنانچہ اس نے خود کو

ان کی حکومت کے لیے مخصوص کر لیا۔ چونکہ وہ اپنے دین میں مخلص اور جہاد کا دلدادہ تھا لہذا وہ برغوالہ سے جہاد کے لیے واپس گیا جہاں اس نے مفر اوہ سے صلح کر لی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے اجتناب کیا لیکن جب 424ھ کا سال آیا تو ان دونوں قبیلوں یعنی بنی یفرن اور مفر اوہ کے درمیان از سر نو عداوت پیدا ہو گئی اور قدیم کینے بھڑک اٹھے۔ ابوالکمال حاکم شالہ اور تاذلہ نے یفرن کی فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی اور حمامہ بن المعز قبائل مفر اوہ کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا۔ ان کے درمیان متعدد جنگیں ہوئیں جس سے مفر اوہ پر اگندہ ہو گئے اور حمامہ وجده کی طرف بھاگ گیا لہذا امیر ابوالکمال تمیم اور اس کی قوم فاس پر قابض ہو گئے۔ مفر اوہ مغرب کی عملداری پر غالب آ گئے۔ تمیم نے فاس شہر کے یہودیوں کو لوٹا، ان کے جانوروں کو مارا اور ان کی مقدس اشیا کو مباح قرار دے دیا۔

پھر حمامہ نے وجده سے مفر اوہ اور زنانہ کے بقیہ قبائل کو جمع کیا۔ اسی طرح مغرب۔ اوسط کے تمام علاقے کی قیام گاہوں میں لوگوں کو جمع کرنے والے کارندے بھیجے۔ آخر وہ تنس کے زعماء سے فریاد کرتا ہوا وہاں پہنچا اور جو لوگ وہاں سے دور تھے، ان سے اس نے خط و کتابت کی۔ 429ھ میں اس نے فاس پر چڑھائی کر دی پس ابوالکمال تمیم وہاں سے بھاگ کر اپنے ملک کے دار الخلافہ شالہ میں چلا گیا اور اپنی وفات تک اپنی عمل داری میں ہی اقامت پذیر رہا۔ اس کی وفات 446ھ میں ہوئی۔

ولی عہد حماد

اس کے بعد اس کا بیٹا حماد والی بنا یہاں تک کہ وہ بھی 339ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف والی بنا اور وہ بھی 458ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا چچا محمد بن امیر ابی تمیم والی بنا جو لتونہ کی جنگوں میں اس وقت ہلاک ہو گیا جب تمام مغرب پر ان کا غلبہ ہو چکا تھا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

والمملک للہ یوتیہ من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین

ابویداس بن دوناس نے حبوس بن زیری بن یعلیٰ بن محمد سے جنگ کی۔ جب بنو یفرن نے اس کے بارے میں اختلاف کیا اور وہ ان کو اکٹھا کرنے میں ناکام ہو گیا تو 482ھ میں سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا جہاں اس کے بھائیوں ابوقرہ، ابو زید اور عطف نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی۔ چونکہ ان سب کو منصور کے ہاں ترجیح اور عزت حاصل تھی، اس لیے اسے بھی جملہ رؤساء اور امراء میں شامل کر کے وظیفہ اور جاگیریں انعام میں دی گئیں۔ اس کے جوانوں کے علاوہ اس کی قوم کے ان لوگوں کے نام بھی مراعات یافتہ کے زمرے میں لکھوائے گئے جو اس کے ساتھ آئے تھے۔ پس اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور حکومت میں اس کی شان بلند ہو گئی۔

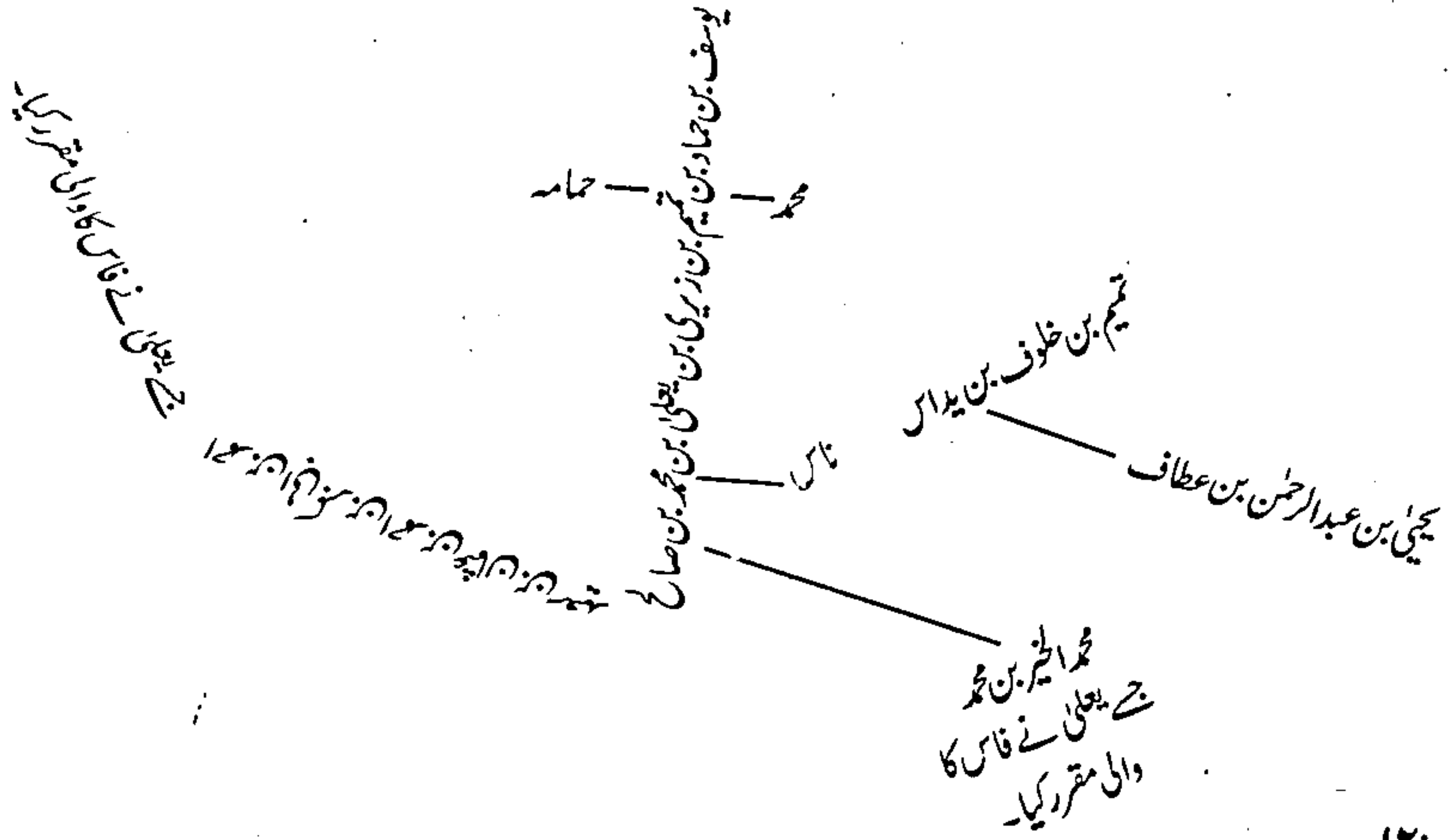
خلافت کے لیے جنگ

جب اندلس کی خلافت میں ابتری پھیل گئی تو اس نے اندلس کی فوجوں کو لے کر بربری قبائل کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا اور میدان جنگ میں بڑے عجیب و غریب کارنامے دکھائے۔

قرطبہ پر قبضہ

جب 400ھ میں المستعین نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور اندلس کے بربری اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تو مہدی سرحدوں پر چلا گیا۔ جلالقہ کے طاغیہ نے بھی فوجیں جمع کیں جن کے ساتھ اس نے غرناطہ پر چڑھائی کر دی۔ المستعین جب اپنی بربری فوجوں کے ساتھ ساحل تک آیا تو مہدی نے بھی اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ پھر وادی ایرہ میں دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ فریقین کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں بربری فوجوں کی سخت آزمائش ہوئی۔ اس اثنا میں ابویداس کی شہرت خاصی پھیل گئی اور گھمسان کی جنگ کے بعد مہدی، طاغیہ اور ان کی فوجیں شکست کھا گئیں۔ ابویداس بن دوناس کو میدان کارزار میں مہلک زخم آیا جس سے آخر کار وہ مر گیا اور وہیں دفن کیا گیا۔

اس کے بیٹے خلوف اور اس کے پوتے تمیم بن خلوف اندلس میں زنا تہ کے جوانوں میں سے تھے جن کو شجاعت اور امارت حاصل تھی۔ یحییٰ بن عبدالرحمن جو اس کے بھائی عطف کا بیٹا تھا، وہ بھی ان جوانوں میں شامل تھا جن کو بنی حمود اور قاسم میں خصوصی مرتبہ حاصل تھا اور اس نے اپنے دور خلافت میں سے قرطبہ کا والی مقرر کیا تھا۔ والبقاء لله وحده



اندلس میں ابونور بن ابوقرہ کی حکومت

ابونور بن ابوقرہ بن ابو یفرن ان بربری جوانوں میں سے تھا جن سے ان کی قوم نے ہنگامی حالت میں مدد مانگی تھی۔ چنانچہ اس نے ایام الطوائف میں رندہ پر غلبہ پالیا نیز وہاں سے 405ھ میں امویوں کے غلام عامر بن فتوح کو نکال کر اس پر قبضہ کر لیا اور خود وہاں کا بادشاہ بن گیا۔

ابن عباد

اشبیلیہ میں جب ابن عباد کی طاقت بڑھ گئی اور اس نے مضافات و سرحدات پر قبضہ کر لیا تو اس کے اور ابونور کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ حاکمیت اور انحراف میں اس کے احوال اس سے مختلف ہو گئے اور 443ھ میں بربری قبائل کے ساتھ رندہ اور اس کے مضافات بھی اس کے قبضے میں آ گئے۔ اس کے بعد اس نے 450ھ میں اسے ایک ویسے میں شرکت کی دعوت دی اور ایک خط کے ذریعے اس سے سازش کی یعنی اسے اپنے محل کی ایک لونڈی کی زبانی اس کے بیٹے کی حرام کاریوں سے خود کو پہنچنے والی تکلیف کی شکایت کرائی پس اس نے اس کے شہر میں جا کر اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ جب وہ اس کی سازش کو سمجھ گیا تو اسی غم سے گھل گھل کر مر گیا۔

ابونصر

پھر جب اس کا دوسرا بیٹا ابونصر 457ھ میں والی بنا تو اس کے ساتھ اس کے بعض سپاہیوں نے غداری کی۔ چنانچہ وہ بھاگتا ہوا باہر نکلا اور

دیوار سے گر کر مر گیا۔ المعتمد نے اس کے قبضے سے زندہ کو چھڑا لیا لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ بات 445ھ میں حمام کے واقعہ میں ہوئی جس میں ابو نور ہلاک ہو گیا اور جب اس کی اطلاع اس کے بیٹے ابو نصر کو ملی تو جو ہوا سو ہوا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب: ۱۳

بنی یفرن کے ذیلی قبیلے مرتجیصہ کے حالات

بنی یفرن کا یہ قبیلہ افریقہ کے نواح میں رہتا تھا اور اسے بڑی کثرت و قوت حاصل تھی۔ جب ابو یزید نے شیعوں کے خلاف بغاوت کی تو انہوں نے عصبیت کی وجہ سے اس کی مدد کی کیونکہ یہ ان کے بنو دار کو کے ماموؤں میں سے تھا۔ پھر اس کا معاملہ ٹھپ ہو گیا تو شیعوں کی حکومت اور ان کے منہاجی مددگاروں کے علاوہ ان کے افریقی حکمرانوں نے انہیں جبر و قہر سے پکڑ لیا اور ان کے مال و جان پر مصائب نازل کیے۔ یہاں تک کہ یہ نیست و نابود ہو گئے اور تاوان ادا کرنے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ ان کے کچھ بقیہ قبیلے قیروان اور تونس کے درمیان رہائش پذیر ہو گئے۔ یہ لوگ گایوں، بکریوں اور خیموں والے تھے۔ جو اس کے نواحی علاقوں میں سفر کرتے اور معاش کے لیے کھیتی باڑی کرتے تھے۔ جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کیا تو یہ لوگ اسی حالت میں تھے اور ان پر تاوان اور ٹیکس لاگو تھے۔ انہیں سلطان کے ساتھ جنگوں میں متعدد فرائض سرانجام دینے پڑتے تھے۔

زوائدہ کا اخراج

جب بنی سلیم میں سے الکعب نے افریقہ کے نواح پر قبضہ کیا تو انہوں نے ریاح کے زوائدہ کو جو اس دور میں حکومت کے دشمن تھے، وہاں سے نکال دیا۔ سلطان نے ان لوگوں کے خلاف ان سے مدد مانگی جنہوں نے قابس سے باجہ تک افریقہ کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ پھر ان کی امارت، حکومت کے لیے سخت ہو گئی اور ان سے بار بار مدد طلب کرنا پڑی تو انہوں نے جو مضافات اور خراج طلب کیے، بادشاہ نے انہیں جاگیر کے طور پر دے دیے اور ان کی جاگیروں میں مرتجیصہ کا خراج بھی شامل تھا۔

قیروان پر حملہ

جب بنو مرین نے قیروان پر حملہ کیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد اس فتنہ کو روکنے کے لیے جس میں عربوں نے بادشاہ اور اس کی حکومت پر غلبہ پالیا تھا، مذکورہ کعب کو مرتجیصہ کے قبیلوں میں بار برداری کے لیے گھوڑوں اور جنگوں میں غلبہ پانے کے لیے سواروں کی بڑی قوت حاصل تھی۔ لہذا یہ ان کے لیے قرابت دار اور خادم بن گئے۔ ان لوگوں نے ان پر غلاموں کی طرح تسلط حاصل کر لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ کو فرو کر دیا اور شخصی بادشاہ مولانا سلطان ابو العباس کی وساطت سے مٹی ہوئی خلافت و حکومت کو قائم کر دیا جس سے فضا صاف ہو گئی اور افق روشن ہو گیا۔ اس نے محکوم عربوں کو اپنے مضافات سے دور کر دیا اور اپنی رعایا پر ان کے ظلم و جور کو روک دیا۔ چنانچہ مرتجیصہ کے ان لوگوں کو عربوں کی پناہ لینے اور ان کے ساتھ سفر کرنے کے باعث سزا دینے کے بعد اپنا مقرب بنا لیا۔ اس طرح انہوں نے دوبارہ اپنا حق حاصل کر لیا اور شمولیت میں اخلاص کا اظہار کیا لہذا جس تاوان اور خراج کے قوانین سے وہ مالوف تھے، اس کی طرف واپس آ گئے اور اس دور تک وہ اسی حالت پر قائم ہیں۔ واللہ وارت الارض ومن علیہا

☆☆☆

قبائل زناتہ میں سے مفراوہ کی مغرب میں حکومتیں اور ان کے حالات

مفراوہ کے یہ قبائل زناتہ کے وسیع تر ذیلی قبیلوں میں سے تھے اور یہی لوگ ان میں سے جنگجو اور غلبہ والے تھے۔ ان کا نسب مفراوہ بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرات بن جانا تک جاتا ہے جو بنی یفرن اور بنی یرنیان کے بھائی بند ہیں۔ چنانچہ ان کے نسب میں جو اختلاف پایا جاتا ہے، اسے بنی یفرن کے حالات میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

مفراوہ کے ذیلی قبائل

ان کے ذیلی قبیلے بہت سے ہیں جیسے بنی یلنٹ، بنی زنداک، بنی رواد، رزمیر، بنی ابی سعید، بنی درسیعان اعواط اور بنی ریتہ وغیرہ اور مغرب اوسط میں ان کی فرودگاہیں شلف سے تلمسان تک، اور پھر جبل مدبولہ تک اور اس کے نواح میں ہیں، ان کی اپنے رشتہ داروں یعنی بنی یفرن کے ساتھ کبھی صلح کبھی لڑائی گویا صحرائی حالات میں اکثر مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ البتہ قبائل مفراوہ کی صحرا میں بہت بڑی آبادی پائی جاتی ہے جس نے اچھی طرح اسلام قبول کیا تھا۔

امیر صولات کی ہجرت

اس قوم کے امیر صولات بن دزمار نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی اور امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان کے پاس گیا تو آپ نے اس کی ہجرت کی وجہ سے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے اس کی قوم اور وطن کا امیر بنا دیا۔ چنانچہ اس عزت افزائی سے خوش ہو کر قبائل مفر کی مدد کرتا ہوا اپنے علاقے میں واپس آ گیا اور ہمیشہ اس کی یہی حالات رہی۔

لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ بربری قبائل نے اسلام قبول کرنے سے پہلے عربوں کے ساتھ جو جنگیں کی تھیں، ان میں سے ایک جنگ میں عربوں نے ان پر فتح پائی اور اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا تھا لیکن اسے اپنی قوم میں جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اسے حضرت عثمان کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے اس پر احسان کیا جس سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول کر لیا لہذا آپ نے اس کی عملداری میں اسے امیر مقرر کر دیا۔ پس اس نے حضرت عثمان اور آپ کے اہل بیت کی دوستی کی وجہ سے جو بنی امیہ میں سے تھے، صولات اور مفراوہ کے دیگر قبیلوں کو مخصوص کر دیا اور وہ دیگر قریش کے مقابلے میں ان کے خاص آدمی تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسی دوستی کا لحاظ کرتے ہوئے اندلس میں دعوت مروانیہ کی مدد کی، جیسا کہ آپ کو آگے چل کر ان کے حالات سے معلوم ہو جائے گا۔

امیر صولات کے جانشین

جب امیر صولات فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے حفص نے مفراوہ اور دیگر قبائل زناتہ کی امارت سنبھال لی۔ جب مغرب اقصیٰ میں خلافت کے سائے سمٹنے لگے اور میسرہ اور المقبر اور مظفر کا فتنہ سایہ فگن ہونے لگا تو خزر اور اس کی قوم قیروان میں مضر یوں کی حکومت پر غالب آ گئے چنانچہ ان کی حکومت قائم ہو گئی اور مغرب اوسط کے صحرائی زناتہ میں ان کے بادشاہ کی شان و عظمت میں اضافہ ہو گیا۔

بنی امیہ کا زوال

پھر مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن مغرب میں فتنہ برپا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ قوت و تکبر میں بڑھ گئے۔ اس اثنا میں خزرت ہو گیا اور اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی۔

اور لیس بن عبداللہ

اور لیس الاکبر بن عبداللہ بن حسن بن الحسن 170ھ میں الہاوی کی خلافت کے زمانے میں مغرب کی طرف گیا اور مغرب کے بربری قبائل جو اربہ، صدینہ اور مقیلہ سے تعلق رکھتے تھے، اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے لہذا اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور بقیہ ایام میں مغرب بنو عباس کی اطاعت سے باہر نکل گیا۔ پھر وہ 174ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزرت نے اس کا استقبال کیا اور اس کی اطاعت اختیار کر کے اپنی قوم کی جانب سے اس کی بیعت کر لی۔

بنی یفرن کے اہل تلمسان پر غالب آ جانے کے بعد اس نے اسے تلمسان پر قبضہ کرنے میں مدد دی چنانچہ اور لیس بن اور لیس کے لیے حکومت کی راہ ہموار ہو گئی اور وہ اپنے باپ کی تمام عملداری پر غالب آ گیا۔ اس کے علاوہ تلمسان پر بھی قبضہ کر لیا اور پھر بنو خزرت اس کی دعوت کے اسی طرح ذمہ دار بن گئے جیسا کہ اس کے باپ کے لیے بنے تھے۔ اس کا بڑا بھائی سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن الحسن جو مشرق سے اس کے پاس آ رہا تھا، اور لیس الاکبر کے عہد میں تلمسان میں قیام پذیر ہوا لہذا اس نے تلمسان کی ریاست اسے اسی طرح دے دی جس طرح اس کے بیٹے اور لیس نے سلیمان کے بعد اپنے عم زاد محمد کو دے دی تھی چنانچہ تلمسان کی ریاست اور اس کے نواحی شہر اس کی اولاد کے قبضے میں رہے پھر انہوں نے ریاست کو ساحلی سرحدوں تک آپس میں تقسیم کر لیا۔

حکومت کی تقسیم

پس تلمسان اور لیس بن محمد بن سلیمان کی اولاد کے حصے میں آیا اور ارشکول، عیسیٰ بن محمد کی اولاد کو ملا، تنس ابراہیم بن محمد بن محمد کو ملا، تلمسان کے بقیہ مضافات بنی یفرن اور مفراوہ کو ملے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں مغرب اوسط کے نواح میں حکومت ہمیشہ ہی محمد بن خزرت کو حاصل رہی یہاں تک کہ شیعہ حکومت آگئی اور ان کے لیے افریقہ کی حکومت ثابت ہو گئی۔

امیروں کا تقرر

عبداللہ مہدی نے عروبہ بن یوسف کتامی کو 298ھ میں فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا جس نے مغرب ادنیٰ پر قبضہ کر لیا اور واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے مصالہ بن جبوس کو کتامہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا جس نے ادارسہ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان سے عبید اللہ کی اطاعت کا مطالبہ کیا چنانچہ فاس پر یحییٰ بن اور لیس بن عمر کو امیر مقرر کیا گیا جو ادارسہ کا آخری بادشاہ تھا لیکن اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

فاس کی امارت

اسی طرح اس نے مصالہ کو فاس کا امیر، اور موسیٰ بن ابوالعالیہ کو مکناسہ اور صاحب تارہ کا امیر مقرر کیا بعد ازاں مغرب کے نواح پر قابض ہو گیا اور آخر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

عمرو کی بغاوت

محمد بن خزرت کی اولاد میں سے جو اور لیس الاکبر کا داعی تھا، عمرو بن خزرت باغی ہو گیا اور اس نے زاناتہ اور اہالیان مغرب واسطہ کو شیعہ بر بویوں کے خلاف اکسایا۔ عبید اللہ مہدی نے مغرب کے قائد مصالہ کو 309ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ محمد بن خزرت نے مفراوہ اور زاناتہ کی بقیہ فوجوں

کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا، اس نے مصالہ کی فوجوں کو شکست دی اور پھر اسے قتل کر دیا۔ عبید اللہ نے 310ھ میں اس کے بیٹے ابوالقاسم کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا اور اسے محمد بن خزر اور اس کی قوم کے مقابلہ کے لیے سالار مقرر کیا لیکن وہ صحرا کی طرف بھاگ گئے، اس نے ملویہ تک ان کا تعاقب کیا چنانچہ وہ سبھی چلے گئے۔

رب پر حملہ

ابو اللہ نے مغرب پر حملہ کر کے اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اور پھر اس کی اطراف میں چکر لگایا چنانچہ اس نے ابن ابوالعالمہ کو ازسر نو اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا پھر واپس آ گیا اور کسی سازش کا شکار نہ ہوا۔

دہران پر قبضہ

جب حاکم قرطبہ الناصر کو کسی وادی کے کنارے کی حکومت کا خیال آیا تو اس نے ادارہ اور زنا تہ کے ملوک کو مخاطب کیا اور 316ھ میں ان کی طرف اپنے مخلص محمد بن عبید اللہ ابو عیسیٰ کو بھیجا۔ محمد بن خزر نے فوراً اس کی بات کو قبول کر لیا اور الزاب سے شیعوں کے مددگاروں کو نکال باہر کیا۔ نیز شلب اور تنس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا۔ اسی طرح دہران پر قبضہ کر کے اس پر اپنے بیٹے المیز کو حاکم مقرر کیا۔ اس نے تاہرت کے سواد گیر مضافات مغرب میں اموی دعوت کو پھیلایا اور حاکم ارشکول ادریس بن ابراہیم بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان اموی دعوت کے قیام میں سرگرم عمل ہو گیا۔ پھر الناصر نے 317ھ میں ادارہ کے قبضے سے سبتہ کو چھڑا لیا۔ موسیٰ بن ابوالعالمہ کو اطاعت اختیار کرنے کی وجہ سے پناہ دے دی چنانچہ محمد بن خزر کے ساتھ اس کی مصالحت ہو گئی اور انہوں نے شیعوں کے خلاف مدد کی۔

فلفلو کی مخالفت

فلفلو بن خزر نے شیعوں کی اطاعت کر کے اپنے بھائی محمد کی مخالفت کی لیکن عبید اللہ نے اسے مفراوہ کا امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ حمید بن یصل 321ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کرنے کے لیے عبید اللہ کی طرف گیا اور فاس تک پہنچ گیا مگر زنا تہ اور مکنا سہ کے سوار اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ اس طرح اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد 322ھ میں میسور الخسی نے جا کر فاس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے فتح نہ کر سکا اور واپس آ گیا۔

حمید کی بغاوت

پھر 328ھ میں حمید بن یصل نے بغاوت کر دی اور محمد بن خزر کے پاس چلا گیا۔ بعد ازاں الناصر کے پاس گیا تو اس نے اسے مغرب اوسط کا والی مقرر کر دیا۔ پھر شیعہ ابو یزید کی سرکوبی میں مصروف ہو گئے اور محمد بن خزر کے ساتھ اس کی مفراوہ قوم کے کارنامے کی عظمت قائم ہو گئی۔ تب انہوں نے 333ھ میں امویوں کے قائد حمید بن یصل کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی، اس کے ساتھ الخیر بن محمد اور اس کے بھائی حمزہ اور اس کے چچا عبید اللہ بن خزر نے بھی یلغار کی اور یعلیٰ بن محمد بھی اپنی قوم بنی یفرن سمیت ان کے ہمراہ تھا۔

تاہرت پر حملہ

انہوں نے بزور قوت تاہرت پر قبضہ کر کے عبید اللہ بن بکار کو قتل کر دیا۔ حمزہ بن محمد بن خزر جو تاہرت کی جنگوں میں قتل ہو گیا تھا، کے بعد انہوں نے تاہرت کے قائد میسور الخسی کو قید کر لیا۔ محمد بن خزر اور اس کی قوم نے اس سے پہلے بھی بے سکرہ پر یلغار کر کیا اسے فتح کر لیا تھا اور زیدان الخسی کو قتل کر دیا تھا۔

ابویزید کی تلاش

اسماعیل جب ابویزید کے محاصرے سے باہر نکلا تو محمد بن خزر کے خوف کی وجہ سے اپنے پیروکاروں سمیت مغرب کی طرف چلا گیا کیونکہ اس سے پہلے وہ ان کی دعوت کی مخالفت کر کے ان کے پیروکاروں کو قتل کر چکا تھا۔ لہذا اس نے اس کی طرف اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا چنانچہ اسماعیل نے اسے ابویزید کو تلاش کرنے کی فرمائش کی اور اس کے انعام میں بیس اونٹ بھر کے مال دینے کا وعدہ کیا۔

مغرب اوسط پر قبضہ

اس کا بھائی معبد بن خزر ابویزید کی وفات تک اس کا دوست رہا۔ بعد ازاں اسماعیل نے 340ھ میں معبد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو قیروان میں نصب کر دیا۔ محمد بن خزر اور اس کا بیٹا الخیر ہمیشہ ہی مغرب اوسط پر قابض لیکن یعلیٰ بن محمد کے نائب امیر رہے۔

دہران کی بربادی

فتوح بن الخیر تاہرت اور دہران کے مشائخ کے ساتھ 340ھ میں الناصر کے پاس گیا تو اس نے انہیں انعام و اکرام دے کر ان کی عملداریوں میں واپس کر دیا۔ پھر مفراوہ اور منہاجہ کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ محمد بن الخیر اور اس کا بیٹا خزران کے ساتھ جنگوں میں مشغول ہو گئے۔ یعلیٰ بن محمد نے دہران پر قبضہ کر کے اسے برباد کر دیا۔ آخر کار الناصر نے محمد بن یصل کو تلمسان اور اس کے نواح پر حاکم مقرر کر دیا۔ بعد ازاں محمد بن خزر نے اپنے مد مقابل یعلیٰ بن محمد کی وجہ سے دوبارہ شیعوں کی اطاعت اختیار کر لی۔ 342ھ میں المعز کا باپ اسماعیل وفات پا گیا تو وہ اس کے پاس آیا جہاں اس کا احترام کیا گیا۔ لہذا اس نے بھی ان کی مکمل اطاعت کی یہاں تک کہ جوہر کے ساتھ اس کی جنگوں میں شامل ہو کر 347ھ کے لگ بھگ مغرب کی طرف گیا اور اس کے بعد 350ھ میں المعز کے پاس پہنچا جہاں قیروان میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

الناصر کی وفات

اسی سال الناصر المرونی بھی فوت ہو گیا جب کہ مغرب میں شیعوں کی دعوت پھیل چکی تھی اور امویوں کے مددگار سبتہ اور طنبہ کے مضافات میں سمٹ گئے تھے۔

آل خزر کی دوستی

اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم المستنصر کھڑا ہوا اور اس نے ازسرنوادی کے کنارے کے ملوک سے مخاطبت کی۔ محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے اسے جواب دیا کیونکہ اس کے باپ الخیر اور دادا محمد کو الناصر کی حکومت میں ایک مقام حاصل تھا۔ نیز حضرت عثمانؓ نے ان کے جدا جدا امیر صولات کو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق بھی آل خزر بنی امیہ سے دوستی کا دم بھرتے تھے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، چنانچہ اس نے شیعوں کے ساتھ خوب خونریزی کی اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ معد نے اپنے ساتھی زیری بن منادا امیر منہاجہ کے ذریعے اس پر تہمت لگائی تو اس نے اسے زاناتہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لیے مختص ہوں گے لہذا وہ بھی 260ھ میں جنگ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔

الخیر کی حکومت

ان کی تیاری سے قبل بلکین بن زیری نے دسیسہ مقام پر محمد بن الخیر کی مددگار فوجوں سے مقابلہ کیا تو ان میں سے کچھ لوگوں نے بڑی

استقامت دکھائی اور ان کے درمیان شدید لڑائی ہوئی جس سے زنا تہ شکست کھا گئے۔ جب محمد بن الخیر نے دیکھا کہ اس کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اس نے فوج سے الگ ہو کر خود کشی کر لی مگر اس کی قوم پر شکست برقرار رہی۔ اس معرکہ میں اتباع کو چھوڑ کر سترہ امیر سامنے آئے لیکن ہر امیر اپنے فریق کی جانب چلا گیا۔ پھر محمد کے بعد مفراوہ میں اس کا بیٹا الخیر حاکم بنا۔

بلکین بن زیری نے معد کے ذریعے خلیفہ کو الزاب اور میلہ کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کے خلاف بھڑکایا کہ وہ محمد بن الخیر سے دوستی رکھتا ہے۔ چنانچہ جعفر پریشان ہو گیا اور اس نے اس کی جگہ افریقہ کی حکومت کے لیے معد کو بھیج دیا یہاں تک کہ اس نے قاہرہ جانے کا ارادہ کر لیا جس سے اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ وہ الخیر بن محمد اور اس کی قوم کے پاس چلا گیا، انہوں نے منہاجہ پر یلغار کر دی جس میں انہیں فتح نصیب ہوئی، زیری بن مناد کو بہت بڑی جماعت نے زیر کیا۔ پھر انہوں نے اس کا سر کاٹ کر بنی خزرج کے سرداروں کے وفد میں جعفر کے بھائی یحییٰ بن علی کے ساتھ قرطبہ بھیجا۔

زنا تہ سے جنگ

اس کے بعد جعفر کو زنا تہ کے بارے میں شک ہو گیا۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی یحییٰ کے پاس چلا گیا پھر وہ الحکم کے پاس گیا جس نے اسے بلکین بن زیری کے ساتھ زنا تہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا۔ نیز اسے اموال و افواج سے مدد دی اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لیے مختص ہوں گے۔ پس وہ 261ھ میں مغرب کی طرف گیا جہاں ان میں سے برابرہ کو ترغیب دی، اس طرح باغایہ، میلہ، الزاب اور بسکرہ کے مضافات خالی ہو گئے اور زنا تہ اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ چنانچہ وہ تاہرت آیا اور اس نے مغرب اوسط سے زنا تہ کے آثار مٹا دیئے۔ پھر وہ مغرب اقصیٰ کو چلا گیا۔ بلکین نے الخیر بن محمد اور اس کی قوم کا سبھما سہ تک تعاقب کیا اور ان پر حملہ کر کے انہیں پکڑ لیا۔ پھر الخیر بن محمد کو باندھ کر قتل کر دیا، اور ان کی فوج کو تتر بتر کر کے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ واپسی پر وہ مغرب اوسط سے گزرا اور وادی میں مقیم زنا تہ اور ان کے ساتھی معاصین سے جنگ کی۔ پھر اس نے ہر اس شخص سے جو گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے یا گھوڑے کی خبر گیری کر سکتا ہے، امان اٹھادی اور ان کے خون کی نذر مانی، اس طرح اس نے مغرب اوسط کو زنا تہ سے خالی کر دیا اور بلاد مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے ماوراء علاقے تک گیا۔ یہاں تک کہ بنی یعلیٰ بن محمد تلمسان واپس آ گئے اور اس نے انہیں وہاں حاکم بنا دیا، پھر بنو خزرج، سبھما سہ اور طرابلس میں اور بنی زیری بن علیہ فاس کی حکومت میں ہلاک ہو گئے، ان کا احوال آگے مذکورہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

☆☆☆

الخیر بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزرج جو محمد بن حفص بن صولات بن وزمار کی اولاد میں سے ہیں۔

یحییٰ
مناد
عظیم بن عبد اللہ
محمد

خزرجون بن قنفول

باب: ۱۵

مفراوہ میں سے آل زیری بن علیہ کے حالات

زیری اپنے وقت میں آل خزرج کا امیر اور ان کی بدوی حکومت کا وارث تھا، اسی نے فاس اور مغرب اقصیٰ میں حکومت کو استوار کر کے دور لتونہ تک اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا تھا جیسا کہ ہم اسے مفصل بیان کریں۔ اس کا پورا نام زیری بن عطیہ بن عبدالرحمن بن خزرج ہے، اس کا دادا عبداللہ، الناصر کے داعی محمد کا بھائی تھا جو قیروان میں فوت ہو گیا تھا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یہ چار بھائی تھے، محمد اور معبد، جسے اسماعیل نے قتل کر دیا تھا اور فلفل جو محمد کا مخالف اور شیعہ حکومت کا طرف دار بن گیا تھا، نیز یہ عبداللہ جو اپنی ماں کے نام سے مشہور تھا اور اس کا نام تبادلہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ، محمد بن خزرج کا بیٹا ہے اور اس کا بھائی حمزہ بن محمد تھا جو تباہرت کی فتح کے وقت میسور کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مارا گیا تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جب الخیر بن محمد 261ھ میں بلکین کے ہاتھوں مارا گیا اور زنا تہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے ماوراء علاقے میں کوچ کر گئے اور تمام مغرب اوسط منہاجہ کے قبضے میں آ گیا تو مفراوہ آل خزرج کے بقیہ لوگوں کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

آل خزرج کا فرار

ان دنوں ان کے امراء محمد بن الخیر مذکورہ اور مقاتل بن عطیہ بن عبداللہ کے بیٹے مقاتل اور زہری اور خزرون بن فلفل تھے۔ پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بلکین بن زیری کو افریقہ کی حکومت حاصل ہو گئی اور اس نے 269ھ میں مغرب اقصیٰ پر اپنا مشہور حملہ کیا جس پر بنی خزرج کے ملوک زنا تہ اور بنی محمد بن صالح اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے یعنی سب کے سب سبتہ آ گئے۔

برغواطہ سے جہاد

محمد بن الخیر سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامر کے پاس فریاد لے کر گیا تو منصور اپنی فوجوں کے ساتھ بہ نفس نفیس ان کی مدد دینے کے لیے نکلا۔ اس نے جعفر بن علی کو بلکین سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور پھر اس کو سمندر پار کروا دیا۔ نیز اسے سواونٹ بھر کر مال دیا، پس ملوک زنا تہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سبتہ کے میدان میں ان کا مقابلہ ہوا۔ بلکین جبل تظاون سے ان کے پاس آیا، پس اس نے دیکھا کہ وہ اس کے مقابلے کی سکت نہیں رکھتا تو وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا جہاں اس نے اپنے آپ کو برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مشغول کر لیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے 272ھ میں فوت ہو گیا۔

جعفر بن علی الحضرة میں اپنی جگہ واپس آ گیا جہاں منصور نے امارت کا بوجھ اٹھانے میں اس سے قرعہ اندازی کی چنانچہ مغرب، امارت کو چھوڑ بیٹھا اور منصور نے سبتہ پر قبضہ کرنے پر اکتفا کیا پھر اس نے منہاجہ اور دیگر شیعہ کے حامیوں کا دفاع کرنا ملوک زنا تہ کے سپرد کر دیا اور ان کے نیزہ بازوں کو آزمانے کے لیے تیار ہو گیا یہاں تک کہ مغرب میں ادارسہ میں سے حسن بن کنون کھڑا ہو گیا جسے عزیز نزار نے مغرب میں اپنی حکومت مصر سے واپس لینے کے لیے بھیجا تھا۔ بلکین نے منہاجہ کی فوج کے ساتھ اسے مدد دی اور علی ہلاک ہو گیا تو یہ بات بلکین کو گراں گزری۔ حسن نے اسے مغرب میں اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور بدوی بن یعلیٰ بن محمد ایفرنی، اس کا بھائی زیری اور اس کا عم زاد ابویداس، ان لوگوں کے ساتھ جو بنی ایفرن میں سے ان کے مددگار تھے، اس کے ساتھ شامل ہو گئے، پس منصور نے اپنے عم زاد ابوالحکم عمرو بن عبداللہ بن ابی عامر کو جس کا لقب عسکلاجہ تھا، اموال و افواج دے کر اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے سمندر پار کیا تو آل خزرج کے ملوک محمد بن الخیر اور عطیہ کے دونوں بیٹے مقابل اور زیری اور خزرون بن فلفل تمام مفراوہ کے ساتھ اس کے ساتھ آئے اور انہوں نے اس کام میں اسے مدد دی۔

ابن ابی عامر کا قتل

ابوالحکم بن ابی عامر ان کو حسن بن کنون کے پاس لے گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور اس نے اپنے لیے امان طلب کی تو عمر بن ابی عامر نے اپنی حسب منشا شرائط کے مطابق اس سے عہد کر لیا، اس نے اپنی قیادت پر اس کو قبضہ دے دیا جس کے بعد اس نے اسے الحضرة کی طرف واپس بھیج دیا اس نے ابوالحکم بن ابی عامر سے جو عہد شکنی کی تھی اور اس کے بعد اسے قتل کیا تھا اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

مروانیہ کی اطاعت

ملوک زناتہ میں سے عطیہ کے بیٹے مقاتل اور زیری، منصور کی طرف شدید میلان رکھتے تھے اور مروانیہ کی اطاعت کے قیام کے ذمے دار تھے۔ لیکن بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم بنو یفرن ان کی اطاعت سے منحرف تھے اور جب ابوالحکم بن ابی عامر مغرب سے واپس آیا تو منصور نے وزیر بن حسن بن احمد بن عبد اللہ وود سلمیٰ کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ نیز اس کو رجال و اموال کے انتخاب میں پورا اختیار دے دیا چنانچہ اس نے 276ھ میں اسے اپنی عمل داری میں بھیج دیا اور اسے زناتہ میں سے ملوک مفراوہ کے متعلق وصیت کی۔ پھر ان میں سے مقاتل اور زیری کو پیغام بھیجا کہ وہ حسن کے ساتھ مل جائیں اور اس کی اطاعت کریں البتہ مضطرب الاطاعت اور شدید فریب کار بدوی کے متعلق اسے اکسایا، پس وہ اپنی عملداری میں گیا اور فاس میں قیام پذیر ہو کر مغرب کے مضافات کا نظم و نسق سنبھالا چنانچہ ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

مقاتل کا انجام

مقاتل بن عطیہ 278ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی زیری بن عطیہ مفراوہ میں سے صحرائی سواروں کی حکومت کے ساتھ مل گیا چنانچہ ابن عبد اللہ وود کے حاکم مغرب کے ساتھ اس کی بہت اچھی دوستی ہو گئی اور پھر وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا۔ منصور نے 281ھ میں اسے اس کے اعزاز و اکرام کو زیادہ کرنے کی غرض سے طلب کیا اور اسے بدوی بن یعلیٰ کے متعلق اکسایا کیونکہ وہ اس کی اطاعت کرنے سے اجتناب کرتا تھا، پس اس نے مغرب پر اپنے بیٹے المعز کو جانشین بنا کر اس کی بات کو قبول کرنے میں سرعت سے کام لیا، اسے مغرب کی سرحد پر تلمسان میں اتارا اور فاس کے قرویین کی سرحد پر علی بن محمود بن ابی علی قشوش کو اور اندلسیوں کی سرحد پر عبد الرحمن بن عبد الکریم بن ثعلبہ کو حاکم مقرر کیا پھر اپنے آگے آگے منصور کو ہدیہ بھیج دیا۔ ہدیہ اور وزارت جب اس کے پاس پہنچا تو اس نے ساز و سامان اور فوجوں کے ساتھ اس کا استقبال کر کے اس کی ملاقات پر جشن کیا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر اس کا وظیفہ زیادہ کر دیا۔ نیز وزارت میں اس کے نام کی تعریف کی اور اسے وزارت میں جا گیر دی۔ اس کے جوانوں کے نام بھی رجسٹر میں لکھے چنانچہ اس نے اس کے ہدیے کی قیمت کے مطابق اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اس کے ساتھ اس کے وفد کو بھی نہایت اعلیٰ انعامات سے نوازا پھر اسے جلد اس کی عمل داری میں بھجوا دیا۔ لہذا وہ مغرب میں اپنی امارت کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن کچھ حاسدوں نے اس کے متعلق بدگمانی پیدا کرنے کی غرض سے اس کے خلاف اس کی چغلی کھائی کہ وہ آپ کے حسن سلوک اور احسان کا انکاری ہے اور جس وزارت کے لقب کے ساتھ اس کی تعظیم کی گئی تھی، وہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے یہاں تک کہ اس نے اپنے ایک نوکر سے جس نے اسے وزیر کہہ کر پکارا تھا، کہا ارے بے وقوف کس کا وزیر، خدا کی قسم میں صرف امیر ابن امیر ہوں، اور ابن ابی عامر اور اس کے جھوٹ کے کیا کہنے، خدا کی قسم اگر اندلس میں کوئی مرد ہوتا تو وہ اسے اس کے حال پر نہ رہنے دیتا لیکن اسے ایک دن ہم سے ضرور واسطہ پڑے گا۔ قسم بخدا میں نے اسے جو ہدیہ دیا ہے، اس نے اس کی قیمت گرانے کے لیے گویا مجھے اس کی مزدوری دی ہے۔ پھر اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے، اس سے مجھے بہکانے کی کوشش کی ہے کہ یہ عزت افزائی کے لیے ہے مگر دراصل وہ اسے اس وزارت کے عہدے کی قیمت سمجھتا ہے جس سے اس نے مجھے میرے رتبے سے گرا دیا ہے۔

ابن ابی عامر کا رد عمل

جب ابن ابی عامر کے پاس یہ شکایت کی گئی تو اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اور اضافہ کر دیا اور اس کے مد مقابل بدوی بن یعلیٰ

ایفرنی کو زنا تہ کی حکومت میں بھیجا کہ وہ اسے آنے کی دعوت دے۔ پس اس نے اسے ناروا جواب دیا اور کہا کہ منصور نے کبھی جنگی گدھوں کو کسی سلوتری کی اطاعت کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ راستوں کو خراب کرنے لگا اور قبیلوں پر چڑھائی اور عوام میں فساد برپا کرنے لگا پس منصور نے اپنے مغرب کے گورنر حسن بن عبدالودود کو اشارہ کیا کہ اس کے معاہدے کو توڑ دے اور اس کے دشمن زیری بن عطیہ کی مدد کرے۔ پس وہ 281ھ میں اس کے لیے اکٹھے ہوئے اور اس سے جنگ کی مگر انہیں شکست ہوئی اور ان کی فوج ہلاک ہو گئی، اس نے وزیر بن عبدالودود کو ایسا کاری زخم لگایا جس سے وہ مر گیا۔ منصور کو یہ خبر ملی تو اسے یہ بات گراں گزری اور مغرب کے حالات نے اسے افسردہ کر دیا۔ لہذا اس نے اسی وقت زیری بن عطیہ کو مغرب کا امیر مقرر کر دیا اور اس کی طرف اپنا عہد لکھا اور اسے مغرب کو تسلط میں لانے اور سلطان کی فوجوں اور حسن بن عبدالودود کے اصحاب کی مدد کرنے کا حکم دیا پس وہ اس کی ذمہ داریوں سے مطلع ہوا اور اس کے کام کو نہایت احسن طریق پر سرانجام دیا۔

بنی یفرن کی برتری

اب بدوی بن یعلیٰ اور بنی یفرن کو عظمت حاصل ہو گئی اور انہوں نے زیری بن عطیہ سے سختی کر کے اسے جنگ کی آگ میں جھونک دیا مگر ان کی مقابلہ بازی میں پانسہ پلنتار ہا چنانچہ فاس کی رعایا ان کے باری باری اس پر قبضہ کرنے اور پھر جوابی حملہ کرنے سے اکتا گئی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے زیری بن عطیہ اور مفر اوہ کو ابوالبہار بن زیری بن مناد کی طرف سے مدد بھیجی کیونکہ اس نے اپنے بھتیجے منصور بن بلکین حاکم قیروان کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور شیعوں کی دعوت ترک کر کے مروانیہ کی طرف آ گیا تھا۔ حاکم تاہرت خلوف بن ابی بکر اور اس کے بھائی عطیہ نے بھی اس معاملے میں اس کی پیروی کی کیونکہ ان دونوں اور ابوالبہار کے درمیان رشتہ داری کا تعلق پایا جاتا تھا، لہذا انہوں نے مغرب اوسط کے ان تمام مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا جو الزاب، انشریس اور ہدان کے درمیان پائے جاتے تھے۔

ہشام الموید کا خطبہ

اب ان مضافات کے دیگر منابر پر بھی ہشام الموید کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ابوالبہار نے مارواء الحمر سے محمد بن ابی عامر سے بات چیت کر کے اپنے بھتیجے ابو بکر بن حبوس بن زیری کو اس کے اہل بیت اور اس کی قوم کے سرداروں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے طرح طرح کے ریشمی کپڑے اور غلاموں سے جن کی قیمت دس ہزار درہم تھی نیز قیمتی ظروف، زیورات اور پچیس ہزار دینار سے حسن کا استقبال کیا اور اسے دعوت دی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کے خلاف زیری بن عطیہ کی مدد کرے۔ اس نے مغرب کے ان مضافات کو جو اہلمہ کی جانب تھے، ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا یہاں تک کہ ان دونوں نے فاس شہر کے کناروں کو بھی یکے بعد دیگرے آپس میں تقسیم کر لیا مگر بدوی نے اس کی بالکل پروا نہ کی اور نہ ہی اسے فتنہ پیا کرنے اور بستیوں پر یلغار کرنے سے روکا چنانچہ اس نے جماعت کی وحدت پر پراگندہ کر دیا۔

خلوف کی بغاوت

آخر خلوف بن ابو بکر نے منصور کے خلاف بغاوت کا اعلان کرتے ہوئے منصور بن بلکین کی حکومت سے گفتگو کی۔ چنانچہ ابوالبہار نے جس باہمی رابطہ کی بناء پر اس کی مدد کرنی تھی، اس کے دوران وہ بیمار ہو گیا اور زیری بن عطیہ، خلوف بن ابو بکر کے خلاف جو جنگ کرنا چاہتا تھا، اس میں وہ پیچھے رہ گیا۔ زیری نے رمضان 281ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے اور اس کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا اور اس کی فوج پر قبضہ کر لیا۔ اس کے عام ساتھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور عطیہ تنہا ہی صحرا کی طرف بھاگ گیا۔

فاس کا محاصرہ

پھر اس کے بعد وہ بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوا جس پر ان کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں جن میں بدوی کے

ساتھی منتشر ہو گئے چنانچہ اس نے ان میں سے تقریباً تین ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ کر اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا جن میں اس کی ماں اور بہن بھی شامل تھی۔ آخر اس کے باقی ماندہ ساتھی زیری کے پاس اکٹھے ہو گئے مگر وہ اکیلا ہی صحرا کو بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس کے عم زاد ابویداس بن دوناس نے اسے قتل کر دیا۔ منصور کو یکے بعد دیگرے دونوں کامیابیوں کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی اس فتح مندی کو بڑی اہمیت دی۔

مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب زیری قاصد کے فرائض انجام دے کر واپس آیا تو بدوی اس وقت قتل ہوا تھا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب منصور نے اسے بلایا اور یہ اس کے پاس گیا تو بدوی نے اس کی مخالفت میں بڑھ کر فاس پر قبضہ کر لیا اور مفرادہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ گویا وہاں پر اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا لیکن جب زیری اپنے قاصد انہ فرائض سر انجام دے کر واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہو گیا، زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی مگر محاصرہ لمبا ہو گیا اور فریقین کے بہت سے آدمی مر گئے پھر زیری نے بزور قوت فاس میں داخل ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر کو دار الخلافہ قرطبہ میں بھیج دیا۔ یہ بات یاد رہے کہ اس خبر کا راوی، زیری کے منصور کے پاس جانے اور اس کے بدوی کو قتل کرنے کو 283ھ کا واقعہ بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوا تھا۔

ابوالبہار سے جنگ

پھر زیری اور ابوالبہار منہاجی کے تعلقات اتنے خراب ہو گئے کہ دونوں نے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ پس زیری نے اس پر شدید حملہ کیا اور ابوالبہار شکست کھا کر اپنے فرار کو چھپاتے ہوئے سبتہ چلا گیا، پس ان نے جلدی سے اپنے کاتب عیسیٰ بن سعید القطاع کو لکھا کہ وہ ایک دستہ فوج لے کر اس سے مقابلہ کرے مگر وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلو تہی کرتے ہوئے جرادہ کے قلعہ کی طرف چلا گیا جہاں اس نے اپنے بھتیجے منصور حاکم قیروان کی جانب اپنی بھیجے تاکہ اسے اس بات کی طرف توجہ دلائے کہ جنگ تو ان دونوں کے درمیان ہے۔ پھر وہ اس کے پاس چلا گیا اور پھر اپنی عمل داری میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ گویا امویوں کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر شیعوں کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا۔ پس منصور نے زیری بن عطیہ کو مغرب کے مضافات دے دیئے اور اس سے سرحدی علاقے کا نظم و نسق سنبھالنے کا مطالبہ کیا، اپنی دعوت کے دفاع میں ملوک مغرب میں سے اس پر اعتماد کیا اور اسے ابوالبہار سے جنگ کرنے کی تاکید کی۔ زیری نے قبائل زناتہ کی متعدد اقوام اور بربری فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور قیروان چلا گیا۔ چنانچہ زیری تلمسان اور ابوالبہار کے بقیہ مضافات پر قبضہ کر کے سوس اقصیٰ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر حکومت کرنے لگا۔ آخر اس کی حکومت و سلطنت وسیع ہو گئی اور اس کی قوت و شوکت میں بھی اضافہ ہو گیا۔

زیری کی بحالی

اب اس نے منصور کو اپنی فتح کے متعلق لکھا اور اس کے ساتھ دو سو گھوڑے، پچاس تیز رفتار مہاری اونٹ اور لمط کے چمڑے کی ایک ہزار ڈھالیں، الزاب کی کمائوں اور خوشبو کے ظروف اور زرافوں اور لمط کی طرح کے صحرائی جانور لدے ہوئے، اور اس کے علاوہ سواونٹ لاد کر کھجوریں اور اعلیٰ ریشم کے بہت سے کپڑے بھیجے تو اس نے مغرب کی امارت پر ازسرنوا سے مقرر کر دیا نیز اس کے قبیلوں کو فاس کے گرد و نواح میں آباد کیا جس سے مغرب میں زیری کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ چنانچہ اس نے بنی یفرن کو فاس کے نواح سے نکال کر سلا کی طرف بھیج دیا۔

وجدہ کی حد بندی

284ھ میں اس نے وجدہ شہر کی حد بندی کی۔ اپنی فوجوں اور نوکروں کو وہاں قیام پذیر کیا اور اس پر اپنے رشتہ داروں کو حاکم مقرر کیا پھر اپنا قیمتی ذخیرہ یہاں منتقل کر کے ایک قلعہ تیار کیا۔ یہ شہر مغرب اوسط اور مغرب اقصیٰ کی دونوں عملداریوں کی سرحد پر واقع تھا۔

منصور سے بگاڑ

پھر اس کے اور منصور کے درمیان اس وجہ سے بگاڑ پیدا ہو گیا کہ اس کے متعلق شکایت کی گئی تھی کہ وہ منصور سے بڑھ کر ہشام سے محبت رکھتا

ہے۔ منصور نے اسے اپنی حق تلفی سمجھا اور اس کی یہ بات نہ مانی۔ اس نے اپنے کاتب ابن القطار کو فوجوں کے ساتھ بھیجا مگر یہ اس کے مقابلے میں سخت نکلا۔ قلعہ حجر النسر کے مالک نے اس کی مدد کی تو اس نے اسے الحضرة کی طرف واپس بھیج دیا اس پر منصور نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کا نام ناصح رکھا۔ زیری نے علانیہ طور پر ابن ابی عامر سے عداوت کی وجہ سے اس کے خلاف لوگوں کو اکسانا شروع کر دیا۔ نیز موید کے ساتھی ہونے، اور اس کی حق تلفی کرنے سے روکنے پر بر ملا طور پر ناراض ہونا شروع کر دیا۔ پس اس نے ابن ابی عامر کے پاس اس سے سخت برتاؤ کیا اور اس کے نام وزارت کا وظیفہ روک لیا بلکہ اپنے رجسٹر سے اس کا نام مٹا دیا اور اس سے برأت کا اعلان کر دیا۔ پھر اپنے غلام واضح کو مغرب اوزیری بن عطیہ سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور اخراجات کے لیے، اسے اموال کے علاوہ ہتھیار اور لباس بھی دیئے۔ الحضرة میں وادی کے کنارے کے جو ملوک موجود تھے، ان میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ بھیجا۔ ان ملوک میں محمد بن الخیر، زیری بن خزر اور ان دونوں کا عم زاد بکاس بن سید الناس اور بنی یفرن میں سے ابو بخت بن عبداللہ بن مدین اور ازواجہ میں سے خزرون بن محمد شامل تھے۔ نیز فوج کے سرداروں کے ساتھ اسے مضبوط کیا۔

واضح کا خروج

واضح 287ھ میں الحضرة سے نکلا اور پوری تیاری کے ساتھ چلتے ہوئے سمندر کو پار کر کے طنجہ پہنچ گیا اور وادی ردا میں ڈیرے ڈال دیئے۔ ادھر زیری بن عطیہ بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا اور اس کے سامنے خیمے گاڑ دیئے دونوں لشکرتین ماہ تک ٹھہرے رہے۔ آخر واضح نے بنی برزال کے جوانوں پر منافقت کا الزام لگا کر انہیں الحضرة کی طرف واپس بھیج دیا اور منصور کو ان کے خلاف اکسایا۔ منصور نے انہیں ڈانٹا اور وہ چلے گئے تو اس نے ان سے درگزر کیا اور پھر انہیں کسی اور طرف بھیج دیا۔

جزیرہ میں پڑاؤ

پھر واضح نے اصیل اور نکور پر قبضہ کر کے ان کا انتظام کیا اور اس کے اور زیری کے درمیان مسلسل جنگیں ہوئیں۔ واضح نے اصیلا کے نواح میں زیری کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور ابھی وہ غارت گری کر ہی رہے تھے کہ اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ ابن ابی عامر، واضح کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کی امداد کرنے کے لیے الحضرة سے نکلا پس وہ فوج کی تیاری کے ساتھ چلا اور جزیرہ میں فرصتہ اعجاز کے پاس پڑاؤ کیا۔ پھر اس نے مظفر کو اپنے بیٹے کی طرف سے اس کے مقام خلافت الزاہرہ سے بھیجا اور وادی کے کنارے کی طرف چلا گیا۔ اس موقع پر بڑے بڑے کارندے اور جرنیل اس کے ساتھ تھے۔

منصور کی مراجعت

آخر منصور قرطبہ کی طرف واپس آ گیا اور مغرب میں عبدالملک کی اطلاع نے گھبراہٹ پیدا کر اور بربری ملوک میں سے زیری کے عام اصحاب اس کی طرف واپس آ گئے چنانچہ اس نے ان پر اس قدر احسان کیے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔

طنجہ پر یلغار

عبدالملک نے طنجہ پر چڑھائی کر دی جہاں وہ واضح کے ساتھ مل گیا اور فوج کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے انتظامات کئے، چنانچہ جب اس کی تدبیر مکمل ہو گئی تو اس نے ایسی فوج کے ساتھ کوچ کیا جس کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ زیری نے شوال 288ھ میں اس کے ساتھ طنجہ کے قریب وادی منیٰ میں جنگ کی جہاں ان کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔ اس کے نتیجے میں عبدالملک کے اصحاب فکر مند ہو گئے مگر وہ ثابت قدم رہا اور ابھی وہ جنگ کے میدان میں تھے کہ زیری کے ماتحتوں میں سے ایک لتوزی نے فریب کاری کے ساتھ تین بار اس کے سینے میں نیزہ اور ایسے زخم لگائے جن سے

اس کی موت واقع نہ ہو۔ پھر وہ مظفر کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور اسے یہ خوشخبری سنائی لیکن اس نے لتوزی کی اطلاع کا یقین نہ کیا۔ پھر جب اس کے پاس مصدقہ خبر آئی تو اس نے دشمن پر یلغار کی۔ جب انہیں صحیح طور پر شکست ہوئی تو اس نے انہیں خوب قتل کیا اور ان کی فوج میں جو کچھ بھی تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔

عبدالملک کی فتح

زیری اس جنگ میں زخمی ہو کر ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ فاس چلا گیا مگر وہاں کے لوگوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی بلکہ اسے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنا ساز و سامان سمیٹ لیا اور فوجوں کے آگے آگے صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ آخر اس کی تمام عملداری نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ عبدالملک نے اس فتح کی خبر جب اپنے باپ کو پہنچائی تو اس کے ہاں اس کا مقام بڑھ گیا۔ لہذا اس نے اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کے حضور دعا کرنے کا اعلان کیا پھر صدقات دیئے اور غلاموں کو آزاد کیا۔

منصور کے فیصلے

اب منصور نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ وہ اسے مغرب کا حکمران مقرر کرتا ہے لہذا اس نے اس کے نواح کی اصلاح کی اور اس کی سرحدوں کو بند کیا پھر اس کی جہات میں کارندوں کو مقرر کر کے محمد بن عبدالودود کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ تادلا کی طرف بھیجا۔ حمید بن یعلیٰ مکناسی کو جہلماسہ کا عامل مقرر کیا۔ چنانچہ یہ سب لوگ اپنی اپنی جانب چلے گئے جہاں انہوں نے لوگوں سے اطاعت کا مطالبہ کیا اور پھر اس کے پاس خراج لائے۔ آخر منصور نے اپنے بیٹے عبدالملک کو جمادی الاول 289ھ میں واپس بلا لیا اور واضح کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا پس اس نے وہاں کا انتظام کیا اور وہ اپنی تدبیر پر قائم رہا پھر اسے اسی سال رمضان میں معزول کر کے اس کے بھائی یحییٰ کے بیٹے عبید اللہ کو مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اسماعیل بن البوری کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور پھر اسے بھی معزول کر کے انھوں نے معز بن عبدالعزیز یحییٰ کو مقرر کیا یہاں تک کہ منصور کی وفات ہو گئی۔

مظفر کی طلبی

اس نے مظفر بن المعز بن زیری کو اس کی عزلت گاہ مغرب اوسط سے طلب کیا تا کہ وہ مغرب میں اپنے باپ کی مدد کرے پس وہ فاس میں آ پہنچا۔ زیری کے حالات میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنی مصیبت اور عبدالملک سے شکست کھا کر خفیف ہو گیا تو صحرا میں اس کے پاس چلا گیا، جہاں اس نے مفر اوہ کو شکست دی اور اسے یہ اطلاع بھی ملی کہ منہاجہ میں بادیس بن منصور کے باوے میں اس کے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کے چچاؤں نے ماکس بن زیری کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ لہذا اس نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس وقت اپنی توجہ منہاجہ کے مضافات کی طرف پھیر دی اور مغرب اوسط میں داخل ہو گیا۔ اسے تاہرت میں جنگ کا سامنا کرنا پڑا اور یطوفہ بن بلکین نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ بادیس قیروان سے اس کی مدد کے لیے نکلا مگر جب وہ طنبہ سے گزرا تو فلفلول بن خزرون اس کے لیے رکاوٹ بن گیا۔ وہ اسے افریقہ لے گیا اور وہاں اسے جنگ میں مصروف کر دیا۔

منہاجہ کی شکست

ابوسعید بن خزرون جب افریقہ گیا تو منصور نے اسے طلبہ کا حاکم مقرر کیا۔ پس جب اس نے بغاوت کی تو بادیس اس کے پاس گیا اور حماد بن بلکین منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ زیری بن عطیہ سے مقابلہ کے لیے نکلا۔ تاہرت کے قریب وادی نیاں میں دونوں کی ٹڈ بھیر ہوئی جس میں منہاجہ کو شکست ہوئی اور زیری نے ان کے پڑاؤ پر حاوی ہو کر ان میں سے ہزاروں آدمیوں کو قتل کر دیا۔ تاہرت کے علاوہ تلمسان، شلف اور تنس کو بھی فتح کر لیا۔ آخر اس نے ان تمام شہروں میں موید ہشام اور اس کے بعد اس کے حاجب منصور کی دعوت کو قائم کیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے ملک کے

دار الخلافہ اشیر تک منہاجہ کا تعاقب کیا اور وہاں قیام کر لیا۔

عبدالبہار کی عہد شکنی

زادی بن زیری نے اپنے اہل بیت کے اکابر کے ساتھ جو بادلیس کے لیے جھگڑا کرتے تھے، اس سے امان طلب کی لہذا اس نے جو مانگا اس نے اسے دے دیا پھر اس نے منصور کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے یہ بات اسے لکھ بھیجی اور اپنے متعلق شرط لگائی کہ اگر اسے دوبارہ حکمرانی دے دی جائے تو وہ ثابت قدمی اور استقامت دکھائے گا۔ چنانچہ اس نے اس سے زادی اور اپنے بھائی علاء کے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے ان دونوں کو اجازت دے دی۔ وہ دونوں 290ھ میں آئے۔ پھر ان دونوں کے بھائی ابوالبہار نے بھی اسی قسم کا مطالبہ کیا اور اس نے اپنے ایلچیوں کو بھیجا جو اس کی تقدیم کا ذکر کرنے لگے مگر منصور نے اسے ٹال دیا کیونکہ وہ اس سے پہلے عہد شکنی کر چکا تھا۔

اشیر کا محاصرہ

زیری بن عطیہ، اشیر کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر بیمار ہو گیا اور وہاں سے بھاگ اٹھے لیکن واپسی پر 291ھ میں فوت ہو گیا۔

آل خزر پر تسلط

اس کے بعد آل خزر اور تمام مفر اوہ نے اس کے بیٹے المعز بن زیدی پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی اور اس نے تسلط حاصل کر لیا البتہ منہاجہ کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہا۔ پھر اس نے منصور کے لیے بخشش طلب کی۔ چنانچہ وہ دعوت عامریہ سے منسلک ہو گیا لہذا ان کے ہاں اس کی حالت بہتر ہو گئی۔

عبدالملک کا معاہدہ

اس دوران میں منصور کی وفات ہو گئی۔ چنانچہ المعز نے اپنے بیٹے عبدالملک مظفر سے چاہا کہ وہ اسے دوبارہ اس شرط پر اس کی عملداری میں بھیج دے کہ وہ اس کے پاس مال لے کر آئے گا اور اس اثنا میں اس کا بیٹا معنصر قرطبہ میں ریغمال ہوگا۔ عبدالملک نے اس کی بات کو قبول کرتے ہوئے اس کے لیے معاہدہ لکھا اور اسے اپنے وزیر ابوعلی بن خدیم کو دے کر بھیجا جس کا متن یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ

مظفر سیف الدولہ جو امام خلیفہ ہشام الموبد باللہ امیر المؤمنین اطال اللہ بقاء، عبدالملک بن منصور بن ابی عامر کی حکومت کی جانب سے مامور ہے، فاس اور اہل مغرب کے تمام شہریوں کی طرف اللہ

اما بعد، اللہ تعالیٰ تمہاری حالت درست فرمائے اور تمہارے جان و مال اور ایمان کی حفاظت فرمائے پس سب تعریف اس خدا کے لیے ہے جو غیب کا جاننے والا، گناہوں کا بخشنے والا، دلوں کا پھرنے والا، شدید گرفت کرنے والا، شروع کرنے والا، لوٹانے والا اور جو چاہے کرنے والا ہے۔ اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور نہ اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا ہے بلکہ حکومت اور امر اس کی لیے ہے اور خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد سید المرسلین و علی الہ الطیبین و جمیع الانبیاء و المرسلین والسلام علیکم اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے المعز بن زیری کو عزت دی ہے اور اس کے ایلچی اور خطوط پے در پے ہماری طرف خوشی و مسرت اور اپنی خطاؤں سے استغفار کرتے ہوئے آئے ہیں جنہیں اس کی توبہ کی نیکیوں نے مٹا دیا ہے کیونکہ توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے اور استغفار عیب سے بچانے والا ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اجازت دیتا ہے تو اسے آسان فرما دیتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر اس میں تمہاری بھلائی ہو۔ اب اس نے

اطاعت کو شعار بنانے، اپنی راہ پر قائم رہنے، استقامت کا اعتقاد رکھنے اور اچھی مدد کرنے نیز کم خرچ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پس ہم نے تم سے پہلے لوگوں پر بھی اسے حاکم مقرر کیا تھا اور اسے تاکید کی تھی کہ وہ تم سے عدل و انصاف کرے، تم سے ظالمانہ اعمال کو دور کر دے، تمہارے راستوں کو آباد کرے اور حدود اللہ کے سوا، تمہارے محسن کی بات کو قبول کرے اور تمہارے خطا کار سے درگزر کرے۔

ہم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کافی گواہ ہے۔ ہم نے اپنے وزیر ابو علی بن حزم کو جسے اللہ نے عزت دی ہے اور وہ ہمارے ثقہ آدمیوں اور سرداروں میں سے ہے، تمہاری طرف بھیجا ہے کہ وہ اس کے کام کو سنبھالے اور اس بارے میں اس سے پختہ عہد لے۔ ہم نے اسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے لوگوں کو اس میں شامل کرے کیونکہ ہم تمہارے معاملے میں فکر مند ہیں اور تمہارے احوال کو دیکھتے رہیں گے کہ وہ ادنیٰ کے حق میں اعلیٰ کے خلاف فیصلہ کرے اور تمہارے بارے میں کسی ادنیٰ چیز سے راضی نہ ہو۔ لہذا اس بات پر اعتماد رکھو اور تسلی پاؤ چنانچہ قاضی ابو عبد اللہ اپنے فیصلے نافذ کرے۔ اس کا منصب ہمارے نظام کے ساتھ بندھا ہوا ہے اور اس کی حیثیت ہماری حکومت کے ساتھ پیوست ہے اللہ کے بارے میں اسے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت قابو نہ کرے۔ جس کو ہم نے والی مقرر کیا ہے تو ہمارا اس کے متعلق یہی ظن ہے اور جس کو ہم نے قاضی مقرر کیا ہے تو ہمیں اس کے متعلق یہی امید ہے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان لا الہ الا ہو۔ ہماری طرف سے آپ لوگوں کو بہت بہت سلام پہنچے۔“

المعز بن زیری کے پاس مظفر کا یہ خط پہنچا جس میں ضلع سجلماسہ کے سوا مغرب پر اس کی حکمرانی کا عہد تھا۔ منصور کے غلام واضح نے مغرب میں اپنی حکمرانی کے دور میں داندین بن خزرون بن فلفل سے سجلماسہ کا عہد کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ چنانچہ وہ المعز کی اس ولایت میں شامل نہ تھا لہذا جب اسے مظفر کا عہد ملا تو اس نے اس کے انتشار کو قابو کیا اور اس کی قوت دوبارہ اس کے پاس لوٹ آئی پھر اس نے مغرب کے تمام اضلاع میں اپنے کارندے پھیلا دیئے اور اس کے خراج کو جمع کیا۔ اس کی رعایا کی اطاعت ہمیشہ مرتب و منظم رہی۔

سجلماسہ پر یلغار

جب اندلس کی جماعت میں افتراق پیدا ہو جانے سے خلافت کے نشانات مٹ گئے اور طوائف الملوکی پھیل گئی تو المعز از سر نو سجلماسہ پر غلبہ پانے اور اسے بنی داندین بن خزرون کے ہاتھوں سے چھیننے لگا پس اس نے اس امر کا ارادہ کیا اور 407ھ میں اس کی طرف گیا لہذا وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آئے اور انہوں نے اسے شکست دی تو یہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا اور اپنی حکومت کے بارے میں مضطرب ہی رہا یہاں تک کہ 407ھ میں وفات پا گیا۔

ناموں کا اتفاق

اس کے بعد اس کا عم زاد حمامہ بن المعز بن عطیہ والی بنا مگر وہ اس کا بیٹا نہیں تھا جیسا کہ بعض مورخین کا خیال ہے، بلکہ یہ صرف ناموں کا اتفاق ہے جس نے یہ مغالطہ پیدا کیا۔ پس اس حمامہ نے ان کی عملداری پر قبضہ کر لیا اور پھر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ کئی علماء اور امراء نے اس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کی، کئی وفود اس کے پاس آنے لگے، اسی طرح کئی شعراء نے اس کی مدح میں قصیدے لکھے۔

فاس پر چڑھائی

424ھ میں ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ الیفرنی نے بنی بدوی بن یعلیٰ سے حکومت چھین لی۔ یہ لوگ سلا کے نواح پر غالب ہو گئے، پھر اس نے بنی یفرن کے قبائل اور زنانہ کے جو لوگ ان سے آ ملے تھے، ان کو ساتھ لے کر فاس پر چڑھائی کی۔ ادھر حمامہ نے مفراوہ اور ان کے بھی خواہوں سے مل کر اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ان کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔ بالآخر حمامہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مفراوہ کے بہت سے لوگ مارے گئے اور تمیم کو، فاس اور مغرب کے مضافات پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ جب وہ فاس میں داخل ہوا تو اس نے یہود کو لوٹ کر ان کی عورتوں

کو قید کر لیا جس سے ان کی آسودگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس اثنا میں حمامہ فرار ہو کر وجدہ پہنچا۔ پھر وہاں سے مدینہ اور ملویہ کے ٹیلوں پر رہنے والے مفراوہ کے پاس چلا گیا اور دوبارہ فاس پر چڑھائی کر کے 429ھ میں اس میں داخل ہو گیا۔ ادھر تمیم سلا میں اپنے دارالامارت میں آ گیا اور حمامہ نے مغرب کی حکومت میں قیام کیا۔ 430ھ میں القائد بن حماد صاحب القلعہ نے منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو وہ بھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کی نیت سے نکلا۔ القائد نے زنا تہ میں اپنے عطیات پھیلا دیئے اور انہیں ان کے حکمران حمامہ کے خلاف کر کے اپنے ساتھ ملا لیا لیکن وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کتر گیا۔ پھر جب اس نے اس کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کر لی تو القائد اسے چھوڑ کر واپس فاس میں چلا آیا۔ جہاں 431ھ میں فوت ہو گیا۔

حماد کی بغاوت

اس کے بعد اس کا بیٹا دوناس حکمران بنا جس کی کنیت ابو العطف تھی۔ اس نے فاس کے علاوہ اپنے باپ کی بقیہ عملداری پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کی حکومت کے آغاز ہی میں اس کے عم زاد حماد بن معنصر بن المعز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ چنانچہ اس نے اس کے ساتھ بہت جنگیں کیں۔ اب حماد کی فوجیں بھی بکثرت ہو گئیں تاہم دوناس نے مضافات پر قبضہ کر لیا اور اسے فاس شہر میں بند کر دیا۔ دوناس نے اپنے آگے خندق کھود لی جو حماد کی باڑ کے نام سے مشہور ہے، حماد نے قرویین کے کنارے سے وادی کو جانے والی سڑک روک دی۔ یہاں تک کہ وہ محاصرے کے دوران ہی 435ھ میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ دوناس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ اس کا دور حکومت لمبا ہونے سے ملک میں آبادی بھی زیادہ ہو گئی۔ پھر اس نے کارخانے بنانے اور بستوں کی فصیلیں بنانے میں بڑی تندہی سے کام لیا۔ جا بجا حمام اور سرائیں بھی بنائیں جس سے اس کی خوشحالی بڑھ گئی اور سامان کے ساتھ تاجروں کو ہاں آنے لگے۔

الفتوح کی حکمرانی

451ھ میں دوناس کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا الفتوح حکمران بنا۔ پھر وہ اندلس کے کنارے پر اتر اور اس کے چھوٹے بھائی عجیبہ نے حکومت کے سلسلے میں اس سے سرکشی کی۔ پھر وہ قرویین کے کنارے پر قلعہ بند ہو گیا اور ان دونوں کے افتراق سے ان کی حکومت منسخر ہو گئی۔ یوں ان دونوں کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا۔ اس زمانے میں میدان کارزار باب النقبہ سے قرویین کے کنارے تک پھیلا ہوا تھا۔ الفتوح نے اندلس کے کنارے کا دروازہ بنایا اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔

عجیبہ کا انجام

عجیبہ نے باب العجیبہ کی حد بندی کی اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔ مگر عین کا حرف کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہو چکا ہے۔ وہ اسی حالت پر قائم رہے یہاں تک کہ فتوح نے 453ھ میں اپنے بھائی عجیبہ اور اس کے اہل خانہ سے غداری کی اور اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

صاحب القلعہ کا حملہ

اس کے بعد لتونہ کے مرابطین نے مغرب پر اچانک حملہ کر دیا اور الفتوح اپنے انجام سے ڈر کر فاس سے بھاگ گیا۔ پھر صاحب القلعہ بلکین بن محمد بن حماد نے 454ھ میں مغرب پر چڑھائی کی اور فاس میں داخل ہو گیا چنانچہ ان کے اشراف و اکابر کو اطاعت پر رینمال بنا لیا اور اپنے قلعہ کو واپس آ گیا۔

لتونہ سے جنگ

الفتوح کے بعد معنصر بن حماد مغرب کا حکمران بنا اور لتونہ کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہو گیا۔ اس نے 555ھ میں ان کے خلاف مشہور

جنگ کی اور ضریہ چلا گیا۔

معنصر کا انجام

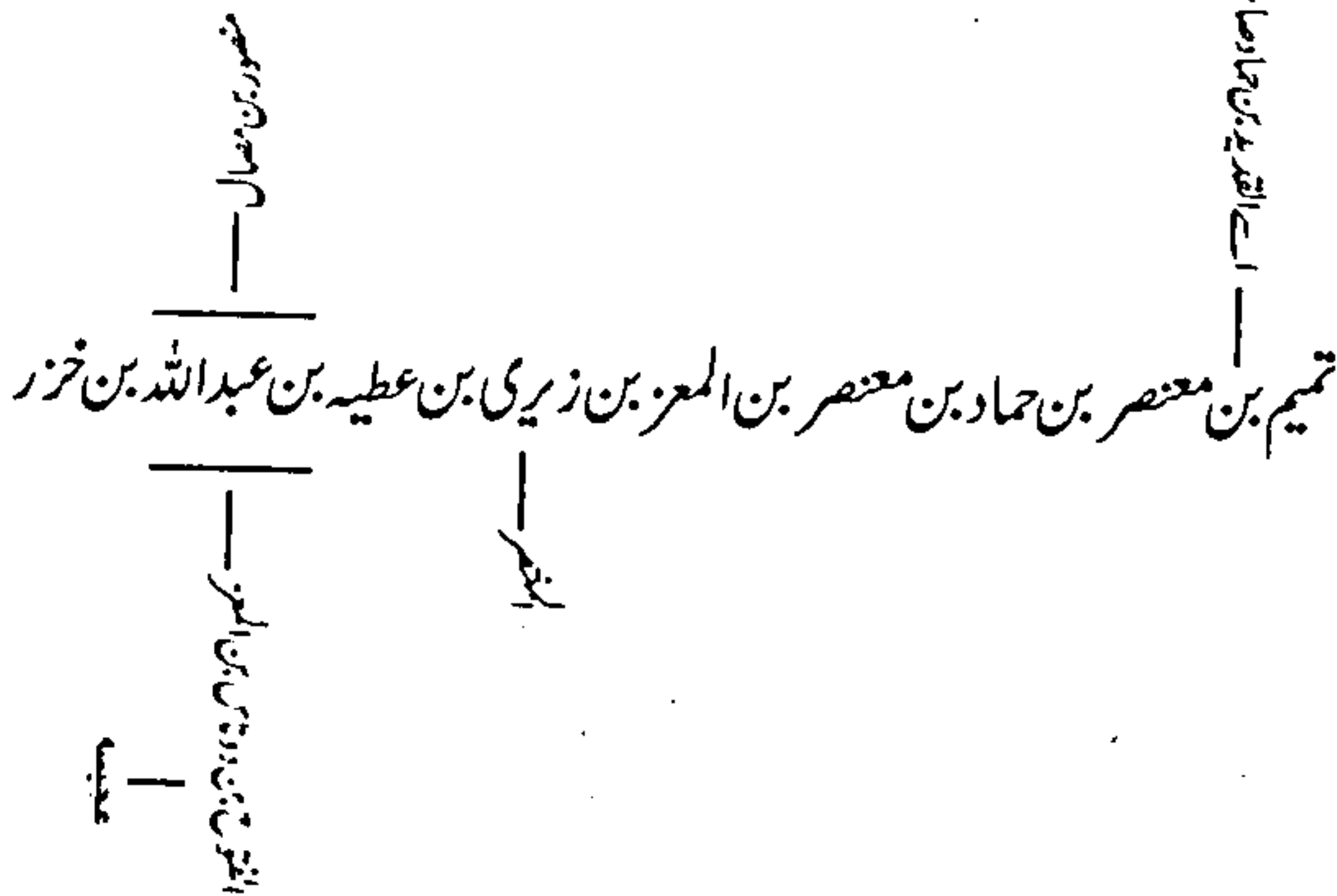
یوسف بن تاشفیق نے مراہطین کے ساتھ فاس پر قبضہ کر لیا پھر اس نے فاس پر اپنا قائم مقام حاکم مقرر کیا اور غمارہ کی طرف چلا گیا۔ لیکن اس کے بعد معنصر نے اس کے خلاف فاس جا کر اس پر قبضہ کر لیا، وہاں کے حاکم اور اس کے ساتھی لتونہ کو قتل کر دیا اور ان کو صلیب دے کر اور جلا کر عذاب دیا۔ پھر اس نے مکناسہ شہر کے حکمران مہدی بن یوسف الکتر نائی پر چڑھائی کی، وہ مراہطین کی دعوت میں شامل ہو چکا تھا۔ لہذا اس نے سے شکست دے کر قتل کر دیا اور اس کے سر کو حاکم سبتہ سکوت البرغواطی کے پاس بھیج دیا۔ یوسف بن تاشفیق کو اطلاع ملی تو اس نے فاس کے محاصرہ کے لیے مراہطین کو فوجیں بھیجیں تو انہوں نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور رسد روک دی۔ یہاں تک کہ فاس کے باشندے اس محاصرے سے تنگ آ گئے اور انہیں بھوک نے آن لیا۔ معنصر نے میدان میں نکل کر مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور 460ھ کی اس جنگ میں کام آیا۔

یوسف بن تاشفیق کا حملہ

اس کے بعد اہل فاس نے اس کے بیٹے تمیم بن معنصر کی بیعت کر لی مگر اس کا دور جنگ، محاصرے، بھوک اور گرانی کا دور تھا۔ پھر یوسف بن تاشفیق نے بلا د غمارہ کو فتح کر کے ان کی طرف رجوع کیا اور جب 462ھ کا سال آیا تو اس نے فاس آ کر کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ اس نے بزور قوت اس میں داخل ہو کر تقریباً تین ہزار مفراوہ، بنی یفرن، مکناسہ اور قبائل زناتہ کو قتل کر دیا اور ان میں تمیم بھی مارا گیا۔ یہاں تک کہ انہیں فرداً فرداً دفنانا بھی مشکل ہو گیا پس ان کے لیے خندقیں بنائی گئیں اور انہیں جماعتوں کی صورت میں قبروں میں ڈالا گیا۔ ان میں سے جو قتل سے بچ گیا وہ تلمسان چلا گیا۔ یوسف بن تاشفیق نے ان فسیلوں کو گرانے کا حکم دے دیا جو دونوں آبادیوں کو جدا کرتی تھی۔ اس طرح ان دونوں کو ایک شہر بنا دیا اور ان کے ارد گرد ایک ہی فصیل بنا دی۔ چنانچہ فاس سے مفراوہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

، البقاء لله سبحانه و تعالیٰ

☆☆☆



مفراوہ کے ملوک سجلماسہ بنی خزرون کی حکومت

سبتہ پر قبضہ

خزرون بن فلفلول مفراوہ کے امراء اور بنی خزرون کے اعیان میں سے تھا۔ جب بلکین بن زیری نے مغرب اوسط میں ان پر غلبہ پایا تو یہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے عقبی علاقے میں آگئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، بنو خزرد دعوت مروانیہ کے اطاعت گزار تھے۔ منصور بن ابی عامر جس نے بعد میں الموید کی حکومت قائم کی تھی، اپنے حجابت کے آغاز میں حکومت کے اراکین اور سرکردہ جرنیلوں کے علاوہ فوج کے دیگر طبقوں کے ذریعے کنارے کے حوالی میں سے سبتہ پر قبضہ کر چکا تھا۔ باقی علاقہ جو اس سے ماروا تھا، اسے اس نے مفراوہ، بنی یفرن اور مکناسہ کے امراء زاناتہ کے سپرد کر دیا۔ اس نے اس علاقے اور اس کی سرحدوں کے نظم و نسق پر اکتفا کیا بعد ازاں اس نے ان کی بخشش سے ان لوگوں کی دیکھ بھال کی اور ان پر احسانات کیے آخر وہ کئی قسم کی قربانیوں سے اس کے قریب ہو گئے۔

آل مدرار کا اخراج

ان دونوں خزرون بن فلفلول نے سجلماسہ پر چڑھائی کی، جہاں آل مدرار میں سے المعتز موجود تھا۔ چنانچہ اس کے بھائی المنتصر نے مغرب سے جوہر کے واپس آنے کے بعد مقابلہ کیا۔ اس نے ان کے امیر شا کر اللہ محمد بن فتح پر کامیابی حاصل کر لی۔ پھر اس کے بعد ان کی اولاد میں سے المنتصر نے سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی ابو محمد نے 353ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سجلماسہ کی حکومت سنبھال لی اور دوبارہ وہاں بنی مدرار کی حکومت قائم کر کے المعتز باللہ کا لقب اختیار کر لیا۔ پس 367ھ میں خزرون بن فلفلول نے مفراوہ کی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ المعتز اس کے مقابلہ میں نکلا تو خزرون نے اسے شکست دی اور سجلماسہ کے شہر پر قبضہ کر کے ہمیشہ کے لیے وہاں سے آل مدرار اور خوارج کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ پھر وہاں الموید ہشام کی دعوت کو قائم کیا۔

المعتز کا انجام

یہ مروانیوں کی پہلی حکومت تھی جو اس خطے میں قائم کی تھی، یہاں سے المعتز کا مال اور ہتھیار ملے جن پر اس نے قبضہ کر لیا چنانچہ اس نے ہشام کی طرف فتح کا خط لکھا اور المعتز کا سر اس کے پاس بھیجا جسے اس نے اپنے دار الخلافہ کے دروازے پر نصب کر دیا۔ محمد بن ابی عامر کے نصیب اور اس کے ساتھیوں پر اس فتح کے اثرات سے مطمئن ہو کر اس نے سجلماسہ پر خزرون اور اس کے بعد اس کے بیٹے دانودین کو امیر مقرر کیا۔

زاناتہ کا فرار

پھر 369ھ میں زیری بن مناد نے مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور زاناتہ وہاں سے فرار ہو کر سبتہ چلے گئے۔ چنانچہ اس نے مضافات مغرب پر قبضہ کر لیا اور ان پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کر کے سبتہ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر وہاں سے چلا گیا اور برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو گیا۔

بنو خزرون کا فرار

اب اسے اطلاع ملی کہ دانودین بن خزرون نے سجلماسہ کے نواح پر غارت گری کی ہے اور اس میں بزور قوت داخل ہو کر وہاں کے حاکم اور اموال اور ذخائر پر قبضہ کر لیا ہے۔ پس وہ 393ھ میں اس کا تدارک کرنے کے لیے نکلا لیکن راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ دانودین بن خزرون

سجلماسہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس اثنا میں زیری بن عطیہ بن عبداللہ بن خزرنے مغرب پر قبضہ کر لیا اور ہشام کے عہد میں فاس پر قابض ہو گیا۔ آخر کار اس نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی جس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو 388ھ میں فوجوں کے ساتھ کنارے کی طرف بھیجا۔ پس بنی خزرنے اس پر قبضہ کر لیا اور عبدالملک فاس میں قیام پذیر ہوا۔ اس نے سرحدوں کو بند کرنے اور محصول اکٹھا کرنے کے لیے مغرب کے گرد و نواح میں اپنے کارندے بھیجے پھر سجلماسہ پر حمید بن یصل مکناسی کو حاکم مقرر کیا جو شیعہ مددگاروں میں سے ان کے پاس آ گیا تھا اور اس سے پہلے بنو خزرون وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ لہذا اس نے سجلماسہ پر قبضہ کر کے اس میں دعوت کو قائم کیا پھر جب عبدالملک کنارے کی طرف واپس آیا اور اس نے واضح کو اس کی عملداری فاس میں واپس بھیجا تو بہت سے بنی خزرنے اس سے امان طلب کی۔

دعوت مروانیہ کا قیام

ان لوگوں میں حاکم سجلماسہ دانودین بن خزرون اور اس کا عم زاد فلفل بن سعید بھی شامل تھے۔ چنانچہ اس نے انہیں امان دے دی پھر دانو دین اور فلفل بن سعید نے مقررہ مال، متعدد گھوڑے اور ڈھالوں کی یہ ذمہ داری قبول کر کے کہ وہ ہر سال اسے ان کی ادائیگی کیا کریں گے، اپنی عملداری سجلماسہ میں واپس آ گیا۔ اس معاملے میں ان دونوں نے اپنے بیٹوں کو یرغمال رکھا پس واضح نے ان دونوں کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کے بعد 390ھ کے آغاز میں دانودین سجلماسہ کی حکومت کا بلا شرکت غیرے حاکم بن بیٹھا اور وہاں اس نے دعوت مروانیہ کو قائم کیا۔

قرطبہ میں ابتری

396ھ میں مظفر بن ابی عامر کے عہد میں المعز بن زیری مغرب کی حکومت کی طرف واپس آ گیا اور اس نے دانودین کے مقام کی وجہ سے سجلماسہ کے معاملے کو مستثنیٰ کر دیا۔ جب قرطبہ میں خلافت کا نظام ابتر ہو گیا اور طوائف الملوکی پھیل گئی تو جو کچھ انصار و ثغور کے امراء اور مضافات کے حکمرانوں کے قبضے میں تھا، اسے انہوں نے اپنے لیے مختص کر لیا۔ چنانچہ دانودین نے سجلماسہ کے مضافات کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور درعہ کی عملداری پر قبضہ کر کے اسے بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ 407ھ میں المعز بن زیری حاکم فاس مفراوہ کی فوجوں کے ساتھ ان مضافات کو دانودین کے قبضہ سے چھیننے کے ارادے سے نکلا پس وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں نکلا اور انہوں نے اسے شکست دی جس سے المعز کی حکومت ڈانواں ڈول ہو گئی اور پھر وہ فوت ہو گیا۔ اب دانودین کی حکومت مضبوط ہو گئی، اس نے فاس کے مضافات میں سے صبرون اور ملویہ کے تمام محلات پر قبضہ کر لیا اور اپنے خاندان کے لوگوں کو ان پر والی مقرر کیا پھر وہ بھی فوت ہو گیا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے مسعود بن دانودین نے اپنے باپ کی حکومت سنبھالی مگر اس کی حکمرانی اور اس کے باپ کی وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

مفراوہ کا قتل عام

جب عبداللہ بن یاسین غالب آیا اور لتونہ، مسوفہ اور بقیہ متلثمین کے مراہطین اس کے پاس جمع ہو گئے تو انہوں نے 445ھ میں درعہ سے اپنی جنگ کا آغاز کیا اور مسعود بن دانودین کے ذخیرے میں جو اونٹ موجود تھے، انہیں لوٹ کر لے گئے۔ پھر جیسا کہ ہم نے لتونہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ اس کے قتل کے بعد انہوں نے دوبارہ سجلماسہ سے جنگ کی اور اگلے سال اس میں داخل ہو کر مفراوہ کی جماعت کے جو لوگ وہاں موجود تھے، انہیں قتل کر دیا اس کے بعد انہوں نے مغرب کے مضافات، بلاؤسوس اور جبال مصادمہ کا رخ کیا، 455ھ میں صفردی کو بھی فتح کر لیا اور دانو دین کی اولاد اور مفراوہ کے باقی ماندہ لوگوں کو جو وہاں موجود تھے، قتل کر دیا۔ پھر 463ھ میں انہوں نے ملویہ کے قلعوں کو فتح کیا اور بنی دانودین کی حکومت اس طرح ختم ہو گئی گویا کبھی موجود ہی نہ تھی۔

— اسے عبداللہ بن یاسین اور مرابطین نے قتل کیا

— اس نے المعز بن محمد بن مدار کے ہاتھ سے سجدہ کو حاصل کیا
اور ہشام المؤمنین نے اسے وہاں کا امیر مقرر کیا

سعود بن داؤد بن خزرون بن قفلول بن خزرون

فللول بن سعید —

باب: ۷۱

بنی خزرون سے ملوک طرابلس کے حالات

طرابلس میں بنو خزرون اور مفر اوہ ان کے بادشاہ تھے جو بلکین سے بچ کر مغرب اقصیٰ آئے تھے۔ پھر اس نے 469ھ میں اپنے مشہور حملے میں ان کا تعاقب کیا اور انہیں سبتہ کے ساحل پر روک دیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے فریادی کو منصور کے پاس بھیجا۔ تب وہ ان کے حالات کو دیکھنے کے لیے جزیرہ میں ان کے پاس آیا اور جعفر بن یحییٰ اور ملوک بربروز ناتہ میں سے جو لوگ اس کے ساتھ تھے، ان سب کی مدد کی تو یہ بلکین پر بھاری ہو گئے۔ لہذا وہ واپس آ کر مغرب کے مضافات کا جائزہ لینے لگا پھر وطن کو واپسی کے دوران 472ھ میں فوت ہو گیا۔ مفر اوہ اور بنو یفرن کے قبائل کو جو مقام اس کے ہاں حاصل تھا، اس پر وہ واپس آ گئے۔

بنو خزرون کا اعزاز

476ھ میں منصور نے وزیر حسن بن عبدالودود کو مغرب کا والی مقرر کر کے بھیجا اور عطیہ بن عبداللہ بن خزرون کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری کو مزید اعزاز سے نوازا۔ ان دونوں خاندانوں میں سے جو لوگ ان کے ہم سر تھے، انہیں اس بات سے بڑی غیرت آ گئی۔

فللول کی مراعات

اس کے بعد سعید بن خزرون بن فللول 477ھ میں امویوں کی اطاعت سے منحرف ہو کر منہاجہ کی طرف چلا گیا۔ پھر ایک جنگ سے واپسی پر منصور بن بلکین سے اشیر میں ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کا غایت درجہ احترام کرتے ہوئے اسے 481ھ میں طنہ کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا۔ بعد ازاں وہ اس کی ملاقات کو گیا اور اس کے اعزاز میں ایک جشن کیا۔ پھر قیروان میں اس کا وقت پورا ہو گیا اور وہ اسی سال فوت ہو گیا۔ تب اس کا بیٹا فللول اپنے باپ کی عملداری سے قاصد بن کر آیا تو اس نے اسے اسی عملداری پر امیر مقرر کر کے اسے خلعت عطا کیا اور اپنی بیٹی اسے

بیاہ دی۔ پھر اسے تیس اونٹ مال اور تیس تخت ملبوسات دیے، اسے بوجھل زینوں والی سواریاں اور دس سنہری جھنڈے پیش کیے حتیٰ کہ وہ اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا۔ 485ھ میں منصور بن بلکین کی وفات ہو گئی اور پھر اس کا بیٹا بادیس حکمران بنا تو اس نے بھی فلفلہ کو اس کی عملداری طلبہ پر امیر مقرر کر دیا۔

منہاجہ سے جنگ

بعد ازاں جب زیری بن عطیہ نے منصور بن ابی عامر کے خلاف بغاوت کی تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے اپنے بیٹے مظفر کو اس کی طرف بھیجا جس نے مغرب کے مضافات میں اس پر غلبہ پالیا چنانچہ زیری جنگل کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے مغرب اوسط کولکارا اور منہاجہ کی سرحدوں پر جنگ کر کے تیہرت کا محاصرہ کر لیا جہاں یطوفت بن بلکین موجود تھا۔ جہاد بن بلکین نے اشیر سے تکاتہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ ادھر محمد بن ابی العرب قائد بادیس کو قیروان سے منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ یطوفت کی مدد کے لیے بھیجا جو فلفلہ کی طرف بڑھا۔ وہ اشیران میں ان کے ساتھ تھا۔ زیری بن عطیہ نے ان سے جنگ کر کے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور پھر ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یوں افریقہ کو جنگ نے پریشان کر دیا اور اس کے نواح میں جو زاناتہ قبائل رہتے تھے ان کے لیے منہاجہ اجنبی بن گئے۔

زاناتہ اور بربر کی شکست

بادیس بن منصور رقاوہ سے فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور جب وہ طلبہ سے گزرا تو فلفلہ بن سعید بن خزرون اسے ملا اور اس نے اپنی جنگ میں اس سے مدد مانگی لیکن اسے شک پڑا گیا لہذا اس نے مدد لینے سے معذرت کر دی۔ پھر اس نے سلطان کے آنے تک تجدید عہد کا مطالبہ کیا تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی۔ البتہ اس کا اور اس کے مفراوہ ساتھیوں کا شک پختہ ہو گیا تو وہ طلبہ کو چھوڑ کر چل دیئے۔ جب بادیس دور چلا گیا تو فلفلہ نے واپس آ کر اس کی جہات میں فساد برپا کر دیا۔ بعد ازاں اس نے تیجن میں بھی کچھ کیا۔ پھر باغام کا محاصرہ کر لیا چنانچہ بادیس وہاں سے اشیر پہنچ گیا اور زیری بن عطیہ مغرب کے صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ جب بادیس نے تاہرت اور اشیر پر اپنے چچا یطوفت بن بلکین کو حاکم مقرر کیا تو اس نے دوبارہ بادیس پر حملہ کر دیا اور مسیلہ تک پہنچ گیا جہاں اسے اطلاع ملی کہ اس کے چچا، ماکس زادی غرم اور متھین نے بغاوت کر دی ہے تو ابوالبہار ڈر گیا اور انہیں ساتھ لے کر اس کے پڑاؤ میں چلا گیا۔ بادیس نے ان کے پیچھے اپنے چچا حماد بن بلکین کو بھیجا اور فوجوں کو فلفلہ بن سعید کی جانب بھیجنے کے بعد خود بھی اس کی طرف کوچ کر گیا جہاں وہ باغایہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا پس اس نے انہیں شکست دی اور ان کے سالار ابورعیل کو قتل کر دیا۔ پھر اسے بادیس کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ بادیس نے مرماجنہ تک اس کا تعاقب کیا تو دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ فلفلہ کے پاس زاناتہ اور بربر کے قبائل جمع تھے، پس وہ جنگ میں ثابت قدم نہ رہے اور اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ چنانچہ وہ شکست کھا کر جبل حناش کو چلا گیا اور قیطون میں پڑاؤ کیا۔ بادیس نے قیروان کی طرف فتح کا خط لکھا لیکن جھوٹی افواہوں نے ان کو متاثر کیا: ہوا تھا لہذا وہاں کے بہت سے باشندے مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور انہوں نے راستے بنا نے شروع کر دیئے کیونکہ جب فلفلہ بن سعید نے ابورعیل کو قتل کیا اور منہاجہ کی فوجوں کو شکست دی تو انہیں فلفلہ سے یہی توقع تھی۔ یہ 489ھ کے اواخر کا واقعہ ہے۔

تیبہ کا محاصرہ

اب بادیس قیروان واپس آ گیا جہاں اسے اطلاع ملی کہ زیری کی اولاد فلفلہ بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی ہے اور انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اکٹھے ہو کر تیبہ کا محاصرہ کر لیا۔ پس بادیس ان سے مقابلہ کرنے کے لیے قیروان سے نکلا تو وہ پراگندہ ہو گئے۔ ماکس اور اس کے بیٹے حسن کے سوا، باقی سب اس کے دوسرے چچا زہری بن عطیہ کے ساتھ جا ملے جب کہ ماکس اور حسن فلفلہ کے پاس ٹھہرے رہے۔ چنانچہ بادیس 491ھ میں اس کے بعد واپس آیا اور جب وہ بسکرہ پہنچ گیا تو فلفلہ، رمال کی طرف بھاگ گیا۔ اس فتنہ کے دوران زیری بن

عطیہ، اشیر کا محاصرہ کئے رہا پس وہ وہاں سے الگ ہو گیا اور ابوالبہار وہاں سے بادیس کی طرف واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ہی قیروان لوٹ آیا۔
طرا بلس پر قبضہ

فلفل بن سعید قابس اور طرا بلس کے نواح کی طرف آیا اور وہاں کے زنانہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے، اس نے طرا بلس پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں طرا بلس کا علاقہ مصر کی عملداری میں شامل تھا اور معد کے قاہرہ چلے جانے کے بعد وہاں کا والی عبداللہ بن مخلف کتامی تھا۔ جب معد فوت ہو گیا تو نزار العزیز کے بلکین نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا چنانچہ اس نے اس کی مدد کی اور اپنے خاص غلاموں میں سے عقولا بن بکار کو وہاں کا والی بنا دیا، جسے وہ بونہ کی عملداری سے تبدیل کر کے لایا تھا، لہذا وہ وہاں کا والی بنا رہا یہاں تک کہ اس نے حاکم مصر کو اطلاع بھیجی کہ وہ الحضرۃ میں دلچسپی رکھتا ہے لہذا اس سے طرا بلس کی عملداری لے لی جائے۔ بر جوان صقلی حکومت میں خود مختار تھا اور یانس صقلی کو جو مقام ان کے ہاں حاصل تھا، اس سے وہ رنجیدہ و مغموم تھا چنانچہ اس نے اسے الحضرۃ سے ہٹا کر برقہ کی ولایت دے دی پھر جب حاکم طرا بلس عقولہ کی دلچسپی میں متواتر اضافہ ہونے لگا تو بر جوان نے یانس کو وہاں بھیجنے کا مشورہ دیا لہذا اس نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری میں آجائے پس وہ 490ھ میں وہاں پہنچا۔

یانس کا قتل

بعد ازاں متصلہ مصر چلا گیا اور بادیس کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے قائد جعفر بن حبیب کو فوجوں کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے مصر جانے سے روکے، یانس نے اس پر چڑھائی کی مگر شکست کھائی اور قتل ہو گیا۔

طرا بلس کا محاصرہ

پھر اس کا جرنیل فتوح بن علی طرا بلس جا کر قلعہ بند ہو گیا تو جعفر بن حبیب نے اس سے جنگ کی اور مدت تک وہاں ٹھہرا رہا۔ ابھی وہ اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ اسے قابس کے والی یوسف بن عامر کا خط ملا جس میں اس نے بتایا کہ فلفل بن سعید قابس پہنچ گیا ہے اور وہ طرا بلس آیا ہی چاہتا ہے۔ پس جعفر شہر سے جبل کی جانب کوچ کر گیا اور فلفل بن سعید نے آکر اس کی جگہ پڑاؤ کیا۔ چنانچہ جعفر اور اس کے ساتھیوں کا حال خراب ہو گیا تو وہ پختہ عزم کے ساتھ جنگ کے ارادے سے قابس چلے گئے جہاں فلفل نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ قابس واپس آ گئے۔

فلفل کی وفات

فلفل طرا بلس شہر میں آیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور فتوح بن علی نے اس کی امارت اس کے لیے چھوڑ دی۔ چنانچہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس روز سے اسے اپنا وطن بنا لیا۔ یہ 491ھ کا واقعہ ہے۔ پھر اس نے حاکم کو اپنی اطاعت کی اطلاع دی تو حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کو بھیجا اور اسے طرا بلس اور قابس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ وہ طرا بلس پہنچا اور فلفل اور فتوح بن علی بن غصیانان بھی زنانہ کی فوجوں کے ساتھ قابس کا محاصرہ کرنے کے لیے گئے۔ مدت تک انہوں نے اس کا محاصرہ کیے رکھا اور پھر طرا بلس کی طرف واپس آ گئے۔ یحییٰ بن علی مصر کی طرف لوٹ آیا اور فلفل نے طرا بلس کی عملداری کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ بادیس کے ساتھ اس کی جنگ طویل ہو گئی تو وہ مصر کی مدد سے ناامید ہو گیا۔ اب اس نے قرطبہ میں مہدی محمد بن عبد الجبار کے پاس اپنی اطاعت کی اطلاع کے ساتھ فریادرسی اور مدد کے لیے اپنے ایلچی بھیجے۔ مگر فلفل ان کے واپس آنے سے پہلے ہی 400ھ میں فوت ہو گیا۔

بادیس کی کامیابی

بعد ازاں زنانہ اس کے بھائی وردا بن سعید کے پاس جمع ہو گئے لیکن جب بادیس نے طرا بلس پر چڑھائی کی تو وردا اور اس کے زنانہ ساتھی

وہاں سے بھاگ گئے۔ وہاں جو فوجی سپاہی موجود تھے بادیس ان کی طرف گیا تو وہ اسے راستے ہی میں مل گئے۔ چنانچہ وہ طرابلس کی طرف بڑھ کر اس میں داخل ہو گیا اور فلفل کے محل میں قیام پذیر ہوا۔ اب ورد بن سعید نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے امان کا طالب ہے لہذا اس نے اپنے پروردہ محمد بن حسن کو اس کے پاس بھیجا، اپنی امان کے ساتھ ان کے وفد کا استقبال کیا اور ان سے حسن سلوک کیا۔ پھر وردا کو نفزادہ پر اور نعیم بن کنون کو قبطنہ پر اس شرط کے ساتھ حاکم مقرر کیا کہ وہ طرابلس کے مضافات سے اپنی قوم کو لے کر چلے جائیں پس وہ اپنے اصحاب کی طرف واپس آگئے اور بادیس قیروان کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے طرابلس پر محمد بن حسن کو حاکم مقرر کیا۔ جب کہ وردا نفزادہ میں اور نعیم قسطنطنیہ میں آگیا۔ بعد ازاں 401ھ میں وردا نے بغاوت کی اور جبال ایدمر میں چلا گیا۔ پس انہوں نے آپس میں مخالفت کرنے کا معاہدہ کر لیا اور نعیم بن کنون نے نفزادہ کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

ورد سے علیحدگی

خزرون بن سعید اپنے بھائی وردا کو چھوڑ کر سلطان بادیس کے پاس لوٹ آیا۔ یہ 402ھ میں قیروان میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے حسن سلوک کیا۔ پھر اسے اس کے بھائی کی عملداری نفزادہ پر حاکم مقرر کیا اور اس کی قوم کے بنی محلہ کو قفصہ پر حکمران بنا دیا۔

ورد کی طرابلس پر چڑھائی

اب وردا نے اپنے زانی ساتھیوں کے ساتھ طرابلس پر چڑھائی کی اور وہاں کا والی محمد بن حسن اس کا مقابلہ کرنے کو نکلا چنانچہ دونوں آپس میں گتھ گتھ گئے، ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں جن میں وردا کو شکست ہوئی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر اس نے دوبارہ اس کا محاصرہ کر کے اس کے باشندوں کو تنگ کر دیا۔ بادیس نے خزرون اور اس کے بھائی نعیم بن کنون اور البحرید کے زاناتہ امراء کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھی کی خاطر جنگ کے لیے نکلیں لہذا وہ اس کے پاس آئے اور قابس اور طرابلس کے درمیان عبرہ کے مقام پر ایک دوسرے سے گتھ گتھ پھر انہوں نے اتفاق کر لیا اور خزرون کے ساتھی اس کے بھائی وردا کے ساتھ مل گئے۔ خزرون اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اس پر الزام لگایا کہ اس نے اپنے بھائی وردا کے متعلق فریب کاری سے کام لیا ہے۔ پھر اس نے نفزادہ کے ساتھ اس کا سامنا کیا تو وہ شک میں پڑ گیا اور مخالفت کرنے لگا۔

یریغالیوں کا قتل

اب سلطان نے فوج کے ساتھ فتوح بن احمد کو اس کی طرف بھیجا تو وہ اپنی عملداری سے بھاگ گیا چنانچہ نعیم اور بقیہ زاناتہ نے اس کا تعاقب کیا مگر وہ سب کے سب 404ھ میں وردا بن سعید کے ساتھ مل گئے اور مخالفت کرنے لگے، انہوں نے طرابلس شہر کے خلاف جنگ برپا کر دی۔ جب زاناتہ کا فساد بڑھ گیا تو سلطان کے پاس جو زاناتہ یریغالی تھے، ان کو اس نے قتل کر دیا۔ اتفاقاً مقاتل بن سعید اپنے بھائی وردا سے اپنے بیٹوں اور ماموؤں کے ایک گروہ کے ساتھ الگ ہو کر آیا تو یہ سب بھی ان کے ساتھ قتل ہو گئے۔

ورد کی وفات

اب سلطان اپنے چچا حماد کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا اور جب اسی سال اس نے شلب میں اس پر غلبہ پالیا تو قیروان کی طرف لوٹ آیا پھر وردا نے اس کی طرف اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا مگر 405ھ میں وردا فوت ہو گیا اور اس کی قوم اس کے بیٹے خلیفہ اور اس کے بھائی خزرون بن سعید میں منقسم ہو گئی چنانچہ ان میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔

خزرون کے ساتھ جنگ

طرابلس کے والی حسن بن محمد نے ان کے معاملات میں دخل دینے کے لیے سازش کی تو اکثر زاناتہ خلیفہ کے پاس چلے گئے۔ اب اس کے چچا

خزرون نے اس کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور قیطنوں میں اس پر غالب آ گیا۔ لہذا زنا تہ پر اس کا پورا تسلط ہو گیا جن پر اس نے اپنے باپ کی حکومت قائم کی اتنے میں جس قلعہ میں وہ محصور تھا، وہاں سے سلطان بادیس کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی تو اس نے اس کی اطاعت کو قبول کیا۔ پھر بادیس فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا المعز 406ھ میں حاکم بن گیا۔

پھر خلیفہ بن وردانے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کا بھائی حماد بن وردا طرابلس اور قابس کے مضافات میں ان پر 413ھ تک مسلسل غارتگری کرتا رہا۔

حاکم طرابلس کی بغاوت

پس حاکم طرابلس عبید اللہ بن حسن نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے طرابلس پر غلبہ دے دیا، اس کا سبب یہ تھا کہ المعز بن بادیس نے اپنی حکومت کے آغاز میں محمد بن حسن کو اس کی عملداری سے بلایا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی عبید اللہ بن حسن کو جانشین بنایا اور خود المعز کے پاس آ کر اپنی حکومت کا معاملہ اس کے سپرد کیا۔ اپنی اس بات پر وہ سات روز قائم رہا اور سلطان کے ہاں اس کی حیثیت مضبوط ہو گئی لیکن جب اس کے خلاف چغلیاں زیادہ ہو گئیں تو وہ منحرف ہو گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ پھر جب اس کے بھائی کو اطلاع ملی تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس نے بھی بغاوت کر دی چنانچہ اس نے خلیفہ بن وردا اور اس کی قوم کو طرابلس پر قبضہ کرنے کا موقع دیا پس انہوں نے منہاجہ کو قتل کر دیا اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔

الظاہر کی اطاعت

خلیفہ عبد اللہ کے قصر میں آیا اور اس نے وہاں سے عبد اللہ کو نکال کر اس کے سب اموال اور عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر طرابلس پر خلیفہ بن وردا اور اس کی قوم خزرون کی حکومت مسلط قائم رہی۔ 417ھ میں خلیفہ نے قاہرہ میں الظاہر بن الحکم کی اطاعت اختیار کرنے، راستوں کی حفاظت کی ضمانت دینے اور جماعتوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے بارے میں گفتگو کی نیز یہ کہ وہ طرابلس پر اس کی امارت کی حفاظت کرے گا تو الظاہر نے اس کی یہ باتیں قبول کر لیں اور وہ اس کی عملداری میں شامل ہو گیا۔ پھر اس نے اسی سال اپنے بھائی حماد کو تحائف دے کر المعز کے پاس بھیجا تو اس نے تحائف کو قبول کیا اور اسے ان کا اچھا بدلہ دیا۔ ابن الرقیق نے یہ واقعات ان کے حالات کے آخر میں بیان کیے ہیں۔

المعز کی یلغار

ابن حماد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ المعز نے 430ھ میں جہات طرابلس میں زنا تہ پر چڑھائی کی تو وہ اس کے مقابلہ میں نکل آئے اور اسے شکست دی پھر انہوں نے عبد اللہ بن حماد کو قتل کر دیا اور اس کی بہن ام العلو بنت بادیس کو قید کر لیا مگر کچھ عرصہ بعد اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر دیا اور اس کے بھائی کے پاس بھجوا دیا۔

بعد ازاں اس نے دوبارہ ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی، لیکن خوش قسمتی سے اسے ان پر پھر فتح حاصل ہوئی تو اس نے ان کو مغلوب کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور صلح کے ذریعے اس سے بچاؤ اختیار کیا لہذا اس طرح ان کا معاملہ درست ہو گیا۔ پھر جب خلیفہ بن وردانے خزرون بن سعید کو زنا تہ کی امارت پر غالب کیا تو وہ مصر چلا گیا، اس نے دار الخلافہ میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں اس کے بیٹوں نے پرورش پائی۔ ان میں المنصر بن خزرون اور اس کا بھائی سعید بھی شامل تھا اور جب مصر میں ترکوں اور مغار بہ کے درمیان جنگ ہوئی اور ترک ان پر غالب آ گئے تو انہوں نے وہاں سے انہیں جلا وطن کر دیا چنانچہ المنصر اور سعید طرابلس چلے گئے اور اس کے نواح میں اقامت پذیر ہو گئے۔ پھر سعید نے طرابلس کی حکومت سنبھال لی اور اپنی وفات تک جو 429ھ میں ہوئی، وہاں کا والی رہا۔

التیجانی کا بیان

ابو محمد التیجانی طرابلس کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے سفر نامہ میں بیان کرتا ہے کہ جب زغبہ نے سعید بن خزرون کو 429ء میں قتل کر دیا تو خلیفہ بن خزرون، قیطنوں سے اس کی حکومت میں آیا، پس شوری کے صدر نے اسے حکومت پر قبضہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ ان دنوں فقہاء میں سے ابوالحسن بن المنصور بھی وہاں موجود تھا جو علم فرائض میں بڑی شہرت رکھتا تھا، اس نے بھی اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد خزرون نے 340ء تک حکومت کی ذمہ داری سنبھالی، پس المنصور بن خزرون ربیع الاول میں زنا تہ کی فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہوا تو خزرون بن خلیفہ وہاں سے چھپ چھپا کر طرابلس سے بھاگ گیا۔ پھر جب المنصور بن خزرون نے طرابلس پر قبضہ کر لیا تو اس نے ابن المنصور پر حملہ کر کے اسے جلا وطن کر دیا چنانچہ وہاں اس کی امارت مسلسل قائم رہی۔ التیجانی کا بیان ختم ہوا۔

واقعہ کی تحقیق

یہ واقعہ کئی لحاظ سے مشتبہ ہے اس لیے کہ زغبہ ہلالی عربوں میں سے ہیں اور وہ اس صدی سے چالیس سال گزر جانے کے بعد مصر سے افریقہ آئے تھے۔ پس 429ء میں ان کا وجود طرابلس میں نہیں پایا جاسکتا سوائے اس کے کہ ان کے بعض قبائل اس سے پہلے افریقہ آگئے ہوں اسی طرح بنو مرہ، برقہ میں تھے جنہیں حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کے ساتھ بھیجا تھا۔ مگر اس بات کو کسی نے اس کے حوالے سے بیان نہیں کیا۔ چنانچہ طرابلس ہمیشہ ہی زنا تہ بنی خزرون کے ہاتھوں میں رہا اور جب ہلالی عرب پہنچے، انہوں نے المعز بن بادیس کو افریقہ کے مضافات پر غالب کیا اور پھر انہیں آپس میں تقسیم کر لیا تو قابس اور طرابلس زغبہ کے حصے میں اور بلد، بنی خزرون کے حصے میں آیا تھا۔ پھر بنو سلیم نے بیرون شہر پر قبضہ کر لیا۔ جب زغبہ نے ان پر غلبہ پایا تو انہیں ان مضافات سے کوچ کروا دیا اور بلد ہمیشہ ہی بنی خزرون کے پاس رہا۔

الناصر کی عہد شکنی

المنصور بن خزرون نے قبائل بلال میں سے بنی عدی کی مدد سے بنی حماد پر چڑھائی کر کے مسیلہ اور اشیر میں نزول کیا۔ پھر وہ الناصر کے مقابلے میں نکلا تو یہ اس کے آگے صحرا کو بھاگ کر قلعہ کی طرف لوٹ آیا۔ چنانچہ وہ بھی اس کے مضافات میں رہنے والے اہل قبیلوں کی طرف لوٹ آئے۔ پھر الناصر نے صلح کے بارے میں اس سے مراسلت کی اور الزاب اور ریفہ کے مضافات اسے جاگیر میں دے دیئے۔ پھر بسکرہ کے رئیس عروس بن سندی کو اس کے عہد کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اسے دھوکہ دے۔ جب المنصور بسکرہ پہنچا تو عروس نے اس کا مہمان کی طرح استقبال کیا اور پھر 460ء میں اسے فریب دے کر قتل کر دیا۔ بعد ازاں جو شخص بنی خزرون میں سے آخر میں طرابلس کا حکمران بنا مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔

منہاجہ کا زوال

منہاجہ کی حکومت مسلسل 450ء تک قائم رہی اور پھر اس میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس سال طرابلس اور اس کے نواح میں قحط پڑا جس کی شدت سے لوگ ہلاک ہونے لگے چنانچہ اکثر وہاں سے بھاگ گئے جس سے حکومت کے دیگر گوں حالات اور اس کے حامیوں کا زوال پذیر ہو جاتا نمایاں ہو گیا۔ پس جب صقلیہ کے طاغیہ نے مہدیہ اور صفاقس پر قبضہ کر لیا تو ان دنوں مقامات پر اس کی حکومت منسبوط ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے لمار کو ایک بحری بیڑہ دے کر اس کے محاصرہ کے لیے بھیجا۔ اس اثنا میں اہل طرابلس میں اختلاف پیدا ہو گیا تو بحری بیڑے کے امیر جرجی بن میخائل نے ان پر غلبہ پایا اور طرابلس پر قبضہ کر کے وہاں سے بنی خزرون کو نکال دیا۔ البتہ بلد پر شیخ ابو یحییٰ بن مطروح تمیمی کو حاکم مقرر کر دیا پس وہاں سے بھی بنی خزرون کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں سے وہی لوگ بچے جو بیرون میں باقی رہ گئے تھے یہاں تک کہ منہاجہ کی حکومت کے آخر میں موحدین نے افریقہ کو فتح کر لیا۔

اور زنا کے درمیان جنگوں کا پانسا پلٹتا رہا۔ اسی اثنا میں زیری بن عطیہ بلاک ہو گیا۔

وجدہ کی نئی حد بندی

پھر اس کے بیٹے المعز نے 393ء میں مغرب میں خود مختار حکومت قائم کر لی چنانچہ منبجہ کو تلمسان اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر غلبہ حاصل ہو گیا، انہوں نے وجدہ شہر کی از سر نو حد بندی کی جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔

بنی بادیس کے ساتھ جنگ

یعنی بن محمد جب تلمسان آیا تو یہ شہر خالص اسی کے لیے تھا پھر اس کی حکومت اور اس کے بقیہ مضافات اس کی اولاد کے قبضہ میں رہے چنانچہ بلاد منبجہ میں اپنے آپ کو آل بلکنین پر ترجیح دینے کے بعد حماد فوفت ہو گیا بعد میں اس کے بیٹے بنی بادیس کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے اور اس عرصے میں تلمسان میں بنی یعلنی کی حکومت مضبوط ہو گئی البتہ آل حماد کے ساتھ صلح اور جنگ میں ان کے حالات خراب ہو گئے۔

بنی حماد کی جانب خروج

جب بلائی عرب افریقہ میں آئے تو انہوں نے المعز اور اس کی قوم کو وہاں غالب کرنے کے بعد اس کے بقیہ مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ پھر انہوں نے بنی حماد کے مضافات کی طرف پیش قدمی کی اور انہیں قلعہ میں روک دینے کے بعد گرد و نواح کے علاقے میں ان پر غالب آ گئے۔ ابتدا میں انہوں نے ماضی کی قربت کی طرف رجوع کر کے لٹچ اور زغبہ کو ان سے چھٹرا لیا۔ چنانچہ انہوں نے مغرب اوسط کے زنا کے خلاف ان سے مدد مانگی، انہوں نے ان کو اتراب میں ٹھہرایا اور اپنے مضافات میں بہت سی جاگیریں انہیں دے دیں۔ پھر ان کے اور تلمسان کے امراء بنی یعلنی کے درمیان جنگیں ہوئیں اور زغبہ، موطن کے لحاظ سے ان کے بہت قریب تھے اور ان کے عہد میں یعلنی کے بیٹوں میں سے یحییٰ تلمسان کا امیر رہا۔

وزیر ابوسعید کا انجام

ابوسعید بن خلیفہ یفرنی اس کا وزیر اور اس کی جنگوں کا سالار تھا۔ اور لٹچ عربوں اور زغبہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکثر یہی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے نکلا کرتا تھا۔ مغرب اوسط کے باشندوں میں سے مفر اوہ، بنی یفرن، بنی یلمو، بنی عبد الواد، تو جین اور بنی مرین جیسے زنا کے قبیلے ان فوجوں کے ساتھ شامل ہو جایا کرتے تھے، یہ وزیر ابوسعید 450ء کی ایک جنگ میں بلاک ہو گیا۔

عباس بن یحییٰ کی حکومت

پھر یحییٰ کی وفات اور تلمسان میں اس کے بیٹے عباس بنی یحییٰ کے حکمران بن جانے کے بعد مرہطین نے مغرب اقصیٰ کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ یوسف بن تاشفین نے اپنے سالار فرولی کو لتونہ کی فوجوں کے ساتھ تلمسان میں باقی ماندہ مفر اوہ اور بنی زیری کی اس جماعت کے ساتھ جوان سے مل گئی تھی نیز ان کی قوم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ پس فرولی نے مغرب اوسط پر قبضہ کر کے یعلنی بن عباس بن یحییٰ پر فتح پائی جو ان کی مدافعت کے لیے نکلا تھا پس اس نے اسے شکست دے کر قتل کر دیا اور مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا۔

حکومت مفر اوہ کا خاتمہ

پھر یوسف بن تاشفین نے بہ نفس نفیس مرہطین کی فوجوں کے ساتھ 473ء میں تلمسان کو فتح کر لیا اور بنی یعلنی اور جو مفر اوہ وہاں موجود تھے، انہیں قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کے امیر عباس بن یحییٰ کو بھی جو بنی یعلنی میں سے تھا، موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر اس نے دہران اور تلمسان کو فتح کیا اور انجز اڑبک جبل، انشلیس اور شلب پر قبضہ کر لیا پھر واپس آ کر اس نے مغرب اوسط سے مفر اوہ کا نام و نشان مٹا دیا اور محمد بن یحییٰ السوئی کو مرہطین

کی فوج کے ساتھ تلمسان میں ٹھہرایا۔ پھر اس نے اپنے پلٹنے کی جگہ پر تکرارت شہر کی حد بندی کی، جو بربری زبان میں اترنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ جگہ آج کل قدیم تلمسان کے ساتھ مل کر ایک شہر بن گئی ہے جس کا نام اگادیر ہے۔ تمام مغرب سے مفراوہ کی حکومت کا اس طرح خاتمہ ہو گیا گویا کبھی ان کی حکومت یہاں موجود ہی نہ تھی۔

البقاء لله وحده سبحانہ
معلی بن العباس بن بنحی بن یعلیٰ بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزر

☆☆☆

باب: ۱۹

مفراوہ کے امراء اغمات

ان سب امراء کے ناموں کا صحیح علم نہیں ہو سکا، مگر یہ فاس میں بنی زیری کی آخری حکومت اغمات کے امراء تھے اور بنی یعلیٰ یفرنی، بسلا اور تادلہ میں مدہ اور برغواطہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ 450ھ میں لقوط بن یوسف ان کا آخری امیر تھا جس کی بیوی زینب بنت اسحق نفزادیہ دنیا کی ان عورتوں میں سے ایک تھی جو حسن و جمال اور حکومت میں مشہور تھی۔

اغمات پر مراہطین کا غلبہ

جب 334ھ میں مراہطین نے اغمات پر غلبہ حاصل کر لیا تو لقوط 451ھ میں تادلہ کی طرف بھاگ گیا۔ امیر محمد کے قتل کے علاوہ بنی یفرنی کے جو لوگ مارے گئے ان میں یہ بھی شامل تھا۔ پھر امیر المراہطین ابو بکر بن عمر، زینب بنت اسحق کے مقابلہ میں اس کا جانشین بنا اور جب یہ 453ھ میں صحرا کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کو مغرب کا والی مقرر کیا تو وہ اس کی بیوی زینب کی خاطر دست بردار ہو گیا۔ چنانچہ اسے اس کی ریاست و حکومت حاصل ہو گئی اور صحرا سے ابو بکر کی واپسی کے موقع پر اس نے اسے خود مختاری کا عندیہ دیا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کنارہ کش ہو گیا اور اس نے اپنی حکومت یوسف بن تاشفین کے لیے چھوڑ دی۔ ہم نے لقوط بن یوسف اور اس کی قوم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے علاوہ ہمیں ان کے متعلق کچھ اور معلوم نہیں ہوا۔

والله ولی العون سبحانہ

☆☆☆

باب: ۲۰

قبائل مفراوہ میں سے بنی سنجاس کے حالات

یہ ذیلی قبیلہ، مفراوہ کی چار شاخوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مفراوہ کے علاوہ زناتہ کے ذیلی قبیلے ہیں۔ ثقہ لوگوں نے اس کی اطلاع ابراہیم بن عبداللہ التمر اور غتی سے دی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں اپنے زمانہ میں زناتہ کا نسب تھا اور یہ چاروں گروہ ہمیشہ سے ہی مفراوہ کے وسیع تر قبیلوں میں شمار ہوتے رہتے ہیں۔

سنجاس کی آبادی

بنو سنجاس کی بستیاں، افریقہ اور مغربین کی تمام عملداریوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کچھ مغرب اوسط کی جانب جبل راشد، جبل کریرہ اور الزاب کی عملداری اور بلاد شلب میں ہیں۔ اسی طرح ان کے قبیلوں میں سے بنو عیار، بلاد شلب میں بھی ہیں اور مضافات قسنطینہ میں بھی یہ بنو سنجاس تعداد اور وسعت کے لحاظ سے قبائل مفرادہ میں سب سے بڑے ہیں۔ زناتہ اور منہاجہ کی جنگوں میں انہوں نے افریقہ اور مغرب میں کارنامے دکھائے۔ اکثر لوگوں نے راستوں اور شہروں میں بڑی خرابی اور گڑبڑ بھی کی اور قصر کی جہات میں فساد پیدا کرنے کے بعد 514ھ میں انہوں نے قفصہ سے جنگ کی اور تلکاتہ کی فوج کے جن لوگوں کو انہوں نے وہاں پایا، قتل کر دیا۔ پھر قفصہ کے محافظوں نے ان کے مقابلہ میں نکل کر ان کا خوب قتل عام کیا جس سے ان کا فساد اور بڑھ گیا۔

الجرید میں قتل عام

پھر سلطان نے اپنے سالار محمد بن ابی العرب کو فوجوں کے ساتھ الجرید کے علاقے کی طرف بھیجا تو اس نے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور راستوں کی اصلاح کی۔ 515ھ میں انہوں نے دوبارہ اسی طرح فساد برپا کیا تو الجرید کے سالار نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ پھر ان کے سروں کو قیروان لے گیا پس ان کو بہت بڑی فتح ہوئی اور قتل و خونریزی کے ساتھ حکومت ہمیشہ انہی میں رہی یہاں تک کہ ان کی شوکت جاتی رہی اور ہلالی عرب آگئے۔ ان کے مضافات میں جو زناتہ اور منہاجہ رہتے تھے یہ لوگ ان پر غالب آگئے۔ چنانچہ ان کی جماعت قلعوں میں داخل ہو گئی۔ بلاد مغرب قفر میں جبل راشد جیسے علاقے کو چھوڑ کر، انہوں نے دوسرے علاقے کے لوگوں پر محصول عائد کر دیئے کیونکہ وہ حکومت کی منازل سے دور ہونے کی وجہ سے کوئی محصول ادا نہیں کرتے تھے۔ مگر ہلالیوں کے قبائل میں سے العمور نے ان پر غلبہ پالیا اور وہ ان کے ساتھ قیام پذیر ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنی حکومت ان پر قائم کر دی اور اس میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ الزاب میں بس گئے۔ اور وہ اس زمانے تک ان لوگوں کو محصول ادا کرتے ہیں جو ان کے مشائخ میں سے ان کی سرحدوں پر غالب آجاتے ہیں۔

ان میں سے جن لوگوں نے بلاد شلب اور قسنطینہ کے نواح میں بود و باش اختیار کی، وہ اس زمانے تک حکومتوں کو محصول ادا کرتے ہیں۔ طبقہ اولیٰ کے زناتہ کے طریق پر ان سب کا دین خارجی سے تعلق ہے۔ ان میں سے کچھ آج کل الزاب میں رہتے ہیں اور وہ بھی اسی دین پر ہیں۔ ان بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ جبل راشد میں المثل کے علاقے میں رہتے ہیں۔ اب انہوں نے اس کو پڑوس میں جبل غمرہ کو وطن بنا لیا ہے۔ ہلالیوں کے غلبہ کے وقت وہ ان کی حکومت میں شامل ہو گئے اور ان سے محصول لینے لگے۔ ان میں سے کچھ لوگ جو زغبہ کے عروہ قبیلوں میں سے ہیں، اس زمانے میں صحرا میں بس گئے ہیں چنانچہ انہوں نے ان کی حکومت پر قبضہ کر کے انہیں اپنا محکوم بنا لیا ہے۔

قبائل بنو ریفہ

یہ متعدد قبائل ہیں۔ جب زناتہ کی حکومت میں ابتری پیدا ہو گئی تو ان میں سے کچھ لوگ جبل عیاض اور اس کے قرب و جوار میں تھاؤس کے علاقے تک آگئے اور وہاں کے باشندوں کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے پھر ان میں سے جو لوگ جبل عیاض میں رہتے تھے وہ امرائے عیاض کو محصول ادا کرتے تھے۔ یہ امرائے عیاض پر غالب آنے والی حکومت کے لیے وصول کرتے تھے۔ جو لوگ تھاؤس کے علاقے میں آباد ہیں وہ اس زمانے میں عربوں کی بستیوں میں رہتے ہیں۔ اسی طرح ان میں سے بہت سے لوگ الزاب اور دارکلا کے محلات کے درمیان فروکش ہو گئے۔ انہوں نے مغرب سے مشرق کو جانے والی وادی کے دو کناروں پر بہت سے محلات کی حد بندی کی جو ایک بڑے شہر اور متوسط بستی اور قلعے پر مشتمل ہے۔ ان میں سرسبز درخت لہلہاتے ہیں اور ان کے موڑوں پر ترتیب کے ساتھ کھجوروں کے درخت لگے ہوئے ہیں جن کے درمیان کئی صحرائی چشموں کا پانی چلتا ہے۔ ان کے محلات میں ریفہ کی بہت سی بستیاں ہیں جو اس زمانے تک انہی کے نام سے مشہور ہیں۔ زناتہ کے قبائل بنی سنجاس اور بنی یفرن

وغیرہ سے بہت زیادہ ہیں لیکن ان کی جماعت حکومت کے متعلق جھگڑا کرنے کی وجہ سے متفرق ہو گئی ہے۔ لہذا ان میں سے ہر ایک آبادی اپنے محلات میں یا ایک محل میں خود مختار ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اس تعداد سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

والی الزاب کی غارتگری

اور ابن غانیہ الاستونی نے جب کبھی موحدین کے ساتھ اپنی جنگوں میں بلادِ افریقہ اور مغرب پر چڑھائی کی تو اس نے ان کی آبادیوں کو برباد کر دیا، ان کے پانی خشک کر دیئے۔ اس بات کا پتہ آبادی کے ان نشانات سے ملتا ہے جو گھروں کے کھنڈرات، عمارتوں کے شکستہ آثار اور کھجور کے کھوکھلے تنوں میں پائے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ کام حفصی حکومت کے آغاز میں الزاب کے والی کے زمانے میں ہوا جو موحدین میں سے تھا۔ وہ اس علاقے اور مفرہ کے درمیان بسکرہ میں قیام پذیر تھا اور اس کی عملداری میں دارکلا کے محلات بھی شامل تھے۔

جیسا کہ ہم الممتصر کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب اس نے مشائخ زدادرہ کے ساتھ مل کر ان سے جنگ کی تو اس کے بعد انہوں نے موحدین کے مشائخ میں سے الزاب کے عامل ابن لتوکو قتل کر دیا۔ پھر الزاب اور دارکلا کے مضافات پر غالب آگئے تو بعد کی حکومتوں نے انہیں یہ مضافات جاگیر میں دے دیئے چنانچہ یہ علاقے ان کی جاگیروں میں شامل ہو گئے پھر اس کے بعد حاکم بجایہ نے تمام عملداری پر منصور بن مزنی کو امیر مقرر کر دیا اور یہ امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی۔ لہذا بسا اوقات قدیم امر کی وجہ سے ان محلات کے باشندے بھی سلطان کو محصول پیش کرتے تھے۔ اس وجہ سے الزاب کی پیادہ فوج اور عرب سواروں کے دستے ان کے پاس پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ سلطان زدادرہ کے حکم سے وہاں آتا تھا پھر اسے جس بات کے متعلق شبہ ہوتا اس کے بارے میں انہیں قسم دیتا تھا۔ ان شہروں میں سب سے بڑا شہر تقرت تھا جو دیہاتی ماحول کے مطابق آبادی سے بھرپور تھا اور بہت پانیوں اور کھجوروں والا شہر تھا۔ اس کی حکومت بنی یوسف بن عبداللہ کے پاس تھی۔ اس نے اپنی نوعمری ہی میں ابو بکر بن موسیٰ سے حکومت چھین کر دارکلا پر غلبہ پالیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہو گیا۔

تقرت اور قما سین

اب تقرت کی حکومت اس کے بھائی مسعود بن عبید اللہ کو مل گئی پھر اس کے بیٹے حسن بن مسعود اور پھر اس کے بیٹے احمد بن حسن کو ملی جو اس زمانے میں ان کا شیخ ہے اور یہ بنو یوسف بن عبید اللہ، ریفہ میں سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سخاس میں سے ہیں۔ ان شہروں کے باشندوں میں بہت سے خارجی فرقیے پائے جاتے ہیں اور ان کی اکثریت الغرابیہ کے دین پر قائم ہے۔ ان میں سے انکار یہ بھی ہیں جو احکام کی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے خارجی دین پر قائم ہیں۔

تقرت کے بعد قما سین کا شہر ہے جو آبادی کے لحاظ سے اس سے کم ہے اور اس کی حکومت بنی ابراہیم کے پاس ہے جو ریفہ میں سے ہیں۔ ان کے بقیہ شہر بھی اسی طرح کے ہیں اور ہر شہر اپنی حکومت اور اس کے دفاع کی جنگ میں خود مختار ہے۔

قبیلہ لقواط

یہ بھی مفر اوہ کا ایک قبیلہ ہے یہ لوگ اس صحرا کے نواح میں رہتے ہیں جو الزاب اور جبل راشد کے درمیان واقع ہے۔ وہاں ان کا ایک مشہور محل ہے جس میں ان کی اولاد میں سے ایک فریق بے آب و گیاہ جنگل میں دور تک چلے جانے کی وجہ سے تنگ گزران کے باوجود وہاں رہتا ہے۔ یہ لوگ عربوں میں قوت و شجاعت کی وجہ سے مشہور ہیں اور ان کے اور دوس کے درمیان جو الزاب کی عملداری کا دور ترین مقام ہے، دودن کا سفر ہے۔ ان کے میانہ رو لوگ ان سے ضرورت کی اشیاء لینے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں۔ واللہ یخلق ما یشاء و یختار۔

قبیلہ بنوورا

یہ بھی مفر اوہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن بعض کا قول ہے کہ یہ زاناتہ میں سے ہیں۔ یہ لوگ نواح مغرب میں متفرق اور پراگندہ ہیں۔

ان میں سے کچھ مراکش اور سوس کی طرف رہتے ہیں، کچھ بلا دیشلب میں اور کچھ قسطنطنیہ کی جانب رہتے ہیں۔ اولین زنانہ کے خاتمہ کے زمانے سے یہ اپنے حال پر قائم ہیں اور اس زمانے میں محصول ادا کرنے والے اور حکومت کے ساتھ پڑاؤ کرنے والے ہیں۔ مراکش میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کے سردار شلب کی جانب منتقل ہو گئے ہیں۔ جب آٹھویں صدی کے شروع میں بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کو ان کے معاملہ میں شک گزرا اور اسے ان کے فساد پناہ کرنے اور خرابی پیدا کرنے کا خوف ہوا تو وہ انہیں اپنی حمایت کے لیے فوج میں شامل کر کے شلب کی چھاؤنی میں لے آیا تو یہ اس جگہ رہنے لگ گئے۔ جب یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین کوچ کر گئے تو انہوں نے بلا دیشلب میں اقامت اختیار کر لی۔ اس زمانے تک ان کی اولاد وہیں مقیم ہے۔ سلطان کے ساتھ پڑاؤ کرنے اور محصول ادا کرنے کے لحاظ سے تمام علاقوں کے حالات ایک جیسے ہی ہیں۔

والله الخلق والامر جميعا سبحانه لا اله الا هو الملك العظيم

☆☆☆

باب: ۲۱

مفراوہ کے قراہتی بنی یرینان کے حالات

یہ لوگ زنانہ کے درمیان بہت پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کا وطن مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور کرسیف کے درمیان ملوہ میں ہے جہاں یہ اپنی سکونت کے لحاظ سے مکناسہ کے پڑوسی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وادی ملوہ کے دونوں کناروں پر بہت سے محلات کی حد بندی کی ہے جن کا نقشہ ایک جیسا ہی ہے اور یہ وہیں رہنے لگ پڑے ہیں۔ لہذا ان جہات میں ان کے بہت سے ذیلی قبیلے پائے جاتے ہیں۔

قبیلہ بنو وطاق

ان میں سے بنو وطاق اس زمانے میں ان پہاڑوں میں بودو باش رکھتے ہیں جو وادی ملوہ سے ملحق ہیں۔ یہ وادی تازی اور فاس کے درمیان واقع ہے۔ اس زمانے میں یہ محلات انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

بنی یرینان کو بڑی قوت و شوکت حاصل تھی۔ الحکم المستنصر اور اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے ان میں سے ان لوگوں کو فوج رکھنے کی اجازت دی جن کو انہوں نے چوتھی صدی میں زنانہ میں سے اجازت دی تھی۔ یہ لوگ اندلس کی سب سے بڑی اور مضبوط فوج تھے اور جب مغرب اقصیٰ میں مکناسہ کو حکومت حاصل تھی تو ان کے اہل وطن اپنے علاقے میں ان کے ساتھ رہے اور جب ان پر لمتونہ اور موحدین نے قبضہ کر لیا تو ان میں سے کوچ کرنے والے لوگ جنگل میں چلے گئے، انہوں نے بنی مزین کے دوست قبیلوں کے ساتھ زنانہ کے مغرب کے ٹیلوں میں حد بندی کر کے ان کے قبیلوں کے ساتھ اقامت اختیار کر لی۔ پھر ان میں سے جو لوگ اپنے علاقوں سے بنی وطاق وغیرہ کی طرح سفر نہ کر سکے، ان پر محصول لگا دیئے گئے۔

بنو مزین کی پذیرائی

بنو مزین جب مغرب میں آئے تو انہوں نے اس کے مضافات کی تقسیم میں ان سے قرعہ اندازی کی اور ان کے پہلے وطن ملوہ کے ساتھ انہیں مزید ایک اچھا شہر جاگیر میں دے دیا جو سلا اور معمورہ کے مضافات میں واقع تھا۔ انہوں نے ان کو سلا کے لواح میں آباد کیا جب کہ یہ ان کی پہلی آبادیوں کے دفاع سے انحراف کر چکے تھے۔ لیکن پھر وہ رضا مند ہو گئے۔ بنو عبدالحق کے ساتھ انہیں جو تقرب حاصل تھا اس کی بنو عبدالحق نے رعایت کی چنانچہ انہیں وزارت اور جنگ میں تقدیم کے لیے منتخب کر لیا گیا، انہیں عظیم الشان کاموں کی طرف بھیجا گیا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔

سلطان ابو یعقوب اور اس کے بھائی ابوسعید کے زمانے میں ان کے سرکردہ لوگوں میں سے ایک وزیر ابراہیم بن عیسیٰ بھی تھا جسے انہوں نے کئی بار وزارت کے لیے چنا۔ پھر سلطان ابوسعید نے اسے اپنے بیٹے ابوعلی کا وزیر مقرر کیا اور بعد میں اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے بھی ابراہیم کے بیٹوں کو بڑی بڑی خدمات سپرد کیں۔ چنانچہ مسعود بن ابراہیم نے جب 730ھ میں افریقہ کو فتح کیا تو اس نے حسون کو الجریڈ کا عامل مقرر کر دیا اور پھر یہیں اس کی وفات ہو گئی۔ بعد میں ان دونوں کے بھائی موسیٰ کو اس نے طبقہ وزارت سے میں منسلک کیا۔ پھر اسے اپنی مصیبت اور جبل ہشامہ کو چلے جانے کے زمانے میں وزارت سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ابو عنان نے اسے العظیمات میں والی مقرر کیا۔ نیز قسطنطنیہ کے نواح میں اسے سد ویکش کے مضافات کی امارت دے دی۔ پھر اس کے بیٹے محمد السمع کو اپنی وزارت کے لیے تربیت دی یہاں تک کہ وہ خود فوت ہو گیا۔ اس کے بعد زمانہ ان کا مخالف ہو گیا۔ اور پھر عبدالحمید نے جو حلی بن سلطان ابوعلی کے نام سے مشہور ہے، اس وقت اپنی وزارت محمد بن السمع کے سپرد کر دی جب کہ وہ 762ھ میں ان کے دارالخلافہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے مگر کامیابی ان کے مقدر میں نہ تھی پھر اس کے بعد السمع دارالسلطنت میں اپنے مقام اور طبقہ وزارت کی طرف واپس آ گیا۔ اس طرح وہ ہمیشہ ہی جگہ جگہ مراکش اور تازی، تادہ اور غمارہ کے مضافات کے درمیان عظیم الشان خدمات سرانجام دیتا رہا۔ چنانچہ وہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہے۔

والله وارث الارض ومن عليها سبحانه لا اله غيرہ۔

☆☆☆

باب: ۲۲

قبائل زناتہ میں سے وجدیجن اور اوغمرت کے حالات

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ یہ دونوں شاخیں زناتہ کے قبائل میں سے ہیں جو درتھیں بن جانا کے بیٹوں میں سے ہیں اور یہ بڑی قوت اور تعداد والے تھے۔ البتہ بلاو زناتہ میں ان کی بستیاں الگ الگ تھیں۔

قبیلہ وجدیجن

وجدیجن کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی تھی، ان کی زیادہ تر آبادی منداس میں تھی جو مغرب کی جانب سے بنی یفرن اور قبیلہ کی جانب سے سروسو میں لواتہ، اور مشرق کی جانب میں مطماطہ اور انشریس کے درمیان تھی۔

عنان کی امارت

یحییٰ بن محمد الیفرنی کے عہد میں ان میں سے ایک آدمی ان کا امیر تھا جس کا نام عنان تھا۔ سروسو میں رہنے والے لواتہ کے ساتھ ان لوگوں کی مسلسل جنگ جاری رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ جنگ وجدیجن کی ایک عورت کے باعث تھی جس نے لواتہ میں نکاح کر لیا تھا۔ وہاں کے قبیلہ قیطون کی عورتوں نے اس سے جھگڑا کیا اور اسے غربت کا طعنہ دیا۔ اس نے یہ بات عنان کو لکھ بھیجی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور اس کے ساتھ یعلیٰ نے بنی یفرن کے ساتھ اور کلام بن حیاتی نے مغیلہ کے ساتھ اور غرابہ نے مطماطہ کے ساتھ مل کر چڑھائی کی اور ان کے اور لواتہ کے درمیان لمبا عرصہ جنگ جاری رہی۔ پھر لواتہ، بلاد سروسو پر غالب آ گئے اور انہیں عابد کی سخت زمین کے آخر تک لے گئے۔ ان جنگوں میں سے کسی ایک جنگ میں وجدیجن کا شیخ، جہات سروسو میں ملا کو کے مقام پر فوت ہو گیا۔ پھر زناتہ نے سروسو کی جانب جبل کریرہ میں پناہ لی جہاں پر مفراوہ کے کچھ قبائل رہتے تھے۔ اس زمانے میں ان کا شیخ علاہم کے نام سے مشہور تھا جو ان کے شیخ عمر بن تامصا کا پروردہ تھا جو اس سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ بربری زبان میں تامصا کے معنی

جن کے ہیں۔ جب لواتہ نے اس کی پناہ لی تو اس نے ان سے دھوکا بازی کی اور اپنی قوم کو بھڑکایا جس پر انہوں نے انہیں قتل کرنا اور صلیب دینا شروع کر دیا۔ لہذا یہ بھاگ کر جبل معد اور جبل دراک میں چلے گئے اور ہمیشہ کے لیے وہیں کے ہو رہے۔ وجدیجن علاقہ منداس کے وارث ہوئے یہاں تک کہ بنو یلو مین اور بنو دمانو میں سے ہر ایک نے ان پر اپنی اپنی جانب سے غلبہ پالیا۔ چنانچہ دوسرے لوگوں پر بنو عبد الواد اور بنو تو جین کا غلبہ اس زمانے تک چلا آتا ہے۔

والله وارث الارض ومن عليها

او غمرت یا غمرت

اس زمانے میں ان کا نام غمرت ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ورتیص بن جانا کے بیٹوں میں سے وجدیجن کے بھائی بند ہیں، یہ بڑی تعداد والے قبائل میں سے تھے اور ان کے مسکن متفرق تھے۔ البتہ ان کی اکثریت بلاد منہاجہ کی جانب جبال میں استقل سے الدونس تک آبادی تھی اور انہوں نے ابو یزید صاحب الحمار کے ساتھ شیعوں میں بڑے کارنامے کیے تھے۔ جب اسماعیل القائم نے ابو یزید پر غلبہ پایا تو اس نے ان پر حملہ کر کے ان میں خوب قتل عام کیا اور اسی طرح اس کے بعد بلکین اور منہاجہ نے بھی کیا۔ پھر جب منہاجہ کی حکومت میں حماد اور اس کے بیٹوں کی وجہ سے ابتری پھیل گئی تو یہ بلکین کے خلاف ان کے پیروکار تھے۔ جب حماد کی ابن ابی علی کے ساتھ جنگ جاری تھی جو ان کے مشائخ میں سے تھا، تو یہ حماد کے پاس جانے سے اجتناب کرتا رہا حالانکہ یہ بادیس کے حوالے سے ان کا خاص آدمی تھا پس اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی پھر اس کو طبعہ اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا، یہاں تک کہ ہلالی عربوں نے آ کر مضافات میں ان پر غلبہ پالیا۔ انہوں نے سیلہ اور بلاد منہاجہ کی جانب پہاڑوں میں پناہ لے لی اور وہیں مقیم ہو گئے البتہ قیلون کو شہروں میں سکونت اختیار کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ جب زداودہ الزاب کے مضافات وغیرہ پر غالب ہو گئے تو حکومت نے ان آباد پہاڑوں کا خراج انہیں جاگیر میں دے دیا چنانچہ وہ اس زمانے تک دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد ان کے ذیلی قبیلے میں سے ہے جو قدیم زمانے میں غمرت میں شامل تھا۔ یہ لوگ زناتہ کے کاہن موسیٰ بن صالح کی اولاد سے ہیں جو آج تک ان کے ہاں مشہور ہے اور وہ اس کے کلمات کو اپنی عجمی زبان میں رجز کے طریق پر آپس میں بیان کرتے ہیں جن میں اس زنائی قبیلے کے ان حوادث کے حالات ہوتے ہیں جو اس قبیلے کو ملک و دولت اور دیگر قبائل اور شہروں پر غلبہ پانے کے لیے پیش آنے والے ہوتے ہیں بہت سے لوگوں نے ان واقعات کو صحیح طور پر رونما ہوتے دیکھا ہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کے ایک فقرے کو نقل کیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تلمسان کا انجام بربادی ہوگا اور اس کا چکر ہل جتے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ اس کی زمین کو ایک سیاہ زمیندار پھاڑے گا اور سیاہ یک چشم جوش میں آئے گا۔ ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ان کلمات کو پھیل جانے کے بعد یہ دور دیکھا ہے جس میں 760ھ میں بنی مزین کی دوسری حکومت میں تلمسان برباد ہوا، بعد میں اس زنائی قبیلے کے درمیان اس کی پیروی کرنے اور اس پر حملہ کرنے کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف ہو گیا۔ ان میں سے بعض اسے بنی اور ولی خیال کرتے تھے لیکن دیگر لوگ اسے کاہن شیطان کہتے تھے۔ چنانچہ ہم واضح طور پر اس کے صحیح حالات سے آگاہ نہیں ہوئے۔

والله سبحانه وتعالى اعلم لا رب غيره.

☆☆☆

باب: ۲۳

قبائل زناتہ میں سے بنی وارکلا اور صحرائے افریقہ میں ان سے منسوب شہر

بنو ارکلا زناتہ کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔ یہ لوگ فرنی بن جانا کی اولاد میں سے ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ الدیرات، مرنجیصہ، سبرترہ اور نمالہ ان

کے بھائی بند ہیں۔ اس زمانے میں ان میں سے بنو وارکلا زیادہ معروف ہیں جن کا گروہ تعداد میں تھوڑا ہے اور ان کی بستیاں الزاب کے سامنے ہیں۔ انہوں نے ایک شہر کی حد بندی کی تھی جو اس زمانے تک ان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شہر بسکرہ سے آٹھ دن کی مسافت پر، اور قبلہ سے دائیں جانب مغرب کی طرف واقع ہے۔ اس میں انہوں نے ایک دوسرے کے بالمقابل ایک ہی نقشے کے مطابق محلات بنائے تھے لیکن پھر ان کی آبادی بڑھ گئی تو وہ مل کر ایک شہر بن گئے۔ جہاں ان کے ساتھ مفراوہ میں سے بنی زنداک کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان کے پاس 325ھ میں ابو زید النکاری گرفتاری سے بچنے کے لیے فرار ہو کر آیا تھا اور ایک سال تک ان کے درمیان ٹھہرا رہا۔ وہ مسیلہ کی جانب سالات میں بنی برزال اور جبل اور اس میں بربری قبائل کے پاس آتا جاتا رہا اور انہیں النکار یہ مذہب کی طرف دعوت دیتا رہا پھر وہ اور اس کی جانب کوچ کر گیا۔ جب اس شہر کی آبادی بڑھ گئی اور ہلائیوں نے مضافات میں ان پر غلبہ پایا تو شیخ کے لیے القلعہ اور الزاب کے مضافات مخصوص کر دیئے گئے بعد میں بنو وارکلا اور بہت سے زنائی سواروں نے وہاں پناہ لے لی۔

بنی وارکلا کی شہری ترقی

جب امیر ابو زکریا بن ابی حفص افریقہ کا خود مختار حاکم بن بیٹھا اور ابن غانیہ کے پیچھے اس کے نواح میں گھوما تو وہ اس شہر سے بھی گزرنا چاہتا تھا۔ شہر سے بہت اچھا لگا لہذا اس نے اس کو ترقی دینے میں بہت زحمت اٹھائی۔ اس کی قدیم مسجد اور اس کی بلند اذان گاہ کی حد بندی کی اور اس پر پتھر میں اپنا نام اور اس کی تاریخ بنیاد لکھی۔ اس زمانے میں یہ شہر الزاب سے صحرائی بیابان کے سفر میں داخل ہونے کا دروازہ ہے جو بلاد سوڈان کی طرف پہنچتا ہے۔ اس مقام پر اس میں داخل ہونے والے تاجر اپنے سامان کے ساتھ قیام کرتے ہیں۔ اس زمانے میں اس کے باشندے بنو وارکلا اور اس کے بھائی بند بنی یفرن اور مفراوہ کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا سردار سلطان کے نام سے معروف ہے جس کی شہرت ان کے درمیان بہت اچھی ہے۔ اس دور میں اس کی حکومت بنی ابو عبدل کے ساتھ مخصوص ہے جن کا خیال ہے کہ وہ بنی داکین سے ہیں جو بنی وارکلا کا ایک گھرانہ ہے۔

ابو بکر بن موسیٰ کی ریاست

اس دور میں ابو بکر بن موسیٰ بن سلیمان، بنی ابو عبدل سے ہے۔ ان کی ریاست اس جگہ سے قبلہ کی جانب بیس مراحل تک سیدھی چلی جاتی ہے اور تھوڑی سی مغرب کی جانب مڑتی ہے۔ یہ تکریت شہر سے قریب ہی ہے جو ملثمین کے وطن کا دار الخلافہ اور سوڈانی حجاج کے سوار یوں کی فرود گاہ ہے۔ منہاجہ میں سے ملثمین نے اس کی حد بندی کی اور وہی اس زمانے میں اس کے باشندے ہیں۔ ان کے گھرانوں میں سے ایک امیر نے اس کا ساتھ دیا جسے وہ سلطان کے نام سے پہچاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے اور الزاب کے امیر کے درمیان مراسلت اور تحائف کا تعلق پایا جاتا ہے۔

754ھ میں سلطان ابو عنان کے زمانے میں بعض حکومتی مقاصد کے پیش نظر بسکرہ آیا تھا اور میں نے حاکم تکریت کے اچھی سے امیر بسکرہ یوسف بن مزنی کے ہاں ملاقات کی تھی۔ اسی نے مجھے اس شہر کی آبادی میں اضافے اور مسافروں کی آمد و رفت کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس سال مشرق کے تاجروں میں سے مالی شہر کی جانب جو مسافر اس علاقے سے گزر رہے ہیں، ان کی سواریاں بارہ ہزار اونٹنیوں پر تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے مجھے بتایا کہ ہر سال یہی ہوتا ہے اور یہ شہر مالی کے سلطان کی اطاعت میں ہے جو سوڈانی ہے اور بقیہ صحرائی علاقے اس زمانے میں ملثمین کے نام سے مشہور ہیں۔



قبائل زنائہ کے بنو دمر میں سے اندلس کے حکمران

بنو دمر، قبائل زنائہ میں سے ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ ورسیک بن الدیرات بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے قبائل بہت سے

ہیں۔ افریقہ میں ان کی آبادیاں، طرابلس کے پہاڑوں اور نواح میں ہیں۔ ان میں سے کچھ بستیاں افریقی عربوں کی بھی ہیں جو سفر کرتے رہتے ہیں۔

قبیلہ بنو ورمسہ

بنی دمر کے ذیلی قبیلوں میں سے بنو ورمسہ بھی ہیں جو اس زمانے میں اپنی قوم کے ساتھ جبال طرابلس میں رہتے ہیں۔ اس طرح ان کے ذیلی قبیلوں میں سے ایک گروہ بہت وسیع ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں اور وہ بنو ورنیدین ابن واثن بن واردیرن بن دمر دان ہیں۔ ان کے قبائل میں سے بنی ورتانین، بنی عزروں اور بنی تفورت ہیں۔ بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قبائل بنی ورنیدین کی طرف منسوب نہیں ہوتے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بنی ورنیدین کی اولاد

اس زمانے میں بنی ورنیدین کی اولاد تلمسان کے قریبی پہاڑوں میں آباد ہے حالانکہ ماضی قریب میں وہ اس کے سامنے کے میدان میں رہتی تھی۔ پس بنو راشد سے ان کی اس وقت مذہبھیڑ ہوئی جب انہوں نے ان لوگوں کے صحرائی شہروں سے اٹل کی طرف جلا وطن کر کے ان میدانوں پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ پس وہ اس پہاڑ کی طرف چلے آئے جو تلمسان سے متصل ہے اور اس عہد میں ان کے نام سے مشہور ہے۔ جن دنوں زنا تہ اور باقی ماندہ بربر المقتصر کی دعوت سے وابستہ تھے اس دور میں بنی دمر کے سرداروں اور جنگجو جوانوں میں سے کچھ لوگ اندلس چلے گئے چنانچہ سلطان نے انہیں اپنی فوج میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اپنے معاملے میں ان سے مدد مانگی اور المستعین نے ان کے ذریعے اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔

اندلسی خلافت کا انتشار

جب بربری قبائل المستعین اور اس کے بعد بنی حمود کے خلاف جتھہ بند ہو گئے تو انہوں نے اندلس کی عرب فوجوں سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ ان کے درمیان طویل جنگ نے خلافت کا شیرازہ بکھیر دیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ پھر انہوں نے حکومت کی مقبوضہ زمینیں اور مضافات کی حکومت آپس میں تقسیم کر لیں۔

بنو دمر کی خود مختاری

ان کے جوانوں میں سے نوح الدمری بھی تھا جو منصور کے سرکردہ اصحاب میں شامل تھا۔ المستعین نے اس کو مورور اور ارکش کے مضافات کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس نے 404ھ میں وہاں پر جنگ کے دوران اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی یہاں تک کہ 433ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس سے پیشتر اس نے اپنے بیٹے ابو مناد محمد بن نوح کو حاکم مقرر کیا جس نے حاجب کا لقب اختیار کیا جب کہ اندلس کے مغرب میں ابن عباد کے ساتھ اس کا ایک قضیہ چل رہا تھا۔

ابن نوح کا احسان

المعتضد اپنے ایک سفر میں ارکش کے قلعے کے پاس سے گزرا اور اس نے پوشیدہ طور پر اس کا چکر لگایا تو ابن نوح کے ایک ساتھی نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر وہ اسے ابن نوح کے پاس لایا تو اس نے اسے نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ اس کی عزت کی جس نے اسے احسان خیال کیا۔ یہ 443ھ کا واقعہ ہے۔ پھر وہ اپنے دار السلطنت کو چلا گیا اور اس کے بعد اس نے ان بربری بادشاہوں کی دوستی کی طرف رجوع کیا جو اس کے ارد گرد رہتے تھے۔ چنانچہ اس نے ابن نوح کے لیے ارکش اور مورور کے حوالے سے وہ چیزیں مباح کر دیں جو انہوں نے اس کے لیے مباح کی تھیں۔ لہذا وہ

سب اس کے مخلص دوست بن گئے یہاں تک کہ پھر اس نے ان کو 445ھ میں ایک حوض کی طرف بلایا اور اپنے مضافات کے سرکردہ باشندوں کو بھی خصوصی دعوت دی۔ پھر ان کو اس حمام میں داخل ہونے کے لیے کہا جو اس نے ان کی حد درجہ تکریم کے لیے تیار کروایا۔ ابن نوح اس اثنا میں ان سے پیچھے رہ گیا چنانچہ جب وہ حمام کے اندر چلے گئے تو اس نے ان پر دروازہ بند کر دیا پھر اس نے ہوا کے راستے بھی بند کر دیئے یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے البتہ ابن نوح اپنے گزشتہ احسان کی وجہ سے بچ گیا۔ پھر اس نے اسی وقت اپنے لوگوں کو بھیج دیا جنہوں نے ان کے قلعوں کو قبضے میں لے لیا۔ لہذا اس نے انہیں اپنے مضافات میں کر لیا جن میں رندہ، شریش اور اس کے بقیہ مضافات بھی تھے۔ اس کے بعد ابو مناد ابن نوح کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا ابو عبد اللہ حکمران بن گیا تو المعتصد اسے ہمیشہ ہی تنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ 458ھ میں حکومت سے الگ ہو گیا تو اس نے وہ علاقہ اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ آخر محمد ابی مناد اس کے پاس چلا گیا یہاں تک کہ 468ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ یوں بنی نوح کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء لله وحده سبحانه

ابو عبد اللہ بن الحاجب ابی مناد محمد بن نوح الدمری

☆☆☆

باب: ۲۵

اندلس میں قرموتہ اور مضافات میں بنی دمر کے قبیلے بنی برزال کے حالات

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بنی برزال، درنیدین بن داتین بن واردین بن دمر کی اولاد میں سے ہیں اور یصدرین، بنو صمغان اور بنو یطوفت ان کے بھائی بند ہیں۔ بنی برزال افریقہ میں رہتے تھے اور ان کی بستیاں جبل سالات اور اس کے قرب و جوار کے مسیلہ کے مضافات میں تھیں جنہیں عدوی برتری اور غلبہ حاصل تھا۔ یہ لوگ خوارج کے فرقہ نکاریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسماعیل منصور جب ابو زید کے آگے بھاگا اور اسے اطلاع ملی کہ محمد بن خزر اس کی گھات میں ہے تو اس نے سالات میں پناہ لینے کا ارادہ کیا اور اس طرف چلا گیا۔ منصور کی فوجوں نے اسے تنگ کر دیا تو وہ وہاں سے کناٹہ چلا گیا۔ اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پھر بنی برزال شیعہ کی اطاعت اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کی دوستی پر قائم ہو گئے یہاں تک کہ اس کے پیروکار بن گئے۔

بنی برزال کا غلبہ

جب 360ھ میں جعفر بن معد نے بغاوت کی تو بنی برزال اس کے خواص میں شامل تھے۔ لہذا یہ الحکم المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے تو اس نے ان کو ملازمت دے دی۔ پھر انہیں اپنی فوج کے ان دستوں میں شامل کر لیا جو ان دنوں فوج سے منسلک قبائل زناتہ اور باقیماندہ بربری دعوت اموی سے وابستہ تھے اور ان کی خاطر ادارہ سے جنگ کر رہے تھے۔ پس یہ سب کے سب اندلس میں ٹھہر گئے اور ان میں سے بنی برزال کو غلبہ اور شہرت حاصل تھی۔

خلیفہ ہشام سے سرکشی

جب منصور ابن ابی عامر نے اپنے خلیفہ ہشام کے مقابلہ میں خود مختاری کا ارادہ کیا اور حکومت کے اراکین اور دیگر حکمرانوں کے برامانے کا خدشہ مول لیا تو اس نے پہلے بنی برزال اور دیگر بربریوں پر بہت احسانات کیے جس سے اس کی حکومت اور قوت مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ اس نے حکومت کے اراکین کو زچ کر دیا اور امارت کے نشانات مٹا دیئے۔ پھر اپنی حکومت کے ارکان کو مستحکم کر دیا۔

قرموتہ کا والی

پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے جعفر بن یحییٰ کو دھڑے بندی کرنے یا ان کی طرف مائل ہو جانے کے خوف سے قتل کر دیا۔ چنانچہ باقی لوگ اس کے دھڑے بند ہو گئے اور اس نے انہیں نمایاں راستوں اور بلند و بالا عملداریوں میں عامل مقرر کر دیا۔ بنی برزالی کے اعیان میں سے ایک شخص اسحاق بھی تھا جسے اس نے قرموتہ اور اس کے مضافات کا والی بنایا جو بنی عامر کے دور میں لگا تار وہاں کا والی رہا پھر المستعین نے اسے بربریوں کے ساتھ اپنی جنگ میں ازسرنو وہاں کا والی مقرر کیا حتیٰ کہ اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ بھی وہاں کا والی بنا۔

بنی حمود کا زوال

جب قرطبہ سے بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور اس کے باشندوں نے 414ھ میں قاسم مامون کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا تو اس نے اشبیلیہ جانے کا ارادہ کیا جہاں اس کا نائب محمد بن ابی زیری موجود تھا جو سرکردہ بربریوں میں سے تھا اور قرموتہ میں عبداللہ بن اسحاق برزالی موجود تھا پس قاضی ابن عباد نے ان دونوں سے قاسم کی اطاعت چھوڑنے اور اسے ان دونوں عملداریوں میں آنے سے روکنے کے لیے خفیہ طور پر مشاورت کی جس پر ان دونوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔ پھر اس نے عبداللہ بن اسحاق کی جانب سے خفیہ طور پر اسحاق کو بھی اغتباہ کیا تو قاسم ان دونوں عملداریوں سے انحراف کر کے شریش کی طرف چلا گیا۔ پھر ان میں سے ہر کوئی اپنی عملداری میں خود مختار بن بیٹھا۔

ابن افسس کی شکست

پھر اس کے بعد عبداللہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ اس کے اور المعتمد کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ یحییٰ بن علی بن حمود نے 418ھ میں اشبیلیہ کی جنگ میں اس کے خلاف مدد دی پھر اس کے بعد ابن عباد کے ساتھ اس کا اتفاق ہو گیا چنانچہ اس نے عبداللہ بن افسس کے خلاف اس کی مدد کی اور ان دونوں کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں ابن افسس کو شکست ہوئی اور اس کے بیٹے مظفر کو، فوج کے سالار نے محمد بن عبداللہ بن اسحاق کے قبضہ میں دے دیا۔ لیکن اس کے بعد اس نے اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر دیا۔

محمد برزالی کا قتل

پھر محمد بن اسحاق اور المعتمد کے درمیان جنگ ہوئی تو اسماعیل بن المعتمد نے سواروں اور پیادوں کو کمین گاہوں میں بٹھانے کے بعد ایک دن قرموتہ پر حملہ کر دیا۔ محمد اپنی جماعت کے ساتھ سوار ہو کر اس کے پاس گیا تو اسماعیل نے بھاگنے کا بہانہ کر کے اس پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ کمین گاہوں تک پہنچ گئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر کے محمد برزالی کو قتل کر دیا۔ یہ 434ھ کا واقعہ ہے۔

اس کے بیٹے العزیز بن محمد نے حکومت سنبھال لی اور اپنے عہد کے فریقوں کے ملوک کو خوش کرنے کے لیے المستنصر کا لقب اختیار کیا۔ المعتمد آہستہ آہستہ مغربی اندلس پر غالب آتا گیا یہاں تک کہ اس نے اسے قرموتہ کی عملداری میں تنگ کر کے اس سے اسلحہ اور مورو کو حاصل کر لیا۔ پھر 459ھ میں العزیز اس کے حق میں قرموتہ سے دستبردار ہو گیا جس کو المعتمد نے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا، اس طرح اندلس سے بنی برزالی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا پھر اس کے بعد ان کا قبیلہ بھی جبل سالات میں ختم ہو گیا اور وہ داستان پارینہ کا حصہ بن گئے۔

والبقاء لله وحده سبحانه

العزیز محمد بن عبداللہ بن اسحاق البرزالی

☆☆☆

باب: ۲۶

مغربِ اوسط میں بنی دما تو اور بنی یلومی کی حکومت کے حالات

یہ دونوں قبیلے زناتہ کے قبائل میں ہیں اور طبقہ اولیٰ کے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ہمیں جانا تک ان دونوں کے نسب کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا مگر ان دونوں کے نسب اس امر پر متفق ہیں کہ یلومی اور رتا جن جسے ابو مزین کہتے ہیں، دونوں بھائی بند ہیں اور مدیون ان کا ماں جایا بھائی ہے۔ یہ بات ان کے کئی کتابوں نے بیان کی ہے۔ اس زمانے میں بنو مزین ان کو اسی نسب سے پہچانتے ہیں اور ان کی دھڑے بندی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں قبیلے زناتہ کے قبائل میں سے بہت زیادہ تعداد والے اور بہت شوکت والے ہیں۔ ان سب کے رہائشی علاقے مغربِ اوسط میں ہیں۔

ان میں سے بنی دما تو، وادی نیاس اور مرات سے مشرق کی جانب اور اس کے قریب شلب کے نشیب میں رہتے ہیں جب کہ بنو یلومین اس سے مغربی کنارے پر جعبات، بطحاء، سبد، سیرات، جبل ہوارہ اور بنی راشد میں مقیم ہیں۔ لیکن کثرت و قوت میں مفراوہ اور بنی یفرن کو ان پر تقدیم حاصل ہے۔ جب مغربِ اوسط میں بلکین بن زیری نے مفراوہ اور بنی یفرن پر غلبہ حاصل کیا تو انہیں مغربِ اقصیٰ کی طرف نکال دیا تھا۔ ان دونوں قبیلے اپنے اسی علاقے میں مقیم ہیں۔ اور پھر منہاجہ نے انہیں اپنی جنگوں میں استعمال کیا۔ جب مغربِ اوسط سے منہاجہ کی حکومت کو زوال آنے لگا تو یہ ان کو اپنی بڑائی جتانے لگے۔

بنی مافوخ کا عروج

الناصر بن علتاس صاحب القلعہ اور بجایہ کی حد بند کرنے والے نے بنی دما تو کو دوستی کے لیے خاص کر لیا تو یہ یلومی کو چھوڑ کر اس کی قوم کے پیروکار بن گئے۔ بنی دما تو کی حکومت انہی کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی مافوخ کے نام سے معروف تھے۔ منصور بن الناصر نے مافوخ کی ایک بہن سے شادی کر لی اور اس طرح انہیں حکومت میں مزید عمل دخل حاصل ہو گیا۔

یوسف بن تاشفین کا حال

470ھ میں جب مرا بطین نے تلمسان پر قبضہ کیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے عامل محمد بن تیمر کو وہاں بھیجا تو اس نے منصور کے شہر اور مضافات پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے الجائر سے جنگ کی۔ اور پھر جب فوت ہو گیا تو تاشفین نے اس کے بھائی کو اس کی عملداری پر عمل مقرر کر دیا لیکن اس نے اشیر سے جنگ کر کے اسے فتح کر لیا، ان دونوں قبیلوں نے اس کی جو امداد کی تھی، اس نے منصور کو بعد میں غضب ناک کر دیا۔ چنانچہ اس نے منہاجہ کی فوجوں میں سے بنی دما تو کو منصور کے خلاف اکسایا جسے مافوخ نے اپنی بہن بیاہ دی تھی پس انہوں نے اسے شکست دی۔ وہ شکست کھا کر بجایہ کی جانب جا رہا تھا کہ اس نے اس کا تعاقب کر کے اسے محل میں داخل ہوتے وقت قتل کر دیا۔ اسے اس کی بیوی سے ملٹھنڈا کرنے کے لیے قتل کرایا جو مافوخ کی بہن تھی۔ پھر وہ فوجوں کو لے کر تلمسان کی طرف گیا اور اشج، ریاح زغبہ کے عرب اور اس کے ساتھی جانے والے زناتہ اکٹھے ہو گئے اور 486ھ کا مشہور معرکہ پیش آیا جس میں ابن تیمر المسونی شہر پر قبضہ کرنے کے بعد بھی زندہ رہا جیسا کہ ہم منہاجہ کے حالات میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

پھر منصور جب فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا العزیز حکمران بنا اور مافوخ نے اپنی حکمرانی اسے دے دی چنانچہ العزیز نے بھی اس کی بیٹی کا رشتہ بنا اور اس نے اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا، اس طرح مغربِ اوسط کے نواح میں صحرائی لوگ طاقت ور ہو گئے اور پھر دونوں قبیلوں بنی دما تو اور بنی یلومی

کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کے درمیان کئی معرکے ہوئے۔ اس اثنا میں مافوخ فوت ہو گیا اور اس کی قوم کی حکومت کو اس کے بیٹوں تاشفین علی اور ابو بکر نے سنبھالا۔ زناتہ ثانیہ کے قبیلوں نے جو بنی عبدالواد، تو جین اور بنی راشد میں سے تھے، نیز مفراوہ میں سے بنی ورسفان نے ان کی مدد کی اور بعض اوقات بنو مزین نے، قرب موطن کی وجہ سے اپنے قرابتی بھائیوں بنی یلومی کی مدد کی۔ مگر اس زمانے میں زناتہ ثانیہ ان دونوں قبیلوں سے مغلوب تھے اور ان کی امارت ان کے ماتحت تھی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آگئی۔

عبدالمومن کی یلغار

عبدالمومن نے تاشفین بن علی کی اتباع میں مغرب اوسط پر چڑھائی کی اور بنی دما تو میں سے ابو بکر بن مافوخ اور یوسف بن زید نے اس کی اطاعت کرنے میں پیش قدمی کی اور وہ سبزہ زار زمین میں اس کے پاس چلے گئے تو اس نے ابن اندین کی نگرانی کے لیے ان کے ساتھ موحدین کی فوج بھیج دی۔ انہوں نے یلومی اور بنی عبدالواد کے علاقے میں خوب خونریزی کی اور ان کا فریادی تاشفین بن علی بن یوسف کے پاس گیا تو اس نے فوجوں کے ساتھ انہیں مدد دی اور انہوں نے منداس میں پڑاؤ کیا اور مفراوہ میں سے بنو ورسفان اور بنی بادین میں سے بنی تو جین، بنی یلومی کے واسطے اکٹھے ہو گئے۔ چنانچہ بنو عبدالواد اور ان کا سردار حمامہ بن مظہر اور بنی مزین میں سے بنو یکتاس بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔

ابو بکر کا قتل

انہوں نے بنی دما تو پر حملہ کر کے ابو بکر کو چھ سو آدمیوں سمیت قتل کر دیا اور اس سے مال غنیمت حاصل کیا۔ موحدین اور بنی دما تو کی ایک جماعت جبل سیرات میں قلعہ بند ہو گئی پھر تاشفین بن علی فریادی بن کر عبدالمومن کے پاس گیا اور ان کے ساتھ مل کر آیا یہاں تک کہ تاشفین بن علی تلمسان آیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ اس کے پیچھے دہران کی طرف گیا تو شیخ ابو حفص موحدین کی فوجوں کے ساتھ بلا دینا تہ کی طرف گیا، انہوں نے ان کے علاقے کے وسط میں منداس میں پڑاؤ کیا اور ان میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور ان کی دعوت میں داخل ہو گئے۔ وہ دہران کے محاصرے سے عبدالمومن کے پاس اس کے مقام پر گیا اور ان کے سردار شیخ بن یلومی، سید الناس بن امیر الناس، شیخ بنی عبدالواد حمامہ بن مظہر اور شیخ بنی تو جین عطیہ الحیو وغیرہ تھے تو اس نے ان کو خوش آمدید کہا۔

موحدین کا محاصرہ

پھر اس کے بعد زناتہ نے بغاوت کر دی اور بنی یلومی جعبات میں اپنے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے اور ان کا شیخ سید الناس اور مدرج جو سید الناس کے بیٹے تھے وہ بھی ان کے ساتھ تھے چنانچہ موحدین کی فوجوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر غالب آ گئے پھر انہیں مغرب کی طرف واپس بھیج دیا۔ سید الناس مراکش میں فرود کش ہوا اور اسی جگہ عبدالمومن کے عہد میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد بنو مافوخ بھی فوت ہو گئے۔

موحدین کی دوستی اور مخالفت

جب ان دونوں قبیلوں کے امیر نے بغاوت کی تو بنو یلومی نے ان عملدار یوں میں بنو تو جین سے کشاکش کی اور اس کے ارد گرد کے علاقے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا پھر اس کے مضافات میں ان سے جنگ کی اور بنی تو جین کے شیخ عطیہ الحیو نے ان کا کام سنبھال لیا۔ پھر اس کی قوم میں سے بنی منکوش بھی اس کے ساتھ اس جنگ کی آگ میں کود پڑے۔ انہوں نے ان کے شہروں میں ان پر غلبہ پا کر انہیں رام کر لیا پھر انہیں ان کی قیام گاہوں میں ان کا پڑوسی بنا دیا۔ موحدین کی دوستی اور مخالفت کی وجہ سے بنو عبدالواد اور تو جین ان دونوں قبیلوں پر غالب آ گئے پس ان کی حالت بگڑ گئی اور ان کا قیطن ان زناتہ میں بکھر گیا جو بنی عبدالواد اور تو جین میں سے ان کے علاقے کے وارث ہوئے تھے۔ والبقاء للہ سبحانہ۔

محللات اور باغات

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ مفراوہ میں سے ہیں اور ان کے علاقے مغرب اقصیٰ اور اوسط کی جانب اس دشوار گزار پہاڑ کے پیچھے ہیں

جو اپنی آبادی کی وجہ سے انہیں گھیرے ہوئے ہیں اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ انہوں نے اپنے علاقے میں قلعے اور محلات کی حد بندی کی اور وہاں کھجوروں، انگوروں اور دیگر پھلوں کے باغات لگائے۔ ان میں سے کچھ باغات سجلماسہ کی جانب تین مراحل پر واقع ہیں جسے وطن توات کہتے ہیں۔ اس میں دوسو کے قریب محلات ہیں جو مشرق سے مغرب کو جاتے ہیں اور آخری باغ مشرق کی جانب ہے جسے تمنطیت کہتے ہیں اور یہ ایک شہر ہے جو آبادی سے بھر پور ہے۔ یہ اس زمانے میں مغرب سے سوڈان کے شہر مالی کی طرف آنے والے تاجروں کی فرودگاہ ہے۔ اس شہر اور مالی کے علاقے کی سرحد کے درمیان ایک دشوار گزار جنگل ہے جس میں جانے والا کوئی شخص ملشمن کے تجربہ کار راہ نما کے بغیر راستہ معلوم نہیں کر سکتا۔ تاجر لوگ ایسے راہ نما کو بہت سی شرائط کے ساتھ کرائے پر حاصل کرتے ہیں۔ سوس کے جنگل سے مغرب کی جانب بلند محلات کا ایک شہر بودی ہے جو مالی کے مضافات کی آخری سرحد و لاتن تک سوار ہونے کی جگہ ہے۔ پھر جب سوس کے صحرائی لوگ اس کے راستوں پر غارت گری کرنے لگے اور اس کے مسافروں کو لوٹنے لگے تو انہوں نے اس راہ کو ترک کر دیا اور تمنطیت کے بالائی علاقے کے ایک اور راستے سے ملک سوڈان کو جانے لگے۔ ان محلات سے تلمسان کی جانب دس منزلوں کے فاصلے پر بیکارین کے بہت سے محلات ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جانے والی ایک وادی میں ایک سو کے قریب ہیں اور بہت آباد اور باشندوں سے معمور ہیں۔ صحرا میں ان عجیب و غریب محلات کے اکثر باشندے بنو یامدس ہیں اور ان کے ساتھ بربر کے بقیہ قبائل و تطفیر مصاب، بنی عبدالواد اور بنی مزین بھی رہتے ہیں جو بڑی تعداد اور ساز و سامان والے ہیں لیکن احکام اور محاصل کی ذلت سے دور ہیں۔ ان میں پیادہ اور سوار بھی ہیں اور ان کی اکثر معاش کچی کھجوریں ہیں اور ان میں بلاد سوڈان کی طرف جانے والے تاجر بھی ہوتے ہیں۔ ان کے تمام مضافات عربوں کی جولانگاہ ہیں جو عبید اللہ سے مخصوص ہیں جنہیں اس نے سفر کے لیے معین کیا ہے۔ بسا اوقات بنو عامر بن زغبہ بھی نیکرارین میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں، جہاں کبھی کبھار چراگا ہیں تلاش کرنے والے پہنچ جاتے ہیں۔

چشمہ نما کنواں

عبید اللہ نے ان لوگوں کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ہر سال توات کے محلات اور تمنطیت شہر کی طرف سردیوں کا سفر کیا کریں۔ اس علاقے میں چراگا ہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ تاجروں کے قافلے شہروں اور ٹیلوں سے نکلتے ہیں اور تمنطیت میں قیام کرنے کے بعد وہاں سے بلاد سوڈان میں چلے جاتے ہیں۔ ان صحرائی بلاد میں جاری پانی کے حصول میں ایک عجیب بات پائی جاتی ہے جو مغرب کے ٹیلوں میں نہیں پائی جاتی اور وہ یہ ہے کہ ایک بہت گہری تہ والا کنواں کھودا جاتا ہے اور پھر اس کی اطراف کو بنایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ کھدائی سے ٹھوس پتھروں تک پہنچ جاتی ہیں جنہیں کدالوں اور کلہاڑیوں سے گھڑا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کا جسم نرم پڑ جاتا ہے پھر کام کرنے والے اوپر آ جاتے ہیں اور اس پر لوہے کا ٹکڑا پھینکتے ہیں جو پانی کے اوپر مٹی کی تیلی سطح کو توڑ دیتا ہے۔ اور پانی اوپر چڑھتا آتا ہے اور پھر بہتا ہوا سطح زمین پر آ جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ پانی بسا اوقات اپنی سرعت میں ہر چیز سے بڑھ جاتا ہے اور یہ عجیب بات توات، نیکرارین اور وارکلا اور رلیج کے محلات میں بھی پائی جاتی ہے اور دنیا ابوالعجاب ہے واللہ الخلاق العظیم۔

یہ زنا تہ کے طبقہ ادنیٰ کے بارے میں آخری بات ہے۔ اب ہم طبقہ ثانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی حکومت اس عہد تک قائم ہے۔



باب: ۲۷

زنا تہ کے طبقہ ثانیہ کے انساب و قبائل

زنا تہ کے طبقہ اولیٰ کی حکومتوں کے خاتمے سے پہلے جو منہاجہ اور ان کے بعد مراطین کے ہاتھوں میں تھیں، ہم قبل ازیں بہت گفتگو کر چکے ہیں

کہ ان اقوام کی دھڑے بندی ان کی حکومتوں کے خاتمے سے منتشر ہو چکی تھی اور ان میں سے کچھ قبیلے باقی رہ گئے تھے جنہوں نے حکومت کے لیے کوئی جدوجہد نہیں کی اور نہ ہی وہ خوشحالی کے قابل تھے۔ چنانچہ وہ مغربین کے اطراف میں اپنی قیام گاہوں میں اقامت پذیر ہو گئے۔ وہ جنگل اور ٹیلوں کی دونوں جانب چراگاہیں تلاش کرتے رہتے اور حکومتوں کا حق اطاعت بھی ادا کرتے تھے۔ پھر وہ زنانہ کی پہلی قوموں کی اولاد پر غالب آ گئے حالانکہ اس سے قبل وہ ان سے مغلوب تھے۔ جب انہیں غلبہ اور بدبہ حاصل ہو گیا تو حکومتوں کو ان کی مدد کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت پڑی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت ختم ہو گئی، انہوں نے حکومت کی طرف گردن بلند کر کے دیکھا اور اپنے باشندوں کے ساتھ مل کر اس میں اپنا حصہ مقرر کیا۔ چنانچہ انہیں حکومتیں بھی حاصل ہوئیں جن کا ہم آگے ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اس طبقہ کے اکثر لوگ بنی واسین بن یصلتن سے تھے جو مفراوہ اور بنی یفرن کے بھائی بند تھے۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی وائین بن وریک بن جانا سے ہیں جو مسارہ اور ناجدہ کے قرابت دار ہیں۔ ان انساب کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور ان بنی واسین میں سے کچھ لوگ قسطلہ شہر میں رہتے تھے۔

توزر کا محاصرہ

ابن الرقی نے بیان کیا ہے کہ جب ابو یزید الزکری، جبل اور اس پر غالب آیا تو اس نے انہیں توزر کے بارے میں لکھا اور انہیں اس کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ لہذا انہوں نے 333ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ بعض اوقات ان کے کچھ لوگ اس عہد میں الحامہ شہر میں بھی رہتے تھے جو بنی درتا جن کے نام سے مشہور تھے جو ان کا ایک ذیلی گروہ ہے اور ان کی اکثریت ہمیشہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ اور جبل راشد کے درمیان رہی ہے۔

غلام میسور سے جنگ

موسیٰ بن ابی العافیہ نے اپنے خط میں الناصر اموی کو اس جنگ کے بارے میں بتایا جو ابوالقاسم شیبی کے غلام میسور اور اس کے حلیف زنانہ قبائل سے لڑی جا رہی تھی۔ پس اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان میں ملویہ کا نام بھی آتا ہے البتہ قبائل بن واسین، بنی یفرن، بنی یرناتن، بنی وریخت اور مطماطہ میں سے صرف بنی واسین کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ حکومت سے قبل ان کی موجودہ بستیاں ہی ان کی مستقل رہائش گاہیں تھیں۔

طبقہ ثانیہ کے قبیلے

اس طبقہ کی ذیلی شاخوں میں بنومزین بھی شامل ہیں جو ان سے زیادہ تعداد اور مضبوط سلطنت اور بڑی حکومت والے تھے۔ پھر ان میں سے بنوعبدالواد بھی ہیں جو کثرت و قوت میں ان کے بعد ہیں۔ اور اسی طرح ان کے بعد بنو تو جین ہیں جو اس طبقہ میں صاحب حکومت ہیں اور ان میں بنی یادین کے قرابتی بنو راشد بھی ہیں جن کے پاس کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ اسی طرح ان میں وہ صاحبان حکومت بھی ہیں جو ان کے نسب سے نہیں بلکہ مفراوہ کی اولاد میں سے ہیں اور وادی شلب میں ان کے پہلے علاقوں میں مقیم ہیں۔ پس ان کی پہلی قوم کے خاتمے کے بعد جب ان میں حکومت کی خواہش ابھرنے لگی تو انہوں نے اس قوم کے ساتھ اس سلسلے میں باہم کشاکش کی جنہیں اپنے علاقوں میں حکومت حاصل تھی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ پھر اس طبقے میں جنہیں کوئی حکومت حاصل نہیں ہم ان کے قبائل کی تفصیل کے ساتھ ان کا بھی ذکر کریں گے۔ چنانچہ ان کے سب قبائل زریجک بن واسین سے نکلتے ہیں جن میں سے بنو یادین ابن محمد اور بنومزین بن ورتا جن بھی شامل ہیں۔

قبیلہ بنو ورتا جن

بنو ورتا جن، ورتا جن بن مافوخ ابن جرتح بن فاتن بن بدر منقخت بن عبداللہ بن ورتینک بن المعز بن ابراہیم بن زریجک کی اولاد سے ہیں۔

قبیلہ بنومزین

بنو مرین بن ورتاجن کے متعدد قبائل اوس شاخیں ہیں جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے یہاں تک کہ بنی ورتاجن کے بقیہ قبائل بکثرت ہو گئے اور بنو ورتاجن بھی اپنے جملہ قبائل و شعوب میں شمار ہونے لگے۔

قبیلہ بنو یادین

بنو یادین بن محمد بھی زرجیک کی اولاد میں سے ہیں لیکن اس بات کا ذکر ضروری نہیں کہ ان کا نسب اس کے ساتھ کس طرح ملتا ہے۔ چونکہ وہ بہت سے قبائل میں بٹ گئے ہیں جن میں سے بنو عبدالواد، بنو تو جین، بنو مصاب اور بنو زردال بھی ہیں اور ان سب کو یادین بن محمد کا نسب باہم ملاتا ہے بلکہ اس محمد میں یادین اور بنو راشد بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر محمد، ورتاجن کے ساتھ زرجیک بن واسین کے نسب سے مل جاتا ہے اور یہ سب کے سب زنا نۃ اولیٰ کے درمیان ان شعوب و قبائل کے بڑھنے سے پہلے بنی واسین کے نام سے مشہور تھے۔ یہ لوگ زمانے کے ساتھ ساتھ پھیلتے جاتے تھے اور ان کے مغرب کی طرف سے آنے سے قبل ارض افریقہ، صحرائے برقہ اور بلاد الزاب میں زنا نۃ اولیٰ کی اولاد میں سے کچھ گروہ رہتے تھے، ان میں سے کچھ غذا مس کے محلات میں رہتے تھے جو سرت کی جانب دس منزلوں کے فاصلے پر ہے اور عہد اسلام سے اس کی حد بندی ہو چکی ہے۔ یہ سرزمین کئی قلعوں اور محلات پر مشتمل ہے جن میں سے بعض ورتاجن کے ہیں اور بعض بنی واطاس کے، جو بنی مرین کا ایک قبیلہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ان کی حد بندی کی۔ اب اس زمانے میں ان کی آبادی اور تمدن میں بہت اضافہ ہو چکا ہے کیونکہ یہ سوڈانی حجاج کی فرودگاہ بن چکے ہیں۔ تاجر یہاں سے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کو چھوڑ کر راستے میں حائل صحرائے ریگ کو طے کر کے مصر اور اسکندر یہ کی طرف آرام کرنے کے لیے لوٹتے ہیں۔ نیز یہ محلات اس جنگل میں داخلے کا دروازہ بن گئے ہیں۔

بنی ورتاجن میں سے ایک بہت بڑی جماعت قابس کے مغرب میں الحامہ شہر میں رہتی ہے جس کے محافظ بہت ہیں اور ان لوگوں کو بڑی قوت حاصل ہے۔ اس شہر کی آبادی کی زیادتی اور اس کے بازاروں کے پر رونق ہونے کی وجہ سے تاجر اپنے سامان کے ساتھ اس کی طرف سفر کرتے ہیں۔ البتہ اس زمانے میں بنی مرین ان چیزوں سے محروم ہیں کیونکہ ان کے ہاں وہ لوگ رہتے ہیں جنہیں پناہ دی جاتی ہے اور وہ نہ تو کوئی محصول ادا کرتے اور نہ تاوان وغیرہ دینا پسند کرتے ہیں۔ گویا وہ اپنی جنگجوی اور طاقت کی وجہ سے ان باتوں سے آشنا ہی نہیں ہیں بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ ان کے اسلاف بنی ورتاجن نے اس علاقے کی حد بندی کی تھی جس کی حکومت ان کے ایک گھرانے میں ہے اور بنی وشاح کے نام سے معروف ہے۔ البتہ کبھی ایسا بھی ہوا کہ عہد خلافت اور حکومت کے دباؤ سے ان کے سردار اپنے حق کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان باتوں کے خلاف مقابلہ کرتے رہے جو عوام کو تکلیف دیتی ہیں جیسے معبودوں کا بنانا وغیرہ۔ لہذا عید کے روز بادشاہ کے لباس کا تمسخر اڑاتے ہوئے اور اس کی اطاعت کو پس پشت ڈال کر خود سلطان کے لباس میں باہر نکلتے۔ ان کے پڑوسیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ نلفظ اور توزر کے رؤسا تھے اور اس اظہار تمسخر میں یملال سب سے بڑھ کر تھا جو توزر کا پیش رو تھا۔

قبیلہ بنی واسین

بنی واسین نامی قبیلہ مصاب کے محلات میں آباد تھا جو جبل تیتر سے قبلہ کی جانب پانچ مراحل پر ہے اور مغرب میں بنی ریفہ کے محلات سے تین مراحل کے فاصلے پر ریکزار سے ورے ہے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ان محلات کی حد بندی کی تھی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے بنی یادین کے کچھ قبائل ان لوگوں میں فروکش ہو گئے تھے۔ اب انہوں نے ان کو پتھریلی زمین کے درمیان جو جمادہ کے نام سے معروف ہے، العرق کے راستوں میں نہایت مضبوط طور پر بنایا ہے جس میں قبلہ کی جانب کچھ فرسخ کے فاصلے پر ان شہروں کے بارے میں دستاویز موجود ہے۔ اس زمانے میں ان کے باشندے بنی عبدالواد سے بنی یادین، بنی تو جین، مصاب اور بنی برزال اور وہ لوگ ہیں جو زنا نۃ کے قبائل میں سے آ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں تاہم ان کی شہرت مصاب کی عمارتوں اور درختوں کی وجہ سے ہے۔ بنی ریفہ اور الزاب کی طرح حکومت کے زوال سے ان کی جماعتیں بھی منتشر ہو گئی ہیں۔

ان لوگوں میں ایک گروہ نے جو بنی عبدالوادی میں سے ہے، افریقہ کے جبل اور اس کو عہد قدیم سے پہلی فتح کے وقت سے اپنا وطن بنا رکھا ہے۔ چنانچہ اس کے باشندوں میں سے کئی افراد نے بڑی شہرت پائی ہے۔

ملویہ میں قبیلوں کا اجتماع

بعض مورخین نے بنی عبدالوادی کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ لوگ عقبہ بن نافع کے ساتھ مغرب کی فتح میں شامل تھے۔ جب وہ اپنی حکمرانی کے دوسرے دور میں دیار مغرب میں داخل ہو کر سوس کے بحر محیط تک چلا گیا تو ان غازیوں میں سے کچھ لوگ جنہوں نے میدان جنگ میں بڑی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا، اس کی واپسی کے وقت وفات پا گئے۔ پس اس نے ان کے لیے دعا کی اور جنگ کی تکمیل سے پہلے ہی انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی۔

جب قبیلہ زناتہ کے لوگ کتامہ اور منہاجہ کے سامنے حیرت زدہ ہو گئے تو بنی واسین کے تمام قبائل ملویہ کے درمیان اکٹھے ہوئے اور پھر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ان کے چھوٹے بڑے تمام قبائل متفرق ہو گئے۔ یہ لوگ مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط میں بلاد الزاب تک اور پھر ان کے قریب جو افریقی صحرا تھے، ان میں پھیل گئے جب کہ ان میدانوں میں عربوں کے لیے پانچویں صدی تک جانے کے کوئی راستہ نہ تھا۔ یہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔

یہ قبائل ان علاقوں میں ہمیشہ احساس عزت اور غیرت کے ساتھ رہے۔ ان کا اصل سرمایہ ان کے پالتو جانور اور مویشی تھے۔ اس کے باوجود وہ مسافروں پر ظلم کر کے اور تنے ہوئے نیزوں کے سائے میں رزق تلاش کرتے تھے۔ مختلف قبائل کے ساتھ جنگیں کرنے اور حکومتوں اور قوموں کے ساتھ فخر کرنے اور بادشاہوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ان کے بہت سے کارنامے مشہور ہیں۔ ہم ان میں سے کچھ واقعات بیان کریں گے اگرچہ ان کے تفصیلی بیان پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی گئی۔

عربی زبان کی برتری

اس کا سبب یہ ہے کہ عربی زبان زیادہ تر عرب قوم کے غلبے کے لیے کام میں لائی جاتی تھی اور سرکاری تحریر بھی عام طور پر حاکموں کی زبان میں ہی ہوتی تھی البتہ کئی زبان اس کے نچلے طبقوں کی حدود میں یا اس کے عام کارندوں میں استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ قدیم زمانے سے اس زبانی قوم میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا جو لکھنے والوں کو نیہ زحمت دے کہ وہ ان کی جنگوں اور حالات کو ضبط تحریر میں لائے اور نہ شہریوں اور سبزہ زار کے باشندوں سے ان کا میل ملاپ تھا کہ وہ ان کے کارناموں کا مشاہدہ کرتے کیونکہ یہ دور دراز ویرانوں میں رہتے تھے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنے علاقوں میں کسی کی اطاعت سے وحشت محسوس کرتے تھے پس یہ لاعلمی میں زندہ رہے، یہاں تک کہ ان میں سے اکثر قابل ذکر آدمی فنا ہو گئے لہذا ان کی حکومت کے بعد ہمارے پاس شاید ہی کوئی نادر بات پہنچی ہے جس کے پیچھے وہی مورخ پڑ سکتا ہے جو اس کے راستوں کا ماہر، اس کی گھاٹیوں کا جاننے والا اور اس کی کمین گاہوں سے بہ خوبی آشنا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ان جنگلات میں قیام پذیر رہے اور پھر جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے وہ حکومت کی بلند یوں پر چڑھ گئے۔

عبدالوادی
توینین
رزوال
کرین ولد ابراہیم

مصائب بن یادین بن محمد بن رزجیک بن واسین بن یصلتن بن مسر بن زاکیا بن ورسیک بن ادیدت بن جانا۔

حکومت کے قیام سے پہلے اس طبقے کے حالات اور پھر سلطنت پر ان کا غلبہ

اس طبقے کے لوگ بنی واسین اور ان کے وہ قبائل تھے جن کو ہم نے زنااتہ اولیٰ کے تابعین کا نام دیا ہے۔ جب زنااتہ قبیلے منہاجہ اور کتامہ کے آگے مغرب اقصیٰ کی طرف آگئے تو بنی واسین اس جنگل کی طرف چلے گئے جو وصال کے درمیان واقع ہے۔ اس زمانے میں یہ لوگ سب سے پہلے مغرب کے بادشاہ کی طرف رجوع کرتے تھے جو مکناہ تھے، ان کے بعد مفر اوہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آخر بنی منہاجہ کی لہر، مغرب سے ہٹ گئی اور ان کی حکومت بھی کچھ سکڑ گئی تب یہ قبیلے زنااتہ سے مل کر قاصیہ کے خلاف جمع ہونے لگے۔ چنانچہ قسمت نے ان کی یاوری کی اور زنااتہ کے مقبوضات میں ان کے سرکردہ افراد خوش حال ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے بعد ازاں اس کے مضافات کو بنو دما تو اور بنو یلومی نے دو اطراف سے آپس میں تقسیم کر لیا۔ ملوک منہاجہ قلعہ والے تھے۔ لہذا جب یہ غرب کے لیے پڑاؤ کرتے تو وہ ان کو جنگ کے لیے جمع کرتے تاکہ ان کی فوجوں کی مدد سے اس میں دور تک معرکہ آرائی کر سکیں۔

بنو واسین کے ساتھ جو مشہور قبائل مثلاً بنی مرین، بنی عبدالواد، بنی تو جین اور مصاب وغیرہ تھے، سب متفرق ہو گئے۔ پھر انہوں نے ملو یہ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اور اسی طرح جن زنااتہ کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے بھی کچھ علاقوں پر قبضہ کیا مگر وہ لوگ المفریان کو حاصل نہ کر سکے۔

ان سبزہ زاروں اور مضافات کے علاقوں میں زنااتہ میں سے بنی دما تو اور بنی یلومی کو مغرب اوسط میں حکومت حاصل تھی۔ بنی یفرن اور مفر اوہ کے قبائل تلمسان میں بنی واسین کے قبائل کے لیے فوجیں جمع کرتے تھے۔ چنانچہ جو کوئی ان سے مزاحمت کرتا یا ملوک منہاجہ میں سے ان کے ساتھ جھگڑا کرتا تھا، اس پر وہ اپنی فوجوں کے ساتھ غالب آجاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زنااتہ اور دیگر لوگ ان سے اپنے علاقوں کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے۔ اور وہ ان لوگوں کو، جو جنگلات میں ان کے ہاں محتاج تھے، مال سے قرضہ حسنہ، ہتھیار اور اناج ادھار دیتے تھے پس وہ ان سے مال کماتے اور رشوت لیتے تھے۔

قبائل کی باہمی جنگ

جب بنی ہلال بنی عامر کے طاقت ور عربوں کا تیز جھکڑ بنی حماد پر چلا اور انہوں نے قیروان اور مہدیہ میں المعز اور منہاجہ کی حکومت کو روند ڈالا تو انہیں بھی اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ان کی پناہ لیں۔ لہذا انہوں نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے بنی حماد کو اس کے دار السلطنت سے ہٹا دیا۔ پھر وہ اپنی مدافعت میں زنااتہ کی طرف بڑھے تو مفر اوہ میں سے بنو یعلیٰ ملوک تلمسان اس کے خلاف اکٹھے ہوئے۔ بنی مرین، بنی عبدالواد، تو جین اور بنی راشد میں سے جو بنو واسین ان کے پاس تھے، ان کو بھی جمع کیا اور اپنے وزیر ابوسعدی خلیفہ کو ہلاکیوں سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور انہیں الزاب کے مضافات سے ملحقہ افریقی علاقے اور مغرب اوسط سے دور ہٹانے کے لیے بڑے کارنامے دکھائے۔ تاہم وہ ان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے ایک جنگل میں ہلاک ہو گیا اور قبائل زنااتہ کے ہلالی تمام مضافات پر غالب آگئے۔ ان کو الزاب اور اس کے ملحقہ افریقی علاقوں سے دور کرنے کے بعد بنی مرین، عبدالواد اور تو جین کے یہ بنو واسین مغرب اوسط کے صحرا میں اپنے وطن میں آگئے۔ یہ علاقہ مصاب اور جبل راشد سے ملو یہ تک اور فیکیک سے سبلماسہ تک پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے بنی دما تو اور بنی یلومی کی پناہ لے لی جو مغرب اوسط میں مضافات کے ملوک تھے اور پھر ان کے زیر سایہ رہنے لگے۔ انہوں نے اس ویرانے کو اپنا وطن قرار دے کر باہم تقسیم کر لیا، پس اس میں سے بنی مرین مغرب اقصیٰ کی جانب، مغربی طرف تیکوارین میں رہتے تھے اور ملو یہ اور سبلماسہ میں داخل ہو کر بنی یلومی سے خاصے دور ہو گئے البتہ مدد اور

طرف داری کے وقت یہ ان کے قریب ہو جاتے تھے۔ مغرب اوسط کی جانب مشرقی سمت قبلیک اور مدیونہ کے درمیان سے لے کر جبل راشد اور مصاب تک بنی یادین رہتے تھے۔ ہم عصر ہونے کی وجہ سے ان کے اور بنی مرین کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہتی تھیں کیونکہ اس ملحقہ علاقے میں پڑوسی قبائل کا ایک سیلاب آ گیا تھا۔ چنانچہ ان جنگوں میں بنی یادین کو اپنے قبائل کی کثرت اور عدوی فراوانی کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل ہوتا تھا کیونکہ یہ چار قبیلے تھے بنی عبدالوادی، بنی تو جین، بنی زردال اور بنی مصاب اور ان کے ساتھ ایک اور قبیلہ بھی تھا اور وہ ان کے قرائتی بھائی بنو راشد تھے۔

موحدین کی مخالفت

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ راشد یادین کا بھائی ہے اور بنی راشد کا مسکن صحرا میں وہ پہاڑ ہے جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ وہ مسلسل اسی حیثیت میں رہے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آگئی اور بنو عبدالوادی، تو جین اور مفر اوہ نے موحدین کے خلاف بنو یلومی کی مدد کی جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

موحدین کا عروج

بعد ازاں موحدین مغرب اوسط اور اس کے زاناتہ قبائل پر غالب آ گئے لہذا انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ بنو عبدالوادی اور تو جین، موحدین کی طرف دار بن کر ان کے قریب ہو گئے۔ جب یہ لوگ موحدین کے خالص خیر خواہ بن گئے تو انہوں نے بنو مرین کو چھوڑ کر انہیں منتخب کر لیا۔ پھر موحدین نے بنی یلومی اور بنی دما تو کے لیے مغرب اوسط کے مضافات کو اسی طرح چھوڑ دیا جیسے کہ وہ تھے لہذا انہوں نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔ پھر مغرب اوسط کے اس صحرا میں بنی یادین کے آنے کے بعد بنو مرین اکیلے رہ گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کاموں کے لیے منتخب کر لیا کہ مغرب میں مختلف حکومتوں پر غلبہ پائیں، ان علاقوں کو زیر کرنے کے بعد مشارق سے مغارب تک ان کا انتظام کریں اور سوس اقصیٰ سے افریقہ تک حکومتوں کی کرسیوں پر سرفراز ہوں۔

والمملک لله یوتیہ من یشاء من عبادہ

طبقہ ثانیہ کی حکومت

بعد ازاں بنو مرین اور بنو عبدالوادی نے بنی واسین کے قبائل سے حکومت کا حصہ لے لیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ زاناتہ کو زمین میں حکومت دے دی اور انہوں نے گرد و نواح کی اقوام پر غلبہ پالیا چنانچہ اس صحرائی حکومت میں ان کے قرائتی بھائیوں بنی تو جین نے ان کا مقابلہ کیا تاہم اس طبقہ ثانیہ میں کچھ اور لوگ بھی تھے جنہیں مفر اوہ اول کے قبائل میں سے آل خزر نے چھوڑا تھا اور جو ان کی مرز بوم وادی شلب میں رہتے تھے۔ پس ان قبائل نے حکومت کے حصول کے لیے ان کے خلاف جمع ہو کر ان سے مقابلہ کیا۔ پھر جس نے ان قبائل سے تعلق پیدا کیا اس پر احسان کیا پس یہ لوگ پانی کے حصول اور اقتدار کی حفاظت کی غرض سے مخالفوں کے سامنے ڈٹے رہے۔

بنو عبدالوادی ہمیشہ ان کی قدر گھٹاتے اور ان کی ذلت کا سامان کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی شدت اور قوت کو کمزور کر دیا۔ پھر عبدالوادی اور مرینی حکومت ایک جنگ کی وجہ سے جو ان کی زیادتی کے نتیجے میں رونما ہوئی تھی، بادشاہت کے اعزاز سے نمایاں ہو گئی اور یہ سب کچھ بنی مرین کی خود مختاری سے اور ان تمام قبائل کو پیچھے رکھنے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم آپ کے سامنے یکے بعد دیگرے ان کی حکومتوں اور ان چاروں قبائل کے انجام کا ذکر کریں گے جو زاناتہ کے طبقہ ثانیہ کے سردار ہیں۔ والمملک لله یوتیہ میں یشاء والعاقبہ للمنتقین۔

اب ہم طبقہ اولیٰ میں سے بقیہ مفر اوہ اور ان کے سرداروں میں سے اولاد مندیل کو طبقہ ثانیہ میں جو حکومت حاصل تھی اس کے ذکر سے اس کا آغاز کرتے ہیں۔

مغرب اوسط میں اولادِ مندیل اور مفراوہ قوم کی دوبارہ حکومت

جب آل خزر کے ملوک کے خاتمے سے مفراوہ کی حکومت جاتی رہی تو تلمسان، سہلماسہ، فاس اور طرابلس میں ان کی حکومت کے زوال سے مغربین اور افریقہ کے نواحی صحرا اور تلول میں آباد قبائل مفراوہ پر اگندہ ہو کر رہ گئے، ان میں سے اکثر لوگ اپنے مرکز اول شلب اور اس کے ملحقہ علاقے میں موجود رہے جہاں بنو ورسیفان، بنو یرنا اور بنو نیلیٹ بھی رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ و ترماز، بنو سعید، بنو خاک اور بنو سنجاس میں سے ہیں۔ لیکن بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مفراوہ میں سے نہیں، زاناتہ میں سے ہیں۔ بنو خزرون، طرابلس کے بادشاہ تھے۔ جب ان کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور وہ دیگر ممالک میں منتشر ہو گئے تو ان میں سے عبدالصمد بن محمد بن خزرون اپنے ان عزیز واقارب سے بھاگ کر جنہوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا، جبل اور اس چلا گیا۔ اس کا دادا خزرون بن خلیفہ، طرابلس میں ان کے بادشاہوں میں سے چھٹا بادشاہ تھا، پس وہ کئی سال تک ان کے درمیان اقامت پذیر رہا۔ وہ پھر ان کے پاس سے کوچ کر کے شلب میں اپنی قوم مفراوہ کے ان باقی ماندہ لوگوں کے پاس آیا جو بنی ورسیفان، بنی ورتز میر اور بنی بوسعید وغیرہ میں سے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے اس کا استقبال کیا، اسے اس کے گھرانے کا حق دیا پھر اس نے ان سے رشتہ داری کی اور اس کے بہت بیٹے ہوئے جو ان کے درمیان بنی محمد اور پھر اپنے سلف اول کی نسبت سے خزریہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

بنی دما تو سے رشتہ داری

اس کا ایک بیٹا ابوناس بن عبدالصمد بن ورجیع بن عبدالصمد کے لقب سے ملقب تھا جس نے عبادت گزاری اور رفاہی کاموں کو اختیار کر لیا تھا۔ مافوخ کے ایک بیٹے نے جو بنی دما تو کا بادشاہ تھا، اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دی تو ان کے ہاں اس کے نسب اور رشتہ کی وجہ سے اس کی عظمت قائم ہو گئی۔

اس کے بعد جب موحدین کی حکومت آئی تو انہوں نے اس کے رفاہی کاموں کی وجہ سے اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا اور وادی شلب اسے جاگیر میں دے دی چنانچہ وہ وہاں مقیم ہو گیا۔ اس کا بڑا بیٹا ورجیع تھا اور غربی، لفریات اور ماکور بھی بیٹے تھے۔

مافوخ کا نواسا

دختر مافوخ سے عبدالرحمن تھا جس کے پیدا ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اس کی عزت کرتے تھے اور اس میں اور اس کے بیٹے میں بادشاہت کی علامات دیکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جب یہ پیدا ہوا تو اس کی ماں ایک دن اسے صحرا میں لے گئی اور اسے ایک درخت تلے ڈال کر کسی کام کے لیے چلی گئی، شہد کی مکھیوں کا بادشاہ اس پر حملہ کرنے کی بجائے اس کے ارد گرد چکر لگانے لگا۔ ماں نے دور سے یہ منظر دیکھا تو شفقت سے دوڑتی ہوئی آئی تو ایک عارف نے اسے کہا کہ فکر مند نہ ہو۔ قسم بخدا، اس کو بڑی عظمت حاصل ہوگی۔ یہ عبدالرحمن اپنے نسب، شجاعت اور اپنے بھائیوں کے خاندان کی کثرت کی وجہ سے مدت تک اس فضا میں پرورش پاتا رہا۔ چنانچہ قبائل مفراوہ اس کے پاس جمع ہو گئے جس کی وجہ سے اسے قوت و شوکت اور موحدین کی حکومت میں تقدم حاصل ہو گیا۔

چونکہ یہ اطاعت کے راستوں میں ان کے ساتھ میل جول رکھنے اور ان کے پاس سازگاری کرنے کو ضروری قرار دیتا تھا لہذا جب ان کے سردار اپنی جنگوں میں افریقہ آتے جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ ان کی خوب مہمان نوازی کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اطوار کی

تعریف کرتے ہوئے واپس جاتے تھے اور ان کے خلفا بھی اس پر بہت رشک کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک سردار کو اپنے علاقے میں اطلاع ملی کہ مراکش میں خلیفہ وفات پا گیا ہے چنانچہ وہ اونٹوں اور ذخیرے پر جانٹیں ہو گیا اور اسے اس عبدالرحمن کے سپرد کر دیا۔ پھر اس نے اپنے وطن کی سرحدوں تک اس کی مصاحبت کرنے کے بعد اپنے لوگوں کو خون خرابے سے بچا لیا جہاں اسے بڑی دولت اور قوت حاصل تھی۔ پھر اس نے اپنی قوم اور خاندان سے سوار حاصل کیے لیکن اسی دوران میں فوت ہو گیا جس سے بنی عبدالمومن کا رعب جاتا رہا اور مراکز میں خلیفہ کی حکومت کو زوال آ گیا۔

مندیل کی فتوحات

اس کے بیٹوں میں سے مندیل اور تمیم بھی تھے جن میں سے مندیل بڑا تھا، جب جنگ کی آندھی چلی تو مندیل نے اپنی قوم کی امارت سنبھالی اور جب اسے قرب و جوار کے علاقوں پر غلبہ پانے کی امید ہوگی تو وہ اپنی کچھار میں شیر بن گیا اور اپنے بچوں کو بچانے لگا۔ پھر پڑوسی علاقوں کی طرف سے اس کا قدم بڑھنے لگا پس اس نے جبل و انشریس، المریہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس نے مرآت گاؤں کی حد بندی کی جو اس دور میں مینجہ کا آباد میدانی علاقہ ہے اور بستیوں اور شہروں کی طرح آباد ہے۔

مینجہ کی تباہی

مورخین نے بیان کیا ہے کہ اس دور میں اہل مینجہ تیس شہروں میں اکٹھے ہوتے تھے پس یہ ان میں داخل ہو گیا لیکن غارت گروں نے اس کی بستیوں کو پامال کر دیا۔ اور اس کی آبادی کو تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔ اس بارے میں اس کے متعلق یہ بدگمانی کی جاتی ہے کہ وہ موحدین کی اطاعت سے وابستہ تھا حالانکہ اس نے اس آدمی کے ساتھ صلح کی جس نے ان کے ساتھ صلح کی اور اس آدمی سے جنگ کی جس نے ان کے ساتھ جنگ کی۔

ابن غانیہ سے جنگیں

موحدین نے جب افریقہ پر غالب آ کر ابن غانیہ کو وہاں سے قابض اور اس کے مضافاتی علاقوں میں دھکیل دیا تو شیخ ابو محمد بن ابی حفص نے بھی تونس آ کر اسے افریقہ کی طرف نکال دیا حتیٰ کہ وہاں 617ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ یحییٰ ابن غانیہ نے اپنی حکومت کو واپس لینے کا ارادہ کیا اور شہروں اور سرحدوں کی طرف خروج کر کے وہاں خرابی اور بربادی کرنے لگا پھر افریقہ سے گزر کر بلا دناتہ کی طرف چلا گیا اور وہاں بھی قتل و غارت کی اور زمینوں کو لوٹا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ان کی بار بار جنگیں ہوئی۔ مندیل بن عبدالرحمن نے فوج جمع کر کے مینجہ میں اس کے ساتھ جنگ کی مگر اسے شکست ہوئی۔ مفر اوہ اس سے الگ ہو گئے تو ابن غانیہ نے 622ھ یا 623ھ میں اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ ان کی شکست کے بعد اس نے الجزائر پر قبضہ کر لیا، اس کے اعضا کو صلیب پر لٹکایا اور دوسروں کے لیے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔ پھر اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹوں نے سنبھالی۔ وہ لامحالہ بڑے شریف بیٹوں کا باپ تھا جنھیں بڑا شرف اور کثرت تعداد حاصل تھی۔ تاہم وہ اپنے معاملات میں اپنے بڑے بھائی عباس کی طرف رجوع کرتے تھے پس اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اپنایا اور بلا مینجہ پر ہی اکتفا کر لیا۔

حفصی دعوت کا قیام

پھر بنو توجین نے جبل و انشریس اور المریہ کے قرب و جوار کے علاقوں میں ان پر غلبہ پالیا۔ چنانچہ وہ اپنے مرکز اول شلب میں آ گئے اور انہوں نے وہاں بدوی طرز کی حکومت قائم کر لی جس میں انہوں نے سفر، خیام مضافات اور زمینوں کو نہیں چھوڑا۔ پھر اس نے ملیانہ، تیس، برشک اور شرشال کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ وہاں انہوں نے حفصی دعوت کو قائم کیا اور ما زونہ بستی کی حد بندی کی۔

معبود بنانے کی اجازت

تلمسان میں جب یغمر اس بن زیان کے لیے حکومت کی راہ ہموار ہو گئی اور بعد ازاں اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی تو اس نے اپنی جانب سے

اسے اور اس کے بھائی عبدالمومن کو مغرب اوسط کے مضافات پر غلبہ پانے کی علامت کے طور پر امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے مکنا سہ کے ساتھ بنی تو جین اور بنی مندیل سے جنگ کی تو ان سب نے امیر ابوزکریا بن حفص کی طرف توجہ کر لی جس نے افریقہ میں بنی عبدالمومن سے حکومت چھینی تھی۔ اب انہوں نے یغمر اسن کے خلاف اس کی طرف فریادی بھیجا، پس اس نے ان کے مقابلے کے لیے تمام موحدین اور عربوں کو جمع کیا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس نے تلمسان پر غالب آ کر اسے فتح کر لیا۔ پھر جب وہ الحضرة کی طرف واپس آ گیا تو اس نے امرائے زناتہ کو اپنی قوم اور اپنے وطن پر امیر مقرر کیا۔ پس اس نے عباس بن مندیل کو مفراوہ سے اور عبدالقوی کو تو جین اور حورہ سے دوستی کرنے پر مامور کیا۔ اس نے ان کے لیے معبودوں کا بنانا جائز کر دیا تو انہوں نے ایک میلے میں اس کے معبود بنادئیے۔ پھر عباس نے یغمر اسن کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا اور تلمسان میں اس کے پاس گیا تو اس نے بڑے احترام و تکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا لیکن اس کے بعد ناراض ہو کر اس سے اعراض کر لیا۔

ایک بمقابلہ دوسو

کہتے ہیں کہ ایک روز اس نے اپنی مجلس میں یہ بات بیان کی کہ اس نے ایک سوار کو دو سو سواروں کے ساتھ جنگ کرتے دیکھا ہے تو بنی عبد الواد میں سے جو آدمی اس بات کو سن رہے تھے، انہوں نے اس کو محض گپ سمجھا اور اس کی تکذیب کی۔ پس عباس ناراض ہو کر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور یغمر اسن اس کے قول کا مصداق بن کر آیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہ سوار سمجھتا تھا۔ عباس نے اپنے باپ کے پچیس سال بعد 647ھ میں وفات پائی۔

یغمر اسن سے عارضی مصالحت

اس کے بعد اس کے بھائی محمد بن مندیل نے حکومت سنبھالی۔ پھر یغمر اسن اور اس کے درمیان حالات رو براہ ہو گئے اور انہوں نے اتفاق اور مصالحت کی راہ اختیار کی۔ یہ 647ھ میں اپنی قوم مفراوہ کے ساتھ مغرب سے جنگ کرنے کے لیے نکلا جس میں یعقوب بن عبدالحق نے انہیں شکست دی۔ تب یہ اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے اور دوبارہ ان میں عداوت پیدا ہو گئی۔ پھر اہل ملیانہ نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور حفصی اطاعت کا جو اپنی گردنوں سے اتار پھینکا۔

ابوعلی کی طالع آزمائی

اس بغاوت کا احوال یہ ہے کہ ابو العباس ملیانی علم و دین اور روایت کے لحاظ سے اپنے وقت کا بڑا آدمی تھا اور حدیث میں اعلیٰ سند یافتہ تھا۔ بڑے بڑے آدمی سفر کر کے اس کے پاس آتے اور آئمہ اس سے علم حاصل کرتے تھے پھر شہرت نے اسے بام سیادت تک پہنچا دیا یعقوب المنصور اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں شہر کی امارت اسے مل گئی۔ اس کے بیٹے ابوعلی نے اس عنایت کی فضا میں پرورش پائی اور وہ ریاست کے حصول کے لیے خود سری اور خود مختاری کا بہت حریص تھا اس کے باوجود محصول دینے سے آزاد تھا، پس جب اس کا باپ فوت ہو گیا تو وہ اپنی ریاست کی دوڑ میں سرپٹ بھاگا، پھر اس نے بنی عبد الواد اور مفراوہ کے درمیان جنگ کے آثار دیکھے تو اس کے دل میں اپنے شہر میں خود مختار ہونے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ اس نے حالات کو دیکھ کر فوجوں کو جمع کیا اور 659ھ میں خلیفہ المستنصر کے لیے دعا کرنی چھوڑ دی۔ جب یہ خبر تو نس پہنچی تو خلیفہ نے اپنے بھائی کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا جس میں آل او خوش ملوک جلالقہ میں سے ایک الدیک ابن ہرنزہ نہیں شامل تھا۔ یہ شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آ گیا تھا پس انہوں نے کئی روز تک ملیانہ میں پڑاؤ کیا اور سلطان نے شہر کے مشائخ کی ایک جماعت سے جو ابن ملیانی سے منحرف ہو چکی تھی، ساز باز کی چنانچہ اس نے رات کو ان کی طرف فوجیں بھیج دیں اور وہ ایک راستے سے شہر میں داخل ہو گئے۔ ابوعلی رات کی تاریکی میں فرار ہو گیا اور ایک شہر سے نکل کر ایک عرب قبیلے میں پہنچ کر یعقوب بن موسیٰ بن العطاب زغبی کے ہاں فروکش ہوا

تو اس نے اسے پناہ دے دی۔ اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق بھی چلا گیا۔ اس کے حالات ہم ان کے تذکرے میں بیان کر چکے ہیں۔ موحدین کی فوج اور امیر ابو حفص الحضرة کی طرف واپس آگئے اور اس نے محمد بن مندیل کو ملیانہ کا امیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں پر اپنی قوم کے طریق کے مطابق حفصی دعوت کو قائم کیا۔

اولادِ مندیل کی ساز باز

پھر محمد بن مندیل 662ھ میں اپنی امارت کے پندرہویں سال میں ہلاک ہو گیا۔ اسے اس کے بھائی ثابت اور عابد نے خیس کے میدان میں مسافروں کی فرودگاہ میں قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ اپنے بھائی سنیق کے بیٹے عطیہ کو بھی قتل کر دیا۔ پھر عابد واپس چلا گیا اور ثابت نے اسے حکومت میں شریک کیا چنانچہ اس کی قوم اس کے پاس جمع ہو گئی اور اولادِ مندیل نے اپنے درمیانی معاملے کو باہم تقسیم کر لیا اور ان کے دل سخت ہو گئے۔ یغمر اس بن زیان نے ان پر سختی کی اور عمر بن مندیل نے اس سے ساز باز کی کہ وہ اسے ملیانہ پر قبضہ دلانے اور اپنی قوم پر امارت کے حصول میں اس کی مدد کرے۔ لہذا اس نے اس معاملے میں ہامی بھر لی اور 667ھ میں ثابت کو معزول کر کے اور امارت کے بارے میں عمر کی مدد کر کے اسے شہر کے بحران پر قابو پانے میں مدد دی۔ گویا ان دونوں نے مفراوہ کے بارے میں جو طے کیا تھا، وہ پورا ہو گیا اور یغمر اس اپنی قوم کی قیادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اولادِ مندیل نے عمر کو اسی طرح قتل کرنے کے لیے یغمر اس کے قریب ہونے کے لیے مقابلہ کیا۔ پس اولادِ مندیل ثابت اور عابد نے اتفاق کیا کہ وہ اسے تونس پر حاکم بنائیں گے پس انہوں نے اسے 672ھ میں بارہ ہزار کے سونے پر قبضہ دلایا تاہم عمر کی حکومت قائم رہی یہاں تک کہ وہ 676ھ میں فوت ہو گیا۔

مفراوہ کا آزاد حکمران

ثابت بن مندیل مفراوہ کا آزاد حکمران بن گیا اور اس کا بھائی عابد پڑاؤ کرنے اور اپنے ساتھی زیان بن محمد بن عبد القوی اور عبد الملک بن یغمر اس کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے اندلس چلا گیا۔ پس اس نے زنا تہ کو پھیر دیا اور ثابت نے تونس اور ملیانہ کو یغمر اس کے قبضے سے واپس لے لیا مگر اس سے عہد شکنی کی۔ بعد ازاں یغمر اس نے ان پر سختی کی اور 681ھ میں اپنی وفات سے پہلے تونس کو واپس لے لیا۔

المریہ پر قبضہ

جب یغمر اس فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے حکومت سنبھالی۔ چنانچہ تونس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی لیکن وہ جنگ کو بلاؤ تو جین اور مفراوہ کی طرف لے گیا اور ان کے مقبوضات پر غلبہ پالیا۔ پھر بنی لمدینہ کی مداخلت سے المریہ کے باشندوں پر 687ھ میں قبضہ کر لیا۔ ثابت بن مندیل نے مازونہ پر غالب آکر اس پر قبضہ کر لیا تاہم وہ اس کی خاطر تونس سے دست بردار ہو گیا جس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ عثمان ہمیشہ ہی ان کو ذلیل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے 693ھ میں ان پر چڑھائی کر دی۔ ان کے امصار و مضافات پر قبضہ کر کے ان کو وہاں سے نکال باہر کیا اور انہیں پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ ثابت بن مندیل چا پلوسی کرتا ہوا برشک گیا پس عثمان نے ان پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو چکا ہے تو وہ سمندر کے راستے مغرب کی طرف چلا گیا۔ 694ھ میں یوسف بن یعقوب شاہ بنی مرین کے پاس فریادی بن کر گیا تو انہوں نے اس کی عزت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کریں گے چنانچہ اس نے فاس میں قیام کیا۔ اس کے اور ابن الاشعب کے درمیان جو بنی عسکر کے جوانوں میں سے تھا، دوستی اور تعلق پایا جاتا تھا۔ لہذا وہ ایک روز اس کے گھر آیا اور بلا اجازت ہی اس کے پاس پہنچ گیا۔ ابن الاشعب شراب میں مخمور تھا پس اس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر سلطان نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس کی موت کا دکھ ہوا۔ ثابت بن مندیل نے اپنے بیٹے محمد کو اپنی قوم کا امیر بنایا اور خود مفراوہ کی حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔

ثابت کے بیٹوں کا انجام

جب اس کا باپ ثابت اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو وہ اپنی مفراوہ کی امارت پر قائم رہا لیکن یہ اپنے باپ کی وفات کے قریب ہی وفات پا گیا

تو اس کے بعد اس کے حقیقی بھائی علی نے ان کی امارت کو سنبھالا، حکومت کے بارے میں اس کے دو بھائیوں رحمون اور منیف نے اس سے کشاکش کی پس منیف نے اسے قتل کر دیا تو ان دونوں کی قوم نے اس بات سے ناراض ہو کر انہیں اپنا امیر بنانے سے انکار کر دیا۔ پس یہ دونوں عثمان بن عمر اس کے پاس چلے گئے جس نے انہیں اندلس بھیج دیا۔

اندلس کی حکومت

ان دونوں کا بھائی معمر بن ثابت العزرة میں غازیوں کا سالار تھا لیکن وہ منیف کی خاطر العزرة سے دست بردار ہو گیا پس یہ پہلی حکومت تھی جو اسے اندلس میں ملی اور ان کا بھائی عبدالمومن بھی ان کے پاس چلا گیا۔ پھر یہ سب وہاں اکٹھے تھے اور اس دور میں عبدالمومن کی اولاد میں سے یعقوب بن زیان بن عبدالمومن اور منیف کی اولاد میں سے ابن عمر بن منیف اور ان کی ایک جماعت اندلس میں رہتی تھی۔

حکومت مفراوہ کا انتشار

جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب ثابت بن مندیل 694ھ میں وفات پا گیا تو سلطان نے اس کے اہل و عیال کی کفالت کی جن میں اس کا پوتا راشد بن محمد بھی تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی بہن کی شادی اس کے ساتھ کر دی اور 698ھ میں تلمسان جا کر وہاں مقیم ہو گیا۔ پھر اپنے شہر کے حصار کے لیے اس کی حد بندی کی اور اس کے نواح میں گھوما پھرا۔ مفراوہ اور شلب پر عمر بن ویزن بن مندیل کو حاکم مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج کو بھیجا جس نے 699ھ میں ملیانہ، تونس اور مازونہ کو فتح کر لیا۔ راشد کو اس بات کا دکھ ہوا کہ اس نے اسے اپنی قوم پر حاکم مقرر نہیں کیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنے نسب اور رشتے کی وجہ سے زیادہ حق دار سمجھتا تھا پس وہ سلطان سے الگ ہو گیا اور جبال میتجہ میں چلا گیا پھر اس نے اپنے مفراوی دوستوں سے سازش کی اور انہیں رازدار بنا کر جلدی سے ان کے پاس پہنچ گیا۔ پس مفراوہ کی حکومت منتشر ہو گئی۔

مازونہ پر یلغار

اس نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی، عمر بن ویزن نے ان کے نواحی علاقے ازمور پر شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کی قوم نے اس پر اتفاق کر لیا اور سلطان نے بنی ورتا جن کے حسن بن علی بن ابی الطلاق اور بنی توجین کے علی بن محمد الحوی، اور ابوبکر بن ابراہیم بن عبدالقوی اور الجند سے اپنے پروردہ علی بن حسان اصحی کی نگرانی کے لیے بنی عسکر کے دستے بھیجے اور مفراوہ پر محمد بن عمرو بن مندیل کو امیر مقرر کیا۔ انہوں نے مازونہ پر چڑھائی کر دی۔ راشد نے اس کا نظم و نسق سنبھال رکھا تھا لہذا اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں میں سے علی اور حمو کو وہاں پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود بنی بوسعید کی نگرانی کے لیے ان کے پاس چلا گیا جب کہ فوجیں مازونہ میں مقیم کئی سال تک اس کا محاصرہ کیے رہیں جس نے انہیں مشقت میں ڈال دیا۔ علی بن یحییٰ نے اپنے بھائی حمو کو بغیر کسی عہد کے سلطان کی طرف بھیج دیا جس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ پھر تکلیف کی وجہ سے وہ دھوکہ دینے پر مجبور ہو گیا پس وہ 703ھ میں اپنے ہاتھ لٹکائے ہوئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے سلطان کی طرف بھیج دیا جس نے اسے معاف کر دیا اور اسے زندہ رہنے دیا۔ چنانچہ اس نے اسے بنی بوسعید کے قلعہ میں راشد بن محمد کو مانوس اور ماہل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اس نے اس کا دیر تک محاصرہ کیے رکھا۔ آخر ایک دن اسے فوجوں کے ساتھ العزرة پر قابض کروا دیا اور وہ اس پر چڑھائی کرتے ہوئے شہر کی وحشت ناک جگہوں میں پھنس گئے پس اس نے انہیں شکست دی۔ اس جنگ میں بنو مرین کے بہت سے آدمی اور بنی عسکر کی فوجیں ہلاک ہو گئیں۔ یہ واقعہ 704ھ میں ہوا۔

بلاد مفراوہ پر قبضہ

جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ان پر برا فروختہ ہو گیا، اس نے اپنے عم زاد علی بن یحییٰ اور اس کے بھائی حمو، اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے

ساتھ تھے، انہیں بھیجا تو انہوں نے تیروں سے انہیں قتل کر دیا اور ان سے جنگ کی۔ پھر اس نے دوسری مرتبہ اس کے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو 704ھ میں بھیجا تو اس نے بلا مفر اوہ پر قبضہ کر لیا اور راشد اپنے چچا منیف بن ثابت اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ میتجہ کے جبال منہاجہ میں چلا گیا۔ پس ابو یحییٰ بن یعقوب نے ان کے ساتھ جنگ کی اور راشد نے یوسف بن یعقوب سے مراسلت کی تو ان کے درمیان صلح طے پا گئی۔ لہذا فوجیں وہاں سے واپس آگئیں، منیف بن ثابت نے اس کے ساتھ اپنے بیٹوں اور افراد خاندان کو اندلس بھیج دیا چنانچہ وہ زندگی بھر وہیں رہے۔

ملیانہ کا محاصرہ

704ھ کے آخر میں یوسف بن یعقوب تلمسان کے مقام پر اپنی اقامت گاہ میں فوت ہو گیا تو اس کے پوتے ابو ثابت اور سلطان بنی عبدالواد ابوزیان بن عثمان کے درمیان اس شرط پر صلح ہو گئی کہ بنو مرین ان تمام امصار و مضافات کو اس کے لیے چھوڑ دیں گے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا۔ انہوں نے اسے اپنے محافظوں اور عاملوں کے ساتھ بھیجا اور ان علاقوں کو بنی زیان کے عاملوں کے لیے چھوڑ دیا۔ چنانچہ راشد نے اپنے ملک کو واپسی کی خواہش کی اور ملیانہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب بنو مرین ابوزیان کے لیے ان علاقوں سے دست بردار ہو گئے اور ملیانہ اور تونس اس کے قبضہ میں آگئے تو راشد کی سعی ناکام ہو گئی اور وہ شہر سے بھاگ گیا۔ پھر جلد ہی ابوزیان کی وفات ہو گئی۔

منہاجہ سے معاہدہ

بعد ازاں اس کا بھائی ابو حمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا اور اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا۔ پس تا فریکت فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس نے ملیانہ اور المریہ کے علاوہ تونس پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنے غلام مساح کو اس کا امیر مقرر کر دیا۔ اس کے ساتھ حاکم بجایہ سلطان ابوالبقاء خالد بن مولانا امیر ابی زکریا بن سلطان ابی اسحق نے بھی الجزائر کو ابن عسلان باغی کے قبضہ سے واپس لینے کے لیے فوج بھیجی۔ وہاں اسے راشد بن محمد ملا جو اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ سلطان اسے نہایت احترام و اکرام سے ملا اور اس نے اس کا اور اس کی قوم کا منہاجہ سے معاہدہ کر دیا جو حکومت کے دوست تھے اور بجایہ اور جبال زوادوہ پر متغلب تھے۔ پس راشد اور ان کے سردار یعقوب بن خلوف کی دوستی حکومت کے آخر تک قائم رہی۔

یعقوب بن خلوف کا اعزاز

جب سلطان تونس میں الحضرة کی حکومت اپنے لیے مخصوص کرنے کے لیے اٹھا تو اس نے یعقوب بن خلوف کو بجایہ پر عامل مقرر کیا، راشد نے اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ پڑاؤ کیا اور جنگوں میں اس کے سامنے داد شجاعت دے کر اسے اس کے دوستوں کی مدد سے بے نیاز کر دیا۔ لیکن جب اس نے ان کے دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے سلف کے سرداروں پر غالب آ گیا تو حکومت کے حاجب راشد اور اس کی قوم کو اپنے ایک قرابت دار کے متعلق اس حکم کے نفاذ سے افسوس ہوا۔ چنانچہ وہ مسافروں سے جنگ کرنے لگا تو اس نے اسے گرفتار کر کے سلطان کے دربار میں پہنچا دیا جہاں اس کے متعلق حکم الہی نافذ کر دیا گیا، اس پر راشد ناراض ہو کر چلا گیا اور اپنے دوست ابن خلوف کے پاس پہنچ گیا جو اسے زوادہ سے لایا تھا۔

مفراوہ کا فرار

کچھ عرصہ بعد یعقوب بن خلوف فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمن کو حاکم مقرر کر دیا پس اس نے اپنے باپ کے دوست راشد کے اکرام میں اپنے باپ کے حق کو نہ چھوڑا بلکہ ایک روز اس سے جھگڑا بھی کیا جس میں عبدالرحمن نے اس بھلائی کو برا جانا جو اس نے راشد سے کی تھی۔ راشد نے حکومت میں اپنے مقام اور اپنی قوم کی شجاعت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ چنانچہ اس کی باتوں سے اسے سخت بددل کر دیا۔

عبدالرحمن نے اسے اور اس کے قرابت دار کو پکڑ لیا اور انہوں نے اسے نیزے مار مار کر اس کی گردن توڑ دی۔ تمام مفراوہ خوفزدہ ہو کر القاصیہ کی سرحدوں میں چلے گئے اور شلب اور اس کا نواحی علاقہ ان سے یوں خالی ہو گیا گویا وہ یہاں کبھی موجود ہی نہ تھے۔

منیف اور ابن ویعزن کی اولاد

ان میں سے بنو منیف اور ابن ویعزن مسلمانوں کی سرحدوں پر پڑاؤ کرنے کے لیے اندلس چلے گئے۔ ان میں سے ایک گروہ کی اولاد اب تک وہاں آباد ہے۔ موحدین کے پڑوس میں ان کی قوم کی ایک شریف جماعت نے اقامت اختیار کی جو حکومت کی فوجوں میں اپنے خاتمے تک بڑی طاقت ور تھی۔

اولاد مندیل کی ناراضگی

راشد، بنی یعقوب بن عبدالحق کے محل میں اپنی پھوپھی کے پاس چلا گیا جس نے اس کی کفالت کی اور اولاد مندیل ناراض ہو کر بنی مرین کے وطن کی طرف چلی گئی۔ لہذا وہ ان کے دوست بن گئے اور ان سے حسن سلوک کیا حکومت کے باقی ماندہ لوگوں نے بعد میں ان سے رشتہ داری کر لی۔

بلاد شلب پر دوبارہ بدوی حکومت

آخر کار مغرب اوسط پر سلطان ابوالحسن کا غلبہ ہو گیا اور اس نے آل زیان کی حکومت کو مٹا دیا اور زنا تہ کو متحد کر کے بلاد افریقہ اور موحدین کی عملداریوں کو ان شہروں کے ساتھ منسلک کر دیا پھر 749ھ میں قیروان پر اس کی مصیبت پڑی، جیسا کہ ہم پہلے مفصل بیان کر چکے ہیں۔ پس اطراف کی عملداریوں نے بغاوت کر دی اور حکومت کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا پس علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بلاد شلب پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں تنس، ملیانہ، برشک اور شرشال پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں اس نے اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق وہاں پر دوبارہ بدوی حکومت قائم کر دی۔ اور پھر قبائل میں سے جس نے تعرض کیا، انہوں نے اس کو تہ تیغ کر دیا۔

الناصر بن ابوالحسن کا انجام

سلطان ابوالحسن اپنی مشکلات سے نکل کر افریقہ آ گیا پھر الجزائر کی بندرگاہ سے سمندر کے راستے نکل کر اپنی پراگندہ حکومت کی واپسی کی کوشش کرتا ہوا بجایہ آ گیا۔ پھر اس نے علی بن راشد کی طرف پیغام بھیجا اور اسے اپنا عہد یاد دلایا چنانچہ وہ اپنے عہد کو یاد کر کے اس پر مہربان ہوا لیکن اپنے لیے یہ شرط لگائی کہ اگر وہ بنی عبدالواد کے خلاف اس کی مدد کرے گا تو وہ اس کی خاطر شلب میں اپنی قوم کی حکومت سے الگ رہے گا۔ سلطان ابوالحسن نے اس شرط سے انکار کر دیا پس وہ اس سے الگ ہو کر بنی عبدالواد کے اس گروہ کی طرف چلا گیا جو تلمسان میں مقیم تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، انہوں نے اس کی مدد کی اور سلطان ابوالحسن الجزائر سے ان کے مقابلہ کے لیے نکلا چنانچہ 751ھ میں دونوں فوجوں کی شربونہ کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں سلطان ابوالحسن کی فوجوں کو شکست ہوئی اور اس کا بیٹا الناصر مارا گیا۔ بعد ازاں وہ صحرا کی طرف نکل گیا اور وہاں سے مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا جیسا کہ آگے ذکر ہوگا۔

تنس کا محاصرہ

آل ینمر اس میں سے تلمسان کے ناجمین نے بلاد مفراوہ میں اپنے اسلاف کی طرح حکومت کے انتظام کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ ان کے سلطان کا نائب اور اس کا بھائی ابو ثابت الزعمیم عبدالرحمن بن یحییٰ بن ینمر اس بن عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلے میں نکلا۔ 752ھ میں اس کی قوم نے بلاد مفراوہ کو پامال کر کے ان کی فوجوں کو شکست دی پھر وہ مصر اور مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور علی بن راشد کو اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ تنس میں روک کر اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ آخر محاصرہ لمبا ہو گیا اور غلبہ ہونے لگا۔

ابو ثابت کا قتل عام

جب علی بن راشد نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے محل کے ایک کونے میں جا کر وہاں اپنی تلوار کی دھار سے اپنے آپ کو ذبح کر دیا اور دوسروں کے لیے ایک عبرت کا نشان بن گیا۔ اسی وقت ابو ثابت شہر میں داخل ہو گیا اور جن لوگوں کے متعلق اسے پتہ چلا کہ یہ مفراوہ میں سے ہیں انہیں قتل کر دیا۔ دوسرے لوگوں نے زمین کی اطراف کی طرف بھاگ کر نجات پائی اور مقامی حکومتوں کے ساتھ مل کر ان کی فوج کے نوکر اور پیروکار بن گئے۔ چنانچہ بلا و شلب سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

آل زیان پر بنی مرین کا غلبہ

ایک بار پھر بنی مرین تلمسان واپس آئے اور آل زیان پر غالب آ کر ان کے آثار کو مٹا دیا۔ پھر سلطان ابی عنان کی حکومت میں ان کا پانسہ پلٹ گیا اور ان کی ترقی رک گئی چنانچہ آل یغمر اسن میں سے نا جمین نے اپنی عملداری کے آخری حاکم ابو جموسیٰ بن یوسف کے ذریعے از سر نو حکومت قائم کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔

بنی مرین کا تیسرا دھاوا

پھر بنی مرین تلمسان کی طرف تیسری بار آئے اور سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے جا کر 772ھ میں اسے فتح کر لیا چنانچہ اس نے اپنی فوجوں کو اس وقت آل یغمر اسن کے ابو جوالناجم کے تعاقب میں بھیجا جب وہ اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ فرار ہو گیا تھا۔ یہ سب حالات آگے بیان ہوں گے۔

جب فوجیں بطحان تک پہنچیں تو انہوں نے ان کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے کئی روز تک انتظار کیا۔ ان میں علی بن راشد الذبیح کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام حمزہ تھا۔ اس نے یتیم ہونے پر اپنی رشتہ داری کی وجہ سے ان کی حکومت میں پرورش پائی تھی۔ ان کی آسائش نے اس کی کفالت کی اور ان کے ماحول نے اس کی حفاظت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا۔ پھر ان کے ہاں اس کا روزینہ کم کر دیا گیا اور ان کے بچوں میں اس کا حال تنگ ہو گیا۔ ایک دن وہ فوجوں کے سالار وزیر ابو بکر بن غاز سے شکایت کرتے ہوئے لہجہ گیا اور اس کے جواب نے اسے دکھ دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر بلا و شلب میں بنی بوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا چنانچہ انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی۔ پھر اس نے اپنی قوم کی دعوت کا اعلان کر دیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور سلطان نے اپنے وزیر عبدالعزیز عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ کو جو پتولین کا بڑا سردار تھا، بنی مرین کی بے شمار فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کو بھیجا، پس وہ اس پہاڑ کے میدان حولا کریتا میں اتر ا جہاں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا چنانچہ دونوں فریق ایک دوسرے سے لڑتے رہے لیکن وہ انہیں سر نہ کر سکا۔

حمزہ بن علی کا فرار

سلطان نے اپنے دوسرے وزیر ابو بکر بن غازی پر الزام لگایا تو وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ ان کے سامنے آ گیا اور صبح کو ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور اس نے انہیں ان کے پہاڑ سے اتار لیا۔ حمزہ بن علی اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور بلاد حصین میں جا پہنچا جنہوں نے آل یغمر اسن کے ابو زیان بن ابو سعید الناجم کے ساتھ مل کر بغاوت کی ہوئی تھی۔ اس کا احوال آگے بیان کریں گے۔

بنو سعید کی اطاعت

بنو سعید نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور آخر تک اپنے دلوں کو صاف رکھا پس ان کا مقام اچھا ہو گیا پھر حمزہ نے ان کی طرف آنا شروع کیا۔

کی کیا حالت تھی اور ان کے بھائی مصاب جبل راشد، فیکیک اور ملویہ میں رہتے تھے اور ہم نے بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ کا حال بھی بیان کیا ہے جو ان کے نسبی بھائی ہیں اور رزجیک بن وریز سے قرابت رکھتے ہیں۔ بنو عبدالواد ہمیشہ ہی اپنے اصل علاقے میں رہے جب کہ بنو راشد، بنو زردال اور مصاب، نسب اور خلف میں ان کے ساتھ رہے۔ البتہ بنو تو جین ان کے مخالف رہے اور سب کے سب اکثر اوقات مغرب اوسط کے نواح پر غالب رہے اور اس معاملے میں جب بنی دما تو اور بنی یلومی کو ان میں حاکمیت حاصل تھی تو یہ ان کے پیروکار رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس دور میں ان کا سردار یوسف بھی تکفا کے نام سے معروف تھا۔

بلاذرناتہ پر یلغار

یہاں تک کہ جب عبدالمومن اور موحدین تلمسان کے نواح میں پہنچے اور ان کی فوجیں شیخ ابو حفص کے جھنڈے تلے بلاذرناتہ کی طرف بڑھیں تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں انہوں نے ان پر حملہ کر دیا لیکن اس کے بعد بنی عبدالواد نے اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گئے۔

بنی عبدالواد کی شاخیں

ان کے شعوب و قبائل بہت سے ہیں جن میں سب سے نمایاں چھ ہیں جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں یعنی بنو یاتکین، بنو اولوا، بنو درہطف، بنو صوحہ بنو لومرت اور بنو القاسم جس کو وہ اپنی زبان میں ائت القاسم کہتے ہیں۔ ان کے ہاں ائت، نسبی اضافت کا حرف ہے۔

اولاد ادریس

بنو القاسم کا کہنا ہے کہ وہ القاسم بن ادریس کی اولاد میں سے ہیں۔ بعض اوقات اس القاسم کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ محمد بن ادریس یا محمد بن عبداللہ یا محمد بن القاسم کا بیٹا ہے۔ چنانچہ یہ سب کے سب ایک بے سند خیال کے مطابق ادریس کی اولاد میں سے ہیں۔ ہاں بنی القاسم کا اس پر اتفاق پایا جاتا ہے، حالانکہ صحرا ان انساب کی معرفت سے بہت دور ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ ہی اس کی صحت کو بہتر جانتا ہے۔

بنی عبدالواد کی امارت

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یغمر اس بن زیان جو ان کے بادشاہوں کا باپ تھا، جب اس کے نسب کو ادریس تک بیان کیا گیا تو اس نے (اگر یہ بات صحیح ہے تو) اپنی سچی زبان میں کہا کہ وہ اللہ کے ہاں ہمیں فائدہ دے گا اور دنیا کو ہم نے اپنی تلواروں کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ بنی عبدالواد کی امارت اپنی قوت و شوکت کی وجہ سے ہمیشہ بنو القاسم کے گھرانے میں رہی۔ ان میں ویزن ابن مسعود بن یکمشین اور اس کے دو بھائی یکمشین اور عمر بھی تھے۔ اسی طرح ان میں اغدوی بن یکمشین الاکبر بھی تھا اور کہتے ہیں کہ اصغر بھی تھا اسی طرح ان میں عبدالحق بھی تھا جو منفعد بن ولد ویزن میں سے تھا اور عبدالمومن کے عہد میں ان کی امارت عبدالحق بن منفعد اور اغدوی بن یکمشین کو حاصل تھی۔

الخصب المسوف کا قتل

عبدالحق بن منفعد وہ شخص ہے جس نے بنی مرین کے ہاتھوں سے غنائم چھڑائی تھیں اور جب عبدالمومن نے موحدین کے ساتھ الخصب المسوف کو بھیجا تھا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ مورخین اس کو عبدالحق بن معاد کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ یہ لفظ زنا تہ کی زبان میں اس طرح نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

بنو مطہر کا حال

بنو القاسم کے قبیلوں میں سے بنو مطہر بن یملی بن یزکین بن القاسم بھی ہیں اور عبدالمومن کے عہد میں جماعت بن مطہر ان کے شیوخ میں سے

تھا جس نے موحدین کے ساتھ حروب زنا تہ میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا۔ پھر اس نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گیا۔

بنو علی کے چار قبیلے

بنو القاسم کے قبائل میں سے بنو علی بھی ہیں جن کی امارت انہیں پر منتہی ہوتی ہے۔ یہ بڑے جتھے بند اور زیادہ جمعیت والے ہیں۔ ان کے چار قبیلے ہیں: بنو طاع اللہ، بنو دلول، بنو کمین اور بنو معطی بن جو ہر اور چاروں بنو علی ہیں اور بنی طاع اللہ میں سے امارت محمد ابن زکرا بن تید و کس بن طاع اللہ کے حصے میں آئی ہے۔ ان کے نسب کے بارے میں مختصر بات درج ذیل ہے۔

زیان کا قتل اور انتقام

جب موحدین نے بلاد مغرب اوسط پر قبضہ کیا اور اپنی اطاعت اور اتحاد کا مظاہرہ کیا جو ان کے استخلاص کا سبب تھا تو انہوں نے عموماً ان کو بلاد بنی دما تو جاگیر میں دے دیئے۔ چنانچہ انہوں نے ان آبادیوں میں اقامت اختیار کر لی۔ پھر بنی طاع اللہ اور بنی کمین کے درمیان جنگ چھڑ گئی یہاں تک کہ کندور نے بنی کمین میں سے زیان بن ثابت کو قتل کر دیا جو بنی محمد بن زکرا کا سردار تھا۔ اس کے بعد ان کی امارت اس کے چچیرے بھائی جابر بن یوسف بن محمد نے سنبھالی۔ پھر اس نے کندور سے اپنے عم زاد زیان کا بدلہ لیتے ہوئے اسے ایک جنگ میں قتل کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے دھوکے سے قتل کیا اور پھر اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو یغمر اس بن زیان کے پاس بھیجا تو اس نے اپنے باپ کے انتقام میں اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ان کے چولھے بنا کر ان پر دیکیں چڑھا دیں۔

عبداللہ بن کندور کا فرار

پھر بنو کمین منتشر ہو گئے اور ان کا سردار عبداللہ بن کندور اپنے ساتھیوں کو لے کر بھاگ گیا آخر یہ تونس چلے گئے اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے، یہ سردار امیر ابوزکریا کے ہاں قیام پذیر ہوا۔

مغرب اوسط کی غارت گری

بعد ازاں جابر بن یوسف نے بنی عبدالواد کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ چنانچہ اس قبیلے نے مغرب اوسط کے نواح میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ عبدالمومن کی ہوا کھڑ گئی اور یحییٰ بن عالیہ نے قابس اور طرابلس کا علاقہ روند ڈالا پھر افریقہ اور مغرب اوسط کے میدانوں پر اس نے بار بار یلغار کی اور لوٹ مار کر کے ان میں فساد برپا کیا۔ پھر ان کے شہروں پر حملے کیے اور انہیں بھی لوٹا۔ ان کی بستیوں کو خراب کر کے کھیتوں کو برباد اور آسودگی کو فنا کر دیا یہاں تک کہ 730ھ میں ان کے نام و نشان مٹ گئے۔

تلمسا، محافظین اور القراہہ کے سردار کی فرد گاہ تھا جو اس کی پراگندگی کو مجتمع کیے رکھتا تھا اور اس کی اطراف کا دفاع کرتا تھا۔

ابوسعید کی گرفتاری

مامون نے اپنے بھائی ابوسعید کو تلمسان کا عامل مقرر کیا جو بڑا بے پرواہ اور ضعیف التہدیر تھا۔ چنانچہ اس کی قوم کے مشائخ میں سے الحسن بن حیون نے اس پر غلبہ پالیا جو الوطن کا والی تھا۔ اس کے دل میں بنی عبدالواد کے لیے کینہ تھا جو الفاحیہ اور اس کے باشندوں پر ان کے غالب آجانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ لہذا اس نے ابوسعید کو اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے خلاف برا بیخنتہ کیا جو اس کے پاس وفد بن کر گئے تھے چنانچہ اس نے ان مشائخ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ تلمسان کے محافظوں میں لتونہ کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت تھی جن سے حکومت کا کوئی تعلق نہ تھا اور عبدالمومن نے ان کے نام لکھ کر انہیں محافظوں کے ساتھ شامل کر دیا۔ اس دور میں ان کا سردار ابراہیم بن اسماعیل بن علان تھا پس اس نے بنی عبدالواد کے مقید مشائخ کے بارے میں ان کے پاس سفارش کی تو انہوں نے اسے رد کر دیا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے منتشر لوگوں کو جمع کر کے ابن غانیہ کی

دعوت کو قائم کیا اور شرق کی جانب اپنی قوم کے مرابطین کی ازسرنو حکومت استور کی پس الحسن بن حیون نے اس وقت اچانک حملہ کر کے سید ابوسعید کو گرفتار کر لیا۔ پھر بنی عبدالواد کے مشائخ کو آزاد کر کے 724ھ میں مامون کی اطاعت کو توڑ دیا۔ جب ابن غانیہ کو خبر ملی تو وہ جلدی سے اس کے پاس گیا۔ پھر اسے بنی عبدالواد کے معاملے کا پتہ چلا تو اے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت کا دار و مدار ان کی شکوت کے خاتمے اور قوت کے توڑنے میں ہے۔ پس اس کے دل میں ان کے مشائخ پر حملہ کرنے کا خیال آیا اور جس دعوت کا اس نے ان سے وعدہ کیا تھا، اس میں ان کے ساتھ فریب کرنا چاہا، اس کی اس تدبیر کو بنی عبدالواد کے سردار جابر بن یوسف نے معلوم کر لیا پس اس نے اس سے ملاقات کا وعدہ کر لیا اور دل میں اس پر حملہ کرنے کی نیت کر لی پھر ابراہیم بن علان اس کی ملاقات کو گیا تو جابر نے اس پر حملہ کر دیا اور جلدی سے شہر آ کر اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ ابن علان ان کے ساتھ جو فریب کرنا چاہتا تھا اس کا پردہ چاک کیا تو انہوں نے اس کی سوچ کی تعریف کی اور جابر کے احسان کا شکریہ ادا کیا اس کی ازسرنو بیعت کی اور اس نے بنی عبدالواد اور ان کے حلیفوں کو جو بنی راشد میں سے تھے، ہٹا دیا۔

اہل اربوز کی بغاوت

یہ حکومت دراصل اس سلطنت کی پشت پر سواری کرنے کے مترادف تھا جس پر بعد میں وہ بیٹھے تھے۔ اس کے بعد اہل اربوز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی پس اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کے محاصرے میں 729ھ میں وہ کسی نامعلوم فرد کے تیر سے ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے الحسن نے حکومت سنبھالی اور مامون نے امارت کے بارے میں اس سے تجدید عہد کیا حتیٰ کہ وہ حکومت سنبھالنے سے عاجز ہو گیا اور اپنی امارت کے چھ ماہ بعد اس سے الگ ہو گیا۔

ابوعزت کی امارت

پھر اسے اپنے چچا عثمان بن یوسف کے سپرد کر دیا جو بہت بدخلق اور ظالم تھا پس تلمسان میں رعایا نے اس پر حملہ کر دیا اور 731ھ میں اسے وہاں سے نکال کر اس کی جگہ اس کے عم زاد کراز بن زیان بن ثابت کو منتخب کر لیا جو ابوعزت کے لقب سے ملقب تھا۔ انہوں نے اسے امارت کی دعوت دی اور اسے اپنے شہر پر حاکم بنا کر اپنی حکومت اس کے سپرد کر دی چنانچہ اس نے ان کا خود مختار رئیس بن کر زنا تہ کی حکومت سے وافر حصہ پایا پھر وہ بقیہ مضافات پر قابض ہو گیا۔

ینغراسن کی حکومت

بنو مطہر نے اس پر اور اس کی قوم پر اس حکومت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی، حسد کیا اور زکراز اور اس کے اسلاف پر بھی اسی وجہ سے حسد کیا۔ لہذا انہوں نے اس سے عداوت کی اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کی دعوت دی پھر بنو راشد نے جو صحرا کے دور سے ان کے حلیف تھے، ان کی اطاعت کی چنانچہ ابوعزۃ نے بنی عبدالواد کے قبائل کو ان کے مقابلے میں اکٹھا کر لیا اور پھر ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں پانسہ پلنتار ہتا تھا۔ 733ھ میں زکراز ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی ینغراسن بن زیان نے حکومت سنبھالی جسے لوگوں نے قبول کر لیا اور شہروں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ خلیفہ رشید نے اسے اس کی عملداری پر تقرر کا خط لکھا اور یہ اس حکومت کے لیے زینہ بن گیا جس کا اس نے بقیہ ایام میں اپنے بیٹوں کو وارث بنایا۔ والملك لله یوتیہ من یشاء۔

یغمران — زکریا بن زبیر بن ثابت بن محمد بن زکریا بن تید و کس بن طاع اللہ بن علی بن القاسم بن عبدالواد

بہتہ بن زکریا بن تید و کس بن طاع اللہ بن علی بن القاسم بن عبدالواد

دلول — دلول
معطلی بن جوہر — معطلی بن جوہر
منفغاد بن دیزن بن مسعود بن سیمکس — منفغاد بن دیزن بن مسعود بن سیمکس
بنو در صطف — بنو در صطف
مصوبہ ولدا — مصوبہ ولدا

باب: ۳۱

تلمسان کی فتح کے حالات اور بنی عبدالواد کی حکومت

تلمسان مغرب اوسط کا صدر مقام اور بلاذرناتہ کا مرکز تھا۔ اس کی حد بندی بنو یفرن نے کی تھی کیونکہ یہ ان کے علاقے میں تھا البتہ اس سے پہلے کے حالات ہمیں معلوم نہیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ شہر ازمنہ قدیم سے آباد ہے اور قرآن شریف میں جس دیوار کا ذکر حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کے قصہ میں آیا ہے وہ یہاں کے اکادیر کی جانب ہے لیکن یہ خیال حقیقت سے دور ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ مشرق کو چھوڑ کر مغرب کی طرف نہیں آئے تھے، نہ ہی بنی اسرائیل افریقہ میں اپنی حکومت حاصل کر سکے تھے کجا یہ کہ وہ اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ جائیں۔ یہ صرف بکھری ہوئی داستانیں ہیں کیونکہ اہل دنیا کی فطرت میں یہ بات ہے کہ جس شہر، زمین، علم یا پیشے کو ان کی طرف منسوب کیا جائے یا وہ اس کی طرف منسوب ہوں، وہ اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ البتہ میں اس کے متعلق ابن الرقیق کی بیان کردہ حقیقت سے بڑھ کر قدیم ترین حقیقت سے آگاہ نہیں ہوا۔

ابوالمہاجر کے چشمے

ابوالمہاجر عقبہ بن نافع کی پہلی اور دوسری حکومت کے درمیان افریقہ کا والی بنا اور دیار مغرب میں دور تک داخل ہو کر تلمسان تک پہنچ گیا تھا۔ تلمسان کے قریب ابوالمہاجر کے چشمے اسی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ طبری نے بھی ابو حاتم کے ساتھ ابوقرہ کے جلاوطن ہونے اور پھر عمر بن حفص کے خلافت بغاوت کرنے والوں کا حال لکھتے وقت ان چشموں کا ذکر کیا ہے۔ پھر وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اس کے پاس سے بھاگ گئے اور ابوقرہ تلمسان کے قریب اپنے علاقے میں واپس لوٹ آیا۔ اسی طرح ابن الرقیق نے ابراہیم بن الاغلب کے افریقہ میں خود مختار ہو جانے سے قبل ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر وہ اپنی جنگ میں مغرب کی طرف دور تک چلا گیا اور تلمسان میں پڑاؤ کیا۔ زناتہ کی زبان میں ان کا نام دو لفظوں تلم اور سان سے مرکب ہے اور ان دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ یہ خشکی اور تری کو جمع کرتے ہیں۔

مغرب اقصیٰ پر قبضہ

جب ادریس الاکبر بن عبداللہ بن الحسن نے مغرب اقصیٰ کی طرف جا کر اس پر قبضہ کر لیا 174ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر بن صولات امیر زناتہ و تلمسان نے اس سے ملاقات کی چنانچہ یہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور مفراوہ اور بنی یفرن کو اس کے خلاف بھڑکایا لہذا اس نے اسے تلمسان پر قبضہ دلانے میں مدد دی پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی مسجد کی حد بندی کر کے اس کے منبر پر چڑھا۔ کئی ماہ تک وہاں قیام کر کے وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔

بلاذرناتہ پر قبضہ

اس کے بعد مشرق سے اس کا بھائی سلیمان بن عبداللہ آیا تو وہ بھی اس جگہ اتر پڑا چنانچہ اس نے اسے یہاں کا امیر بنا دیا پھر فوت ہو گیا اور ان کی قوم کمزور ہو گئی۔ اس کے بعد جب اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی گئی اور مغرب کے بربری قبائل اس کے پاس جمع ہو گئے تو 199ھ میں وہ تلمسان گیا۔ اس کی مسجد کو از سر نو تعمیر کر کے اس کے منبر کو ٹھیک کیا پھر تین سال وہاں ٹھہرا رہا۔ اس دوران میں اس نے بلاذرناتہ پر قبضہ کر لیا جن کی اطاعت اس کے لیے استوار ہو گئی۔ چنانچہ اس نے تلمسان پر بنی محمد کو امیر مقرر کیا جو اس کے چچا سلیمان کے بیٹے ہیں۔

مضافات مغربین کی تقسیم

جب ادریس الاصفہانی فوت ہو گیا اور اس کے بیٹوں نے اپنی ماں کنزہ کے اشارے سے مغربین کے مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا تو تلمسان سہان عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان اور اس کے بنی ابن محمد بن سلیمان کے حصے میں آئے۔ پھر جب مغرب سے ادارہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور شیعہ کی دعوت پر موسیٰ بن ابی العافیہ نے اس کی امارت سنبھالی تو وہ 219ھ میں تلمسان گیا اور اس دور کے امیر تلمسان الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان پر غالب آ گیا جو وہاں سے بھاگ کر ملیلہ چلا گیا۔ پھر اس نے نکور کی جانب اپنی حفاظت کے لیے ایک قلعہ تعمیر کیا بعد ازاں اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا آخر اس نے اپنا قلعہ دینے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔

بنی امیہ کی دعوت

پھر جب شیعوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو انہوں نے تلمسان کے باقی ماندہ مضافات سے محمد بن سلیمان کی اولاد کو نکال دیا چنانچہ وہ وراء البحر سے بنی امیہ کی دعوت سے وابستہ ہو گئے اور ان کے پاس چلے گئے۔

پھر یعلیٰ بن محمد یفرنی بلاذرناتہ اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا تو الناصر اموی نے اسے 340ھ میں وہاں کا امیر مقرر کر دیا اور جب یعلیٰ فوت ہو گیا تو اس کے بعد 360ھ میں زناتہ کی امارت محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے سنبھالی جو تلمسان میں الحکم المستنصر کا داعی تھا۔ وہ

منہاجہ کی جنگوں میں فوت ہو گیا اور انہوں نے ان کے بلاد میں انہیں مغلوب کر لیا۔ پھر وہ مغرب اقصیٰ کی طرف چلے گئے اور تلمسان منہاجہ کی عملداری میں شامل ہو گیا، یہاں تک کہ ان کی حکومت منقسم اور متفرق ہو گئی۔ چنانچہ زیری بن عطیہ، زاناتہ اور مغرب کا خود مختار امیر بن گیا لیکن منصور نے اسے مغرب سے نکال باہر کیا اور بلاد منہاجہ پر چڑھائی کر دیا۔ بعد ازاں ان کے پہاڑوں اور شہروں جیسے تلمسان، ہزاوہ، تنس، اشیر اور میلہ کو فتح کرنے کے لیے جنگ کی۔

صاحب القلعہ سے جنگ

پھر مظفر نے کچھ عرصے کے بعد 369ھ میں اس کے بیٹے المعز بن زیری کو مغرب کے مضافات پر امیر بنا دیا اور اس نے اس کے بیٹے یعلیٰ بن زیری کو تلمسان پر عامل مقرر کر دیا۔ پھر اس کی امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی یہاں تک کہ لتونہ کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یوسف بن تاشفین نے اس پر محمد بن تیمر المتونی کو اور پھر اس کے بھائی تاشفین کو امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ منصور بن الناصر صاحب القلعہ سے جو بنی حماد کے ملوک میں سے تھا، اس کی جنگ چھڑ گئی پھر اس نے تلمسان جا کر اس کا ناطقہ بند کر دیا۔

تاشفین بن علی کا قتل

جب عبدالمومن نے لتونہ پر غلبہ پایا اور تاشفین بن علی کو دہران میں قتل کیا تو اس نے اسے برباد کر دیا۔ اسی طرح موحدین نے بھی تلمسان کے عوام کو قتل کرنے کے بعد اسے برباد کر دیا۔ یہ واقعہ 540ھ کا ہے۔ پھر اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور لوگوں کو اس کی آبادی کی طرف متوجہ کیا چنانچہ اس کی فصیلوں کی مرمت کے لیے لوگوں کو جمع کیا اور ہتاتہ کے مشائخ اور موحدین کے بہترین آدمیوں میں سے سلیمان بن واندین کو اس کا امیر مقرر کیا اور بنی عبدالواد میں سے اس قبیلے کو امیر بنانے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی اطاعت و اشتراک کے شاندار مظاہرے کیے تھے۔

مغرب اوسط پر قبضہ

پھر اس نے اپنے بیٹے سید ابو حفص کو اس کا امیر مقرر کیا، اس کے بعد آل عبدالمومن ہمیشہ ہی اپنے رشہ داروں کو وہاں کا عامل مقرر کرتے رہے گویا سارے مغرب کی حکومت آل عبدالمومن کی طرف ہی رجوع کرتی رہی اور تمام زاناتہ تلمسان کی حکومت کا اہتمام کرتے رہے چنانچہ زاناتہ بنو عبدالواد، بنو تو جین اور بنو راشد کے ان قبائل نے تلمسان کے نواح اور مغرب اوسط پر غالب آ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کے میدانوں میں گشت کر کے حکومت کی زمین میں سے بہت سے علاقے اور اچھے شہر قبضے میں کر لیے نیز ان کے قبائل سے بہت سا محصول اکٹھا کیا پس جب وہ صحرا میں اپنے سرمائی مقامات میں چلے جاتے تو اپنی زمین کی آبادی اور کاشت کے لیے اور اپنی رعایا سے محصول جمع کرنے کے لیے اپنے کارندوں اور ملازمین کو اپنے پیچھے تلول میں چھوڑ جاتے مگر بنو عبدالواد بطحا اور ملویہ میں رہتے تھے جو ساحل پر دریفہ اور صحراؤۃ کے قریب تھے۔

تلمسان میں موحدین کے حکمرانوں نے اس کی فصیلوں کو مضبوط کرنے اور لوگوں کو اس کی آبادی میں دلچسپی لینے پر آمادہ کیا۔ پھر وہاں پر محلات بنانے اور حکومت کے مقاصد کی خاطر جلسے کرنے اور گھروں کی حد بندی کو وسعت دینے کی طرف بھرپور توجہ دی۔

تلمسان کی فصیل بندی

ان میں سب سے زیادہ اہتمام کرنے والا اور وسیع النظر سید ابو عمران موسیٰ ابن امیر المومنین یوسف تھا جو اپنے باپ یوسف بن عبدالمومن کے ماتحت 556ھ میں اس کا والی مقرر ہوا اور اس کی حکومت مسلسل وہاں قائم رہی۔ چنانچہ اس نے اس کی عمارات کو مضبوط کرایا اور اس کی زمین کو وسیع کیا پھر اس کے ارد گرد فصیلوں کی باڑ بنا دی۔ وہ سید ابو الحسن بن سید ابو حفص بن عبدالمومن کے بعد اس کا حکمران بنا چنانچہ اس کا مذہب اس میں قبولیت پا گیا۔

گزشتہ بیان کے مطابق جب ابن غانیہ کا معاملہ پیش آیا اور وہ 581ھ میں میورقہ سے نکلا تو انہوں نے بجایہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر الجزائر اور ملیانہ کی طرف بڑھے اور ان پر بھی غلبہ پالیا۔ چنانچہ سید ابوالحسن نے اس کی فسیلوں کو بلند کر کے گہری خندقیں کھودنے کی طرف توجہ دے کر اپنے معاملے کی تلافی کر دی یہاں تک کہ اس نے اسے مغرب کے مضبوط قلعوں اور شہروں میں سے بنا دیا۔ اس کے بعد اس شہر کے والیوں نے وہاں محفوظ رہنے کے لیے اس طریقے کو اپنالیا۔

ابن غانیہ سے جنگ

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کا بھائی سید ابوزید ابن غانیہ سے جنگ کرنے کے لیے گیا تھا جس نے شکاف پر کرنے اور حکومت کی مدافعت کرنے میں کارنامے دکھائے تھے اور ابن غانیہ ہلائیوں میں سے ذویان عربوں کو اس کے مقابلہ میں افریقہ لے کر گیا تھا۔ قبیلہ زغبہ جو ان کا ایک گروہ ہے، ان کی مخالفت کر کے موحدین کی طرف چلے گئے پھر مغرب اوسط کے زاناتہ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ان تمام کی پناہ گاہ اور ان کے جوڑ توڑ کا مرجع، تلمسان کا والی تھا جو السادہ میں سے تھا اور ان کا مہمان نواز اور ان کی حفاظت کرنے والا تھا۔ ابن غانیہ، تلمسان کے نواح اور بلاد زاناتہ پر اکثر چڑھائی کرتا تھا اور اس کے ساتھ جنگ کے لیے لکارنے والا بھی جاتا تھا یہاں تک کہ اس نے اس کے بہت سے شہروں جیسے تاہرت وغیرہ کو برباد کر دیا پس تلمسان مغرب اوسط کا صدر مقام اور زاناتہ اور مغرب کے ان قبائل کا مرکز بن گیا۔

دو شہروں کی بربادی

دو بڑے شہر جو گزشتہ زمانوں میں گزشتہ حکومتوں کے صدر مقام تھے، انقلاباتِ زمانہ کے ہاتھوں برباد ہو چکے تھے۔ یعنی ارشکول جو ساحل سمندر پر تھا اور تاہرت جو بطحا کی جانب سبزہ زار اور صحرا کے درمیان واقع ہے۔ مغرب اوسط کے شہروں میں سے ان دونوں شہروں کی بربادی کی وجوہ یہ ہیں: ابن غانیہ کی جنگ، زاناتہ کے قبائل کی چڑھائی، ان کے باشندوں کی ذلت و رسوائی، لوٹ مار اور راستوں سے لوگوں کو پکڑ لینے، آبادی کی بربادی کرنے اور موحدین کی فوجوں میں سے جو گروہ قصر عجیبہ، زرفہ، الخضر، شلب، میتجہ، حمزہ، مرسی الدجاج اور جعبات کے محافظ تھے، ان پر غلبہ پالینے میں کامیابی۔ البتہ تلمسان کی آبادی میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہا اور اس کی زمین وہاں کے محلات کی وجہ سے بڑھتی رہی جو انیٹوں اور پتھروں سے بلند کیے جاتے رہے یہاں تک کہ وہاں آل زیان اتر پڑے اور انہوں نے ان کو اپنی حکومت کا صدر مقام اور پایہ تخت بنا دیا۔ پس انہوں نے وہاں پر رونق محلات اور خوبصورت مکانات کی حد بندی کی اور باغات لگائے پھر ان کے درمیان آب رواں کا انتظام کیا۔ پس وہ مغرب کے سب سے بڑے شہروں میں سے بن گیا چنانچہ القاصیہ کے لوگوں نے اس کی طرف کوچ کیا اور وہاں پر علوم اور ہنر کے بازاروں کی گرم بازاری ہو گئی اور کئی علماء نے وہاں پرورش پائی۔ وہاں کے سرداروں نے بھی شہرت حاصل کی اور وہ اسلامی حکومتوں کے شہروں اور خلافتی دارالخلافوں کے ہم پلہ ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۳۲

تلمسان میں یغمر اسن بن زیان کی خود مختار حکومت

یغمر اسن بن زیان بن ثابت بن محمد اس قبیلے کا سب سے شجاع اور بارعب اور اپنے قبیلے کے مفادات کو سب سے بڑھ کر جاننے والا، حکومت کا بوجھ اٹھانے کے لئے سب سے مضبوط کندھوں والا، تدبیر و امارت سے وافر حصہ رکھنے والا آدمی تھا۔ ان باتوں کی شہادت اس کے ان کاموں سے ملتی ہے جو اس نے حکومت سے پہلے اور بعد میں سرانجام دیئے۔ مشائخ کے نزدیک اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ حکومت کے لیے امید گاہ تھا

چنانچہ خواص اس کے کاموں کی وجہ سے اس کو عظیم خیال کرتے تھے اور عوام اپنے مصائب میں اس کی پناہ لیتے تھے۔

یغمر اس کے شاہانہ اقدامات

جب اس نے اپنے بھائی ابو عزة زکریا بن زیان کے بعد 633ھ میں حکومت سنبجالی تو اس نے نہایت احسن طریقے سے اس کا انتظام کیا اور اس کی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی کے باغیوں بنی مطہر اور بنی راشد پر غلبہ پا کر انہیں اپنا ماتحت بنا لیا۔ تاہم رعیت سے نہایت اچھا سلوک کیا پھر اپنے خاندان اور قوم کے علاوہ اپنے حلیفوں کو حسن سیرت، حسن سلوک، ہمسائیگی، فیاضی، آلات تیار کرنے کی صلاحیت، نیز فوجیوں اور پھرے داروں کے طور پر کام کرنے کی وجہ سے ملازمتیں پیش کیں۔ چنانچہ رومی فوجوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور عطیات کو واجب قرار دیا۔ نیز وزراء اور کاتب تیار کئے اور مضافات میں فوج بھیج کر بادشاہی لباس زیب تن کیا اور تخت پر بیٹھا اس نے مومنی حکومت کے آثار کو مٹا دیا اور امر ونہی سے اس کے صدر مقام کو بے کار کر دیا۔ تب اس نے حکومت کے آداب و رسوم میں سے سوائے اس دعا کے جو مراکش کے خلیفہ کے لیے کی جاتی تھی اور کوئی بات اپنے منابر پر باقی نہ چھوڑی۔ چنانچہ اس نے سب لوگوں کو مانوس کرنے اور اپنی قوم کے ہمسروں کو رضامند کرنے کے لیے عہد کو اپنے ہاتھ میں لیا پھر اس کی حکومت کے آغاز میں موحدین کے بعد ابن وضاح اس کے پاس گیا۔ اس نے مسلمان مسافروں کے ساتھ شرف اندلس سے سمندر کو پار کیا تو اس نے اسے پسند کیا اور اپنا ہم نشین بنا کر اس کی عزت افزائی کی پھر اسے دوستی اور مشاورت میں ایک خاص مقام دیا۔ اس کے ساتھ جو لوگ گئے ان میں ابو بکر بن خطاب بھی تھا جس نے مرسیہ میں اس کے بھائی کی بیعت کی تھی اور وہ بلخ پیغامبر، بہترین کاتب اور اچھا شاعر تھا پس اس نے اس سے خطوط لکھوائے جن میں مراکش اور تونس کے خلفاء کو ان کے عہد بیعت کے بارے میں توجہ دلائی تھی، جنہیں نقل اور حفظ کیا گیا۔ یغمر اس ہمیشہ ہی اپنی پناہ گاہ کی حفاظت کرتا اور اپنے دشمنوں سے برس پیکار رہا۔ پھر اس نے آل عبدالمومن کے موحد بادشاہوں کے علاوہ انہیں بادشاہت دینے والے آل ابی حفص کے ساتھ اپنے ملک کی حفاظت کے لیے بہت سے معرکے کیے جن کا ذکر ہم آگے کریں گے۔ اسی طرح بنی مرین کے ساتھ مغرب پر ان کے قابض ہونے سے پہلے اور پھر اس کے بعد متعدد جنگیں ہوئیں۔ چنانچہ اسے تو جین اور مفر اوہ کی نسبت زناہ کی فوجوں کو شکست دے کر ان کے شہروں کو تباہ و برباد کرنے اور مشہور کارنامے انجام دینے میں امتیاز حاصل ہے۔ ہم ان سب کی طرف اشارہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۳۳

امیر ابوزکریا کا تلمسان پر قبضہ اور اس کی دعوت پر یغمر اس کی شمولیت

یغمر اس بن زیان جب تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت میں خود مختار، اور سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا جس سے زناہ کے بقیہ قبائل میں اس کی شان بلند ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جو عزت و حکومت عطا کی تھی، اس کی وجہ سے انہوں نے اس پر حسد کیا۔ لہذا انہوں نے اس سے عہد شکنی کر کے اس کی نافرمانی کی اور اس کے دشمن بن گئے پس اس نے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کر کے ان کے گھروں میں ان کے ساتھ جنگ کی، انہیں ان کے شہروں اور پناہ گاہوں میں جو پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر تھیں، بند کر دیا۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ مشہور معرکے کیے۔ اس بغض و عداوت کے نمایاں کردار بنی تو جین کا سردار عبد القوی بن عباس، اس کے بنی یادین کے دوست، عباس بن مندیل بن عبد الرحمن اور اس کے بھائی امرائے مفر اوہ تھے۔ مولیٰ امیر ابوزکریا بن ابی حفص جب سے افریقہ کا خود مختار حاکم بنا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے اور مراکش کے تخت دعوت پر غلبہ پاتے ہوئے افریقہ کو مومنی حکومت سے 625ھ میں حاصل کر لیا تھا۔ اس کا خیال

تھا کہ اگر زنا تہ اس کی مدد کریں تو وہ جس کام کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ پس وہ امرائے زنا تہ کے ساتھ مشورے کرنے کے نہیں رغبت دلانے اور کبھی کبھی اس معاملے میں بنی مرین، بنی عبدالواد، تو جین اور مفراوہ کے ساتھ مراسلت بھی کرنے لگا۔ یغمر اس نے جب بنی عبدالمومن کی اطاعت اختیار کی تو اس نے اپنی عملداری میں ان کی دعوت کو قائم کیا اور ان کے دوستوں سے صلح اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی چنانچہ رشید نے بھی اس سے حسن سلوک کرنے اور اخلاص رکھنے میں اضافہ کر دیا اور اس سے مزید دوستی اور محبت طلب کی پھر اسے 637ھ میں کئی قسم کی نوازشات اور تحائف سے بار بار شاد کام کیا تاکہ وہ بنی مرین کے ان دوستوں سے پہلو تہی کرے جو مغرب کی حکومت پر چڑھائی کرتے ہیں۔ اس نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن عبدالواد کو رشید اور یغمر اسن کے تعلق کی وجہ سے برا فروختہ کر دیا حالانکہ وہ اس کے قریبی پڑوسیوں میں سے تھا چنانچہ اس نے اس بات کو برا محسوس کیا۔

تلمسان پر حملے کی تیاری

اسی دوران میں عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے بیٹے یغمر اسن کے خلاف اس کے پاس فریادی بن کر آئے چنانچہ انہوں نے اس کا معاملہ اس کے لیے آسان کر دیا اور اسے تلمسان پر قبضہ کرنے اور زنا تہ کو متحد کرنے کے بارے میں پھسلا یا اور ان دونوں نے اس کے لیے سواریاں تیار کیں کہ وہ جب چاہے موحدین کی حکومت پر چڑھ دوڑے اور اپنی حکومت کا انتظام کرے۔ جس حکومت کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری تدابیر بھی اختیار کیں اور اس کے باشندوں سے رابطہ کرنے کے لیے بھی مناسب کارروائی کی۔ پس اس کے مددگاروں نے اسے اکسایا اور پھر ان کا فریادی اسے تکبر کی طرف لے گیا۔ چنانچہ اس نے موحدین، دیگر مددگاروں اور فوجوں کو تلمسان پر چڑھائی کے لیے آمادہ کیا پھر اس غرض کے لیے ان اعراب کے صحرائی لوگوں کو بھی جمع کیا جو بنی سلیم اور ریاح میں سے اس کی عمل داری میں رہتے تھے۔ لہذا 639ھ میں وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ گیا اور اس نے اپنی فوج سے آگے عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کی اولاد کو بھیجا تاکہ وہ اپنے علاقوں میں رہنے والے قبائل زنا تہ کے علاوہ اپنے عرب خلیفوں میں سے قبائل ذویان اور زغبہ کو جمع کریں۔ پھر اپنے ملک کی سرحدوں پر ان سے ملاقات کرنے کے لیے ان کے ساتھ گیا۔

جب وہ تیبری کے سامنے زاغر کے مقام پر اترا جو مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کی آخری جولانگا ہوں میں سے ہے تو وہاں اسے بنی عامر اور سوید کے زغبہ قبائل ملے جو اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین اور زنا تہ اور مغرب کے سواروں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی اور اس سے پہلے اس نے ملیانہ سے یغمر اسن کی طرف عذر، برأت دعا اور اطاعت کے لیے اپنی بھیجے مگر اس نے انہیں ناکام واپس لوٹا دیا۔

یغمر اسن کا فرار

جب موحدین کی فوجوں نے شہر میں ڈیرہ ڈال دیا اور یغمر اس اور اس کی فوجیں مقابلے میں نکلیں تو سلطان کے تیر اندازوں نے ان پر تیر برسائے لہذا یہ منتشر ہو کر دیواروں کی پناہ لینے لگے حتیٰ کہ فیصلوں کی حفاظت سے درماندہ ہو گئے۔ پس جنگ اوپر سے کامیاب ہو گئی اور یغمر اسن نے دیکھا کہ شہر کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص اور ساتھیوں میں گھل مل کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا۔ موحدین کی فوجیں اسے ملیں تو یہ ان کی طرف بڑھا اور ان کے بعض بہادروں سے جنگ کی تو انہوں نے اسے راستہ دے دیا۔ پھر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ہر بلندی سے فوجیں شہر کی طرف دوڑ کر اس میں داخل ہو گئیں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اور اموال کو لوٹنا شروع کر دیا جب اس چھینا جھپٹی کی تاریکی دور ہوئی، مزاحمت کی لہر تھم گئی اور جنگ کی آگ سرد ہو گئی تو موحدین نے اپنی فراست پر نظر ثانی کی اور امیر نے بھی دور اندیشی سے کام لیا کہ وہ کسی شخص کو تلمسان اور مغرب کی حکومت سپرد کرے اور اسے اس کی سرحد پر اپنی اس دعوت کے قیام اور حفاظت کے لیے اتارے جو بنی عبدالمومن سے حکومت دلانے والی ہے اور ان کے اشراف نے اس بات کا بُرا خیال کیا اور اسے ایک دوسرے کے ذمے لگایا اور امرائے زنا تہ نے یغمر اسن کے مقابلہ میں کمزور ہونے کی وجہ سے، اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ایک ایسا سردار ہے جسے ذلیل نہیں کیا جاسکتا، نہ دھوکے سے قتل کیا جاسکتا ہے اور نہ اسے

اس کے شکار سے روکا جاسکتا ہے، اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔

یغمر اسن کی غارت گری

یغمر اسن نے فوج کے مضافات میں غارت گری بھیجے جنہوں نے اس کے ارد گرد سے لوگوں کو اچک لیا اور اس کے نگرانوں پر احسان کیا۔ اس دوران میں یغمر اسن نے امیر ابوزکریا سے گفتگو کی کہ وہ تلمسان میں اس کی دعوت کے قیام میں رغبت رکھتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور حاکم مراکش کے ساتھ اس کا رابطہ کروادے گا اور جو محصولات اس نے وصول کیے تھے وہ اس کے لیے مباح کر دیئے۔ یغمر اسن کے محصول اکٹھا کرنے کے لیے اس نے کارندوں کو آزاد کر دیا۔ آخر اس کی ماں سوط النساء شرائط قبول کرنے کے لیے آئی تو اس نے اس کی آمد پر اس کی عزت افزائی کی، اسے انعامات سے نوازا اور اس کی آمد و رفت پر اس سے حسن سلوک کیا۔ پھر وہ اپنی آمد کے سترھویں دن الحضرة کی طرف کوچ کر گیا، راستے میں اس کے بعض حاشیہ برداروں نے اسے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ یغمر اسن اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہے۔ نیز اسے مشورہ دیا کہ زاناتہ میں سے جو لوگ اس کے حاسد ہیں وہ انہیں امیر مقرر کرنے پس اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور عبدالقوی بن عطیہ التوجینی، عباس بن مندیل اور علی بن منصور کو اپنی قوم اور وطن پر امیر مقرر کر دیا اور نہیں تاکید کر دی کہ وہ اپنے مد مقابل یغمر اسن کے طریق پر آلہ اور مراسم سلطانیہ کو قائم کریں تو انہوں نے اس کی اور موحدین کے بادشاہ کی موجودگی میں یہ کام کیے اور مراسم سلطانی کو اس کے دروازے پر قائم کیا چنانچہ جب اس کی حکومت استوار ہو گئی اور وہ اپنی خواہش کے مطابق مغرب میں والقیاد کے قریب آ گیا نیز عبدالمومن نے اس میں اپنی دعوت قائم کر لی تو اس نے تونس جانے کی تیاری کی جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا، پھر یغمر اسن بن زیان نے آ کر امیر ابوزکریا کے عہد کو پورا کیا اور اس کی دعوت کو دیگر منابر پر بھی قائم کیا چنانچہ زاناتہ میں سے جو لوگ اس کے مخالف تھے اس نے ان کی طرف اپنے عزائم کا رخ کیا پس اس نے عبدالقوی، اولاد عباس اور اولاد مندیل کو جنگ کی عبرت ناک سزا دی اور انہیں دردناک عذاب دیئے۔ پھر ان کے شہروں میں گھس گیا اور ان کے بہت سے مقبوضات پر قبضہ کر لیا، ان کے والیوں، پیروکاروں اور داعیوں کو ان کے شہروں اور دارالخلافوں سے بھگا دیا اور رعایا کو ان سے جو تکلیف اور دکھ پہنچا تھا اسے دور کر دیا۔ وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ حاکم مراکش نے حفصی حکومت کے ساتھ یغمر اسن پر چڑھائی کی جسے ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ!

☆☆☆

باب: ۳۴

حاکم مراکش السعیدی کی یغمر اسن سے جنگ

جب عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو انقلابی اور داعی اپنے دُور دراز کے مضافات میں چلے گئے اور انہیں ان کے مقبوضات سے الگ کر لیا۔ چنانچہ ابن ہود نے ماوراء البحر کو جزیرہ اندلس سے الگ کر لیا اور وہاں خود مختار بن بیٹھا۔ وہ اپنے دور کے بغداد کے عباسی خلیفہ مستنصر کے لیے تو یہ کے ساتھ دعا کرنے لگا پھر امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ سے اسے اپنے لیے بلا لیا اور وہ زاناتہ کو متحد کرنے کے علاوہ مراکش میں دعوت کی کرسی پر قابو پانے کے لیے مائل ہوا، چنانچہ اس نے تلمسان سے جنگ کی اور 640ھ میں اس پر غالب آ گیا۔ اس کے ساتھ سعید علی بن مامون اور لیس بن منصور یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن کی ولایت کو بھی ملا لیا جو لیر دانش مند، بیدار مغز اور بلند ہمت تھا پس اس نے اپنی حکومت کے اطراف پر توجہ کی اور سردار اس کی مضبوطی اور اس کی کچی کو سیدھا کرنے میں لگ گئے۔ بنی مرین نے مغرب کے مضافات اور شہروں میں جو کچھ کیا تھا اور پھر مکنا سے پر غالب آ کر وہاں دعوت حفصی قائم کرنے کے لیے جو کچھ کیا تھا، اس کے خلاف نگہبانوں کو برا بیچنے کیا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

بنی مرین کی اطاعت

پس اس نے ملوک اور فوجوں کو تیار کر کے ان کی کمزوریوں کو ذور کیا پھر مغرب اور اس کے گرد و نواح کے عربوں اور تمام مصادہ کو جمع کیا۔ 645ھ کے آخر میں وہ قاصیہ جانے اور دور و نزدیک کے شہروں سے بنی مرین اور وادی بہت میں جمع شدہ فوجوں کو بھگانے کے لیے اٹھا۔ پھر تازی جانے کے لیے تیاری کی تو وہاں پر اسے بنی مرین کے اطاعت اختیار کرنے کی اطلاع ملی جیسا کہ ہم بیان کریں گے چنانچہ ان میں سے ایک فوج بھی اس کے ساتھ نکلی اور وہ تلمسان اور اس کے درے تک گیا جب کہ یغمر اس بن زیان اور بنو عبد الواد اپنے اہل و عیال کے ساتھ وجدہ کی جانب قلعہ تامزروکت میں پناہ گزین ہو گئے۔

خلیفہ سعید کا قتل

یغمر اس کا وزیر فقیہ عبدون خلیفہ کے اطاعت گزار کے طور پر اور تلمسان میں خلیفہ کی حاجات کا متولی بن کر نیز یغمر اس کی آمد کے بارے میں معذرت کرتا ہوا سعید کے پاس گیا۔ پس خلیفہ نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا اور اسے معذور قرار نہ دیا بلکہ اس کی اطاعت کے سوا کسی بات کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ اس بارے میں سعید کے مشیر کانون بن جرمون سفیانی اور وہاں پر موجود سرداروں نے اس کی مساعدت کی اور انہوں نے عبدون کو اس کی آمد کی وجہ سے واپس کر دیا تو اپنی جان کے خوف سے اس کے پاؤں بوجھل ہو گئے۔ سعید نے اپنی فوجوں کے بارے میں پہاڑ پر اعتماد کیا اور انہیں میدان میں بٹھادیا پھر تین دن تک ان کا ناطقہ بند کیے رکھا اور چوتھے روز وہ جب لوگوں کی غفلت میں دوپہر کے وقت پناہ گاہوں کا دورہ کرنے اور اپنی کمین گاہوں کو دیکھنے کے لیے سوار ہو کر نکلا تو قوم کے ایک سوار نے جو یوسف بن عبدالمومن شیطان کے نام سے معروف تھا، اسے دیکھ لیا۔ وہ پہاڑ کے نشیب میں نگہبانی کے لیے کھڑا تھا۔ یغمر اس بن زیان اور اس کا عم زاد یعقوب بن جابر بھی اس کے قریب ہی تھے تو انہوں نے ایک گھائی سے اس پر حملہ کر دیا اور یوسف نے اسے نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا تب یعقوب بن جابر نے اس کے وزیر یحییٰ بن عطوش کو قتل کر دیا پھر اسی وقت انہوں نے اس کے عجمی غلاموں میں سے ناصح اور الخصیان میں سے غمر اور عیسائی فوجوں کے سالار اخوالعمط اور سعید کے بیٹوں میں سے ایک نوجوان کو قتل کر دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس روز ہوا جب اس نے فوجوں کو ترتیب دی اور جنگ کے لیے پہاڑ پر چڑھ کے لوگوں کے آگے ہو گیا۔ پس انہوں نے اسے اپنے راستے کی ایک دشوار گھائی سے پکڑ لیا اور ان سواروں نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ صفر 646ھ کو رونما ہوا۔ اس خبر کے مشہور ہو جانے سے فوجوں میں جنگ خپڑ گئی۔ چنانچہ یغمر اس جلدی سے سعید کی طرف بڑھا تو وہ شدید زخمی ہو کر زمین پر پڑا تھا پس وہ اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا اس نے قسم کھا کر کہا وہ اس کے قتل سے بری ہے۔ جب کہ خلیفہ وہاں سر جھکائے اپنی جان دے رہا تھا یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی۔

مصحف عثمانی کی روداد

چنانچہ تمام چھاؤنی کو لوٹ لیا گیا اور بنو عبد الواد نے پوشیدہ اور کم یاب چیزوں کو لے لیا اسی طرح یغمر اس نے سلطان کے خیمے کو مخصوص کر لیا اور وہ خالصتہ اسی کے لیے تھا جب کہ اس کی قوم کا اس میں کچھ حصہ نہ تھا۔ پھر اس نے اس ذخیرے پر قبضہ کر لیا جس میں حضرت عثمان بن عفان کا مصحف بھی تھا۔ ان کا خیال ہے کہ اس نے ان مصاحف کو لے لیا جو آپ کے عہد خلافت میں لکھے گئے تھے۔ چنانچہ وہ قرطبہ کے خزائن میں عبد الرحمن الداخل کی اولاد کے پاس تھا۔ پھر وہ لمتونہ کے ان ذخائر میں پڑا رہا جو اندلس کے ملوک الطوائف کے ذخائر میں سے ان کے پاس آئے تھے۔ پھر وہ موحدین کے ان ذخائر میں چلا گیا جو لمتونہ کے خزائن میں سے ان کے پاس آئے تھے۔ اور آج کل وہ بنی مرین کے ان خزائن میں ہے جن پر انہوں نے تلمسان پر غالب آنے کے بعد اس کی حکومت میں زبردستی کھس کر قبضہ کیا تھا۔ ان میں سے عبد الرحمن بن موسیٰ بن عثمان بن

یغمر اس، سلطان ابوالحسن کا شکار بھی تھا جو 637ھ میں تلمسان میں زبردستی داخل ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اس ذخیرے میں یاقوت کے نگینوں کا ہار بھی تھا اور کئی سو قیمتی پتھروں پر مشتمل موتیوں کے ہار بھی تھے جنہیں ثعبان کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد بنو مرین کے ذخائر میں سے جو کچھ ان غالبین نے حاصل کیا ان میں وہ قیمتی ہار بھی تھا، یہاں تک کہ بجایہ کی بندرگاہ پر سلطان ابوالحسن کے بحری بیڑے کے ساتھ جب کہ وہ تونس سے واپس آ رہا تھا، جنگ میں وہ ہار سمندر میں تلف ہو گیا اور جیسا کہ آگے بیان ہوگا، وہ اس قسم کے ذخیروں میں منتقل ہوتا رہا جنہیں بادشاہ اپنے لیے چن لیتے اور پھر ان کو اپنے خزانے میں ظاہر کرتے تھے۔

چنانچہ جب جنگ رک گئی اور لوٹ کھسوٹ کی آندھی بھی تھم گئی تو یغمر اس نے خلیفہ کو دفنانے کے متعلق سوچا۔ پس وہ اسے لکڑیوں پر اٹھا کر عباد میں اس کے مدفن کی طرف لے گیا جو شیخ ابو مدین کے مقبرے میں واقع ہے۔ پھر اس نے اس کی بیوی اور اس کی بہن، تا عز و نعت کے پاس آ کر اس واقعے کے بارے میں معذرت کی اور اس کے بعد ان کے مامن تک بنی عبدالواد کے کچھ مشائخ کو ان کے ساتھ کر دیا جنہوں نے ان کو دورے پہنچا دیا جو کہ ان کی ماتحت سرحدوں میں سے ہے۔ خلیفہ کی بیوی پر رحم کرنے اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کی وجہ سے اس کی بہت اچھی شہرت ہے۔ پھر وہ تلمسان واپس آ گیا، اس وقت بنی عبدالمومن کی شوکت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس نے انہیں اپنی حکومت پر امین بنا دیا تھا۔ واللہ اعلم۔



باب: ۳۵

بقیہ دور حکومت میں بنو عبدالمومن اور بنی مرین کے درمیان ہونے والے واقعات

طویل زمانوں سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان صحرا میں ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنے کی وجہ سے جو مقابلہ پایا جاتا تھا، ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ فریقین کے درمیان ایک وادی بطور سرحد تھی جو کھلی زمین کی طرف چلی جاتی تھی۔ بنو عبدالمومن اپنی حکومت کے کھوجانے اور مغرب کے گرد و نواح میں بنی مرین کے غالب آجانے پر بنو عبدالمومن کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنی مرین کے خلاف جمع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ موحدین کی مدد کرنے اور ان کی اطاعت میں تازی سے فاس کے علاقے کے درمیان مغرب میں القصر تک چلے جاتے تھے۔ ہم بنی مرین کے حالات میں ان واقعات میں سے بہت کچھ بیان کریں گے۔

بنی مرین کا فرار

جب سعید فوت ہو گیا اور بنو مرین یغمر اس کی نشانی کے طور پر شاہ مغرب کے پاس بھاگ گئے تو اس نے ان کی مزاحمت کرنے کے متعلق سوچا، اہل فاس پر ابو یحییٰ بن عبدالحق غالب آچکا تھا اور وہ اس کی قوم کی بدسیرتی کی وجہ سے ناراض تھے لہذا ان کے جوانوں نے خلیفہ مرتضیٰ کی اطاعت اختیار کرنے کی چغلی کھائی تو انہوں نے بھی ابو یحییٰ بن عبدالحق کے والی پر حملہ کرنے اور خلیفہ کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے میں ان کی سی چال چلی۔

یغمر اس کے خلاف سازش

ابو یحییٰ نے ان کی منازل کی طرف جانے کی تیاری کر کے مہینوں ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ اس محاصرے کے دوران خلیفہ مرتضیٰ اور یغمر اس کے درمیان ابو یحییٰ بن عبدالحق کو فاس میں روکنے کے لیے بات چیت ہوتی رہی تو یغمر اس نے اس کے داعی کی بات کو تسلیم کر کے اس کے لیے اپنے زنا تہ بھائیوں کو جمع کیا پس تو جین میں سے عبد القوی اپنی قوم کے ساتھ اور زنا تہ اور مغرب کے تمام قبائل اس کے ساتھ نکل کر فاس کی طرف چلے

پڑے۔ ابویحییٰ بن عبدالحق کو بھی فاس میں اپنے محاصرے کی جگہ پر ان کے متعلق خبر مل گئی تو وہ بھی اپنی باقی ماندہ فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کے لیے نکلا۔ وجہ کی جانب السیلی کے مقام پر دونوں فوجوں کی ٹڈ بھٹڑ ہوئی۔ پھر اس مقام پر وہ مشہور جنگ ہوئی جو اسی کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں یغمر اسن وغیرہ کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ تلمسان کی طرف واپس آ گئے۔ چنانچہ اس کے بقیہ ایام میں بھی ان کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہیں۔ البتہ بسا اوقات ان کے درمیان تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لیے مصالحتیں بھی ہوتی رہیں۔ اس کے اور یعقوب بن عبدالحق کے درمیان ایک دائمی تعلق تھا لہذا وہ اس کی رعایت کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کا بھائی ابویحییٰ اکثر اس کی تعریف کیا کرتا تھا۔ 655ھ میں ابویحییٰ بن عبدالحق اس سے جنگ کرنے کو گیا اور یغمر اسن اس کے مقابلہ میں نکلا۔ ابوسلیط میں دونوں فوجوں کی ٹڈ بھٹڑ ہوئی تو یغمر اسن نے شکست کھائی ابویحییٰ نے اس کا تعاقب کرنا چاہا لیکن اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اسے روک دیا۔ جب وہ مغرب کی طرف واپس لوٹا تو یغمر اسن نے اس سازش کی وجہ سے جو اس کے اور معقلی عربوں کے المہباق کے درمیان تھی، سچلما سہ جانے کا ارادہ کیا۔ یہ لوگ اس کے میدانوں کے سوار اور بیابانوں کے بھٹڑیے تھے۔ اس نے ان کی وجہ سے سچلما سہ میں موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچا جو تین سال سے ابویحییٰ بن عبدالحق کی حکومت میں شامل ہو چکے تھے جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔ اس وجہ سے ابویحییٰ چوکننا ہو گیا اور اپنی قوم کے موجود آدمیوں کو ساتھ لے کر جلدی سے اس کی طرف گیا اور حالات کو درست کیا۔ یغمر اسن نے اس کے بعد اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچ کر پڑاؤ کیا مگر جب اس کو سرنہ کر سکا تو وہ وہاں سے تلمسان کو واپس جانے کے لیے بھاگ گیا۔ اس کے بعد ابویحییٰ فاس کی طرف واپس جاتے ہوئے فوت ہو گیا۔ پس یغمر اسن نے زنا تہ اور زغبہ کے قبائل میں سے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور 657ھ میں مغرب کی طرف گیا پھر کلدان تک پہنچ گیا چنانچہ یعقوب بن عبدالحق اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور یغمر اسن شکست کھا کر بھاگا لیکن راستے میں تافر سیت سے گزرا تو اسے تباہ کر دیا اور اس کے نواح میں فساد برپا کیا پھر انہوں نے ایک دوسرے سے صلح کرنے اور جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔ یعقوب بن عبدالحق نے اس کام کے لیے اپنے بیٹے ابو مالک کو بھیجا اور اس کے حل و عقد کا ذمہ دار بن گیا۔ پھر 659ھ میں ان دونوں کی ملاقات بنی ریناس کی ضمانت پر واجر کے مقام پر ہوئی چنانچہ ان دونوں کے درمیان اتفاق کا معاہدہ پختہ ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان مصالحت برقرار رہی یہاں تک کہ وہ واقعات رونما ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔



باب: ۳۶

نصارئ کی سازش کا واقعہ اور یغمر اسن کا اُن پر حملہ

سعید کی وفات اور موحدین کی فوجوں کے منتشر ہو جانے کے بعد یغمر اسن بن زیان نے نصارئ کی ایک فوجی جمعیت سے کام لیا جو اس کی فوج میں شامل تھی۔ وہ جنگوں میں ان پر فخر و مباہات اور ان کے مقام پر اعتماد کرتا تھا۔ ان پر اس کی خصوصی توجہ تھی جس سے وہ اپنے آپ کو طاقتور خیال کرتے تھے حتیٰ کہ تلمسان میں ان کی اہمیت بڑھ گئی۔ پھر اس کی بلاؤ تو جین پر چڑھائی سے واپسی کے بعد 702ھ میں ان کی خیانت کا وہ بد بخت واقعہ پیش آیا جس کا دفاع اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نہایت عمدہ طریق پر کیا۔

نصارئ کا واقعہ

یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک روز وہ تلمسان کے دروازوں میں سے باب القرمادین میں فوجوں کو روکنے کے لیے سوار ہوا۔ اسی اثنا میں دو پہر کے وقت وہ اپنے دستے میں کھڑا تھا کہ ان کے سالار نے اس پر حملہ کر دیا اور نصارئ نے یغمر اسن کے بھائی محمد بن زیان کی طرف بڑھ کر

اسے قتل کر دیا۔ پھر اسے رازداری سے اشارہ کیا تو وہ اس سے خفیہ بات کرنے کے لیے صف سے باہر نکلا تو نصرانی ڈر کے مارے اس سے پرے ہٹ گیا جس سے یغمر اسن کے فریب کو محسوس کر کے اس سے محتاط ہو گیا۔ اتنے میں نصرانی نجات کی جستجو میں اس کے آگے بھاگ اٹھا جس سے خیانت واضح ہو گئی۔ محافظوں اور رعایا کے ایک گروہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ جب ہر جانب سے ان کا گھیراؤ ہو گیا تو انہیں نیزوں، تلواروں، ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر کچل دیا گیا۔ وہ گویا قیامت کا دن تھا جس کے بعد اس نے ان کی مصیبت کے خوف سے تلمسان میں نصاریٰ کی فوج سے کام نہیں لیا۔ کہتے ہیں کہ محمد بن زیان وہ شخص ہے جس نے سالار کے ساتھ اپنے بھائی یغمر اسن پر حملہ کرنے کے لیے ساز باز کی تھی۔ مگر جب ان کی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اس نے اس امر کے اظہار کے لیے کہ انہوں نے اس کے ساتھ کوئی سازش نہیں کی، اسے قتل کر دیا مگر گھبراہٹ نے اسے سازش پر قائم کرنے کی مہلت نہ دی۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۳۷

سجلماسہ پر یغمر اسن کا غلبہ اور پھر بنی مرین کی حکومت میں اس کی شمولیت

مغرب اقصیٰ کے صحرا میں ہلالی عربوں کی آمد کے زمانے میں معقلی عرب زاناتہ کے حلیف اور مددگار تھے۔ عبید اللہ کے رشتہ داروں کے سوا، ان کی اکثریت انہی کے پاس جمع ہوتی تھی کیونکہ ان کی جولانگاہیں آپس میں متصل تھیں۔

جب ان کی حکومت کے سامنے بنی عبدالواد کی اہمیت بڑھ گئی تو انہوں نے اپنے بل بوتے پر ان کو وہاں سے ہٹا کر عہد شکنی کی اور پھر ان کو چھوڑ کر ان کے ہمسروں المہبات سے الحاق کر لیا جو منصور کے رشتہ دار تھے۔ یہ لوگ یغمر اسن اور اس کی قوم کے حلیف اور مددگار تھے۔ چنانچہ سجلماسہ ان کی جولانگاہوں میں شامل اور سفر سے واپسی پر ان کا ٹھکانہ تھا، جو بنی مرین کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا۔ پھر وہ قطرانی وہاں پر خود مختار بن بیٹھا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور مرتضیٰ کی اطاعت میں واپس آ گئے۔ علی بن عمر نے اس کام میں اہم کردار ادا کرنے کی ذمہ داری لی جیسا کہ ہم نے بنی مرین کے حالات میں بیان کیا ہے۔ پھر المہبات نے سجلماسہ پر غالب آنے کے بعد اس کے والی علی بن عمر کو 662ھ میں قتل کر دیا۔ انہوں نے یغمر اسن کو اس پر قبضہ کرنے میں ترجیح دی چنانچہ اہل شہر اس کی دعوت کے قائم کرنے میں شامل ہو گئے اور انہیں اس پر آمادہ کر کے یغمر اسن کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہ اپنی قوم کے ساتھ سجلماسہ کی طرف گیا تو انہوں نے اسے اس کی باگ ڈور پکڑادی جس کا بخوبی انتظام کرنے کے بعد اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو امیر مقرر کیا۔ اس کے ساتھ اس کی بہن حنفیہ کے بیٹے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن درم کو ذمہ داری دی جو محمد کی اولاد میں سے تھا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کے ساتھ یغمر اسن بن حمامہ کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہم رکاب تھے اور ان کے خاندانوں اور خادموں کو بھی شامل کر لیا۔

بعد ازاں یعقوب بن عبدالحق نے موحدین کو ان کے دار الحکومت پر غلبہ دلا دیا۔ طنجہ اور عام بلاد مغرب نے اس کی اطاعت کی۔ پھر اس نے سجلماسہ کو یغمر اسن کی اطاعت سے نکلنے کا عزم کیا اور زاناتہ کی فوجوں کے علاوہ عربوں اور بربریوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہاں محاصرہ کے آلات نصب کیے، یہاں تک کہ اس کی فصیل ایک طرف سے گر گئی۔ چنانچہ وہ صفر 673ھ میں زبردستی اس میں داخل ہو گئے اور اسے لوٹ لیا پھر دونوں سالار عبدالملک بن حنینہ اور یغمر اسن بن حمامہ اور ان کے ساتھ بنی عبدالواد کے جو امراء المہبات تھے، وہ بھی قتل کر دیئے تاہم سجلماسہ آخری دور تک بنی مرین کی اطاعت میں شامل رہا۔

والملک بیدہ لله یوتیہ من یشاء۔

☆☆☆

یعقوب بن عبدالحق سے یغمر اسن کی جنگ وجدال

اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ بنی عبدالمومن کا اپنی حکومت کی ناکامی کے وقت کیا حال تھا اور بنی یفرن نے بنی عبدالواد کی مدد سے ان پر غلبہ پانے کے بعد ان کے دشمنوں پر گرفت کرنے کے لیے جو بنی مرین میں سے تھے، کس طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔ مرتضیٰ کے فوت ہونے پر 665ھ میں ابودبوس حکمران بنا۔ جب یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ اس کی ٹھن گئی تو اس نے یغمر اسن سے اس کی مدافعت کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس سے مضبوط عہد کی غرض سے قیمتی تحائف دیئے۔ یغمر اسن اس کے پاس گیا اور اس نے مغرب کی سرحدوں پر غارت گری کر کے جنگ کی آگ بھڑکا دی اس وقت یعقوب بن عبدالحق جو مراکش کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، وہاں سے بھاگ گیا۔ پھر اس نے مغرب کی طرف واپس آ کر اپنی فوجوں کو جمع کیا اور اس کے مقابلہ کو گیا۔ چنانچہ وادی تلاغ میں فریقین کی ٹڈ بھٹڑ ہوئی اور اس نے اپنی ہر تیاری کو مکمل کیا۔ یغمر اسن کو شکست ہوئی جس میں اس کی بیوی بھی مال غنیمت میں آ گئی۔ اس کی قوم قتل ہو گئی اور اس کا بیٹا ابو حفص عمر بھی ہلاک ہو گیا جو اسے اپنے رشتہ داروں کے لڑکوں مثلاً اپنے بھانجے عبدالملک بن حنفیہ، ابن یحییٰ بن مکی اور عمر بن ابراہیم بن ہشام سے زیادہ عزیز تھا۔ یعقوب بن عبدالحق اسے چھوڑ کر مراکش کی طرف آ گیا یہاں تک کہ مراکش پر اس کے غلبے کی حالت کا خاتمہ ہو گیا چنانچہ وہاں سے بنی عبدالمومن کا نشان مٹ گیا۔

وجدہ کی تباہی

یعقوب اہل مغرب کی تمام افواج اور قبائل کو جمع کر کے 670ھ میں بنی عبدالواد سے جنگ کے لیے گیا۔ پس یغمر اسن بھی اپنی قوم اور عرب مددگاروں کو ساتھ لے کر اس کے مقابلہ میں آیا اور۔ وجدہ کے نواح میں السیلی کے مقام پر دونوں کی جنگ ہوئی جس میں یغمر اسن کو شکست ہوئی۔ اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور اس کا بیٹا فارس قتل ہو گیا لہذا اس نے اپنی شکست کی ذلت سے بچنے کے لیے اپنے پڑاؤ کو نذر آتش کر دیا اور تلمسان کی طرف چلا آیا جہاں وہ قلعہ بند ہو گیا۔ یعقوب بن عبدالحق نے وجدہ کو تباہ و برباد کرنے کے بعد تلمسان میں اس کے ساتھ جنگ کی جہاں بنی تو جین بھی اپنے امیر محمد بن عبدالقوی کے ساتھ اس کے ساتھ آئے۔ چنانچہ اس نے یغمر اسن اور اس کی قوم کے خلاف سلطان کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور کئی روز تک انہوں نے تلمسان کا محاصرہ کیے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکے اور وہاں سے چلے آئے۔ پھر ہر کوئی اپنی عملداری اور حکومت کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعد ازاں ان دونوں کے درمیان مصالحت ہو گئی اور یعقوب بن عبدالحق جہاد کے لیے اور یغمر اسن تو جین اور مفر اوہ کے بلاد پر قابض ہونے کے لیے فارغ ہو گیا، یہاں تک کہ ان کی وہ حالت ہو گئی جس کا ہم ابھی ذکر کریں گے۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

مفر اوہ اور تو جین کے ساتھ یغمر اسن کے باہمی معاملات

مفر اوہ نواح شلب میں اپنے اصل علاقے میں رہتے تھے۔ جب ان کی حکومت نیست و نابود ہو گئی تو حکومتوں نے ان سے مصالحت کر لی پھر ان پر محصول عائد کر کے انہیں بنی ورسفین، بنی یلنٹ اور بنی ورتز میر کی طرح تکلیف دی۔ ان میں بنی مندیل بن عبدالرحمن کو غلبہ حاصل تھا جو آل خزرج

کی اولاد میں سے تھے اور فتح کے دور سے ان کے پہلے بادشاہ تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جب مراکش میں خلافت کا شیرازہ بکھرنے سے اس کی وحدت منتشر ہو گئی اور جہات میں انقلابوں اور باغیوں کی کثرت ہو گئی تو اس کے نواح میں مندیل بن عبدالرحمن اور اس کے بیٹے خود مختار بن گئے۔ انہوں نے ملیانہ، تنس، شرشال اور اس کے گرد نواح پر قبضہ کر لیا اور میتجہ کی طرف بڑھ کر اس پر قابض ہو گئے پھر انہوں نے جبل و انشلیس اور اس کے آس پاس کے علاقے کی طرف اپنے قدم بڑھا کر اس کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر بنوعطیہ الحبو اور اس کی قوم بنی تو جین نے جو ان کے پڑوس میں یعنی ارض سوس کے مشرق اور شلب کے بالائی علاقے میں رہتے تھے، ان کو وہاں سے نکال دیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب پہلے پہل زنا تہ کے قبائل نئی چراگاہیں تلاش کرتے ہوئے ارض قبلہ میں تلول تک داخل ہوئے تھے۔

تلمسان کے نواحی قبائل

پس بنو عبدالواد نے نواح تلمسان پر وادی عصا تک قبضہ کر لیا اور بنو تو جین نے صحرا اور تل کے درمیان المریہ کے شہر سے جبل و انشلیس اور الجعبات کی گزرگاہوں تک قبضہ کر لیا۔ سک اور بطحاء بنی عبدالواد کی حکومت کی سرحد بن گئے اور ان دونوں کے سامنے بنی تو جین کا علاقہ اور ان کے مشرق میں مفرادہ کا علاقہ تھا۔ جب یہ دونوں قبیلے پہلے پہل تلول میں آئے تو ان کے اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگ ہو گئی۔

یعمر اسن کی وفات

مولیٰ امیر ابوزکریا بن ابی حفص ان دونوں قبیلوں سے بنی عبدالواد کے خلاف مدد مانگتا تھا اور انہیں ان کے ذریعے ذلیل کرتا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے سب کو شاہی لباس پہنایا اور پھر انہوں نے یعمر اسن سے ناراضی مولیٰ جس نے جنگ کا رخ ان کی طرف پھیر دیا چنانچہ مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ ان دونوں قبیلوں کی حکومت کا خاتمہ اس کے بیٹے عثمان بن یعمر اسن کے عہد میں اور بعد ازاں بنی مرین کے ہاتھوں ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

یعمر اسن بن زیان جب وجہ کے قریب السیلی کے مقام پر بنی مرین کے ساتھ جنگ کر کے واپس لوٹا اور واپسی پر فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا محمد الامیر حکمران بنا جس نے ان کے ملک پر چڑھائی کر دی اور اس میں دور تک داخل ہو گیا۔ اس کے قلعے تک پہنچ کر جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا کیونکہ محمد بن عبدالقوی نے نہایت شان دار طریق پر اس کا دفاع کیا۔

پھر اس نے 650ھ میں دوسری بار چڑھائی کی اور ان کے قلعوں میں سے قلعہ تافر کنیت کے پاس جنگ کی۔ اس قلعہ میں محمد بن عبدالقوی کا پوتا علی بن ابن زیان بھی موجود تھا پس وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ اس میں قلعہ بند ہو گیا۔

یعمر اسن غصے سے بھر کر پیادہ ہو گیا اور اس کے بعد یعمر اسن مسلسل ان کے علاقوں پر غارت گری کرتا اور فوجوں کو ان کے قلعوں پر جمع کرتا رہا۔ تافر کنیت کا قلعہ، بنی عبدالقوی کے قبضے میں تھا جس کا نسب بجایہ کے نواح میں رہنے والے منہاجہ میں تھا۔ اس نے اس قلعے کو اپنے لیے مخصوص کر کے اس میں مضبوطی سے قدم جمالے۔ جب وہ کثرت مال و اولاد سے مضبوط ہو گیا تو اس نے قلعے کا بہت اچھا دفاع کیا۔ یعمر اسن کو روکنے کے سلسلے میں اس کے یعمر اسن کے ساتھ بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ بنو محمد بن عبدالقوی جب اس کے عذاب سے غضب ناک اور اس کی خود مختاری سے ناراض ہو گئے تو انہوں نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کی دولت کو لوٹ لیا۔ اس کی موت سے اس قلعہ کی آبادی منتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

بلا دیعمر اسن کی بربادی

جب یعمر اسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو محمد نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ چنانچہ جب یعقوب نے وجہ کے برباد کرنے اور یعمر اسن کو السیلی میں شکست دینے کے بعد 670ھ میں تلمسان کے نواح میں جنگ کی تو محمد بن عبدالقوی اپنے

قوم تو جین کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا۔ جب وہ اسے سر نہ کر سکے تو وہاں سے کوچ کر گئے پس محمد اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

یعقوب بن عبدالحق نے خرزوزہ میں بیغمر اسن پر حملہ کرنے کے بعد پھر 670ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو محمد بن عبد القوی اسے قصابات میں ملا۔ انہوں نے کچھ عرصہ تک بلاد بیغمر اسن کو برباد کرنے پر اتفاق کر لیا اور کئی دنوں تک تلمسان سے جنگ کی۔ پھر وہ متفرق ہو گئے اور ہر کوئی اپنے ملک میں واپس آ گیا۔

بیغمر اسن نے جب اس کے محاصرے سے نجات پائی تو اس نے بھی ان کے بلاد پر چڑھائی کی۔ اس کی فوج نے ان کے علاقے کو پامال کر کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا پھر اس کی آبادی کو برباد کر دیا حتیٰ کہ اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے اس پر قبضہ کر لیا۔

مفراوہ کے بارے میں ان کے مشورے کا اہم نقطہ یہ تھا کہ بنی مندیل بن عبد الرحمن میں اس حسد کی وجہ سے علیحدگی کروادی جائے جو ان کی قوم کی حکمرانی کے متعلق ان میں پایا جاتا تھا۔ پس جب وہ 666ھ میں تلاغ کی جنگ سے واپس آیا جس میں اس کا لڑکا عمر ہلاک ہو گیا تھا تو اس کے بعد اس نے بلاد مفراوہ پر چڑھائی کی اور ان کے علاقے میں دُور تک یعنی ملیکیشن اور ثعالیہ تک پہنچ گیا۔ عمر نے 668ھ میں اپنے بھائیوں کے خلاف مدد دینے کی شرط پر اسے ملیانہ پر قبضہ دلایا۔ چنانچہ بیغمر اسن نے اسی وقت قبضہ کر لیا اور بہت سے مفراوہ اس کی حکومت میں آ گئے۔ پھر 670ھ میں انہوں نے اس کے ساتھ مغرب پر چڑھائی کی اور اس کے بعد اس نے 672ھ میں ان کے علاقوں پر چڑھائی کی۔ جب اس نے ان میں خوزیزی کی تو ثابت بن مندیل اس کی خاطر تنس سے الگ ہو گیا اور وہاں سے واپس آ گیا۔ لہذا ثابت نے اسے واپس لے لیا۔ 681ھ میں اپنی وفات کے قریب جب اسے ان پر مکمل غلبہ حاصل تھا اور اس نے ان علاقوں میں خوزیزی کی تھی، وہ دوسری بار اس کے لیے تنس سے دستبردار ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے عثمان کو تنس پر غلبہ حاصل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۴۰

زعیم بن یحییٰ بن مکن کو شہر مستغانم سے دلچسپی

بنو مکن کو بنی زیان سے اونچی سطح کی قرابت داری تھی جن کے ساتھ محمد بن زکرازی بن یندوکس بن طاع اللہ بھی شامل ہو جاتے تھے۔ اس محمد کے چار بیٹے تھے جن میں سے یوسف بڑا تھا۔ پھر اس کے بیٹوں میں سے جابر بن یوسف ان کا پہلا بادشاہ تھا دوسرا بیٹا ثابت بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے زیان بن ثابت، بنی عبدالواد میں سے ابوالملوک تھا۔ تیسرا بیٹا ورع بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے عبد الملک بن محمد بن علی بن قاسم بن ورع اپنی ماں حنفیہ کی وجہ سے مشہور ہے جو بیغمر اسن بن زیان کی بہن تھی اور چوتھا بیٹا مکن بن محمد تھا جس کے بیٹے یحییٰ اور عمرس تھے اور یحییٰ کے بیٹوں میں سے زعیم اور علی تھے۔ بیغمر اسن بن زیان اپنے رشتہ داروں کو مقبوضات میں بکثرت عامل مقرر کرتا اور عملدار یوں پر ان کو حاکم بنایا کرتا تھا۔ یحییٰ بن مکن اور اس کے بیٹے زعیم سے اس کو وحشت محسوس ہوتی تھی لہذا ان دونوں کو اس نے اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔ پس وہ دونوں وہاں سے اسی سال یعقوب بن عبدالحق کے پاس تلمسان چلے گئے اور اس کے تابعداروں میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں کو اپنی قوم پر ناراضگی ہو گئی اور انہوں نے سلطان کی مفارقت کو ترجیح دی لہذا اس نے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ وہ بیغمر اسن بن زیان کے پاس چلے گئے یہاں تک کہ اسے 680ھ میں خرزوزہ میں شکست ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے بلاد مفراوہ پر چڑھائی کی اور ثابت بن مندیل اس کی خاطر ملیانہ سے دست بردار ہو گیا۔ تلمسان کی طرف واپس پر اس نے مستغانم کی سرحد پر زعیم بن یحییٰ بن مکن کو عامل مقرر کیا اور جب وہ تلمسان واپس آیا تو اس نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کی مخالفت کی دعوت دی۔ اس کے دشمن مفراوہ کو اس پر غلبہ پانے کے لیے مدد دی پس بیغمر اسن اس کی طرف گیا اور اسے

وہاں روک دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کر کے پناہ لی کہ وہ کنارے کی طرف چلا جائے گا پھر اس نے اس سے صلح کا معاہدہ لکھ کر اسے بھجوادیا پھر اس کے باپ یحییٰ کو بھی اس کے پیچھے بھجوادیا اور وہ اندلس میں مقیم رہا یہاں تک کہ 292ھ میں یحییٰ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد زعمیم یوسف بن یعقوب کے پاس گیا جو اس کے ایک طعنے سے ناراض ہو گیا لہذا اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر وہ اس کے قید خانے سے بھاگ گیا اور ہمیشہ ہی وہ سفر میں پھرتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

اور اس کے بیٹے الناصر نے اندلس میں پرورش پائی اور وہی اس کا ٹھکانہ اور جہاد کا موقف رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

اس کے بھائی علی بن یحییٰ نے تلمسان میں قیام کیا۔ اس کے بیٹوں میں سے داؤد بن علی بن عبدالواد کے مشائخ کا سردار اور ان کا مشیر تھا۔ اسی طرح ان میں ابراہیم بن علی بھی تھا جس کے ساتھ ابو جموالہ وسط نے اپنی بیٹی کا رشتہ کیا جس سے اس کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا۔ داؤد کے بیٹے کا نام یحییٰ بن داؤد تھا جسے ابوسعید بن عبدالرحمن نے اپنی وزارت پر مقرر کیا، اس کے حالات کو ہم ان کے واقعات میں بیان کریں گے۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۴۱

یعقوب بن عبدالحق سے جنگ اور یغمر اسن کا ابن الاحمر اور طاغیہ کے ساتھ معاہدہ

جب یعقوب بن عبدالحق جہاد کو گیا تو اس نے دشمن پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو برباد کیا اور اشبیلیہ اور قرطبہ سے جنگ کی۔ گویا ان کے بڑے پہاڑ کی بنیادیں ہلا دیں پھر وہ دوبارہ حملہ آور ہو کر دارالحرب میں دور تک چلا گیا اور اس میں خونریزی کی۔ ابن اشقیلوہ نے اس کے لیے مالقہ کو چھوڑ دیا لہذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں اندلس کا سلطان امیر محمد تھا جسے الفقیہ کہتے تھے جو بنی الاحمر کا دوسرا بادشاہ تھا اور اسی نے یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کے لیے بلایا تھا کیونکہ اس کے باپ الشیخ نے اس کے ساتھ اس کا وعدہ کیا تھا، پس جب اندلس میں یعقوب کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے پیچھے ثور اس کی پناہ میں آیا کیونکہ اسے ابن الاحمر سے اپنی جان کا خوف تھا یعنی وہ اس سے اسی فعل کی توقع رکھتا تھا جو یوسف بن تاشفین نے ابن عباء سے کیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے خیال کے مطابق نجات پانے کے اسباب کو عمل میں لایا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے اور اس کے خلاف باہم مدد کرنے کے بارے میں سازش کی۔ یعقوب بن علی نے ابن علی کو مالقہ پر اس وقت عامل مقرر کیا تھا جب اس نے اسے اشقیلوہ کے ہاتھ سے چھینا تھا، پس ابن الاحمر نے اسے مائل کیا اور اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اسے شلو یا نیہ میں جو مالقہ کے علاقے میں سے ہے، ایک وادی دے دے گا جو خالصتہً اس کے لیے خوراک کا ذریعہ ہوگی۔ پس وہ اس کو چھوڑ کر وہاں آ گیا اور طاغیہ نے سلطان اور اس کی فوجوں کو اجازت سے اپنے بحری بیڑوں کو راستہ روکنے کے لیے بھیجا چنانچہ انہوں نے سمندر کے پچھواڑے سے یعقوب کو روکنے اور اس کی سرحدوں پر غارت گری کرنے کے لیے یغمر اسن کے ساتھ خط و کتابت کی تاکہ یہ امر اسے ان سے غافل کر دے۔ پس یغمر اسن نے ان کی بات کو قبول کرنے میں جلدی کی اور اس کی طرف سے طاغیہ کی جانب اور طاغیہ کی طرف سے ان کی جانب اپیلچی آتے جاتے رہے۔ پھر اس نے مغرب کے نواح میں دستے بھیجے اور یعقوب کو جہاد سے غافل کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس سے مصالحت اور دشمن کے ساتھ جہاد کے لیے فراغت کا سوال کیا تو اس نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور یہ ان باتوں میں سے ایک ہے جس نے یعقوب کو اس کی طرف جانے سے خرزوزہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی اور ہر جہت سے ان کے ہاتھ اس کے خلاف متصل رہے اور وہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں مواقع سے فائدہ اٹھاتا رہا کہ وہ کب اس پر قابو پاتا ہے یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا سبحانہ۔

☆☆☆

تلمسان میں یغمر اسن کا خلفائے بنی حفص کی دعوت قائم کرنا،

اپنی قوم کو ان کی اطاعت میں لگانا

زنانہ جن دنوں جنگلات میں رہتے تھے اور تلول میں آنے کے بعد بھی وہ بنی عبدالمومن میں سے خلفائے موحدین کے اطاعت گزار تھے اس دور میں جب بنی عبدالمومن کی حکومت ناکام ہو گئی اور امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ میں اپنی طرف دعوت دی اور تونس میں موحدین کے خلاف مورچہ قائم کیا تو دونوں اطراف سے بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آ گئے اور اسے حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ زنانہ نے ہر قبیلے سے اس کے پاس اپنی اطاعت کے ایلچی بھیجے۔ مفر اوہ اور بنو تو جین اس کی دعوت کے سائے میں پناہ لے کر اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اسے تلمسان کے متعلق برا بیچتے کیا تو اس نے جا کر اسے 640ھ میں فتح کر لیا۔ چنانچہ یغمر اسن اس کی طرف واپس آ گیا۔ پھر اس نے اسے تلمسان اور اس کے بقیہ مقبوضات پر عامل مقرر کر دیا لہذا وہ مسلسل ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا۔ اس کے بعد بنو مرین نے جن بلاد مغرب پر قبضہ کیا، ان میں اس کی دعوت کے قیام کے لیے اس کی اتباع کی اور اسے مکنا سے، تازی اور القصر کی بیعت بھجوائی یہاں تک کہ وہ مال دار بنانے اور اطاعت و انقیاد سے واقف کروانے کے وعدوں سے اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے فرمانبردار بن گئے حتیٰ کہ وہ مراکش پر غالب آ گئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک وقت تک منا بر پر المستنصر کے نام کے خطبات دیئے پھر اس الگ تھلگ علاقے کو حاصل کرنے کے بعد انہیں اس کے متعلق کچھ امید بندھی تو انہوں نے اپنے منا بر سے ان کے نام لینے چھوڑ دیئے، البتہ انہیں اپنی دوستی اور محبت سے کچھ حصہ دیا۔ پھر وہ حکومتوں کے تقاضوں کے مطابق مختلف قسم کے شاہی لباس اور لقب اختیار کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ یغمر اسن اور اس کے بیٹے یکے بعد دیگرے ان کی دعوت سے وابستہ رہے نیز ان کے ادب کی وجہ سے لقب اختیار کرنے سے الگ رہے تاہم ان میں ہر نئے خلیفہ کی از سر نو بیعت کرتے رہے اور اپنی قوم کے اکابر اور صاحب الرائے لوگوں کو وہاں بھیجتے رہے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔

المستنصر کی حکومت

جب امیر ابوزکریا وفات پا گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر نے حکومت سنبھالی تو اس کے بھائی امیر ابواستخق نے ریاح کے زواوہ قبائل میں اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ پھر المستنصر ان سب پر غالب آ گیا اور امیر ابواستخق تلمسان چلا گیا۔ یغمر اسن نے ان کو خوش آمد پد کہا اور پھر وہ اندلس میں جہاد کے لیے چلا گیا۔

ولی عہد عثمان کی شادی

677ھ میں امیر ابواستخق وفات پا گیا اور اسے جب اس کی خبر مل گئی تو اس نے خیال کیا وہ حکومت کا سب سے زیادہ حق دار ہے چنانچہ اسی وقت اس نے سمندر پار کیا اور 677ھ میں ہنی کی بندرگاہ پر جا اتر۔ یغمر اسن نے نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کی آمد پر جشن کیا۔ لوگوں کو اس کی پیشوائی کے لیے بھیجا اور جیسا کہ اس نے اس کے اسلاف کی بیعت کی تھی اسی طرح اس کی بھی بیعت کی اور اس کے دشمن کے مقابلے میں اور اس کی حکومت میں اس کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ یغمر اسن نے اس کی بیٹیوں میں سے جو خیمہ گاہ میں بیٹھی ہوئی تھیں، ایک بیٹی کے ساتھ اپنے بڑے بیٹے عثمان کا رشتہ کیا اور اس کی مدد کر کے اپنے وعدے کو نہایت شاندار طریق پر پورا کیا۔

واثق کے خلاف بغاوت

بجایہ کے عامل محمد بن ابی ہلال نے واثق کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کی اطاعت سے دستبردار ہو گیا۔ اس نے امیر ابواستخق کو اپنے پاس آنے پر آمادہ کیا پس وہ جلدی سے تلمسان سے اس کے پاس آیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ جب 681ھ کا سال آیا تو یغمر اس نے بلاد مفرادہ پر چڑھائی کی اور امصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا۔ پھر اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کو وہاں سے بھیجا۔ زنا تہ اس کو برہوم کہتے ہیں اور اس کی کنیت ابو عامر تھی، اس نے اسے اپنی قوم کے آدمیوں کے ساتھ خلیفہ ابواستخق کے پاس باہمی رشتہ داری کو مضبوط کرنے کے لیے بھیجا لہذا اس نے انہیں اعلیٰ و طائف دے کر اور دگنی عزت کر کے ان کی بہت اچھی طرح پذیرائی کی۔ پھر اس نے ابن ابی عمارہ کی جنگوں میں کچھ کارہائے نمایاں کئے جن کی وجہ سے گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں اور زنائی اخلاق اسی کے گھر سے خاص ہو گئے۔ بالآخر وہ ایک عورت کے ساتھ خوش باش واپس آیا۔ عثمان نے اس کے پہنچتے ہی اس سے شادی کر لی جو اس کے محل کی شہزادی بن گئی۔ یہ بات اس کی حکومت کے لیے فخر اور اس کی قوم کے لیے شہرت کا باعث بن گئی۔

الحضرة کی دعوت کا قیام

امیر ابوزکریا کے 282ھ میں الدعی بن ابی عمارہ کی جنگ سے بچ جانے کے بعد یہ جنگ مرجانہ کے مقام پر ہوئی جس میں اس کی قوم ہلاک ہو گئی۔ اس کے داماد عثمان بن یغمر اس نے اس کی بڑی عزت و تکریم کی اور اس کی ہمشیرہ محل سے انواع و اقسام کے تحائف لے کر اس کے پاس آئی اور ان کے دوست بھی جو ان کی حکومت کے پروردہ تھے، اس سے ملے جن کا بڑا سردار ابوالحسن محمد بن الفقیہ الحدیث ابی بکر ابن سید الناس الیعمری تھا پس انہوں نے حکومت کی عزت سے انہیں سایہ عاطفت فراہم کیا اور انہوں نے اسے حکومت کے لیے برا بیچتے کیا۔ اس نے اپنے میزبان عثمان بن یغمر اس سے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اس کی مخالفت کی کیونکہ اس نے اسے الحضرة کی دعوت کے لیے قابو کیا تھا اور اس نے اپنی حکومت کے آدمیوں کو حسب عادت اس کے پاس بیعت کے لیے بھیجا تھا۔

داؤد بن عطف کی جاگیر

امیر ابوزکریا کے دل میں اس کے پاس سے بھاگ جانے کا خیال پیدا ہوا اور وہ امیر صحرا، داؤد بن ہلال بن عطف کے پاس چلا گیا جو بنی عامر میں سے زغبہ کا ہم قبیلہ تھا۔ پس اس نے اسے پناہ دی اور اسے بحفاظت اس کے گھر پہنچا دیا۔ چنانچہ اس نے موحدین کی عملداری سے زوادوہ کو جو صحرا کے امراء تھے، سلام کیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، یہ ان میں سے عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ متذکرہ بالا مصائب کے بعد وہ 684ھ میں بجایہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنے چچا ابی حفص کے مقبوضات سے الگ کر لیا جو تونس میں صاحب حکومت تھا چنانچہ اس نے داؤد بن عطف سے اپنا عہد پورا کیا اور اسے بجایہ کے وطن سے بہت بڑی جاگیر دی اور اس کے محاصل کے لیے اسے مختص کر دیا۔

مرسی الروس کا معرکہ

امیر ابوزکریا بونہ، قسطنطینہ، بجایہ، الجزائر، الزاب اور اس کے ماوراء علاقے کے مقبوضات میں مشغول ہو گیا۔ یہ رشتہ داری اس کے لیے عثمان بن یغمر اس اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تعلق کا ذریعہ تھی۔ لہذا جب 698ھ میں یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر یلغار کی تو امیر ابوزکریا نے عثمان بن یغمر اس کو اپنی فوجوں سے مدد دی۔ جب اس کی خبر یوسف بن یعقوب کو پہنچی تو اس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو فوجوں کے ساتھ ان سے الجھنے کے لیے بھیجا تو جبل الزاب میں ان کی ٹڈ بھینٹ ہوئی جس میں موحدین کی فوجوں کو شکست ہوئی اور اکثر وہاں مقتول ہوئے۔ اس دور میں اس معرکہ کو مرسی الروس کہتے تھے اس کی وجہ سے خلیفہ کی قوم تونس میں بنی مرین تک مستحکم ہو گئی اور اس نے موحدین کے مشائخ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں

بجایہ کے محاصرہ کرنے کی دعوت دیں۔ اس نے ان کے ساتھ قیمتی تحائف بھی بھیجے اور عثمان بن یثیر اس کو اپنی دیواروں کے پیچھے سے ان کو اطلاع مل گئی تو وہ اس کے لیے اجنبی بن گیا لہذا اس نے اپنے منابر سے خلیفہ کا تذکرہ ساقط کر کے اسے اپنی عملداری سے منادیا اور اس عہد کو قبول کیا۔
واللہ مالک الارض سبحانہ۔

☆☆☆

باب: ۳۳

یثیر اس کی وفات کے بعد عثمان کی حکومت میں پیش آنے والے واقعات

سلطان یثیر اس 681ھ میں تلمسان سے نکلا جہاں اس نے اپنے بیٹے عثمان کو عامل مقرر کیا پھر وہ بلاد مغراوہ میں دور تک چلا گیا اور ان کے مضافات پر قبضہ کر لیا چنانچہ ثابت بن مندیل اس کے لیے تنس شہر سے دست بردار ہو گیا تو اس نے اسے بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر اس اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا ابو عامر برہوم، سلطان ابوالفتح کی بیٹی کے ساتھ جو اس کے بیٹے عثمان کی بیوی تھی، تونس سے آرہا ہے تو وہ کچھ عرصہ کے لیے وہاں ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ ملیانہ کے باہر اس کے ساتھ آ ملا، پھر وہ تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور راستے ہی میں اسے بیماری نے آ لیا۔ جب اس کا تخت اتارا گیا تو اس کی بیماری بڑھ گئی چنانچہ وہ اسی سال ذوالقعدہ کے آخر میں فوت ہو گیا۔ بعد میں اس کے بیٹے ابو عامر نے اسے نکلیوں پر اٹھایا اور اس کے مرض کو چھپاتے ہوئے اسے احتیاط سے دفن کر دیا، یہاں تک کہ وہ بلاد مغراوہ میں سک تک چلا گیا۔ پھر وہ جلدی سے تلمسان کی طرف گیا تو اس کا ولی عہد بھائی عثمان بن یثیر اس اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا، پس لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اسے حلیہ بیان دیا، پھر وہ تلمسان میں داخل ہوا تو عوام و خواص نے اس کی بیعت کی۔ اس نے اسی وقت تونس کے خلیفہ ابوالفتح سے گفتگو کر کے اسے اپنی بیعت کی پیشکش کی تو اس نے اسے قبولیت کا جواب دیا۔ پھر اسے دستور کے مطابق اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے یعقوب بن عبدالحق سے مصالحت کی گفتگو کی کیونکہ اس کے باپ یثیر اس نے اسے اس کی وصیت کی تھی۔

یثیر اس کی وصیت

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ایلی کا کہنا ہے کہ سلطان ابو جوموسیٰ بن عثمان نے جو اس کے گھر میں آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا، یہ بتایا کہ دادا یثیر اس نے دادا عثمان کو وصیت کی۔ (دادا ان کی زبان میں نہایت تعظیم کا لفظ ہے) کہ اے میرے بیٹے! بنی مرین کی حکومت کے مضبوط ہو جانے اور دور دراز کی عملداریوں کے علاوہ مراکش کے دارالخلافہ پر ان کے قابض ہو جانے کے بعد ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں البتہ میرے لیے اس پہلو سے جس سے تو دور ہے، واپس آ جانے کی ذلت کے باعث ان کے ساتھ جنگ کرنے سے زکنا بھی ممکن نہیں پھر بھی تم ان کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا اور جب وہ تمہارے قریب آئیں تو تم پر دیواروں کی پناہ لینا واجب ہے لیکن مقدور بھر کوشش کرنا کہ تم موحدین کی عملداریوں اور مقبوضات پر قابض ہو جاؤ جو تمہارے قریب ہیں، اس سے تمہاری حکومت مضبوط ہوگی اور تم اپنی فوجوں کے ساتھ دشمن کی فوجوں کو روک سکو گے اور شاید تمہیں کسی شرفی سرحد کو اپنے ذخیرے کے لیے محفوظ مقام بنانا پڑے۔ چنانچہ شیخ کی وصیت اس کے دل میں پیوست ہو گئی اور اس نے اپنے خیالات اس پر مرکوز کر دیئے۔ پھر وہ بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے لیے جھکا تا کہ وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا سکے۔ بعد ازاں اس نے اندلس کی طرف اپنی چوٹی روانگی میں اپنے بھائی محمد بن یثیر اس کو اندلسی کنارے میں یعقوب بن عبدالحق کی طرف بھیجا۔ لہذا وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس گیا اور ارکش میں اس سے ملا، اس نے اسے خوش آمدید کہا اور جو مصالحت وہ چاہتا تھا، اس سے کی۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی کی طرف واپس آ گیا۔ پس اس کا دل خوش ہو گیا اور وہ شرفی علاقے کو فتح کرنے کے لیے فارغ ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

مفراوہ اور بنی تو جین کے ساتھ عثمان بن یغمر اسن کے معاملات

اوران کی عملداریوں اور قلعوں پر قبضہ

جب عثمان بن یغمر اسن کی یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مصالحت ہو گئی تو اس نے بلاد مفراوہ اور تو جین کی مشرقی عملداریوں اور اس کے ماوراء موحدین کی عملداریوں کی طرف اپنی توجہ پھیر دی۔ پس سب سے پہلے وہ بنی تو جین اور مفراوہ کے نواح اور اس کے ماوراء علاقے پر قابض ہوا۔ پھر اس کے ذور دراز علاقوں سے واقفیت حاصل کر کے وہ بلاد مفراوہ کے علاقہ میجہ کی طرف گیا اور اس کی خوشحالی و آسودگی اور کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیا اور وہاں سے بجایہ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ 686ھ کا واقعہ ہے۔ امیر مفراوہ ثابت بن مندیل اس کے لیے تنس سے دست بردار ہو گیا۔ پس اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور بقیہ بلاد مفراوہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گئے۔ اسی سال اس نے بلاد تو جین پر حملہ کیا اور اس کی اجناس کو لوٹ کر لے گیا۔ پھر انہوں نے مازونہ میں روک لیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ مفراوہ کا محاصرہ کرے گا۔ بالاخر اس نے تافر کنیت کے قریب ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی۔ اس کے لیڈر غالب انحصی سے ساز باز کی جو بنی محمد بن عبد القوی میں سے سید الناس کا غلام تھا۔ پس غالب اس کے لیے تافر کنیت سے دستبردار ہو گیا چنانچہ یہ تلمسان واپس آ گیا۔

بنی تو جین پر دوبارہ حملہ

687ھ میں اس نے بنی تو جین پر دوبارہ حملہ کیا اور ان کے دار الخلافہ وانشرلیس میں انہیں مغلوب کر لیا۔ ان کا امیر مولیٰ بنی زرارہ جو محمد بن عبد القوی کے بیٹوں میں سے تھا، وہاں سے فرار ہو گیا اور اس نے ان سے حلف لیا۔ لہذا اپنی قوم اور اولاد عزیز کے ساتھ المریہ کے نواح میں چلا گیا۔ عثمان بن یغمر اسن نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں اس طرف سے بھی نکال دیا۔ اس کے بعد مولیٰ زرارہ جلد ہلاک ہو گیا جب کہ اس سے پہلے عثمان نے بنی تو جین کے بنی یذللتن کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کے رؤسا اور اولاد سلامہ س قلعہ میں کئی بار جنگ کی جو ان سے منسوب ہے مگر وہ اس کے آگے نہ جھکے البتہ بعد میں انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنی قوم بنی تو جین کو چھوڑ کر بنی یغمر اسن کی حکومت میں چلے گئے۔ پس ان کے امراء نے محمد بن عبد القوی کے عہد کو عہد اول کے دور سے توڑ دیا اور عثمان کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ انہوں نے اپنی رعایا اور عمال پر اس کے لیے محصول عائد کیے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد وہ وانشرلیس پر بھی قابض ہو گیا جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے تمام بلاد تو جین اس کی عملداری میں شامل ہو گئے۔ اس نے اپنے قرابت داروں کو جبل وانشرلیس پر والی مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ المریہ کی طرف گیا جہاں بنی تو جین میں سے اولاد عزیز رہتی تھی، اور المریہ سے جنگ کی۔ اس میں منہاجہ کے کچھ قبائل اس کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے جو لمدیہ کے نام سے مشہور تھے اور انہی کی طرف وہ منسوب ہوتا تھا۔ پھر انہوں نے 688ھ میں اسے المریہ پر قبضہ دلوا دیا۔ چنانچہ سات ماہ تک یہ اس کی حکومت میں رہا مگر پھر ان لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ چنانچہ یہ شہر اولاد عزیز کی حکومت میں واپس آ گیا۔ انہوں نے المریہ پر اس سے مصالحت کر کے محمد بن عبد القوی اور اس کے بیٹوں کی طرح اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر بنی تو جین میں اس کی حکومت قائم ہو گئی اور ان کے بقیہ مضافات بھی اس کے مطیع ہو گئے۔ پھر 689ھ میں وہ بلاد مفراوہ کی طرف گیا کیونکہ بنی مرین کی ایک فوج تلمسان میں رہتی تھی۔ لہذا اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابو جوموکو ان کے مرکز عمل شلب میں بھیجا۔ پس وہ وہاں ٹھہرا رہا خود وہ الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور مفراوہ کی جماعت میجہ کے نواح میں آگئی جہاں ثابت

بن مندیل ان کا امیر تھا۔ پس وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد عثمان نے 693ھ میں ان پر چڑھائی کی تو وہ یرشک شہر میں ہی رہے۔ اس نے چالیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اور آخر کار اسے بھی فتح کر لیا۔ ثابت سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا اور یوسف بن یعقوب کے ہاں مقیم ہوا۔ پھر عثمان نے مفر اوہ کے بقیہ مضافات پر اسی طرح قبضہ کر لیا جیسے کہ اس نے بنی تو جین کے مضافات پر قبضہ کیا تھا۔ چنانچہ مغرب اوسط کا تمام علاقہ اور زنا نہ اولیٰ کے شہر اس کی عملداری میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد وہ بنی مرین کی جنگ میں مشغول ہو گیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۴۵

بجایہ سے جنگ اور اس کے اسباب

ہم پڑھ چکے ہیں کہ مولیٰ ابوزکریا الاوسط بن المولیٰ ابوالفتح بن ابو حفص بجایہ سے الدعی بن ابی عمارہ کے مددگاروں کا سامنا کرنے کے بجائے بھاگ کر تلمسان چلا گیا تھا۔ عثمان بن یغمر اس کے ہاں آمد پر اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ بعد ازاں الدعی بن ابی عمارہ فوت ہو گیا اور اس کا چچا امیر ابو حفص خود مختار خلیفہ بن گیا۔ عثمان بن یغمر اس نے حسب عادت اس کی طرف اپنی اطاعت کی خبر دینے کے لیے اپنی قوم کے سردار اس کے پاس بھیجے۔ باشندگان بجایہ کے بہت سے لوگوں نے امیر امیر ابوزکریا سے ساز باز کر کے اسے بجایہ آنے پر آمادہ کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ شہر اس کی اطاعت کرے گا۔ عثمان بن یغمر اس نے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اپنے چچا کے حق بیعت کو پورا کرتے ہوئے جو الحضرۃ میں خلیفہ تھا، اس کی بات کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ اس نے یہ خبر چھپائی گئی۔ کئی روز تک وہ نقص بیعت کے متعلق متردد رہا۔ پھر جنگل میں زغبہ کے قبائل کو جولانگا ہوں میں چلا گیا اور داؤد بن ہلال بن عطف کے ہاں قیام کیا۔ عثمان بن یغمر اس نے اس سے فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تو وہ نہ مانا اور اس کے ساتھ بجایہ کے مضافات کی طرف چلا گیا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ دونوں زواوہ کے قبائل کے ہاں ٹھہرے۔ اس کے بعد مولیٰ ابوزکریا بجایہ پر قابض ہو گیا۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کا ذکر ہم نے گزشتہ صفحات میں کیا ہے۔ آخر عثمان اور اس کے درمیان قطع تعلق مستحکم ہو گئی جو عثمان اور خلیفہ تونس کے درمیان دوستی کا سبب بن گئی پس جب عثمان نے 686ھ میں اس پر چڑھائی کی اور وہ مشرق کی جانب دور تک چلا گیا تو بجایہ کی عملداری کی طرف بھی گیا اور اس کے بقیہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے بجایہ سے جنگ کی جسے وہ سازش سے عملداری بنا کر خلیفہ تونس کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے وہاں سات روز تک اپنی فوجیں بٹھا رکھیں۔ پھر وہاں سے مغرب اوسط کی طرف پلٹ گیا۔ آخر کار اس نے تافر کنیت اور مازونہ کو فتح کر لیا۔

☆☆☆

باب: ۴۶

بنی مرین کے ساتھ دوبارہ جنگ اور تلمسان کا طویل محاصرہ

بنی مرین کا سلطان یعقوب بن عبدالحق بنی عبدالواد کے ساتھ صلح کے دوران فوت ہو گیا جو اسے جہاد میں مشغول کرنے کے لیے منعقد ہوئی، جس کے بعد اس کا بڑا بیٹا یوسف اس کی قوم کا امیر بنا اور یغمر اس اور اس کے بیٹے نے طاغیہ اور ابن الاحمر کی مکمل مدد کی تو اسی وقت یوسف بن یعقوب نے

طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی جس کے نتیجے میں وہ ابن الاحمر کے حق میں اندلس کی ان سرحدوں سے جو ان کے لیے تھیں، دستبردار ہو گیا۔ اب وہ بنی عبدالواد سے جنگ کے لیے فارغ تھا اور اس کے باپ کی وفات سے چار دن بعد اس کا کام درست ہو گیا۔ 689ھ میں یہ تلمسان کی طرف بڑھا اور عثمان نے اس کے مقابلہ میں فسیلوں کی پناہ لے لی۔ پس اس نے صبح کو تلمسان سے جنگ کی اور اس پاس کے درختوں کو کاٹ کر وہاں محبقتیں اور آلات نصب کیے چنانچہ اس نے اس کی قوت کو محسوس کر لیا تو وہاں سے بھاگ کر واپس چلا آیا۔ عثمان بن یغمر اس نے ابن الاحمر اور طاغیہ سے ساز باز میں اپنے باپ کے طریق کو اختیار کرتے ہوئے اپنے ایلچیوں کو تلمسان بھیجا، مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔

یوسف بن یعقوب کے متواتر حملے

مفراوہ تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پاس چلے گئے اور اس سے بہت تکلیف اٹھائی۔ بالآخر جب وہ تلمسان سے بھاگے تو عثمان نے حملہ کر کے ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ان پر غالب آ گیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے بیٹے ابو جومو کو وہاں بھیجا۔ پس جب 695ھ کا سال آیا تو یوسف بن یعقوب نے دوسری بار چڑھائی کر کے ندرومہ سے جنگ کی پھر وہاں سے دہران کی جانب چلا گیا جہاں جبل کیدرہ اور تاسکد ارت کے باشندوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس جگہ عبدالحمید بن الفقیہ ابی زید الیرناسی کا پڑاؤ تھا۔ پھر اس نے مغرب کی طرف لوٹے ہوئے حملہ کیا۔ عثمان بن یغمر اس مقابلہ میں نکلا تو اس نے ان پہاڑوں میں خوب قتل عام کیا کیونکہ یہ اس کے دشمن کی اطاعت کرتے تھے اور اس کی فوجوں سے الجھتے تھے چنانچہ اس نے تاسکد ارت کے پڑاؤ کو لوٹ لیا۔ یعقوب بن یوسف نے 696ھ میں تیسری بار اسے جنگ کے لیے روانہ کیا لیکن وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ حتیٰ کہ اس نے 697ھ میں اسے چوتھی بار جنگ کے لیے بھیجا تو وہ تلمسان میں ٹھہر گیا اور اس کا محاصرہ کر کے تعمیرات میں لگ گیا مگر وہاں سے پھر تین ماہ کے لیے بھاگ گیا اور راستے میں وجدہ کے پاس سے گزرا تو ازسرنو اس کی تعمیر کا حکم دے کر کام کرنے والوں کو وہاں اکٹھا کیا چنانچہ اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو اس کام پر نگران مقرر کیا اور اس کی شان کی خاطر قیام کیا۔ پھر یوسف مغرب کو چلا گیا اور بنو تو جین نے تلمسان سے یوسف بن یعقوب کے ساتھ جنگ کی جس میں اولادِ اسلامہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ یہ لوگ بنی یذللتن کے سردار اور اس قلعہ کے مالک تھے جو ان کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ پس جب یہ وہاں سے بھاگا تو عثمان بن یغمر اس نے جا کر ان کے شہروں پر قبضہ اور قلعہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ جو کچھ انہوں نے اس سے تکلیف پائی تھی اس نے کئی گنا زیادہ تکلیف پائی چنانچہ وہ طویل عرصہ تک ان کے علاقے میں مصروف رہا۔

ندرومہ پر ابو یحییٰ کا قبضہ

ابو یحییٰ بن یعقوب ندرومہ کی طرف گیا اور اس کے سردار زکریا بن تخلیف بن المطرف حاکم وقت سے ساز باز کر کے بزور قوت اپنی فوج کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا، پس بنو مرین، ندرومہ اور وقت پر قابض ہو گیا اور یوسف بن یعقوب اس کے پیچھے آ کر ان میں سے مل گیا۔ پھر سب کے سب تلمسان کی طرف بڑھے تو عثمان کو بھی قلعہ میں اپنے محصور مقام پر اس کی خبر پہنچ گئی تو وہ منزلیں طے کرتا ہوا تلمسان آیا۔ یوسف بن یعقوب کچھ وقت اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا پھر اس دن کی شام کو بنی مرین کے ہراول دستے بھی آ گئے جن کو انہوں نے شعبان 697ھ میں وہاں ٹھہرا دیا چنانچہ فوج نے تمام اطراف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ بعد میں یوسف بن یعقوب نے اس کے ارد گرد فسیلوں کی ایک باڑ بنا دی جس نے اسے گھیر لیا۔ پھر اس میں جنگ کے لیے راستے بنائے بالآخر اس نے فسیلوں کی جانب اپنی داد و دہش کے لیے ایک شہر کی حد بندی کر کے اس کا نام منصورہ رکھا اور کئی سال تک وہاں صبح و شام جنگ کرتا رہا۔ پھر اس نے مغرب اوسط اور اس کی سرحدوں کو فتح کرنے کے لیے اپنی فوج بھیجی جس نے بلاؤ مفراوہ اور بلاؤ تو جین پر قبضہ کر لیا۔ تلمسان کے محاصرہ میں وہ اپنی جگہ پر ڈٹ کر بیٹھ گیا مگر اپنے شکار کو پھاڑ کھانے شیر کی طرح اس سے آگے نہیں جاتا تھا یہاں تک کہ عثمان فوت ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا۔ والی اللہ المصیبر سبحانہ وتعالیٰ لا رب غیرہ۔



طویل ذلت آمیز محاصرہ میں عثمان بن یغمر اسن کی موت

اس کے بیٹے محمد بن ابوزیان کی حکومت کے حالات

جب یوسف بن یعقوب نے اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کیا تو عثمان اور اس کی قوم وہاں محصور ہو گئے۔ اس محاصرے نے گویا ان کا گلا گھونٹ دیا لہذا انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ آخر عثمان 703ھ میں یعنی اپنے محاصرے کے پانچویں سال فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوزیان نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔

عثمان کی وفات یا خودکشی

علامہ محمد بن ابراہیم ایلی جو ان کے گھر کی آمدنی و مصارف کے وکیل تھے، بتاتے ہیں کہ عثمان بن یغمر اسن نے دیماں میں وفات پائی۔ اس نے اپنے پینے کے لیے دودھ تیار کیا۔ اس میں سے کچھ دودھ پینے کے بعد اسے اور پیاس لگی تو اس نے پیالہ منگوا کر پھر دودھ پیا اور ابھی کھڑا ہوا ہی تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ اور ہم جو اس کے رفقاء تھے، خیال کرتے ہیں کہ اس نے دشمن سے مغلوب ہونے کی ذلت نئے بچنے کے لیے اس میں خود زہر ملا دیا تھا۔

علامہ بیان کرتے ہیں کہ خادم نے اس کی بیوی دختر سلطان ابواسحق بن امیر ابوزکریا بن عبدالواحد بن ابی حفص حاکم تونس کو آ کر اس کی خبر دی تو وہ آ کر اس پر گر پڑی اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا چنانچہ اس نے دروازوں کی بندش کے لیے ان پر خیمے لگا دیئے۔ پھر اس نے محمد ابوزیان اور موسیٰ ابوحمو کو پیغام بھیج کر بلایا اور ان دونوں سے ان کے باپ کی تعزیت کی۔ ان دونوں نے بنی عبدالواد کے مشائخ کو طلب کر کے ان کے سامنے سلطان کی بیماری کا حال بیان کیا تو ان میں سے ایک نے سوالیہ انداز میں اور قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا، سلطان ابھی ہمارے ساتھ تھا اور بیماری لگنے پر ابھی کوئی وقت نہیں گزرا۔ پس اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو ہمیں بتائیے۔ اس پر ابوحمو نے اسے کہا کہ جب وہ فوت ہو جائے گا تو تم کیا کرو گے؟ اس نے کہا ہم تمہاری مخالفت سے ڈرتے ہیں، ورنہ ہمارا سلطان، تمہارا بڑا بھائی ابوزیان ہے۔ چنانچہ ابوحمو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے بھائی کے ہاتھ پر جھک کر اسے بوسہ دے کر اسے اپنا عہد دیا۔ پھر مشائخ نے بھی اس کی اقتداء کی تو اسی وقت اس کی بیعت منعقد ہو گئی۔ بنو عبدالواد نے اپنے سلطان کا احاطہ کر لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور دستور کے مطابق اپنے دشمن سے لڑنے کے لیے نکلے گویا عثمان فوت نہیں ہوا۔

محاصرے میں گرانی کی انتہا

یوسف بن یعقوب کو ان کے محاصرے میں اپنے مقام پر اطلاع ملی گئی تو وہ درد مند ہوا، اور اس کے بعد اس کی قوم کی بہادری سے حیرت زدہ ہو گیا جس نے اپنی آمد کے دن سے لے کر مسلسل آٹھ سال تین ماہ تک ان کا محاصرہ رکھا جس میں انہیں ایسی تکلیف پہنچی جو کسی قوم کو نہ پہنچی تھی اور وہ مردہ جانور بلیاں اور چوہے کھانے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ انہیں خیال ہوا کہ وہ محاصرہ کے دنوں میں بے بس ہو کر مردہ آدمیوں کے اعضاء بھی کھا گئے ہیں۔ پھر انہوں نے آگ جلانے کے لیے چھت برباد کر دی اور خوراک، اجناس اور دیگر ضروریات کی چیزوں کے بھاؤ بہت گراں ہو گئے کیونکہ وہ منفعت کی حدود سے تجاوز کر گئے تھے۔ لہذا وہ لاچار ہو گئے، ایک پیانہ گندم کی قیمت ان کی زبان میں ایک برشالہ تھی، جس کی مقدار سے وہ آپس میں بارہ رطل اور دو مثقال کے نصف اور عمدہ سونے کے نصف سے لین دین کرتے تھے۔ گائے کی قیمت ساٹھ مثقال اور ایک دنبے کی قیمت

ساڑھے سات مثقال تھی۔ اور مردہ خچروں اور گدھوں کا ایک زطل گوشت، مثقال کی قیمت میں آتا تھا اور گھوڑوں کا گوشت دس درہم کا آتا تھا جو ایک مثقال کے برابر ہوتے ہیں اور مردہ یا ذبح شدہ گائے کی کھال تیس درہم میں ملتی تھی اور گھریلو بلی، ڈیڑھ مثقال میں اور گتے کی بھی یہی قیمت تھی۔ چوہا دس درہم میں اور سانپ بھی اسی قیمت میں پر ملتا تھا۔ مرغی تیس درہم میں، انڈا چھ درہم میں اور چڑیاں بھی اسی قیمت پر ملتی تھیں۔ تیل کا اوقیہ (1/4 چھٹانک) بارہ درہم میں اور گھی کی بھی یہی قیمت تھی۔ چربی کا اوقیہ بیس درہم میں اور لوبیا بھی اسی قیمت پر ملتا تھا۔ نمک کا ایک اوقیہ دس درہم میں اور لکڑیوں کا بھی یہی بھاؤ تھا۔ بنگو بھی کا ایک پھول، مثقال کی تین گنا قیمت میں اور خس کی سبزی بیس درہم میں، شلجم پندرہ درہم میں اور ایک گکڑی اور ایک خر بوزہ چالیس درہم میں، کھیرہ، دینار کی تین گنا قیمت میں اور تر بوز، تیس درہم میں انجیر اور آلو بخارا دس درہم میں ملتا تھا۔

چنانچہ محصور لوگوں نے اپنے اموال اور موجود سامان تباہ کر دیئے اور ان کی حالات خراب سے خراب تر ہو گئی۔ البتہ یوسف بن یعقوب کی حکومت تلمسان کے محاصرہ سے مضبوط ہونے کی وجہ سے منصورہ شہر کی مقبوضہ زمین وسیع ہو گئی۔ دُور دُور سے سودا گرا اپنے سامان تجارت کے ساتھ وہاں آنے لگے شہر آبادی سے اس قدر معمور ہو گیا کہ کوئی شہر اس طرح آباد نہ تھا۔ پھر اس نے بادشاہوں کو مصالحت اور محبت سے خطاب کیا اور تونس اور بجایہ سے موحدین کے ایلچی اور تحائف اس کے پاس آنے لگے۔ اسی طرح مصر اور شام کے فرمانرواؤں کے ایلچی اور تحائف بھی آئے چنانچہ وہ اس قدر طاقت ور ہو گیا کہ کوئی اس کا ہم سر نہ تھا۔

یوسف بن یعقوب کا انجام

بنی یغمر اس اور ان کے قبیلے کے محافظین جب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے تنگ آ کر ان کے ساتھ مرنے کے لیے نکلنے کا عزم کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی اور خصی جو عبید میں سے تھا، اس کے ہاتھوں سلطان یوسف بن یعقوب کو مروا کر ان کی تنگی کو دُور کر دیا۔ سلطان کے بعض خدشوں اور وسوسوں کی بدولت ناراض ہو کر اسے گھر کے ایک کونے کی خواب گاہ میں لے گیا اور اسے ایک خنجر مارا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ گئیں پھر اسے پکڑ کر اس کے وزراء کے پاس لے گیا جنہوں نے اس کی تکا بوٹی کر دی۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ ان کے عہد کی کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور حکومت خدائے واحد ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آل زبیران کے قوم اور ان کے شہریوں سے تکلیف کو دُور کر دیا۔

ابو جموحا ابوزیان سے مکالمہ

محمد بن ابراہیم ایلی نے بیان کیا ہے کہ ایک صبح کو سلطان ابوزیان اپنے محل کے گوشوں میں خلوت میں بیٹھا تھا اور یہ بدھ کا دن تھا۔ چنانچہ اس نے اجناس کے خازن ابن جفاف کو بلا کر پوچھا کہ سر بھر تہ خانوں میں کتنی خوراک باقی ہے۔ اُس نے بتایا کہ آج اور کل کی معاش کا سامان باقی رہ گیا ہے۔ لہذا اس نے ذخیرے کو چھپانے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں اس کا بھائی ابو جموحا ہاں آیا تو یہ خبر سن کر اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا۔ دونوں بغیر بات کیے خاموش بیٹھے رہے کہ اچانک سلطان ابواسحاق کے گھر کی وعدنامی لونڈی آئی جو محل کی آمدنی اور مصارف کی ذمہ دار تھی۔ اس نے کہا کہ آپ کے باپ کی چہیتی کنیریں اور زبیران کی بیٹیاں جو آپ کی بیویاں ہیں کہتی ہیں کہ ہمیں زندگی سے کیا سروکار۔ آپ کا محاصرہ طول پکڑ چکا ہے اور دشمن آپ پر نہمت لگانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اب تو آپ کے قتل پر رونے کے لیے زیادہ لوگ بھی باقی نہیں رہے۔ لہذا ہمیں قید کی ذلت سے بچائیں اور اپنی جانوں کو ہمارے بارے میں بھی راحت دلائیں۔ ہمیں اب ہماری ہلاکت کی جگہوں کے قریب کر دیں کیونکہ ذلت کی زندگی ایک مستقل عذاب ہے، ویسے بھی آپ کے بعد زندگی موت ہے۔ یہ سن کر ابو جموحا اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت قابل رحم لگتا تھا۔ کہنے لگا اس لونڈی نے آپ کو صحیح اطلاع دی ہے۔ ان کے متعلق اب کیا سوچ رہے ہیں۔ اس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دو، شاید اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسائش پیدا کر دے۔ اس کے بعد مجھ سے ان کے بارے میں مشورہ نہ کرنا بلکہ یہود و نصاریٰ کو ان کے قتل کرنے کے لیے بھیج کر میری طرف آجانا۔ ہم اپنی قوم کے ساتھ اپنے دشمن کے مقابلہ میں نکل کر موت کو قبول کریں گے۔ اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ چنانچہ ابو جموحا ناراض ہو گیا اور اس بارے میں مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم ہم اپنے اور ان کے لیے ذلت کا انتظار کریں گے۔ پھر اس کے پاس سے غضب ناک ہو کر اٹھا اور سلطان

ابوزیان رونے کے لیے تیار ہوا۔

ابوزیان کی غیبی امداد

ابن حجاج بیان کرتا ہے کہ میں اس کے سامنے اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جہاں سے نہ آگے ہو سکتا تھا اور نہ پیچھے۔ اسی دوران میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اچانک مجھے دربان نے اشارہ کرنے کے خوف زدہ کر دیا، اس نے دھیمی آواز میں کہا کہ میں سلطان کو اطلاع دوں کہ ایک ایلچی بنی مرین کے پڑاؤ سے آیا ہے۔ میں اسے صرف اشارے سے جواب دے سکا لیکن سلطان گھبراہٹ کے باعث ہمارے خفیف اشارے سے ہی بیدار ہو گیا چنانچہ میں نے اسے اجازت دے کر ایلچی کو بلا لیا۔ جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے بتایا کہ یوسف بن یعقوب ابھی فوت ہو گیا ہے اور میں اس کے پوتے ابو ثابت کا ایلچی بن کر آپ کے پاس آیا ہوں تو سلطان خوش ہو گیا پھر اس نے اپنے بھائی اور اپنی قوم کو بلایا یہاں تک کہ ایلچی کا پیغام سب نے سنا لیا۔ اور یہ ان دنوں ایک عجیب بات تھی۔

ابو ثابت کی مساعی

اس پیغام میں ایک یہ اطلاع بھی تھی کہ جب یوسف بن یعقوب فوت ہوا تو اس کے بھائیوں، بیٹوں اور پوتوں میں اس حکومت کے لیے سخت مقابلہ ہوا پھر اس کا پوتا ابو ثابت بنی ورتاجن کے پاس چلا گیا کیونکہ ان میں اس کے ماموں ہونے کی رشتہ داری تھی۔ چنانچہ اس نے انہیں اکٹھا کیا اور وہ اس کے پاس جمع ہو گئے پھر اس نے عثمان بن یغمر اس کی اولاد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اسے مدد دیں اور اگر اس کی مساعی ناکام ہو جائیں تو وہ اس کی پناہ گاہ اور مامن بن جائیں۔ اور اگر اس کی کوشش کامیاب ہو گئی تو بنی مرین کا پڑاؤ ان سے خالی ہو جائے گا۔ لہذا انہوں نے اس سے اس امر پر معاہدہ کر لیا اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اس نے ان سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان کی خاطر ان تمام عملداریوں سے دستبردار ہو گیا جن پر یوسف بن یعقوب نے ان کے علاقے پر قبضہ کیا تھا۔ حتیٰ کہ اس میں ان تمام فوجوں کو بھی واپس بلا لیا جنہیں اس نے ان کی سرحدوں پر بٹھایا تھا اور یہ مغرب اوسط میں اپنی عملداریوں میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد ان کا جو حال ہوا وہ ہم ابھی بیان کریں گے۔



باب: ۲۸

محاصرے کے بعد سلطان ابوزیان کی حکومت

محاصرے کی ذلت سے نکلنے اور بنی مرین کے ہاتھوں سے اپنی عملداریوں کو واکزرا کرانے کے بعد سلطان ابوزیان نے اپنی حکومت کا آغاز اس امر سے کیا کہ وہ آخر ذوالحجہ 706ھ میں اپنے بھائی ابو جومو کے ساتھ تلمسان سے بلا د مفر اوہ میں پہنچا اور وہاں جو لوگ بنی مرین کی اطاعت میں تھے، انہیں وہاں سے بھگا دیا۔ پھر ان کے عمال سے سرحدیں لے لیں، ان کی اطراف پر قبضہ کر کے اپنے غلام مساح کو ان پر امیر مقرر کر دیا اور واپس آ گیا۔

ابوزیان کی سرگرمیاں

پھر اس نے السرسو پر حملہ کیا۔ مذکورہ بالا محاصرے کے دنوں میں عربوں نے سوید اور دیالم کے زاناتہ اور بنی یعقوب بن عافی کے ان لوگوں سے مل کر جو ان سے تعلق رکھتے تھے، اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے لیکن اس نے مسلسل تعاقب کر کے ان پر حملہ کر دیا۔ پھر واپس آ کر بنی تو جین کے علاقے سے گزرا اور بنی عبدالقوی میں سے جو لوگ جبل میں باقی رہ گئے تھے ان سے اطاعت کا تقاضا کیا اور اپنے خروج

سے نو ماہ بعد تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ اس طرح اس نے اپنی حکومت کی اطراف کو مضبوط اور صاف کرنے کے بعد اپنے محالات اور باغات کی درستی کی طرف توجہ کی۔ اس کے ملک میں جو کچھ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا، اس کی مرمت کی لیکن اس دوران میں وہ بیمار ہو گیا اور سات ماہ تک اُسے شدید تکلیف رہی۔ آخر شوال 707ھ میں وہ فوت ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۴۹

حفصی دعوت کا تلمسان کے منابر سے ناپید ہونا

افریقہ میں حفصی دعوت تونس، بجایہ اور اس کے مضافات میں ان کے شرفاء میں منقسم ہو چکی تھی اور عیشہ اور دشتائہ کا شہران دونوں کے درمیان سرحد تھا۔ امیر ابو حفص ابن الامیر ابی زکریا اول تونس میں خلیفہ تھا اور اسے حاکم بجایہ اور الحضرة کی مغربی سرحدوں پر برتری حاصل تھی۔ بنی زیان اس کی بیعت کر چکے تھے اور منبروں پر اس کے نام سے حاضری ہوتی تھی۔ انہیں مولیٰ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم بجایہ کے ساتھ رشتہ داری کی وجہ سے تعلق خاطر تھا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب عثمان بجایہ آیا تو اس کی وجہ سے خوف لاحق ہو گیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ اپنے تعلق کی طرف رجوع کیا اور اس پر قائم رہے، یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی، ان دنوں تونس کے خلیفہ سلطان ابو عسیدہ بن واثق کی بیعت ہوتی تھی اور تلمسان کے منابر پر اسی کے نام سے حاضری ہوتی تھی۔ لیکن وہ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم سرحد کے ساتھ ان کی دوستی کے باعث ان سے کینہ رکھتا تھا۔ چنانچہ جب یوسف بن یعقوب نے تلمسان کے بالائی علاقے میں پڑاؤ کیا اور مشرق کی طرف اپنی فوج بھیج دیں اور عثمان بن یغمر اس نے حاکم بجایہ سے کمک طلب کی تو اس نے انہیں اس طرف سے ہٹانے کے لیے موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ انہوں نے جبل الزاب میں ان کے ساتھ جنگ کی تو سخت معرکے کے بعد موحدین منتشر ہو گئے اور بنو مرین نے انہیں قتل کر دیا۔ اس زمانے میں معرکہ کی جگہ کو مرسی الرؤس کہتے تھے کیونکہ اس میدان میں بکثرت سرکٹ کر گئے تھے اور یوسف بن یعقوب اور حاکم بجایہ کے درمیان مستحکم فیصلہ ہو گیا پس تونس کے خلیفہ نے اپنے اسلاف کی طرح موحدین کے مشائخ کو یوسف بن یعقوب کے پاس تجدید تعلقات کے لیے اور بجایہ کے حاکم کو افسانے کے لیے بھیجا۔ پھر عثمان بن یغمر اس کو یہ مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ وہ اس بات سے ناراض ہو گیا کہ اس کا خلیفہ اس کے دشمن کی مدد کر رہا ہے۔ لہذا اس نے اپنے منبروں سے اس کا ذکر موقوف کر کے اپنی حکومت اور قوم کو اس کی دعوت سے الگ کر لیا۔ یہ ساتویں صدی کے آخر کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۵۰

ابو جموال الاوسط کی حکومت کے واقعات

جب امیر ابوزیان فوت ہو گیا تو اس کے بھائی ابو جموال نے 707ھ کے آخر میں حکومت سنبھال لی۔ وہ بڑا بہادر، بیدار مغز، دانش مند، دُور اندیش، غیرت مند، سخت طبیعت، بد اخلاق، حد سے زیادہ عقل مند اور خود رائے تھا۔ وہ زنانہ کا پہلا بادشاہ ہے جس نے حکومت کے مراسم و قواعد کو مرتب و مہذب کیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ارباب حکومت کے لیے بھی اپنی تلوار کی دھار کو تیز کیا اور اپنی جنگ کی ڈھال کو ان کے لیے پلٹ دیا یہاں

تک کہ وہ اس کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے آداب سلطان کو سیکھا۔

عرف بن یحییٰ نے جوزغبہ میں سے سویڈ کا امیر اور شاہانہ مجالس کا شیخ ہے، بیان کیا کہ موسیٰ بن عثمان زنا تہ کی شاہانہ سیاست کا معلم ہے۔ زنا تہ تو صرف صحرا کے رؤسا تھے، یہاں تک کہ ان میں موسیٰ بن عثمان کھڑا ہوا جس نے اس کی حد بندی کی اور اس کے مراسم کی درستی کی۔ اس کے ہم سراں سے روایت کرتے ہیں۔ پس انہوں نے اس کے طریق کو قبول کر لیا اور اس کی تعلیم کی اقتداء کی۔

اور جب وہ خود مختار حاکم بنا تو اس نے اپنی حکومت میں اپنے کام کا آغاز سلطان بنی مرین کے ساتھ صلح کرنے سے کیا۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے اکابر کو سلطان ابو ثابت کے پاس بھیجا اور اس کی مرضی کے مطابق اس سے صلح کی پھر اس نے بنی تو جین اور مفراوہ کی طرف توجہ کی اور ان کی طرف فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ ان کے شہروں پر قبضہ کر کے ان کے سرکشوں کو مطیع بنا لیا۔ اسی طرح محمد بن عطیہ صم کو وانشرلیس کے نواح سے اور راشد بن محمد کو شلب کے نواح سے چلتا کیا۔ یہ یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہاں چلا گیا تھا پس اس نے اسے وہاں سے دور کر دیا اور دونوں عملداریوں پر قابض ہو گیا پھر ان پر عامل مقرر کر کے تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر 710ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ بنی تو جین کے بلاد کی طرف گیا اور ان کے شہروں کے درمیان تافرکنیت میں پڑاؤ کیا چنانچہ اس نے محمد بن عبدالقوی کی اولاد کو وانشرلیس سے چلتا گیا اور ان کی حکومت بنی تو جین میں منحصر ہو گئی لہذا اس نے ہمیشہ ان میں سے اور بنی تیغزین سے نوکر بنائے البتہ ان کے عظیم شخص یحییٰ بن عطیہ کو جبل وانشرلیس میں اس کی قوم کی امارت عطا کی نیز اولاد عزیز میں سے یوسف بن حسن کو اس کے مضافات کی امارت دی اور سعد بن سلامہ کو اس کی قوم بنی یدلتن کی امارت عطا کی جو بنی تو جین کا ایک قبیلہ ہے، ان کی عملداری کی غربی جانب کے باشندوں کا بھی امیر بنایا اور بنی تو جین کے دیگر قبیلوں کو اطاعت اور محصول کی شرط پر ریغمال رکھا۔ پھر ان سب پر اپنے پروردہ سالار یوسف بن حیون الہواری کو عامل مقرر کیا اور اپنے غلام مساح کو بلاد مفراوہ پر امیر مقرر کیا۔ ان دونوں کو آلات بنانے کی اجازت دی اور اپنے چچا کے بیٹے محمد کو ملیانہ کا امیر مقرر کر کے اسے وہاں ٹھہرایا اور خود تلمسان کی طرف لوٹ آیا۔



باب: ۵۱

برشک کی سرحد سے زیم بن حماد کی برطرفی

اس محل کے مشائخ کا یہ جاہل یعنی زیم مکلا نہ میں اپنے خاندان کی کثرت سے وجہ سے اس کے اندر اور باہر ہتا تھا، اس کا اصل نام زیری تھا لیکن عوام نے اس میں تصرف کر کے اس زیم بنا دیا۔ جب یغمر اس نے بلاد مفراوہ پر قبضہ کیا تو اس محل کے رہنے والے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ پھر جب وہ فوت ہو گیا تو اس جاہل کے دل میں خیال آیا کہ میں مفراوہ اور بنی عبدالواد کے درمیان برشک کی حکومت کا خود مختار حاکم بن جاؤں۔ اور ایک کو دوسرے سے لڑاؤں۔ چنانچہ اس نے اس امر کا عزم کر لیا اور اسے گزرا۔ پھر اس نے 783ھ میں برشک کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ عثمان بن یغمر اس نے 784ھ میں اس پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کی مگر اسے سرنہ کر سکا۔ پھر 793ھ میں مفراوہ پر چڑھائی کی تو ثابت بن مندیل نے برشک کی پناہ لے لی اور عثمان نے وہاں پر چالیس روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہ سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد زیری نے عثمان بن یغمر اس کی اطاعت کر لی جس نے اسے وہاں بھیج دیا تھا لیکن اس کی تلمسان واپسی پر اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے بعد بنو زیان اپنے محاصرے کی مصیبت میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ زیری برشک میں خود مختار بن گیا اور وہاں پر اس کی شان بڑھ گئی۔ جب بنی مرین بلاد مفراوہ پر غالب آئے تو یہ ان سے بچا اور ان کی فوجیں اطاعت و انقیاد کے اخلاص سے وہاں آتی رہیں۔ جب یوسف بن یعقوب کی وفات سے بنی مرین کی حکومت منشر ہو گئی اور بنو یغمر اس محاصرے سے باہر آئے تو اس نے اطاعت میں کمزوری دکھائی اور اپنی عادت کے

مطابق اس علاقے کو حاصل کرنے کی پھر کوشش کی۔ یہاں تک کہ جب ابو جومونے بلادِ مفر اوہ پر قبضہ کیا تو اس کی اطاعت اس شہر سے گزر کر اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ گئی جس سے زیری کو اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ اس کی خاطر مصر سے دست بردار ہو جائے گا۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے مفتی اعظم ابوزید عبدالرحمن بن محمد الامام کو اس کے پاس بھیجا جس کا باپ برشک کا باشندہ تھا اور زیری نے اسے اپنی پہلی بغاوت میں دھوکے سے قتل کر دیا تھا۔ تب اس کا یہ بیٹا عبدالرحمن اور اس کا بھائی عیسیٰ بھاگ کر تونس چلے گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے تعلیم حاصل کی اور الجزائر کی طرف لوٹ آئے اور اُسے اپنا وطن بنا لیا۔ پھر یہ دونوں ملیانہ کی طرف آگئے تو بنومرین نے ان دونوں کو ملیانہ میں قضا کا عہدہ دے دیا۔ پھر یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہ بنومرین کے کارندوں اور سالاروں کے ساتھ ابوزیان اور ابو جومو کے پاس ملیانہ گیا۔ ان میں مندیل بن محمد الکنانی افسر امور بھی شامل تھا جس کا ذکر ان کے حالات میں آتا ہے۔ یہ دونوں اس کے بیٹے محمد کو پڑھاتے تھے پس اس نے ابوزیان اور ابو جومو کے پاس ان دونوں کی علمی حیثیت کی بہت تعریف کی، جس نے ابو جومو پر اثر کیا پھر جب وہ با اختیار حاکم بنا تو اس نے طالب علموں کے لیے تلمسان میں المظہر کی جانب ایک مدرسہ تعمیر کیا جس کے دونوں طرف ان کے لیے گھر بھی بنائے اور ان دونوں کے لیے اس مدرسہ میں تدریس کے لیے دو دفتر بنوا کر انہیں فتویٰ اور شوریٰ کے لیے مختص کیا۔ ان دونوں کو اس کی حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا پس جب زیری نے ابو جومو سے امان طلب کی اور کہا کہ وہ اس کے پاس ایسے آدمی کو بھیجے جو اسے پُر امن طور پر اس کے دروازے تک پہنچا دے چنانچہ اس نے ان دونوں میں سے ابوزید عبدالرحمن الاکبر کو اس کی طرف بھیجا اور وہ ابو جومو سے یہ اجازت لینے کے بعد کہ اگر اس نے اس پر قابو پا لیا تو وہ اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے گا، اس کے پاس جانے کے لیے تیار ہو گیا، پس جب وہ برشک میں اترتا تو اس نے کئی روز تک وہاں قیام کیا اور زیری ان ایام میں صبح و شام ان کی مہمان سرا میں آتا رہا، اس اثناء میں وہ اس کے قتل کا منصوبہ بنا تا رہا یہاں تک کہ اس کا حیلہ کارگر ہو گیا اور ایک دن موقع پا کر اس نے اسے قتل کر دیا یہ واقعہ 708ھ میں پیش آیا۔ برشک کی حکومت اس طرح سلطان ابو جومو کو حاصل ہو گئی جس سے خود مختار مشائخ کا اثر مٹ گیا۔ والا موربید اللہ سبحانہ۔



باب: ۵۲

الجزائر کا محاصرہ اور ابن علان کی دستبرداری

الجزائر کا یہ شہر منہاجہ کے مضافات میں سے تھا اور بلکین بن زیری اس کی حد بندی کرنے والا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے اس میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر وہ موحدین کی عملداری میں آ گیا اور بنو عبدالمومن نے اسے مغربین اور افریقہ کے شہروں میں شامل کر لیا۔ چنانچہ جب بنو ابی حفص موحدین سے بے قابو ہو گئے اور ان کی حکومت بلادِ زناتہ تک پہنچ گئی جن کی سرحد تلمسان تھی تو انہوں نے بنومرین اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کو تلمسان پر عامل مقرر کیا۔ پھر مفر اوہ کے نواح پر بنی مندیل بن عبدالرحمن کو اور وانشریس اور اس کے ارد گرد جو تو جین کی عملداری تھی، اس پر محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کو عامل مقرر کیا۔ ان عملداریوں سے ماوراء الحضرة تک جو علاقہ تھا، وہ موحدین کی حکومت میں شامل تھا جو یہاں صاحب حکومت تھے۔ الجزائر کا عامل موحدین میں سے تھا۔ ان لوگوں نے جو الحضرة کے باشندے تھے، 764ھ میں مستنصر کے خلاف بغاوت کر دی تھی جو سات ماہ تک جاری رہی۔ چنانچہ اس نے 771ھ میں حاکم بجایہ ابو ہلال کو اشارہ کیا کہ وہ اس پر حملہ کرے۔ لہذا اس نے کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہاں سے بھاگ گیا، 774ھ میں ابوالحسن بن یسین نے دوبارہ موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا اور بزور قوت اس میں داخل ہو کر اُسے لوٹا اور اس کے مشائخ کو گرفتار کر لیا جو مستنصر کی وفات تک قیدی رہے۔

ابوزکریا کی خود مختاری

جب بنی حفص کی حکومت منقسم ہو گئی اور امیر ابوزکریا الاوسط اور اس کا باپ مغربی سرحدوں میں خود مختار ہو گئے تو انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعت بھیجی۔ پھر اس نے ابن اکمازیر کو ان پر حاکم مقرر کیا جو عمر رسیدہ اور پیر فرقت ہونے تک ان کا امیر رہا۔

ابن اکمازیر کی وفات

ابن علان الجزائر کے مشائخ میں سے اس کے اوامر کو قائم کرنے والا اور امارت کا پیش زد تھا جس کی وجہ سے اسے اپنے بقیہ ایام میں اہل جزائر پر حکومت حاصل رہی۔ جب ابن اکمازیر فوت ہو گیا تو اسے اپنے شہر میں خود مختار بن جانے کا خیال آیا پس اس نے اس کے امیر کی وفات کی شب اپنے ہمسرا اور اسلحہ بردار افراد کے لیے فوج بھیج کر ان کو قتل کرادیا۔ پھر صبح کو خود مختاری کا اعلان کر دیا اور سوار ہو کر میتجہ عربوں کے ثعالبہ اور غریب الوطنوں سے جا ملا چنانچہ اس نے بہت سے پیادہ اور تیر انداز اکٹھے کر لیے۔ بجایہ کی فوجوں نے کئی بار اس سے جنگ کی مگر یہ ان کے مقابلہ میں ڈنار ہا جس کے نتیجے میں وہ مکیش، بلاد میتجہ میں سے حمایت الکثیر پر غالب آ گیا۔ پھر جب انہوں نے بلاد شرقیہ پر غلبہ پالیا اور القاصیہ میں ڈور تک چلے گئے تو ابو یحییٰ بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی چنانچہ اس نے ناکہ بندی کر کے ان پر تنگی وارد کر دی۔ امیر خالد کا ایلچی قاضی ابوالعباس الغماری، ابن علان کے پاس سے یوسف بن یعقوب کی طرف جاتے ہوئے گزرا تو اس نے اُسے باقی رکھنے پر عاجزی کرتے ہوئے سلطان کی اطاعت امانتادی۔ پھر اس نے اس کی اطلاع بھیج کر اس کی سفارش کی چنانچہ اس نے اپنے باپ یحییٰ کو اس کے ساتھ مصالحت کرنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد امیر خالد نے اس سے جنگ کی تو وہ اس کے سامنے ڈنار ہا اور چودہ سال تک اسی حالت میں اس کو کئی مصائب بھی پیش آئے لیکن وہ اس سے جنگ کرنے کے لیے قوت جمع کرتا رہا چنانچہ جب سلطان ابوحمونے بلاد تو جین پر قبضہ کر لیا تو اس نے دانشرلیس پر یوسف بن حیون الہواری کو، اور بلاد مفر اوہ پر اپنے غلام مساح کو عامل مقرر کر دیا اور تلمسان واپس آ گیا۔

ابن علان کی دستبرداری

پھر 712ھ میں اس نے بلاد شلب میں ڈیرہ ڈال لیا اور اس کا غلام مساح فوجوں کے ساتھ آیا جس نے بقیہ نواح میں سے میتجہ پر قبضہ کر کے الجزائر کو ڈھال بنایا اور اس کا محاصرہ تنگ کر دیا یہاں تک کہ انہیں تکلیف نے بے بس کر دیا چنانچہ ابن علان نے اپنی جان بخشی کی شرط پر اس سے دست بردار ہونے کے متعلق پوچھا تو سلطان نے اس کی شرط کو قبول کر لیا۔ لہذا سلطان ابوحمونے الجزائر پر قبضہ کر کے اُسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ ابن علان، مساح کی فوج کی حفاظت میں کوچ کر گیا اور یہ شلب میں سلطان کے پاس چلے گئے۔ پھر وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور ابن علان بھی اس کی رکاب میں تھا پس اس نے اُسے وہاں ٹھہرایا اور اس سے اپنی شرط پوری کی یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ والبقاء، للہ سبحانہ۔

☆☆☆

باب: ۵۳

فرمانروائے مغرب کی تلمسان پر یلغار

جب عبدالحق بن عثمان نے حکومت کی مشکلات کے باعث فاس میں سلطان ابوالربیع کے خلاف بغاوت کی اور بنی مرین کے حاکم حسن بن علی بن ابی الطلاق نے وزیر حواہ بن یعقوب کی مداخلت سے اس کی بیعت کر لی، جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوا اور تازی پر قبضہ کر لیا تو سلطان ابو

الربیع نے ان پر چڑھائی کر دی چنانچہ انہوں نے سلطان ابوحمو کے پاس اپنے فریادی وفد کو بھیجا پھر ابو الربیع نے جلدی سے انہیں جالیا اور تازی میں ان پر غالب آ گیا۔ لہذا وہ سلطان ابوحمو کے پاس چلے گئے اور اسے مغرب کے خلاف مدد دینے کی دعوت دی تاکہ وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کے مددگار ہوں اس دوران میں سلطان ابو الربیع فوت ہو گیا اور ابوسعید عثمان بن یعقوب بن عبدالحق مغرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا، اب اس نے سلطان ابوحمو سے مطالبہ کیا کہ وہ ان لوگوں کو اس کے سپرد کر دے جو اس کے پاس چلے آئے ہیں مگر اس نے ان کو سپرد کر کے اپنا عہد توڑنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان لوگوں کو سمندر کی طرف کنارے کی جانب بھیج دیا تو سلطان ابو سعید نے اس سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس سے صلح کر لی پھر یعیش بن یعقوب بن عبدالحق کو اپنے بھائی سلطان ابو سعید کے ہاں جو مقام حاصل تھا، اس کے بارے میں اسے شبہ ہو گیا کیونکہ اس کے متعلق اس کے پاس شکایت کی گئی تھی لہذا وہ اس سے الگ ہو کر تلمسان چلا گیا اور سلطان ابوحمو نے اُسے اس کے بھائی کے مقابلے میں پناہ دے دی جس سے ناراض ہو کر اس نے 714ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا۔ اپنے بیٹے امیر ابوعلی کو امیر مقرر کر کے اسے اپنے ہراؤل دستے میں بھیجا اور خود ساقہ یعنی عقبی دستے کو لے کر چلا چنانچہ اسی تیاری میں وہ تلمسان کے مضافات میں داخل ہوا اور اس کے میدانی علاقے کو تاراج کیا پھر وجہہ سے جنگ کر کے اُسے تنگی میں ڈال دیا۔ وہاں سے تلمسان کی طرف بڑھا اور اس کے میدان میں پڑاؤ کیا۔ موسیٰ بن عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے قلعہ بند ہو گیا چنانچہ وہ اس کے مضافات اور رعایا پر غالب آ گیا۔ پھر سلطان ابو سعید اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی حکومت کی علامات اور بلاد کو تباہ و برباد کرتا ہوا چلا۔ پس جب اس کا گھیراؤ ہو گیا اور سلطان کا دباؤ اس پر بڑھ جانے سے وہ اپنے انجام کے متعلق اس سے خائف ہو گیا تو اس نے ان وزراء کو جنہیں وہ اپنے اموال دیا کرتا تھا، خطاب کرنے کا ایک نہایت لطیف حیلہ اختیار کیا، وہ انہیں ان کے سلطان کے مشوروں سے دھوکہ دیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسی لیشین بن یعقوب سے ان کی مراجعت کا تقاضا کیا اور یہ کہ وہ اسے اس کے بھائی سے حکومت لے کر دے۔ پھر اس نے ان کے خطوط سلطان ابو سعید کے پاس بھیجے جن سے اس کا دل خوف زدہ ہو گیا۔ چنانچہ اپنے خواص اور دوستوں کے بارے میں اسے شبہ پیدا ہو گیا اور وہ اسی تیاری میں مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کی واپسی کے بعد اس کے بیٹے عمر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کچھ عرصہ کے لیے تلمسان اور اس کے باشندوں سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ اس بارے میں اپنے وقت پر حکم الہی آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



باب: ۵۴

بجایہ کے محاصرے کے حالات اور اس کے سبب کی وضاحت

جب سلطان ابو سعید مغرب کی طرف واپس آیا اور تلمسان سے غافل ہو گیا تو سلطان ابوحمو نے اپنی عملداری کے اہل قاصیہ کے لیے تیاری کی پھر راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل اس غفلت کے دوران بلاد زوادہ سے آیا اور شلب میں قیام کیا تو اس کی قوم کے بڑے بوڑھے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ جب سلطان ابوحمو کو سارے حالات کی خبر ہوئی تو وہ اپنے بیٹے ابوتاشیفین کو تلمسان پر عامل بنانے کے بعد اس پر حملہ کرنے کے لیے گیا۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے فوجیں اکٹھی کیں تو وہ تیزی سے اس کے آگے بجایہ کی طرف بھاگ گیا البتہ بنو سعید جبال شلب میں اپنے قلعوں میں اس کی دعوت پر قائم رہے پھر سلطان ابوحمو نے وادی نمل میں اتر کر خیمہ لگا لیا اور وہاں اپنی عملداریوں کے باشندوں کو بنی ابو سعید کے محاصرہ کے لیے اکٹھا کیا جو راشد بن محمد کے پیروکار تھے۔ پھر اس نے وہاں پر ایک محل بنایا جو اس کے نام سے مشہور ہے تب اس نے القاصیہ پر قبضہ کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں۔ وہیں پر 711ھ میں حاجب حج سے واپسی پر اسے ملا۔ پس اس نے اسے بجایہ کے خلاف اُکسایا اور اس میں اسے رغبت دلائی۔ جب سے مولانا سلطان ابو یحییٰ نے اُسے خط بھیجا تھا اس وقت سے اس کے دل میں اس کی آرزو تھی۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ جب اس نے اپنے بھائی خالد کے خلاف بغاوت کی اور قسطنطینہ میں اپنی دعوت دی اور بجایہ پر حملہ کیا تو جیسا کہ ان کے حالات میں پہلے بیان ہو چکا ہے، اس

نے وہاں شکست کھائی۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے بعض آدمیوں کو سلطان ابوحمو کو ابن خلو ف اور بجایہ کے خلاف براہیختہ کرنے کے لیے اس کے پاس بھجوایا، اسی طرح ابن خلو ف نے اس کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجے تو اس بات نے اسے بجایہ کی حکومت کی آرزو دلائی۔

بجایہ کا محاصرہ

جب ابن خلو ف فوت ہو گیا اور اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال اس کے پاس گیا تو اس نے اُسے اُکسایا اور ترغیب دے کر اُسے الجزائر کے حالات سے غافل کر دیا۔ پھر جب وہ الجزائر پر غالب آ گیا تو اس نے اپنے غلام مسامح اور ابن ابی حیی کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ جبل الزاب تک پہنچے تو ابن ابی حیی فوت ہو گیا اور مسامح واپس آ گیا۔ پھر وہ دشمن کے حملے سے خوف زدہ ہو کر اس کے حالات سے غافل ہو گیا چنانچہ جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے۔ وہ شلب شہر میں اُتر اور عثمان بن سباع بن یحییٰ بن سباع بن سہل امیر زوادوہ اس سے ملا اور اسے ان مغربی سرحدوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی جو موحدین کی عملداری میں تھیں تو اس نے خوش ہو کر فوجیں جمع کیں اور اپنے چچا ابو عامر برہوم کے بیٹے مسعود کو ایک فوج کا سالار مقرر کر کے اسے بجایہ کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا پھر اپنے چچا یوسف کے بیٹے محمد کو جو ملیانہ کا سردار تھا، دوسری فوج کا سالار مقرر کیا۔ اسی طرح اپنے غلام مسامح کو ایک اور فوج کا سالار مقرر کر کے بجایہ اور اس کے ماوراء علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا۔ پھر موسیٰ بن علی الکرودی کو ایک اور بہت بڑے لشکر کا سالار مقرر کر کے اسے زوادوہ اور زغبہ عربوں کے ساتھ صحرا کے راستے بھیجا چنانچہ وہ سیدھے چلے گئے اور انہوں نے اس کے قریبی علاقوں میں کارنامے دکھائے اور بلاد شرقیہ میں دُور تک چلے گئے یہاں تک کہ بلاد بونہ تک پہنچ گئے۔ بعد ازاں وہاں سے واپس آتے ہوئے راستے میں قسطنطینہ سے گزرے اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتے کرتے ابن ثابت کے پہاڑ پر چڑھ گئے، جو قسطنطینہ کے قریب تھا چنانچہ انہوں نے اسے لُٹ لیا۔ پھر وہ بنی باورار سے گزرے اور اسے بھی لُٹ کر جلا دیا۔ اسی طرح جن دوسرے علاقوں سے وہ گزرے انہیں بھی لُٹ لیا اور ان کے درمیان حسد کے باعث مقابلہ بازی پیدا ہو گئی۔ لہذا وہ پراگندہ ہو کر سلطان کے پاس چلے گئے۔ تب مسعود بن برہوم بجایہ کے محاصرہ کے لیے گیا اور اس نے اپنی قیام گاہ باصفون میں ایک قلعہ تعمیر کیا جہاں سے وہ اپنی فوجوں کو اس سے جنگ کرنے کے لیے بھیجتا تھا بعد میں اس نے میدان میں تدبیر کی پھر وہ قلعے کی طرف واپس آ گیا اور اسی حالت پر قائم رہا، یہاں تک کہ اسے محمد بن یوسف کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ مگر وہ ایک مدت کے بعد ہی اس کے محاصرہ کے لیے واپس آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۵۵

بلاد بنی تو جین میں محمد بن یوسف کی بغاوت اور سلطان کے ساتھ معرکہ آرائی

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، محمد بن یوسف جب مشرق کی طرف سے واپس آیا اور موسیٰ بن علی الکرودی اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا تو غصے سے اس کا دل بھڑک اٹھا۔ چنانچہ سلطان کے پاس اس کی شکایت ہوئی جس نے اسے ملیانہ سے معزول کر دیا۔ اس نے اس غم کی وجہ سے سر جھکا لیا اور تلمسان میں اپنے بیٹے امیر ابوتاشیفین سے ملاقات کرنے کی اجازت چاہی۔ چونکہ وہ اس کا خواہر زادہ تھا لہذا اس نے اسے اجازت دے دی۔ پھر اس کے بیٹے کو اسے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس نے سلطان کی قیام گاہ کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اجنبی بن کر اُسے روک دیا جس سے وہ شک میں پڑ گیا اور خوفزدہ ہو کر اس پڑاؤ سے بھاگ گیا۔ پھر وہ المریہ چلا گیا اور سلطان ابوحمو کے عامل یوسف بن حسن بن عزیز کے ہاں قیام کیا جہاں اس نے اس کی قوم اور ان کے ساتھی عربوں سے اس کی بیعت لی۔ چنانچہ انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر چڑھائی کی جو مہل میں تھا، جہاں اس نے اپنی فوجوں کے

ساتھ ان سے جنگ کی۔ سلطان کو شکست ہوئی اور وہ تلمسان چلا گیا۔ اس طرح محمد بن یوسف بنی تو جین اور مفرز اوہ پر غالب آ گیا۔ پھر وہ ملیانہ میں اُترا اور سلطان دخول سے کچھ دن بعد تلمسان سے نکل کر اس نے فوجوں کو جمع کیا اور اپنی خامیوں کو دُور کر کے مسعود بن برہوم کو اس کی جگہ پر اشارہ کیا کہ وہ فوجوں کو لے کر بجایہ کے محاصرہ کے لیے پہنچے تاکہ وہ پیچھے سے اس کی ناکہ بندی کر لے۔ محمد بن یوسف نے اس سے الجھنے کے لیے ملیانہ سے بغاوت کر دی۔ تب اس نے ملیانہ پر یوسف بن حسن بن عزیز کو والی مقرر کیا۔ پھر اس نے بلاد ملکیش میں اس سے جنگ کی اور محمد بن یوسف کو شکست ہوئی چنانچہ اس نے جبل مرصالہ کی پناہ لی اور مسعود بن برہوم نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہ بھاگ کر سلطان کے پاس چلا گیا جہاں ان سب نے ملیانہ سے جنگ کی اور سلطان اس میں بزور قوت داخل ہو گیا۔ یوسف بن حسن کو اس کی کمین گاہ کے ایک راستے سے قید کر کے اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے معاف کر کے آزاد کر دیا۔ پھر اس نے المریہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر نواح کے لوگوں سے ضمانت لی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ محمد بن یوسف نے نواح پر احسانات کیے چنانچہ اس طرف اس کی دعوت پھیل گئی۔ اس نے سلطان ابو یحییٰ سے اطاعت کے بارے میں گفتگو کی اس نے اس کی طرف تحائف اور آلہ بھیجا اور یغمر اس بن زیان کا افریقہ کا حصہ اس کے لیے مخصوص کر دیا۔ اس کے علاوہ اسے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا۔ پھر بنی تو جین کے بقیہ علاقے پر قبضہ کر لیا اور جبل وانشر لیس کے بنو تیغیرین نے اس کی بیعت کر لی، لہذا یہ ان پر غالب آ گیا۔ پھر سلطان نے 717ھ میں مشرق پر حملہ کیا اور المریہ پر قابض ہو گیا۔ یوسف بن حسن کو محمد بن یوسف کی مدافعت کے لیے وہاں کا والی مقرر کیا۔ پھر اس سے اور عملدار یوں کے باشندوں سے، اور زنانہ کے قبائل اور عربوں سے، حتیٰ کہ اپنی قوم بنی عبدالواد سے ضمانت لینے میں کوئی کمی نہ کی۔ پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور انہیں گاؤں میں اتارا۔ یہ ایک وسیع نشیب ہے، جو بعض عظیم شہروں کے مشابہ ہے، اس کو اس نے گروی رکھنے کے لیے بنایا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اندر اس حد تک بڑھ گیا کہ اس نے ایک قوم اور ایک قبیلے اور ایک خاندان سے متعدد ضمانتیں لیں۔ تب یہ معاملہ شہری اور سرحدی باشندوں کے علاوہ مشائخ اور عوام تک تجاوز کر گیا لہذا اس نے اس قصبہ کو ان کے بھائیوں اور بیٹوں سے بھر دیا اور اُسے قوموں کے بعد قوموں سے پُر کر دیا۔ نیز انہیں گھر بنانے اور مقامی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔ ان کے لیے مساجد کی حد بندی بھی کر دی۔ لہذا انہوں نے وہاں جمعہ کی نماز پڑھی۔ وہاں کے بازار اور صنعتیں خوب پھلی پھولیں اور اس عمارت کا حال اس سے کہیں عجیب تر تھا جو گزشتہ زمانوں میں قید خانے کا بیان کیا گیا ہے۔ محمد بن یوسف بلاد تو جین میں اپنے خروج کے مقام پر ہی مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان کی وفات ہو گئی۔ والبقاء للہ۔

☆☆☆

باب: ۵۶

سلطان ابو جموں کے قتل کے بعد ابوتاشفین کی حکومت کے حالات

سلطان ابو جموں نے اپنے چچا برہوم کے بیٹے کو اس کی شجاعت اور دانشمندی کی وجہ سے اپنے خاندان اور قرابت داروں میں سے منتخب کر کے اپنا متنبی بنا لیا تھا کیونکہ اس کے باپ برہوم نے جو ابو عامر کنیت کرتا تھا، اپنے بھائیوں میں سے عثمان بن یغمر اس کو مختص کر لیا تھا۔ وہ اسے اپنے بیٹوں پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے معاملات میں اس سے مذاکرات کیا کرتا تھا اور اسے اپنی خلوتوں میں لے جاتا تھا۔

ابوتاشفین

اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کی طرف ابوتاشفین کو اس کے عجمی کافر دوستوں کے ساتھ بھیجا جو اس کی تربیت گاہ میں اس کی خدمت کرتے تے۔ ان میں ہلال بھی تھا جو قطانی کے نام سے مشہور تھا، اور مسامح بھی تھا جسے صغیر کہتے تھے اور فرج بن عبد اللہ، ظافر، مہدی اور علی بن تا کدرت بھی

شامل تھے۔ فرج کا قلب شقورہ تھا۔ ان سب میں اسے ہلال بہت مرغوب و محبوب تھا۔ اس کا باپ ابو جومو اکثر اسے دوستی کے بارے میں ڈانٹ ڈپٹ کیا کرتا بلکہ بعض اوقات وہ اسے بے ہودہ گالی گلوچ بھی کرتا تھا۔ اللہ اسے معاف کرے۔ لہذا اس طرح وہ اسے ناراض کر دیتا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ شدید حملہ آور اور حد سے بڑھ کر عذاب دینے والا اور ڈانٹ ڈپٹ کے علاوہ ادب کی حدود سے تجاوز کر جانے والا بھی تھا۔ چنانچہ وہ عجمی کافر اس کے رعب تلے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے آقا ابوتاشیفین کو اس کے باپ کے خلاف اُکساتے اور اس کی غیرت کو ابھارتے۔ اسے یہ بھی کہتے کہ اس نے اسے چھوڑ کر ابن ابی عامر کو منتخب کر لیا ہے۔ اس کے بعد یہ بھی ہوا کہ مسعود بن ابی عامر نے ابو جومو کے باغی محمد بن یوسف کے مقابلے میں جب وہ بجایہ کے محاصرہ سے واپس آ رہا تھا، بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ سلطان نے اس بات پر اس کی تعریف کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمن کو اس کے عم زاد کے مقام نجابت و شجاعت کی وجہ سے غیرت دلائی، جس سے وہ اس سے از سر نو دوستی کرنا چاہتا تھا اور اسے کمال کی ترغیب دیتا تھا۔ اس کے چچا ابو عامر ابراہیم بن یغمر ان نے بادشاہوں کے پاس جا کر جو انعامات حاصل کیے اور اس کے باپ اور بھائی نے اپنے باقی ماندہ ایام میں جو اسے جاگیر دی اس سے وہ مال دار ہو گیا تھا۔ جب 796ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی عثمان کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کی تو اس نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کے ورثہ کو اپنے مال کی جگہ پر رکھا یہاں تک کہ اس سے ان کے حالات بہتر ہو گئے۔ اس کے بیٹے ابو سرحان کا یہ ایسا معرکہ تھا جس میں اس کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی تو سلطان ابو جومو نے سوچا کہ وہ اس کی کمزوری کو دُور کرنے کے لیے اس کے باپ کی وراثت سے دے دے۔ چنانچہ وہ امانت کو اس کے پاس لے گیا اور اس کے بیٹے ابوتاشیفین کے علاوہ اس کے بڑے بھائی کافر دوستوں کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو انہوں نے سمجھا کہ یہ حکومت کا مال ہے جو اس کے پاس لے جایا گیا ہے کیونکہ اس کے باپ ابو عامر کے ورثہ پر بہت عرصہ گزر چکا ہے۔ لہذا انہوں نے سلطان پر الزام لگایا کہ وہ اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کی بجائے اُسے اس پر ترجیح دے رہا ہے۔ انہوں نے ابوتاشیفین کو حکومت پر حملہ کرنے کے لیے اُکسایا نیز اسے اس کے دشمن مسعود بن ابی عامر کو دھوکے سے قتل کرنے اور سلطان ابو جومو کو قید کرنے پر بھی آمادہ کیا تا کہ وہ مکمل طور پر خود مختار ہو جائے اور اس کے لیے انہوں نے دو پہر کا وقت مقرر کیا۔ سلطان اپنی مجلس سے واپس آتا تھا چنانچہ محل کے بعض کمروں میں اس کے خاص دوست جمع ہو گئے جن میں مسعود بن ابی عامر اور بنی ملاح کے وزراء بھی تھے۔

ابن الملاح کے فرائض

ابن بنو ملاح کو سلطان نے اپنے بقیہ ایام میں حاجب کے طور پر مقرر کیا ہوا تھا۔ اس کے ہاں اس عہدے سے گھر کی آمدن و مصارف اور اندرونی اور بیرونی معاملات کی نگرانی کی ذمہ داری مراد تھی۔ بنو ملاح قرطبہ کے گھرانے والے تھے جہاں وہ دینار اور درہم کے سکے ڈھلانے کا پیشہ کرتے تھے۔ بسا اوقات ان کی امانت پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں نگرانی کا کام بھی دے دیا گیا۔ ان کا پہلا آدمی قرطبہ کے مسافروں کے ساتھ تلمسان آیا تھا لہذا انہوں نے اپنا پہلا پیشہ اختیار کر لیا اور اس کے ساتھ کاشت کاری کا بھی اضافہ کر کے عثمان بن یغمر اس اور اس کے بیٹے کی خدمت میں لگ گئے۔ انہیں ابو جومو کی حکومت میں بڑی اہمیت اور فوقیت حاصل تھی پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان میں سے محمد بن میمون ابن الملاح اور پھر اس کے بیٹے محمد الاشقر کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم بن محمد کو اپنے حاجب کے طور پر مقرر کیا جس کے ساتھ اس کے قرابت داروں میں سے علی بن عبداللہ بن الملاح بھی شریک ہو گیا۔ یہ دونوں اس کے گھر کے کاموں کے ذمہ دار تھے اور اس کے خواص کے ساتھ اس کی خلوت گاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس روز یہ سلطان کے ساتھ اس کی مجلس کے درخواست ہو جانے کے بعد حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ قرابت داروں میں سے مقتول مسعود اور حما موش بن عبدالملک بن حنیفہ بھی تھے۔ غلاموں میں سے معروف الکبیر ابن ابی الفتوح بن عشر بھی تھا جو نصر بن علی کے بیٹوں میں سے تھا جو بنی یزید بن تو حین کا امیر تھا جس کو سلطان نے اپنا وزیر بنایا ہوا تھا۔

ابوتاشیفین کی کارروائی

جب ابوتاشیفین کو ان کے اکٹھے ہونے کا پتہ چلا تو اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ ان پر حملہ کر کے حاجب کو دروازے پر قابو کر لیا اور

دروازے کو مضبوطی سے بند کرنے کے بعد اس میں ہر طرف سے داخل ہو گئے۔ جب گھر کے درمیان پہنچ گئے تو انہوں نے سلطان کو اپنی تلواروں کی زد پر لے کر اُسے قتل کر دیا البتہ ابوتاشیفین ان سے الگ رہا۔ انہوں نے اسے موقع نہ دیا اور ان میں سے ابوسرحان گھر کے ایک کمرے میں چھپ گیا اور اسے مضبوطی سے بند کر لیا تو انہوں نے دروازہ توڑ کر اسے بھی قتل کر دیا جو خواص بھی وہاں موجود تھے، انہیں بھی مار ڈالا۔ بہت کم لوگ بچ سکے۔ بنو ملاح کے وزراء بھی مر گئے اور ان کے گھروں کو ٹوٹ لیا گیا اور شہر کی گلیوں میں گھوم کر منادی کرنے والے نے کہا کہ ابوسرحان نے سلطان سے خیانت کی ہے اور اس کے بیٹے ابوتاشیفین نے اس سے بدلہ لیا ہے اور لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔

موسیٰ بن علی الکروی

سالار افواج موسیٰ بن الکروی نے یہ آواز سنی تو وہ سوار ہو کر محل کی طرف آیا لیکن اُسے بند پایا تو اسے کئی خیالات آئے چنانچہ اسے حکومت پر مسعود کے قبضہ کرنے کا خوف پیدا ہوا۔ اس نے بزرگ رشتہ دار عباس بن یغمر اس کی طرف پیغام بھیجا جس نے اسے محل کے دروازے پر بلایا، اتنے میں منادی کرنے والا ان کے پاس سے گزرا تو اسے ابوسرحان کے مرجانے کا یقین ہو گیا لہذا عباس کو اٹے پاؤں اس کے گھر کی طرف واپس کر کے خود سلطان ابوتاشیفین کے پاس چلا گیا۔ اسے جنگ سے بڑی حیرت تھی۔ لہذا اس نے اسے تسلی دیتے ہوئے جرأت دلائی اور اسے اپنے باپ کی نشست گاہ میں بٹھایا۔ پھر اس کے لیے اس کی قوم کی بیعت کی خصوصاً اور عوام کی بیعت کی عموماً ذمہ داری لی۔ یہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے۔ سلطان نے قصر قدیم میں اس کے اسلاف کے مقبرہ میں اس کے کفن دفن کا سامان کیا اور وہ دوسروں کے لیے ایک عبرت بن گیا۔ والبقاء اللہ۔

سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز میں بقیہ قرابت داروں کو جو یغمر اس کی اولاد میں سے تلمسان میں موجود تھے، بھجوانے کے لیے وقت مقرر کیا۔ پھر ان کے نمائندہ بننے کے انجام کے خوف سے اور ان کی جانب سے حکومت میں جو فتنے پیدا ہو سکتے تھے، ان کے پیش نظر انہیں کنارے کی طرف بھجوا دیا۔ اپنے غلام ہلال کو حاجب کا عہدہ دیا۔ چنانچہ اس نے اس ذمہ داری کو اٹھالیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں سیاہ و سفید کا مالک بن گیا یہاں تک کہ اسے برطرف کر دیا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس نے یحییٰ بن موسیٰ سنوسی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا، شلب اور مفر اوہ کے بقیہ مضافات کا امیر مقرر کیا۔ اسی طرح محمد بن سلامہ بن علی کو اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا جو تو جین کے بنی یلتن کے علاقے میں تھی۔ پھر اس کے بھائی سعد کو معزول کر دیا جو مغرب کی طرف چلا گیا۔ موسیٰ بن علی الکروی کو مشرق کی جانب پر امیر مقرر کرنے اور اُسے بجایہ کا محاصرہ کرنے کا کام سپرد کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی حکومت کو محلات کے تعمیر کرنے اور باغات بنانے پر آمادہ کیا۔ جس کام کو اس کے باپ نے شروع کیا تھا اس نے اُسے پورا کیا۔ پس محلات اور قلعے خوبصورتی سے تعمیر ہونے کی وجہ سے اس کے حالات و واقعات مشہور ہو گئے اس کو ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۵۷

سلطان ابوتاشیفین کا جبل و انشریس پر حملہ اور محمد بن یوسف پر غلبہ پانا

جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں محمد بن یوسف، سلطان ابوحمو کی واپسی کے بعد جبل و انشریس اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا تھا اور مفر اوہ کی ایک جماعت بھی اس کے پاس آگئی تھی۔ پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور گرد و نواح میں اس کی قوت بڑھ گئی۔ ابوتاشیفین کو اس کے معاملے نے پریشان کر دیا پس اس نے اس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لیے فوج اکٹھی کر کے اپنی کمزوریوں کو دور کیا پھر انشریس کا محاصرہ کر لیا اور بنو تو جین اس کے پاس اور مفر اوہ محمد بن یوسف کے پاس جمع ہو گئے۔ بنی تو جین میں سے تیغین، ابن عبدالقوی کے دوست تھے جس نے بقیہ بنی تو جین میں اسے چن لیا تھا۔ وہ اپنی ریاست میں عمر بن عثمان کی طرف رجوع کرتے تھے لہذا اس نے اس وجہ سے اسے ناراض کر دیا۔ پھر اس نے